انوار الایضاح

شرح اردو

نور الایضاح

شارح

حضرت مولانا مفتی وسیم احمد صاحب قاسمی

استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

انوار الایضاح

شرح اردو

نور الایضاح

از کتاب الطہارۃ تا کتاب الحج

شارح

حضرت مولانا مفتی وسیم احمد صاحب قاسمی

استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 32213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مارچ ۲۰۱۲ء علمی گرافکس
ضخامت : 829 صفحات

www.darulishaat.com.pk

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……… ملنے کے پتے ………

ادارۃ المعارف جامعہ دار العلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

انتساب

احقر الوریٰ اپنی اس علمی کاوش کو
مادرِ علمی .... خادم العلوم باغونوالی
مادرِ علمی .... ازہر الہند دار العلوم دیوبند
مادرِ علمی .... جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
اور اپنے مرحوم ومغفور والدین کی جانب منسوب کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے۔

العبد
وسیم احمد بلبیل پوری
خادم التدریس شعبۂ عربی
جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور (یوپی)

انوار الایضاح کی خصوصیات

(۱) حتی الامکان حل عبارت کے واسطے لفظی ترجمہ کیا گیا ہے پھر مسئلہ کا عنوان قائم کر کے عبارت کی مناسب تشریح کر دی گئی ہے۔

(۲) ہر مسئلے پر نمبر لگایا گیا ہے چنانچہ کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج کے اخیر تک پوری کتاب میں ۱۴۸۲ ارقام وجود میں آئے ہیں لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نور الایضاح میں ۱۴۸۲ مسائل ہیں اور بعض دفعہ ہم نے ایسا بھی کیا ہے کہ ایک مستقل لمبا مسئلہ ہے اور اس کے تحت میں متعدد ضمنی مسائل بھی ہیں تو ان ضمنی مسائل کو الگ سے رقم کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ ان مسائل کو ضمن میں لے کر صرف ایک نمبر کے ذریعہ مرقم کیا ہے۔

(۳) مشکل الفاظ کے حلِ لغات وحلِ ضمائر عربی عبارت کے بعد ترجمہ سے قبل لکھے گئے ہیں۔

(۴) انوار الایضاح کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ مسئلہ کی تشریح کے بعد اختیاری مطالعہ کا عنوان اسی عبارت کی مناسبت سے قائم کیا گیا ہے تا کہ شائقین حضرات کی دلچسپی کا باعث بنے اور تشنگانِ علومِ نبوت اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔۔

(۵) فقہی کتابوں کے حوالہ جات بھی ہر مسئلہ کے ساتھ لکھ دئے گئے ہیں تا کہ اعتماد میں اضافہ ہو اور اہل علم وطلبہ فقہ کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔

عاجزانہ گزارش

احقر کی یہ ٹوٹی پھوٹی کاوش جو صرف ایک دینی ضرورت سمجھ کر محض رضائے الٰہی کے لئے اسی کی توفیق سے انجام دی گئی، اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے غلطی اور بھول چوک سے بری ہونے کا کون دعویٰ کر سکتا ہے اور خاص کر یہ راقم الحروف تو علم وعمل اور فہم وفراست ہر اعتبار سے انتہائی کمزور ہے، اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ اس کتاب میں اگر کسی طرح کی بھی کوئی بات قابل اصلاح پائیں تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، حق سامنے آنے پر احقر کو رجوع کرنے اور تصحیح کرنے میں انشاء اللہ کبھی تامل نہ ہوگا۔

رب ذوالجلال میری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے اور اس کے طفیل سے سبھی معاونین اور احقر کے والدین کو آخرت میں سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین

فقط واللہ الموفق
احقر وسیم احمد بلبیل پوری

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
تقاریظ	۳۲
عرضِ مرتب	۳۹
علم فقہ	۴۰
فقہ کی تعریف، فقہ کا موضوع، غرض وغایت	۴۰
دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے	۴۰
فقہ سراپا خیر ہے	۴۰
فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے	۴۰
مسائل جانے بغیر چارہ نہیں	۴۰
علاماتِ افتاء	۴۱
حالاتِ مصنفؒ	۴۳
پاکی کا بیان	۴۷
کتاب کی لغوی واصطلاحی تعریف	۴۷
طہارت کی لغوی تعریف	۴۷
کن پانیوں سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں	۴۷
پانی کی اقسام ثلثہ کا بیان	۴۸
پانی مستعمل کب سمجھا جائے گا؟	۴۹
کن پانیوں سے پاکی حاصل کرنا جائز نہیں	۵۰
ناپاک پانی کا بیان	۵۳
ماءِ مشکوک کا بیان	۵۴
جھوٹے پانی کا بیان	۵۵
آدمی کا جھوٹا پاک ہے	۵۶
کتے وغیرہ کے جھوٹے کا مسئلہ	۵۷
پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم	۵۷
آزاد مرغی کا حکم	۵۸
شکاری پرندوں کا حکم	۵۸
تحری کا بیان	۵۹
کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے	۶۰
خنزیر کتا وغیرہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۰
جاری کنویں کا کیا حکم ہے	۶۱
اگر کنویں میں کبوتر یا مرغی یا بلی مرجائے تو کیا حکم ہے؟	۶۱
اگر کنویں میں چوہا یا چڑیا گر جائے تو کتنے ڈول نکالے جائیں؟	۶۲
مینگنی کا کیا حکم ہے؟	۶۳
پرندوں کی بیٹ کا حکم	۶۴
جو جانور پانی میں رہتے ہیں وہ اگر پانی میں مرجائیں تو کیا حکم ہے؟	۶۴
جن جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا وہ اگر پانی میں مرجائے تو کیا حکم ہے؟	۶۴
پاک آدمی کنویں میں گر کر زندہ باہر نکل آئے تو؟	۶۵
خچر گدھا وغیرہ گر کر زندہ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟	۶۵
اگر جانور پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۶
استنجے کا بیان	۶۷
استبراء ضروری ہے	۶۷
استنجے کا حکم	۶۸
غسل جنابت کا حکم	۶۹
اقسامِ استنجاء	۶۹
استنجے میں عدد معین	۷۰
مرد کس طرح استنجاء کرے؟	۷۱
عورت کس طرح استنجاء کرے؟	۷۲
استنجے کے وقت پردہ ضروری ہے	۷۲
کتنی ناپاکی معاف ہے؟	۷۳
استنجے کے وقت سترِ عورت کا ایک حیلہ	۷۳

مضامین	صفحہ
ہڈی اور گوبر سے استنجاء کا حکم	۷۴
آداب استنجاء	۷۴
مکروہاتِ استنجاء	۷۵
وضو کا بیان	۷۶
وضو کے ارکان	۷۶
چہرہ کی حدود	۷۷
اسبابِ فرضیت	۷۸
شرائط وضو	۷۹
شرائط صحت	۷۹
گھنی اور ہلکی ڈاڑھی کا حکم	۸۰
ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا	۸۱
انگلیوں میں خلال	۸۱
لمبے ناخنوں کے نیچے پانی پہنچانا	۸۱
تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا	۸۲
دوا کے اوپر سے وضو	۸۲
وضو کی سنتوں کا بیان	۸۳
بلانیت وضو کا حکم	۸۳
مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں اضافہ	۸۴
مسواک کس لکڑی کی ہو	۸۴
اگر مسواک میسر نہ ہو	۸۴
عورتیں مسواک کا ثواب کیسے حاصل کریں	۸۴
مسواک کرنے کا طریقہ	۸۴
ڈاڑھی میں خلال کرنے کا طریقہ	۸۵
ہاتھ و پیر کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ	۸۵
اعضاء وضو کا تین مرتبہ دھونا	۸۶
سر کے مسح کا صحیح طریقہ	۸۶
کانوں کے اندر اور باہر کا مسح کرنا	۸۷
گلے کا مسح مشروع نہیں	۸۸

مضامین	صفحہ
وضو کے آداب کا بیان	۸۹
وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھنا	۸۹
قبلہ رُخ وضو کرنا باعث ثواب ہے	۸۹
وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا	۸۹
وضو کے درمیان بات چیت کرنا	۹۰
نیت کسے کہتے ہیں؟	۹۰
وضو کے درمیان دعائیں پڑھنا	۹۰
کانوں کے سوراخ میں تر انگلی ڈالنا	۹۰
دخولِ وقت سے قبل وضو کرنا	۹۱
وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرنا	۹۱
وضو کے بچے ہوئے پانی کا حکم	۹۲
مکروہاتِ وضو کا بیان	۹۲
وضو میں اسراف کرنا	۹۲
پانی کے چھپکے زور سے مارنا	۹۳
تکرار مسح	۹۴
وضو کی اقسامِ ثلثہ	۹۴
نواقض وضو	۹۶
منہ بھر قے	۹۷
تھوک میں خون کا اثر	۹۷
کونسی نیند ناقض وضو ہے	۹۸
بے ہوشی ناقض وضو ہے	۹۸
پاگل پن ناقض وضو ہے	۹۹
نشہ چڑھنے سے نقضِ وضو	۹۹
نماز میں آواز سے ہنسنا	۹۹
نماز جنازہ کے دوران ہنسی	۹۹
قہقہہ، ضحک، تبسم کی تعریفات	۱۰۰
مباشرتِ فاحشہ کا حکم	۱۰۰
وضو کو نہ توڑنے والی چیزوں کا بیان	۱۰۰

مضامین	صفحہ
گوشت کٹ کر گرنے کا حکم	۱۰۱
زخم سے صرف کیڑا باہر آگیا	۱۰۱
بحالت وضو شرمگاہ چھونا	۱۰۲
وضو کے بعد عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں	۱۰۲
بلغم میں جما ہوا خون آئے	۱۰۲
اونگھتے اونگھتے گر جانا	۱۰۳
بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا	۱۰۳
سجدہ کی حالت میں نیند آنا	۱۰۳
غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کا بیان	۱۰۴
منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا	۱۰۵
حشفہ چھپ جانے سے غسل کا وجوب	۱۰۶
لواطت سے غسل کا وجوب	۱۰۶
چوپایہ کے ساتھ وطی کرنا	۱۰۶
احتلام سے غسل کا وجوب	۱۰۶
بے ہوشی ختم ہو جانے کے بعد تری دیکھنے سے غسل کا وجوب	۱۰۷
حیض ونفاس کے ختم پر غسل کا وجوب	۱۰۷
میت کو غسل دینے کا حکم	۱۰۷
غسل کو واجب نہ کرنے والی چیزوں کا بیان	۱۰۸
مذی اور ودی کا حکم	۱۰۸
مذی اور ودی کی تعریف	۱۰۸
مانع لذت شئ کا حکم	۱۰۹
حقنہ سے غسل کا عدم وجوب	۱۰۹
مصنوعی ذکر کے دخول سے غسل کا عدم وجوب	۱۰۹
مردہ عورت سے صحبت کا حکم	۱۰۹
باکرہ لڑکی سے صحبت کا حکم	۱۱۰

مضامین	صفحہ
غسل کے فرائض کا بیان	۱۱۰
غیر مختون کا حکم	۱۱۱
ناف کا سوراخ دھونا	۱۱۱
کان وغیرہ کے اندرونی حصہ کا دھونا	۱۱۲
غسل جنابت میں مرد وعورت کا حکم	۱۱۲
ظاہری کھال کا حکم	۱۱۲
غسل کا مسنون طریقہ	۱۱۴
آداب غسل کا بیان	۱۱۴
برہنہ غسل کرنا	۱۱۴
چار طرح کے غسل مسنون ہیں	۱۱۵
استحباب غسل کی سولہ صورتوں کا بیان	۱۱۶
تیمم کا بیان	۱۱۷
ماقبل سے مناسبت	۱۱۷
تیمم کی مشروعیت	۱۱۷
تیمم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے	۱۱۸
تیمم کی لغوی واصطلاحی تعریف	۱۱۸
تیمم کی شرطیں	۱۱۸
نیت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۱۹
کس تیمم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟	۱۱۹
عبادت غیر مقصودہ کے تیمم سے نماز جائز نہیں	۱۱۹
تیمم کرنا کب جائز ہے	۱۲۰
کن نمازوں کے لئے تیمم کی خصوصی اجازت ہے	۱۲۲
کن چیزوں پر تیمم کرنا جائز ہے	۱۲۳
گرد وغبار پر تیمم	۱۲۳
سیمنٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمم	۱۲۳
تیمم کا طریقہ	۱۲۳
سر کے مسح اور تیمم کے مسح میں فرق	۱۲۴
تیمم کی شرطوں کا بیان	۱۲۴

مضامین	صفحہ
اگر پانی مل جانے کی امید ہو تو کیا کرے	۱۲۶
کپڑا دینے کے وعدہ پر برہنہ نماز پڑھنا کیسا ہے	۱۲۶
ڈول رسّی کے وعدہ پر تیمم میں تاخیر کرنا	۱۲۶
ساتھی سے پانی مانگنا	۱۲۷
ایک تیمم سے کئی نمازیں	۱۲۷
اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم	۱۲۸
تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے	۱۲۸
اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو	۱۲۹
موزوں پر مسح کرنے کا بیان	۱۳۰
ماقبل سے مناسبت	۱۳۰
مسح کی لغوی واصطلاحی تعریف	۱۳۰
مسح علی الخفین کی مشروعیت	۱۳۰
مسح علی الخفین اہل سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے	۱۳۰
موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں	۱۳۱
جنبی کے مسح کا عدم جواز	۱۳۱
جوربین پر مسح جائز ہے یا نہیں؟	۱۳۱
مابقیہ شرائط	۱۳۳
مسح کی مدت	۱۳۵
مسح کی مدت کی ابتداء کب سے؟	۱۳۵
مسح کرنے والا مقیم اگر مسافر ہو جائے	۱۳۵
مسح کرنے والا مسافر اگر مقیم ہو جائے	۱۳۵
مسح کی مقدار فرضیت	۱۳۶
مسح کرنے کا طریقہ	۱۳۶
مسح کو توڑنے والی چیزیں	۱۳۷
پگڑی وغیرہ پر مسح	۱۳۸
زخم پر مسح کے مسائل	۱۳۹
پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم	۱۳۹
مسح علی الجبیرہ اور مسح علی الخفین کے درمیان فرق	۱۴۰
زخمی کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو کیا کرے؟	۱۴۰
حیض نفاس اور استحاضہ کا بیان	۱۴۱
حیض ونفاس کا فطری نظام	۱۴۱
حیض ونفاس واستحاضہ کی تعریفات	۱۴۱
حیض کی اقل مدت واکثر مدت کا بیان	۱۴۳
نفاس کی اقل مدت واکثر مدت کا بیان	۱۴۳
نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم	۱۴۴
پاکی کی مدت	۱۴۴
حالت حیض میں قرآن کریم کی تلاوت ممنوع	۱۴۵
حالت حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا	۱۴۶
حالت حیض میں مسجد میں جانا	۱۴۷
حالت حیض میں طواف کا حکم	۱۴۸
حالت حیض ونفاس میں جماع	۱۴۸
حالت حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا	۱۴۸
حالت حیض مین الگ بستر پر سونا	۱۴۹
خون کے انقطاع کے بعد جماع	۱۴۹
دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع	۱۵۰
حالت حیض ونفاس میں نماز وروزہ کا حکم	۱۵۱
استحاضہ کا حکم	۱۵۲
معذورین کا حکم	۱۵۲
معذورین کا وضو کب باطل ہوگا؟	۱۵۳
معذور شرعی کون؟	۱۵۳
نجاست وطہارت کا بیان	۱۵۵
ماقبل سے مناسبت	۱۵۵
نجاست کی قسمیں	۱۵۶
نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟	۱۵۷
نجاست خفیفہ کے ساتھ نماز	۱۵۷
پیشاب کی چھینٹیں	۱۵۷

مضامین	صفحہ
تر زمین پر خشک پیر رکھنا	۱۵۸
ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا	۱۵۸
پاک کپڑا ناپاک کپڑے میں لپیٹنا	۱۵۹
بھیگا ہوا کپڑا ناپاک زمین پر پھیلانا	۱۵۹
نجاست مرئیہ ونجاست غیر مرئیہ	۱۶۰
کن چیزوں سے نجاست حقیقی زائل کرنا جائز ہے	۱۶۲
چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۶۲
تلوار چھری اور آئینہ وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۶۳
ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۶۳
ناپاک سوکھی زمین سے تیمم درست نہیں	۱۶۳
گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم	۱۶۴
زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم	۱۶۴
حقیقت بدل جانے سے پاکی کا حکم	۱۶۵
انسان کی منی ناپاک ہے	۱۶۵
دباغت کا بیان	۱۶۶
مردار کی ہڈی اور بال کا حکم	۱۶۷
پتے کا حکم	۱۶۸
مشک اور خوشبو پاک ہے	۱۶۸
نماز کا بیان	۱۶۹
ماقبل سے مناسبت	۱۶۹
صلوٰۃ کی لغوی واصطلاحی تعریف	۱۶۹
نماز کی فرضیت	۱۶۹
اسلام میں نماز کی اہمیت	۱۶۹
شرائط فرضیت	۱۷۰
نماز کے وجوب کے اسباب	۱۷۰
فجر کا وقت	۱۷۱
ظہر کا وقت	۱۷۱
حجاز مقدس میں عصر کی نماز دو مثل سے قبل	۱۷۲
عصر کا وقت	۱۷۲
مغرب کا وقت	۱۷۳
عشا اور وتر کا وقت	۱۷۳
کیا وتر کو عشا پر مقدم کر سکتے ہیں؟	۱۷۳
جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۷۴
جمع حقیقی وصوری کا بیان	۱۷۴
جمع تاخیر	۱۷۵
فجر کا مستحب وقت	۱۷۵
ظہر کا مستحب وقت	۱۷۶
عصر کا مستحب وقت	۱۷۶
مغرب کا مستحب وقت	۱۷۷
رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا	۱۷۷
عشاء کا مستحب وقت	۱۷۷
وتر کا مستحب وقت	۱۷۸
اوقات ممنوعہ کا بیان	۱۷۸
طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ	۱۷۹
وقت مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم	۱۷۹
غروب کے وقت آج کی عصر کی نماز کا حکم	۱۷۹
مکروہ اوقات میں نفل نماز کا حکم	۱۸۰
صبح صادق کے بعد نوافل کی ممانعت	۱۸۰
خطبہ کے وقت نماز کا حکم	۱۸۱
فجر کی سنتوں کا مسئلہ	۱۸۱
نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا	۱۸۲
جمع تقدیم وتاخیر کے درمیان نوافل کی ممانعت	۱۸۲
تنگی وقت میں نوافل کی ممانعت	۱۸۲
قضاء حاجت کے وقت نماز کی ممانعت	۱۸۳
بھوک کے وقت نماز کی ممانعت	۱۸۳

مضامین	صفحہ
حضورِ قلبی کے ساتھ نماز	۱۸۳
اذان کا بیان	۱۸۴
ماقبل سے مناسبت	۱۸۴
اذان کی لغوی واصطلاحی تعریف	۱۸۴
اذان کی ابتدا	۱۸۴
اذان کا اجر وثواب	۱۸۵
اذان شیطان کے لئے تازیانہ	۱۸۵
مؤذن کسے بنایا جائے	۱۸۵
رہ گئی رسم اذان	۱۸۶
اذان کی مشروعیت حکم نبوی اور قرآن کریم سے ہے	۱۸۶
اذان اسلام کا شعار ہے	۱۸۷
اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے اذان واقامت کا حکم	۱۸۷
جماعت ہوجانے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان	۱۸۷
گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم	۱۸۷
سفر میں اذان کہنا	۱۸۷
عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت مکروہ ہے	۱۸۸
کلمات اذان کی تفصیل	۱۸۸
اذان میں ترجیع ہے یا نہیں؟	۱۸۸
الصلوٰۃ خیر من النوم کا ثبوت	۱۸۹
اذان واقامت کا مسنون طریقہ	۱۹۰
عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں اذان وتکبیر کہنا	۱۹۰
سواری پر اذان	۱۹۱
اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا	۱۹۱
اذان وتکبیر میں دائیں بائیں منھ پھیرنا	۱۹۲
عام نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان فصل	۱۹۲
مغرب کی اذان واقامت میں کتنی تاخیر کی جائے	۱۹۳
تثویب کی تفصیل	۱۹۳
اذان میں لحن	۱۹۴
بغیر وضو کے اذان واقامت کہنا	۱۹۴
جنبی کا اذان کہنا	۱۹۵
نابالغ بچہ کی اذان	۱۹۵
دیوانہ اور نشہ والے کی اذان	۱۹۵
فاسق کی اذان	۱۹۶
بیٹھ کر اذان کہنا	۱۹۶
اذان واقامت کے درمیان بات چیت کرنا	۱۹۶
جمعہ کے دن ظہر کی نماز کے لئے اذان واقامت	۱۹۶
قضا نماز میں اذان واقامت	۱۹۷
اذان کا جواب کس طرح دینا چاہئے	۱۹۷
الصلوٰۃ خیر من النوم کا جواب	۱۹۸
اذان کے بعد کیا دعا مانگے	۱۹۸
شرائط وارکانِ نماز کا بیان	۱۹۹
ماقبل سے مناسبت	۱۹۹
شروط کی لغوی واصطلاحی تعریف	۱۹۹
ارکان	۱۹۹
صحت نماز کی شرائط	۲۰۰
گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا	۲۰۰
ستر کا چھپانا فرض ہے	۲۰۰
اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے	۲۰۱
استقبالِ قبلہ	۲۰۱
مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ	۲۰۱
مکہ معظمہ سے باہر رہنے والوں کا قبلہ	۲۰۱
نیت کی حقیقت	۲۰۳
نیت کا مقصد	۲۰۳
کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟	۲۰۳
منفرد نمازی کی نیت	۲۰۳
نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فصل	۲۰۳

مضامین	صفحہ
آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی تو کیا حکم ہے؟	۲۰۳
نیت کا اصل وقت	۲۰۴
تکبیر تحریمہ کہنے کا طریقہ	۲۰۵
مقتدی کی نیت	۲۰۵
نفل نمازوں میں تعیین نیت	۲۰۶
بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں	۲۰۶
نماز کی کن کن رکعتوں میں قرأت فرض ہے	۲۰۶
مطلقاً قرأت فرض ہے	۲۰۶
قرأت خلف الامام	۲۰۷
فرض رکوع کی حد	۲۰۷
سجدہ کی صحت کے لئے شرط	۲۰۸
ہتھیلی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا	۲۰۸
سجدہ میں پیشانی اور ناک رکھنے کا حکم	۲۰۹
کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ سجدہ کرنا	۲۰۹
نمازی کا دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا	۲۱۰
سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق	۲۱۱
قیام رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے	۲۱۱
دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا	۲۱۱
دونوں سجدے فرض ہیں	۲۱۲
قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار	۲۱۲
قعدۂ اخیرہ کا مؤخر کرنا ضروری ہے	۲۱۲
سونے کی حالت میں ارکان نماز ادا کرنا	۲۱۲
کونسی نماز فرض ہے کونسی سنت ہے	۲۱۳
نماز کے فرائض	۲۱۳
نماز کی صحت کی شرطیں	۲۱۳
صحت نماز کے لئے اوپری حصہ کا پاک ہونا	۲۱۵
ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو	۲۱۵
ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونا ناپاک ہو	۲۱۵
برہنہ نماز پڑھنا	۲۱۶
ستر کے لئے صرف ریشم کا کپڑا مہیا ہو	۲۱۷
ستر کے لئے صرف درخت کے پتے وغیرہ ہوں	۲۱۷
اگر چوتھائی کپڑا پاک ہو یا اس سے کم پاک ہو تو نماز کیسے پڑھے؟	۲۱۷
اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟	۲۱۷
ننگا کس طرح نماز پڑھے	۲۱۸
مرد کے اعضاء مستورہ	۲۱۸
باندی کا ستر کتنا ہے	۲۱۹
نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ	۲۱۹
کتنا حصہ ستر کھلنا مانع نماز ہے	۲۱۹
متفرق اعضاء کا کھل جانا	۲۲۰
فرض نمازوں میں استقبال قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم	۲۲۱
سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے	۲۲۲
دوران نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے	۲۲۲
بغیر تحری کے نماز پڑھنا	۲۲۳
مقتدیوں کو سمت امام معلوم نہ ہو	۲۲۳
نماز کے واجبات کا بیان	۲۲۴
واجب کا حکم اور اس کی حیثیت	۲۲۴
واجبات نماز	۲۲۴
سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے	۲۲۵
سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا	۲۲۵
فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین	۲۲۵
سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا	۲۲۶
ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا	۲۲۶

مضامین	صفحہ
تعدیل ارکان کا مسئلہ	۲۲۶
قعدۂ اولیٰ	۲۲۷
قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا	۲۲۷
قعدۂ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا	۲۲۸
لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا	۲۲۸
وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا	۲۲۸
عیدین میں تکبیراتِ زائدہ	۲۲۹
تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا	۲۲۹
عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر	۲۲۹
جہری نمازوں میں جہر کرنا	۲۲۹
سری نمازوں میں آہستہ قرأت	۲۳۰
جہری نمازوں میں منفرد کی قراءت کا حکم	۲۳۰
فرض کی ابتدائی رکعتوں میں سورت چھوٹ گئی	۲۳۰
سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا	۲۳۱
نماز کی سنتوں کا بیان	۲۳۱
سنت کی حقیقت	۲۳۱
نماز میں کتنی سنتیں ہیں	۲۳۲
تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا	۲۳۲
رفع یدین کے وقت انگلیاں کس طرح رکھے	۲۳۳
مقتدی کا تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ملانا	۲۳۳
ہاتھ باندھنے کا حکم	۲۳۳
عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ	۲۳۴
تکبیر تحریمہ کے وقت کس طرح کھڑا ہو	۲۳۵
امام کو تکبیرات انتقالیہ بلند آواز سے کہنا	۲۳۵
نماز میں قرأت کی سنت مقدار	۲۳۵
نماز فجر میں پہلی رکعت طویل کرنا	۲۳۶
رکوع میں تسبیحات پڑھنا	۲۳۶
رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا	۲۳۷
رکوع وسجدہ کا طریقہ	۲۳۷
سجدہ میں تسبیحات پڑھنا	۲۳۸
عورتوں کے سجدہ کا طریقہ	۲۳۹
قعدہ میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت	۲۳۹
شہادت کے وقت انگلی اٹھانا	۲۴۰
اشارہ کی حکمت	۲۴۰
آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف ودعا پڑھنا	۲۴۱
سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں؟	۲۴۱
سلام پھیرتے وقت امام کیا نیت کرے؟	۲۴۲
مقتدی کیا نیت کرے؟	۲۴۲
منفرد کس طرح نیت کرے؟	۲۴۲
مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے	۲۴۳
مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہونا	۲۴۴
نماز کے آداب ومستحبات کا بیان	۲۴۴
ادب اور مستحب کی شرعی حیثیت	۲۴۴
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا	۲۴۴
قیام رکوع سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟	۲۴۵
کھانسی اور ڈکار کو روکنا	۲۴۵
جمائی کے وقت منھ بند کرنا	۲۴۵
مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں	۲۴۶
مسئلہ بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاہیاں	۲۴۶
ضروری نوٹ	۲۴۷
نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۴۷
اللہ اکبار کہنا مفسد صلوٰۃ ہے	۲۴۸
اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی	۲۴۸

مضامین	صفحہ
فارسی وغیرہ میں تکبیر کہنا	۲۴۸
عربی زبان کے علاوہ قرأت کرنا	۲۴۹
مقتدی ثنا پڑھے یا نہیں؟	۲۵۰
ابتداء سورت میں بسم اللہ کا حکم	۲۵۱
رکوع کی حالت	۲۵۲
قومہ کی حالت	۲۵۳
سجدہ میں جانے کا طریقہ	۲۵۴
جلسہ کا طریقہ	۲۵۴
سجدہ سے قیام کی طرف	۲۵۵
رفع یدین کب کرے؟	۲۵۶
تشہد مختلف طریقوں سے ثابت ہے	۲۵۷
لطیفۂ التحیات	۲۵۸
امامت کا بیان	۲۵۹
امام کی ذمہ داری	۲۵۹
امامت کا مقام	۲۶۰
جماعت کی اہمیت	۲۶۰
نماز باجماعت ترک کرنے پر وعیدیں	۲۶۰
امامت کی شرائط	۲۶۱
اقتداء کی شرائط	۲۶۱
امامت کی نیت	۲۶۲
اقتداء کی مابقیہ شرائط	۲۶۲
متیمم کی اقتداء	۲۶۶
مسح کرنے والے کی اقتداء	۲۶۶
بیٹھنے والے کی اقتداء	۲۶۷
اشارہ کرنے والے کی اقتداء	۲۶۷
فرض پڑھنے والے کی اقتداء	۲۶۷
بحالت جنابت امامت	۲۶۸
کن اعذار کی وجہ سے ترک جماعت کی گنجائش ہے	۲۶۸

مضامین	صفحہ
امامت کا بیان اور صفوں کی ترتیب	۲۷۲
امامت کا حقدار	۲۷۲
صف بندی کی اہمیت	۲۷۳
صفیں کیسے سیدھی کی جائیں	۲۷۳
ضروری تنبیہ	۲۷۳
صف اول کی فضیلت	۲۷۳
امامت درجہ بدرجہ	۲۷۴
امرد کی امامت	۲۷۵
غلام کی امامت	۲۷۶
اندھے کی امامت	۲۷۶
دیہاتی کی امامت	۲۷۷
حرامی کی امامت	۲۷۷
فاسق کی امامت	۲۷۷
بدعتی کی امامت	۲۷۷
امام کو ہدایت	۲۷۸
ننگوں اور عورتوں کی جماعت	۲۷۸
ایک مقتدی کا حکم	۲۷۹
اگر دو یا دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو کیا حکم ہے؟	۲۷۹
صفوں کی ترتیب	۲۷۹
امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی کیا عمل کرے اور کیا نہ کرے؟ اس کا بیان	۲۸۰
مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا سلام پھیر دینا؟	۲۸۰
مقتدی کی تسبیح پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا	۲۸۱
امام نے بھول کر تین سجدے کرلئے	۲۸۱
اگر قعدۂ اخیرہ چھوٹ جائے تو؟	۲۸۱
فرض کے بعد ذکر واذکار کا بیان	۲۸۲

مضامین	صفحہ
فرض نماز کے پڑھنے کے بعد نوافل دوسری جگہ پڑھیں	۲۸۳
فرض نماز کے بعد دائیں بائیں گھومنا	۲۸۳
مختلف اذکار	۲۸۴
نماز کے فساد کا بیان	۲۸۵
نماز میں گفتگو کرنا	۲۸۵
نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا	۲۸۵
نماز میں سلام کرنا	۲۸۵
نماز میں سلام کا جواب دینا	۲۸۶
نماز میں مصافحہ کرنا	۲۸۶
نماز میں عمل کثیر کرنا	۲۸۶
نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا	۲۸۷
نماز کے دوران کھانا	۲۸۷
دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا	۲۸۷
نماز کے دوران پینا	۲۸۸
بلاعذر کھنکھارنا	۲۸۸
نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا	۲۸۸
نماز میں کراہنا	۲۸۹
نماز میں رونا	۲۸۹
چھینکنے والے کے جواب میں کیا کہے؟	۲۸۹
کلمات ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا	۲۹۰
قرآن کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا	۲۹۰
تیمم کرکے نماز پڑھنے والا دورانِ نماز پانی پر قادر ہوگیا	۲۹۱
دورانِ نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی	۲۹۱
اَن پڑھ شخص نے دورانِ نماز کوئی آیت سیکھ لی	۲۹۱
ننگے شخص کو کپڑا میسر آگیا	۲۹۲
صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آگئی	۲۹۲
نااہل شخص کو نائب بنادینا	۲۹۳
نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا	۲۹۳

مضامین	صفحہ
زخم درست ہوکر پٹی کھل گئی	۲۹۳
معذور شرعی کا عذر زائل ہوجانا	۲۹۴
نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑ دینا	۲۹۴
نماز پڑھتے ہوئے بے ہوش یا پاگل ہوجانا	۲۹۴
نماز کے دوران احتلام ہوجانا	۲۹۵
عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا	۲۹۵
دورانِ نماز ستر کھل جانا	۲۹۵
حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا	۲۹۷
نماز میں وضو ٹوٹنے کے بعد بلاعذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا	۲۹۷
قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا	۲۹۷
حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا	۲۹۸
بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کے لئے چل پڑا	۲۹۸
دورانِ نماز خیال آیا کہ کپڑے ناپاک ہیں تو کیا کرے؟	۲۹۹
امام کے علاوہ دوسرے شخص کو لقمہ دینا	۲۹۹
نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہنا	۲۹۹
دورانِ نماز قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا	۳۰۰
مانع نماز نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا	۳۰۱
مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرلینا کیسا ہے؟	۳۰۱
مسبوق کے لئے سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرنا	۳۰۱
قعدۂ اخیرہ کا نہ لوٹانا	۳۰۲
نماز کا کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا	۳۰۲
دورانِ نماز قصداً حدث کرنا	۳۰۳
چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا	۳۰۳
ان چیزوں کا بیان جن سے نماز نہیں ٹوٹتی	۳۰۴

مضامین صفحہ
نمازی کے سامنے سے گزرنا ۳۰۴
عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنے کا حکم ۳۰۶
مکروہات کا بیان ۳۰۶
کراہت کا مطلب ۳۰۶
کراہت کی قسمیں ۳۰۶
مکروہ کا اثر نماز پر ۳۰۷
دورانِ نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا ۳۰۸
دورانِ نماز سجدہ کی جگہ کو بار بار صاف کرنا ۳۰۸
انگلیاں چٹخانا ۳۰۹
دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا ۳۰۹
دورانِ نماز اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا ۳۰۹
نماز میں اِدھر اُدھر چہرہ گھمانا ۳۱۰
نماز میں سرین کے بل بیٹھنا ۳۱۰
مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا ۳۱۰
دورانِ نماز آستین چڑھا کر رکھنا ۳۱۱
پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا ۳۱۱
اشارہ سے سلام کا جواب دینا ۳۱۱
بلا عذر چار زانو بیٹھنا ۳۱۱
چوٹی بنا کر نماز پڑھنا ۳۱۲
درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا ۳۱۲
سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا ۳۱۳
کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا ۳۱۳
نماز میں کندھا کھلا رکھنا ۳۱۳
رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا ۳۱۴
نوافل میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا ۳۱۴
جملہ نمازوں میں دوسری رکعت کو طویل کرنا ۳۱۵
سورت کا تکرار ۳۱۵
ترتیب کے خلاف قرأت کرنا ۳۱۶

مضامین صفحہ
قصارِ مفصل کی سورتوں میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا ۳۱۶
نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا ۳۱۶
نماز میں پنکھا جھلنا ۳۱۶
سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا حکم ۳۱۷
نماز میں جمائی لینا ۳۱۸
نماز میں آنکھیں بند رکھنا ۳۱۸
نماز میں نگاہ اٹھانا ۳۱۸
انگڑائی لینا ۳۱۹
عملِ قلیل ۳۱۹
نماز میں بلا ضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا ۳۱۹
منھ ڈھانک کر نماز پڑھنا ۳۱۹
اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا ۳۲۰
صرف پیشانی پر سجدہ ۳۲۰
بیچ راستہ میں نماز پڑھنا ۳۲۱
غسل خانہ بیت الخلاء اور قبرستان میں نماز پڑھنا ۳۲۱
دوسرے کی زمین میں بلا اجازت نماز پڑھنا ۳۲۲
گندی جگہوں میں نماز پڑھنا ۳۲۲
پیشاب پاخانہ کے تقاضہ کے وقت نماز پڑھنا ۳۲۲
نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ۳۲۳
ننگے سر نماز پڑھنا ۳۲۴
بھوک میں نماز پڑھنا ۳۲۴
بے اطمینانی کی جگہ نماز پڑھنا ۳۲۵
تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا ۳۲۵
امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا ۳۲۶
امام کا بلند مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنا ۳۲۶
پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا ۳۲۶
تصویر دار کپڑے میں نماز پڑھنا ۳۲۷
تصویر کی جگہ میں نماز پڑھنا ۳۲۷

مضامین	صفحہ
آگ کے سامنے نماز پڑھنا	۳۲۸
پیشانی صاف کرنا	۳۲۹
سورت کی تعیین	۳۲۹
سترہ گاڑنے کا بیان	۳۳۰
بغیر سترہ کے نماز پڑھنا	۳۳۰
سترہ کب گاڑے؟	۳۳۱
سترہ کہاں گاڑے	۳۳۱
گزرنے والے کو کس طرح روکے	۳۳۲
عورت کس طرح روکے	۳۳۳
گزرنے والے سے لڑائی جھگڑا	۳۳۳
کمر میں کوئی چیز لٹکا کر نماز پڑھنا	۳۳۴
قرآن کریم سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا	۳۳۵
نماز کے دوران سانپ بچھو مارنا	۳۳۶
شکن نکالنا	۳۳۶
نماز کے دوران کنکھیوں سے دیکھنا	۳۳۷
کن صورتوں میں نماز توڑنا واجب اور جائز ہے اور کن صورتوں میں نہیں	۳۳۸
تارک نماز کی سزا	۳۴۱
وتر کا بیان	۳۴۲
نماز وتر پڑھنے کا طریقہ	۳۴۳
دعاء قنوت کا محل	۳۴۴
دعاء قنوت	۳۴۴
دعاء قنوت کے بعد دوسری دعا	۳۴۶
جس شخص کو دعاء قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے	۳۴۷
حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے فجر پڑھنا	۳۴۸
مقتدی دعاء قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا	۳۴۹
دعاء قنوت پوری ہونے سے قبل امام نے رکوع کر دیا	۳۵۰
مقتدی کی دعاء قنوت سے قبل امام کا رکوع میں چلا جانا	۳۵۰
امام دعاء قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا	۳۵۰
مسبوق امام کے ساتھ دعاء قنوت پڑھے گا	۳۵۰
رمضان میں وتر باجماعت ہے	۳۵۱
نوافل کا بیان	۳۵۲
سنن ونوافل کی ضرورت	۳۵۲
تطوع کی قسمیں	۳۵۲
سنن مؤکدہ کی عظیم فضیلت	۳۵۲
سنن غیر مؤکدہ کا بیان	۳۵۳
سنن مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف نہ ملائیں	۳۵۴
قعدۂ اولیٰ چھوٹ جانے کا حکم	۳۵۵
دن رات کی نفلیں	۳۵۵
کونسی نوافل افضل ہیں	۳۵۶
طول قیام	۳۵۶
تحیۃ المسجد کا طریقہ	۳۵۷
تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں	۳۵۷
تحیۃ الوضو کا وقت	۳۵۸
تحیۃ الوضو کی فضیلت	۳۵۸
نماز چاشت	۳۵۸
نمازِ چاشت کی رکعات	۳۵۸
نماز چاشت کا وقت	۳۵۹
نمازِ چاشت کی فضیلت	۳۵۹
نمازِ چاشت میں کونسی سورتیں پڑھنا مستحب ہے	۳۵۹
نماز تہجد کا بیان	۳۵۹
نماز تہجد کا وقت	۳۶۰
نماز تہجد کی رکعات	۳۶۰
استخارہ کا بیان	۳۶۰
نماز استخارہ میں کونسی سورتیں پڑھیں	۳۶۱

مضامین	صفحہ
اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے	۳۶۱
استخارہ کتنی مرتبہ کیا جائے	۳۶۱
استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے	۳۶۱
کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہوجاتا ہے۔	۳۶۱
استخارہ کی حکمت	۳۶۱
نماز حاجت کا بیان	۳۶۲
رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت	۳۶۳
عیدین کی راتوں میں عبادت	۳۶۳
عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل	۳۶۴
شب برأت میں کیا کرنا چاہئے؟	۳۶۴
نوافل کا بیان	۳۶۵
بیٹھ کر نفل نماز	۳۶۵
نفل پڑھنے والا کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے	۳۶۶
نفل نماز کچھ کھڑے ہوکر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا	۳۶۶
نفل نماز سواری پر پڑھنا	۳۶۷
سواری پر نفل پڑھنے والا نیچے اتر کر بنا کرسکتا ہے	۳۶۷
بلا عذر فجر کی سنت سواری پر	۳۶۷
نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا	۳۶۸
سواری پر نجاست کے ساتھ نماز	۳۶۸
دوران نماز چلنا	۳۶۹
فاسد کردہ نفل کا حکم	۳۶۹
نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرط	۳۷۰
سواری پر سجدۂ تلاوت	۳۷۰
فرائض وواجبات سواری پر	۳۷۰
کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان	۳۷۲
ریل اور جہاز وغیرہ میں استقبال قبلہ	۳۷۴
دوران نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا	۳۷۴
تراویح کا بیان	۳۷۴
تراویح دور نبوت اور دور صحابہ میں	۳۷۴
تراویح کی شرعی حیثیت	۳۷۶
تراویح کی جماعت	۳۷۷
تراویح کا وقت	۳۷۷
تراویح کے اوقات ثلثہ	۳۷۸
تراویح کی رکعات	۳۷۸
تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم	۳۷۸
تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا	۳۷۹
تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا	۳۷۹
ترویحہ میں کیا پڑھیں	۳۷۹
ختم قرآن کی اہمیت	۳۸۰
تراویح میں کتنا پارہ پڑھے؟	۳۸۰
سنن کا ترک	۳۸۱
تراویح کی قضا نہیں ہے	۳۸۱
تراویح کی بعض رکعات، جماعت سے چھوٹ گئیں	۳۸۱
متفرق مسائل	۳۸۲
ایک اہم تنبیہ	۳۸۲
افسوس کا مقام	۳۸۳
عارضی امام بنا کر ختم کی اجرت	۳۸۴
آمد و رفت کا کرایہ اور مہمانداری	۳۸۴
کعبہ میں نماز پڑھنے کا بیان	۳۸۴
کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنا	۳۸۵
کعبہ کے اندر یا اوپر نماز با جماعت میں صفوں کی ترتیب	۳۸۵
مسجد حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا	۳۸۶
مسافر کی نماز کا بیان	۳۸۷
سفر موجب تخفیف	۳۸۷
آداب سفر	۳۸۷

مضامین	صفحہ
سفر شرعی کی تعریف	۳۸۷
مسافت سفر	۳۸۸
قصر کا حکم	۳۸۹
مسافر کے لئے سنن ونوافل کا حکم	۳۸۹
گناہ کے ارادے سے سفر بھی موجب تخفیف ہے	۳۹۰
مسافت سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا	۳۹۰
بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا	۳۹۰
فناء شہر کی تعریف	۳۹۱
شرائط نیت	۳۹۲
تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہوسکا	۳۹۳
قصر عزیمت ہے یا رخصت	۳۹۴
مسافر کا چار رکعت پڑھنا	۳۹۴
قصر کا حکم کب تک رہے گا	۳۹۵
دو جگہ اقامت کی نیت	۳۹۶
رات کے قیام کا اعتبار ہے	۳۹۶
خانہ بدوشوں کی نیت اقامت	۳۹۷
دارالحرب میں اقامت کی نیت	۳۹۷
مقیم کی اقتداء کا حکم	۳۹۸
مسافر امام کو ہدایت	۳۹۹
مقیم مسافر کے پیچھے اپنی نماز کیسے پوری کرے؟	۳۹۹
وطن اصلی کب ختم ہوجاتا ہے	۴۰۰
وطن اقامت عارضی کب باطل ہوتا ہے	۴۰۰
وطن اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر	۴۰۰
دورانِ سفر وطن اقامت سے گزرنا	۴۰۰
وطن کی قسمیں	۴۰۱
وطن اقامت عارضی	۴۰۲
جائے ملازمت وغیرہ کا حکم	۴۰۲
وطن سکنی	۴۰۳
بیمار کی نماز کا بیان	۴۰۳
کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے	۴۰۳
مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے	۴۰۴
اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہو تو کیا کرے	۴۰۴
اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے	۴۰۵
بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا	۴۰۵
مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا	۴۰۶
بیٹھنے سے معذور شخص کیسے نماز پڑھے	۴۰۶
مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہوجائے	۴۰۷
اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کرسکے تو کیسے نماز پڑھے	۴۰۸
صحت مند شخص دورانِ نماز مریض ہوگیا	۴۰۹
بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز صحت مند ہوگیا	۴۰۹
اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہوگیا	۴۰۹
پاگل پن میں نماز کا حکم	۴۱۰
بے ہوش کا حکم	۴۱۰
نشہ میں مدہوش کا حکم	۴۱۰
نماز روزہ کی معافی کا بیان	۴۱۱
قضا نمازوں کی ادا کا بیان	۴۱۴
صاحب ترتیب کیسے نماز پڑھے	۴۱۵
کن چیزوں کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے	۴۱۵
ساقط شدہ ترتیب کب لوٹے گی؟	۴۱۷
صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آگئی	۴۱۸
قضا نمازوں کی نیت	۴۱۹
قضاء عمری کی نیت	۴۲۰
فرض پالینے کا بیان	۴۲۱
اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی	

مضامین	صفحہ
ہوگئی	۴۲۱
سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبۂ جمعہ شروع ہو جائے	۴۲۳
فجر کی سنتوں کا مسئلہ	۴۲۴
فجر کی سنت کی قضا	۴۲۴
ظہر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں	۴۲۵
جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوں گی	۴۲۵
سنن ونوافل کی اہمیت	۴۲۶
رکوع پالینے والے کا حکم	۴۲۷
مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا	۴۲۷
اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے نکلنے والے کا حکم	۴۲۸
جماعت کی اہمیت	۴۲۸
نماز کے بعد نماز کا حکم	۴۲۹
سجدۂ سہو کا بیان	۴۲۹
سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟	۴۲۹
سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب	۴۲۹
سجدۂ سہو کا طریقہ	۴۳۰
نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی کیسے کرے؟	۴۳۰
تین چیزوں کی تلافی سجدہ سہو سے	۴۳۱
سجدۂ سہو کا سلام کب پھیرے؟	۴۳۲
سلام کی تعداد	۴۳۲
سجدہ سہو ساقط ہونے کی صورتیں	۴۳۲
مقتدی پر سجدہ سہو کب واجب ہے؟	۴۳۳
مسبوق سجدہ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا	۴۳۳
لاحق کسے کہتے ہیں؟	۴۳۵
لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟	۴۳۵
نماز عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا	۴۳۶
قعدۂ اولیٰ بھولنے کا حکم	۴۳۷
اگر قعدہ اخیرہ بھول گیا تو کیا کرے؟	۴۳۸
آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا	۴۳۹
پہلی دو رکعتوں پر آخری دو رکعتوں کی بنا	۴۴۰
سجدہ سہو کرنے والے کی اقتداء کرنا	۴۴۱
کب تک سجدہ سہو کرسکتا ہے	۴۴۱
چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا	۴۴۲
نماز کے دوران سوچتے رہ جانا	۴۴۲
شک کا بیان	۴۴۳
رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا	۴۴۳
سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا	۴۴۴
تکرار شک	۴۴۴
سجدۂ تلاوت کا بیان	۴۴۴
سجدۂ تلاوت کی اہلیت کے شرائط	۴۴۵
سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب	۴۴۵
سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے	۴۴۶
کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا	۴۴۶
سجدۂ تلاوت کی تعداد	۴۴۷
سجدۂ تلاوت کس پر واجب ہے؟	۴۴۷
مقتدی اگر امام کے پیچھے آیت سجدہ پڑھ دے؟	۴۴۸
نمازی کا غیر نمازی سے آیت سجدہ سننا	۴۴۹
کیا آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟	۴۴۹
سوتے ہوئے شخص سے آیت سجدہ سننا	۴۴۹
مجنون شخص کا آیت سجدہ پڑھنا	۴۵۰
پرندہ سے آیت سجدہ سننا	۴۵۰
آیت سجدہ کی بازگشت	۴۵۰
نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی	۴۵۲
رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کیلئے نیت شرط ہے	۴۵۲

مضامین	صفحہ
آیت سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں	۴۵۲
غیر نمازی کا امام سے آیت سجدہ سننا	۴۵۳
سجدۂ صلوٰتیہ کا حکم	۴۵۴
آیت سجدہ کا تکرار	۴۵۴
آیت سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا	۴۵۴
ایک مجلس میں متعدد بار ایک آیت سجدہ پڑھنا یا سننا	۴۵۵
تبدیلی مجلس	۴۵۶
مجلس نہ بدلنے کی چند صورتیں	۴۵۷
مجلس بدلنے کا حکم	۴۵۸
آیت سجدہ چھوڑ دینا	۴۵۸
آیت سجدہ کے ساتھ ایک دو آیتیں ملا کر پڑھنا	۴۵۹
آیت سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے	۴۵۹
سجدۂ تلاوت کا طریقہ	۴۵۹
اجتماعاً سجدہ کا طریقہ	۴۶۰
سجدۂ تلاوت کے شرائط	۴۶۰
سجدۂ تلاوت کے افعال	۴۶۱
سجدۂ شکر کا بیان	۴۶۲
پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل	۴۶۳
جمعہ کا بیان	۴۶۳
اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت	۴۶۳
جمعہ کی ایک اہم خصوصیت	۴۶۳
قبولیت کی گھڑی کونسی ہے	۴۶۳
جمعہ کے دن اجر وثواب کی کثرت	۴۶۴
جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے	۴۶۴
نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست	۴۶۴
جمعہ کس پر فرض ہے	۴۶۵
فناء شہر کا حکم	۴۶۵
صحت جمعہ کے شرائط	۴۶۶
جمعہ کے وقت کا بیان	۴۶۶
جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے	۴۶۶
نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے	۴۶۷
اذن عام کی شرط	۴۶۷
جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے	۴۶۸
جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے	۴۶۹
منیٰ میں جمعہ کا قیام	۴۷۰
خطبہ کی مقدار کیا ہو؟	۴۷۱
خطبہ کے سنن وآداب	۴۷۱
جمعہ کی اذان ثانی	۴۷۲
کھڑے ہوکر خطبہ دینا	۴۷۲
ہاتھ میں عصا لے کر خطبہ دینا	۴۷۳
قبلہ رُخ خطبہ دینے کا کیا حکم ہے؟	۴۷۳
خطبہ کتنی زور سے پڑھے	۴۷۵
خطبہ کی مقدار کیا ہو	۴۷۵
خطبہ کو مقدار مسنون سے زیادہ کرنا	۴۷۶
اذان اول کا حکم	۴۷۶
دورانِ خطبہ بات چیت	۴۷۷
دورانِ خطبہ بے توجہی	۴۷۷
جمعہ کے دن سفر کرنا	۴۷۸
غیر معذور نے جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے	۴۷۹
معذورین کا حکم	۴۷۹
تشہد پانے والے کا حکم	۴۸۰
عیدین کا بیان	۴۸۰
عید کی خوشی میں اظہار بندگی	۴۸۰
ماقبل سے مناسبت	۴۸۱

مضامین	صفحہ
عیدین کی شرائط	۴۸۲
عیدالفطر کا ایک مستحب عمل	۴۸۲
عید کی تیاری	۴۸۳
عید کے دن صدقہ وخیرات	۴۸۴
عید کے دن صبح سویرے اٹھنا	۴۸۵
عیدگاہ پیدل جانا	۴۸۵
عیدگاہ کسے کہتے ہیں	۴۸۵
تکبیر تشریق کب ختم کرے؟	۴۸۶
عیدگاہ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے آنا	۴۸۶
عیدین سے پہلے اور بعد میں نفلیں نہیں	۴۸۶
عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے	۴۸۷
نماز عید کی نیت وترکیب نماز عید	۴۸۷
تکبیرات عیدین میں اختلاف ائمہ	۴۸۸
عیدین کا خطبہ	۴۸۹
عیدین کی قضا	۴۹۰
بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا	۴۹۰
بقرعید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے	۴۹۰
عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے	۴۹۱
تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے	۴۹۲
تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے	۴۹۲
تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے	۴۹۳
تکبیر تشریق کی ابتداء کب سے ہوئی	۴۹۳
سورج گرہن کی نماز کا بیان	۴۹۴
نماز کسوف میں اذان واقامت	۴۹۴
سورج گرہن کی نماز میں قرأت جہراً ہوگی یا سراً	۴۹۵
سورج گرہن کے موقع پر خطبہ ہے یا نہیں	۴۹۵
نماز کسوف میں قراءت کی مقدار	۴۹۶
سورج گرہن کی اہمیت	۴۹۶
استسقاء کا بیان	۴۹۷
استسقاء کے لغوی واصطلاحی معنی ومشروعیت	۴۹۷
بارش طلبی کی صورتوں کا بیان	۴۹۸
نماز استسقاء کے چند مستحبات	۴۹۹
نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے؟	۵۰۰
استسقاء کی خاص دعا	۵۰۲
امام کا چادر وغیرہ پلٹنا	۵۰۲
نماز خوف کا بیان	۵۰۳
نماز خوف کی مشروعیت	۵۰۳
نماز خوف کن صورتوں میں جائز ہے	۵۰۳
نماز خوف کا طریقہ	۵۰۴
سواری پر نماز خوف	۵۰۴
نماز خوف کے جائز ہونے کی شرط	۵۰۵
نماز خوف الگ الگ اماموں کے پیچھے	۵۰۵
جنازہ کے احکام کا بیان	۵۰۶
میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات	۵۰۶
ماقبل سے مناسبت	۵۰۶
جنائز کی تحقیق	۵۰۶
موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں	۵۰۷
جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں	۵۰۷
تلقین کا طریقہ	۵۰۸
قریب المرگ کی عیادت	۵۰۸
ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں	۵۰۹
موت کے بعد منہ اور آنکھیں بند کردیں	۵۰۹
پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں	۵۱۰
موت کے بعد ہاتھ اور پیر سیدھے کردیں	۵۱۰
میت کے پاس قرآن کی تلاوت	۵۱۱
عزیز واقارب میں موت کی خبر کردیں	۵۱۱

مضامین	صفحہ
کفن ودفن میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟	۵۱۲
میت کو غسل دیتے وقت پیر کدھر ہوں	۵۱۲
غسل دینے کا طریقہ	۵۱۳
غسل دینے کے بعد عطر لگانا	۵۱۴
غسل میں روئی کا استعمال	۵۱۵
میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے	۵۱۵
مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم	۵۱۶
میت کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو	۵۱۷
خنثیٰ کو غسل کون دے؟	۵۱۷
بچہ و بچی کو کون غسل دے؟	۵۱۸
میت کو چومنا	۵۱۸
عورت کا کفن ودفن کس کے ذمہ ہے	۵۱۸
مفلس کا کفن ودفن کس کے ذمہ ہے	۵۱۹
بیت المال کے ذمہ کس کا کفن ودفن ہے	۵۱۹
مسلمانوں کے ذمہ کفن ودفن کب ہے؟	۵۱۹
مرد کا کفن	۵۲۰
مرد کا کفن کفایت	۵۲۰
کفن کا رنگ کیسا ہو؟	۵۲۱
ازار لفافہ قمیص کی تفصیل	۵۲۱
مرد کو کفنانے کا طریقہ	۵۲۲
عورت کا کفن	۵۲۲
عورت کا کفن کفایت	۵۲۳
عورت کو کفنانے کا طریقہ	۵۲۳
کفن کو دھونی دینا	۵۲۴
کفن ضرورت	۵۲۴
میت پر نماز پڑھنے کا بیان	۵۲۴
بارگاہ میں میت کی سفارش	۵۲۴
نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو خوشخبری	۵۲۵
افسوس کا مقام	۵۲۵
نماز جنازہ فرض کفایہ ہے	۵۲۵
نمازِ جنازہ کے فرائض	۵۲۶
نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۵۲۶
نمازِ جنازہ کی سنتیں	۵۲۸
تیسری تکبیر کے بعد کیا دعا پڑھیں	۵۲۹
چوتھی تکبیر کے بعد فوراً سلام پھیر دے	۵۲۹
پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائے	۵۳۰
اگر امام نمازِ جنازہ میں پانچ تکبیر کہہ دے	۵۳۰
بچہ کی نمازِ جنازہ	۵۳۱
نمازِ جنازہ میں امامت کا مستحق	۵۳۲
کیا ولی دوسرے سے نمازِ جنازہ پڑھوا سکتا ہے	۵۳۳
جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا	۵۳۳
وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں پڑھائے	۵۳۳
قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا	۵۳۴
غسل کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دی گئی	۵۳۴
بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں	۵۳۵
جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب	۵۳۵
نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم	۵۳۷
سستی کی وجہ سے تکبیر تحریمہ میں تاخیر کرنا	۵۳۸
چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ	۵۳۸
نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنا	۵۳۹
مسجد میں نمازِ جنازہ صحیح ہونے کی صورت	۵۳۹
بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے	۵۴۰
مرا ہوا بچہ پیدا ہو	۵۴۰
کیا قیدی بچہ پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی	۵۴۰
کسی مسلمان کا کوئی کافر رشتہ دار مر جائے تو کیا حکم ہے؟	۵۴۱
باغی اور ڈاکو پر نمازِ جنازہ	۵۴۲

مضامین صفحہ

قاتل پر نمازِ جنازہ ۵۴۲
بے گناہ کے قاتل کا حکم ۵۴۲
عصبیت میں مارے جانے والے کا حکم ۵۴۳
خودکشی کرنے والا پر نمازِ جنازہ ۵۴۳
والدین کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا کیا حکم ہے ۵۴۴
جنازہ اٹھانے اور اس کو دفن کرنے کا بیان ۵۴۴
دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے ۵۴۴
بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ ۵۴۵
بچہ کے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ ۵۴۵
سواری پر جنازہ لے جانا ۵۴۵
جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ ۵۴۵
جنازہ کو جلدی لے کر چلنا ۵۴۶
جنازہ کے پیچھے چلنا ۵۴۶
جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا ۵۴۷
جنازہ کے پیچھے کیا ذکر کرے ۵۴۷
قبرستان میں بیٹھنا ۵۴۷
قبر کی گہرائی ۵۴۸
بغلی قبر ۵۴۸
صندوقی قبر ۵۴۸
میت کو قبر میں کس طرح اتاریں ۵۴۹
قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں ۵۴۹
میت کو قبر میں کس طرح رکھا جائے ۵۴۹
کفن کی گرہیں کب کھولیں؟ ۵۵۰
قبر پر کچی اینٹیں لگانا ۵۵۰
قبر اندر سے کیسی ہو؟ ۵۵۰
میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ ۵۵۱
قبر پر مٹی ڈالنا ۵۵۱

مضامین صفحہ

قبر اوپر سے کیسی ہو؟ ۵۵۲
قبر پر تعمیر جائز نہیں ۵۵۲
قبر پر کتبہ ۵۵۳
تدفین قبرستان میں ہونی چاہئے ۵۵۳
فساقی میں دفن ۵۵۴
ایک قبر میں کئی میت دفن کرنا ۵۵۴
سمندر کے سفر کے دوران موت ۵۵۵
جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا ۵۵۵
میت کو بعد دفن منتقل کرنا ۵۵۶
قبر کھود کر میت نکالنا ۵۵۶
قبر کب کھول سکتے ہیں ۵۵۷
اگر میت کو غیر قبلہ لٹادیا گیا تو کیا قبر کھول کر صحیح کرے؟ ۵۵۷
زیارتِ قبور کا بیان ۵۵۸
قبرستان جاکر کیا پڑھے؟ ۵۵۹
قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا ۵۵۹
قبروں کے ساتھ اعتدال کا برتاؤ کیا جائے ۵۶۰
قبر کی آس پاس کی سبز گھاس کاٹنا ۵۶۰
شہید کے احکام کا بیان ۵۶۱
اسلام میں شہید کا مقام ۵۶۱
شہید کی قسمیں ۵۶۱
شہید کامل کی شرائط ۵۶۳
ظلماً مقتول ہونا ۵۶۳
مسلمان ہونا ۵۶۴
مکلف ہونا ۵۶۴
حدثِ اکبر سے پاک ہونا ۵۶۴
زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا ۵۶۴
شہید کے احکامات ۵۶۵
روزہ کا بیان ۵۶۷

مضامین	صفحہ
عظمت رمضان	۵۶۷
ماقبل سے مناسبت	۵۶۷
صوم کے لغوی معنی	۵۶۷
مشروعیت صوم	۵۶۷
صوم کی اصطلاحی تعریف وفوائد قیود	۵۶۸
روزہ کے واجب ہونے کا سبب	۵۶۹
روزہ کس پر فرض ہے	۵۶۹
اداروزے کے لئے چند شرطیں ہیں	۵۷۰
جنابت روزہ کے منافی نہیں	۵۷۰
روزہ کا حکم	۵۷۱
روزہ کے اقسام	۵۷۱
فرض روزوں کی تعداد	۵۷۲
نفل کا حکم	۵۷۳
دس محرم الحرام کا روزہ	۵۷۳
ایام بیض کے روزے	۵۷۴
پیر اور جمعرات کا روزہ	۵۷۴
شوال کے چھ روزوں کا بیان	۵۷۵
صوم داؤدی	۵۷۵
مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی روزوں کا بیان	۵۷۶
نیروز مہرجان کے روزے	۵۷۷
صوم وصال	۵۷۷
صوم الدہر	۵۷۸
نیت کس طرح کرے؟	۵۷۹
وقت کا بیان	۵۷۹
دن سے مراد کیا ہے؟	۵۷۹
کیا رمضان کے روزوں میں تعیین ضروری ہے؟	۵۸۰
رمضان میں نذر یا قضا کا روزہ رکھنا	۵۸۰
مریض رمضان میں کسی واجب آخر کی نیت کرے؟	۵۸۱

مضامین	صفحہ
نذر معین کے روزے کے لئے کیا تعیین ضروری ہے	۵۸۱
تعیین نیت	۵۸۲
چاند کے ثبوت کا بیان	۵۸۲
رمضان کی ابتداء کا دارومدار چاند پر ہے	۵۸۳
یوم الشک	۵۸۳
یوم الشک میں روزہ رکھنے کی چند صورتوں کا بیان	۵۸۴
۲۹ ر یا ۳۰ ر شعبان میں روزہ رکھنا	۵۸۴
یوم الشک میں عوام اور خواص کے احکامات	۵۸۵
تنہا چاند دیکھنے والے کا کیا حکم ہے؟	۵۸۶
اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے چاند کا کیا حکم ہے؟	۵۸۶
عید کے چاند کا حکم	۵۸۷
مطلع صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعید کے چاند کا حکم	۵۸۸
ایک کی گواہی کا حکم	۵۸۹
دو کی گواہی کا حکم	۵۸۹
رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کا حکم	۵۹۰
اختلاف مطالع کا بیان	۵۹۱
اگر دن میں چاند نظر آجائے تو؟	۵۹۱
بھول سے کھانا	۵۹۲
بھول کر کھانے والے کو روزہ یاد دلانا چاہئے یا نہیں؟	۵۹۲
نظر کرنے سے انزال	۵۹۳
سر میں تیل لگانا	۵۹۳
آنکھ میں دوا	۵۹۳
روزہ میں خون نکلوانا	۵۹۴
روزہ میں غیبت کرنا	۵۹۴
قصد افطار کا حکم	۵۹۴
اگر بتی کے دھوئیں کا حکم	۵۹۵
دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو تو کیا حکم ہے	۵۹۵

مضامین	صفحہ
جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے	۵۹۶
ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالنے کا حکم	۵۹۶
کان میں پانی چلے جانے کا حکم	۵۹۷
کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا	۵۹۷
رینٹ کا حکم	۵۹۷
قے کا حکم کیا ہے؟	۵۹۸
چنے سے کم غذا کا حکم	۵۹۹
روزہ کو فاسد کرنے والی ان چیزوں کا بیان جن سے قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں	۵۹۹
کفارہ کا بیان	۶۰۷
ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ فاسد ہو جائے اور کفارہ نہ ہوگا	۶۰۹
حقنہ کا حکم	۶۱۰
ناک میں دوا ڈالنا	۶۱۰
حلق میں کوئی چیز ڈال لینا	۶۱۱
کان میں تیل یا دوا ڈالنا	۶۱۱
زخم پر دوا لگانا	۶۱۲
حلق میں پانی چلا جائے	۶۱۳
روزہ فاسد کرانے کا حکم	۶۱۳
خدمت کرنے کی وجہ سے روزہ توڑنے کا حکم	۶۱۳
بھولنے کے بعد جان بوجھ کر کھانے والے کا حکم	۶۱۴
صبح صادق کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟	۶۱۵
مسافر شرعی نے پندرہ روز قیام کی نیت کر لی	۶۱۵
مقیم مسافر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۱۶
بلانیت بھوکا پیاسا رہنے سے کیا روزہ ہو جائے گا؟	۶۱۶
صبح صادق کے بعد غلطی سے کھانے والے کا حکم	۶۱۷
جانور سے وطی کا حکم	۶۱۷
بوس و کنار کی وجہ سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟	۶۱۷
غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دے تو کیا حکم ہے؟	۶۱۸
سوئی ہوئی بیوی سے صحبت کرنا	۶۱۸
شرمگاہ میں دوا ڈالنا	۶۱۸
دبر میں انگلی داخل کرنا	۶۱۹
عورت کا شرمگاہ میں انگلی داخل کرنا	۶۱۹
دبر میں روئی وغیرہ داخل کرنا	۶۱۹
قصداً دھواں سونگھنا	۶۱۹
روزہ کی حالت میں قے ہونا	۶۲۰
بھول کر کھانے کے بعد نیت کر لی	۶۲۱
روزہ کی نیت کے بعد بے ہوش ہو جائے	۶۲۱
اگر مجنون کو جنون سے افاقہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۲۲
فساد روزہ کا حکم	۶۲۲
بچہ اور کافر کا مسئلہ	۶۲۳
مکروہات وغیر مکروہات صوم	۶۲۳
بحالت صوم بیوی سے دل لگی کرنا	۶۲۴
تھوک نگلنا	۶۲۴
خون نکلوانا	۶۲۵
روزہ میں مسواک کا حکم	۶۲۵
مستحبات روزہ کا بیان	۶۲۷
عوارض کا بیان	۶۲۷
اعذار مبیحہ	۶۲۸
مسافر کے لئے کیا حکم ہے؟	۶۲۹
بیمار کا حکم	۶۳۰
قضا روزے لگاتار رکھنا ضروری نہیں	۶۳۰
شیخ فانی و فانیہ کا کیا حکم ہے؟	۶۳۱
نفل روزہ توڑنا کیسا ہے؟	۶۳۲
روزہ دار کو دعوت قبول کرنی چاہیے	۶۳۳

مضامین	صفحہ
ایام خمسہ کے روزوں کا بیان	۶۳۳
نماز روزہ کی نذر کا بیان	۶۳۴
نذر پوری کرنے کے شرائط اور تفریعات کا بیان	۶۳۴
نذر مطلق و نذر معلق کا بیان	۶۳۶
ایام خمسہ میں نذر کا بیان	۶۳۶
نذر میں تعیین الزمان والمکان معتبر نہیں	۶۳۷
اعتکاف کا بیان	۶۳۹
ماقبل سے مناسبت	۶۳۹
اعتکاف کی فضیلت	۶۳۹
اعتکاف کے لغوی واصطلاحی معنی	۶۳۹
عورت کا اعتکاف	۶۴۰
اعتکاف کے اقسام ثلٰثہ کا بیان	۶۴۰
نفلی اعتکاف	۶۴۱
معتکف کب باہر نکل سکتا ہے	۶۴۲
طبعی ضرورت کے لئے نکلنا	۶۴۲
ضرورت شدیدہ کے بغیر مسجد سے نکلنا کیا حکم رکھتا ہے	۶۴۳
مسجد میں خرید وفروخت	۶۴۴
معتکف کا خاموش رہنا	۶۴۴
حالت اعتکاف میں ہمبستری	۶۴۵
دنوں کے اعتکاف کرنے سے راتوں کا بھی لازم ہے	۶۴۵
ایک ماہ کی نذر ماننے کا کیا حکم ہے؟	۶۴۶
اعتکاف کی مشروعیت	۶۴۶
اعتکاف افضل ترین عمل	۶۴۷
معتکف کی مثال	۶۴۸
زکوٰۃ کا بیان	۶۵۰
فریضۂ زکوٰۃ	۶۵۰
شکر ادا کیجئے	۶۵۰
زکوٰۃ وصدقہ مال میں اضافہ کا سبب ہے	۶۵۰
نقد فائدہ	۶۵۱
آخرت کا نفع	۶۵۱
ماقبل سے مناسبت	۶۵۱
زکوٰۃ کے لغوی واصطلاحی معنی	۶۵۱
زکوٰۃ کی فرضیت	۶۵۲
زکوٰۃ کا حکم	۶۵۲
زکوٰۃ کی تعریف	۶۵۲
زکوٰۃ کی فرضیت کی اہلیت	۶۵۳
شرائط وجوب زکوٰۃ	۶۵۳
زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟	۶۵۴
اضافہ شدہ مال نصاب میں شامل ہوگا	۶۵۴
پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا	۶۵۵
زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا	۶۵۷
پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی	۶۵۷
قرض کی اقسام ثلٰثہ کا بیان	۶۵۸
جس مال کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں	۶۶۱
فقیر کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی	۶۶۲
سونے اور چاندی میں وزن کا اعتبار	۶۶۳
تجارتی سامان سونا اور چاندی کا الگ الگ نصاب اگر پورا نہ ہو تو کیا کرے؟	۶۶۴
سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے	۶۶۴
سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے	۶۶۵
نصاب پر زیادتی کا حکم	۶۶۶
کھوٹ کا حکم	۶۶۷
استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں	۶۶۷
موزونی کا حکم	۶۶۸

مضامین	صفحہ
سال ختم ہونے پر سستی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کا حکم	۶۶۹
زکوٰۃ کا تعلق نصاب سے	۶۶۹
جبراز کوٰۃ	۶۷۰
ترکہ سے زکوٰۃ	۶۷۰
زکوٰۃ واجب ہونے سے قبل اس کو ساقط کرنے کا حیلہ	۶۷۱
مصارف کا بیان	۶۷۱
سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۶۷۶
بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں	۶۷۷
کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے	۶۷۷
زکوٰۃ کی رقم مسجد اور کفن میت میں خرچ کرنے کا حکم	۶۷۸
فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مالدار ہے	۶۷۸
ایک فقیر کو مقدار نصاب سے زائد دینا	۶۷۹
مستحق زکوٰۃ کو کتنی رقم دی جائے	۶۷۹
زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل کرنا	۶۸۰
قریبی رشتہ داروں کا حق	۶۸۰
صدقۂ فطر کا بیان	۶۸۱
روزہ کی زکوٰۃ	۶۸۱
ایک اہم فائدہ	۶۸۱
ماقبل سے مناسبت	۶۸۲
صدقہ کے معنی ومشروعیت	۶۸۲
صدقہ فطر کس پر واجب ہے	۶۸۲
بعض عبادتوں میں صرف امکان شرط ہے	۶۸۳
صدقہ فطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے	۶۸۴
صدقہ فطر کا سبب وجوب	۶۸۵
صدقہ فطر کی شرعی مقدار	۶۸۶
صدقۃ الفطر میں کیا دیا جائے	۶۸۷
صدقۃ الفطر کب ادا کیا جائے	۶۸۷
ایک فقیر کو پورا صدقہ فطر دیں	۶۸۸
حج کا بیان	۶۸۸
ماقبل سے مناسبت	۶۸۸
حج کے لغوی واصطلاحی معنی	۶۸۹
حج کس سن میں فرض ہوا	۶۸۹
حج کی فرضیت	۶۸۹
حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں	۶۸۹
حج کی شرعی تعریف	۶۹۰
میقات زمانی	۶۹۰
حج پہلی فرصت میں کریں	۶۹۰
حج کب فرض ہوتا ہے؟	۶۹۲
استطاعت سے کیا مراد ہے؟	۶۹۴
زادِ سفر حوائج اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے	۶۹۴
ایام سفر میں اہل وعیال کا خرچ	۶۹۵
حج کی ادائیگی کی شرائط کا بیان	۶۹۶
عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے	۶۹۷
عورت کے محارم	۶۹۷
تین دن سے کم کی مسافت کا سفر	۶۹۸
تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر	۶۹۸
راستہ کے پُرامن ہونے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار ہے	۶۹۸
حج کے فرائض	۶۹۹
ملحق بہ فرائض	۷۰۰
طواف زیارت کے اسماء	۷۰۰
واجبات حج اصلاً چھ ہیں	۷۰۰
تنبیہ	۷۰۱
میقات مکانی	۷۰۱

مضامین	صفحہ
غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے نکلنا	۷۰۲
وقوف مزدلفہ کا وقت	۷۰۲
حدود حرم میں ایام نحر کے اندر حلق کرنا	۷۰۳
جمرۂ عقبہ کی رمی و قربانی و حلق میں ترتیب	۷۰۴
قربانی کو حلق پر مقدم کرنا	۷۰۴
طواف زیارت ایام نحر کے اندر کرنا	۷۰۴
سعی سے قبل طواف	۷۰۵
غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا	۷۰۵
صفا پہاڑی سے سعی کی ابتداء	۷۰۶
حجر اسود سے طواف کی ابتداء	۷۰۶
طواف میں پیدل چلنا	۷۰۷
باوضو طواف کرنا	۷۰۷
طواف میں ستر عورت	۷۰۸
احرام کی پابندیاں اور امور ممنوعہ	۷۰۸
واجبات کا حکم	۷۰۹
احرام سے قبل غسل یا وضو	۷۰۹
احرام کے کپڑے	۷۱۰
بدن پر خوشبو لگانے کا حکم	۷۱۰
دو رکعت صلوٰۃ احرام	۷۱۱
ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے	۷۱۱
مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں	۷۱۱
اوقات واحوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم	۷۱۲
تلبیہ کتنی بار مستحب ہے	۷۱۲
مکہ مکرمہ میں دخول کے وقت غسل کرنا	۷۱۳
طواف قدوم مسنون ہے	۷۱۴
اضطباع کا حکم	۷۱۴
میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا	۷۱۵
نفل طواف نفل نماز سے افضل	۷۱۵

مضامین	صفحہ
امام تین مقام پر خطبہ دے گا	۷۱۶
آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال	۷۱۶
عرفات میں ظہر و عصر	۷۱۷
وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ	۷۱۸
وقوف مزدلفہ کہاں افضل ہے؟	۷۱۸
ایام منیٰ اور لیالی منیٰ	۷۱۹
رمی کے وقت کھڑے ہونے کا طریقہ	۷۲۰
کیا رمی سوار ہو کر کی جائے گی؟	۷۲۰
گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت	۷۲۱
قربانی کا وجوب کس پر ہے؟	۷۲۳
حج کے خطبے	۷۲۳
بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانہ ہو جانا	۷۲۴
محصب میں اترنے کا بیان	۷۲۴
آب زمزم کھڑے ہو کر پینا	۷۲۵
ملتزم پر دعاء	۷۲۶
خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑ کر دعا کرنا	۷۲۶
روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت	۷۲۷
افعال حج کا طریقہ	۷۲۷
میقات سے بغیر احرام باندھے گزرنے والے کا کیا حکم ہے؟	۷۲۸
احرام باندھنے سے قبل غسل کس مقصد کے لئے ہے	۷۲۸
فائدہ	۷۲۸
احرام کے بعض مستحبات کا بیان	۷۲۹
احرام کا کپڑا	۷۲۹
حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے	۷۳۰
احرام کا غسل کرنے کے بعد عطر لگانا کیسا ہے؟	۷۳۰
احرام کی دعاء	۷۳۱
پہلا تلبیہ کس وقت پڑھا جائے	۷۳۱

مضامین	صفحہ
تلبیہ کے الفاظ	۷۳۱
تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی	۷۳۳
حالت احرام میں معصیتوں سے پرہیز	۷۳۳
احرام کی پابندیاں مردوں کے لئے	۷۳۴
احرام کی پابندیاں عورتوں کے لئے	۷۳۵
محرم کے لئے سایہ حاصل کرنا کیسا ہے؟	۷۳۶
پرس کمر میں باندھنا	۷۳۶
تلبیہ زیادہ سے زیادہ مطلوب ہے	۷۳۷
مکہ معظمہ میں داخلہ سے قبل غسل	۷۳۸
مشورہ	۷۳۸
مکہ معظمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟	۷۳۸
مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں	۷۳۸
مسجد حرام میں داخل ہونے کا ادب	۷۳۹
طواف کی ابتداء میں حجر اسود کی طرف سینہ اور منھ کر کے ہاتھ اٹھانا	۷۴۰
طواف کا طریقہ	۷۴۱
متعلقات طواف	۷۴۲
سعی کا طریقہ	۷۴۵
میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا	۷۴۵
فائدہ	۷۴۵
نفل طواف نفل نماز سے افضل	۷۴۶
آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال	۷۴۷
تنبیہ	۷۴۷
عرفات کے لئے روانہ ہونے کا مسنون طریقہ	۷۴۸
عرفات میں ظہرین کو جمع کرنے کے شرائط	۷۴۸
پورا میدان عرفات موقف ہے	۷۴۹
وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ	۷۵۰
غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے نکلنا	۷۵۲

مضامین	صفحہ
مزدلفہ میں مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھنا	۷۵۲
میدان مزدلفہ میں سنن ونوافل	۷۵۳
مزدلفہ کے راستہ میں نماز مغرب یا عشاء پڑھنے سے وجوب اعادہ	۷۵۳
وقوف مزدلفہ کا وقت	۷۵۴
مزدلفہ کا پورا میدان موقف ہے	۷۵۴
کنکریاں کہاں سے لیں	۷۵۶
حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے	۷۵۷
رمی کرنے کا طریقہ	۷۵۸
ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے	۷۵۸
قربانی کب کی جائے	۷۵۹
فائدہ	۷۵۹
طواف زیارت میں تاخیر	۷۶۰
گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت	۷۶۱
بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانگی	۷۶۲
اگر تیرہویں کو منیٰ میں رک جائے تو کیا حکم ہے؟	۷۶۲
رمی پیدل کی جائے گی	۷۶۳
منیٰ میں رات گزارنا	۷۶۳
محصب میں اترنا	۷۶۳
طواف صدر کب کرے؟	۷۶۴
صلوٰۃ طواف کے بعد آب زمزم پینا	۷۶۵
پندرہ مقامات پر دعاء قبول ہوتی ہے	۷۶۶
بیت اللہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟	۷۶۷
کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین	۷۶۸
ارکان سے کیا مراد ہے؟	۷۶۸
مکہ معظمہ سے واپسی	۷۷۰
چند احکامات میں عورت مرد سے الگ ہے	۷۷۰
حج کی کونسی قسم افضل ہے؟	۷۷۳

مضامین	صفحہ
قران کا طریقہ	۷۷۳
حج تمتع	۷۷۵
حج تمتع کے اقسام	۷۷۶
عمرہ کا حکم	۷۷۷
عمرہ کا وقت	۷۷۷
عمرہ کرنے کا طریقہ	۷۷۸
عمرہ کے واجبات	۷۷۸
یوم الجمعہ کا حج	۷۷۹
مکہ معظمہ میں قیام	۷۸۰
فائدہ	۷۸۰
حج افراد کے افعال	۷۸۰
(نقشہ)	۷۸۰
حج قران کے افعال (نقشہ)	۷۸۱
حج تمتع کے افعال (نقشہ)	۷۸۲
عمرہ کے افعال (نقشہ)	۷۸۲
جنایات کا بیان	۷۸۳
بعض اصطلاحات کی وضاحت	۷۸۳
حالت احرام میں خوشبو لگانا	۷۸۴
حالت احرام میں مہندی لگانا	۷۸۵
حالت احرام میں خوشبودار تیل لگانا	۷۸۶
حالت احرام میں واسلین وغیرہ لگانا	۷۸۶
حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننے کا جرمانہ	۷۸۶
حالت احرام میں سر یا چہرہ چھپانا	۷۸۷
حالت احرام میں سر کے بال کاٹنا	۷۸۷
حالت احرام میں بغل کے بال صاف کرنا	۷۸۸
حالت احرام میں زیر ناف صاف کرنا	۷۸۸
حالت احرام میں ناخن کاٹنا	۷۸۸
حالت احرام میں مونچھ کاٹنا	۷۸۹

مضامین	صفحہ
عذر کونسا معتبر ہے	۷۹۳
حالت احرام میں جوں مارنا	۷۹۳
جرمانہ کی کیفیت کیا ہوگی؟	۷۹۵
حدودِ حرم کی گھاس اور پیڑ کاٹنا	۷۹۷
حدودِ حرم یا حالت احرام میں کس قسم کے جانور کو مارنا جائز ہے	۷۹۸
ہدی کی تعریف	۷۹۹
ہدی کی کتنی قسمیں ہیں	۷۹۹
ہدی کی شرطیں	۷۹۹
کفارہ میں بدنہ کب لازم ہوتا ہے	۸۰۰
قربانی کا وقت	۸۰۰
دم صرف حدود حرم میں ذبح ہوگا	۸۰۱
ہدی اگر حرم تک پہنچنے سے قبل ہلاک ہونے لگے تو کیا کیا جائے؟	۸۰۱
صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا	۸۰۱
کن جانوروں کی تقلید کرے اور کن کی نہیں	۸۰۲
پیدل حج کی نذر	۸۰۳
پیدل حج کرنا افضل ہے	۸۰۳
مدینۃ المنورۃ کی فضیلت	۸۰۴
مدینۃ المنورہ کا سفر	۸۰۴
حرمت مدینہ منورہ	۸۰۴
حدودِ مدینہ منورہ	۸۰۵
روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت	۸۰۶
درود شریف کے فضائل	۸۰۸
مدینۃ المنورۃ کے قریب پہنچنے کی دعا	۸۰۹
مدینۃ المنورۃ میں داخل ہونے کا ادب	۸۱۰
مسجد نبوی میں داخل ہونے کا طریقہ	۸۱۱
ریاض الجنۃ میں عبادت کی فضیلت	۸۱۱

مضامین	صفحہ
باب جبرئیل	۸۱۱
روضۂ پُرنور پر سلام پڑھنے کا ادب وطریقہ	۸۱۲
دوسروں کی طرف سے سلام	۸۱۵
صدیق اکبرؓ پر سلام	۸۱۶
سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر سلام	۸۱۷
دربار رسالت کے سامنے ہوکر دعاء	۸۱۹
درود وسلام ودعاء کے بعد دو رکعت نماز	۸۲۰
ریاض الجنہ کے سات ستون	۸۲۰
استوانہ ابولبابہ	۸۲۰
استوانہ حنانہ	۸۲۱
پانچ ستونوں کا بیان	۸۲۲
سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ اور شہداء احد کی زیارت	۸۲۳
جنت البقیع کی فضیلت	۸۲۴
جنت البقیع کی زیارت	۸۲۴
اہل البقیع پر سلام	۸۲۵
اہل البقیع کو ایصال ثواب	۸۲۵
مسجد قباء کی زیارت اور نماز	۸۲۶
مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب	۸۲۷
ماخذ ومراجع	۸۲۸

رائے عالی

حضرت اقدس مولانا مجیب اللہ صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث وناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد!

علم فقہ اسلامی تعلیمات کا عطر ہے اور اسلامی زندگی کا راہبر ورہنما ہے، دینی مدارس کے نصاب میں اس کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے، اسی لئے حضرات اکابر نے نصابِ تعلیم میں اس کو خاص اہمیت دی ہے اور ابتدائی درجات سے لیکر انتہائی درجات تک ہر جگہ اس کا حصہ رکھا ہے، فقہ کی ان ہی نصابی کتب کے سلسلہ کی ایک کڑی ابوالاخلاص حسن بن عمار وفائی شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ کی تصنیف نورالایضاح ہے، یہ کتاب خاص عبادات، طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج کے احکام پر مشتمل ہے، کتاب میں جزئیات کا خاص اہتمام ہے، عربی زبان میں نورالایضاح کی سب سے جامع اور مفصل شرح خود مصنفؒ کے قلم سے مراقی الفلاح ہے، اس پر علامہ طحطاویؒ کے حاشیہ نے چار چاند لگا دیا ہے، اردو زبان میں بھی اس کتاب کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں، جناب مولانا مفتی وسیم احمد صاحب قاسمی کی اس شرح کے کچھ حصہ کا میں نے مطالعہ کیا، عبارت پر اعراب لگا کر مشکل لغات کا حل پیش کیا ہے، ضرورت کے مطابق کہیں کہیں ترکیب بھی لکھی ہے، اور ترجمہ کے بعد بقدرِ ضرورت تشفی بخش تشریح لکھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کا نفع عام فرمائے، اور موصوف کو مزید خدمت ارزانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

احقر: محمد مجیب اللہ گونڈوی
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۱۶؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

عالی مقام حضرت الاستاذ مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی

استاذ فقہ وحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، ومرتب ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

عزیزم مکرم جناب مولانا مفتی وسیم احمد زادہ اللہ تعالیٰ علماً وعملاً ہونہار، باہمت، اور باذوق فاضل ہیں، جو عرصہ سے ریڑھی تاجپورہ میں کامیابی کے ساتھ علمی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور ساتھ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں، درسِ نظامی کی کتاب قدوری کی شرح انوار القدوری کے نام سے موصوف کے قلم سے شائع ہوکر مقبول ہو چکی ہے۔

اب انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب نورالایضاح کی اردو میں مبسوط شرح لکھی ہے، جو نہ صرف حل کتاب کے لئے معاون ہے بلکہ اس میں شرح کے ضمن میں بہت سے روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا ذخیرہ بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع ہو گیا ہے۔

احقر نے موصوف کی اس علمی کاوش کا جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ انشاء اللہ یہ طلبہ علماء بلکہ عوام کے لئے بھی نفع بخش ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی محنتوں کو مقبولیت سے نوازیں اور اس طرح کی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری

خادم مدرسہ شاہی مراد آباد

۱۴۳۲/۲/۹ھ

حضرت الحاج مولانا قاری محمد عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم

صدرالمدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم فقہ جس نے قرآن وحدیث کی روشنی میں انسان کے ہر اچھے برے قول وفعل کا حکم اور اس کے مرنے جینے میں پیش آنے والے سبھی احوال وکوائف کی حدود متعین کرکے مکمل رہنمائی کی ہے اس سے اس کے حصول کی ضرورہ واحتیاج اظہر من الشمس ہے اسی لئے دینیات کے اردو ابتدائی نصاب میں تعلیم الاسلام مکمل اور فوقانی نصاب میں دینی تعلیم کے رسائل اور فارسی زبان میں مالا بدمنہ جیسی مفید وکارآمد کتابیں داخل درس ہیں، اسی طرح بچیوں کے نصاب میں بالخصوص بہشتی زیور کو زیورِ نصاب تسلیم کیا گیا ہے، عربی نصاب میں قدوری وکنز الدقائق سے نیچے مبتدی طلباء کے لئے فن سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے کوئی آسان عربی میں کتاب شامل نصاب نہیں تھی اس لئے حضرت علامہ کشمیری اور ان کے ہم مشرب رفقاء شدت سے اس کمی کو محسوس کررہے تھے حسن اتفاق کہ مصر کے ایک کتب خانہ میں حضرتؒ کو کتاب نورالایضاح کے مطالعہ کا موقع میسر آگیا، کتاب نہایت ہی پسند آئی اور واقعۃً ہے بھی پسندیدہ ہی اس لئے ہمارے اکابر نے مشورہ کرکے اس کو نصاب کا جز بنادیا اور مدت سے جو خلاء محسوس ہورہا تھا بحمداللہ پُر ہوگیا، چونکہ نورالایضاح کتاب عباداتِ خمسہ کے مسائل پر ایسے انوکھے انداز میں ترتیب دی گئی ہے جس سے مبتدی ومنتہی طالب علم یکساں طور پر نفع حاصل کرسکتا ہے اس لئے عربی واردو ہر دو زبان میں اس کی کئی شروحات لکھی جاچکی ہیں لیکن وہ یا تو اتنی طویل ہیں کہ مبتدی طلباء کی فہم سے اونچی ہیں یا اتنی مختصر ہیں کہ حل عبارت ہی میں پیچیدگی ہے بہمہ وجوہ اور کتاب کی اہمیت کے پیش نظر عزیز گرامی مفتی وسیم احمد صاحب بلیل پوری مدرس عربی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور نے انوارالایضاح کے نام سے اس کی ایسی شرح لکھی ہے کہ مبتدی طلباء بالخصوص اس کی مدد سے بسہولت کتاب حل کرسکیں گے، انشاءاللہ۔ موصوف نے عبارت کا لفظی ترجمہ مع ضروری تشریح اور مشکل الفاظ کی وضاحت سلیس انداز میں کی ہے، استناد کے لئے حوالہ جات کا بھی التزام کیا ہے نیز بعض مقامات میں تشریح کے بعد اختیاری مطالعہ کے عنوان سے موقع کے مناسب خارجی مسائل بھی باحوالہ تحریر فرمائے ہیں تاکہ باذوق طلباء کو مطالعہ کی عادت پیدا ہو، میں بصمیم قلب دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو قبول فرمائے اور شرح مذکور کو نفع بخش بنائے، آمین۔

محمد عاشق الٰہی

خادم المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور

۱۶/۱/۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا خضر محمد قاسمی دامت برکاتہم

استاذ دارالعلوم دیوبند، ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور الایضاح فقہ اسلامی اور درس نظامی میں ایسی مشہور کتاب ہے جس کی اہمیت وافادیت سے اسلامی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے، گویا اس کے بغیر فقہ حنفی نا تمام سا محسوس ہوتا ہے، ابتدا سے ہی علماء اسلام کے نزدیک یہ کتاب قابل اعتبار صد اعتناء رہی ہے، اس کی عبارت چھوٹی چھوٹی مگر ہمہ گیر ہے، گہرائی و گیرائی سے لبریز ہے۔

مبتدیین کی آسانی کے لئے ماضی میں اس کی بہت سی شروحات معرض تحریر میں آچکی ہیں، مگر سر دست محترم مفتی وسیم احمد صاحب مدظلہ بلبیل پوری جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ نے مذکور کتاب کی جو شرح لکھی ہے وہ کئی وجوہ سے فائق ولائق شرح ہے:

(۱) چونکہ یہ کتاب مسائل کے ساتھ ساتھ طلبہ نحو وصرف کے حل کے لئے بھی پڑھتے ہیں اس لئے موصوف نے خالص تحت اللفظ ترجمہ کیا ہے۔

(۲) ضروری ومشکل کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق بھی ہے۔

(۳) ایسی دلنشیں تشریح کی ہے جو مختصر بھی ہے اور مستقل کتاب بھی۔

(۴) بیشتر مقامات میں حوالجات سے کتاب کو مزین کیا ہے، اور بھی کتاب کئی خوبیوں پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ موصوف شارح کو مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے، اور شرح ھٰذا کو شرف قبول عطا فرمائے، آمین۔

والسلام

خضر محمد عفی عنہ

۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ قبیل العصر

نمونۂ اسلاف حضرت الاستاذ مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

امابعد! جناب مولانا مفتی وسیم احمد مدرسہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کی کتاب ’’انوارالایضاح شرح اردو نورالایضاح‘‘ مختلف جگہوں سے دیکھنے کا اتفاق ہوا اس میں چند خصوصی باتیں اچھی نظر آئی ہیں:

(۱) نورالایضاح کے مشکل الفاظ کو سہل انداز سے حل کیا گیا ہے۔

(۲) مختصر تشریح کی گئی ہے۔

(۳) ذیلی مسائل کو حوالوں سے مدلل کیا گیا ہے۔

اس کتاب سے ناظرین کو خاص طور پر اس طرح استفادہ کا موقع فراہم ہوگا کہ حل نورالایضاح کے ساتھ ساتھ جزوی مسائل بھی مفتیٰ بہ قول کے مطابق سامنے آجائیں گے اس لئے راقم الحروف کے نزدیک مفتی وسیم صاحب حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں، انہوں نے اس سے پہلے قدوری کی شرح بھی ’’انوارالقدوری‘‘ کے نام سے لکھی ہے وہ بھی اہل علم کے حلقہ میں مقبول ہے، اللہ سے امید ہے کہ زیر نظر کتاب بھی خلق خدا کے درمیان شرفِ قبولیت حاصل کرے گی، اللہ تعالیٰ کتاب کو عنداللہ اور عندالناس مقبول بنائیں، اور مؤلف کے لئے ذریعہ نجات بنائیں، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۹؍صفر ۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب قاسمی دامت برکاتہم

استاذ حدیث ومفتی مظاہر علوم سہارنپور

الحمدللّٰہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

درسِ نظامی میں فقہ اسلامی کے موضوع پر متعدد متون وشروح اور طویل ومختصر کتابیں داخل ہیں، مگران میں کتاب ''نورالایضاح ونجاۃ الارواح'' اس اہم ترین موضوع سے واقفیت ومناسبت کے لئے کلید اور دروازہ کی حیثیت رکھتی ہے، درسِ نظامی میں فقہ کی عربی زبان میں یہ پہلی کتاب ہے، جو نہ صرف یہ کہ اپنے موضوع کی جامع ومختصر کتاب ہے بلکہ اس میں صرف صحیح اور راجح ومفتیٰ بہ مسائل کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اور سہل انداز نگارش کے ساتھ ساتھ اس کی عبارات میں یہ کتاب بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے اور اس کا شمار مقبول ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔

اہل علم نے اس عظیم ومقبول کتاب کی خدمت میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور انہوں نے عربی واردو زبان میں اس کی متعدد شروح اور اس پر حواشی تحریر کئے، جن میں بڑے بڑے اہل علم بھی شامل ہیں، جناب مفتی وسیم احمد صاحب بھی اس زمرے میں داخل ہوگئے ہیں، یہ کتاب چونکہ موصوف کے زیر درس رہی ہے اس لئے انہوں نے اس میں اس کتاب کے حل وتوضیح سے متعلق طلبہ واساتذہ کی ضرورت کا تمام سامان جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کو نافع بنائے، آمین۔

العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ
مظاہر علوم سہارنپور
۲۹؍محرم ۱۴۳۲ھ

رائے گرامی

مخزن علم واخلاق حضرت الاستاذ جناب مولانا علی حسن صاحب دامت برکاتہم

مدرس عربی خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

درسِ نظامی میں فقہ کی کتابوں میں نورالایضاح عربی زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے جو داخل درس ہے یہ کتاب درسِ نظامی میں اپنے مسائل اور جزئیات پر ایک عجیب شان رکھتی ہے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق علماء کرام نے اس کی شروحات لکھی ہیں، اسی کی ایک کڑی انوارالایضاح شرح نورالایضاح ہے جس کو جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور کے ایک باصلاحیت استاذ عزیز گرامی مولانا مفتی وسیم احمد صاحب بلیل پوری نے مرتب کیا ہے جس میں الفاظ مشکلہ کا حل ترجمہ وتشریح بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کی ہے، دلکش انداز میں مسائل کا حل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ حوالہ جات کے زیور سے بھی آراستہ کیا ہے، یہ اس کتاب کی خصوصیات میں سے ہے احقر نے تقریباً مکمل مسودہ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے، موصوف خادم العلوم باغونوالی کے ہونہار باصلاحیت لائق فضلاء میں سے ہیں۔

احقر کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کو مزید علمی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور جملہ متعلقین کو خیر وخوبی سے نوازیں، آمین۔

فقط والسلام
محتاج دعا: علی حسن
مدرس خادم العلوم باغونوالی
وتجھیڑی، ضلع مظفرنگر یوپی
۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ

عرضِ مرتب

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد! رب ذوالجلال خالق السمٰوات والارض کا فضل وکرم اور بے پایاں انعام واحسان ہے کہ اس عاجز بندہ کو انوار الایضاح شرح اردو نور الایضاح ایک خاص ترتیب سے لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اس پر یہ بندۂ گندہ جس قدر بھی شکر بجالائے کم ہے، انوار الایضاح کا یہ سلسلہ ۲۱؍۲؍۱۴۳۰ھ بروز منگل مطابق ۱۷؍فروری ۲۰۰۹ تقریباً ایک بجے دن میں شروع کیا گیا اور ۲۸؍۴؍۱۴۳۱ھ کو پایہ تکمیل کو پہنچا، مسودہ کا تقریباً نصف حصہ منبع علم وفن حضرت الحاج قاری محمد عاشق الٰہی صاحب صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ نے بڑے شوق وذوق کے ساتھ ملاحظہ فرمایا، بعدہٗ مفتی محمد اسرار صاحب زید علمہٗ فاضل افتاء مظاہر علوم سہارنپور ومولوی مفتی محمد مصطفیٰ زیدہ فضلہ قاسمی استاذ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی نے پورے مسودہ پر گہری نظر ڈالی بلکہ تحریری طور پر مفید مشوروں سے بھی نوازا، اور ساتھ ہی ساتھ محب گرامی استاذ محترم جناب حضرت الحاج مولانا علی حسن صاحب زید مجدہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تقریباً کتابت شدہ مسودہ کا بنظر غائر مکمل مطالعہ فرمایا۔

نیز محقق ومدقق جناب حضرت الحاج مفتی محمد سلمان ومفتی محمد شبیر احمد مدظلہم العالی اساتذۂ حدیث وفقہ مدرسہ شاہی مرادآباد، ہر دو صاحبان کا بھی احقر بیحد مشکور ہے کہ دورانِ تالیف ہر دو صاحبان سے بارہا مسائل کے سلسلہ میں مراجعت کی گئی جس کو ان حضرات نے چٹکی میں حل فرمایا اور میرے لئے راہ آسان ہوئی،

فجزاهم اللّٰه احسن الجزاء

مولوی محمد عیاض قاسمی نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں اپنی مہارتِ فن کا بہترین نمونہ پیش کیا جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں، نیز وہ تمام طلبہ جن کا گرانقدر تعاون شامل حال رہا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔

وسیم احمد بلبل پوری
خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، سہارنپور

مبادیاتِ فقہ

علم فقہ: فقہ یہ مصدر ہے باب کرم اور سمع سے آتا ہے معنی ہیں کسی چیز کا جاننا، کھولنا اور سمجھنا اور باب کرم سے معنی ہیں فقیہ ہونا علم میں غالب ہونا اور فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا سمجھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف: احکام شرعیہ وفرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں کہ جو احکام کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو جن احکام کا تعلق عمل سے ہوتا ہے ان کو فرعی احکام کہتے ہیں اور جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے ان کو احکام شرعی واصلی کہتے ہیں۔

فقہ کا موضوع: علم فقہ کا موضوع مکلف انسان کا فعل وعمل ہے۔

فقہ کی غرض وغایت: علم فقہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ اُسے دونوں جہاں میں سرخروئی حاصل ہو جائے، دنیوی کامیابی تو اس سے اس لئے ہوتی ہے کہ فقہ سے جب احکام شرع کا علم ہوگا تو مامورات پر عمل کرے گا اور منہیات سے اجتناب کرے گا اور آخرت کی کامیابی یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جنت کی نعمتیں اس کا استقبال کریں گی۔

دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے: تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء ومفتیان کا وجود لازمی ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

فقہ سراپا خیر ہے: تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے جس کو یہ دولت مل جائے وہ یقیناً خیر کثیر سے بہرہ ور ہو جائے گا۔

ایک روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل عبادت فقہ ہے اور سب سے افضل دین پرہیزگاری اور ورع وتقویٰ ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے: دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا اور نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے، اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔

مسائل جانے بغیر چارہ نہیں: ایک مسلمان ہر بات سے مستغنی ہو سکتا ہے لیکن مسائل شرعیہ کے لازمی علم سے نہ کبھی کوئی مستغنی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ طہارت کا معاملہ ہو یا نماز کا روزہ یا حج کا معاملہ ہو یا زکوۃ کا نکاح طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا، بہر حال مسائل سے واقفیت حاصل کرنی ضروری ہوگی، اس کے بغیر کوئی مسلمان اسلام کے مطابق نہ تو اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق حاصل کر سکتا ہے، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری دینی مسائل سے غافل نہ رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علاماتِ افتاء

چونکہ مصنف علام نے اپنی مایہ ناز کتاب نورالایضاح میں کسی ایک قول کی تصحیح کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے افادہ کی خاطر ان کی وضاحت ضروری ہے، فتاویٰ خیریہ میں مضمرات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ علامات افتاء درج ذیل ہیں: **علیه الفتویٰ به یفتی به نأخذ علیه الاعتماد علیه عمل الیوم هو الصحیح هو الاصح هو الاظهر هو المختار هو فتویٰ مشائخنا هو الاشبه هو الاوجه** اور اس جیسے الفاظ کا ذکر حاشیہ بزدوی میں کیا گیا ہے، علامہ خیرالدین آگے فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض الفاظ دوسرے بعض کے مقابلے میں زیادہ باوزن ہیں چنانچہ لفظ فتویٰ صحیح اصح اور الاشبہ وغیرہ الفاظ سے زیادہ مؤکد ہیں اور **به یفتی** **الفتویٰ علیه** کے مقابلہ میں راجح ہے، اور لفظ اصح صحیح کے مقابلہ میں زیادہ مؤکد ہے اور لفظ احوط احتیاط سے زیادہ مؤکد ہے، بعض علماء نے ترتیب اس طرح قائم کی ہے: **(۱) علیه عمل الیوم علیه عمل الامة (۲) علیه الفتویٰ به یفتی علیه الاعتماد به نأخذ هو فتویٰ مشائخنا (۳) الفتویٰ علیه هو الاصح هو الاشبه هو الاوضح هو الاظهر هو الاحوط هو الارفق (۴) هو الاحتیاط هو الصحیح.**

ان میں اول اور دوم قسم کے الفاظ زیادہ مؤکد ہیں ان کے بعد دوسری اور تیسری قسم کا درجہ ہے تعارض کے وقت عموماً اسی ترتیب کا اعتبار ہوتا ہے اور تعارض نہ ہو تو محض تصحیح کافی ہے۔

وجوہِ ترجیح یہ ہیں:

(۱) ایک طرف لفظ صحیح اور دوسری طرف اصح ہونے کی صورت میں لفظ اصح کو ترجیح ہوگی۔

(۲) ایک طرف لفظ فتویٰ اور دوسری طرف دیگر الفاظ ہونے کی شکل میں لفظ فتویٰ کو ترجیح ہوگی۔

(۳) تصحیح دونوں طرف برابر ہوں تو جس طرف متون کا قول ہوگا اسے ترجیح ہوگی۔

(۴) مساوی تصحیح کی صورت میں ظاہر الروایت کے موافق قول کو لینا اولیٰ ہوگا۔

(۵) متعارض تصحیحات میں جس تصحیح کے قائل اکثر حضرات ہوں تو اس کو اختیار کیا جائے گا۔

صاحب نورالایضاح نے بعض جگہوں میں ظاہر روایت ظاہر مذہب جیسے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں، سو جاننا چاہئے کہ پہلے درجہ میں ظاہر الروایت دوسرے میں نادر الروایت پھر اس کے بعد فتاویٰ کا اعتبار کیا جائے گا اور تعارض کی شکل میں طبقہ اولیٰ کی روایت کو ترجیح ہوگی الا یہ کہ مشائخ نے کسی اور روایت پر فتویٰ دینے کی صراحت کی ہو۔

ظاہرالروایت: اس کا اطلاق ان مسائل پر ہوتا ہے جو حضرت امام محمدؒ کی کتب ستہ (مبسوط، زیادات، جامع صغیر جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر) میں حضرات امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف اور دیگر اصحاب مذہب سے نقل کئے گئے ہیں، یہ درجہ مسائل میں سب سے اعلیٰ واقویٰ ہے۔

غیر ظاہرالروایت یا روایۃ النوادر: اصحاب مذہب کی وہ روایتیں جو امام محمدؒ کی کتب ستہ کے علاوہ دیگر کتابوں میں مذکور ہیں، ان کی سند ظاہرالروایت کی طرح معروف نہیں ہے، اس درجہ کی روایتوں کا مرتبہ ظاہرالروایت سے کمتر ہوتا ہے، بریں بنا تعارض کے وقت ظاہرالروایت ہی راجح ہوگی الا یہ کہ کسی علت کی بنا پر متاخرین اس کے خلاف راجح قرار دیں۔

فتاویٰ: وہ مسائل جن کے متعلق ظاہرالروایت یا نادرالروایت میں متقدمین اہل مذہب سے کوئی حکم شرعی منقول نہ ہو اور مجتہدین نے اصول کی روشنی میں ان کا استنباط واستخراج کیا ہو، ایسے مسائل کو اصطلاح اصول میں فتاویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے، مذکورہ بالا بحث سے میں پوری امید کرتا ہوں کہ صاحب نورالایضاح نے جو علاماتِ افتاء تحریر فرمائی ہیں ان کی گہرائی وگیرائی تک یہ بحث معاون ثابت ہوگی۔

صاحب نورالایضاح

نام ونسب: نام حسن، کنیت ابوالاخلاص اور والد کا نام عمار اور دادا کا نام علی ہے، وفائی، کر کے مشہور ہیں۔

جائے پیدائش وسن پیدائش: مصر کے ایک شہر شبرابلولہ کے باشندے تھے، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو شرنبلالی کہا جاتا ہے، جو خلاف قیاس ہے، قیاس کے لحاظ سے شبرابلولی ہونا چاہئے تھا، ۹۹۴ھ میں یہ عظیم فقیہ صفحۂ گیتی پر رونق افروز ہوا۔

تحصیل علوم: ابھی چھ سال ہی کی عمر تھی کہ والد انہیں برائے تعلیم مصر لے آئے، آپ نے قرآنِ پاک حفظ کیا اور اپنے وقت کے بہترین علماء شیخ محمد حموی، عبداللہ نحریری، شیخ الاسلام نورالدین وغیرہ سے تشنگی علم بجھائی۔

درس وتدریس: صاحب نورالایضاح کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی، بالخصوص فتاویٰ میں تو آپ مرجع خلائق تھے، آپ نے ایک عرصہ تک جامعہ ازہر مصر میں درس دیا ہے۔

وفات: جمعہ کے روز عصر کے بعد ۱۱؍ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ بعمر ۷۵ سال پیغام اجل کو لبیک کہہ کر لوگوں کے ذہنوں پر اپنی ذہانت وعلم وفقہ کے لازوال نقوش چھوڑ گئے۔

تصنیفات وتالیفات: آپ کی ۴۷ تالیفات وتصنیفات علمی یادگار ہیں، مگر ان سب میں حاشیہ دُرَرْ وغُرَرْ سب سے اعلیٰ وارفع ہے، جو موصوف کی حیات ہی میں غیر معمولی شہرت حاصل کر چکا تھا، اور فقہ میں نورالایضاح کو ایسی شانِ امتیازی حاصل ہے کہ اس کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ تاحال مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل رہ کر مصنفؒ کے علمی تبحر کو یاد دلا رہی ہے، اولاً آپ نے یہ کتاب الاعتکاف تک لکھی جس سے ۲۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۰۳۲ھ میں جمعہ کے روز فارغ ہوئے اس کے بعد مسائل زکوٰۃ وحج کو اس کے ساتھ ملحق کر کے عباداتِ خمسہ کی تکمیل فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحَابَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو ہمارے سردار محمدؐ پر جو خاتم الانبیاء ہیں، اور (رحمت کاملہ اور سلامتی ہو) آپ کی پاک آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔

تشریح: مصنفؒ نے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ وتحمید سے کیا اس کی مختلف وجوہ ہیں، مثلاً رسم قرآن کریم، خطوط نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحینؒ کی پیروی، ان کے علاوہ اور بہت سی وجوہات ہیں، **كما لا يخفى على اهل البصائر .**

حمد کے لغوی معنی: تعریف کرنا، خوبی بیان کرنا۔

اصطلاحی تعریف: تعظیم اور اکرام کے ارادے کے ساتھ زبان سے تعریف کرنا، وہ تعریف خواہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا غیر نعمت کے مقابلہ میں ہو۔ (مختصر المعانی: ۵)

رب: دراصل تربیت کے معنی میں ہے یعنی باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور تربیت کہتے ہیں کسی چیز کو رفتہ رفتہ اس کے حد کمال تک پہنچانا، اب سوال ہوگا کہ جب رب مصدر ہے تو اللہ کی صفت کیسے قرار دیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ زیدٌ عدلٌ کے قبیل سے ہے، یعنی بطور مبالغہ رب کو صفت قرار دیا گیا ہے۔

العالمین: عالم کی جمع ہے، دنیا کی تمام اجناس اس میں داخل ہیں، جیسے آسمان، چاند، سورج اور تمام ستارے ہوا، بجلی، بارش، فرشتے، جنات، حیوانات اور نباتات وغیرہ۔

والصلوٰۃ والسلام: پھر مصنفؒ نے بمقتضائے حدیث، **الانسانُ عبد الاحسان** تمام مخلوق میں بہتر اور سب انسانوں کے محسن رسول پاک ﷺ پر اور آپ کی پاک آل پر اور تمام صحابہ پر درود وسلام بھیجا، جو یقیناً باعث برکت ہے، آل محمد سے مراد وہ تمام امت ہے، جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، اس میں صحابہ سے لے کر قیامت تک کے تمام مومنین شامل ہیں، اور چونکہ یہ دعا کا مقام ہے اس لئے اس سے عام مومنین (امت اجابت) مراد لینا ہی زیادہ اچھا ہے، اور اب تخصیص بعد التعمیم کا قاعدہ پایا گیا کہ پہلے عام مومنین پر صلوٰۃ وسلام کی دعا کی اور پھر خاص کر حضرات صحابہ پر۔

الطاہرین: اس قید کا اضافہ اس وجہ سے کیا گیا کہ یہ حضرات امراض باطنیہ وظاہریہ ہر دو سے پاک ہیں، اور یہ صفت توضیحی ہے، نہ کہ تقییدی۔

وصحابته اجمعین: صحابی اس مبارک ہستی کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔

اجمعین: یہ تاکید معنوی کے الفاظ میں سے ہے اور صحابہ کی تاکید لانے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی ہے تا کہ جو گمراہ فرقے اکثر اصحاب رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور ان کی عدالت میں شک وشبہ کرتے ہیں جیسے روافض یعنی صرف حضرت علیؓ کے گھرانہ کو چھوڑ کر باقی سب کو گالی دیتے ہیں، ان پر رد ہوجائے اور ایسے ہی تردید مقصود ہے خوارج کی کہ وہ آپؐ کی آل کے سخت ترین دشمن ہیں ان کو صلوٰۃ کا مستحق نہیں سمجھتے برخلاف اہل سنت والجماعت کے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر قابل اتباع ہیں۔

قَالَ الْعَبْدُ الفَقِيْرُ اِلٰى مَوْلَاهُ الغَنِيِّ اَبُو الاِخْلَاصِ حَسَنُ الوَفَائِيُّ الشُّرَنْبُلَالِيُّ الحَنَفِيُّ اِنَّهٗ اَلْتَمَسَ مِنِّى بَعْضُ الاَخِلَّاءِ (عَامَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاهُمْ بِلُطْفِهِ الخَفِيِّ) اَنْ اَعْمَلَ مُقَدِّمَةً فِى الْعِبَادَاتِ تُقَرِّبُ عَلَى الْمُبْتَدِى مَا تَشَتَّتَ مِنَ المَسَائِلِ فِى الْمُطَوَّلَاتِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَجَبْتُهٗ طَالِبًا لِلثَّوَابِ وَلَا اَذْكُرُ اِلَّا مَا جَزَمَ بِصِحَّتِهٖ اَهْلُ التَّرْجِيْحِ مِنْ غَيْرِ اِطْنَابٍ (وَسَمَّيْتُهٗ) نُوْرَ الاِيْضَاحِ وَنَجَاةَ الاَرْوَاحِ وَاللّٰهَ اَسْاَلُ اَنْ يَّنْفَعَ بِهٖ عِبَادَهٗ وَيُدِيْمَ بِهِ الاِفَادَةَ .

ترجمہ: عرض کرتا ہے بندہ جو اپنے بے نیاز آقاء کی طرف محتاج ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرم و بخشش کی امید کرتے ہوئے) جس کی کنیت ابوالاخلاص (اور اس کا نام) حسن ہے، (اور مشرب اس کا) وفائی ہے (اور وطن) شرنبلال ہے (اور مذہب) حنفی ہے، فرمائش کی مجھ سے بعض مخلص دوستوں نے (اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے ساتھ معاملہ فرمائے اپنی خاص مہربانی کا) کہ تیار کروں میں ایک ایسا مقدمہ (مختصر کتاب) عبادات کے متعلق جو قریب کردے مبتدی طلباء کو ان مسائل سے (ان کو مسائل سمجھ میں آجائیں) جو پھیلے ہوئے ہیں بڑی بڑی کتابوں میں تو میں نے مدد چاہی اللہ سے اور قبول کرلیا میں نے ان کی فرمائش کو ثواب کا طالب بن کر اور اس کتاب میں صرف وہی مسائل ذکر کروں گا جن کے صحیح ہونے پر علماء اہل ترجیح نے بھروسہ کیا ہے بغیر پھیلاؤ کے (مختصر عبارات کے ساتھ) اور نام رکھا میں نے اس مقدمہ کا نورالایضاح (روشنی کو واضح کرنے والی) اور نجاۃ الارواح (روحوں کو نجات دینے والی) اور میں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی درخواست کرتا ہوں کہ نفع پہنچائے اس کتاب کے ذریعہ اپنے بندوں کو اور ہمیشہ رکھے اس کے ذریعہ افادہ کو (نفع کا سلسلہ باقی رہے)

تشریح: اس عبارت میں اولاً مصنفؒ نے اپنا نام کنیت مذہب اور وطن کا تعارف کرایا تا کہ تالیف وتصنیف کی حقیقت معلوم ہوجائے کیوں کہ کسی بھی کتاب کے مؤلف کے معلوم کرلینے سے آئندہ کا مضمون اور کلام کا مقام معتمد یا غیر معتمد حسبِ حالِ مصنف واضح ہوجاتا ہے۔

پھر آگے وجہ تالیف کا بیان ہے کہ یہ کتاب اپنے بعض مخلص دوستوں کی فرمائش پر تصنیف کی ہے۔

ابوالاخلاص: یہ آپ کی کنیت ہے۔ **حسن:** آپ کا نام ہے۔ **الوفائی:** یہ طریقت وتصوف کے اعتبار سے ہے۔ **الشرنبلالی:** اس سے وطن کی جانب اشارہ ہے، مصر کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے۔ شرنبلالی یہ خلافِ قیاس ہے، قیاس کے لحاظ سے شبرابلولی ہونا چاہئے جیسا کہ خود موصوف نے اپنی کتاب درالکنوز کے آخر میں تصریح کی ہے، **الاخلاء:** خلیل کی جمع ہے جیسا کہ اَطِبَّاء طبیب کی جمع ہے اَحِبَّاء حبیب کی جمع ہے، جس کے معنی دوست کے ہیں۔ **عاملنا اللّٰہ:** یہ جملہ معترضہ اور دعائیہ ہے درخواست کرنے والوں سے خوش ہوکر ان کو دعا دی ہے۔ **فی العبادات:** وہ احکام ومسائل جن کا تعلق عبادات سے ہے۔ **تشتت:** متفرق ہونا: باب تفعل سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ **المطولات:** فن کی بڑی کتابیں مراد ہیں یعنی جو اہم مسائل عبادات سے متعلق بڑی کتابوں میں پھیلے ہوئے ہیں اختصار کے ساتھ باب وار یکجا کردئے جائیں تاکہ وہ مسائل مبتدی پر آسان ہوجائیں۔

استعنت: میں نے کتاب کی تصنیف میں اللہ سے مدد مانگی اس لئے کہ اللہ کی نصرت کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جاسکتا ہم کو بھی چاہئے کہ جب بھی کوئی کام کریں تو خدا سے مدد مانگیں اور کام پورا ہونے کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں۔

طالبا للثواب: اس تصنیف کی غرض معلمین ومتعلمین کو فائدہ پہنچانا ہے جو ایک بہت بڑا کارِ خیر ہے اور اس کارِ خیر کے انجام دینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔

اهل الترجيح: یہ فقہاء کے سات طبقوں میں سے ایک طبقہ ہے یعنی وہ علماء جنہوں نے ائمہ احناف کی مختلف روایات میں راجح ومرجوح کا عنوان دے کر دونوں کو الگ الگ جمع کیا ہے، اور بتلایا ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے اور کون مفضول ہے **كقولهم هذا اولٰى هذا اصح روايةً هذا اوضح هذا اوفق بالقياس هذا ارفق للناس** (شرح عقود رسم المفتی ص:۵٦) ان علماء کرام کو اہل ترجیح کہا جاتا ہے جیسے امام قدوری، صاحب ہدایہ وغیرہ۔ **اِطناب** زیادہ الفاظ کے ذریعہ مراد کو پوری کرنا لیکن وہ الفاظ کسی فائدہ کی وجہ سے لائے گئے ہوں۔ **من غير اطناب** کا مطلب ہوگا مختصر عبارت کے ساتھ۔

واللّٰہ اسئال: یعنی اہل علم حضرات جو اس کتاب سے استفادہ کریں وہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں تاکہ یہ سلسلہ برابر باقی رہے۔ آمین اللّٰہم آمین۔

كتاب الطهارة

پاکی کا بیان

کتاب کے لغوی معنی جمع کرنا ملانا اور اصطلاح میں مسائل کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو مستقلاً معتبر ہو خواہ **مختلف** قسموں پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ طهارة: طاء کے فتحہ کے ساتھ مصدر ہے، پاکی، پاک ہونا اور کسرہ کے ساتھ **آلہ طہارت**، اور ضمہ کے ساتھ، اس پانی کا نام ہے جو پاکی حاصل کرنے کے بعد بچ جائے۔ (مراقی الفلاح:۱۱)

﴿۱﴾ اَلْمِيَاهُ الَّتِي يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ مَاءُ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَمَاءٌ ذَابَ مِنَ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَمَاءُ الْعَيْنِ .

مياه اس کا واحد **ماءٌ** پانی، اصل **مَوَهٌ** ہے، اس لئے کہ تصغیر **مويهة** آئی ہے نسبت کے لئے **مائیّ ماوِیّ وماھِیّ** آتا ہے۔ **يجوز** معنی میں **يصح** کے ہے یعنی ان پانیوں سے پاکی حاصل کرنا صحیح ہے۔ **يحل** کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ گفتگو ان پانیوں کے بیان میں ہے کہ جن سے پاکی حاصل کرنا صحیح ہے گرچہ کسی وجہ سے جائز نہ ہو جیسے کسی دوسرے نے پانی جمع کر رکھا ہو تو اس کی بغیر اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی کر لے تو وضو صحیح ہو جائے گا۔ (طحطاوی:۱۲) **سماء** آسمان مراد بارش۔ **البحر** جمع **بحار** سمندر۔ **بئر** جمع **آبار** کنواں۔ **ذاب** فعل ماضی معروف واحد مذکر غائب باب (ن) ذَابَ يَذُوبُ ذَوبًا وذَوَبَانًا گھلنا، پگھلنا۔ **عين** جمع **عيون چشمہ** جو بارش کے پانی سے بہہ کر جمع ہو جائے یا سوت کی شکل میں اُبلنے لگے، اس عبارت میں لفظ **ماءُ** پر دو حرکتیں پڑھ سکتے ہیں: (۱) رفع (۲) جر، رفع پڑھنے کی صورت میں **احدها** مبتداء محذوف ہوگا اور **ماء السماء** مرکب اضافی ہو کر خبر اور **ماء العين** تک ترکیب اسی طرح ہوگی اخیر جملہ میں مبتداء **سابعها** نکلے گا یا مبتدا، **الاول الثانی** وغیرہ بھی نکال سکتے ہیں، اور جر پڑھنے کی صورت میں ماقبل سے بدل ہوگا نیز عبارت میں ذکر کردہ الفاظ میں اضافت معرفہ بنانے کے لئے ہے تقیید کے لئے نہیں ہے۔

ترجمہ: وہ پانی کہ جن سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے وہ سات قسم کے پانی ہیں، آسمان کا پانی، دریا یا سمندر کا پانی، نہر کا پانی، کنوئیں کا پانی اور وہ پانی جو اولے اور برف سے پگھلا ہو، چشمہ کا پانی۔

کن پانیوں سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں

یہاں سے مصنفؒ ان پانیوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں جن سے پاکی حاصل کی جا سکتی ہے، فرماتے ہیں آسمان

سے برسا ہوا پانی ندی نالے چشمے اور کنوئیں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھارا۔

﴿۲﴾ ثُمَّ المِيَاهُ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَهُوَ المَاءُ الْمُطْلَقُ .

حل ترکیب: طاهر ومطهر اگر مجرور پڑھیں تو ماقبل سے بدل ہے اور اگر مرفوع پڑھیں تو اولها مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

ترجمہ پھر پانی پانچ اقسام پر ہیں (خود پاک ہو) مطہر (اور دوسرے کو پاک کرنے والا ہو) غیر مکروہ (جس کا استعمال مکروہ نہیں) اور وہ مطلق پانی ہے۔

پانی کی قسمیں:

طہارت ونجاست کے اعتبار سے پانی کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں: (۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، جیسے ماء مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، مثلاً دریا اور نہر یا چشمہ کا پانی۔

﴿۳﴾ وَطَاهِرٌ مُطَهِّرٌ مَكْرُوْهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الهِرَّةُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيْلاً .

هرة بلی جمع هِرَرٌ اور بقول بعض هِرٌّ کا اطلاق مذکر ومؤنث دونوں کے لئے ہے اور هِرَّةٌ صرف مؤنث کے لئے اور هِرّة کی تصغیر هُرَيْرَةٌ آتی ہے۔ نحوها ضمیر کا مرجع هِرّة ہے۔

ترجمہ اور وہ پانی جو خود پاک ہو دوسرے کو پاک کرنے والا ہو (لیکن اس کا استعمال) مکروہ ہو، یہ وہ پانی ہے کہ پی لیا ہو اس میں سے بلی نے یا اس جیسے دوسرے جانور نے اس حال میں کہ وہ پانی قلیل مقدار میں ہو۔

تشریح اس عبارت میں پانی کی دوسری قسم کا بیان ہے، طاہر مطہر مکروہ جیسے وہ قلیل پانی جس میں پالتو بلی کھلی مرغی اور چوہے وغیرہ منہ ڈال دیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسرا غیر مکروہ پانی موجود ہو تو اس پانی کو استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہیں ہے تو اس سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

﴿۴﴾ وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَهُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ اَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوْءِ عَلَى الْوُضُوْءِ بِنِيَّتِهٖ .

رفع حدث نجاست حکمی کو ختم کرنا مثلاً محدث تھا وضو کیا۔ قربة اس کے معنی نزدیکی اور قریب ہونا اصطلاح فقہاء میں قربت کہتے ہیں کہ ایک شخص ثواب کے لئے پانی استعمال کرتا ہے مثلاً اس کا وضو ہے لیکن وضو پر وضو ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۹۵) بنيته ضمیر کا مرجع وضوء ہے اور اللہ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے

حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔ (الاشباہ: ج۱، ص۵۶)

ترجمہ اور وہ پانی جو خود پاک ہو دوسرے کو پاک کرنے والا نہ ہو اور یہ وہ پانی ہے جس کو استعمال کیا گیا ہو حدث دور کرنے کے لئے یا ثواب کے حاصل کرنے کے لئے جیسے وضو پر وضو کرنا وضو کی نیت کے ساتھ۔

تشریح اس عبارت میں پانی کی تیسری قسم کا بیان ہے طاہر غیر مطہر، یعنی وہ پانی جو بذاتِ خود پاک ہو لیکن وہ حدث کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، (اس سے دوبارہ وضو اور غسل معتبر نہ ہو) جیسے ماء مستعمل جس سے کسی حدث حکمی کو زائل کیا گیا ہو، نیز عبادت کی نیت سے وضو پر وضو یا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے سے ٹپکنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے، البتہ ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جا سکتی ہے، مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جا سکتا ہے۔

اختیاری مطالعہ:

وضو پر وضو کرنا

اگر پہلی وضو سے کوئی عبادت کی گئی ہے تو اب نئی وضو مستحب ہے، اسی طرح پہلی وضو کئے ہوئے لمبا وقت گزر گیا ہو تو بھی نئی وضو مستحب ہے اگر چہ اس سے کوئی عبادت نہ کی ہو اور اگر وقت بھی زیادہ نہیں گزرا اور کوئی عبادت مقصودہ بھی نہیں کی تو دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ یہ اسراف ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ج۱، ص۲۹۲۔ طحطاوی: ۱۴)

﴿۵﴾ وَيَصِيْرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلاً بِمُجَرَّدِ انْفِصَالِهِ عَنِ الْجَسَدِ.

انفصالہٖ ضمیر راجع ہے الماءُ کی طرف۔

ترجمہ اور ہو جاتا ہے پانی مستعمل صرف اس کے بدن سے جدا ہوتے ہی۔

تشریح اس عبارت میں مصنفؒ یہ بیان کر رہے ہیں کہ پانی مستعمل کب سمجھا جائے گا، چناں چہ فرمایا کہ پانی بدن سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہو جاتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جب بدن وغیرہ سے جدا ہو کر کسی جگہ ٹھہر جائے اس وقت مستعمل سمجھا جائے گا، اس سے قبل نہیں۔ مفتیٰ بہ قول اول ہے۔ (طحطاوی: ۱/۱۴)

اختیاری مطالعہ:

استعمال شدہ پانی کا حکم

(۱) وضو یا غسل میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر اس میں ظاہری نجاست شامل نہ ہو تو وہ اگر چہ خود پاک ہے لیکن اس سے دوبارہ طہارت حاصل کرنا یعنی وضو اور غسل کرنا درست نہیں، البتہ ناپاک کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جا سکتا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ج۱، ص۱۸۶۔ زکریا: ج۱، ص۳۵۳)

(۲) اگر وضو یا غسل کا مستعمل پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، تاہم احتیاط

ضروری ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ج ۱، ص ۹۸۔ فتاویٰ محمودیہ جدید: ج ۵، ص ۱۲۵)

(۳) میت کو غسل دینے کے لئے جو پانی استعمال ہوا ہو وہ ناپاک ہے لہٰذا اگر مردے کو غسل دیتے وقت کپڑوں پر زیادہ چھینٹیں آجائیں تو کپڑے بھی ناپاک ہوجائیں گے۔ (کتاب المسائل: ۹۳۔ شامی مصری مطبع عثمانیہ: ۱/۱۸۳، زکریا: ۱/۳۴۹)

﴿۶﴾ وَلَا يَجُوْزُ بِمَاءِ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِي الْاَظْهَرِ.

شجر درخت جمع اَشْجَارٌ وَشَجْرَاءُ واحد شَجَرَةٌ شَجَرَاتٌ. **ثمر** پھل واحد ثَمَرَةٌ جمع ثِمَارٌ. **عصر** باب ضرب کا مصدر ہے نچوڑنا۔

ترجمہ: اور جائز نہیں (پاکی حاصل کرنا) درخت کے پانی سے اور پھل کے پانی سے اگرچہ وہ از خود نکلا ہو بغیر نچوڑے ہوئے، ظاہری قول کی بناء پر۔

کن پانیوں سے پاکی حاصل کرنا جائز نہیں

جو پانی کسی درخت یا پھل سے نکلا ہو جیسے کیلے کے درخت سے پانی نکلا ہو اور جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی تو ایسے پانی سے بالاتفاق وضو وغسل جائز نہیں ہے اور اگر درخت یا پھل سے قطرہ قطرہ خود بخود ٹپکنے لگ جائے تو اصح قول کی بنا پر اس سے بھی جائز نہیں ہے اور غیر اصح قول یہ ہے کہ جائز ہے۔

نوٹ: یہاں سے ان پانیوں کا تذکرہ ہے جو اضافت تقییدی کے ساتھ موسوم ہیں کیونکہ درخت اور پھل سے نکلے ہوئے کو کوئی پانی نہیں کہتا بلکہ اس کو عرق اور رس کہتے ہیں۔

﴿۷﴾ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهٗ بِالطَّبْخِ اَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهٖ عَلَيْهِ.

طبخ باب فتح کا مصدر ہے پکانا غیرہ علیہ دونوں ضمیروں کا مرجع ماءٌ ہے۔

ترجمہ: اور نہ اس پانی سے (وضو کرنا جائز ہے) کہ ختم ہوگئی ہو اس کی طبیعت پکانے کی وجہ سے یا دوسری چیز کے غالب آنے کی وجہ سے اس پر۔

تشریح: اصل مسئلہ کے سمجھنے سے قبل یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ پانی کی طبیعت دو ہیں: (۱) رقت (پتلا ہونا) (۲) سیلان (جاری ہونا، بہنا) صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ پانی میں کوئی چیز مثلاً چنا، لوبیا وغیرہ ڈال کر اس کو پکایا گیا، اس کے نتیجے میں پانی گاڑھا ہوگیا تو اب وہ ماءِ مطلق باقی نہیں رہا، لہٰذا طہارت حکمی یعنی وضو وغسل اس پانی سے درست نہیں ہوگا۔

ایسے ہی اس پانی سے بھی طہارت حکمی حاصل کرنا درست نہیں جس میں پانی کے علاوہ کوئی دوسری پاک چیز غالب مقدار میں مل گئی ہو جس نے پانی کو اس کی طبیعت سے نکال دیا ہو، جیسے ہر قسم کے شربت سرکہ شوربا لوبیے کا پانی گلاب کا

پانی گاجر کا پانی کیوں کہ ان پر عرفاً پانی کا اطلاق نہیں کیا جاتا، متن میں غلبۂ غیر کی قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر پانی مغلوب نہ ہو بلکہ غالب ہو تو اس سے طہارت جائز ہے۔

﴿۸﴾ وَالْغَلَبَةُ فِيْ مُخَالَطَةِ الجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ المَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَلَا يَضُرُّ تَغَيُّرُ اَوْصَافِهِ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ .

مخالطة باب مفاعلت کا مصدر ہے مل جل کر رہنا۔ زعفران جمع زَعَافِرُ ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول۔

ترجمہ: اور غلبہ (حاصل ہو جاتا ہے) جامد چیزوں کے مل جانے کی صورت میں پانی کو نکال دینے سے اس کی رقت (پتلا پن) اور سیلان (جاری ہونا) سے اور نقصان نہیں دیتا ہے اس کے تمام اوصاف کا بدل جانا جامد چیزوں کے مل جانے سے جیسے زعفران پھل اور درخت کے پتے۔

تشریح: ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ماءِ مطلق سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے اور جو ماءِ مطلق نہیں ہے اس سے جائز نہیں لیکن پانی کا اطلاق کس صورت میں زائل ہو جاتا ہے اور کس صورت میں زائل نہیں ہوتا اس میں اعتبار غلبہ کا ہے یعنی پانی میں ملنے والی چیز کا پانی سے زیادہ مقدار میں ہونا، اب یہاں سے صاحب کتاب غلبہ کی صورت قاعدہ کلیہ کی شکل میں بیان کر رہے ہیں، اور تمام چیزوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) جامد یعنی ٹھوس چیز (۲) مائع یعنی بہنے والی چیز۔

اس عبارت میں جامدات کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ اگر کوئی خشک چیز مثلاً آٹا ستو وغیرہ پانی میں مل جائے جس کی وجہ سے پانی کی رقت اور اس کا سیلان دونوں ختم ہو جائیں تو وہ پانی مطلق نہیں کہلائے گا اور اس سے وضو غسل جائز نہیں لیکن اگر مذکورہ چیزیں اتنی کم مقدار میں پانی کے اندر مل جائیں کہ اس کے رنگ مزے یا بو میں فرق آ جائے مگر پانی کی رقت وسیلان باقی رہے جیسا کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوئی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران ڈال دیا اور اس کا ہلکا سا رنگ آ گیا یا پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتوں کے گرنے سے پانی کے تمام اوصاف بدل گئے ہوں تو ان تمام صورتوں میں اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵)

﴿۹﴾ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُوْرِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ .

لبن دودھ جمع اَلبانٌ، لون رنگ جمع اَلوان، طعم ذائقہ لذت، مزہ۔

ترجمہ: اور غلبہ (حاصل ہو جاتا ہے) بہنے والی چیزوں میں ایک وصف کے ظاہر ہو جانے کے ذریعہ بہنے والی چیز سے کہ جس کے لئے صرف دو وصف ہیں، جیسے دودھ کہ اس کیلئے رنگ ہے اور مزہ اس میں بو نہیں ہے۔

تشریح یہاں سے مائعات میں غلبہ کی صورتوں کا بیان ہے، اور بہنے والی چیزیں تین طرح کی ہوتی ہیں: (۱) ان میں صرف دو وصف ہوں۔ (۲) تین وصف ہوں (۳) ان میں کوئی وصف نہ ہو۔ اس عبارت میں قسم اول کا بیان ہے، چنانچہ فرمایا کہ اگر ملنے والی چیز سیال ہو اور پانی کی جنس سے نہ ہو تو غلبہ کا اعتبار اوصاف کے لحاظ سے ہوگا جیسے دودھ ہے کہ اس میں صرف دو ہی وصف ہیں تو اگر ایک کا غلبہ پانی پر ہو گیا تو پانی پانی نہ رہے گا بلکہ پانی کے بجائے اس کو دودھ کہا جائے گا لہٰذا اس سے وضو و غسل درست نہ ہوگا۔

﴿۱۰﴾ وَبِظُهُوْرِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَّائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ.

خَلّ سرکہ جمع اَخُل و خِلَال.

ترجمہ اور (غلبہ حاصل ہو جاتا ہے) دو وصفوں کے ظاہر ہونے کے ذریعہ اس بہنے والی چیز سے کہ جس کے لئے تین وصف ہیں جیسے سرکہ۔

تشریح اس عبارت میں دوسری صورت کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ جن چیزوں میں تین اوصاف ہیں اگر وہ چیز پانی میں ڈال دیں اور دو وصف ظاہر ہو جائیں تو اس سے وضو و غسل درست نہیں، جیسے سرکہ ہے یہ ایک باریک اور بہنے والی چیز ہے اس میں رنگ، بو، مزہ تینوں اوصاف موجود ہیں لہٰذا اگر سرکہ پانی میں ڈال دیا گیا اور پانی میں سرکہ کے دو وصف ظاہر ہو گئے تو وہ سرکہ کے حکم میں ہو گیا اور اگر ایک وصف ظاہر ہوا تو اس سے وضو و غسل درست ہے۔

(مراقی الفلاح: ۱۶)

﴿۱۱﴾ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعِ الَّذِيْ لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ تَكُوْنُ بِالْوَزْنِ فَإِنِ اخْتَلَطَ رَطْلَانِ مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ بِرَطْلٍ مِّنَ الْمُطْلَقِ لَا يَجُوْزُ بِهِ الْوُضُوْءُ وَبِعَكْسِهٖ جَازَ.

رطل ایک رطل موجودہ زمانے کے کلوگرام کے حساب سے ۳۹۸ گرام ۳۴ ملی گرام کا ہوتا ہے، (القاموس الوحید: ۱/۶۳۶) متن میں فان اختلط الغَلَبَةُ، تکون بالوزن کی تفسیر ہے۔ الماءُ المستعملُ استعمال شدہ پانی، جس پانی کو استعمال کر لیا گیا ہو خواہ وہ نجاست حکمی کے زوال کے لئے یا قربت خداوندی کے لئے۔

ترجمہ اور غلبہ (حاصل ہو جاتا ہے وزن کے اعتبار سے) اس بہنے والی چیز میں کہ جس کے لئے کوئی وصف نہیں، جیسے مستعمل پانی اور گلاب، کا وہ پانی کہ جس کی خوشبو ختم ہو گئی ہو، چنانچہ اگر مل جائے دو رطل مستعمل پانی کے مطلق پانی کے ایک رطل کے ساتھ تو جائز نہیں اس سے وضو اور اس کے خلاف صورت میں جائز ہے۔

تشریح اس عبارت میں تیسری صورت کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ اگر بے وصف کی چیز پانی میں مل جائے تو

اس میں وزن کے اعتبار سے حکم ہوگا جس کا وزن زیادہ ہوگا تو وہ شیٔ اسی حکم میں داخل ہوگی کیوں کہ اب امتیاز کی صورت اس کے علاوہ ممکن نہیں جیسے ماء مستعمل یا گلاب کے پانی کے دو رطل ایک رطل خالص پانی میں مل گئے تو پانی ماء مطلق سے خارج ہوکر ماء مقید ہو جائے گا اور وضو وغسل جائز نہ ہوگا لیکن عکس کی صورت میں جائز ہے، یعنی ماء مقید کم مقدار میں ہو اور مطلق پانی زائد مقدار میں، اور اگر دونوں برابر ہوں تو حضرات مشائخؒ نے احتیاطاً عدم جواز کا حکم فرمایا۔ (مراقی الفلاح:۱۶)

﴿۱۲﴾ وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجِسٌ وَهُوَ الَّذِیْ حَلَّتْ فِیْهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِیْلًا وَالْقَلِیْلُ مَا دُوْنَ عَشْرٍ فِیْ عَشْرٍ فَیَنْجِسُ وَاِنْ لَمْ یَظْهَرْ اَثَرُهَا فِیْهِ اَوْ جَارِیًا وَظَهَرَ فِیْهِ اَثَرُهَا وَالْاَثَرُ طَعْمٌ اَوْ لَوْنٌ اَوْ رِیْحٌ.

راكدًا اسم فاعل ہے باب نصر سے رَكَدَ یَرْكُدُ رُكُوْدًا ساکن ہونا ٹھہرنا حرکت بند ہونا، پانی کا ٹھہرنا اور یہ ترکیب میں **کان** کی خبر ہے اس کا اسم **الماءُ** محذوف ہے۔ **اثرها** ضمیر کا مرجع **نجاسة** ہے۔

ترجمہ اور چوتھی قسم ناپاک پانی ہے، اور یہ وہ پانی ہے کہ گر جائے اس میں کوئی ناپاکی دراں حالیکہ وہ رُکا ہوا ہو قلیل ہو اور قلیل وہ پانی ہے جو دہ دردہ سے کم ہو، لہٰذا یہ پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ظاہر نہ ہوا ہو، ناپاکی کا اثر اس میں، یا پانی تو جاری ہو مگر ظاہر ہو گیا اس میں ناپاکی کا اثر اور اثر، مزہ، رنگ اور بو ہے۔

ناپاک پانی کا بیان

یہاں سے طہارت ونجاست کے اعتبار سے پانی کی چوتھی قسم کو بیان کر رہے ہیں اور وہ ماء نجس ہے یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ پانی ٹھہرا ہوا ہے اور قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلا ہو، مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگرچہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔

اور اگر ماء کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ نجاست کا اثر یعنی ذائقہ رنگ بو پانی میں ظاہر ہو جائے، جیسے بڑا حوض یا تالاب۔

ماء قلیل کی تعریف

ایسا پانی جس کی مقدار دہ دردہ سے کم ہو جیسے کنواں یا چھوٹی ٹنکی۔

ماء جاری کی تعریف

ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کم از کم تنکے کو بہا لے جائے۔

اختیاری مطالعہ

ماء طاہر و مطہر کی قسمیں

جو پانی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اس کی تین قسمیں ہیں: (ا) ماء جاری یعنی ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اگر اس میں تنکا یا پتہ ڈالا جائے تو وہ بہہ پڑے اور اگر اتنی رفتار بھی پانی میں نہ ہو تو وہ جاری نہیں کہلائے گا۔ (درمختار مصری: ۱/۱۷۳۔ زکریا: ۱/۳۳۴)

(۲) ٹھہرا ہوا کثیر پانی، یعنی وہ پانی جو اگرچہ ٹھہرا ہوا ہو لیکن وہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر ہو، جس کا اندازہ دس ہاتھ لمبائی چوڑائی مطابق ۲۲۵ مربع فٹ سے لگایا گیا ہے مثلاً بڑا حوض یا بڑی ٹنکی یہ کثیر ٹھہرا ہوا پانی بھی ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ (الاوزان المحمودہ: ۱۰۱۔ کتاب المسائل: ۸۶)

(۳) ٹھہرا ہوا قلیل پانی، یعنی ایسا پانی جس کی مقدار دہ در دہ سے کم ہو یہ کسی بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جائے گا اگرچہ وصف بھی نہ بدلے۔ (درمختار: ۱/۱۷۱۔ درمختار زکریا: ۱/۳۳۲)

فائدہ: ایک مرتبہ حضرت امام محمدؒ سے ماء کثیر اور ماء قلیل کے بارے میں طلبہ نے معلوم کیا تو آپ جس مسجد میں سبق پڑھا رہے تھے اس کے صحن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: میری اس مسجد کے صحن کے بقدر پانی کا پھیلاؤ ہو تو وہ کثیر پانی ہے ورنہ قلیل ہے، طلبہ نے اس صحن کو ناپا تو متعدد اقوال پیدا ہو گئے، ہشت در ہشت، دہ در دہ دوازدہ در دوازدہ یعنی ہر کنارہ آٹھ ہاتھ یا دس ہاتھ یا بارہ ہاتھ ایک ہاتھ ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے بعد کے مفتیوں نے درمیانی قول دہ در دہ فتویٰ کے لئے متعین کر دیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۳۰۰)

﴿۱۳﴾ وَالخَامِسُ مَاءٌ مَشْكُوْكٌ فِي طُهُوْرِيَّتِهٖ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ حِمَارٌ اَوْ بَغْلٌ.

طھوریۃ خود پاک اور دوسرے کو پاک کرنے والا، ہر ماء طہور طاہر ہے لیکن ہر طاہر طہور نہیں۔ **حمار** گدھا، اس کی دو قسمیں ہیں: اہلی، اور جنگلی یہاں حمار اہلی ہی مراد ہے جمع حُمُرٌ. **بغل** جمع بِغَالٌ خچر یعنی وہ دوغلا جانور جو گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے یعنی جس کی ماں گدھی ہو، یہی یہاں پر مراد بھی ہے اور کبھی گدھے اور گھوڑی کے جفتی کرنے سے خچر پیدا ہوتا ہے اس صورت میں خچر کا جھوٹا پاک ہوگا کیونکہ جانوروں کی نسبت میں ماں کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ باپ کا اور پہلی صورت میں مشکوک ہے۔

ترجمہ اور پانچویں قسم وہ پانی ہے کہ جس کے مطہر ہونے میں شک کیا گیا ہے اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لیا ہو اس میں سے کسی گدھے یا خچر نے۔

ماء مشکوک کا بیان

اس عبارت میں پانی کی پانچویں قسم کا بیان ہے اور یہ وہ پانی ہے کہ جس میں گدھے یا خچر نے منھ ڈالا ہو اس کا حکم

یہ ہے کہ دیگر پاک پانی رہتے ہوئے اس سے وضووغیرہ نہ کرے اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرلے لیکن بعد میں تیمم بھی کرے۔ (شامی مصری:۱/ ۲۰۹)

اشکال: ابوطاہر دباس اعتراض کرتے ہیں کہ گدھے اور خچر کے جھوٹے کو مشکوک کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ احکام خداوندی میں کوئی حکم بھی مشکوک نہیں پس ان کا جھوٹا پاک ہے اگر اس میں کپڑا ڈوب گیا تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے البتہ اس میں احتیاط برتی گئی ہے اس لئے وضواور تیمم دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب: ان جانوروں کو اکثر گھروں کے دروازوں میں باندھا جاتا ہے اور کونڈوں میں پانی پلایا جاتا ہے اور ضرورت کا تحقق نجاست کو ختم کرنے میں مؤثر ہوتا ہے جیسے بلی اور چوہے کے مسئلہ میں ہے البتہ گدھے کے بارے میں جو ضرورت ہے وہ اس ضرورت سے کم ہے جو بلی اور چوہے میں ہے اب اگر ضرورت کا تحقق بالکل نہ ہوتا جیسے کتے اور درندوں میں ہے تب تو بلا اشکال نجاست کا حکم لاگو ہوتا اور یہاں من وجہ ضرورت ہے اور من وجہ نہیں ہے اور موجب طہارت و موجب نجاست ہر دو برابر ہیں لہٰذا دونوں ساقط ہوکر اصل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوا اور اصل یہاں دو چیزیں ہیں پانی میں طہارت اور لعاب میں نجاست اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے اولیٰ ہے نہیں اس لئے معاملہ مشکل ہوگیا چناں چہ من وجہ پاک ہے اور من وجہ ناپاک ہے، پھر مشکوک فیہ میں بھی دو قول ہیں: (۱) ایسے پانی کی پاکی میں شبہ ہے کیونکہ اگر یہ پانی پاک ہوتا تو دوسرے پانی میں ملنے کے بعد پانی کے مقابلہ میں مغلوب ہونے کی صورت میں پاک کرنے والا بھی ہونا چاہئے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص گدھے کے جھوٹے پانی سے سر کا مسح کرلے اور بعد میں اس کو مطلق پانی دستیاب ہو تو اس پر دوبارہ سر کا مسح کرنا واجب نہیں اگر اس کے پاک ہونے میں شبہ ہوتا تو پھر دوبارہ سر کا مسح کرنا ضروری ہوتا۔ (الصبح النوری:۱/۶۴) قولِ ثانی اصح ہے یعنی اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے۔ البحرالرائق بیروت:۱/ ۱۴۰۔ شامی:۱/ ۲۰۸ (فی بیان احکام السور)

فصل

یہ فصل ہے جھوٹے کے احکام کے بیان میں

﴿۱۴﴾ وَالْمَاءُ الْقَلِيْلُ اِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُوْنُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ وَيُسَمّٰى سُؤْرًا .

ترجمہ اور ماء قلیل جب پی لے اس سے کوئی جانور تو ہوگا وہ چار قسموں پر اور نام رکھا جاتا ہے جھوٹا۔

تشریح اس فصل میں مصنفؒ سور کے احکامات کو بیان کررہے ہیں، اور سؤر کی تعریف خود صاحب کتاب نے بیان فرمادی ہے کہ سؤر وہ پانی ہے جو منھ لگا کر پینے کے بعد باقی بچا ہو، شرط یہ ہے کہ بچا ہوا حصہ خواہ پانی ہو یا کوئی دوسری چیز اس کی مقدار قلیل ہو، خیر سؤر کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔

﴿۱۵﴾ اَلْاَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ اٰدَمِيٌّ اَوْ فَرَسٌ اَوْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ .

ما یؤکل اس جگہ ماحیوان کے معنی میں ہے۔

ترجمہ قسم اول خود پاک دوسرے کو پاک کرنے والا ہو اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لے اس سے کوئی آدمی یا گھوڑا یا وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

آدمی کا جھوٹا پاک ہے

آدمی کا جھوٹا اور اس کا لعاب شرعاً پاک ہے اور اس میں مسلمان، کافر، باوضو بے وضو حائضہ غیر حائضہ میں کوئی فرق نہیں بشرطیکہ منہ میں کوئی ظاہری ناپاکی نہ لگی ہو حتی کہ اگر شراب پینے یا منہ سے خون نکلنے کے فوراً بعد منہ لگا کر پانی پیا تو جھوٹا ناپاک سمجھا جائے گا، ہاں اگر کچھ دیر بعد یا کئی مرتبہ تھوک نگلنے کے بعد پیا تو پھر ناپاک نہ ہوگا لیکن اگر شراب خور کی مونچھیں لانبی ہوں تو کچھ دیر بعد پینے سے بھی اس کا جھوٹا ناپاک ہی رہے گا، کیونکہ ایسی حالت میں مونچھوں کی تلویث کا احتمال ہے، اسی طرح حلال جانور جیسے بکری بھیڑ گائے بیل بھینس طوطا بگلہ فاختہ ان سب کا جھوٹا پاک ہے نیز گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۷، البحر الرائق: ۱/۱۳۳)

اختیاری مطالعہ

میت کا لعاب ناپاک ہے

(۱) انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے۔ (۲) سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والی رال پاک ہے۔ (درمختار مصری: ۱/ ۱۲۸۔ ہندیہ: ۱/ ۴۶۔ کتاب المسائل: ۱۰۲)

﴿۱۶﴾ وَالثَّانِي نَجِسٌ لَايَجُوْزُ اسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ اَوِ الْخِنْزِيْرُ اَوْ شَيْءٌ مِّنْ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْب .

الکلب جمع کِلَابٌ کتے، خواہ شکاری کتا ہو یا بطور حفاظت کے پال رکھا ہو عام ہے۔ **خنزیر** سور جمع خَنَازِیرُ. **شيءٌ** حیوان کے معنی میں ہے اور سباعُ البھائم کی قید احترازی ہے اس سے شکاری پرندے نکالنا مقصود ہے۔ **سباع** واحد سَبُعٌ پھاڑ کھانے والا جانور۔ **البھائم** بَهِیْمَةٌ کی جمع چوپایہ۔ **فهد** جمع فُهُوْدٌ درندہ کی ایک قسم جو کہ کتے سے بڑا اور چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سیاہ داغ ہوتے ہیں اس کو تیندوا کہتے ہیں، کثرت نوم میں اس کی مثال دی جاتی ہے، کہتے ہیں **هو انوم من فهد**.

ترجمہ اور دوسری (قسم ایسا جھوٹا) جو کہ ناپاک ہے کہ جائز نہیں اس کا استعمال کرنا اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لے اس سے کتا یا خنزیر یا پھاڑ کھانے والے چوپاؤں میں سے کوئی جیسے تیندوا اور بھیڑیا۔

کتے وغیرہ کے جھوٹے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک ہر درندے کا جھوٹا ناپاک ہے خواہ کتا ہو شیر ہو یا چیتا وغیرہ ہو، لہٰذا اس کے جھوٹے سے طہارت حاصل کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

کوئی بھی درندہ اگر برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے البتہ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور مٹی سے مانجھنا بھی ضروری نہیں ہے، صرف مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۸)

﴿۱۷﴾ وَالثَّالِثُ مَكْرُوْهٌ اِسْتِعْمَالُهٗ مَعَ وُجُوْدِ غَيْرِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وَسِبَاعِ الطَّيْرِ كَالصَّقْرِ وَالشَّاهِيْنِ وَالحِدَاةِ وَسَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ كَالفَارَةِ لَا الْعَقْرَبِ

الهرة بلی یہاں پر پالتو بلی مراد ہے، جنگلی بلی نہیں، اس کا حکم دوسرا ہے۔ **الدجاجة المخلاة** وہ مرغی جس کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہو، وہ گھر کے اندر باہر کوڑا کرکٹ نجاست ہر چیز میں منہ ڈالتی ہو۔ **سباع الطیر** وہ پرندہ جو شکار کرکے کھاتا ہے۔ **صقر** باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔ **شاهین** جمع **شَوَاهِيْنُ** ایک سفید رنگ کا شکاری پرندہ۔ **حداءة** چیل جمع حِدَأ حِدَاءٌ حِدْآن . **فارة** چوہا جمع فِيْرَان . **عقرب** بچھو (نر و مادہ) اکثر مؤنث آتا ہے۔ اُمُّ عریط، اُمُّ سَاهِرَةٍ کنیت ہے کہتے ہیں کہ نر کو عُقْرُبَانٌ کہتے ہیں اور مادہ کو **عَقْرَبَةٌ** جمع **عَقَارِبُ** .

ترجمہ اور تیسری (قسم ایسا جھوٹا ہے) وہ پانی ہے کہ مکروہ ہے اس کا استعمال کرنا، دوسرے پانی کے موجود ہونے کے ساتھ اور وہ بلی باہر پھرنے والی مرغی اور شکاری پرندہ کا جھوٹا ہے جیسے شکرہ اور شاہین چیل اور گھروں میں رہنے والے جانور جیسے چوہا نہ کہ بچھو۔

تشریح اس عبارت میں قسم سوم کا بیان ہے، یعنی وہ پانی جس کا استعمال کرنا اور اس کا پینا مکروہ تنزیہی ہے، ہر ایک کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم

اگر پالتو بلی پانی یا کھانے کی کسی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ پانی ضرورۃً ناپاک تو نہیں ہوتا لیکن مکروہ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کیا جائے تاہم اگر وضو کر لیا تو درست ہو جائے گا لیکن اگر بلی چوہا کھا کر فوراً کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن اور پانی وغیرہ قطعاً ناپاک ہو جاتا ہے۔ (المحیط البرہانی:۱/۲۸۶۔ تبیین الحقائق:۱/۳۴۳۔

(۲) آزاد مرغی کا حکم

چھٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا بھی مکروہ ہے کیوں کہ وہ گندگی میں آلودہ رہتی ہے، ہاں اگر وہ بندھی ہوئی ہو کہ اس کی چونچ گندگی تک نہیں پہنچتی تو پھر مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس طرح آلودگی کا خطرہ نہیں رہتا۔ (شامی:۱/۲۰۶، مراقی الفلاح:۱۹)

(۳) شکاری پرندوں کا حکم

شکاری پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے نہ اس کی چونچ میں نجاست کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے اور جو چیزیں گھر میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ چوہا چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ صاحب کتاب نے بچھو کا حکم الگ بیان کیا ہے کہ اس کا جھوٹا مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس کا لعاب ناپاک نہیں۔ (مراقی الفلاح:۱۸)

اختیاری مطالعه

جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم

جنگلی بلی کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے لہٰذا اگر وہ پانی میں منھ ڈال دے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح:۱۸)

بلی کا جھوٹا کھانا کھانا

اگر بلی نے دودھ کی پتیلی میں منھ ڈال کر کچھ دودھ پی لیا یا پلیٹ میں رکھے ہوئے سالن میں سے کچھ کھا لیا تو یہ بچا ہوا کھانا کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے، بہتر یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ (کتاب المسائل:۱۰۲۔ تبیین الحقائق: ۱/۳۳)

﴿۱۸﴾ وَالرَّابِعُ مَشْكُوْكٌ فِي طُهُوْرِيَّتِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ غَيْرَهٗ تَوَضَّأَ بِهٖ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰى.

لم یجد نفی جحد بلم اس کا فاعل الحدث محذوف ہے اور غیرہ میں ضمیر کا مرجع سور البغل والحمار ہے۔

ترجمہ: اور چوتھی قسم وہ پانی ہے کہ شک کیا گیا ہے اس کے ذریعہ پاک ہونے میں اور وہ خچر اور گدھے کا جھوٹا ہے لہٰذا اگر نہ پائے اس کے علاوہ تو وضو کرے اس سے اور تیمم (بھی) کرے پھر نماز پڑھے۔

تشریح: اس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۱۱ میں گزر چکی ہے۔

﴿۱۹﴾ فصل (فی التحرّی): لَوِ اخْتَلَطَ أَوَانٍ اَكْثَرُهَا طَاهِرٌ تَحَرّٰى لِلتَّوَضُّوْ وَالشُّرْبِ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا نَجِسًا لَايَتَحَرّٰى اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِى الثِّيَابِ الْمُخْتَلِطَةِ يَتَحَرّٰى سَوَاءٌ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجِسًا .

تحری فعل ماضی ہے باب تفعل سے قابل استعمال کوطلب کرنا، دو چیزوں میں سے اولیٰ کوطلب کرنا اور یہ ترکیب میں **لَو** کا جواب ہے، پورے جملہ کی ترکیب اس طرح ہے لوحرفِ شرط، **اختلط** فعل ماضی، **اوان** موصوف، **اكثرها طاهر** جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر اوان کی صفت موصوف صفت سے مل کر فاعل ہوا، **اختلط** کا فعل فاعل سے مل کر شرط اگلا جملہ جزا ہے، اوانِ اصل میں اَوَانِیٌ تھایاپر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کردیا پھر یا اور تنوین دوساکن جمع ہوگئے، یاء کوحذف کردیا اوان ہوگیااور اوان فاعلیت کی بناپر مرفوع ہے اوراس کی علامت رفع یامحذوفہ پر تقدیری ضمہ ہے۔

ترجمہ: (فصل تحری کے بیان میں) اگر رَل مِل گئے کچھ برتن ان میں زیادہ برتن پاک ہیں تو غور وفکر کرے وضواور پینے کے لئے اور اگران میں سے زیادہ برتن ناپاک ہیں تو غور وفکر نہ کرے مگر پینے کے لئے اور مخلوط کپڑوں میں تحری کرے برابر ہیں کہ اکثر کپڑے پاک ہوں یاناپاک ہوں۔

تحری کا بیان

چند برتن پانی سے بھرے ہوئے رکھے تھے اور مثلاً سب ایک ہی طرح کے تھے ان میں سے زیادہ برتنوں میں پانی پاک تھا اور کم میں ناپاک، اب وہ برتن کچھ اس طرح رَل مل گئے کہ یہ معلوم نہیں ہورہا ہے کہ کس برتن میں پانی پاک ہے اور کس میں ناپاک، تو اب غور وفکر کے بعد ہی پانی استعمال کرنے کی اجازت ہے، جس برتن کے متعلق اس کا دل گواہی دے دے کہ اس کا پانی پاک ہے تو اس سے پانی پی سکتا ہے اور وضو کرسکتا ہے اور اگر زیادہ برتنوں کا پانی ناپاک تھا تو تحری (غور وفکر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے البتہ تحری کرکے پانی پی سکتا ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر کپڑوں کی بڑی تعداد ناپاک تھی اور تھوڑی تعداد پاک تھی اور دونوں طرح کے کپڑے آپس میں مل گئے تو اب تحری کرکے ہی ان کپڑوں کو استعمال کرسکتا ہے خواہ پاک کپڑوں کی تعداد زیادہ ہو یا کم کیوں کہ پانی کا بدل تو تیمم تھا اور کپڑوں کا کوئی بدل نہیں۔ (مراقی الفلاح مصری: ۲۰)

﴿۲۰﴾ فصل فی مسائل الآبار: تُنْزَحُ الْبِئْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعِ نَجَاسَةٍ وَاِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْاَرْوَاثِ كَقَطْرَةِ دَمٍ اَوْ خَمْرٍ .

البئر نائب فاعل ہے اور اسناد مجازی ہے اور مراد اس سے کنویں کا پانی ہے اور یہ مبالغہ کے طور پر فرمادیا کہ تمام پانی نکالنے کی تعبیر اس طرح کردی کہ کنواں کھینچا جائے گا، گویا کہ محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے۔ **الصغيرة** یہ بئر کی صفت

ہے بئر مؤنث سماعی ہے اور موصوف ہے اور دہ دردہ سے کم مقدار مراد ہے۔ ارواث یہ رَوْث کی جمع ہے گھوڑے گدھے ہاتھی وغیرہ کا فضلہ، لید اور من غیر الارواث سے نجاست کا بیان ہے اور قلت کی مثال کَقَطْرَۃِ دَمٍ او خمرٍ سے دی ہے اور قلت میں ضمیر کا مرجع نجاسۃ ہے۔

ترجمہ (فصل کنویں کے مسائل میں) کھینچا جائے گا چھوٹا کنواں (نکالا جائے گا چھوٹے کنویں کا پانی) ناپاکی کے گر جانے کی وجہ سے، خواہ نجاست تھوڑی ہی کیوں نہ ہو لید کے علاوہ (اس کا حکم آئندہ آرہا ہے) جیسے خون یا شراب کا ایک قطرہ۔

کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے

اگر چھوٹے کنویں میں جس میں پانی کی مقدار دہ دردہ سے کم ہے ایک قطرہ بھی ناپاک چیز کا گر جائے تو پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا، جیسے خون پیشاب شراب کا ایک قطرہ گر جائے اور یہی حکم ہر اس پانی کا ہے جو دہ دردہ سے کم ہو مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگر چہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔ (درمختار:۱/۱۷۱)

﴿۲۱﴾ وَبِوُقُوْعِ خِنْزِيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ.

ترجمہ اور (نکالا جائے گا سارا پانی) خنزیر کے گرنے سے اگر چہ وہ نکل آئے زندہ اور نہ پہنچ سکا ہو اس کا منہ پانی تک۔

تشریح کنویں میں خنزیر گر جائے اگر چہ وہ زندہ ہی نکل آئے اور اس کا منہ پانی تک پہنچے یا نہ پہنچے ہر حال میں پانی ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا کیوں کہ خنزیر نجس العین ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۱)

﴿۲۲﴾ وَبِمَوْتِ كَلْبٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ آدَمِيٍّ فِيْهَا.

ترجمہ اور (پورا پانی نکالا جائے گا) کتے بکری یا آدمی کے اس میں مر جانے سے۔

تشریح اگر آدمی کتا یا بکری یا اس کے برابر کوئی جانور گر کر مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا اور اگر باہر مر جائے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار:۱/ ۱۹۸)

اختیاری مطالعہ

کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا

(۱) اگر کتا کنویں میں گرا اور اس کا لعاب پانی میں مل گیا پھر وہ زندہ نکل آیا تب بھی پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۱، کتاب المسائل:۱۲۳)

کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مر گیا

(۲) اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں ڈوب کر اسی میں مر گیا تو پورے کنویں کا پانی نکالنا لازم ہے خواہ لاش پھولی پھٹی ہو یا نہ پھولی پھٹی ہو۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۲۵٦۔ کتاب المسائل: ۱۲۲)

پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا

(۳) اگر کوئی پاک شخص پانی لینے یا صفائی کرنے یا کسی اور غرض سے کنویں میں یا ٹنکی میں اترے اور اس کے بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اس کے باہر آنے سے کنویں یا ٹنکی کے پانی کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۲۵۳۔ کتاب المسائل: ٩٦)

﴿۲۳﴾ وَبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا.

انتفاخ باب انفعال کا مصدر ہے پھولنا۔ حیوان اس سے مراد ایسا جاندار ہے جس میں خون ہے اور وہ پانی میں رہنے والا نہیں ہے۔ صغیرًا یہ کان محذوف کی خبر ہے۔

ترجمہ اور (تمام پانی نکالا جائے گا) کسی جانور کے پھول جانے کی وجہ سے اگرچہ وہ جانور چھوٹا ہی ہو۔

تشریح اگر جانور بڑا نہیں ہے مگر پانی کے اندر پھول گیا یا پھٹ گیا تو بھی پورا پانی نکالا جائے گا۔

﴿۲۴﴾ وَمِائَتَا دَلْوٍ لَوْ لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا.

ترجمہ اور (نکالے جائیں گے) دوسو ڈول اگر ممکن نہ ہو اس کا کھینچنا (پورا پانی نکالنا)

جاری کنویں کا کیا حکم ہے

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور پانی نکل آتا ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ناپاکی کے گرنے کے وقت اس میں جتنا پانی موجود ہو اندازہ کر کے اتنی مقدار نکال ڈالیں ورنہ دوسو ڈول نکلوا دیں کنواں پاک ہو جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ تین سو ڈول نکلوا دیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱)

﴿۲۵﴾ وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ اَوْ هِرَّةٌ اَوْ نَحْوُهُمَا لَزِمَ نَزْحُ اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا.

فیہا ضمیر کا مرجع البئر ہے۔

ترجمہ اور اگر مر جائے اس میں مرغی یا بلی یا ان دونوں کے مانند (دوسرے جانور جسم و جثہ میں) تو ضروری

ہے چالیس ڈول نکالنا۔

تشریح: اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا انہیں کے برابر کوئی چیز کنویں میں گر کر مرجائے یا مری ہوئی گر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور پچاس ڈول نکالنا مستحب ہے۔

اختیاری مطالعہ

بلی کنویں کے پانی سے گزر گئی

(۱) اگر بلی کنویں یا ٹنکی کے پانی میں داخل ہوکر زندہ نکل گئی تو بہتر ہے کہ ۴۰ ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے اور یہی حکم ہے اس مرغی کا جو ہر طرح کی پاک ناپاک غذا کھاتی ہے۔ (المحیط البرھانی: ۲۵۴/۱۔ کتاب المسائل: ۱۲۱)

﴿۲۶﴾ وَاِنْ مَاتَ فِيْهَا فَارَةٌ اَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْوًا .

فارۃ ہمزہ کے ساتھ ہے۔ نحوھا اس کی مثال جیسے چڑیا۔

ترجمہ: اور اگر مرجائے اس میں چوہا یا اس کے مانند تو ضروری ہے بیس ڈول نکالنا۔

چڑیا کا حکم

اگر کسی کنویں میں چوہیا یا چڑیا گر کر مرگئی تو اگر اسے پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو کم از کم بیس ڈول کے بقدر پانی نکالنا فرض ہے اور اس سے زائد ۳۰ ڈول تک نکال لے تو بہتر ہے، واضح رہے کہ پانی نکالنے کی ابتداء مردہ چڑیا یا چوہیا کو نکالنے کے بعد ہی معتبر ہوگی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاک چیز کنویں میں گر گئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کوئی ذی جرم (جسم والی گاڑھی جیسے گوبر، لید) ناپاک چیز کنویں میں گر گئی لیکن کنواں گہرا ہونے کی وجہ سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر اس چیز کو نکالے بغیر کنویں کا سب پانی خالی کرالیا جائے تو بھی کنواں پاک ہوجائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۲۴۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲)

موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا

(۲) جن صورتوں میں بیس تیس ڈول نکالنے یا کنویں یا ٹنکی کو خالی کرنے کا حکم ہے اس میں ڈول کی قید اندازہ کے لئے ہے، اصل مقصود اس مقدار کا پانی نکالنا ہے لہٰذا یہ مقصد اگر بڑے ڈول سے یا موجودہ دور میں موٹر پمپ سے حاصل

ہوجائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/۲۶۵۔ کتاب المسائل: ۱۲۴)

﴿۲۷﴾ وَكَانَ ذَالِكَ طَهَارَةٌ لِلْبِئْرِ وَالدَّلْوِ وَالرِّشَاءِ وَيَدِ الْمُسْتَقِيْ.

الرشاء رسّی، ڈول کی رسّی، جمع اَرْشِیَۃ کہا جاتا ہے اتبع الدلوَ رِشَاءَھَا ڈول کے پیچھے رسّی بھی کرو۔ المستقی اسم فاعل ہے استقاءٌ سے پانی طلب کرنا۔

ترجمہ: اور یہ ڈولوں کا نکال دینا پاکی ہے کنویں ڈول رسی اور نکالنے والے کے ہاتھ کے لئے۔

تشریح: ڈول رسی کنواں نکالنے والے کے ہاتھ کنویں کے اوپر کی زمین، کنویں کے پاک ہوتے ہی یہ سب چیزیں پاک ہوجائیں گی۔

﴿۲۸﴾ وَلَا تَنْجِسُ الْبِئْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالْخِثْيِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ اَوْ اَنْ لَّا يَخْلُوَ دَلْوٌ عَنْ بَعْرَةٍ.

البعر چوپاؤں اور کھر والے جانوروں کی مینگنی۔ الخِثی بکسر الخاء گوبر جمع اَخْثَاءٌ. البعرۃ ایک مینگنی جمع بَعَرَاۃٌ.

ترجمہ: اور کنواں ناپاک نہیں ہوگا مینگنی (ہرن، بکری کی) لید (گھوڑے گدھے) اور گوبر (گائے بیل بھینس) کے گرنے سے مگر یہ کہ زیادہ سمجھے اس کو دیکھنے والا یا خالی نہ ہو کوئی ڈول مینگنی سے۔

تشریح: مینگنی لید اور گوبر قلیل مقدار میں کنویں کے اندر گرجائیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا خواہ کنواں آبادی میں ہو یا جنگل میں کنویں کی زمین اونچی ہو یا نیچی قلیل مقدار کو شرعاً معاف کردیا گیا، ہاں اگر لوگ کثیر سمجھیں یا ہر ڈول میں مینگنیاں آرہی ہیں تو ان دونوں صورتوں میں کنواں ناپاک ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۲۲)

اختیاری مطالعہ

پانی میں مینگنی گرجائے

(۱) ماءِ قلیل میں اگر بکری وغیرہ کی تر یا خشک پوری مینگنی گرجائے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (شامی مصری: ۱/۲۰۴۔ زکریا: ۱/۳۸۰)

چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی

(۲) اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاول یا سالن میں ملی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ مینگنی ٹھوس ہے یا گھل گئی ہے اگر ٹھوس ہے تو اسے نکال کر پھینک دیا جائے اور کھانا کھالیا جائے اور اگر گھل گئی ہے تو جب تک اس کا رنگ یا ذائقہ کھانے میں ظاہر نہ ہو تو اس کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، البتہ اگر اس کے اثرات ظاہر ہوجائیں مثلاً بو آنے لگے تو پھر کھانا ناپاک قرار دیا جائے گا۔ (درمختار کراچی: ۶/۳۲۷۔ مسائل شتی)

مینگنی گیہوں کے ساتھ پس جائے

(۳) اگر گیہوں کے ساتھ چوہے کی دو چار مینگنی پس گئیں تو آٹا ناپاک نہ ہوگا، لیکن اگر اتنی زیادہ مینگنی پس گئیں کہ ان کا رنگ یا ذائقہ ظاہر ہوگیا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۰۰۔ حلبی کبیر: ۱۵۰)

(۴) اگر بکری کا دودھ دوہتے ہوئے مینگنی دودھ کے برتن میں گر جائے اور پھر اسے فوراً نکال کر پھینک دیا جائے تو دودھ ناپاک نہ ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۲۰۴۔ زکریا: ۱/۳۷۹۔ کتاب المسائل: ۹۷)

﴿۲۹﴾ وَلَا يَفْسُدُ الْمَاءُ بِخُرْءِ حَمَامٍ وَعُصْفُوْرٍ .

خرء بیٹ جمع خُرُوءٌ.

ترجمہ اور ناپاک نہیں ہوگا پانی کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے۔

پرندوں کی بیٹ کا حکم

ٹنکی یا کنویں وغیرہ کو پرندوں کی بیٹ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن اگر انتظام کے باوجود پرندے پانی میں بیٹ کردیں تو ضرورۃً پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا تا آں کہ ناپاکی کا اثر غالب نہ ہو جائے۔ (درمختار: ۱/۲۰۳)

﴿۳۰﴾ وَلَا بِمَوْتِ مَا لَا دَمَ لَهُ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَضِفْدَعٍ وَحَيَوَانِ الْمَاءِ وَبَقٍّ وَذُبَابٍ وَزُنْبُوْرٍ وَعَقْرَبٍ .

ضفدع دال کے کسرہ کے ساتھ جمع ضَفَادِعُ مینڈک، یہاں پر دریائی مینڈک مراد ہے۔ بق کھٹمل پسو. ذباب اس کا واحد ذُبَابَۃٌ مکھی۔ زُنبور زاء کے ضمہ کے ساتھ بھڑ جمع زَنَابیر. دم سے مراد بہنے والا خون ہے مطلق خون کی نفی نہیں ہے حتی کہ اگر پانی میں ایسا جانور مر گیا کہ جس کا خون جما ہوا ہے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (طحطاوی: ۲۳)

ترجمہ اور نہ (ناپاک نہیں ہوتا) اس جانور کے مرنے سے جس میں خون نہیں ہوتا اس میں جیسے مچھلی مینڈک اور پانی کا رہنے والا جانور اور پسو مکھی بھڑ بچھو۔

تشریح اس عبارت میں چند مسائل ایک ساتھ بیان ررہے ہیں، چناں چہ ان کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس جانور کی پیدائش پانی کی ہو اور ہردم پانی میں رہا کرتا ہو جیسے مچھلی سمندری مینڈک کیکڑا وغیرہ تو ان کی موت سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور پانی پر پڑنے والے دریائی پرندے جیسے سرخاب اور مرغابی وغیرہ اگر پانی میں مر جائیں اور پانی کم مقدار میں ہو تو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اس کے بعد مصنف فرماتے ہیں کہ اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا تو اس

کی وجہ سے پانی ناپاک نہیں ہوگا جیسے مچھر پسو بچھو مکھی وغیرہ۔

اختیاری مطالعہ

خشکی کا مینڈک پانی میں گر کر مر جائے

اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو وہ اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا البتہ اگر چھوٹی سی مینڈکی ہو جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔
(کتاب المسائل:۹۲۔ المحیط البرہانی:۱/۲۷۲)

﴿۳۱﴾ وَلَا بِوُقُوْعِ آدَمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ إِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى بَدَنِهٖ نَجَاسَةٌ .

ترجمہ اور نہ (کنواں ناپاک نہ ہوگا) آدمی اور اس جانور کے گرنے سے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جبکہ باہر نکل آئیں زندہ، دراں حالیکہ نہ ہو ان کے بدن پر کوئی نجاست۔

پاک آدمی کنویں میں گر کر زندہ باہر نکل آئے تو؟

اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں گر جائے یا ایسا کوئی جانور کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور پھر زندہ باہر نکل آئیں اور اعضاء پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اور اگر ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا یا ایسا شخص کہ جس کے اعضاء پر نجاست لگی ہوئی ہو مثلاً اس نے ڈھیلے سے استنجاء کر رکھا ہے کنویں میں اتر جائے تو اس کی وجہ سے پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ (کتاب المسائل:۱۲۲۔ المحیط البرہانی:۱/۲۵۵)

﴿۳۲﴾ وَلَا بِوُقُوْعِ بَغْلٍ وَحِمَارٍ وَسِبَاعِ طَيْرٍ وَوَحْشٍ فِي الصَّحِيْحِ وَإِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إِلَى الْمَاءِ أَخَذَ حُكْمَهُ .

وحش جنگلی جانور آدم خور جمع وُحُوش۔ اخذ اس کا فاعل ضمیر محذوف ہے جو الماء کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور نہ (ناپاک نہ ہوگا) خچر گدھے شکاری پرندے اور جنگلی جانوروں کے گرنے سے صحیح ترین قول میں اور اگر پہنچ جائے گرنے والے کا لعاب پانی تک تو لے لے گا اس کا حکم۔

خچر گدھا وغیرہ گر کر زندہ نکل آئے تو؟

خچر گدھا شکاری پرندے اور وحشی جانور مثلاً چوپایہ درندہ بندر وغیرہ اگر کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں بدن پر کوئی نجاست نہ ہو اور ان کا لعاب پانی میں نہ ملا ہو تو وہ ناپاک نہ ہوگا اور اگر لعاب کے پانی میں ملنے کا یقین ہو جائے تو

اب جو حکم اس جانور کے لعاب کا ہے وہی حکم اس پانی کا بھی ہوگا، اس کی تفصیل جھوٹے کے احکام میں گزر چکی ہے۔

فی الصحیح : مفتی بہ قول تشریح کے تحت آچکا ہے، غیر صحیح قول یہ ہے کہ تمام پانی ناپاک ہوگیا اس لئے کل پانی کے نکالنے کا حکم ہے۔

﴿٣٣﴾ وَوُجُوْدُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيْهَا يُنَجِّسُهَا مِنْ يَّوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا اِنْ لَّمْ يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوْعِهٖ .

ترجمہ: اور مردہ جانور کا پایا جانا کنویں میں ناپاک کردے گا اس کو ایک دن رات سے اور پھولے ہوئے ہونے کی صورت میں تین دن تین رات سے اگر معلوم نہ ہو اس جانور کے گرنے کا وقت۔

اگر جانور پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی مردہ جانور جس میں بہنے والا خون پایا جاتا ہو کنویں میں پایا جائے اور اس کے گرنے کا وقت معلوم ہوجائے تو جس وقت سے گرا ہے اسی وقت سے پانی ناپاک کہا جائے گا اور اگر گرنے کے وقت کا صحیح علم نہ ہوسکے اور وہ جانور ابھی پھولا پھٹا نہ ہو تو احتیاطاً جس دن سے علم ہوا ہے، اس سے ایک دن اور ایک رات پہلے کی نمازیں لوٹائی جائیں یعنی جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے وضو کیا ہے نیز اس صورت میں جو کپڑے وغیرہ دھوئے گئے ہوں، وہ بھی ناپاک سمجھے جائیں گے اور اگر جانور پھول اور پھٹ گیا ہو تو احتیاطاً تین دن اور تین راتوں کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ یہ تمام تفصیل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے۔

اختیاری مطالعہ

کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا

اگر ٹنکی کے پانی سے کھانا پکایا گیا یا کپڑے اور برتن دھوئے گئے بعد میں پتہ چلا کہ ٹنکی میں نجاست گری ہوئی ہے تو صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے اس کھانے اور کپڑے وغیرہ پر۔

ناپاکی کا حکم نہیں لگائیں گے لہٰذا اس کھانے کا استعمال کرنا اور کپڑوں کا پہننا درست ہوگا۔ (حاشیہ شرح وقایہ: ١/٨٥۔ کتاب المسائل: ١٢٠)

فصل فی الاستنجاء

یہ فصل ہے استنجاء کے احکام کے بیان میں

لغت کے اعتبار سے استنجاء نجوؓ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جو چیز پیٹ سے نکلے لغوی معنی ہوں گے نجو کی جگہ کا صاف کرنا یا دھونا اور اصطلاح میں استنجاء کہتے ہیں پیشاب پاخانہ کے مقام سے جو گندگی نکلے اس کو مخرج سے صاف کر دینا، پانی کے ذریعہ سے ہو یا مٹی وغیرہ کے ذریعہ سے ہو۔ (طحطاوی:٢٤)

﴿٣٤﴾ يَلْزَمُ الرَّجُلَ الإِسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُوْلَ اَثَرُ البَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهٗ عَلٰى حَسْبِ عَادَتِهٖ إِمَّا بِالمَشْيِ اَوِ التَّنَحْنُحِ اَوِ الإضْطِجَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَلاَ يَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِي الوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ البَوْلِ .

استبراء باب استفعال کا مصدر ہے تفصیل تشریح کے تحت آرہی ہے۔ **مشی** باب ضرب کا مصدر ہے چلنا۔ **تنحنح** تا اور نون اول کے فتحہ کے ساتھ حاء کے سکون کے ساتھ اور نون ثانی کے ضمہ کے ساتھ کھنکھارنا، گلا صاف کرنا۔ **اضطجاع** باب افتعال کا مصدر ہے پہلو کے بل لیٹنا۔ **رشح** باب فتح سے ہے ٹپکنا۔ **قلبه** ضمیر کا مرجع الرجل ہے۔

ترجمہ: ضروری ہے مرد پر استبراء تا آں کہ زائل ہو جائے پیشاب کا اثر اور مطمئن ہو جائے اس کا دل اپنی عادت کے مطابق یا تو چل پھر کر یا کھنکار کر یا کروٹ کے بل لیٹ کر یا اس کے علاوہ (دوسرے طریقے سے) اور جائز نہیں اس کے لئے وضو میں لگنا جب تک کہ اطمینان ویقین نہ ہو جائے پیشاب کے قطرات کے ختم ہو جانے کا۔

استبراء ضروری ہے

مرد کے لئے پیشاب کے بعد استبراء ضروری ہے یعنی اس بات کا طبعی اطمینان ہو جانا چاہئے کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہو گئے، اس اطمینان کے بارے میں لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چند قدم چلنے سے، کسی کو کھانسنے سے، کسی کو زمین پر پیر مارنے سے، کسی کو زور لگانے سے، کسی کو دیر تک بیٹھنے سے، کسی کو ران پر ران رکھ کر دبانے سے نیز کسی کو مثانہ کی نس مسلنے سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے، خلاصہ یہ کہ طبعی اطمینان کے بعد ہی استنجاء کیا جائے (واضح رہے کہ عورت کو پیشاب کے بعد استبراء کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ قدرتی طور سے اس کا منفذ کشادہ ہوتا ہے) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مکمل اطمینان کے بعد ہی وضو کیا جائے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ایک لفظ فقہاء اور استعمال کرتے ہیں، استنقاء اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی استنجاء کرتے وقت پتھر یا ڈھیلے سے اپنے عضو مخصوص کو ملے یا ہاتھ سے دبا کر اسے نچوڑے تا کہ ظن غالب حاصل ہو جائے کہ اب قطرات ختم ہو گئے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح:٢٤۔ کتاب المسائل:١١٣)

اختیاری مطالعہ

وہم کا مریض کیا کرے؟

جس شخص کو پیشاب کے قطرات کے بارے میں وہم رہتا ہو اسے چاہئے کہ استبراء کی مذکورہ عام صورتیں اپنانے کے بعد عضو کو نچوڑ کر استنجاء کر لے، اس کے بعد بھی اگر وہم باقی رہے تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کرے اور اٹھنے سے قبل سبیلین پر پانی کی چھینٹیں دے لے تاکہ وسوسہ کو ہٹانے میں مدد ملے، پھر کچھ محسوس ہو تو اس کی طرف دھیان نہ دے۔

(طحطاوی: ۲۴، عالمگیری: ۱/ ۴۹، کتاب المسائل: ۱۱۴)

﴿۳۵﴾ وَالِاسْتِنْجَاءُ سُنَّةٌ مِنْ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيلَيْنِ مَا لَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ وَاِنْ تَجَاوَزَ وَكَانَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَبَ اِزَالَتُهُ بِالْمَاءِ وَاِنْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ اِفْتَرَضَ غَسْلُهُ.

درهم ۳ گرام ۶۲ ملی گرام کا ہوتا ہے۔

ترجمہ اور استنجاء سنت ہے اس نجاست سے کہ جو پیشاب پاخانہ کے راستے سے نکلے جب تک کہ مخرج سے اِدھر اُدھر نہ پھیل جائے اور اگر اِدھر اُدھر پھیل جائے اور وہ درہم کے برابر ہے تو لازم ہے اس کو صاف کرنا پانی سے اور اگر درہم سے زائد ہو تو فرض ہے اس کا دھونا۔

استنجے کا حکم

اس عبارت میں صاحب کتابؒ نے استنجے کے حکم کو بیان کیا ہے کہ استنجاء سنت ہے کیونکہ حضورؐ نے اس پر پابندی کی ہے۔ یعنی اگر کسی نے چھوڑ دیا تو نماز تو ہو جائے گی مگر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ استنجاء مطلقاً نہ واجب ہے نہ سنت بلکہ کبھی فرض ہوتا ہے کبھی واجب کبھی سنت اور کبھی بدعت چناں چہ اگر نجاست قدر درہم سے زائد لگ رہی ہو تو استنجاء فرض ہے اور قدر درہم ہو تو واجب ہے اور اس سے کم ہو تو سنت ہے اور صرف پیشاب کے بعد پانی سے استنجاء مستحب ہے اور ہوا وغیرہ خارج ہونے کے بعد استنجاء کرنا بدعت ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۳۱۰۔ شامی دار الکتاب: ۱/ ۴۷۳)

مزید وضاحت: اگر سبیلین سے نکلنے والی نجاست مخرج سے بالکل تجاوز نہ کرے یا مقدار درہم سے کم تجاوز کرے تو اس کی طہارت کے لئے مٹی کے ڈھیلے کا استعمال کافی ہے اور اگر نجاست مخرج سے ایک درہم تک یا اس سے زائد تجاوز کر جائے تو پانی سے ازالۂ نجاست واجب ہوگا، ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں ہے۔ (طحطاوی ۲۵)

﴿۳۶﴾ وَيَفْتَرِضُ غَسْلُ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الِاغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَاِنْ كَانَ مَا فِي الْمَخْرَجِ قَلِيلًا.

ترجمہ: اور فرض ہے اس نجاست کا دھونا جو مخرج میں ہے، ناپاکی حیض اور نفاس کا غسل کرتے وقت اگرچہ ہو وہ نجاست مخرج میں تھوڑی ہی۔

غسل جنابت کا حکم

غسل جنابت میں تمام بدن کا دھونا فرض ہے اگر ایک بال کے برابر بھی کوئی حصہ خشک رہ گیا تو غسل نہ ہوگا اسی بنا پر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غسل جنابت کر رہا ہو یا عورت حیض سے پاکی پر غسل کر رہی ہو، یا نفاس سے پاکی پر غسل کر رہی ہو تو جو نجاست مخرج پر لگی ہوئی ہو اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ غسل درست نہ ہوگا۔

﴿٣٧﴾ وَاَنْ يَّسْتَنْجِی بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وَنَحْوِهٖ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ اَحَبُّ وَالْاَفْضَلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ اَوِ الْحَجَرِ .

منق اسم فاعل ہے اصل میں مُنَقِّیٌ تھا، یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے گرادیا پھر یا اور تنوین دو ساکن جمع ہو گئے یا کو گرادیا مُنَقٍّ ہو گیا، اور منقٍ سے مراد ہر ایسی چیز ہے کہ جس میں صاف ستھرا کرنے کی صلاحیت ہو اینٹ کی طرح وہ چیز کھردری بھی نہ ہو اور عقیق کی طرح چکنی بھی نہ ہو۔

ترجمہ: اور (مسنون ہے) استنجاء کرنا صاف کر دینے والے پتھر یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے اور پانی سے دھونا زیادہ اچھا ہے اور افضل ہے جمع کرنا پانی اور پتھر کے درمیان (اس طرح پر کہ پہلے پتھر سے) صفائی کرے پھر (پانی سے) دھوئے اور جائز ہے اکتفاء کرنا صرف پانی پر یا پتھر پر۔

اقسامِ استنجاء

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ استنجے میں ڈھیلا یا ایسی چیز جو اس کے قائم مقام ہو یعنی خود پاک ہو اور نجاست ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا استعمال کرنا سنت ہے لہٰذا جس چیز میں صفائی کرنے کی صلاحیت نہ ہو اگر اس سے استنجاء کیا تو سنت کی ادائیگی نہ ہوگی، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ استنجاء کے تین طریقے ہیں: (۱) ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا یعنی پہلے ڈھیلے سے مخرج صاف کرنا پھر پانی سے دھونا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔

(۲) صرف پانی استعمال کرنا یہ فضیلت میں دوسرے درجے پر ہے۔

(۳) صرف ڈھیلا استعمال کرنا یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی فضیلت نہیں البتہ صرف پانی استعمال کرنے والے کو استبراء کا خیال رکھنا چاہئے یعنی پیشاب سے فارغ ہو کر عضو نچوڑ کر مکمل پیشاب نکال دینے کے بعد پانی سے دھونا چاہئے اگر استبراء کئے بغیر عضو کو دھو کر اٹھ گیا اور بعد میں قطرہ نکلا تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی، اس لئے احتیاط کی ضرورت ہے۔

اختیاری مطالعہ

ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم

جو حکم ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا ہے وہی حکم ٹشو پیپر کے ذریعہ استنجاء کرنے کا بھی ہے، اس لئے کہ یہ پیپر لکھنے وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اسے استنجاء وغیرہ ہی کے مقصد سے بنایا جاتا ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۱۲، طحطاوی مصری: ۲۵)

﴿۳۸﴾ وَالسُّنَّةُ اِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْاَحْجَارِ مَنْدُوْبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ نُدُبًا اِنْ حَصَلَ التَّنْظِيْفُ بِمَا دُوْنَهَا .

انقاء باب افعال کا مصدر ہے صاف کرنا۔ تنظیف باب تفعیل کا مصدر ہے صفائی ستھرائی۔

ترجمہ: اور سنت ہے جگہ کا صاف کر دینا اور عدد پتھروں میں مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے، پس تین پتھروں سے استنجاء کرنا مستحب ہے اگرچہ حاصل ہو جائے صفائی ان سے کم میں۔

استنجے میں عدد معین

ڈھیلوں سے استنجاء کرنے والے کو کم از کم تین ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں، ان سے کم پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے، رہا یہ کہ تین کا عدد واجب ہے یا سنت مؤکدہ؟ اس میں اختلاف ہے اور دو باتیں متفق علیہ ہیں: (۱) استنجے میں صفائی ضروری ہے چاہے تین ڈھیلوں سے حاصل ہو یا زیادہ سے اگر صفائی کئے بغیر استنجاء کرنے والا نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

(۲) اگر تین ڈھیلوں سے صفائی حاصل نہ ہو اور چوتھا ڈھیلا استعمال کرنا پڑے تو پھر طاق ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے لیکن اگر ایک یا دو ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو تین ڈھیلے استعمال کرنے کا کیا حکم ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام اعظم اور امام مالکؒ کے نزدیک اگر ایک یا دو ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو تین کا عدد سنت مؤکدہ ہے، چناں چہ اگر استنجاء کرنے والا ایک یا دو پتھر پر اکتفا کرے تو اس کا استنجاء درست ہو جائے گا اور اب جو نماز پڑھے گا وہ درست ہوگی۔
(تحفۃ الالمعی: ۱/۲۲۳)

﴿۳۹﴾ وَكَيْفِيَّةُ الْاِسْتِنْجَاءِ اَنْ يَّمْسَحَ بِالْحَجَرِ الْاَوَّلِ مِنْ جِهَةِ الْمُقَدَّمِ اِلٰى خَلْفٍ وَبِالثَّانِيْ مِنْ خَلْفٍ اِلٰى قُدَّامٍ وَبِالثَّالِثِ مِنْ قُدَّامٍ اِلٰى خَلْفٍ اِذَا كَانَتِ الْخُصْيَةُ مُدَلَّاةً وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ مُدَلَّاةٍ يَبْتَدِئُ مِنْ خَلْفٍ اِلٰى قُدَّامٍ وَالْمَرْاَةُ تَبْتَدِئُ مِنْ قُدَّامٍ اِلٰى خَلْفٍ خَشْيَةَ تَلْوِيْثِ فَرْجِهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهٗ اَوَّلًا بِالْمَاءِ ثُمَّ يَدْلُكُ الْمَحَلَّ بِالْمَاءِ بِبَاطِنِ اِصْبَعٍ اَوْ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اِنِ احْتَاجَ وَيُصَعِّدُ الرَّجُلُ اِصْبَعَهُ الْوُسْطٰى عَلٰى غَيْرِهَا فِي ابْتِدَاءِ الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يُصَعِّدُ

بِنْصَرَهٗ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى اِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْمَرْاَةُ تُصَعِّدُ بِنْصَرَهَا وَاَوْسَطَ اَصَابِعِهَا مَعًا اِبْتِدَاءً خَشْيَةَ حُصُوْلِ اللَّذَّةِ وَيُبَالِغُ فِي التَّنْظِيْفِ حَتّٰى يَقْطَعَ الرَّائِحَةُ الْكَرِيْهَةُ وَفِي اِرْخَاءِ الْمِقْعَدَةِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَائِمًا فَاِذَا فَرَغَ غَسَلَ يَدَهٗ ثَانِيًا وَنَشَفَ مِقْعَدَتَهٗ قَبْلَ الْقِيَامِ اِنْ كَانَ صَائِمًا .

خصية فوطہ خصیہ تثنیہ خُصْيَتَان جمع خُصًى. مُدَلَّاة اسم فاعل ہے باب تفعل سے لٹکنا۔ ارخاء باب افعال کا مصدر ہے ڈھیلا کرنا۔ نشف فعل ماضی معروف واحد غائب باب نصر سے نشفًا مصدر ہے خشک کرنا۔

ترجمہ: اور استنجاء کا طریقہ یہ ہے کہ صفائی کرے پہلے پتھر سے اگلی جانب سے پچھلی جانب کو اور دوسرے پتھر کے ذریعے پیچھے سے آگے کی جانب کو اور تیسرے پتھر کے ذریعہ آگے سے پیچھے کی جانب جب کہ خصیے ڈھیلے اور لٹکے ہوئے ہوں اور اگر لٹکے ہوئے نہ ہوں تو ابتداء کرے پیچھے سے آگے کی طرف اور عورت ابتداء کرے آگے سے پیچھے کی جانب اس کی شرمگاہ میں نجاست لگ جانے کے خطرہ سے (استنجے کے بعد) پہلے دھوئے اپنے ہاتھ کو پانی سے پھر رگڑ کر دھوئے مقام نجاست کو پانی سے ایک یا دو یا تین انگلیوں کے باطن کی جانب سے اگر ضرورت پڑ جائے (تین انگلیاں استعمال کرے ورنہ صرف دو پر اکتفاء کرے) اور مرد اٹھالے اپنی درمیانی انگلی کو دونوں انگلیوں کے مقابلے میں استنجاء کرتے وقت پھر ذرا اوپر کو کرے اپنی بنصر کو اور اکتفا نہ کرے صرف ایک انگلی پر اور عورت چڑھالے اپنی بنصر اور وسطیٰ کو ایک ساتھ شروع ہی میں (کہ ایک انگلی سے صفائی کرنے میں) لذت کے حاصل ہونے کا خوف ہے اور خوب مبالغہ کرے صفائی ستھرائی میں تا آں کہ بدبو ختم ہو جائے اور (خوب مبالغہ کرے) سرین کے ڈھیلا کرنے میں اگر روزہ دار نہ ہو پھر جب فارغ ہو جائے تو دھوئے اپنے ہاتھ کو دوبارہ اور جھاڑ لے اپنی سرین کو کھڑے ہونے سے پہلے اگر روزہ دار ہو۔

مرد کس طرح استنجاء کرے؟

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست اِدھر اُدھر نہ پھیلنے پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے اس کی ایک ترکیب صاحب کتاب بیان کر رہے ہیں کہ اگر خصیتین ڈھیلے اور لٹکے ہوئے ہوں تو (گرمی کے موسم میں) اولاً حسب ضرورت دو تین ڈھیلوں سے جگہ کو صاف کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کی طرف لیجائے، دوسرا پیچھے سے آگے کی طرف تیسرا آگے سے پیچھے کی طرف، اور اگر خصیتین لٹکے ہوئے نہ ہوں یعنی سردی کے موسم میں تو پھر اس کا برعکس کرے۔ پھر پانی سے اس ہاتھ کو دھولے اس کے بعد پانی سے دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء ہی وسطیٰ انگلی کو دوسری انگلیوں پر معمولی چڑھالے اور جب معمولی دھو چکے تو اب اپنی بنصر کو بھی چڑھالے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے بعد خنصر اور پھر سبابہ کو بھی لگالے اور جگہ کو خوب صاف کرے اور صرف ایک انگلی سے طہارت نہ کرے۔

☆☆☆

عورت کس طرح استنجاء کرے؟

عورت استنجاء کرنے میں ہر موسم میں آگے سے پیچھے کی طرف کو ہاتھ لے جائے کیوں کہ اگر پیچھے سے آگے کو ہاتھ لائے گی تو فرج کے نجاست میں ملوث ہونے کا خطرہ ہے اور جب پانی سے طہارت کرنے لگے تو شروع ہی میں دو انگلیوں کو اوپر کی جانب اٹھالے کہ ایک انگلی سے صفائی کرنے میں حصولِ لذت کا اندیشہ ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ استنجاء کرنے والا پانی سے اس طرح صفائی کرے کہ نجاست کی بدبو بالکل ختم ہو جائے اور طہارت کرتے وقت سرین کو ڈھیلا کرلے تاکہ طہارت اچھی طرح حاصل ہو جائے مگر یہ جب ہے کہ روزہ سے نہ ہو اور اگر روزہ ہو تو ایسا نہ کرے، استنجاء سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھولے۔

نوٹ: تشریح میں انگلیوں کا تذکرہ آیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ کس انگلی کو عربی میں کیا کہتے ہیں، چنانچہ انگوٹھے کو ابہام شہادت کی انگلی کو سبابہ، اس کے برابر والی انگلی کو وسطیٰ، اور اس کے برابر والی کو بنصر، اور سب سے چھوٹی انگلی کو خنصر کہتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ فصل (فیما یجوز به الاستنجاء وما یکره وما یکره فعله (فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے استنجاء کرنا جائز ہے اور مکروہ ہے اور جن افعال کا کرنا مکروہ ہے)

لَایَجُوْزُ کَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ.

ترجمہ جائز نہیں ہے شرمگاہ کو کھولنا استنجاء کرنے کے لئے۔

استنجے کے وقت پردہ ضروری ہے

چھوٹا بڑا استنجاء کرتے وقت پردہ کرنا ضروری ہے لوگوں کے سامنے شرمگاہ کھولنے سے بچنا چاہئے اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ کھڑے کھڑے شرمگاہ نہ کھولے بلکہ جب بیٹھنے کے قریب ہو جائے تو شرمگاہ کھولے خاص طور پر وہ شخص جو کھلی جگہ میں قضاء حاجت کرے وہ بیٹھنے کے قریب ہوکر ہی شرمگاہ کھولے تاکہ دور کھڑے ہوئے انسان کی نظر اس کی شرمگاہ پر نہ پڑے، لوگ عام طور پر قضاء حاجت کے لئے نشیبی جگہ تلاش کرتے ہیں پس اگر آدمی بیٹھنے کے قریب ہوکر شرمگاہ کھولے گا تو اس کا ستر لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے گا، اسی طرح ضرورت سے فارغ ہوکر کھڑے ہونے سے پہلے ستر چھپالے، اس عمل کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ستر کم وقت کھلا رہے گا جو شریعت میں مطلوب ہے۔

﴿۴۱﴾ وَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰی قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلٰوةُ اِذَا وَجَدَ مَا یُزِیْلُهُ.

ترجمہ: اور اگر اِدھر اُدھر لگ جائے نجاست مخرج سے اور زائد ہو تجاوز کرنے والی نجاست ایک درہم کی مقدار پر تو صحیح نہیں ہے اس کے ساتھ نماز جب کہ پالے وہ چیز کہ جس سے اس کو زائل کر سکے۔

کتنی ناپاکی معاف ہے

امام اعظمؒ کے نزدیک درہم سے کم ناپاکی معاف ہے اس کی طہارت کے لئے ڈھیلے پر اکتفاء کرنا جائز ہے، اس کی نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی اور اگر بقدر درہم ہو تو اس کو دھونا چاہئے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور درہم سے زائد ہو تو دھونا فرض ہے بغیر دھوئے نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

مایزیله: اس سے مراد ہر وہ پاک چیز ہے جو نجاست کو صاف کر دے اور وہ قابل احترام نہ ہو جیسے مٹی کا ڈھیلا پرانا کپڑا اور استنجے کا کاغذ وغیرہ، نئے اور کارآمد کپڑے سے استنجاء کرنا مکروہ ہے، اسی طرح لکھنے کے کاغذ سے بھی مکروہ ہے۔

﴿۴۲﴾ وَيَحْتَالُ لِإِزَالَتِهٖ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ يَّرَاهُ .

یحتال فعل مضارع معروف باب افتعال سے مصدر اِحتِیَالاً تدبیر اور ترکیب اختیار کرنا۔

ترجمہ: اور تدبیر کرے نجاست کو زائل کرنے کے لئے شرمگاہ کو کھولے بغیر کسی شخص کے دیکھنے کے وقت۔

استنجے کے وقت ستر عورت کا ایک حیلہ

اگر کسی آدمی کو ایسی صورت پیش آگئی کہ اس کو استنجاء کرنا ہے اور کوئی شخص قریب ہی میں دیکھ رہا ہے تو اس شخص سے کہہ دے کہ وہ آنکھ بند کر لے اگر وہ انکار کرے تو اب کسی تدبیر سے تقلیل نجاست کرے کہ کپڑے کے اندر ہی سے ڈھیلہ وغیرہ سے صاف کر لے پانی کا استعمال نہ کرے، متن میں عند من الخ سے مراد اجنبی مرد و عورتیں ہیں البتہ اگر اپنی بیوی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۴۳﴾ وَيُكْرَهُ الْإِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ لِآدَمِيٍّ أَوْ بَهِيْمَةٍ وَآجُرٍ وَخَزَفٍ وَّفَحْمٍ وَزُجَاجٍ وَجَصٍّ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيْبَاجٍ وَقُطْنٍ وَبِالْيَدِ الْيُمْنٰى اِلَّا مِنْ عُذْرٍ .

عظم ہڈی جمع عِظَام. **بهيمة** ہر چوپایہ خشکی وتری کا علاوہ درندوں اور پرندوں کے جمع بہائم۔ **خزف** ٹھیکرا، پکی ہوئی مٹی۔ **فحم** کوئلہ جمع فُحُومٌ. **زجاج** کانچ، شیشہ۔ **جص** چونا۔ **دیباج** جمع دَبَابِيْجُ خالص ریشمی کپڑا۔ **قطن** کپاس، روئی اس کے ایک ٹکڑے کو قطنةٌ کہتے ہیں یہ اسم جنس ہے کبھی جمع اَقْطَان بناتے ہیں۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے استنجا کرنا ہڈی سے کھانے سے (خواہ) آدمی کا ہو یا جانور کا پکی اینٹ سے ٹھیکری سے کوئلہ سے شیشہ سے چونے سے اور کسی قابل احترام چیز سے جیسے ریشم کا کپڑا اور روئی اور (مکروہ ہے استنجاء کرنا) داہنے

ہاتھ سے مگر کسی عذر سے (اگر کوئی عذر ہو تو داہنے ہاتھ سے استنجاء کرسکتا ہے)

ہڈی اور گوبر سے استنجے کا حکم

اس عبارت میں صاحب کتاب نے ان چیزوں کو بیان کیا ہے جن سے استنجاء کرنا مکروہ ہے چناں چہ فرمایا کہ ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ شیشہ کنکر پکی اینٹ کھانے کی چیزیں لکھنے کا کاغذ چونہ اور ہر قابل احترام چیز جیسے ریشم کا کپڑا روئی اور داہنا ہاتھ ان سب چیزوں سے چھوٹا بڑا استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

اختیاری مطالعہ

داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے کی جو کراہت ماقبل میں آئی ہے یہ حکم استنجے ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے کسی بھی وقت دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگانا چاہئے ضرورت پیش آئے تو بایاں ہاتھ استعمال کرے اور یہ محاسن اخلاق کی تعلیم ہے تمام اچھے کام جیسے کھانا پینا قرآن یا کتاب پکڑنا سب کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے اور تمام حقیر کام جیسے بغل یا زیرناف کو کھجانا، ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، ناک صاف کرنا اور چھوٹا یا بڑا استنجاء کرنا، ایسے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے اور یہ شریعت اسلامیہ کی خوبی ہے کہ اس نے ایسی اچھی باتوں کی تعلیم دی ہے، عقل انسانی کی رسائی ان تمام باتوں تک نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱:/۲۲۰)

﴿۴۴﴾ وَيَدْخُلُ الخَلاَءَ بِرِجْلِهِ اليُسْرىٰ وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهٖ وَلاَ يَتَكَلَّمُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ .

ترجمہ: اور داخل ہو بیت الخلاء میں اپنے بائیں پیر سے اور پناہ مانگے اللہ کی شیطان مردود سے اس میں داخل ہونے سے پہلے اور بیٹھے سہارا لگا کر اپنی بائیں جانب پر اور گفتگو نہ کرے مگر کسی ضرورت کی وجہ سے۔

آدابِ استنجاء

قضاء حاجت کے وقت چند باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے: (۱) استنجے کی جگہ میں سر ڈھک کر جانا چاہئے۔ (۲) بیت الخلاء میں داخلہ سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الخُبُثِ وَالخَبَائِثِ الخبث کی ب پر ضمہ اور جزم دونوں جائز ہے، ضمہ کی صورت میں خبیث کی جمع ہے اور مراد مذکر شیاطین ہیں اور خبائث سے مؤنث شیاطین ہیں، اب ترجمہ یہ ہوگا، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مذکر و مؤنث شریر جنات سے، اور جزم کی صورت میں اس کے معنی ہیں گندگی، ناپاکی، اب دعا کا ترجمہ ہوگا: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گندگی سے اور شریر مذکر و مؤنث جنات سے، اس صورت میں مذکر شیاطین مؤنث شیاطین کے تابع ہوں گے۔ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھے۔ (۴) بائیں جانب سہارا لگا کر بیٹھے کیوں کہ اس طرح بیٹھنے سے نکلنے والی چیز سہولت و آسانی سے خارج ہوجاتی

ہے۔ (۵) بلاضرورت گفتگو نہ کرے۔

﴿۴۵﴾ وَيُكْرَهُ تَحْرِيْمًا اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاِسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ وَاِسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَهَبِّ الرِّيْحِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَّبُوْلَ اَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْجُحْرِ وَالطَّرِيْقِ وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُّثْمِرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ .

البنيان عمارت بنٰی يبنی بناءً وبنايةً باب (ض) تعمیر کرنا عمارت کھڑی کرنا، بنانا۔ **مهب** ہوا چلنے کی جگہ ہوا کی سمت، قعد فی مهب الريح وہ ہوا کی گزرگاہ میں بیٹھا جمع مَهَابُّ **يتغوط** فعل مضارع باب تفعل سے مصدر تَغَوُّطًا پاخانہ کرنا۔ ظِلّ جمع اَظْلَالٌ سایہ۔ جُحْرٌ جمع اجحار بل وہ جگہ جس میں زمین کے کیڑے مکوڑے رہتے ہوں۔

ترجمہ: اور مکروہِ تحریمی ہے (استنجاء کرتے وقت) قبلہ کی جانب رُخ کرنا اور اس کی جانب پشت کرنا اگرچہ آبادی کے اندر ہی کیوں نہ ہو اور رُخ کرنا سورج اور چاند کی ٹکیہ کی جانب اور جس جانب سے ہوا چل رہی ہے اور مکروہ ہے پیشاب پاخانہ کرنا، پانی اور سایہ اور سوراخ اور راستہ میں پھلدار درخت کے نیچے اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مگر عذر کی وجہ سے۔

مکروہاتِ استنجاء

(۱) استنجاء کرتے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ کھلی جگہ ہو یا عمارت دونوں جگہ مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور اگر کسی جگہ قبلہ رُخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رُخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رُخ کر کے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔ (۲) اسی طرح چاند سورج کے مقابل ہو کر استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (۳) ہوا کے رُخ پر استنجاء کرنا، کیوں کہ جب ہوا کے رُخ پر استنجاء کرے گا تو وہ نجاست اس پر لوٹ کر آئے گی جو کہ ناپاک کردے گی۔ (۴) جاری یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ (۵) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا۔ (۶) عام راستہ میں قضاء حاجت کرنا۔ (۷) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا۔ (۸) کھڑے ہو کر بلا عذر پیشاب کرنا اگر کسی ضرورت اور مجبوری سے ایسا کرے تو جائز ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۵۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۹)

﴿۴۶﴾ وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِي .

اذیٰ یعنی وہ فضلات کہ جن کے رکنے سے انسان بیمار ہو جائے ان کو نکال دیا۔ **عافانی (مفاعلة)** فعل ماضی کا واحد مذکر غائب بمعنی امراض وآفات سے محفوظ رکھنا، یعنی غذا کا وہ خاص جز کہ اگر وہ سارا نکل جاتا یا سارا رک جاتا تو

ہلاکت کا پورا خطرہ تھا۔ (مراقی الفلاح: ۳۱)

ترجمہ: اور نکلے بیت الخلاء سے اپنے داہنے پیر کے ذریعہ پھر کہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے مختص ہیں کہ جس نے دور کردی مجھ سے تکلیف دینے والی چیز اور عافیت عطا فرمائی مجھ کو۔

تشریح: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے اور نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے جو متن میں مذکور ہے۔

اختیاری مطالعہ

مسائل: بیت الخلاء جاتے وقت اور نکلتے وقت حدیثوں میں جو دعائیں آئی ہیں وہ باہر پڑھ کر بیت الخلاء میں جانا چاہئے اور بعد کی دعا باہر نکل کر پڑھنی چاہئے اور جنگل میں قضاء حاجت کے لئے جائے تو ستر کھولنے سے پہلے اور ستر ڈھانکنے کے بعد پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی شخص باہر دعا پڑھنا بھول جائے اور اندر جانے کے بعد یاد آئے تو اگر بیت الخلاء صاف ستھرا ہے جیسے فلیش جہاں بالفعل گندگی نہیں ہوتی تو وہ جنگل کے حکم میں ہے ستر کھولنے سے پہلے دعا پڑھ سکتا ہے اور بعد کی دعا باہر نکل کر پڑھنی چاہئے کیوں کہ استنجے کے بعد بیت الخلاء میں بدبو ہوگی اور اگر بیت الخلاء میں بالفعل گندگی ہو یا صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بدبو ہو تو دعا دل میں پڑھے، زبان سے نہ پڑھے کیوں کہ گندگی کے قریب اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے، یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ استنجے کی جو دعائیں حدیثوں میں آئی ہیں وہ چھوٹے بڑے دونوں استنجوں کے لئے عام ہیں، لوگ بڑے استنجے میں تو ان کا اہتمام کرتے ہیں مگر چھوٹے استنجے کے وقت ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے، یہ ٹھیک نہیں، ستر چھوٹے استنجے میں بھی کھلتا ہے اور اللہ کے ذکر سے رکتا بھی ہے، اس وجہ سے دونوں جگہ دھیان رکھنا چاہئے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فصل فی الوضو

یہ فصل ہے وضو کے (احکام کے) بیان میں

صاحب کتاب استنجاء اور اس کے احکام سے فراغت کے بعد وضو اور اس کے ملحقات کو بیان فرمارہے ہیں۔

﴿۴۷﴾ اَرْکَانُ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةٌ وَهِیَ فَرَائِضُهُ الْاَوَّلُ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهٗ طُوْلاً مِنْ مَبْدَاِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ اِلٰی اَسْفَلِ الذَّقَنِ وَحَدُّهٗ عَرْضًا مَا بَيْنَ شَحْمَتَيِ الْاُذُنَيْنِ وَالثَّانِی غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبَيْهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ رُبْعِ رَاْسِهٖ .

وضوء واؤ کے ضمہ کے ساتھ وَضاءۃ سے ماخوذ ہے جسکے معنی مطلقاً نظافت و پاکیزگی کے ہیں اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ، وہ چیز جس کے ذریعہ پاکیزگی حاصل کی جائے اور شریعت میں وضو کہتے ہیں مخصوص طریقہ سے اعضاء ثلثہ کو دھونا

اور سر کا مسح کرنا۔ **غسل** غین کے فتح کے ساتھ کسی چیز پر پانی ڈال کر میل کچیل صاف کرنا۔ **سطح** جمع **سُطُوحٌ** ہر چیز کا ظاہری پہلو اوپر کا حصہ۔ **جبهة** جمع **جِبَاهٌ** پیشانی۔ **ذقن** جمع **أذقان** ٹھوڑی۔ **شحمتی** تثنیہ ہے اس کا واحد **شَحمةٌ** آتا ہے اس کے معنی چربی کا ٹکڑا اس کی نسبت اُذن کی طرف کی جائے تو اس کے معنی کان کی لو کے آتے ہیں۔ **مرفقيه** میم کے کسرہ اور فاء کے فتحہ کے ساتھ مِرفق کا تثنیہ ہے، کہنی جمع **مرافق**. **كعبيه** **كعب** کا تثنیہ ہے دونوں پیروں میں ابھری ہوئی ہڈی یعنی ٹخنے جمع **كُعُوبٌ و كِعَابٌ**. **حدهٗ** ضمیر کا مرجع **الوجه** ہے اور **عرضاً** عین کے فتحہ کے ساتھ طولاً کا مقابل ہے۔

ترجمہ: وضو کے ارکان چار ہیں اور یہی وضو کے فرائض ہیں: اول چہرہ دھونا اور اس کی حد لمبائی کے لحاظ سے پیشانی کی ابتداء سطح سے (بالوں کے اُگنے کی جگہ) ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کی حد چوڑائی کے لحاظ سے دونوں کانوں کی لَو کے درمیان، اور دوسرا فرض دونوں ہاتھوں کا دھونا کہنیوں سمیت اور تیسرا فرض اپنے دونوں پیروں کا دھونا ٹخنوں سمیت اور چوتھا فرض اپنے چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

تشریح: ارکان، رکن کی جمع ہے رکن اس جز کو کہتے ہیں جس سے بن کر کوئی چیز مکمل ہوتی ہے۔ فرائض، فرض کی جمع ہے، فرض وہ حکم ہے جس میں کمی زیادتی کا احتمال نہ ہو اور ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہو جس میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نہ ہو، اولاً ارکان بول کر ہیئت ترکیبیہ کی طرف اشارہ کیا، بعدہ فرائض سے اس کی حقیقت شرعیہ کو بیان کیا۔ بہرحال اس عبارت میں وضو کے ارکان اور چہرہ کی حدود کو بیان کیا ہے۔ وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا۔ (۲) کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔

چہرہ کی حدود

لمبائی میں پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے حصے یعنی نیچے کے جبڑے تک، (بشرطیکہ ڈاڑھی گھنی نہ ہو) اور چوڑائی میں ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک چہرہ کا دھونا وضو میں فرض ہے۔

اختیاری مطالعہ

آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے (۱) آنکھ کے اندر پانی پہنچانا تو فرض نہیں لیکن آنکھ کے باہری حصہ میں اور پلکوں کو نیز آنکھ کے اس گوشہ کو جو ناک سے ملا ہوا ہے دھونا فرض ہے حتی کہ اگر آنکھ سے کیچڑ نکل کر آنکھ کے ظاہری گوشہ میں جم جائے تو اس کیچڑ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۹۰، شامی دار الکتاب: ۱/۱۸۹، کتاب المسائل: ۱۳۳)

پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟

(۲) شرعاً دھونے کا مفہوم اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک کہ کم از کم وضو کے عضو کو تر کرنے کے بعد اس سے دو

قطرے نہ ٹپکیں اگر اس قدر بھی تقاطر نہیں ہوا تو دھونے کا فرض ادا نہ ہوگا مثلاً کسی نے برف وغیرہ سے ہاتھ پیر کو تر کر لیا اور کوئی قطرہ نہیں ٹپکا تو یہ کافی نہیں۔ (درمختار مع الشامی دارالکتاب: ۱/ ۱۸۷، مراقی الفلاح: ۳۲، کتاب المسائل: ۱۳۲)

گھنی بھوؤں کا حکم

(۳) اگر کسی شخص کی بھویں اتنی گھنی ہوں کہ اوپر سے کھال نظر نہ آتی ہو تو ان کے اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے کھال تک پہنچانا ضروری نہیں البتہ اگر کھال دکھائی دیتی ہو تو اوپر سے پانی بہا دینا کافی نہ ہوگا۔ (شامی ۱/ ۲۱۱، زکریا، شامی دارالکتاب ۱/ ۱۹۰)

﴿۴۸﴾ وَسَبَبُهُ اِسْتِبَاحَةُ مَا لَا يَحِلُّ اِلَّا بِهِ وَهُوَ حُكْمُهُ الدُّنْيَوِيُّ وَحُكْمُهُ الْاُخْرَوِيُّ الثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ.

حکم جمع احکام بمعنیٰ الاثر المرتَّبُ علی الشيء (حاشیہ شرح جامی ص: ۲۲) اس اثر کو کہتے ہیں جو کسی شئ پر مرتب ہوتا ہے۔ **استباحة** باب استفعال کسی چیز کے جائز و مباح ہونے کو طلب کرنا۔

ترجمہ اور اس (کی فرضیت) کا سبب مباح ہو جانا اس چیز کا (عبادت) جو جائز نہیں مگر اس کے ساتھ اور یہ اس کا دنیاوی حکم ہے اور اس کا اخروی حکم آخرت میں ثواب کا ملنا ہے۔

اسبابِ فرضیت

اس عبارت میں وضو کی فرضیت کے سبب کو بیان کرتے ہیں یعنی وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں ارادہ کرنا ہے کہ میں حکم خداوندی کی تعمیل یا طہارت کے حصول یا ان عبادات کے حلال ہونے کی غرض سے یہ عمل کر رہا ہوں جنکی ادائیگی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے (جیسے نماز پڑھنا یا قرآن کریم چھونا) اور ان الفاظ کا زبان سے کہنا ضروری نہیں بلکہ دل میں استحضار کافی ہے یہی وضو کا دنیاوی حکم ہے اور آخرت کے اعتبار سے وضو مومن کا زیور ہے، قیامت میں وضو کرنے والے کے اعضاء مخصوص انداز میں روشن اور چمکدار ہوں گے اور وضو کا اہتمام آخرت میں روشنی کا باعث ہوگا نیز وضو کے پانی کے قطرات سے آدمی کے چھوٹے موٹے گناہ بھی خود بخود جھڑ جاتے ہیں۔

﴿۴۹﴾ وَشَرْطُ وُجُوبِهِ العَقْلُ وَالبُلُوْغُ وَالإِسْلَامُ وَقُدْرَةٌ عَلَى اسْتِعْمَالِ المَاءِ الكَافِي وَوُجُوْدُ الحَدَثِ وَعَدْمُ الحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَضِيقُ الْوَقْتِ

حدث جمع احداث اصطلاحِ فقہاء میں اس نجاست حکمیہ کو کہتے ہیں جس سے وضو غسل اور تیمم ختم ہو جاتا ہے۔

ترجمہ: اور وضو کے فرض ہونے کی شرط عاقل بالغ اور مسلمان ہونا اور قادر ہونا بقدر کفایت پانی کے استعمال پر اور حدث کا پایا جانا حیض نفاس اور وقت کا تنگ نہ ہونا۔

شرائط وضو

اس عبارت میں وضو کے فرض ہونیکی شرطوں کا بیان ہے (۱) عاقل ہونا لہٰذا مجنون اور دیوانہ پر وضو فرض نہیں (۲) بالغ ہونا لہٰذا بچہ پر وضو فرض نہیں (۳) مسلمان ہونا لہٰذا کافر پر نہیں ہے (۴) مکلف کا بقدر وضو پانی پر قادر ہونا یعنی اتنے پانی پر قادر ہونا کہ جس سے اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھونا ممکن ہو، چناں چہ اگر پانی پر قادر تو ہو مگر وہ غیر مکلف ہے یا مکلف تو ہے مگر استعمال پر قدرت نہیں ہے یعنی بیمار ہے یا استعمال پر قادر بھی ہے مگر پانی ناپاک ہے یا پانی پاک بھی ہے مگر بقدر وضو نہیں ہے تو ان جملہ صورتوں میں اس شخص پر وضو فرض نہیں ہے۔ (۵) بے وضو ہونا لہٰذا اگر باوضو ہو تو پھر دوبارہ وضو ضروری نہیں ہے (۶) حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔ (۷) وقت تنگ نہ ہونا لہٰذا اگر وقت تنگ ہو گیا تو پھر وضو فرض نہ رہے گی مثلاً ہر وہ نماز جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو جیسے نماز جنازہ اور عیدین اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ وَشَرْطُ صِحَّتِهٖ ثَلَاثَةٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطُّهُوْرِ وَانْقِطَاعِ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وحَدَثٍ وَزَوَالُ مَايَمْنَعُ وُصُوْلَ الْمَاءِ اِلَي الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ.

عموم سب، تمام۔ البشرۃ کھال، ظاہری جلد ظاہری سطح جمع بَشَرٌ. شمع موم جمع شُموعٌ. شحم چربی، چکنائی، گریس، مشین میں لگانے کا گاڑھا تیل جمع شحومٌ.

ترجمہ: اور وضو کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں تمام کھال پر پاک کرنے والے پانی کا عام ہونا (پہنچ جانا) اور ختم ہو جانا اس چیز کا جو وضو کے منافی ہے جیسے حیض نفاس حدث اور ختم ہو جانا اس چیز کا جو روکتی ہے پانی کے پہنچنے کو بدن تک جیسے موم اور چربی۔

شرائط صحت

اس عبارت میں وضو کے صحیح ہونیکی تین شرطیں ذکر کرتے ہیں۔ (۱) وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان کو مکمل دھویا جائے اگر کوئی حصہ سوئی کی نوک کے بقدر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا۔ (۲) جو چیزیں وضو صحیح ہونے کے منافی ہیں جب تک وہ موجود رہیں گی وضو درست نہ ہوگا مثلاً کوئی عورت حیض ونفاس کی حالت میں ہو یا کوئی مرد حالت جنابت میں ہو (۳) جو چیزیں بدن میں پانی کے پہنچنے سے مانع ہوتی ہیں ان کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں وضو صحیح

نہ ہوگا جیسے نیل پالش یعنی وہ رنگین روغن جو عورتیں اپنے ناخن پر لگاتی ہیں اس کے لگانے سے ناخونوں تک پانی نہیں پہنچتا لہٰذا وضو کرتے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ پاکی حاصل نہ ہوگی اسی طرح ہونٹوں پر لگائی جانیوالی لپ اسٹک اگر تہہ دار ہو تو وضو کے لئے اس کا بھی صاف کرنا ضروری ہے اسی طرح پینٹ، موم، چربی جو بدن میں پانی کے پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں ان کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں غسل یا وضو صحیح نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل: ۱۳۵، درمختار مع الشامی مصری: ۱/۱۴۳، زکریا: ۱/۲۸۹)

فصل (فی تمام احکام الوضوء)

﴿۵۱﴾ يَجِبُ غَسْلُ ظَاهِرِ اللِّحْيَةِ الكَثَّةِ فِيْ اَصَحِّ مَايُفْتٰى بِهٖ وَيَجِبُ اِيْصَالُ المَاءِ اِلٰى بَشَرَةِ اللِّحْيَةِ الخَفِيْفَةِ وِلَايَجِبُ اِيْصَالُ المَاءِ اِلَى الْمُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الوَجْهِ.

اللحية الكثة گھنی ڈاڑھی جمع لُحَی. مسترسل استرسال سے، کہا جاتا ہے اِسْتَرْسَلَ الشَّعْرَ بالوں کا سیدھا اور لٹکا ہوا ہونا۔ دائرۃ جمع دَوَائِرُ. بمعنی احاطہ۔

ترجمہ ضروری ہے گھنی ڈاڑھی کے ظاہری حصہ کا دھونا۔ اس اصح قول میں کہ جس پر فتویٰ دیا گیا ہے اور ضروری ہے پانی کا پہنچانا ہلکی ڈاڑھی کی کھال تک اور ضروری نہیں ہے پانی کا پہنچانا ان بالوں تک جو لٹکے ہوئے ہوں چہرہ کے دائرہ سے۔

گھنی اور ہلکی ڈاڑھی کا حکم

ڈاڑھی دو طرح کی ہوتی ہے (۱) گھنی (۲) چھدری۔ (۱) اگر ڈاڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ اندر کی کھال باہر سے دکھائی نہ دے تو وضو کیلئے اندر کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے بلکہ سامنے کے بالوں کو اوپر سے دھونا کافی ہے پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ ڈاڑھی کے جو بال چہرے کی محاذات میں آتے ہیں ان کا دھونا فرض ہے اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹک جائیں ان بالوں کا دھونا فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔ (۲) اگر ڈاڑھی چھدری یعنی ہلکی ہو اور بالوں کے نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو اس صورت میں اندر کی کھال کا دھونا ضروری ہے۔

نوٹ: عبارت میں مایُفتٰی بہ کہہ کر غیر مفتیٰ بہ قول نکال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا پوری ڈاڑھی کا دھونا یا مسح کرنا فرض ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۴)

﴿۵۲﴾ وَلَا اِلٰى مَا انْكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ الاِنْضِمَامِ.

انکتم فعل ماضی معروف باب افتعال (م) انکتام چھپنا۔

ترجمہ: اور نہ (پانی پہنچانا واجب نہیں) اس حصہ میں جو حصہ ہونٹوں کا چھپ جائے منہ بند کرنے کے وقت

ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا

منہ بند کرنے کے بعد ہونٹ کا جو حصہ ظاہر رہ جاتا ہے اس کا دھونا فرض ہے اور جو چھپ جائے اس کا دھونا فرض نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۵، کتاب المسائل: ۱۳۳)

﴿۵۳﴾ وَلَوِ انضمَّتِ الاصَابِعُ اوطال الظُّفُرُ فغطَّی الانمِلة اوْ کَانَ فِیهِ مَایَمنَعُ المَاءَ کَعَجِینٍ وَجَبَ غَسْلُ مَا تَحتَهٗ.

الاَنمِلَة سرِ انگشت بعض کے نزدیک انگلی کا اوپر کا پوروا جمع اَنَامِلُ . الظفر جمع اَظْفَارٌ وجمع الجمع اَظَافِیرُ. غَطّی تَغطِیَةً چھپانا۔ العجین گندھا ہوا آٹا جمع عُجْنٌ۔

ترجمہ: اور اگر مل گئیں انگلیاں یا لمبا ہوگیا ناخن کہ چھپالیا اس نے پوروں کو یا ہو اس میں کوئی ایسی چیز جو روک دے پانی کے پہنچنے کو جیسے آٹا، تو ضروری ہے اس چیز کے نیچے سے دھونا۔

انگلیوں میں خلال

اگر کسی شخص کی انگلیاں ایسی ملی ہوئی ہوں کہ خود سے پانی نہیں پہنچ سکتا تو اس وقت ان کو چھیدا کر کے خلال کرنا ضروری ہوگا اسی طریقہ سے اگر ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کا سرا ان کے اندر چھپ جائے تو جب تک انگلیوں کے سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو درست نہ ہوگا یا ایسی کوئی چیز لگی ہوئی ہو جو بدن میں پانی کے نفوذ (پہنچنے) سے مانع ہو تو اس کا صاف کرنا اور ناخنوں کو پانی سے تر کرنا ضروری ہے جیسے عورتیں جب آٹا گوندھتی ہیں تو آٹا ان کے ناخنوں میں لگ جاتا ہے، تو اس صورت میں آٹے کو صاف کر کے ناخنوں تک پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔

(مراقی الفلاح: ۳۵)

اختیاری مطالعہ

ووٹ کی نشانی کا حکم، ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے جسکا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے وہ چوں کہ تہہ دار نہیں ہوتی اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں وضو اور غسل درست ہے۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/۳۰۳، شامی زکریا: ۱/۵۳۷، کتاب المسائل: ۱۳۵)

﴿۵۴﴾ وَلَا یَمنَعُ الدَّرَنُ وَخُرءُ البَرَاغِیثِ وَنَحوَهَا.

الدرن میل کچیل باب سمع، خَرءٌ بیٹ جمع خُرُوءٌ . بَرَاغِیثُ واحد بُرْغُوثٌ بمعنی پسّو۔

ترجمہ: اور نہیں روکتا ہے (یعنی پانی کے نفوذ کو) میل کچیل اور پسو کی بیٹ اور اس کے مانند (دوسری چیزوں

کی بیٹ)

تشریح: اگر ہاتھوں میں میل کچیل یا مکھی مچھر پسو وغیرہ کی بیٹ لگی ہوئی ہو اور وضو کے بعد بھی یہ چیزیں صاف نہ ہوئیں تو وضو درست ہو جائیگا یعنی یہ چیزیں پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں سمجھی جائیں گی اور یہ حکم عام ہے خواہ دیہاتی ہو یا شہری ہو سب کا وضو اور غسل درست ہے اسی طرح ناخن کے اندر جم جانے والے فطری میل کچیل کی وجہ سے ناخنوں کی جڑوں میں اگر براہِ راست پانی نہ پہنچے تب بھی وضو درست ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵)

﴿۵۵﴾ وَيَجِبُ تَحْرِيْكُ الْخَاتَمِ الضَّيِّقِ.

ترجمہ: اور ضروری ہے تنگ انگوٹھی کو حرکت دینا۔

تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے اسی طرح اگر عورت نے تنگ بندا یا لونگ پہن رکھی ہو تو غسل کرتے وقت اس کو حرکت دینا ضروری ہے تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا حرکت دینا مستحب ہے ضروری نہیں ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۳۸، مراقی الفلاح: ۳۵، درمختار دار الکتاب: ۱/ ۲۲۵)

﴿۵۶﴾ وَلَوْ ضَرَّهُ غَسْلُ شُقُوْقِ رِجْلَيْهِ جَازَ اِمْرَارُ الْمَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِیْ وَضَعَهُ فِيْهَا.

ضَرَّ ماضی مصدر ضراً نقصان دینا۔ شقوق واحد شَقٌّ بیماری یا سردی کی وجہ سے ہاتھ پیر یا کھال کی پھٹن۔ امرار باب افعال کا مصدر ہے گزارنا بہانا۔ ظفر ناخن جمع اَظْفار جمع الجمع اظافیر۔ شارب مونچھ شَارِبَان مونچھ کے دونوں کنارے جمع شَوَارِبُ.

ترجمہ: اور اگر نقصان دے اس کو اپنے پیروں کی پھٹنوں کا دھونا تو جائز ہے پانی کا بہا دینا اس دوا پر جس کو رکھا ہو اس پھٹن میں۔

دوا کے اوپر سے وضو

زخم پر دوا یا چونا لگایا تھا زخم اچھا ہونے کے بعد دوا یا چونا جسم سے ایسا چمٹ گیا کہ بلا مشقت اس کا چھڑانا دشوار ہے یا سردی سے ہاتھ پیروں میں پڑ جانے والے شگاف (وہ پھٹن جو سردی یا خشکی کی وجہ سے پاؤں کی ایڑی میں ہو جاتی ہے اور تکلیف دیتی ہے ہمارے عرف میں انہیں بوائی کہتے ہیں) میں دوا بھر دی اور اب اسے نکالنا باعث تکلیف ہے تو ان

صورتوں میں دوا کے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (طحطاوی: ٣٥، امدادالاحکام: ١/ ٣٤٥، کتاب المسائل: ١٣٤)

﴿٥٧﴾ وَلَا يُعَادُ الْمَسْحُ وَلَا الْغَسْلُ عَلٰى مَوْضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهٖ وَلَا الْغَسْلُ بِقَصِّ ظُفُرِهٖ وَشَارِبِهٖ.

ترجمہ: اور اعادہ نہ کیا جائے مسح کا اور نہ دھونے کا بالوں کی جگہ پر انکے منڈوانے کے بعد اور نہ (اعادہ کیا جائے) غسل کا، اپنے ناخن اور اپنی مونچھ کاٹنے کے بعد۔

تشریح: وضو یا غسل کے بعد کسی نے ناخن کاٹے یا سر کے بال اتروائے تو دوبارہ وضو اور غسل کرنا ضروری نہیں نہ ہی سر کا دوبارہ مسح کرنا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح: ٣٥)

فصل فی سنن الوضوء

﴿٥٨﴾ يُسَنُّ فِي الْوُضُوْءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا غَسْلُ الْيَدَيْنِ اِلَى الرُّسْغَيْنِ .

ثمانية عشر طالبین و متعلمین کی سہولت کے لئے فرمایا ہے حصر مقصود نہیں ہے۔ الرسغين یہ رُسْغٌ کا تثنیہ ہے اور حالت جری میں ہے جمع أَرْسُغٌ و اَرْسَاغٌ گٹا، ہتھیلی اور بازو کے درمیان کا جوڑ۔

ترجمہ: سنت ہیں وضو میں اٹھارہ چیزیں (١) دھونا دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک۔

تشریح: یہاں سے وضو کی سنتوں اور مستحبات کو بیان کر رہے ہیں چناں چہ فرمایا کہ ابتداء ہی میں اپنے ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا سنت ہے اور بعض علماء نے اس حکم کو استیقاظ کی قید سے مقید کیا ہے، یعنی جب متوضی سو کر اٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوئے، صاحب کتاب مطلقا اسے سنت قرار دے رہے ہیں اس میں بیداری و عدم بیداری کی کوئی قید نہیں یہی صحیح بھی ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر ہاتھ کے ناپاک ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو تو پانی میں ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا فرض ہے بغیر دھوئے پانی میں ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر ناپاکی کا صرف احتمال ہو تو ہاتھوں کا دھونا سنت مؤکدہ ہے اگر دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالے گا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اور اگر ہاتھ بالیقین پاک ہوں تب بھی دھو کر پانی میں ڈالنا مستحب ہے اب یہ حکم صرف باب نظافت سے ہوگا۔

﴿٥٩﴾ وَالتَّسْمِيَةُ اِبْتِدَاءً .

ترجمہ: اور بسم اللہ پڑھنا شروع میں۔

تشریح: وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیث شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہے۔ (بسم اللّٰہ و الحمد للّٰہ) اس لئے ان کلمات کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔ (طبرانی صغیر: ۱/ ۱۳۱، حدیث ۱۹۶)

اختیاری مطالعہ

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بہتر یہ ہے کہ جب یاد آئے تو بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھے۔ (شامی مصری: ۱/ ۱۰۲، شامی دار الکتاب: ۱/ ۲۰۵، کتاب المسائل: ۱۴۰)

اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ

اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے بسم اللہ نہ پڑھیں بلکہ دل دل میں پڑھ لیں اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں زبان سے بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/ ۲۰۲، کتاب المسائل: ۱۴۰، درمختار مع الشامی مصری: ۱/ ۱۰۱، زکریا: ۱/ ۲۲۷)

﴿۶۰﴾ وَالسِّوَاكُ فِي ابْتِدَاءِهٖ وَلَوْ بِالْاِصْبَعِ عِنْدَ فَقْدِهٖ.

سواك سین کے زیر کے ساتھ دانت صاف کرنے کی لکڑی۔

ترجمہ: اور مسواک کرنا اس کے شروع میں اگر چہ انگلی کے ذریعہ ہی ہو اس کے نہ ہونے کے وقت۔

تشریح: صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

پیلو کی مسواک افضل ہے اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے اور انار اور بانس کی مسواک سے فقہاء نے منع کیا ہے نیم کی مسواک میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ طبی اعتبار سے وہ مفید ہے اگر مسواک دستیاب نہ ہو سکے تو ضرورۃً ہاتھ کی انگلی یا ٹوتھ برش دانتوں پر رگڑنے سے مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا لیکن مسواک میسر ہونے کی صورت میں مذکورہ چیزوں سے سنت کا ثواب نہ ملے گا یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح مردوں کیلئے مسواک کرنا مسنون ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے تاہم اگر کسی عورت کے دانت طبعی نزاکت کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور وہ مسواک کی نیت سے کوئی گوند یا مناسب منجن دانت کی صفائی کے لئے یا نرم برش استعمال کرے تو اسے انشاء اللہ مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑی جائے

کہ چھوٹی انگلی نیچے کے سرے پر اور انگوٹھا اوپر کی جانب ہو اور بقیہ انگلیاں درمیان میں ہوں پھر منہ کی چوڑائی میں دانتوں پر مسواک پھیری جائے دائیں جانب سے ابتداء کریں اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کریں۔ (کتاب المسائل: ۱۴۵-۱۴۶)

﴿۶۱﴾ وَالْمَضْمَضَةُ ثَلَاثًا وَلَوْ بِغُرْفَةٍ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِثَلَاثِ غَرْفَاتٍ .

المضمضة کلی کرنا۔ **الاستنشاق** مصدر ہے باب استفعال سے ناک میں پانی چڑھانا۔ **الغُرفة** پانی وغیرہ کا چلّو چلّو بھر پانی، جمع غِراف.

ترجمہ: اور کلی کرنا تین مرتبہ اگرچہ ایک چلو سے ہی ہو اور ناک میں پانی چڑھانا تین چلو سے۔

تشریح: مضمضہ کے معنی پانی کو پورے منہ میں پھرانا یعنی کلی کرنا اور استنشاق کے معنی پانی سونگھنا ناک میں پانی چڑھانا۔ افضل بلکہ مسنون عند الحنفیہ یہ ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ نئے پانی سے کرنا۔

﴿۶۲﴾ وَالْمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ .

مبالغة باب مفاعلة کا مصدر ہے پوری کوشش کرنا۔

ترجمہ: اور مبالغہ کرنا کلی کرنے اور ناک کی صفائی میں غیر روزہ دار کے لئے (یہ سنت روزہ دار کے لئے نہیں ہے)

تشریح: فرماتے ہیں کہ کلی کرنے اور ناک کی صفائی میں خوب مبالغہ کرے کہ پانی کو پورے منہ میں پھرائے اور ناک کا جو نرم حصہ ہے سانس کے ذریعہ پانی اوپر کھینچ کر وہاں تک صفائی ستھرائی کرے مگر یہ حکم غیر روزہ دار کے لئے ہے روزہ دار کو احتیاط سے یہ عمل انجام دینا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پانی اندر چلا جائے۔

﴿۶۳﴾ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ بِكَفِّ مَاءٍ مِنْ اَسْفَلِهَا .

كَفٌّ جمع كُفُوْف و اَكُفٌّ بمعنی ہتھیلی انگلیوں سمیت یا ہاتھ کا اندرونی حصہ۔

ترجمہ: اور گھنی ڈاڑھی کا خلال کرنا پانی کی ہتھیلی سے اس کے نیچے کی جانب سے۔

تشریح: ڈاڑھی میں خلال کرنے کی مسنون صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گلے کی طرف کرکے تر انگلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے لے جا کر ڈاڑھی کے درمیان سے اوپر کو نکال دیں۔ (کتاب المسائل: ۱۴۲، شامی دارالکتاب: ۱/۲۱۴)

﴿۶۴﴾ وَتَخْلِيْلُ الْاَصَابِعِ .

ترجمہ: اور تمام انگلیوں کا خلال کرنا۔

تشریح: ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کرتر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دی جائیں جبکہ پیروں میں خلال کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی استعمال کریں اور بہتر یہ ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے خلال کی ابتداء کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کیا جائے۔ (درمختار مع الشامی دارالکتاب: ۱/۲۱۴، کتاب المسائل: ۱۴۲)

فائدہ: سخت سردی کے زمانہ میں چوں کہ کھال سکڑ جاتی ہے اس لئے کہنیوں ایڑیوں وغیرہ کے خشک رہ جانے کا احتمال ہوتا ہے پس ان جگہوں کا خیال رکھنا چاہئے انگلیوں میں خلال کی تاکید اس کو بھی شامل ہے۔

﴿۶۵﴾ وَتَثْلِيثُ الغَسلِ .

ترجمہ: اور دھونے کو تین مرتبہ کرنا۔

تشریح: اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے بلاضرورت اس سے زائد مرتبہ نہیں دھونا چاہئے لیکن اگر شک ہو جائے کہ کتنی مرتبہ دھویا ہے تو اطمینان قلب کیلئے زائد دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۰)

اختیاری مطالعہ

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضاء وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوتا ہو اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے نہ رہنے دے گا اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہاتا رہے گا تو شکی شخص گناہ گار بھی ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۱۱۰، شامی دارالکتاب: ۱/۲۱۶)

﴿۶۶﴾ وَاسْتِيعَابُ الرَّأْسِ بِالمَسْحِ مَرَّةً .

ترجمہ: اور سر کو گھیر لینا مسح کے ساتھ ایک مرتبہ۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک اگرچہ مسح کا فرض چوتھائی سر پر مسح کرنے سے ادا ہو جاتا ہے لیکن اہتمام کے ساتھ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور اگر کوئی شخص اس سنت کی ادائیگی میں بلا عذر لاپرواہی برتے تو گناہ گار ہوگا اور مسح کا صحیح طریقہ یہ ہے سارے ہاتھ کو سر کے اگلے حصہ پر رکھے اور سر کو گھیرتا ہوا پیچھے لیجائے پھر پیچھے سے آگے لے آئے اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندر کا اور انگوٹھوں سے کانوں کے پچھلے حصہ کا مسح کرے، اور بعض لوگوں نے جو یہ طریقہ لکھا ہے کہ مسح کرتے وقت انگلیوں اور ہتھیلیوں کو الگ رکھا جائے تاکہ مستعمل پانی نہ لگے تو محققین فقہاء کے نزدیک اس طریقہ کا التزام بے اصل ہے۔ (شامی مصری: ۱/۱۱۲، طحطاوی: ۴۰، شامی دارالکتاب: ۱/۲۱۸، تحفۃ الالمعی: ۱/۲۵۷،

کتاب المسائل: ۱۴۳)

اختیاری مطالعہ

سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط

اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنے کے بجائے اسے دھو ڈالے تو ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن یہ دھونا مسح کے قائم مقام ہو جائے گا اب الگ سے مسح کی ضرورت نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۱۷۶، کتاب المسائل: ۱۴۳)

﴿۶۷﴾ وَمَسْحُ الْأُذُنَيْنِ وَلَوْ بِمَاءِ الرَّأْسِ .

ترجمہ اور دونوں کانوں کا مسح کرنا اگرچہ سر کے پانی سے ہی ہو۔

تشریح کانوں کا حکم سر کے تابع ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پانی سے سر کا مسح کیا جائے اسی سے کانوں پر مسح کی سنت ادا کی جائے تاہم اگر کوئی شخص سر پر مسح کرنے کے بعد کانوں کیلئے الگ پانی لے تو بھی درست ہے، کانوں کا مسح بالاتفاق سنت ہے، لہٰذا اچھی طرح کانوں کا مسح کرنا چاہئے۔ (کتاب المسائل: ۱۴۴، رافعی علی الشامی دارالکتاب: ۱/ ۱۹)

اختیاری مطالعہ

عطر کا پھایہ اگر کان کے گوشے میں رکھا ہے تو مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہے تو نکالنا مستحب ہے۔ شہادت کی انگلی کانوں کے سوراخ میں ڈالکر پھر اس کو کانوں کے پیچوں میں چلا کر صفائی کرنی چاہئے اور انگوٹھے کانوں کی لو کی جڑ میں رکھ کر دبا کر اوپر تک لے جانے چاہئے تا کہ وہاں جو میل کچیل ہو وہ صاف ہو جائے لوگ عام طور پر کانوں کے مسح میں برائے نام انگلیاں گھماتے ہیں یہ ٹھیک نہیں اس سے مسح کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/ ۳۶۲)

﴿۶۸﴾ وَالدَّلْكُ وَالْوِلَاءُ .

ترجمہ اور رگڑنا اور مسلسل کرنا۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ وضو کرتے وقت اعضاء مغسولہ کو خوب اچھی طرح رگڑ کر دھونا بھی مسنون ہے ایسے ہی ہر عضو کو لگاتار دھونا بھی مسنون ہے کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے دوسرا دھولے۔

﴿۶۹﴾ وَالنِّيَّةُ .

ترجمہ اور نیت کرنا۔

تشریح وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں یہ ارادہ کرنا ہے کہ

میں حکم خداوندی کی تعمیل میں یہ عمل کر رہا ہوں کہ آنے والی عبادتوں کی ادائیگی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کسی شخص نے وضو کی نیت کے بغیر وضو کرلیا مثلاً کسی نے اسے پانی میں دھکا دے دیا اور خود بخود اس کے اعضاء وضو دھل گئے تو اس کا وضو شرعاً معتبر ہو جائے گا اس سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے لیکن وضو کا ثواب نہیں ملے گا اس لئے کہ نیت کے بغیر جو وضو ہو وہ عبادت میں شمار نہیں۔ (کتاب المسائل:۱۳۹، شامی دارالکتاب:۱/۲۰۱)

﴿۷۰﴾ وَالتَّرْتِيْبُ كَمَا نَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ.

ترجمہ اور ترتیب وار وضو کرنا جیسا کہ صراحتاً بیان کیا اللہ نے اپنی کتاب میں۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قرآن پاک میں ترتیب آئی ہے کہ پہلے چہرہ دھونا پھر ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح پھر دونوں پیروں کا دھونا اسی ترتیب کے مطابق وضو کرنا بھی سنت ہے۔

﴿۷۱﴾ وَالْبِدَاءَةُ بِالْمَيَامِنِ وَرُءُوْسِ الْاَصَابِعِ وَمُقَدَّمُ الرَّأْسِ وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ لَا الْحُلْقُوْمِ وَقِيْلَ اِنَّ الْاَرْبَعَةَ الْاَخِيْرَةَ مُسْتَحَبَّةٌ.

المیامن دایاں اس کا واحد ہے میمنة. **الرقبة** گردن جمع رقابٌ. **الحلقوم** گلا، کھانا پانی نگلنے کی نالی۔ **حلق** جمع حَلاقِم حلاقیم.

ترجمہ اور شروع کرنا داہنی طرف سے اور انگلیوں کی طرف سے (ہاتھ اور پیر میں) اور (شروع کرنا) سر کے اگلی جانب سے اور گردن کا مسح کرنا نہ کہ گلے کا اور کہا گیا ہے کہ آخری چار مستحب ہیں۔

تشریح داہنی طرف سے ابتداء ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام گردن کا مسح اور سر کے اگلے حصہ سے مسح شروع کرنا بقول بعض مستحب ہیں، گلے کا مسح مشروع نہیں وضو میں گلے پر مسح کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ خلافِ سنت اور بدعت ہے اور بہت سے علماء نے داہنی طرف سے ابتداء ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام گردن کا مسح رگڑ کر دھونے وغیرہ کو بھی سنت کہا ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر کوئی شخص وضو میں مسح کرنا بھول گیا لیکن پھر اتفاقاً بارش کی بوندیں تین انگلی یا ان سے زیادہ کے بقدر پڑ گئیں تو بھی مسح کا فرض ادا ہو جائے گا خواہ ہاتھ سر پر پھیرا ہو یا نہ پھیرا ہو۔ (۲) اگر کسی شخص نے ہاتھ میں پانی لے کر چہرہ یا کہنی پر ڈالا تو اس ہتھیلی میں رہ جانے والی تری سے سر پر مسح کرنا درست ہے۔ (۳) اگر ہاتھ یا چہرہ دھونے کے بعد اس کی تری سے سر کا مسح کیا تو درست نہیں: وگا چوں کہ جس پانی سے ایک مرتبہ طہارت حاصل کی جا چکی اس سے دوبارہ طہارت حاصل نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی مصری:۱/۹۲، المحیط البرہانی:۱۶۵-۱۶۶، کتاب المسائل:۱۳۷، شامی دارالکتاب:۱/۱۹۲)

فصل

﴿۷۲﴾ مِنْ اٰدَابِ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَلْجُلُوْسُ فِيْ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ.

ترجمہ وضو کے آداب میں سے چودہ چیزیں ہیں۔ اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

وضو کے آداب کا بیان

آداب، ادب کی جمع ہے لغوی معنٰی پسندیدہ عادت، اور اصطلاح میں اس کام کو کہتے ہیں جس کو کبھی کبھی حضور ﷺ نے کیا ہو۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹوں سے حفاظت ہو اور ایسا کرنا مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۲)

﴿۷۳﴾ وَاِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ اور قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنا باعث ثواب ہے۔

اختیاری مطالعہ

واش بیشن پر وضو

آجکل گھروں میں واش بیشن لگے ہوئے ہوتے ہیں لوگ اس پر بلا عذر کھڑے کھڑے وضو کر لیتے ہیں یہ آداب وضو کے خلاف ہے بہتر یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کیا جائے۔ (درمختار: ۱/۱۱۶)

﴿۷۴﴾ وَعَدَمُ الْاِسْتِعَانَةِ بِغَيْرِهٖ.

ترجمہ اور مدد نہ لینا دوسرے سے۔

وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا

اگر کوئی شخص لوٹے وغیرہ میں پانی لے کر کسی دوسرے شخص کو وضو کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں البتہ دوسرے شخص سے وضو میں اس طرح مدد لینا کہ وہی دوسرا شخص ہاتھ لگا کر اعضاء کو دھوئے اور وہی مسح کرے تو ایسا کرنا بلا عذر مکروہ ہے اور عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (شامی: ۱/۱۱۸، شامی دار الکتاب: ۱/۲۲۵، کتاب المسائل: ۱۴۵)

﴿۷۵﴾ وَعَدَمُ التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ .

ترجمہ: اور دنیوی بات چیت نہ کرنا۔

تشریح: وضو کے درمیان لوگوں سے بات چیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ اس کے اندر جو دعائیں منقول ہیں وہ پڑھی جائیں اِلّا یہ کہ بروقت بات کرنے کی ضرورت ہو۔ (درمختار مصری: ۱/ ۱۱۷، درمختار دار الکتاب: ۱/ ۲۲۵)

﴿۷۶﴾ وَالْجَمْعُ بَيْنَ نِيَّةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ .

ترجمہ: اور جمع کرنا دل کی نیت اور زبان سے ادائیگی کے درمیان۔

نیت کسے کہتے ہیں؟

ماقبل میں یہ بات گذر چکی ہے کہ نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نیت نام دل کے ارادے کا ہے اب دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی الفاظ ادا کر لینا بہتر ہے۔

﴿۷۷﴾ وَالدُّعَاءُ بِالْمَاثُوْرِ.

ترجمہ: اور منقول دعا کا پڑھنا۔

وضو کے درمیان دعائیں پڑھنا

وہ دعائیں جو حضور ﷺ سے منقول ہیں ان کو پڑھنا بھی باعث خیر و برکت ہے، مثلاً اثناء وضو میں یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِی فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما اور میرے لئے میرے گھر میں کشادگی عطا فرما اور جو کچھ آپ نے مجھ کو عنایت فرمایا اس میں برکت عطا فرما۔ (ترمذی وغیرہ) یہ بہت جامع دعا ہے۔

﴿۷۸﴾ وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ.

ترجمہ: اور ہر عضو کے (دھونے کے) وقت بسم اللہ پڑھنا۔

تشریح: جب کسی عضو کو دھوئے یا مسح کرے تو اس عضو کی دعا پڑھے ہر عضو کی دعا حاشیہ (۱۰) میں موجود ہے۔

﴿۷۹﴾ وَاِدْخَالُ خِنْصَرِهٖ فِیْ صِمَاخِ اُذُنَيْهِ.

الصِّمَاخ صاد کے کسرہ کے ساتھ کان کا سوراخ جمع اصمخة وصُموخ .

ترجمہ: اور داخل کرنا اپنی چھوٹی انگلی کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں۔

تشریح: کانوں کے مسح کے وقت دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔ (درمختار مصری: ۱/۱۱۶، درمختار دارالکتاب: ۱/۲۲۳)

﴿۸۰﴾ وَتَحْرِيْكُ خَاتِمِهِ الوَاسِعِ .

ترجمہ: اور حرکت دینا اپنی کشادہ انگوٹھی کو۔

تشریح: اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہوتو انکو حرکت دینا مستحب ہے تاکہ دھونے میں مبالغہ ہو جائے۔ (مراقی الفلاح: ۴۲)

﴿۸۱﴾ وَالمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ بِالْيَدِ الْيُمْنٰى وَالاِمْتِخَاطُ بِالْيُسْرٰى.

امتخاط یہ مصدر ہے کہا جاتا ہے **امتخط فلان** ناک کا رینٹ صاف کرنا، ناک صاف کرنا۔

ترجمہ: کلی کرنا اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالنا اور ناک صاف کرنا بائیں ہاتھ سے۔

تشریح: اس کی تشریح ترجمہ سے ظاہر ہے۔

﴿۸۲﴾ وَالتَّوَضُّوءُ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ لِغَيْرِ الْمَعْذُوْرِ.

ترجمہ: اور وضو کرلینا وقت کے داخل ہونے سے پہلے غیر معذور کے لئے۔

دخولِ وقت سے قبل وضو کرنا

نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے عبادت کا اشتیاق ورغبت کا اظہار ہوتا ہے مگر یہ مسئلہ غیر معذور کے لئے ہے اگر کسی معذور نے نماز کے وقت سے پہلے دوسری نماز کے وقت میں وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (طحطاوی: ۴۲)

﴿۸۳﴾ وَالاِتْيَانُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَهُ.

الاتیان باب (ض) کا مصدر ہے آنا، اور جب صلہ میں ب آئے تو معنی ہوں گے لانا۔

ترجمہ: اور وضو کے بعد شہادتین پڑھنا۔

وضو کے بعد آسمان کی طرف منھ کرکے دعا کرنا

وضو سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھاکر کلمۂ شہادت اور یہ دعا پڑھنا مسنون ہے **اللّٰھم اجعلنی من**

التوابین واجعلنی من المتطہرین (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والے لوگوں میں شامل فرما) آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی صراحت ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے، وزاد ابوداؤد، ثم رفع نظرہ الی السماء (ابوداؤد شریف ۱/۲۳) شہادتین سے مراد یہ کلمہ ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جو شخص وضو سے فراغت کے بعد اس کلمہ کو اور مذکورہ بالا دعا پڑھے گا تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہوجائے (ترمذی شریف ۱۸)

﴿۸۴﴾ وَاَنْ يَّشْرَبَ مِنْ فَضْلِ الْوُضُوْءِ قَائِمًا.

فَضْل جمع فُضول باقی بچا ہوا۔

ترجمہ: اور (مستحب ہے) پینا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر۔

وضو کے بچے ہوئے پانی کا حکم

وضو کرنے کے بعد اس کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور اس میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے بیٹھ کر پانی پینے سے بھی یہ مستحب ادا ہوجائے گا البتہ یہ پانی کھڑے ہوکر پینے کی بھی اجازت ہے یہی حکم زمزم کے پانی کا بھی ہے کہ اس کو کھڑے ہوکر پینا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں اسے بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔ (کتاب المسائل/ ۱۴۸، تلخیص المسائل/ ۷۱، درمختار مع الشامی مصری: ۱/ ۱۱۹، درمختار مع الشامی دارالکتاب: ۱/ ۲۲۸-۲۲۹)

حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم کی رائے یہ ہے کہ وضو کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا چاہئے تاکہ اس کا اثر پورے بدن میں پہنچے۔ تحفۃ الالمعی ۱/ ۲۷۷

فصل فی المکروھات

﴿۸۵﴾ وَيُكْرَهُ لِلْمُتَوَضِّي سِتَّةُ اَشْيَاءَ اَلْاِسْرَافُ فِي الْمَاءِ وَالتَّقْتِيْرُ فِيْهِ.

الاسراف فضول خرچی، حد سے تجاوز کرنا بر محل زیادہ خرچ کرنا۔ التقتیر کنجوسی کرنا۔ یہ تفعیل کا مصدر ہے اس کا مادہ قتر ہے اس مادے میں کمی بخل اور تنگی کے معنی پائے جاتے ہیں اسی سے ہے القتور بخیل، کنجوس اور ایسا شخص جو بال بچوں پر نان ونفقہ میں کمی کرے۔

ترجمہ: اور مکروہ ہیں وضو کرنے والے کے لئے چھ چیزیں پانی میں اسراف کرنا (بلاضرورت زائد خرچ کرنا) اور کمی کرنا پانی میں۔

مکروہاتِ وضو کا بیان

شرعی ضرورت سے زائد خرچ کرنا اسراف ہے جیسے تین مرتبہ سے زائد دھونا اور تین مرتبہ سے کم دھونا یہ تقتیر میں داخل ہے۔

تنبیه: مصنفؒ کا قول ستة اشياء یہ حصر کے لئے نہیں ہے بل للتقريب للمبتدى. یعنی مکروہاتِ وضو کو چھ میں منحصر کرنے کا مقصد مبتدی طالب علم کو حفظ کے قریب کر دینے والا ہے پس تقریب، مقرِّب کے معنی میں ہے۔

﴿۸۶﴾ وَضَرْبُ الْوَجْهِ بِه .

ترجمه: اور پانی کو چہرہ پر مارنا۔ (زور زور سے پانی کے چھپکے مارنا)

پانی کے چھپکے زور سے مارنا

اس طرح چہرہ دھونا کہ چھینٹیں دوسروں پر پڑیں یہ بھی مکروہ ہے کیوں کہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور چہرہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ تمام اعضاء کے دھونے میں یہی حکم ہے کہ اول آہستہ سے پانی بہاوے پھر مل لیوے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۵)

﴿۸۷﴾ وَالتَّكَلُّمُ بِكَلَامِ النَّاسِ .

ترجمه: اور دنیوی بات چیت کرنا۔

تشریح: وضو کے درمیان لوگوں سے بلا ضرورت بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اگر لوگوں سے بات چیت میں مشغول ہو گیا تو دعاؤں سے اور اللہ کی جانب توجہ سے رکاوٹ ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۴۵)

﴿۸۸﴾ وَالِاسْتِعَانَةُ بِغَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ.

الاستعانة استعان بکذا امداد چاہنا، مدد طلب کرنا۔

ترجمه: اور مدد لینا دوسرے سے بغیر عذر کے۔

تشریح: اس کی تفصیل (مسئلہ ۴۷) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۸۹﴾ وَتَثْلِيثُ الْمَسْحِ بِمَاءٍ جَدِيْدٍ.

ترجمه: اور تین مرتبہ مسح کرنا نئے پانی سے۔

تکرار مسح

ہر مرتبہ نیا پانی لیکر تین مرتبہ مسح کرنا بھی حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لینا ضروری ہے یا ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے بھی مسح کر سکتے ہیں؟ احناف کے نزدیک نیا پانی لینا ضروری نہیں ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے بھی مسح کر سکتے ہیں، البتہ نیا پانی لینا سنت ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۲۶۱)

فصل (فی اوصاف الوضو)

(یہ فصل ہے وضو کے اقسام کے بیان میں)

﴿۹۰﴾ اَلْوُضُوْءُ عَلٰی ثَلاثَةِ اَقْسَامٍ اَلاَوَّلُ فَرْضٌ عَلَی الْمُحْدِثِ لِلصَّلٰوةِ وَلَوْ کَانَتْ نَفْلاً وَلِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلاَوَةِ وَلِمَسِّ الْقُرْآنِ وَلَوْ آیَةً.

ترجمہ: وضو تین قسموں پر ہے اول فرض ہے محدث پر نماز پڑھنے کے لئے اگرچہ نفل نماز ہی کیوں نہ ہو اور نماز جنازہ سجدۂ تلاوت اور قرآن چھونے کے لئے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

تشریح: وضو کی تین قسمیں ہیں (۱) فرض یعنی نماز پڑھنے کے لئے خواہ فرض ہو یا نفل اور نماز جنازہ سجدۂ تلاوت اور قرآن کو چھونے کے لئے بھی اس آدمی پر وضو کرنا فرض ہے جسکا وضو نہ ہو۔

﴿۹۱﴾ وَالثَّانِیْ وَاجِبٌ لِلطَّوَافِ بِالْکَعْبَةِ.

ترجمہ: اور دوسری (قسم) واجب ہے کعبہ کے طواف کے لئے۔

تشریح: بیت اللہ کا طواف نماز کے مانند ہے اور بے وضو آدمی کے لئے نماز پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا طواف کرنا بھی ممنوع ہوگا: اس لئے وضو کرنا واجب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۵)

﴿۹۲﴾ وَالثَّالِثُ مَنْدُوْبٌ لِلنَّوْمِ عَلٰی طَهَارَةٍ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ مِنْهُ وَلِلْمُدَاوَمَةِ عَلَیْهِ وَلِلْوُضُوْءِ عَلَی الْوُضُوْءِ وَبَعْدَ غِیْبَةٍ وَکِذْبٍ وَنَمِیْمَةٍ وَکُلِّ خَطِیْئَةٍ وَاِنْشَادِ شِعْرٍ وَقَهْقَهَةٍ خَارِجَ الصَّلٰوةِ وَغُسْلِ مَیِّتٍ وَحَمْلِهٖ وَلِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوةٍ وَقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَلِلْجُنُبِ عِنْدَ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَنَوْمٍ وَوَطْیٍ وَلِغَضَبٍ وَّقُرْآنٍ وَّحَدِیْثٍ وَّرِوَایَتِهٖ وَدِرَاسَةِ عِلْمٍ وَّاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَخُطْبَةٍ وَزِیَارَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَوُقُوْفٍ بِعَرَفَةَ وَلِلسَّعْیِ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

وَاَكْلِ لَحْمِ جَزُوْرٍ وَلِلْخُرُوْجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا اِذَا مَسَّ امْرَأَةً.

نمیمة جمع نَمَائم چغل خوری (لگائی بجھائی کرنا) قهقهة زور سے ہنسنا۔ اِنشادٌ شعر پڑھنا باب افعال۔ غیبة پیٹھ پیچھے کسی کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس میں نہ ہو، مصدر از ضرب۔ حدیث نبی کا کلام جمع احادیث. روایة اصطلاح فقہاء میں وہ فرعی مسئلہ جو فقہاء سلف وخلف سے نقل کیا جائے جمع روایات. دراسة تعلیم مطالعہ، اسٹڈی۔ جزورَ قابل ذبح اونٹنی (لفظ مؤنث ہے) جمع جَزَائِر و جُزُرٌ.

ترجمہ: اور تیسری (قسم) مستحب ہے طہارت پر سونے کے لئے اور جبکہ نیند سے بیدار ہو اور ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے اور وضو پر وضو کے لئے غیبت کرنے جھوٹ بولنے چغلی کھانے اور ہر قسم کے گناہ اور برا شعر پڑھنے اور نماز سے باہر کھل کھلا کر ہنسنے کے بعد اور مردہ کو نہلانے اور اس کے اٹھانے کے بعد اور ہر نماز کے وقت اور غسل جنابت سے پہلے اور جنبی کے لئے کھانے پینے سونے اور صحبت کے وقت اور غصہ کے وقت اور قرآن پڑھنے حدیث کی روایت کرنے اور کسی علم شرعی کے پڑھانے اذان تکبیر اور خطبہ دینے کے لئے اور حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے عرفات میں وقوف کے لئے صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لئے اور مذبوح اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد علماء کے اختلاف سے بچنے کے لئے جیسے کسی شخص نے عورت کو چھویا۔

تشریح: مصنفؒ نے یہاں سے وضو کی تیسری قسم کو بیان فرمایا ہے کہ جو مستحب ہے اور اس کی چند مثالیں بیان کی ہیں، (۱) جب کوئی شخص سونے کا ارادہ کرے تو اس وقت وضو کرنا مستحب ہے اور یہ استحباب اس وقت ہوگا جبکہ حالت وضو میں ہی سو جائے اور اگر نیند سے قبل وضو ٹوٹ جائے تو پھر مستحب کا ثواب نہ ملے گا۔ (۲) اس کے بعد فرمایا کہ جب نیند سے بیدار ہو۔ (۳) اسی طرح ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے۔ (۴) اور وضو پر وضو کرنا بھی مستحب ہے جبکہ اس سے کوئی عبادت کر لی گئی ہو۔ یا لمبا وقت گزر گیا ہو۔ (۵) ہر قسم کے گناہ کے بعد بھی وضو کرنا مستحب ہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ گناہ دھل جائیں گے اور گناہوں سے توبہ کی توفیق ملے گی۔ (۶) میت کو غسل دینے کے بعد اور اس کو اٹھانے کے بعد بھی وضو کرنا مندوب ہے۔ (۷) ناپاک آدمی کے لئے کھانے پینے سونے اور دوبارہ صحبت کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ (۸) قرآن پڑھنے حدیث وغیرہ پڑھنے کے لئے بھی وضو کرنا مستحب ہے۔ (۹) اسی طرح اذان باوضو دینا مستحب ہے لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دیدی تو گنجائش ہے اور بلا وضو اقامت کہنا بہر حال مکروہ ہے حج کرنے والے کو نو ذی الحجہ کے دن بعد زوال وضو کرنا مستحب ہے۔ (۱۰) وقوف عرفہ کے لئے (۱۱) اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا ہے مگر امام احمدؒ کے اختلاف کی وجہ سے وضو کرنا مستحب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ پکا ہوا گوشت کھائے یا کچا۔ (۱۲) ایسے ہی اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو یا کسی قابل شہوت عورت کو ہاتھ لگالے یا بیوی شوہر کو چھولے اور مذی وغیرہ نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا یہ حنفیہ کی رائے ہے ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اب ائمہ ثلاثہ کے اختلاف سے بچنے کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے۔

فصل

﴿۹۳﴾ یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ اثْنَا عَشَرَ شَیْئًا مَاخَرَجَ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ اِلَّا رِیْحَ الْقُبُلِ فِی الْاَصَحِّ.

ترجمہ: توڑ دیتی ہیں وضو کو بارہ چیزیں ہر وہ چیز جو سبیلین سے نکلے مگر صحیح قول کی بنا پر ہوا کا اگلے حصہ سے خارج ہونا۔ (ناقض وضو نہیں)

نواقض وضو

آگے پیچھے کی شرمگاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا مثلاً پاخانہ پیشاب ریاح منی مذی وغیرہ یا خلاف عادت کسی چیز کا نکلنا جیسے استحاضہ کا خون کیڑا کنکری وغیرہ یہ چیزیں وضو کو توڑنے والی ہیں۔

الا ریح القبل فی الا صح، مرد کے پیشاب کے عضو سے ہوا کا نکلنا ناقض وضو نہیں کیونکہ وہ ہوا نہیں بلکہ اختلاج ہے (تھرتھراہٹ اور کپکپاہٹ) اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے اور رہا عورت کی اگلی شرمگاہ سے ہوا کا نکلنا، وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت مفضات ہے یعنی سبیلین کے درمیان کا پردہ پھٹ گیا ہے یا اس میں سوراخ ہو گیا ہے تو آگے سے ہوا نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ پیچھے کی ہوا ہو جو آگے سے نکلی ہے اور اگر عورت تندرست ہے تو ناقض وضو نہیں کیونکہ وہ اختلاج ہے ریح نہیں اور شوافع کے نزدیک عورت کی اگلی شرمگاہ سے نکلنے والی ہوا ہر صورت میں ناقض وضو ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۱۲۶، البحر الرائق: ۱/ ۳۱-۳۲، شامی دار الکتاب: ۱/ ۲۳۷)

﴿۹۴﴾ وَیَنْقُضُهٗ وِلَادَةٌ مِّنْ غَیْرِ رُؤْیَةِ دَمٍ.

ینقضہ میں ضمیر مفعول وضو کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ: اور توڑ دیتا ہے (وضو کو) بچہ کا پیدا ہونا بغیر خون کے دیکھے (بھی)

تشریح: اگر بچہ کی پیدائش بغیر خون کے ہو گئی تو اس عورت کا وضو ٹوٹ گیا البتہ وہ عورت نفاس والی شمار ہو گی یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے امام اعظمؒ کے نزدیک احتیاطاً اس پر غسل کرنا لازم ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۸)

﴿۹۵﴾ وَنَجَاسَةٌ سَائِلَةٌ مِّنْ غَیْرِھِمَا کَدَمٍ وَّقَیْحٍ.

قیح وہ پیپ جس میں خون کی ملاوٹ نہ ہو۔ **غیرھما** تثنیہ کی ضمیر سبیلین کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور (وضو کو توڑ دیتی ہے) سبیلین کے علاوہ سے بہنے والی ہر نجاست جیسے خون اور پیپ۔

تشریح نواقض وضو میں یہ بھی ہے کہ زندہ انسان کے بدن سے خون پیپ وغیرہ نکلے پھر ظاہر ہو کر ایسے مقام کی جانب بہہ جائے کہ جس کے وضو یا غسل میں پاک کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۸)

﴿۹۶﴾ وَقَيْ طَعَامٍ اَوْ مَاءٍ اَوْ عَلَقٍ اَوْ مِرَّةٍ إِذَا مَلأَ الفَمَ وَهُوَ مَا لاَ يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ اِلاَّ بِتَكَلُّفٍ عَلَى الاَصَحِّ وَيُجْمَعُ مُتَفَرِّقُ الْقَيِ إِذَا اتَّحَدَ سَبَبُهُ.

علق جما ہوا خون واحد عَلَقَةٌ استعمال ہوتا ہے۔ مِرَّةٌ جمع مِرَرٌ و اَمْرَارٌ پیلے رنگ کا کڑوا پانی جو پتے کے اندر رہتا ہے، پت۔

ترجمہ کھانے یا پانی یا جمے ہوئے خون یا پت کی قے (ناقض وضو ہے) جبکہ منہ بھر کر ہو اور وہ (منہ بھرنے کی پہچان) یہ ہے کہ بلا تکلف منہ کو بند نہ کر سکے صحیح مذہب یہی ہے اور جمع کیا جائے گا متفرق قے کو جبکہ اس کا سبب ایک ہی ہو۔

منہ بھر قے

اگر یک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی منہ بھر کر قے ہو یا ایک ہی دفعہ کی متلاہٹ کے برقرار رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی کئی مرتبہ قے ہو کر اتنی مقدار ہو جائے جو منہ بھر کے بقدر ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے متن میں وھو ما لا سے منہ بھر کی مقدار اور اس کی تعریف کا ہی بیان ہے یعنی جب منہ میں اس قدر قے آجائے کہ بلا تکلف بند نہیں رہ سکتا تو یہ مقدار ناقض وضو ہے یہی اصح قول ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ کلام کرنے کی طاقت نہ رہے۔

قولہ، ویجمع الخ، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک جگہ تھوڑی سی قے ہوگئی (منہ بھر کر نہیں ہوئی) پھر کچھ دیر بعد تھوڑی سی قے اور ہوگئی تھوڑی اس کے بعد ہوگئی کئی مرتبہ کی قے کو اگر جمع کر لیا گیا اور پھر وہ منہ بھرنے کی مقدار ہوگئی تو آیا وہ بھی ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بات یہ ہے کہ سبب دیکھا جائے گا اگر سبب متحد ہے تو ناقض وضو ہے سبب اگر مختلف ہے تو ناقض وضو نہیں متن میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۹)

﴿۹۷﴾ وَدَمٌ غَلَبَ عَلَى الْبُزَاقِ اَوْ سَاوَاهُ.

ساواہُ فعل ماضی ہے، مساواۃ سے کسی کے برابر ہونا، ہم پلہ ہونا۔ بزاق تھوک، باب نصر سے ہے تھوکنا۔

ترجمہ اور جو خون غالب ہو جائے تھوک پر یا برابر ہو تھوک کے۔ (ناقض وضو ہے)

تھوک میں خون کا اثر

اگر دانت یا منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آگئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہوگیا تو وضو ٹوٹ جائے گا

اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً نقض وضو کا حکم ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۹)

﴿۹۸﴾ وَنَوْمٌ لَمْ تَتَمَكَّنْ فِيْهِ الْمِقْعَدَةُ مِنَ الْاَرْضِ وَارْتِفَاعُ مِقْعَدَةِ نَائِمٍ قَبْلَ انْتِبَاهِهٖ وَاِنْ لَمْ يَسْقُطْ فِي الظَّاهِرِ.

ترجمہ: اور ایسی نیند کہ جس میں (سونے والے کی) سرین زمین پر ٹکی ہوئی نہ ہو اور سونے والے کی سرین کا (زمین سے) اوپر اٹھ جانا اس کے بیدار ہونے سے قبل اگر چہ (سونے والا) گرا نہ ہو ظاہر روایت میں۔ (ناقض وضو ہے)

کونسی نیند ناقض وضو ہے

نیند فی نفسہ ناقض وضو نہیں بلکہ لغیرہ ناقض ہے نیند سے خروج ریح کا احتمال پیدا ہوتا ہے سونے کی حالت میں بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پس سرین کی بندش بھی ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور ریح نکل جاتی ہے اس احتمال کی وجہ سے نیند کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ کونسی نیند ناقض وضو ہے اس عبارت میں دو صورتیں ذکر کی ہیں (۱) اگر آدمی اس طرح سو جائے کہ اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور خروج ریح کو قابو میں رکھنے والی صلاحیت زائل ہو جائے یا اس طرح پر سو جائے کہ اس کی سرین زمین پر نہیں بلکہ اوپر ہے مثلاً لیٹ کر سوئے خواہ چت لیٹے یا کروٹ پر تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲) کسی چیز کا سہارا لگا کر سویا کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو گر جائے تو اگر چہ نہ بھی گرا ہو مگر سرین زمین سے اٹھ گئی ہو تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۴۹)

﴿۹۹﴾ وَاِغْمَاءٌ وَجُنُوْنٌ وَسُكْرٌ.

اغماء ایک بیماری کا نام ہے جس میں انسان کے قویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ **جنون** یہ ایسی بیماری ہے جس میں عقل بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ **سکر** بمعنی نشہ یعنی ایسی حالت کا پیدا ہو جانا جس میں آدمی آسمان و زمین اور عورت و مرد میں امتیاز نہ کر سکے۔

ترجمہ: اور بے ہوشی جنون اور نشہ (ناقض وضو ہے)

تشریح: اس عبارت، میں چند نواقض وضو کا بیان ہے، اور اب تک نواقض وضو حقیقی کا بیان تھا، اب یہاں سے نواقض وضو حکمی کا بیان ہے۔

بے ہوشی ناقض وضو ہے

(۱) اگر کوئی شخص بے ہوش ہو جائے یا اس پر غشی طاری ہو جائے تو بہر صورت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار مع

الشامی دارالکتاب: ۲۴۶، کتاب المسائل: ۱۵۶)

پاگل پن ناقض وضو ہے

(۲) اگر کسی شخص پر جنون اور دیوانگی طاری ہو جائے تو اس کا وضو باقی نہ رہے گا۔ (حوالہ بالا)

نشہ چڑھنے سے نقض وضو کا حکم

(۳) شراب یا افیون وغیرہ کے استعمال سے جب کسی شخص پر اتنا نشہ چڑھ جائے کہ اس کی چال اپنی حالت پر برقرار نہ رہے اور اس کی زبان سے اکثر بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر نشہ معمولی ہو تو وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۱۳۳-۱۳۴، کتاب المسائل: ۱۵۶)

﴿۱۰۰﴾ وَقَهْقَهَةُ بَالِغٍ يَقْظَانَ فِي صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ وَلَوْ تَعَمَّدَ الْخُرُوْجَ بِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: اور بالغ آدمی کا قہقہہ مار کر ہنسنا بیداری کی حالت کے ساتھ رکوع وسجدہ والی نماز میں اگرچہ ارادہ کیا ہو اس نے (قہقہہ سے) نماز سے نکلنے کا (سلام پھیرنے کے بجائے نماز سے باہر آنے کے ارادے سے زور سے ہنس دیا) (ناقض وضو ہے)

نماز میں آواز سے ہنسنا

اگر کسی شخص کو رکوع سجدہ والی نماز میں اتنی زور سے ہنسی آ گئی کہ اس کے قریب کھڑا ہونے والا شخص اسے سن سکتا ہو تو اس کا وضو باقی نہیں رہے گا اور نماز بھی باطل ہو جائیگی اور اگر اس طرح ہنسا کہ اس کی آواز صرف خود کو محسوس ہو دوسرے کو سنائی نہ دے تو وضو نہ ٹوٹے گا لیکن نماز باطل ہو جائے گی اور اگر صرف مسکرایا آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز۔ (شامی: ۱/۱۳۴، شامی: ۱/ ۲۴۷ دارالکتاب)

نماز جنازہ کے دوران ہنسی

اگر نماز جنازہ پڑھتے ہوئے آواز سے ہنسی آ گئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن نماز باطل ہو جائے گی یہی حکم نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کے دوران ہنسی آ جانے کا بھی ہے۔ (شامی: ۱/ ۱۳۵، شامی دارالکتاب: ۱/ ۲۴۸)

تنبیہ: مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ متن میں، **ذات رکوع وسجود** کی قید احترازی ہے اس قید سے وہ عبادات نکل گئیں جو رکوع وسجدے والی نہیں ہیں، جیسے نماز جنازہ وسجدۂ تلاوت، ایسے ہی **بالغ** کی قید سے نابالغ اور

یقظان کی قید سے وہ شخص جو نماز میں سو گیا اور اس نے قہقہہ لگایا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

نوٹ۔ قہقہہ کی تعریف: وہ ہنسی جس میں ایسی آواز ہو کہ خود بھی اور قریب کے لوگ بھی اس کی آواز سن سکیں اور منہ خوب کھل جائے۔ ضحک کی تعریف: وہ ہنسی جس میں ایسی ہلکی آواز ہو کہ پاس کا آدمی نہ سنے اور منہ کھل کر دانت ظاہر ہوں۔ تبسم کی تعریف: جس میں بالکل آواز نہ ہو اور ہونٹ بھی نہ کھلیں، جس کو ہمارے عرف میں مسکرانا کہتے ہیں۔ (شامی: ۱/۱۴۴، شامی دارالکتاب: ۱/ ۲۴۷)

احکام: قہقہہ سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔ ضحک سے نماز فاسد ہوجاتی ہے وضو باقی رہتا ہے اور تبسم سے وضو اور نماز دونوں باقی رہتی ہیں۔ (شامی: ۱/۱۴۴، شامی دارالکتاب: ۱/ ۲۴۷)

قولہ ولو تعمد الخروج. اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر نمازی نے قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیرنے کے بجائے قہقہہ لگادیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا مگر فرائض کے اعتبار سے اس کی نماز صحیح ہوگئی اور سلام پھیرنا جو واجب تھا وہ باقی رہ گیا، اس لئے اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرکے نماز ازسرنو پڑھے۔ (شامی مصری: ۱/۱۳۵، مراقی الفلاح: ۵۱، شامی دارالکتاب: ۱/ ۲۴۸)

﴿۱۰۱﴾ وَمَسُّ فَرَجٍ بِذَكَرٍ مُنْتَصِبٍ بِلَا حَائِلٍ.

منتصب باب افتعال سے اسم فاعل ہے کھڑا ہونا، اس کا مصدر انتصاب آتا ہے۔

ترجمہ اور عورت کی شرمگاہ کو چھونا عضو تناسل کے ذریعے بغیر کسی پردہ کے جبکہ عضو تناسل میں ایستادگی ہو۔

مباشرت فاحشہ کا حکم

مباشرت فاحشہ یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملانا خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے، اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ جان لینا چاہئے کہ متن میں فرج کی قید اتفاقی ہے کیونکہ ذکر سے دبر کو مس کرنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا، اور بلا حائل کا مطلب یہ ہے کہ دونوں شرمگاہوں میں کوئی مانع نہ ہو یا اگر کوئی مانع ہو تو اتنا باریک ہو کہ جو جسم کی گرمی کو نہ روک سکے تو بہر صورت وضو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۱)

نوٹ: مذکورہ مسئلہ نواقض وضو حقیقی میں داخل ہے۔

فصل

﴿۱۰۲﴾ عَشَرَةُ اَشْيَاءَ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ ظُهُوْرُ دَمٍ لَمْ يَسِلْ عَنْ مَحَلِّهِ.

لم یسل فعل مضارع مجزوم ہے لم کی وجہ سے سال یسیل سیلا باب ضرب سے، بہنا۔

ترجمہ دس چیزیں ایسی ہیں جو وضو کو نہیں توڑتی ہیں ایسے خون کا ظاہر ہونا جو نہ بہے اپنی جگہ سے۔

تشریح اگر بدن کے کسی مقام پر خون ظاہر ہوا پھر اِدھر اُدھر نہیں پھیلا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۳﴾ وَسُقُوْطُ لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيَلَانِ دَمٍ كَالْعِرْقِ الْمَدَنِيِّ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ رِشْتَهْ.

ترجمہ اور گوشت کا کٹ کر گر جانا خون بہے بغیر جیسے عرق مدنی جسکو رشتہ کہا جاتا ہے۔

گوشت کٹ کر گرنے کا حکم

اگر باوضو آدمی کے بدن سے گوشت کٹ کر گر گیا اور خون نہیں بہا تو وضو نہ ٹوٹے گا جیسا کہ رشتہ کی بیماری میں تھوڑا تھوڑا گوشت گرتا رہتا ہے، رشتہ یہ فارسی کا لفظ ہے یہ ایک بیماری ہے جس میں پاؤں سے دھاگے کے مانند ایک باریک سا جاندار کیڑا نکلتا رہتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۵۱)

﴿۱۰۴﴾ وَخُرُوْجُ دُوْدَةٍ مِنْ جُرْحٍ وَاُذُنٍ وَاَنْفٍ.

دودۃ لبوترا چھوٹا کیڑا جو روئی وغیرہ کے پتوں میں پیدا ہوجاتا ہے، جمع دُوْدٌ و دیدان ۔ جرح زخم جمع جُروح۔ اُذُن جمع آذان بمعنی کان۔ انف جمع انوف و آناف بمعنی ناک۔

ترجمہ اور کیڑے کا نکلنا زخم سے اور کان ناک سے (ناقض وضو نہیں ہے)

زخم سے صرف کیڑا باہر آگیا

اگر زخم سے کیڑا اس طرح باہر نکل آئے کہ اس پر نجاست مثلاً خون یا مواد کا اثر نہ ہو تو محض کیڑا نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر آگے یا پیچھے کے راستے سے کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ نکلنے والی چیز پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ (درمختار مصری:۱/ ۱۲۶، درمختار دارالکتاب:۱/ ۲۳۷، کتاب المسائل:۱۵۲)

اختیاری مطالعہ

(۱) سخت زکام کے وقت ناک سے نکلنے والا پانی اور آنکھ دکھنے کے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضو نہیں ہیں البتہ اگر یہ محقق ہوجائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آرہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ (البحرالرائق:۱/۳۴، کتاب المسائل:۱۵۰) (۲) تیز روشنی دھوپ کی تپش، پیاز کاٹنے، جمائی آنے، کھانسی آنے یا سرمہ کی سلائی آنکھ پر لگ جانے کی وجہ سے آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار:۱/ ۱۳۷، درمختار دارالکتاب:۱/ ۲۵۰)

کان بہنا

(۳) اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصہ تک آگیا جہاں دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور

اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا (۴) اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کیوجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(شامی:۱/ ۱۳۷-۱۳۸، شامی دار الکتاب:۱/ ۲۵۱، کتاب المسائل:۱۵۱)

﴿۱۰۵﴾ وَمَسُّ ذَكَرٍ وَمَسُّ اِمْرَاَةٍ.

ترجمہ عضو تناسل کو چھونا اور عورت کو چھونا (ناقض وضو نہیں ہے)

بحالت وضو شرمگاہ چھونا

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا خواہ نماز کے اندر چھوئے یا نماز سے باہر آڑ کے بغیر چھوئے یا آڑ کے ساتھ ظاہر کف سے چھوئے یا باطن کف سے کسی بھی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ہاتھ لگالے یا اس کا بوسہ لے لے یا بیوی شوہر کو چھوئے اور مذی وغیرہ نہ نکلے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۵۱)

﴿۱۰۶﴾ وَقَيْئٍ لَا يَمْلأُ الْفَمَ.

ترجمہ اور ایسی قے جو منھ بھر کر نہ ہو (ناقض وضو نہیں ہے)

تشریح اگر بیک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی قے منھ بھر کر نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور منھ بھر قے وہ ہے کہ جس کو بغیر مشقت اور کلفت کے روکا نہ جا سکے۔

﴿۱۰۷﴾ وَقَيْئِ بَلْغَمٍ وَلَوْ كَثِيْرًا.

ترجمہ اور بلغم کی قے اگرچہ کثیر مقدار میں ہو۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بلغم کتنا ہی زیادہ ہو

بلغم میں جما ہوا خون آئے

اگر بلغم یا ناک کی رینٹ میں تھوڑا بہت جما ہوا خون باہر آجائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر بہتا ہوا خون نکلے یا جما ہوا خون منھ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (شامی:۱/ ۱۲۸، شامی دار الکتاب:۱/ ۲۳۹، کتاب المسائل:۱۵۱)

﴿۱۰۸﴾ وَتَمَايُلُ نَائِمٍ اِحْتَمَلَ زَوَالَ مِقْعَدَتِهٖ.

تمایل باب تفاعل کا مصدر ہے ہچکولے کھانا، ڈانواڈول ہونا، جھومنا۔

ترجمہ اور (نیند کی وجہ سے) سونے والے کا اِدھر اُدھر جھومنا کہ جس سے اس کی سرین کے زمین سے ہٹ جانیکا احتمال ہو۔

اُونگھتے اُونگھتے گر جانا

کوئی شخص ٹیک لگانے بغیر بیٹھے بیٹھے اونگھ رہا تھا اور اسی حالت میں ایک طرف کو گر گیا تو اگر گرنے سے پہلے یا گرتے وقت متنبہ ہوگیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر گرنے کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۵۵، درمختار مع الشامی بیروت: ۱/ ۲۴۵)

﴿۱۰۹﴾ وَنَوْمُ مُتَمَكِّنٍ وَلَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰى شَيْءٍ لَوْ اُزِيْلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيْهِمَا.

ترجمہ زمین پر ٹیک لگانیوالے کا سونا اگرچہ وہ کسی ایسی چیز پر سہارا لئے ہوئے ہو کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو وہ گر جائے۔ ظاہر الروایۃ کے مطابق دونوں صورتوں میں (وضو نہیں ٹوٹے گا)

بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا

اگر بیٹھے بیٹھے دیوار یا تکیہ یا گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر اس طرح بے خبر سو گیا کہ اگر سہارا ہٹا دیا جائے تو گر پڑے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا لیکن متاخرین فقہاء احناف نے ایسی صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے اور اگر ایسی بے خبری کی نیند نہیں ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔ (فتح القدیر: ۱/ ۴۷، کتاب المسائل: ۱۵۴)

تنبیہ: عبارت میں **فیهما** تثنیہ کی ضمیر کا مرجع یہ مسئلہ اور ماقبل کا مسئلہ ہے یعنی تمایل نائم۔

﴿۱۱۰﴾ وَنَوْمُ مُصَلٍّ وَلَوْ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا عَلٰى جِهَةِ السُّنَّةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ.

ترجمہ نماز پڑھنے والے کا سونا اگرچہ وہ رکوع کی حالت یا سجدہ کی حالت میں ہو سنت کے طریقہ پر (سنت کے موافق رکوع وسجود ہو) اور اللہ تعالیٰ ہی حق پر عمل کرنیکی توفیق دینے والا ہے۔

سجدہ کی حالت میں نیند آنا

اگر کسی شخص کو سنت کے مطابق سجدہ (کہ اس کا پیٹ ران سے الگ ہو اور بازو زمین پر ٹکے ہوئے نہ ہوں) کی حالت میں نیند آجائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح نماز کے دوران قیام قعود اور رکوع کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر رانوں کو پیٹ سے ملا کر اور بازو کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا جو مرد کے لئے ہیئت مسنونہ کے خلاف ہے

تو اس حالت میں سونے سے وضوٹوٹ جائے گا۔ (شامی: ۱/ ۱۳۱، البحر الرائق: ۱/ ۳۹، کتاب المسائل: ۱۵۵، شامی بیروت: ۱/ ۲۴۳)

اختیاری مطالعہ

عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا

(۱) اگر عورت ران کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کرے جو اس کے حق میں افضل واستر ہے تو اس حالت میں سونے سے اس کا وضوٹوٹ جائے گا کیونکہ اس حالت میں بھی جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور مردوں کے سجدہ کرنیکی جو ہیئت ہے اس میں سوئے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) حنفیہ کے نزدیک اگر نماز کی حالتوں یعنی قیام قعود رکوع وسجود میں سے کسی حالت پر سو جائے خواہ نماز میں سوئے خواہ نماز سے باہر وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(البحر الرائق: ۱/ ۳۹، شامی بیروت: ۱/ ۲۴۳، کتاب المسائل: ۱۵۶)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے۔

(۳) بیماری اور کمزوری کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر دوران نماز سو جائے تو اس کا وضوٹوٹ جائیگا۔

(شامی بیروت: ۱/ ۲۴۴، کتاب اسائل: ۱۵۶)

فصل مایوجب الاغتسال

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو غسل کو واجب کر دیتی ہیں

﴿۱۱۱﴾ يَفْتَرِضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوْجُ الْمَنِيِّ إِلَى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهِ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.

الغسل غین کے ضمہ کے ساتھ پورے بدن پر پانی کا بہانا اور غسل فتحہ کے ساتھ دھونا یعنی پانی سے میل دور کرنا۔ جماع جامع المراۃ باب مفاعلۃ بیوی سے ہمبستری کرنا۔ المنی، وہ پانی جس کے نکلنے سے انسان کی طبعی خواہش ختم ہو جاتی ہے جو سفید مائل گاڑھی رینٹ کی شکل میں ہوتی ہے مقر منی ٹھہرنے کی جگہ جسم انسانی میں مرد کے اندر ریڑھ اور عورت میں سینہ ہے۔ شهوة زبردست خواہش نفسانی قوت جو ہر قابل رغبت شئ کی طرف مائل کرتی ہے جمع شَهَوَاتٌ.

اور یہاں خروج کو مرفوع ومجرور دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مجرور کی صورت میں ماقبل سے بدل ہوگا اور مرفوع کی صورت میں احدہا محذوف ہوگا۔

ترجمہ فرض ہوجاتا ہے غسل سات چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے منی کا نکلنا ظاہر جسم تک جبکہ جدا ہوئی ہو اپنے ٹھہرنے کی جگہ سے شہوت کے ساتھ بغیر جماع کے۔

منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا

اگر منی اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہوجائے تو بعد میں اس کا خروج اگر چہ بلا شہوت ہو پھر بھی موجب غسل ہے مثلاً مرد نے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کو ایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نہیں نکل پائی اور جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی ہو تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہوجائے گا۔ (درمختار مصری:۱/ ۱۴۸، درمختار دارالکتاب: ۱/۲۶۵)

قولہ من غیر جماع ۔یعنی ماقبل کا حکم اسوقت ہے جب کہ منی کا نکلنا بغیر صحبت کے ہو جیسے احتلام کا ہوجانا یا کسی عورت کی جانب دیکھنے سے منی کا نکلنا اس وجہ سے کہ صحبت کرنے میں منی کا نکلنا غسل کے وجوب کے لئے شرط نہیں ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۵۲)

اختیاری مطالعہ

منی کا بلاشہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

(۱) اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے منی اور شہوت کے بغیر ہی نکل گئی مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا ضرب شدید کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔ (کتاب المسائل:۱۶۱، المحیط البرہانی:۲۲۹)

غسل کے بعد خروج منی

(۲) اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی کا خروج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہوگا اور اگر سابقہ جوش بالکل ختم ہوگیا تھا تو اب منی کے خروج سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔
(تاتارخانیہ:۱/۲۸۳ مسئلہ ۴۰۹ زکریا دیوبند)

﴿۱۱۲﴾ وَتَوَارِيْ حَشَفَةٍ وَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوْعِهَا فِيْ أَحَدِ سَبِيْلَيْ اٰدَمِيٍّ حَيٍّ.

تواری مصدر از باب تفاعل بمعنی چھپنا، پس پردہ ہونا۔ حَشَفَةٌ عضو مخصوص کا اگلا حصہ جو ختنہ کے بعد کھال کٹنے سے کھل جاتا ہے جمع حِشاف. آدمی اس قید کو لگا کر چوپاؤں اور جنات سے احتراز ہے۔ حی مردہ سے احتراز مقصود ہے۔

ترجمہ اور حشفہ کا چھپ جانا اور اس کی مقدار کا چھپ جانا اس کے کٹے ہوئے کی جگہ سے زندہ آدمی کے

دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے سے (غسل واجب ہے)

حشفہ چھپ جانے سے غسل کا وجوب

جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے اور جس کے حشفہ نہیں ہے تو حشفہ کی مقدار چھپ جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

لواطت سے غسل کا وجوب

لواطت یعنی مرد کے مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال منی ہو یا نہ ہو۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۲۲۷، کتاب المسائل: ۱۶۱)

﴿۱۱۳﴾ وَاِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْئِ مَيْتَةٍ اَوْ بَهِيْمَةٍ.

مَيتة میت کا مؤنث بمعنی مردار جمع مَيْتَاتٌ . **بهيمة** جمع بَهَائِمُ چوپایہ (درندہ کے علاوہ)

ترجمہ اور منی کا انزال ہونا کسی میت یا چوپایہ کے ساتھ وطی کرنیکی وجہ سے۔

چوپایہ کے ساتھ وطی کرنا

کسی شخص نے میت کے ساتھ وطی کی یا کسی چوپایہ کے ساتھ تو اب غسل کے وجوب کے لئے انزال منی شرط ہے کیونکہ شہوت میں قصور ہے اس وجہ سے انزال سے ہی شہوت تامہ پائی جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۴﴾ وَوُجُوْدُ مَاءٍ رَقِيْقٍ بَعْدَ النَّوْمِ اِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهٗ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ.

رَقِيْق صیغہ صفت بمعنی باریک پتلا جمع اَرِقَّاءُ .

ترجمہ اور پتلے پانی کا پایا جانا سو کر اٹھنے کے بعد جبکہ نہ ہو اس کا عضو مخصوص کھڑا ہوا سونے سے قبل۔

احتلام سے غسل کا وجوب

اگر کوئی شخص سو کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھتا ہے چاہے خواب یاد نہ ہو یا خواب میں انزال ہوتا یاد نہ ہو تو بھی اس پر غسل واجب ہوگا۔

فائدہ: صاحب کتاب کا قول۔ اذالم یکن ذکرہ الخ. اس قید کا فائدہ یہ ہے اگر سونے سے قبل عضو مخصوص میں انتشار ہے اور بیدار ہونے کے بعد تری دیکھی تو ممکن ہے کہ وہ مذی ہو جس کی وجہ سے غسل واجب نہ ہوگا۔

(مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۵﴾ وَوُجُوْدُ بَلَلٍ ظَنَّهُ مَنِيًّا بَعْدَ اِفَاقَتِهٖ مِنْ سُكْرٍ وَاِغْمَاءٍ.

افاقة باب افعال کا مصدر ہے افاق السکران من سکرہ مدہوش کا نشہ سے ہوش میں آنا، نشہ دور ہونا۔ **بَلَل** مصدر باب نصر تری، پانی سے تر کرنا۔ **منیًا** اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مذی سمجھ رہا ہے تو غسل واجب نہ ہوگا۔

ترجمہ اور ایسی تری کا پایا جانا کہ جس کو وہ منی خیال کرے اس کے آرام پا لینے کے بعد نشہ یا بے ہوشی سے۔

بے ہوشی ختم ہونے کے بعد غسل کا وجوب

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بے ہوشی یا نشہ کے ختم ہو جانے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھی جس کو وہ منی سمجھ رہا ہے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۶﴾ وَبِحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتِ الْاَشْيَاءُ الْمَذْكُوْرَةُ قَبْلَ الْاِسْلَامِ فِي الْاَصَحِّ.

یہاں فعل یفترض محذوف ہے حیض ونفاس اسی سے متعلق ہے۔

ترجمہ (اور فرض ہو جاتا ہے) حیض اور نفاس کے (ختم ہو جانے کے) بعد اگرچہ پائی جائیں مذکورہ بالا چیزیں اسلام قبول کرنے سے پہلے صحیح قول کی بنا پر۔

حیض ونفاس کے ختم پر غسل کا وجوب

حیض سے پاکی پر غسل کرنا فرض ہے اسی طرح نفاس سے پاکی پر غسل کرنا فرض ہے۔ اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ مذکورہ بالا چیزیں اسلام سے پہلے ہو چکی ہوں مگر صحیح مذہب کے مطابق اسلام لانے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا مطلب یہ ہے کہ ایک کافر مسلمان ہوا اور وہ حالت جنابت میں تھا تو اس پر غسل کرنا فرض ہے کیونکہ نماز پڑھنے کے وقت پاکی ضروری ہے اور حالت کفر میں جنبی ہونے کے بعد غسل نہ کرنا گویا کہ حالت جنابت کا باقی رہنا ہے جب جنابت کی حالت باقی ہے تو اب غسل کرنا فرض ہے یہی مفتی بہ قول ہے اور غیر مفتی بہ قول یہ ہے کہ غسل واجب نہیں ہے کیوں کہ غسل کرنا ایک شرعی حکم ہے اور کافر بحالت کفر احکام کا مکلف نہیں ہے۔ (تبیین الحقائق: ۱/۱۸، البحر الرائق ۱/۶۸)

﴿۱۱۷﴾ وَيُفْتَرَضُ تَغْسِيْلُ الْمَيِّتِ كِفَايَةً.

ترجمہ اور میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔

میت کو غسل دینے کا حکم

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے یعنی اگر چند لوگ بھی اس کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط

ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے اسی وجہ سے غسل دینے سے پہلے میت کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

جاننا چاہئے شہید اور باغی اور کافر کو غسل نہیں دیا جائے گا۔

فَصْلٌ عَشَرَةُ اَشْيَاءَ لَا يُغْتَسِلُ مِنْهَا

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جن سے غسل فرض نہیں ہوتا) دس چیزیں ایسی ہیں کہ انکی وجہ سے غسل نہیں کیا جاتا یعنی غسل کرنا واجب نہیں۔

﴿۱۱۸﴾ مَذْیٌ وَوَدْیٌ وَاِحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ.

ترجمہ مذی ودی اور احتلام بغیر تری کے۔

مذی اور ودی کا حکم

اس عبارت میں تین مسئلے بیان کئے ہیں (۱) مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا لفظ مذی عربی میں میم کے زبر اور ذال کے سکون کے ساتھ فصیح ہے اور اردو میں میم کے زبر اور ذال کے زیر کے ساتھ بولتے ہیں مذی وہ پتلا پانی ہے جو بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرتے وقت پیشاب کی نالی سے نکلتا ہے اس کے نکلنے میں خاص احساس نہیں ہوتا مذی اللہ کے نظام کے مطابق منی خارج ہونے سے پہلے نکلتی ہے تا کہ منی کے خارج ہونے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو مذی کے نکلنے سے طبیعت کا جوش بڑھتا ہے۔ (۲) ودی کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

ودی کی تعریف: یہ طبعی امراض وعوارض کی بنا پر پیشاب سے پہلے یا بعد میں عام طور پر نکلتی ہے، یہ شکل وصورت کے اعتبار سے منی کی طرح ہوتی ہے اس کے نکلنے میں بھی کوئی احساس نہیں ہوتا یہاں کے عرف میں اس کو دھات کی بیماری کہا جاتا ہے (۳) اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ وہ بیوی سے صحبت کر رہا ہے اور انزال بھی ہو گیا ہے مگر بیدار ہونے کے بعد کپڑے پر منی کے اثرات نہیں پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اب یوں کہا جائے گا کہ بلی کے خواب میں چھیچھڑے کیونکہ اگر انزال ہوا ہے تو تری کہاں گئی؟ (مراقی الفلاح علی الطحطاوی: ۵۵)

﴿۱۱۹﴾ وَوِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ بَعْدَهَا فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ اور (بچہ کی) پیدائش بغیر خون دیکھے اس کے بعد، صحیح مذہب میں (یہی حکم ہے)

تشریح (مسئلہ ۹۶) کے تحت تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ باقی مختصرا یہ ہے کہ متن میں ذکر کردہ مسئلہ صاحبین کے نزدیک ہے وقال الامام علیها الغسل احتیاطا. (مراقی الفلاح: ۵۵)

﴿۱۲۰﴾ وَاِیْلَاجٌ بِخِرْقَةٍ مَانِعَةٍ مِنْ وُجُوْدِ اللَّذَّةِ.

ایلاج باب افعال کا مصدر ہے داخل کرنا، گھسانا۔ **خرقة** چیتھڑا دھجی جمع خِرَق.

ترجمہ اور (عضو مخصوص کو) داخل کرنا کوئی ایسا کپڑا لپیٹ کر جو مانع ہو لذت کے پائے جانے سے۔

مانع لذت شئ کا حکم

عضو مخصوص پر کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹ کر سبیلین میں سے کسی ایک میں داخل کرنا جبکہ اس سے لذت نہ آتی ہو۔ تو بھی غسل فرض نہیں ہے

﴿۱۲۱﴾ وَحُقْنَةٌ.

ترجمہ اور حقنہ کرانا (اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

حقنہ سے غسل کا عدم وجوب

حقنہ کی تعریف۔ دوا کی بتی یا پچکاری کسی بیمار کے پاخانہ کے مقام میں چڑھانا تاکہ پاخانہ آجائے چونکہ اس سے مقصود فضلات کو نکالنا ہوتا ہے شہوت پورا کرنا نہیں اس لئے غسل نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح:۵۵)

﴿۱۲۲﴾ وَاِدْخَالُ اِصْبَعٍ وَنَحْوِهٖ فِي اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ.

ترجمہ اور داخل کرنا انگلی یا اس جیسی کسی چیز کا دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں، (اس کو ایمہ بھی کہتے ہیں اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

مصنوعی ذکر کے دخول سے غسل کا عدم وجوب

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر سبیلین میں سے کسی ایک میں انگلی داخل کرلی یا کسی چیز کا مصنوعی ذکر بنا کر داخل کرلیا تو غسل نہ ہوگا۔

﴿۱۲۳﴾ وَوَطْئُ بَهِيْمَةٍ اَوْ مَيْتَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ.

ترجمہ اور چوپائے یا مردہ سے صحبت کرنا بغیر انزال منی کے۔ (اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

مردہ عورت سے صحبت کا حکم

کسی جانور سے وطی کرلی یا کسی مردہ عورت سے وطی کرلی اور انزال نہیں ہوا تو بھی غسل نہ ہوگا۔

﴿۱۲۴﴾ وَاِصَابَةُ بِكْرٍ لَمْ تَزَلْ بَكَارَتُهَا مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ.

ترجمہ اور باکرہ لڑکی سے اس طرح صحبت کرنا کہ نہ پھٹا ہو اس کا پردۂ بکارت بغیر انزال کے۔ (اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

باکرہ لڑکی سے صحبت کا حکم

باکرہ عورت کی شرمگاہ میں عضو مخصوص اس طرح داخل کیا کہ اس کا پردۂ بکارت نہیں پھٹا تو غسل نہ ہوگا جبکہ انزال نہ ہوا ہو۔ (مراقی الفلاح: ۵۵)

فَصْلٌ يَفْتَرِضُ فِي الْاِغْتِسَالِ اَحَدَ عَشَرَ شَيْئًا

(یہ فصل ہے غسل کے فرائض کے بیان میں) غسل میں گیارہ چیزیں فرض ہیں:

﴿۱۲۵﴾ غَسْلُ الْفَمِ وَالْاَنْفِ وَالْبَدَنِ مَرَّةً.

فَمٌ منہ، دہانہ جمع افواہ اَفْمَامٌ.

ترجمہ منہ کا دھونا ناک کا دھونا اور تمام بدن کا دھونا ایک مرتبہ۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں (۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم حصہ ہے۔ (۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

اختیاری مطالعہ

کلی کے بجائے پانی پی جانا

(۱) اگر کسی شخص نے غسل میں کلی تو نہیں کی البتہ پانی منہ میں لے کر پی گیا تو یہ دیکھا جائیگا کہ اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منہ میں گھمایا ہے یا نہیں اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائیگا اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منہ کے سب کناروں تک نہیں پہنچا بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/ ۲۷۷ مسئلہ ۳۸۱، کتاب المسائل: ۱۶۳)

ناپاک لنگی پہن کر غسل جنابت

(۲) اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا۔

اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کر دی تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی۔ (حلبی کبیر لاہور: ۱/۱۸۴، کتاب المسائل: ۱۰۸)

ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگانا

(۳) اگر ناپاک لنگی پہن کر پانی میں ڈبکی لگائی اور لنگی کو نچوڑ لیا اور نجاست کی جگہ اچھی طرح دھوئی تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی اور اگر نہیں نچوڑا تو لنگی ناپاک رہے گی۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۲۷۸، کتاب المسائل: ۱۰۸)

﴿۱۲۶﴾ وَدَاخِلِ قُلْفَةٍ لَا عُسْرَ فِي فَسْخِهَا.

قلفة عضو تناسل کی بڑھی ہوئی کھال جو ختنہ میں کاٹی جاتی ہے جمع قُلَفٌ . **عسر** باب سمع کا مصدر ہے بمعنی دشوار ہونا۔

ترجمہ اور قلفہ کے اندرونی حصہ کا (دھونا) جبکہ اس کے جدا کرنے میں دقت نہ ہو۔

غیر مختون کا حکم

قلفہ کی تعریف غیر مختون کی اگلی کھال جو ذکر کے سرے کو ڈھکے رہتی ہے مطلب یہ ہیکہ اگر تنگی نہ ہو تو اس کھال کو اوپر کی جانب چڑھادے یا پلٹ دے اور حشفہ کو پانی سے دھودے اور اگر اس کے بدلنے الٹنے پلٹنے میں دشواری ہو تو پھر اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح علی الطحطاوی: ۵۶)

﴿۱۲۷﴾ وَسُرَّةٍ.

ترجمہ: ناف (کا دھونا)

ناف کا سوراخ دھونا

ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہنچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح ۵۶، تاتارخانیہ: ۱/ ۲۷۵ مسئلہ ۳۷۳)

﴿۱۲۸﴾ وَثَقْبٍ غَيْرِ مُنْضَمٍّ.

الثقب سوراخ، درز جمع أَثْقُب وثُقُوبٌ وأَثْقَابٌ .

ترجمہ: اور ایسے سوراخ کا (دھونا) جو ملا ہوا نہ ہو۔

کان وغیرہ کے اندرونی حصہ کا دھونا

کان یا دیگر جسم میں اگر ایسا سوراخ ہو جو ملا ہوا نہ ہو تو اس کے اندر کے حصہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔ (تا تارخانیہ:۱/۲۷۵ مسئلہ ۳۷۲)

﴿۱۲۹﴾ وَدَاخِلِ الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الرَّجُلِ مُطْلَقًا لَا الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الْمَرْأَةِ اِنْ سَرَى الْمَاءُ فِي اُصُوْلِه.

المضفور اسم مفعول ہے باب (ض) ضَفْرًا مصدر ہے گوندھنا، ضَفَرَ الشَّعْرَ وَغَيْرَهٗ بالوں کو گوندھنا چوٹی بنانا۔ **سری** ماضی معروف باب ضرب سے سَرَيَانًا مصدر ہے چلنا دوڑنا، سرایت کرنا۔ **اصول** اصل کی جمع ہے جڑ۔

ترجمہ اور مرد کے گندھے ہوئے بالوں کے داخلی حصہ کا (دھونا) مطلقًا (جڑوں تک پانی پہنچے یا نہ پہنچے بالوں کا کھول کر دھونا ضروری ہے) نہ کہ عورت کے گندھے ہوئے بالوں کا (دھونا) اگر پہنچ جائے پانی بالوں کی جڑوں میں۔

غسل جنابت میں مرد و عورت کا حکم

اس عبارت میں دو مسئلوں کا تذکرہ ہے (۱) اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسل جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا (۲) عورت نے اگر سر کے بالوں کی چوٹی بٹ رکھی ہو تو غسل جنابت میں ان کو کھولنا ضروری نہیں اور بالوں کا بھگونا بھی کافی ہے البتہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے اور اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگودے اور اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں خواہ کھلے ہوے ہوں یا سر کے پیچھے باندھ رکھے ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۱/۲۷۵ مسئلہ:۳۷۱، درمختار مع الشامی:۱/۱۴۲)

﴿۱۳۰﴾ وَبَشَرَةِ اللِّحْيَةِ وَبَشَرَةِ الشَّارِب وَالحَاجِب وَالفَرَجِ الخَارِج.

بَشَرَة کھال کے اوپر کا رُخ جمع بَشَرٌ **لِحيَة** ڈاڑھی جمع لُحًى. **شارب** مونچھ جمع شَوَارِبُ. **حاجب** بھوں، ابرو، جمع حَوَاجِبُ.

ترجمہ: ڈاڑھی کی کھال مونچھ کی کھال بھوں کی کھال اور ظاہری فرج (کا دھونا فرض ہے)

ظاہری کھال کا حکم

بدن کے بال کھڑے نہیں ہوتے بلکہ جسم پر پڑے رہتے ہیں ان گرے ہوئے بالوں نے اپنے نیچے بدن کا جو حصہ

چھپا رکھا ہے اسی طرح بالوں کا جو حصہ کھال سے ملا ہوا ہے وہ بھی بال کے نیچے کا حصہ ہے پس پورے بال دھونا ضروری ہے اور اس کے نیچے چھپی ہوئی کھال کو بھی صاف کرنا ضروری ہے اسی کے پیش نظر مصنفؒ نے فرمایا کہ ڈاڑھی کی کھال مونچھ کی کھال بھؤں کی کھال کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح بدن کا دھونا فرج خارج کو بھی شامل ہے کیونکہ فرج خارج منہ کے ظاہری حصہ کے مانند ہے اور فرج داخل منہ کے حلق کے مانند ہے۔ (مراقی الفلاح:۵۶، حلبی کبیر:۵۰)

فَصْلٌ فِيْ سُنَنِ الْغُسْلِ

﴿۱۳۱﴾ يُسَنُّ فِي الْاِغْتِسَالِ اِثْنَا عَشَرَ شَيْئًا الْاِبْتِدَاءُ بِالتَّسْمِيَةِ وَالنِّيَّةُ وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ اِلَى الرُّسْغَيْنِ وَغَسْلُ نَجَاسَةٍ لَوْ كَانَتْ بِاِنْفِرَادِهَا وَغَسْلُ فَرْجِهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَوُضُوْئِهٖ لِلصَّلٰوةِ فَيُثَلِّثُ الْغَسْلَ وَيَمْسَحُ الرَّأْسَ وَلٰكِنَّهٗ يُؤَخِّرُ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ اِنْ كَانَ يَقِفُ فِيْ مَحَلٍّ يَجْتَمِعُ فِيْهِ الْمَاءُ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى بَدَنِهٖ ثَلَاثًا وَلَوِ انْغَمَسَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ اَوْ مَا فِيْ حُكْمِهٖ وَمَكَثَ فَقَدْ اَكْمَلَ السُّنَّةَ وَيَبْتَدِئُ فِيْ صَبِّ الْمَاءِ بِرَاْسِهٖ وَيَغْسِلُ بَعْدَهَا مَنْكِبَهُ الْاَيْمَنَ ثُمَّ الْاَيْسَرَ وَيَدْلُكُ جَسَدَهٗ وَيُوَالِيْ غَسْلَهٗ.

رسغین یہ رُسْغٌ کا تثنیہ ہے گٹا جمع اَرْسُغٌ واَرْسَاغٌ. یفیض فعل مضارع معروف باب افعال اِفَاضَةٌ مصدر ہے بہانا افاضَ الماءَ پانی ڈالنا۔ انغمس ماضی معروف باب انفعال سے انغماس مصدر ہے ڈبکی لگانا غوطہ لگانا۔ مکث ماضی معروف باب (ن) مکثًا ٹھہرنا۔ صبّ باب (ن) سے مصدر ہے، پانی ڈالنا بہانا۔ مَنْكِبٌ مونڈھا (کندھے اور شانے کا جوڑ) جمع مَنَاكِبُ. یُوالی بین الامرین باب مفاعلۃ فعل مضارع دو کاموں کو لگاتار کرنا۔

ترجمہ مسنون ہیں غسل میں بارہ چیزیں بسم اللہ سے شروع کرنا نیت کرنا، دھونا دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک اور ناپاکی کا دھونا اگر ہو اس کے بدن پر اس کی علیحدگی کے ساتھ یعنی اولاً نجاست کا دھونا اور اپنی شرمگاہ کا دھونا پھر وضو کرے اس کے وضو کرنے کی طرح نماز کے لئے چنانچہ ہر دھونے والے عضو کو تین مرتبہ دھوئے اور سر کا مسح کرے لیکن مؤخر کرے دونوں پیروں کے دھونے کو اگر کھڑا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ پھر بہائے پانی اپنے بدن پر تین مرتبہ اور اگر ڈبکی لگائی جاری پانی میں یا جو جاری کے حکم میں ہے (ٹھہرا ہوا کثیر پانی جس کی تفصیل مسئلہ ۱۱ کے تحت اختیاری مطالعہ مسئلہ (۲) میں آچکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں) اور ٹھہر جائے (کچھ دیر) تو اس نے سنت کو مکمل کر لیا اور ابتداء کرے پانی کے بہانے میں سر سے اور دھوئے اس کے بعد اپنے داہنے مونڈھے کو پھر بائیں کو اور رگڑے اپنے بدن کو اور پے در پے دھوئے۔

غسل کا مسنون طریقہ

اس عبارت میں غسل کرنیکا مسنون طریقہ بیان کیا ہے تفصیل اس طرح ہے کہ نیت حاضر کر کے بسم اللہ پڑھکر دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر شرمگاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو اسی طرح ران وغیرہ جہاں ناپاکی لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے یعنی کلی کرے ناک صاف کرے چہرہ اور ہاتھوں کو دھوئے مسح کرے اور پاؤں دھوئے (لیکن اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو وضو میں پاؤں نہ دھوئے غسل سے فارغ ہو کر اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے) پھر پورے بدن پر پانی بہائے اس طرح کہ بال برابر بھی خشک جگہ نہ رہے تو غسل ہو گیا۔

بدن پر پانی ڈالنے کا طریقہ مصنف کتاب نے یہ بیان کیا ہے کہ اولاً سر پر پانی ڈالے پھر داہنے کندھے پر پھر بائیں پر۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پہلے داہنے کندھے پر تین مرتبہ پانی بہائے اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پھر سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے تیسرا قول یہ ہے کہ اولاً داہنے کندھے پر پھر سر پر پھر تین بار بائیں کندھے پر ڈالے۔ پھر مصنف فرماتے ہیں کہ رگڑ رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے اور مسلسل و لگاتار دھوئے۔ (حلبی کبیر: ۱/۵۰)

قولہ ولو انغمس فی الماء الجاری اگر کوئی جنبی ماء جاری یا ٹھہرے ہوئے کثیر پانی میں ڈبکی لگائے اور پورا بدن بھیگ جائے یا بارش میں پورا بدن بھیگ جائے تو غسل ہو گیا بشرطیکہ اس نے کلی بھی کی ہو اور ناک بھی صاف کی ہو۔

(حلبی کبیر: ۱/۵۲، تحفۃ الالمعی: ۱/۳۷۳)

فَصْلٌ

﴿۱۳۲﴾ وَآدَابُ الاِغْتِسَالِ هِيَ آدَابُ الوُضُوْءِ اِلَّا اَنَّهُ لَايَسْتَقْبِلُ القِبْلَةَ لِاَنَّهُ يَكُوْنُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ العَوْرَةِ وَكُرِهَ فِيْهِ مَاكُرِهَ فِي الوُضُوْءِ .

عَوْرَةٌ جمع **عَوْرَاتٌ** ہر وہ حصہ جس کو انسان شرم یا کراہت کی بنا پر چھپاتا ہے۔

ترجمہ: اور غسل کے آداب وہی ہیں جو وضو کے آداب ہیں مگر یہ کہ قبلہ کی جانب رخ نہ کرے کیونکہ عام طور پر غسل کرنے والے کا ستر کھلا ہوا ہوتا ہے اور مکروہ ہے غسل میں وہی چیزیں جو وضو میں مکروہ ہیں۔

برہنہ غسل کرنا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہی سب غسل میں بھی مستحب ہیں جن کا بیان ماقبل میں آچکا ہے اور اگر برہنہ غسل کر رہا ہے تو قبلہ کی جانب رخ نہ کرے کیونکہ کشف عورت کے ساتھ رخ کرنا مکروہ ہے۔ پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

اختیاری مطالعہ

(۱) تنہائی میں جہاں دوسروں کی نظر پڑ جانیکا خطرہ نہ ہو ننگے ہو کر غسل کرنا درست ہے تاہم اس وقت بھی تہبند وغیرہ باندھ کر غسل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۷) (۲) غسل خانہ میں پیشاب کرنیکی دو صورتیں ہیں (۱) غسل خانہ کو پیشاب خانہ بنانا یعنی گھر کا ہر فرد غسل خانہ میں پیشاب کرے اس کی بالکل اجازت نہیں (۲) غسل کرنے سے پہلے پیشاب نکل جائے ابن المبارک فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ کچا ہے پانی اس میں جذب ہوتا ہے یا پیشاب نالی میں جمع رہتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے احادیث طیبہ میں اسے بھول چوک اور وسوسے پیدا ہونیکا سبب بتایا گیا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/ ۲۳۵، درمختار مع الشامی: ۱/ ۳۱۸)

(۳) غسل خانہ میں بلاضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر ضرورت پڑ جائے تو بات چیت کی اجازت ہے مثلاً کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ (شامی: ۱/ ۱۴۵) (۴) غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا مسنون ہے لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کر لیا جائے تو اب بعد میں وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لئے کہ تمام اعضاء پر پانی پہنچ جانے کی وجہ سے طہارت کبریٰ کے ساتھ طہارت صغریٰ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن نیت غسل کے وقت نیت وضو بھی کر لی جائے تا کہ وضو کا بھی ثواب حاصل ہو جائے، البتہ اگر غسل کرنے کے بعد کسی کی ریح خارج ہو جائے اور وضو ٹوٹ جائے اور اس کو نماز پڑھنی ہے تو پھر وضو کرنی ضروری ہے۔ (شامی: ۱/ ۱۴۶، کتاب المسائل: ۱۶۶)

فَصْلٌ

﴿۱۳۳﴾ یَسُنُّ الاِغْتِسَالُ لِاَرْبَعَةَ اَشْیَاءَ صَلٰوۃُ الْجُمُعَۃِ وَصَلٰوۃُ الْعِیْدَیْنِ وَلِلْاِحْرَامِ وَلِلْحَاجِ فِی عَرَفَۃَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

اِحرام حاجی کا لباس جو ایک، چادر اور ایک تہبند پر مشتمل ہوتا ہے۔ عیدین تثنیۃُ عِیدِ جمع اَعْیَاد وہ بڑا دن جس میں خوشی منائی جائے۔

ترجمہ: سنت ہے غسل کرنا چار چیزوں کے لئے جمعہ کی نماز کے لئے عیدین کی نماز کے لئے احرام کے لئے اور حاجی کے لئے عرفہ میں سورج ڈھلنے کے بعد۔

تشریح: چار طرح کے غسل مسنون ہیں (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) احرام کے وقت غسل (۴) عرفہ کے دن غسل، تفصیل اس طرح ہے کہ نماز جمعہ و عیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے ادا ہوگی اور حج و عمرہ کا احرام باندھتے وقت اور میدان عرفات میں زوال کے بعد حاجی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ (مراقی الفلاح: ۵۷)

اختیاری مطالعہ

جنابت جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل

اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن پڑ جائیں اور اس روز غسل جنابت کی بھی ضرورت ہو تو ایک ہی غسل سے جمعہ اور عید کی سنت ادا ہو جائے گی لیکن ثواب کے حصول کے لئے سب کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/ ۱۵۷، درمختار مع الشامی بیروت: ۱/ ۲۷۷)

﴿۱۳۴﴾ وَيُنْدَبُ الاِغْتِسَالُ فِي سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ أَسْلَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ وَلِمَنْ أَفَاقَ مِنْ جُنُوْنٍ وَعِنْدَ حِجَامَةٍ وَغُسْلِ مَيِّتٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ إِذَا رَآهَا وَلِدُخُوْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلِلْوُقُوْفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ وَعِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَلِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلٰوةِ كُسُوْفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَفَزَعٍ وَظُلْمَةٍ وَرِيْحٍ شَدِيْدَةٍ.

کسوف مصدر باب ضرب سورج کو گہن لگنا (روشنی غائب ہو جانا) **استسقاء** مصدر باب استفعال بمعنی پانی وسیرابی کی طلب وخواہش اسی سے صلوٰۃ الاستسقاء آتا ہے۔ **فزع** مصدر باب فتح خوف زدہ ہونا۔

ترجمہ ومطلب:

اور مستحب ہے غسل کرنا سولہ (۱۶) چیزوں میں (۱) اس شخص کے لئے بحالت پاکی اسلام قبول کرے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کرلیا ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ غسل کرے (۲) اس شخص کے لئے کہ جو بالغ ہوا عمر کے اعتبار سے۔ (بچہ کا بالغ ہونے پر غسل کرنا بھی مستحب ہے اور مفتی بہ قول میں پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جاتے ہیں خواہ کوئی علامت ظاہر نہ ہو) (۳) اس شخص کے لئے جو صحت مند ہوگیا جنون سے (تندرستی کی نعمت پر شکریۃً غسل کرنا مستحب ہے) (۴) اور پچھنے لگوانے کے بعد (بدن سے خراب اور گندہ خون نکلوانے کے بعد بھی غسل کرنا مستحب ہے) (۵) میت کو نہلانے کے بعد (میت کو غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرے البتہ اس پر غسل واجب اور ضروری نہیں ہے۔ (تلخیص المسائل: ۵۶)

(۶) شب برأت میں (شعبان کی پندرھویں رات کا نام ہے اس رات کو برأت کہنے کے وجہ یہ ہے کہ اس رات میں ہر مومن کے لئے آگ سے برأت کردی جاتی ہے اور گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے اس رات میں بھی غسل کرنا مستحب ہے)

(۷) شب قدر میں اگر اس کو دیکھ لیا جس رات میں شب قدر کا یقین ہو کشف ہو جانے کے باعث یا گمان ہو بسبب آثار واحادیث کے جو اس کے متعلق وارد ہیں (۸) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت (کیونکہ وہ متبرک

دمعزز مقام ہے)(٩) دسویں ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے۔ (وقوف مزدلفہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے نماز فجر پڑھ کر تکبیر تہلیل وتلبیہ پڑھتے ہوئے گریہ وزاری کے ساتھ وقوف میں اللہ سے مرادیں مانگے) (١٠) مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے لئے (کیونکہ پروردگار عالم نے اس کو تمام روئے زمین پر فضیلت بخشی ہے)(١١) طواف زیارت کے لئے (علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ طواف زیارت کے لئے غسل کرنے کا تذکرہ اس عبارت میں ہے اور وقوف مزدلفہ سے متعلق تذکرہ گزر چکا ہے اور رمی جمار سے متعلق آگے آئے گا اور یہ تینوں چیزیں ایک ہی دن کرنی ہیں اس لئے ایک ہی غسل سے تینوں غسل کی فضیلت حاصل ہو جائے گی بشرطیکہ سب کی نیت کی ہو)(١٢) سورج گرھن اور چاندگرھن کی نماز کے لئے (١٣) بارش طلب کرنے کی نماز کے لئے (١٤) خوف اور گھبراہٹ کے موقع پر غسل کرنا مستحب ہے (١٥) اندھیرا چھا جانے کے وقت (دن میں)(١٦) تیز آندھی چلنے کے وقت (خواہ دن میں ہو یا رات میں) (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:٥٨-٥٩)

بَابُ التَّيَمُّمِ

یہ باب تیمم کے بیان میں ہے

ماقبل سے مناسبت: پانی سے پاکی حاصل کرنا اصل ہے اور مٹی سے پاکی حاصل کرنا اس کا خلیفہ ہے اور خلیفہ اصل کے بعد ہوتا ہے اس لئے وضوء غسل کے بعد تیمم کا تذکرہ کیا ہے اور چونکہ تیمم کا ثبوت آیت سے ہے اور مسح علی الخفین کا ثبوت حدیث سے ہے اس لئے تیمم اقویٰ ہے اس وجہ سے باب التیمم کو مقدم کیا ہے مسح کے بیان پر۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح:٦٠)

تیمّم کی مشروعیت

ایک مرتبہ نبی ﷺ (غزوۂ مریسیع ٥ ہجری) سفر میں تھے آپ کے ساتھ آپکی زوجہ مکرمہ حضرت عائشہؓ بھی تھیں راستہ میں ایک جگہ بیداء یا ذات الجیش میں قافلہ نے پڑاؤ کیا تو وہاں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو انھوں نے اپنی بڑی بہن حضرت اسماءؓ سے عاریۃً لے کر پہن رکھا تھا وہ گم ہو گیا تو نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لئے متعین کیا۔ تلاش میں دیر لگ گئی تا آں کہ صبح صادق ہو گئی اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا اب نماز میں دیر ہونے لگی اور لوگ جا جا کر حضرت عائشہؓ کے والد ماجد حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگے کہ دیکھئے آپکی بیٹی عائشہؓ نے لوگوں کو اور پیغمبر کو روک رکھا ہے یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکر کو بھی غصہ آیا اور آ کر حضرت عائشہؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے اور اپنے دست مبارک سے حضرت عائشہؓ کی کوکھ میں انگلی چبھونے لگے اس وقت نبی ﷺ حضرت عائشہؓ

کی ران پر سر رکھ کر آرام فرماتے تھے اس بنا پر حضرت ابوبکر کے ہاتھ لگانے کے باوجود حضرت عائشہؓ حرکت نہیں فرماتی تھیں تاآں کہ نبی ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم، فتیمموا صعیدا طیبا نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۱۷۲)

تیمّم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے

پہلی امتوں میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی کا استعمال لازم تھا لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور خصوصی انعامات فرمائے ان میں سے ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس امت کے لئے مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنا دیا۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۳۵، کتاب المسائل: ۱۷۳)

تیمّم کی لغوی تعریف: اس کے لغوی معنیٰ ہیں قصد وارادہ۔

اصطلاحی تعریف: پاک مٹی وغیرہ سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا قاعدہ شرعیہ کے مطابق طہارت کی نیت سے۔ (مراقی الفلاح: ۶۰)

تیمّم کی شرطیں

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز کا موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا۔ (شامی ۱/ ۳۴۹، بیروت، شامی مصری: ۱/ ۲۱۳، کتاب المسائل: ۱۷۳)

﴿۱۳۵﴾ يَصِحُّ بِشُرُوْطٍ ثَمَانِيَةٍ اَلاَوَّلُ اَلنِّيَّةُ وَحَقِيْقَتُهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الْفِعْلِ وَوَقْتُهَا عِنْدَ ضَرْبِ يَدِهٖ عَلٰى مَا يَتَيَمَّمُ بِهٖ.

ترجمہ صحیح ہو جاتا ہے تیمّم آٹھ شرطوں کے ساتھ اول نیت ہے اور اس کی حقیقت (تعریف) دل کا ارادہ کرنا کسی کام کے متعلق اور اس کا وقت۔ وہ ہے کہ جب ہاتھ مارے اس چیز پر جس سے تیمّم کرے گا۔

تشریح صاحبِ کتاب فرماتے ہیں کہ تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں، شرط اول نیت کرنا ہے کسی کام کے متعلق، دل کے پختہ ارادہ کرنے کو نیت کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے، جب کوئی شخص تیمّم کرنا چاہے تو اس وقت نیت بھی کرنی ضروری ہے۔

﴿۱۳۶﴾ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلَاثَةٌ اَلْإِسْلَامُ وَالتَّمْيِيْزُ وَالعِلْمُ بِمَا يَنْوِيْهِ.

ترجمہ: اورنیت کے صحیح ہونے کی شرطیں تین ہیں مسلمان ہونا سمجھدار ہونا اور جاننا اس چیز کا جس کی نیت کررہا ہے۔

نیت کے صحیح ہونے کی شرطیں

نیت کے درست ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا تا کہ ثواب مرتب ہو کیونکہ کافر ثواب سے محروم ہے (۲) سمجھدار ہونا (اپنے کلام کو سمجھتا ہو) (۳) جس کی نیت کررہا ہے اس کا جاننا یعنی اسے اس بات کا بھی علم ہو کہ میں کس چیز کے لئے تیمم کررہا ہوں۔ (مراقی الفلاح:۶۰)

﴿۱۳۷﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ التَّيَمُّمِ لِلصَّلٰوةِ بِهٖ اَحَدُ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ اِمَّا نِيَّةُ الطَّهَارَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ اَوْ نِيَّةُ عِبَادَةٍ مَقْصُوْدَةٍ لَا تَصِحُّ بِدُوْنِ طَهَارَةٍ فَلَايُصَلِّىْ بِهٖ اِذَا نَوَى التَّيَمُّمَ فَقَطْ اَوْ نَوَاهُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآن وَلَمْ يَكُنْ جُنُبًا.

ترجمہ: اور جس تیمّم سے نماز پڑھنے کا ارادہ ہے اس کی نیت درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین چیزوں میں سے کوئی ایک ہو یا تو طہارت کی نیت ہو یا نماز کو مباح کرنے کی نیت ہو یا ایسی عبادت مقصودہ کی نیت ہو جو صحیح نہیں ہوتی بغیر طہارت کے پس نماز نہیں پڑھ سکتا اس تیمّم سے جبکہ صرف تیمّم کی نیت کی ہو (مذکورہ تین چیزوں میں سے کسی ایک کی نیت نہ ہو) یا نیت کی قرآن کی تلاوت کے لئے اور حال یہ کہ وہ جنبی نہ ہو۔ (تو اس صورت میں بھی اس تیمّم سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے)

کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے

نماز پڑھنا جس تیمّم سے جائز ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے کوئی ایک نیت کی جائے (۱) طہارت کاملہ (۲) یا نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادت مقصودہ کی انجام دہی جن کی ادائیگی طہارت کے بغیر درست نہیں ہوتی۔

عبادت غیر مقصودہ کے تیمّم سے نماز

جو تیمّم عبادت غیر مقصودہ کے لئے یا ایسی عبادت کے لئے کیا جائے جس کے لئے وضو شرط نہیں ہے مثلاً زبانی قرأت قرآن کے لئے تو اس تیمّم سے نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح جو تیمّم صرف قرآن مجید چھونے کی نیت سے کیا جائے (اس میں طہارت کاملہ کی نیت شامل نہ ہو) تو اس سے بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔ **قولہ ولم یکن جنبًا** اس قید کا

فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ جنبی ہوگا تو اس کی نیت اس سے طہارت کی ہوگی اور جو تیمم طہارت کی نیت سے کیا جائے اس سے نماز ادا کی جاسکتی ہے لیکن اگر کوئی مسجد میں سو رہا تھا اور اس حالت میں اس کو احتلام ہوگیا اب اس نے وہاں تیمم کیا تو اس سے وہ نماز ادا نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی نیت اس تیمم سے مسجد سے باہر آنا تھا۔ (الفتاوی التاتارخانیہ: ۱/۳۶۵ مسئلہ: ۷۵۵)

﴿۱۳۸﴾ اَلثَّانِی اَلْعُذْرُ الْمُبِیْحُ لِلتَّیَمُّمِ کَبُعْدِهٖ مِیْلًا عَنْ مَاءٍ وَّلَوْ فِی الْمِصْرِ وَحُصُوْلِ مَرَضٍ وَبَرْدٍ یُخَافُ مِنْهُ التَّلَفُ اَوِ الْمَرَضُ وَخَوْفِ عَدُوٍّ وَّعَطَشٍ وَاحْتِیَاجٍ لِعَجْنٍ لَا لِطَبْخِ مَرَقٍ وَلِفَقْدِ اٰلَةٍ.

برد سردی۔ عدو دشمن جمع اَعْدَاءٌ. عطش پیاس باب سمع سے عَطِشَ یعطش عَطْشًا پیاسا ہونا، پیاس لگنا۔ مرق شوربا، شوپ۔

ترجمہ دوسری (شرط) وہ عذر جو تیمم کے لئے مبیح ہو (تیمم کو جائز کرنے والا ہو یعنی جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا درست ہے) جیسے اس کا دور ہونا پانی سے ایک میل اگرچہ شہر میں ہی ہو اور اس بیماری اور ٹھنڈک کا پایا جانا کہ جس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو اور دشمن کا خوف ہونا اور پیاس کا خوف ہونا اور آٹا گوندھنے کی ضرورت کا ہونا نہ کہ شوربا پکانے کے لئے اور پانی نکالنے کے آلہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

(۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلی بہ (مصیبت کا مارا) سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

فائدہ ۔ ایک میل شرعی۔ ایک کلومیٹر ۸۲۸ میٹر ۸۰ سینٹی میٹر کا ہوتا ہے میل سے یہاں یہی مقدار مراد ہے۔ (۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (۳) سخت سردی جبکہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا کہ وہاں جاکر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مر جانے کا خوف ہو (٦) گوشت کو بھون کر بھی کھایا جاسکتا ہے اس لئے اگر گوشت پکانے کیلئے پانی ہو اور وہ تیمم کرے تو جائز نہ ہوگا ہاں اگر اس کے پاس صرف اتنا پانی ہے کہ اس سے آٹا گوندھا جاسکتا ہے تو اس سے آٹا گوندھ لے کیونکہ آٹا بلا گوندھے نہیں پکایا جاسکتا اس لئے اس صورت میں تیمم جائز ہے (۷) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی

چیز موجود نہ ہو اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۷۴، درمختار دارالکتاب: ۱/ ۳۵۱-۳۵۵)

اختیاری مطالعہ

مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے

(۱) مریض خود اپنے تجربہ یا ظن غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانیکا اندیشہ کرے یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔ (حلبی کبیر: ۱/ ۶۵، کتاب المسائل: ۱۷۴)

ریل میں تیمّم کا حکم

(۲) اگر ریل میں پانی بالکل نہ ہو اور ایسا اسٹیشن جہاں پانی دستیاب ہو سکے اتنی دور ہو کہ وہاں تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا اسٹیشن پر اتر کر وضو کرنا یا پانی لینا گاڑی کے چل دینے کیوجہ سے ممکن نہ ہو تو ایسے مسافر کے لئے تیمم کرنا درست ہے اور اگر ریل میں پانی تو موجود ہو لیکن بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے وضو نہ کر سکے تو وہ وقت کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھ لے مگر بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی (احسن الفتاوی ۱/ ۵۵) اور ریل چلتے ہوئے کھڑکی سے جو نہروں یا تالابوں کا پانی نظر آتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ گاڑی چلتے ہوئے اس پانی کا حصول قدرت میں نہیں ہے۔ (شامی دارالکتاب: ۱/ ۳۵۶، کتاب المسائل: ۱۷۵)

غسل کا تیمّم وضو کے لئے کافی ہے

(۳) اگر جنبی شخص کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو یا کسی اور عذر مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے تیمم جائز ہو جائے تو دونوں صورتوں میں غسل کی نیت سے جو تیمم کیا جائیگا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائیگا جو پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے ہاں اگر اس کے بعد کوئی حدث اصغر پیش آ جائے تو اب وضو کرنا ہوگا چوں کہ وہ وضو کے بقدر پانی پر قادر ہے۔ (شامی دارالکتاب: ۱/ ۳۵۱، احسن الفتاویٰ: ۱/ ۵۶)

قیدی کے لئے تیمّم

(۴) جیل کا قیدی اگر پانی کے حصول پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ فی الحال تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور رہائی کے بعد وضو کر کے تمام نمازوں کو دہرائے یہی حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو اتفاقاً کسی کمرہ وغیرہ میں بند ہو جائے۔ (کتاب المسائل: ۱۷۶، الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/ ۳۸۲ مسئلہ ۸۴۰، امداد الفتاوی: ۱/ ۷۴)

﴿۱۳۹﴾ وَخَوْفِ فَوْتِ صَلٰوةِ جَنَازَةٍ اَوْ عِيْدٍ وَلَوْ بِنَاءً وَلَيْسَ مِنَ الْعُذْرِ خَوْفُ الْجُمُعَةِ وَالْوَقْتِ.

ترجمہ اور (جائز ہے تیمم) نماز جنازہ کے فوت ہونے کے ڈر کی وجہ سے یا نماز عید کے اگر چہ بنا کی صورت ہو اور نہیں ہے عذر سے جمعہ (کے فوت ہونے کا) ڈر اور وقت (کے ختم ہو جانے کا) ڈر۔

کن نمازوں کے لئے تیمّم کی خصوصی اجازت ہے

ہر اس نماز کے لئے جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو (جیسے نماز جنازہ اور عیدین) اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں لیکن جس نماز کے فوت ہونے پر قضا ممکن ہو جیسے پنجگانہ نمازیں نماز جمعہ اور نماز وتر تو وہ تیمم سے ادا نہیں ہو سکتیں کیوں کہ ان نمازوں کا خلیفہ موجود ہے ظہر کی نماز، نماز جمعہ کا نائب اور خلیفہ ہے اور وقتیہ نمازوں کی قضا ہو سکتی ہے۔ (حلبی: ۱/۸۳، درمختار دار الکتاب: ۱/۳۶۲)

مصنف کا قول ولو بناءً۔ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص وضو کر کے نماز جنازہ یا نماز عید پڑھ رہا تھا درمیان نماز میں حدث لاحق ہو گیا اور اس کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کرنے میں لگ گیا تو نماز جنازہ یا نماز عید فوت ہو جائے گی تو تیمم کر کے بقیہ نماز پوری کر سکتا ہے اگر چہ وضو والی نماز پر بناء ہے۔ (طحطاوی: ۶۳) (۲) اگر کسی شخص نے نماز جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے تیمم کیا جبکہ پانی موجود ہے تو اس تیمم سے دوسری کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے ہاں اگر اسی وقت فوراً دوسرا جنازہ آجائے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وضو کر کے اسے ادا کیا جا سکے تو اس صورت میں پہلے تیمم سے دوسری نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۱/۸۳)

اختیاری مطالعہ

تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمّم

(۱) اگر پنج وقتہ نمازوں میں سے کوئی اتنی مؤخر کر دی جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور اتنا وقت ہو کہ تیمم کر کے فوراً وہ نماز ادا کی جا سکتی ہو تو امام زفرؒ کے نزدیک اس وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر بعد میں وضو کر کے نماز قضاء کرے احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے۔ (شامی بیروت: ۱/۳۶۶)

﴿۱۴۰﴾ اَلثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالْحَجَرِ وَالرَّمْلِ لَا الْحَطَبِ وَالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ.

تراب مٹی جمع اَتْرِبَة وتُرباتٌ ۔ رملٌ جمع رِمَالٌ ریت۔ حطب جلانے کی لکڑی جمع اَحْطَابٌ.

ترجمہ: تیسری (شرط) یہ ہے کہ تیمم کسی ایسی پاک چیز سے ہو جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی پتھر ریت نہ کہ لکڑی چاندی اور سونا۔

کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے

اس عبارت، میں صحت تیمم کے لئے تیسری شرط کا بیان ہے پاک زمین اور اس کی ہر اس جنس پر تیمم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں۔ یا پگھل جائیں یا نرم ہو جائیں تو اگر ان پر گرد و غبار نہ ہو تو تیمم جائز نہ ہوگا جیسے لوہا تانبا سونا چاندی وغیرہ۔ (مراقی الفلاح: ۶۴، کتاب المسائل: ۱۸۰)

گرد و غبار پر تیمّم

اگر لوہا یا لکڑی وغیرہ پر اتنا گرد جم رہا ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہو جائے تو اس پر بھی تیمم درست ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۳۶۱، کتاب المسائل: ۱۸۰)

سیمنٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمّم

سیمنٹ ٹائل پتھر چونا سب زمین کی جنس سے ہیں لہٰذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمم جائز ہے اگر چہ ان پر بالکل بھی گرد و غبار نہ ہو۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/ ۳۷۴، مسئلہ ۷۹۶)

﴿۱۴۱﴾ اَلرَّابِعُ اِسْتِيْعَابُ الْمَحَلِّ بِالْمَسْحِ.

ترجمہ: چوتھی (شرط) مسح سے محل کا گھیر لینا۔

تیمّم کا طریقہ

اس عبارت میں تیمم کے طریقہ کا بیان ہے، تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیر لیا جائے اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں، یا آگے پیچھے کر دیں کوئی حصہ بال برابر بھی باقی نہ رہے ورنہ نہ تیمم درست ہوگا اور نہ نماز درست ہوگی۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۳۵۵)

﴿۱۴۲﴾ اَلْخَامِسُ اَنْ يَّمْسَحَ بِجَمِيْعِ الْيَدِ اَوْ بِاَكْثَرِهَا حَتّٰى لَوْ مَسَحَ بِاِصْبَعَيْنِ لَا يَجُوْزُ.

وَلَوْ كَرَّرَ حَتّٰى اسْتَوْعَبَ بِخِلَافِ مَسْحِ الرَّأْسِ.

ترجمہ پانچویں (شرط) مسح کرنا تمام ہاتھ یا اس کے اکثر حصہ سے یہاں تک کہ اگر مسح کرے دو انگلیوں سے تو جائز نہ ہوگا اگرچہ وہ اس قدر مکرر کرے کہ مسح کرنے کی تمام جگہ پر ہاتھ پھر جائے (مگر تب بھی جائز نہ ہوگا) برخلاف سر کے مسح کے۔

سر کے مسح اور تیمّم کے مسح میں فرق

سر کے مسح اور تیمم کے مسح میں فرق یہ ہے کہ اگر سر کا مسح ایک دو انگلیوں سے بھی کر لیا چوتھائی سر کے بقدر تو مسح صحیح ہو جائے گا لیکن تیمم کے مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ یا تو پورے ہاتھ سے کرے یا تین انگلیوں سے یا تین سے زائد سے کرے حتی کہ اگر دونوں انگلیوں سے بار بار مسح کرتا رہا اور مسح کرنے کی تمام جگہ پر مسح ہو گیا تو تیمم درست نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۶۵، البحر الرائق: ۱/۱۵۲)

﴿۱۴۳﴾ اَلسَّادِسُ اَنْ يَّكُوْنَ بِضَرْبَتَيْنِ بِبَاطِنِ الْكَفَّيْنِ وَلَوْ فِيْ مَكَانٍ وَاحِدٍ وَيَقُوْمُ مَقَامَ الضَّرْبَتَيْنِ اِصَابَةُ التُّرَابِ بِجَسَدِهٖ اِذَا مَسَحَهٗ بِنِيَّةِ التَّيَمُّمِ.

یکون اس کی ضمیر تیمم کی جانب راجع ہے۔ **لو** اس کے بعد کان فعل ناقص اور اس کا اسم محذوف ہے، اصل عبارت اس طرح ہے لو کان الضربتان. **مسحه** ضمیر مفعول، تراب کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ چھٹی (شرط) یہ ہے کہ تیمم دو ضربوں سے ہو دونوں ہتھیلیوں کے باطن سے اگرچہ ہوں ایک ہی جگہ میں اور قائم مقام ہو جائے گا دو ضربوں کے، مٹی کا لگ جانا اس کے بدن پر جبکہ مسح کر لیا اس کا تیمم کی نیت سے۔

تیمّم کی بقیہ شرطوں کا بیان

چھٹی شرط یہ بیان کی ہے کہ تیمم دو ضربوں سے ہوگا اور دونوں ہتھیلیوں کے باطن سے ہوگا اس کے بعد مصنفؒ نے دو مسئلے ذکر کئے ہیں (۱) ایک ہی مٹی پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے تیمم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ (تاتارخانیہ: ۱/۳۷۸، مسئلہ ۸۱۷) (۲) اگر کسی جگہ گرد وغبار اڑ رہا ہو تو اس درمیان اگر کوئی شخص تیمم کے ارادے سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو حرکت بھی دیدے گا تو اس کا تیمم صحیح ہو جائے گا باقاعدہ ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی بیروت: ۱/۳۵۷، کتاب المسائل: ۱۷۸)

﴿۱۴۴﴾ اَلسَّابِعُ انْقِطَاعُ مَايُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ اَوْ نِفَاسٍ اَوْ حَدَثٍ.

ترجمہ ساتویں (شرط) ان چیزوں کا نہ ہونا جو طہارت کے مخالف ہیں یعنی حیض نفاس حدث۔

تشریح تیمّم کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ حیض ونفاس سے پاک ہو اور حدث جیسے پیشاب ٹپکنے کی بیماری سے محفوظ ہو۔

﴿۱۴۵﴾ اَلثَّامِنُ زَوَالُ مَایَمْنَعُ الْمَسْحَ کَشَمْعٍ وَشَحْمٍ.

ترجمہ آٹھویں (شرط) ان چیزوں کا ختم ہونا جو مسح کو روک دیتی ہیں جیسے موم چربی۔

تشریح تیمم کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جو چیزیں مسح سے مانع ہیں وہ نہ ہوں لہٰذا موم اور چربی جو مسح کی جگہوں پر لگی ہوئی ہوں تو مسح کرتے وقت ان کا چھڑانا ضروری ہے کیوں کہ ان کے موجود رہتے ہوئے مسح انھیں پر ہوگا نہ کہ بدن پر تو پاکی حاصل نہ ہو سکے گی۔ (مراقی الفلاح: ۶۵)

﴿۱۴۶﴾ وَسَبَبُهٗ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِهٖ کَمَا ذُکِرَ فِي الْوُضُوْءِ وَرُکْنَاهُ مَسْحُ الْیَدَیْنِ وَالْوَجْهِ.

ترجمہ اور اس کا سبب اور اس کے واجب ہونے کی شرطیں وہ ہیں جو کہ وضو میں ذکر کی جا چکیں اور اس کے رکن (دو ہیں) دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا اور چہرہ کا مسح کرنا۔

تشریح جو اسباب اور شرطیں وضو کی ہیں (جن کا بیان فصل فی الوضوء میں گذر چکا ہے) وہی سب تیمم کے لئے ہیں اور تیمم کے ارکان دو ہیں (۱) پورے چہرے پر ہاتھ پھیرنا (۲) کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا۔

﴿۱۴۷﴾ وَسُنَنُ التَّیَمُّمِ سَبْعَةٌ اَلتَّسْمِیَةُ فِيْ اَوَّلِهٖ وَالتَّرْتِیْبُ وَالْمُوَالَاةُ وَاِقْبَالُ الْیَدَیْنِ بَعْدَ وَضْعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَاِدْبَارُهُمَا وَنَفْضُهُمَا وَتَفْرِیْجُ الْاَصَابِعِ.

اقبال ادبار دونوں باب افعال کے مصدر ہیں آگے پیچھے کرنا محاورہ ہے **اقبلتُ زیدًا مرةً وادبرتُه اخرىٰ** ایک مرتبہ میں نے زید کو آگے چلتا کیا اور دوسری مرتبہ پیچھے۔ **نفض** باب نصر کا مصدر ہے جھاڑنا۔

ترجمہ اور تیمم کی سنتیں سات ہیں (۱) اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۲) ترتیب (۳) مسلسل (تیمم کے اعضاء پر مسلسل مسح کرنا) (۴) دونوں ہاتھوں کا آگے کی طرف بڑھانا مٹی میں ہاتھوں کو رکھنے کے بعد (۵) اور ان کا پیچھے کی جانب لوٹانا (۶) دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا (۷) انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔

تشریح ترجمہ سے ظاہر ہے۔

﴿۱۴۸﴾ وَنُدِبَ تَاخِیْرُ التَّیَمُّمِ لِمَنْ یَّرْجُو الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ.

یرجو فعل مضارع معروف۔ باب (ن) رَجَاءٌ مصدر ہے امید کرنا، امید رکھنا، پُر امید ہونا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے تیمم کو مؤخر کرنا اس آدمی کے لئے جو امید کرتا ہو پانی کی، وقت کے نکلنے سے پہلے۔

اگر پانی مل جانے کی امید ہو تو کیا کرے؟

اگر پانی موجود نہ ہو اور یہ امید ہو کہ نماز کے آخری وقت تک پانی مل جائیگا تو نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے اگر اس کو پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز پڑھ لے اور اگر نہیں ملا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

﴿۱۴۹﴾ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَلَوْ خَافَ الْقَضَاءَ.

ترجمہ: اور ضروری ہے مؤخر کرنا پانی کے وعدہ کی وجہ سے اگرچہ خوف ہو قضا کا۔

تشریح: اگر کسی نے پانی کا وعدہ کیا تو اب اس کو انتظار کرنا واجب اور ضروری ہے اگرچہ نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ وعدہ کرنے والے کے پاس پانی موجود ہو یا کسی ایسی جگہ ہو جہاں سے وہ لا سکتا ہے اور ایک میل سے کم کی دوری پر ہو۔ (مراقی الفلاح:٦٦)

﴿۱۵۰﴾ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالثَّوْبِ اَوِ السِّقَاءِ مَالَمْ يَخَفِ الْقَضَاءَ.

سقاء مشک جمع اَسْقِيَةٌ وَاَسْقِيَاتٌ .

ترجمہ: اور واجب ہے تاخیر کرنا کپڑا دینے کے وعدہ کے ساتھ یا ڈول کے وعدہ کے ساتھ جب تک کہ خوف نہ ہو قضاء کا۔

کپڑا دینے کے وعدہ پر برہنہ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

اگر کسی کے پاس کپڑے نہیں ہے وہ برہنہ ہے اور اس کو کسی نے کپڑا دینے کا وعدہ کیا ہے تو برہنہ نماز پڑھنے کے بجائے کپڑوں کا انتظار کرنا ضروری ہے اگر اس نے بغیر کپڑوں کا انتظار کئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اس کے پاس پانی نکالنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے اور کسی نے اس کو ڈول رسّی لا کر دینے کا وعدہ کیا ہے تو بھی تیمم میں تاخیر کرنا واجب ہے بشرطیکہ نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر اندیشہ ہے تو اسی حال میں برہنہ یا تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

(مراقی الفلاح:٦٦)

﴿۱۵۱﴾ وَيَجِبُ طَلَبُ الْمَاءِ اِلٰى مِقْدَارِ اَرْبَعِ مِاْئَةِ خُطْوَةٍ اِنْ ظَنَّ قُرْبَهٗ مَعَ الْاَمْنِ وَاِلَّا فَلَا.

الْخُطْوَةُ اس کی جمع خُطُوَاتٌ ۔ ہے، دو قدموں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۳۰، انچ یعنی ایک فٹ۔

ترجمہ: اور ضروری ہے پانی تلاش کرنا چار سو قدم کی مقدار تک اگر گمان ہو اس کے قریب ہونے کا امن کے ساتھ ورنہ نہیں

تشریح: پانی تلاش کرنا واجب ہے چار سو قدم تک بشرطیکہ گمان ہو کہ امن کے ساتھ پانی حاصل ہو جائے گا اور اگر امن کے ساتھ پانی حاصل نہ ہو تو پھر واجب نہیں۔

﴿۱۵۲﴾ وَيَجِبُ طَلَبُهُ مِمَّنْ هُوَ مَعَهُ اِنْ كَانَ فِي مَحَلٍّ لَاتَشُحُّ بِهِ النُّفُوْسُ وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهِ اِلَّا بِثَمَنِ مِثْلِهِ لَزِمَهُ شِرَاؤُهُ بِهِ اِنْ كَانَ مَعَهُ فَاضِلاً عَنْ نَفَقَتِهِ.

لاتشح فعل مضارع منفی معروف باب نصر شحًا مصدر ہے، بخل کرنا، کنجوسی کرنا۔ **یعطه** فعل مجزوم ہے اصل میں **یعطیه** تھا، لم کی وجہ سے ی حرف علت حذف ہوگئی ہے۔ **ثمن** نقد مال یا سامان جو باہمی رضامندی سے دوسری شئ کے عوض دیا جائے اور یہاں ثمن مثل سے مراد یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان آپس کی رضامندی سے جو طے ہو جائے خواہ وہ بازاری بھاؤ سے کم ہو یا زیادہ۔

ترجمہ: اور ضروری ہے اس کا مانگنا اس شخص سے جو اس کے ساتھ ہے اگر ہو ایسی جگہ میں کہ جہاں پانی دینے میں لوگ بخل نہیں کرتے اور اگر نہ دے وہ پانی مگر ثمن مثل کے عوض تو ضروری ہے پانی خریدنا اسی ثمن کے ساتھ بشرطیکہ ہو اس کے پاس اپنے خرچ سے زائد رقم۔

ساتھی سے پانی مانگنا

اگر رفیق سفر کے پاس پانی ہو تو تیمم کرنے سے قبل اس سے پانی مانگنا ضروری ہے اگر وہ پانی دیدے تو وضو کر کے نماز پڑھے ورنہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے یہاں رفیق سفر سے مراد ہر وہ آدمی ہے جس کے پاس پانی ہو۔ اگر پانی قیمت سے ملتا ہو اور قیمت وہی لی جارہی ہو جو عام طور سے مُروّج ہے تو اگر اس شخص کے پاس اپنے خرچ سے زائد رقم ہے تو پھر قیمتاً لینا ہی واجب ہے۔ (تاتارخانیہ: ۱/۳۶۹ مسئلہ: ۷۷۶)

﴿۱۵۳﴾ وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَاشَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَصَحَّ تَقْدِيْمُهُ عَلَى الْوَقْتِ.

ترجمہ: اور پڑھے (پڑھ سکتا ہے) ایک تیمم سے جو چاہے فرائض ونوافل اور صحیح ہے اس کو مقدم کرنا وقت پر۔

ایک تیمم سے کئی نمازیں

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ایک بار تیمم کر کے جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں خواہ فرائض ہوں یا نوافل

ادا ہوں یا قضا یا نذر کی نمازیں جب تک کہ ناقض تیمم پیش نہ آئے، اس کے بعد فرمایا کہ جس طرح وقت سے پہلے وضو کرنا درست ہے اسی طرح تیمم کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ شرائط پائی جائیں، جن کا تذکرہ مسئلہ ۱۳۸ میں آ چکا ہے۔

«۱۵۴» وَلَوْ كَانَ أَكْثَرُ الْبَدَنِ أَوْ نِصْفُهُ جَرِيْحًا تَيَمَّمَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهُ صَحِيْحًا غَسَلَهُ وَمَسَحَ الْجَرِيْحَ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ.

جریح جمع جرحیٰ زخمی باب فتح سے جرحًا زخمی کرنا، باب سمع سے جرحًا زخمی ہونا۔

ترجمہ اور اگر ہو بدن کا اکثر یا اس کا آدھا حصہ زخمی تو تیمم کرلے اور اگر ہو اس کا اکثر صحیح تو اس کو دھولے اور مسح کرلے زخمی حصہ کا اور جمع نہ کرے دھونے اور تیمم کے درمیان

اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

اگر وضو کے اکثر اعضاء یعنی اعضاء اربعہ (چہرہ دونوں ہاتھ سر اور دونوں پیر) میں سے تین اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمم کرے اسی طرح اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسل جنابت کے بجائے تیمم کرنا درست ہوگا لیکن اگر آدھے اعضاء اور آدھا بدن صحیح سلامت ہو تو اب محض تیمم سے کام نہ چلے گا بلکہ زخمی اعضاء پر تیمم اور صحیح اعضاء کو دھویا جائیگا اسی طرح اگر اکثر صحیح سلامت ہو تو بھی یہی حکم ہے ہاں اگر زخم ایسی جگہ ہو کہ اوپر تندرست حصہ سے پانی بہانے کی وجہ سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہو تو وہ اوپر کا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا اور اس کی وجہ سے تیمم کی گنجائش ہوگی۔

فائدہ: متن میں او نصفہ جریحا تیمم میں جو قول ذکر کیا ہے یہ غیر مفتی بہ ہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ دھونے اور تیمم کے درمیان جمع نہ کرے کیونکہ شریعت میں بدل اور مبدل منہ میں جمع کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۶۸)

«۱۵۵» وَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ الْوُضُوْءِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِيْ.

ترجمہ اور توڑ دیتی ہیں تیمم کو وہی چیزیں جو توڑ دیتی ہیں وضو کو اور قادر ہو جانا بقدر کفایت پانی کے استعمال پر۔

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

تیمم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے نیز جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے اس عذر کے ختم ہونے سے بھی تیمم باقی نہیں رہتا اسی طرح اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہو جائے تیمم ٹوٹ جائے گا اسی طرح اگر مرض یا شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر مرض جاتا رہا یا ٹھنڈک ختم ہوگئی تو بھی پہلا تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (البحر الرائق: ۱/۱۶۰ بیروت)

اختیاری مطالعہ

ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا

اگر کسی شخص نے پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا پھر پانی تو مل گیا مگر ٹھنڈک اتنی شدید ہوگئی کہ پانی کا استعمال خطرناک ہے یا اس کے برعکس صورت پیش آئی کہ پہلے ٹھنڈک کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر ٹھنڈک تو زائل ہوگئی مگر پانی ناپید ہوگیا تو ان دونوں صورتوں میں پہلا تیمم ٹوٹ جائے گا اور نئے عذر کی وجہ سے ازسرِنو تیمم کرنا ہوگا۔
(شامی بیروت ۱/۳۵٦)

﴿۱۵٦﴾ وَمَقْطُوْعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ اِذَا كَانَ بِوَجْهِهٖ جَرَاحَةٌ يُصَلِّيْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَايُعِيْدُ.

جراحة زخم جمع جراح وجراحات.

ترجمہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹا ہوا شخص جبکہ اس کے چہرے پر (بھی) زخم ہو تو نماز پڑھ لے بغیر وضو کے اور اعادہ نہ کرے۔

اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو

اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو تو اس سے وضو اور تیمم سب ساقط ہیں، بس وہ اسی حالت میں جیسے بھی ہو نماز ادا کرے گا اور بعد میں دھرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (درمختار بیروت:۱/۱۷۰)

اختیاری مطالعہ

اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں

(۱) اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے جوڑ سے کٹے ہوئے ہوں تو جب تیمم کرے تو کٹنے کی جگہ کا مسح کرے۔
(حلبی کبیر:۱/٦۴، عالمگیری:۱/۲٦)

اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں

(۲) اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹ گئے ہوں تو تیمم کرتے وقت اس شخص پر ہاتھوں کا مسح نہیں۔
(شامی بیروت:۱/۳۵۷)

دوسرے شخص کا تیمّم کرانا

(۳) اگر مریض خود تیمّم نہ کر سکے تو تیماردار اپنے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمّم کرا سکتا ہے بشرطیکہ حکم دینے والا نیت بھی کرے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۱/ ۳۵۷، کتاب المسائل: ۱۷۸)

بَابُ المَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ

یہ باب موزوں پر مسح کرنے کے احکام کے بیان میں ہے

ماقبل سے مناسبت

تیمّم اور مسح علی الخفین دونوں میں سے ہر ایک عارض ہے کیوں کہ اصل غسل (دھونا) ہے مگر تیمّم کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے اور مسح کا ثبوت حدیث سے ہے اس لئے تیمّم اقویٰ اور مستحق تقدیم ہے۔

مسح کی لغوی تعریف: کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔

اصطلاحی تعریف: بھیگے ہوئے ہاتھ کو اس چیز پر پھیرنا کہ جس پر پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خفین، خف کا تثنیہ ہے موزہ خفین دو موزے، مسح علی الخفین، دونوں موزوں پر مسح کرنا۔

مسح علی الخفین کی مشروعیت

قرآن پاک میں آیت وضو (یاایہاالذین امنوا اذاقمتم) سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے لیکن صحیح احادیث سے شہرت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے شرائط کے ساتھ خفین پر مسح کرنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ خود عمل بھی فرمایا حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے سفر کے دوران وضو فرمایا اور میں آپ کے اعضاء پر پانی ڈال رہا تھا آپ نے ایسا شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جسکی آستین تنگ تھیں جسکی بنا پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دامن کے نیچے سے باہر نکالے اور آپ نے خفین پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت پیر دھونا بھول گئے؟ اس پر آپ نے فرمایا بلکہ تم ہی بھول گئے مجھے میرے رب نے انہی خفین پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۸۴، بخاری شریف حدیث ۱۹۶)

مسح علی الخفین اہل سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے

شیعہ فرقۂ امامیہ کے لوگ مسح علی الخفین کو نہیں مانتے بلکہ وہ بلاخفین پیروں پر مسح کے قائل ہیں اس کے برخلاف اہل

سنت والجماعت موزے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں اور موزوں کی حالت میں مسح کے قائل ہیں اس لئے مسح علی الخفین کے جواز کو اہل سنت والجماعت کی امتیازی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/۷۷، کتاب المسائل: ۱۸۵)

موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں (۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵ رکلو میٹر ۴۸۶ رسینٹی میٹر ہوتی ہے) پیدل چلا جاسکتا ہو (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز (موٹے مضبوط) ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارت کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو شرط یہ ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ (شامی بیروت: ۱/ ۳۸۵-۳۸۷)

نوٹ: ان میں سے صرف سات شرطوں کا تذکرہ صاحب کتاب نے کیا ہے (تفصیل عنقریب آئے گی)

﴿۱۵۷﴾ صَحَّ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَدَثِ الْاَصْغَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَوْ كَانَا مِنْ شَيْءٍ ثَخِيْنٍ غَيْرِ الْجِلْدِ سَوَاءٌ كَانَ لَهُمَا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ اَوْ لَا.

ثخین ثخن (ک) **يَثخُنُ ثُخُونَةً وثَخَانَةً** سخت ہونا، موٹا ہونا، صفت **ثخین** جمع **ثخناءُ** . **نعل** سول (جوتے کا تلا) جوتا، بوٹ، سینڈل، چپل جمع **نِعال**.

ترجمہ جائز ہے مسح کرنا دونوں موزوں پر حدث اصغر میں مردوں اور عورتوں (دونوں) کے لئے اگرچہ ہوں دونوں موزے کسی موٹی چیز کے چمڑے کے علاوہ برابر ہے ان کیلئے نعل ہو یا نہ ہو (موزے کا تلا خواہ چمڑے کا ہو یا نہ ہو)

جنبی کے لئے مسح کا عدم جواز

مصنف ؒ فرماتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا اس آدمی کے لئے جائز ہے جو محدث ہو حدث اصغر کے ساتھ یعنی بے وضو ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور جس شخص پر غسل کرنا واجب ہے اس کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح علی الخفین حرج دور کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور حرج حدث اصغر کی صورت میں ہے حدث اکبر کی صورت میں نہیں۔

(طحطاوی علی المراقی الفلاح: ۶۹)

ولو کانا من شیء ثخین اس عبارت کو سمجھنے کے لئے اولاً یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ اگر موزے کے صرف

نیچے کے حصہ میں چمڑا چڑھا ہوا ہو یعنی جوتے کے برابر ہو تو اس کو منعل کہتے ہیں۔ اور وہ موزے جن میں تین شرطیں پائی جائیں۔ (۱) اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے (۲) بغیر باندھے (لاسٹک وغیرہ کے) خود ہی پنڈلیوں پر رکے رہیں (۳) ان کو پہن کر بغیر جوتے کے ۴-۵ کلومیٹر پیدل چل سکیں) تو ان کو ثخینین کہتے ہیں۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ وہ موزے جو ثخینین ہوں خواہ منعل ہوں یا نہ ہوں ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ (باقی تفصیل انوارالقدوری ۱/ ۹۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

اختیاری مطالعہ

چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح

(۱) اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو مجلد (پورے قدم کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا) کرایا جائے تو ان پر مسح کرنا بالاتفاق درست ہے اس لئے کہ چمڑا چڑھانے کے بعد وہ خف ہی بن جاتا ہے۔ (شامی: بیروت ۱/ ۳۹۶)

چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح

(۲) اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ چمڑے کا بنوا کر سلوالیا تو اس پر مسح کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف رہا ہے عدم جواز کا قول احوط ہے۔ (احسن الفتاوی: ۲/ ۶۵)

مروّجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم

(۳) آجکل استعمال ہونے والے نائیلون اور سوتی و اونی موزوں پر مسح بالکل جائز نہیں اس لئے کہ ان میں جواز کی شرائط نہیں پائی جاتیں لہٰذا وضو کے وقت ان کو اتار کر پیروں کو دھونا لازم ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۳۴۴)

باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم

(۴) اگر باریک سوتی یا اونی موزے تہ بتہ پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی اجازت نہیں۔ (ہندیہ: ۱/ ۳۲، کتاب المسائل: ۱۸۹)

﴿۱۵۸﴾ وَيُشْتَرَطُ لِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ الْأَوَّلُ لُبْسُهُمَا بَعْدَ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَوْ قَبْلَ كَمَالِ الْوُضُوْءِ إِذَا اَتَمَّهُ قَبْلَ حُصُوْلِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوْءِ۔

لُبْسُهُمَا ضمیر خفین کی جانب راجع ہے۔ **اتمہ** ضمیر مفعول وضو کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور شرط ہے دونوں موزوں پر مسح کے جواز کے لئے سات شرطیں پہلی (شرط) دونوں پیروں کو

دھونے کے بعد موزوں کو پہننا اگر چہ وضو پورا کرنے سے پہلے ہی ہو (مگر یہ) جب ہے کہ پورا کرلے وضو کو ناقض وضو پیش آنے سے پہلے۔

مابقیہ شرائط

اس عبارت میں موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرط اول کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ محض پاؤں دھو کر موزے پہن لئے ہوں مگر اس صورت میں شرط یہ ہے کہ کسی قسم کا ناقض وضو پیش آنے سے پہلے باقی وضو پوری کرلی ہو پس اگر پیر دھو کر موزے پہن لئے اور ابھی وضو پوری نہیں کی تھی کہ انگلی کٹ گئی جس سے خون نکل آیا اس کے بعد وضو پوری کی تو اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (طحطاوی: ۷۰)

﴿۱۵۹﴾ وَالثَّانِي سَتْرُهُمَا لِلْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ اور دوسری (شرط) دونوں موزوں کا چھپادینا ٹخنوں کو۔

تشریح دوسری شرط یہ ہے کہ وہ موزے ایسے ہوں کہ پاؤں ٹخنوں سمیت چھپے رہیں۔

﴿۱۶۰﴾ وَالثَّالِثُ اِمْكَانُ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيْهِمَا فَلَايَجُوْزُ عَلٰى خُفٍّ مِنْ زُجَاجٍ اَوْ خَشَبٍ اَوْ حَدِيْدٍ.

فیھما تثنیہ کی ضمیر خفین کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ تیسری (شرط ان کو پہن کر) مسلسل چل سکنا، لہٰذا مسح کرنا جائز نہیں شیشہ لکڑی یا لوہے کے موزوں پر

تشریح تیسری شرط یہ ہے کہ وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر تین میل شرعی پیدل چلا جاسکتا ہو اسی وجہ سے شیشہ لکڑی لوہے کے موزوں پر مسح درست نہ ہوگا کیونکہ ان میں یہ شرط ختم ہے۔ محشی شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے لکڑی لوہے وغیرہ کے بنے ہوئے موزے نہیں دیکھے اسلئے ممکن ہے کہ موزے کے مانند ان چیزوں سے کوئی اور چیز بناتے ہوں یا مسئلہ ویسے ہی فرض کرلیا گیا ہو۔

﴿۱۶۱﴾ وَالرَّابِعُ خُلُوُّ كُلِّ مِنْهُمَا عَنْ خَرْقٍ قَدْرَ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْقَدَمِ.

خرق سوراخ پھٹن باب سمع ونصر سے خَرْقًا پھاڑنا۔

ترجمہ اور چوتھی (شرط) دونوں موزوں میں سے ہر ایک موزہ کا خالی ہونا پھٹن سے جو تین انگلیوں کے بقدر ہو پیر کی چھوٹی انگلیوں میں سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پاؤں کھل گیا یا اس سے زائد کھل گیا

تو یہ خرق کثیر کے اندر داخل ہے اس صورت میں موزوں پر مسح جائز نہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں کھلا ہے تو یہ خرق قلیل ہے اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا جائز اور درست ہے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا اور وہ پھٹن پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا اور اگر دونوں موزے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر پھٹن تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا ان پر مسح کرنا درست رہے گا۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۴۰۰، کتاب المسائل: ۱۹۱)

﴿۱۶۲﴾ وَالْخَامِسُ اِسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرِّجْلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ.

استمساک باب استفعال کا مصدر ہے رکنا۔ **شَدّ** باب نصر سے شدًّا باندھنا، کھینچنا۔

ترجمہ اور پانچویں (شرط) دونوں موزوں کا رُکا رہنا پیروں پر بغیر باندھے ہوئے۔

تشریح پانچویں شرط یہ ہے کہ دونوں موزے اتنے موٹے ہوں کہ بغیر کسی بندش یعنی لاسٹک وغیرہ کے پنڈلی پر ٹک سکیں۔

﴿۱۶۳﴾ وَالسَّادِسُ مَنْعُهُمَا وُصُوْلَ الْمَاءِ اِلَى الْجَسَدِ.

ترجمہ اور چھٹی (شرط) دونوں کا روکنا پانی کے پہنچنے کو جسم تک۔

تشریح موزے اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں تب مسح کرنا صحیح ہے۔

﴿۱۶۴﴾ وَالسَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى مِنْ مُقَدَّمِ الْقَدَمِ قَدْرُ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدَّمَ قَدَمِهٖ لَايَمْسَحُ عَلٰى خُفِّهٖ وَلَوْ كَانَ عَقِبُ الْقَدَمِ مَوْجُوْدًا.

عقب ایڑی جمع اعقاب۔

ترجمہ اور ساتویں (شرط) یہ ہے کہ باقی رہے پیر کا اگلا حصہ تین انگلیوں کی مقدار ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے پس اگر اس کے پیر کا اگلا حصہ نہ ہو تو مسح نہیں کر سکتا اپنے موزے پر اگرچہ پیر کا پچھلا حصہ موجود ہو۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو اگر اگلا حصہ غائب ہو خواہ پچھلا حصہ جوں کا توں موجود ہو تو اس موزے پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔ (الفتاوی التاتارخانیہ: ۱/ ۴۲۰، مسئلہ: ۱۰۲۲)

﴿۱۶۵﴾ وَيَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا.

ترجمہ اور مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن انکی راتوں سمیت۔

مسح کی مدت

مقیم کے لئے ایک دن ایک رات (۲۴ رگھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲ رگھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے۔

﴿۱۶۶﴾ وَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ.

ترجمہ اور مدت (مسح) کی ابتداء حدث کے وقت سے ہے موزوں کو پہننے کے بعد۔

مسح کی مدت کی ابتداء کب سے؟

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی مثلاً کسی شخص نے آٹھ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا تو اس کی مدت کی ابتداء گیارہ بجے سے ہوگی۔

﴿۱۶۷﴾ وَاِنْ مَسَحَ مُقِيْمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهِ اَتَمَّ مُدَّةَ الْمُسَافِرِ.

ترجمہ اور اگر مسح کرے مقیم پھر سفر کرے اپنی مدت کے مکمل ہونے سے پہلے تو پوری کرے مسافر کی مدت۔

مسح کرنے والا مقیم اگر مسافر ہو جائے؟

اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴ رگھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر شرعی ہو جائے تو اس کے لئے ۷۲ رگھنٹے تک مسح کرنے کی اجازت ہوگی یعنی تین روز تک مسح کرے گا (مسافر والی مسح کی مدت کو اس طرح پورا کرلے کہ مجموعہ تین دن ہو جائے یہ مطلب نہیں کہ از سر نو تین دن تک مسح کرتا رہے) (ہندیہ: ۱/۳۳)

﴿۱۶۸﴾ وَاِنْ اَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا مَسَحَ يَوْمًا وَلَيْلَةً نَزَعَ وَاِلَّا يُتِمُّ يَوْمًا وَلَيْلَةً.

ترجمہ اور اگر مقیم ہو جائے مسافر ایک دن اور ایک رات مسح کرنے کے بعد تو اتار دے ورنہ مکمل کرے ایک دن اور ایک رات۔

مسح کرنے والا مسافر اگر مقیم ہو جائے؟

اگر حالت سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴ رگھنٹے سے پہلے مقیم ہو گیا تو ۲۴ رگھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی

اور اگر ۲۴ گھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے تو اب حالت اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ موزے اتار کر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ (ہندیہ: ۱/۳۴، کتاب المسائل: ۱۹۰)

﴿۱۶۹﴾ وَفَرْضُ الْمَسْحِ قَدْرُ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ عَلٰى ظَاهِرِ مُقَدَّمِ كُلِّ رِجْلٍ.

ترجمہ اور مسح کا فرض تین انگلیوں کی مقدار ہے ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے ہر پیر کے اگلے حصہ کے اوپر کی جانب۔

مسح کی مقدارِ فرضیت

اس عبارت میں مسح کی مقدار فرضیت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار مسح کرنا فرض ہے اس کے بعد فرمایا کہ ہر پیر کے موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرنا ضروری ہے موزوں میں نیچے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (حلبی کبیر: ۱/۱۱۰)

﴿۱۷۰﴾ وَسُنَّتُهٗ مَدُّ الْاَصَابِعِ مُفَرَّجَةً مِنْ رُّؤُوْسِ اَصَابِعِ الْقَدَمِ اِلَى السَّاقِ.

مفرجۃ اسم مفعول مؤنث ہے باب تفعیل سے تفریجًا مصدر ہے کشادہ ہونا۔

ترجمہ اور اس کی سنتیں انگلیاں کھینچنا دراں حالانکہ وہ انگلیاں کشادہ ہوں پیر کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلیوں تک

مسح کرنیکا طریقہ

موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں تر ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کرلے تو بہتر ہے اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح تو ہو جائے گا لیکن خلاف سنت ہوگا۔

(درمختار مع الشامی بیروت: ۱/۳۹۲، حلبی کبیر: ۱/۱۰۹-۱۱۰)

اختیاری مطالعہ

ایک انگلی سے مسح

اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کر

کے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۸۶، عالمگیری: ۱/۳۲-۳۴)

مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا

اگر کوئی شخص موزوں پر مسح کرنے کے بجائے ایسی گھاس پر ٹہلے جو پاک پانی سے تر ہو جسکی وجہ سے موزوں کا ظاہری اوپری حصہ پانی سے بھیگ جائے تو اس سے بھی مسح علی الخفین کا وظیفہ ادا ہو جائے گا۔ (المحیط البرہانی: ۱/۳۴۱، کتاب المسائل: ۱۸۷)

کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا

اگر کوئی شخص موزوں پر خود مسح کرنے کے بجائے دوسرے شخص سے مسح کرا لے تو بھی مسح درست ہو جائے گا۔

(حوالہ بالا)

﴿۱۷۱﴾ وَيَنْقُضُ مَسْحَ الخُفِّ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُضُ الوُضُوْءَ وَنَزْعُ خُفٍّ وَلَوْ بِخُرُوْجِ اَكْثَرِ القَدَمِ اِلٰى سَاقِ الخُفِّ وَاِصَابَةُ المَاءِ اَكْثَرَ اِحْدَى القَدَمَيْنِ فِي الخُفِّ عَلَى الصَّحِيْحِ وَمُضِيُّ المُدَّةِ اِنْ لَمْ يَخَفْ ذَهَابَ رِجْلِهٖ مِنَ البَرْدِ وَبَعْدَ الثَّلَاثَةِ الاَخِيْرَةِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَطْ.

نزع باب (ض) کا مصدر ہے کھینچنا، نَزَعَ الشَّيْءَ مِنْ مَكَانِهٖ نَزْعًا کسی چیز کو اس کی جگہ سے کھینچ کر نکالنا۔ خروج باب (ن) کا مصدر ہے نکلنا، باہر آنا۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اولاً نزع پھر خروج لا کر اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ چاہے موزہ نکالا ہو یا خود نکل گیا مسئلہ کا حکم دونوں صورتوں میں برابر ہے۔

ترجمہ اور توڑ دیتی ہیں موزہ کے مسح کو چار چیزیں ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے اور موزہ کا نکالنا اگرچہ اکثر قدم کے نکلنے سے ہی ہو موزہ کی پنڈلی کی جانب اور پانی کا پہنچ جانا دونوں پیروں میں سے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ میں موزہ کے اندر صحیح قول کے موافق اور مدت کا گزر جانا اگر خوف نہ ہو اپنے پیر کے چلے جانے کا سردی کی وجہ سے اور آخری تین صورتوں کے بعد صرف اپنے پیروں کو دھو لے۔

مسح کو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا (۱) نواقض وضو جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ اس صورت میں نیا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا اور آگے کی صورتوں میں موزہ اتار کر پیر دھونا ضروری ہے صرف مسح کر لینا کافی نہیں

ہوگا۔ (۲) پورے موزہ کا اتار دینا یا پیر کا اکثر حصہ باہر آجانا۔ (۳) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا۔ (۴) مسح کی مقررہ مدت کا گزر جانا بشرطیکہ سردی کی شدت سے پیر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو اگر اندیشہ ہو کہ پیر بیکار ہو جائیں گے خراب ہو جائیں گے تو پھر وقت پورا ہونے کے بعد بھی مسح کرنا جائز ہے۔ (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۴۰۱-۴۰۴)

﴿۱۷۲﴾ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقُعٍ وَقُفَّازَيْنِ.

العمامة پگڑی جمع عمائم۔ قلنسوة ٹوپی جمع قلانس۔ برقع وہ کپڑا جسے عورتیں پردے کے لئے سر سے پاؤں تک اوڑھتی ہیں جمع براقع۔ قفازین قفاز کا تثنیہ، دستانہ، جمع قفافیز۔

ترجمہ اور جائز نہیں مسح کرنا پگڑی، ٹوپی، برقع اور دستانوں پر۔

پگڑی وغیرہ پر مسح

پگڑی پر مسح کرنا درست نہیں ہے اسی طرح ٹوپی پر بھی مسح جائز نہیں ہے اسی طرح عورت کے لئے برقع پر مسح کرنا جائز نہیں اور بعض لوگ جو شکاری پرندے پکڑتے ہیں وہ ہاتھوں میں دستانے پہنتے ہیں تاکہ پرندوں کے چنگل کی ضرب سے محفوظ رہ سکیں یا بعض لوگ سردی کیوجہ سے دستانے پہنتے ہیں ان پر بھی مسح درست نہیں ہے۔ (درمختار: ۱/ ۲۵۰)

فصل فِى الْجَبِيْرَةِ وَنَحْوِهَا

﴿۱۷۳﴾ إِذَا افْتَصَدَ اَوْ جُرِحَ اَوْ كُسِرَ عُضْوُهٗ فَشَدَّهٗ بِخِرْقَةٍ اَوْ جَبِيْرَةٍ وَكَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ غَسْلَ الْعُضْوِ وَلَا يَسْتَطِيْعُ مَسْحَهٗ وَجَبَ الْمَسْحُ عَلٰى اَكْثَرِ مَا شَدَّ بِهِ الْعُضْوَ وَكَفٰى الْمَسْحُ عَلٰى مَاظَهَرَ مِنَ الْجَسَدِ بَيْنَ عِصَابَةِ الْمُفْتَصِدِ.

افتصد فعل ماضی معروف باب افتعال افتصادًا مصدر ہے فاسد خون نکلوانا رگ کھول کر۔ عِصَابَة پٹی، بینڈ تج جمع عِصَابَات اور مفتصد افتصاد سے اسم فاعل ہے۔

ترجمہ جب کوئی فصد کرائے یا زخمی ہو جائے یا ٹوٹ جائے اس کا عضو پھر باندھ لے اس کو پٹی یا لکڑی سے (ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھنے کی لکڑی یا پٹی) اور وہ طاقت نہیں رکھتا عضو کو دھونے کی اور نہ طاقت رکھتا ہے اس پر مسح کرنے کی تو ضروری ہے مسح کرنا اس چیز کے اکثر حصہ پر جس کے ذریعہ عضو کو باندھا ہے اور کافی ہے مسح کرنا بدن کے ظاہری حصہ پر جو فصد کرانے والے کی پٹی کے درمیان ہے۔

زخم پر مسح کے مسائل

اس عبارت، میں چند مسائل کا بیان ہے (۱) اگر کسی شخص نے نشتر لگا کر بدن سے خراب خون نکلوایا پھر اس جگہ پر پٹی باندھ دی گئی اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست ہے (۲) اگر زخم کے منھ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے نقصان دہ ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کرتے وقت مسح کرنا جائز ہے خواہ پٹی باوضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ (۳) ہڈی ٹوٹنے پر جو پلاستر چڑھایا جاتا ہے وہ بھی پٹی کے حکم میں ہے اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۵)

قوله وجب المسح على اكثر الخ

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ پٹی پھایہ پلاستر کے اکثر حصہ پر مسح کرنا واجب ہے اور بدن کا وہ حصہ جو پٹی وغیرہ سے باہر ہے اس پر بھی مسح کرنا کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر دھونے کا مکلف بنا دیا جائے تو ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ پانی زخم تک پہنچ جائے اور نقصان دہ بن جائے اس لئے اس حصہ کو دھونا ضروری نہیں ہے۔

پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم

اگر زخم ایسی جگہ ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصہ کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے تو اس پورے حصہ پر ضرورۃً مسح جائز ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۴۰۸، کتاب المسائل: ۱۹۳)

﴿۱۷۴﴾ وَالْمَسْحُ كَالْغَسْلِ فَلَا يَتَوَقَّتُ بِمُدَّةٍ وَلَا يُشْتَرَطُ شَدُّ الْجَبِيْرَةِ عَلٰى طُهْرٍ وَيَجُوْزُ مَسْحُ جَبِيْرَةِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ مَعَ غَسْلِ الْأُخْرٰى وَلَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ بِسُقُوْطِهَا قَبْلَ الْبُرْءِ وَيَجُوْزُ تَبْدِيْلُهَا بِغَيْرِهَا وَلَا يَجِبُ إِعَادَةُ الْمَسْحِ عَلَيْهَا وَالْأَفْضَلُ إِعَادَتُهُ.

یتوقت فعل مضارع معروف باب تفعل (م) تَوَقُّتًا ہے متعین ہونا۔

ترجمہ اور مسح کرنا (حکم کے اعتبار سے) دھونے کے مانند ہے لہٰذا متعین نہیں ہوگا کسی مدت کے ساتھ اور شرط نہ ہوگا پٹی کا باندھنا پاکی کی حالت میں اور جائز ہے دو پیروں میں سے ایک کی پٹی پر مسح کرنا دوسرے پیر کے دھونے کے ساتھ اور باطل نہ ہوگا مسح پٹی کے گرنے سے اچھا ہونے سے پہلے اور جائز ہے تبدیل کرنا اس پٹی کا دوسری پٹی سے اور ضروری نہیں ہے مسح کا لوٹانا اس پر البتہ افضل ہے اس کا اعادہ کرنا۔

مسح علی الجبیرۃ اور مسح علی الخفین میں فرق

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مسح علی الجبیرہ دھونے کے مانند ہے یہ بدل اور خلیفہ نہیں ہے برخلاف مسح علی الخفین کے کہ وہ خلیفہ ہے اسی وجہ سے ایک پیر پر مسح کر لینا اور دوسرے کو دھو لینا درست نہیں ہے اس کے بعد مسح علی الجبیرہ اور مسح علی الخفین کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔ چنانچہ دونوں کے درمیان چار اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) مسح علی الجبیرہ کے لئے کوئی مدت متعین نہیں ہے کیونکہ یہ دھونے کے حکم میں ہے اور دھونا کسی مدت کے ساتھ متعین نہیں ہے برخلاف مسح علی الخفین کے (۲) زخم کی پٹی پاکی کے ساتھ باندھنا ضروری نہیں بلکہ اگر بغیر وضو باندھا ہو تب بھی مسح کر سکتا ہے (۳) دو پیروں میں سے ایک زخمی ہے دوسرا صحیح وتندرست ہے تو ایک پر مسح اور دوسرے کو دھونا جائز ہے (۴) اگر زخم اچھا ہوئے بغیر پٹی کھل گئی تو دوبارہ باندھ لے مسح کا اعادہ ضروری نہیں ہے اس لئے کہ عذر باقی ہے ہاں اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر گئی یا کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے کیوجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا، برخلاف مسح علی الخفین کہ ان میں ایک موزے کے نکل جانے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۵) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدلی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد والی پٹی پر مسح کر لیا جائے اسی طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔

﴿۱۷۵﴾ وَاِذَا رَمِدَ وَاُمِرَ اَنْ لَّا يَغْسِلَ عَيْنَهٗ اَوِ انْكَسَرَ ظُفُرُهٗ وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً وَعَلَكًا اَوْ جَلْدَةَ مِرَارَةٍ وَضَرَّهٗ نَزْعُهٗ جَازَ لَهُ الْمَسْحُ وَاِنْ ضَرَّهُ الْمَسْحُ تَرَكَهٗ .

رمد باب سمع سے مصدر رمداً آنکھ دکھنا **علك** درخت کا گوند جو چبانے سے نہ گھلے جمع علوك. **مرارة** پتہ (جگر کے نیچے ایک چھوٹی تھیلی جس میں پت جمع رہتی ہے) جمع مرائر.

ترجمہ اور اگر آنکھ دکھنی آجائے اور حکم دیا گیا اس بات کا کہ نہ دھوئے اپنی آنکھوں کو، یا ٹوٹ جائے اس کا ناخن اور لگالے اس پر کوئی دوا اور گوند یا پتہ کی جھلی اور نقصان دے اس کو اس کا اتارنا تو جائز ہے اس کے لئے مسح کرنا اور اگر نقصان دے اس کو مسح کرنا بھی تو چھوڑ دے اس کو (بھی)۔

زخمی کے لئے پانی اگر نقصان دہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی کی آنکھ دکھنی آگئی اور ماہر حکیم نے حکم دیا کہ ان کو پانی نہ لگے یا ناخن ٹوٹ گیا اس نے اس پر دوا یا گوند وغیرہ لگالیا اور اس زخم کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو اس پر تر ہاتھ سے مسح کر لے زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر مسح کرنا

بھی نقصان دہ ہو تو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۵)

﴿۱۷۶﴾ وَلَا يَفْتَقِرُ اِلَى النِّيَّةِ فِيْ مَسْحِ الْخُفِّ وَالْجَبِيْرَةِ وَالرَّأْسِ.

ترجمہ اور ضرورت نہیں ہے نیت کی موزہ، پٹی اور سر کے مسح میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ موزہ پٹی اور سر کے مسح کرنے میں نیت کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ یہ دھونے کے قائم مقام ہے، لہٰذا ان پر مسح کرنے میں نیت کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وضو میں۔ (مراقی الفلاح: ۱/ ۷۴)

بَابُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان

حیض ونفاس کا فطری نظام

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہے بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے اسی بنا پر زمانۂ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔ حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قوموں میں بہت افراط وتفریط کا معاملہ کرتی تھیں چناں چہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے جبکہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے اسلام نے ان دونوں طریقوں کے خلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی وہ یہ کہ حالت حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لئے اس حالت میں ان سے صحبت سے پرہیز کیا جائے حیض ونفاس واستحاضہ کے مسائل عموماً پیچیدہ ہوتے ہیں اور آج کے دور میں طبائع کی کمزوری فاسد خیالات اور گوناگوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں اس لئے معلمہ خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورت حال بتا کر شرعی حکم معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

(کتاب المسائل: ۱۹۹)

حیض کی تعریف

حیض کے لغوی معنی بہنا، اصطلاحی تعریف: بالغہ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادۃً (کم از کم نوسال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ اور پچپن سال کی عمر کے بعد عموماً حیض

نہیں آتا لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں ہاں اگر اس عورت کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنیکی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔

نفاس کی تعریف

بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔

استحاضہ کی تعریف

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف بیماری کیوجہ سے آتا ہے اور ہر عورت کا اس سے سابقہ نہیں پڑتا بلکہ نسوانی مرض والی عورت ہی اس تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ۱/۲۰۰)

﴿۱۷۷﴾ يَخْرُجُ مِنَ الْفَرَجِ حَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَاسْتِحَاضَةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْفُضُهُ رَحْمٌ بَالِغَةٍ لَادَاءَ بِهَا وَلَاحَبَلَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْاَيَاسِ.

ترجمہ نکلتا ہے شرمگاہ سے حیض نفاس اور استحاضہ پس حیض وہ خون ہے جسکو پھینکے ایسی بالغہ عورت کا رحم کہ جس کو کوئی بیماری نہ ہو نہ حمل ہو اور نہ پہنچی ہو ناامیدی کی عمر کو۔

تشریح حیض وہ خون ہے جسکو صحیح وتندرست بالغہ عورت کا رحم باہر پھینکنے اور اگر دوا کے ذریعہ خون پر بندش کر دی گئی تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی شمار ہوگی لیکن اگر ایسا کرنا صحت کے لئے مضر ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے تو یہ عمل نہ کیا جائے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۱/۱۲۴)

فوائد قیود: دم جنس کے درجہ میں ہے جس میں ہر قسم کا خون داخل ہے یعنی سرخ زرد گدلا مٹیالا سیاہ ینفضہ نفض سے ہے اس سے وہ خون نکل گیا جو کہ رحم میں موجود ہو اور نکلا نہ ہو۔ رحم بالغۃ اس سے نکسیر زخم رگ وغیرہ کا خون نکل گیا۔

لاداء بھا اس سے نفاس خارج ہو گیا کیوں کہ نفاس والی عورت مریضہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

سن ایاس ناامیدی کی عمر مفتی بہ قول کے مطابق پچپن سال ہے۔ (مراقی الفلاح: ۷۵)

﴿۱۷۸﴾ وَاَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَاَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَاَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ.

ترجمہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور متوسط پانچ روز اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

حیض کی اقل مدت واکثر مدت

کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے اس سے کم جو خون آئے وہ حیض نہیں اور حیض کی اکثر مدت دس دن دس رات ہے اس سے زیادہ جو خون جاری رہے وہ حیض نہیں

﴿۱۷۹﴾ وَالنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقْبَ الْوِلَادَةِ وَاَكْثَرُهُ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِاَقَلِّهِ.

ترجمہ اور نفاس وہ خون ہے جو کہ نکلتا ہے بچہ کی پیدائش کے بعد اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم سے کم نفاس کی کوئی حد نہیں۔

تشریح بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے تھوڑی دیر بھی خون آکر بند ہوسکتا ہے بند ہو جانے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا اور نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اسقاط حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرا دیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا۔ (تنویر الابصار علی الدر المختار بیروت: ۱/۴۴۴)

(۲) آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستہ سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۷، ۱۶، درمختار بیروت: ۱/ ۴۳۰)

(۳) بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا اور اگر بچہ کے دو ایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا اور اس حال میں بھی اس عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ (درمختار: ۱/ ۴۳۰، کتاب المسائل ۲۱۶)

(۴) بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہو جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں (۱) اگر نفاس حیض اور پاکی کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو انکو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔ (۲) اگر نفاس اور حیض کسی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولاً ۴۰ دن نفاس پھر ۲۰ دن پاکی اور پھر ۱۰ دن حیض کے ہوں گے۔ (۳) اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵ دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں تو ۱۵ دن نفاس سمجھ کر، ۲۰ دن پاکی اور پھر دس دن حیض کے شمار کرے گی۔ (۴) اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو تو پھر چالیس دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (کتاب المسائل ۲۱۷)

﴿۱۸۰﴾ وَالْإِسْتِحَاضَةُ دَمٌ نَقَصَ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ زَادَ عَلٰى عَشَرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلٰى اَرْبَعِيْنَ فِي النِّفَاسِ.

ترجمہ اور استحاضہ وہ خون ہے جو تین دن سے کم آئے یا دس دن سے زائد ہو حیض میں اور چالیس روز سے اوپر ہو نفاس میں۔

تشریح سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس قرار نہ دیا جا سکے۔

نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نو سال سے کم عمر میں خون آ جائے تو اس کو حیض نہیں کہا جائیگا بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔

﴿۱۸۱﴾ وَاَقَلُّ الطُّهْرِ الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَاحَدَّ لِاَكْثَرِهٖ اِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً.

ترجمہ اور کم سے کم طہر کی مدت جو دو حیضوں میں فاصل ہو وہ پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے مگر اس عورت کے لئے جو بالغ ہوئی ہو استحاضہ ہی کی حالت میں۔

پاکی کی مدت

دو حیضوں کے درمیان پاکی کی مدت پندرہ دن ہیں اس سے کم میں جو خون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا اور دو حیضوں

کے درمیان یا نفاس اور حیض کے مابین پاکی کی کوئی اکثر مدت مقرر نہیں ہے کتنے ہی دن عورت پاک رہ سکتی ہے **قولہ الا لمن بلغت.** یعنی اگر کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور اس کا سلسلہ دس دن سے زائد تک جاری رہا تو ابتدائی دس دن حیض شمار ہوں گے اور بقیہ ۲۰/ دن پاکی کے شمار کئے جائیں گے جن پر پاکی کے احکام جاری کئے جائیں گے۔

﴿۱۸۲﴾ وَيَحْرُمُ بِالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ ثَمَانِيَةُ اَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ.

ترجمہ اور حرام ہو جاتی ہیں حیض ونفاس کیوجہ سے آٹھ چیزیں نماز اور روزہ

تشریح حیض ونفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں ہے، اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد روزہ کی قضا کرنی پڑے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) حالت حیض میں ایک مستحب عمل

خواتین کے لئے حیض کے زمانے میں ایک مستحب عمل یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں تا کہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے سے دل نہ گھبرائے۔
(کتاب المسائل:۲۰۶، تاتارخانیہ:۱/۴۷۸، مسئلہ:۱۲۷۴)

(۲) نماز کے دوران حیض آگیا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز بالکل معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی۔ (درمختار مع الشامی بیروت:۱/۴۲۱، کتاب المسائل:۲۰۵)

(۳) نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا

اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی اس وقت کی نماز معاف ہو جائے گی۔
(شامی:۱/۴۲۱، کتاب المسائل:۲۰۵)

﴿۱۸۳﴾ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ اور قرآن کی ایک آیت کا پڑھنا

تشریح حالت حیض ونفاس میں بالقصد قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے یعنی ایک آیت پڑھنا بھی جائز

نہیں ایک آیت سے کم میں اختلاف ہے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ نہ پڑھے۔

اختیاری مطالعہ

قرآن کی معلّمہ حالت حیض میں کس طرح سبق دے

(۱) اگر قرآن کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالت حیض میں بچیوں کو پڑھانا ضروری ہو تو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کر کے پڑھائے مثلاً قُلْ - ھُوَ - اللّٰهُ - اَحَدٌ - یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے رَواں نہ پڑھائے۔ (تاتارخانیہ: ۱/ ۴۸۰ مسئلہ: ۱۲۸۴، البحر الرائق: ۱/ ۲۱۰، کتاب المسائل: ۲۰۹)

(۲) تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا

(۲) اگر تلاوت کی نیت نہ ہو بلکہ حمد خداوندی دعا اور ذکر کے مقصد سے قرآن کریم کی آیات حالت حیض میں پڑھی جائیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ دعا اور حمد کے مضامین پر مشتمل آیات کا پڑھنا مطلقاً جائز ہے خواہ آیات طویل ہوں یا مختصر اور اگر حمد وثنا والی آیات نہ ہوں مثلاً سورۂ لہب تو چھوٹی چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کی اجازت ہے اور لمبی آیات کا پڑھنا منع ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۴۲۳، کتاب المسائل: ۲۰۹)

(۳) حالت حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا

حالت حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں جن کے الفاظ قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں وارد ہیں نیز اس حال میں دعائے قنوت پڑھنا بھی درست ہے۔ (درمختار: ۱/ ۴۲۴، کتاب المسائل: ۲۱۰)

﴿۱۸۴﴾ وَمَسُّهَا اِلَّا بِغِلَافٍ.

ترجمہ اور اس کا چھونا مگر غلاف کے ساتھ۔

حالت حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا

حیض ونفاس کے ایام میں قرآن کریم کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے اور جس بستہ و جزدان میں قرآن رکھا ہوا س کو اوپر سے پکڑنا عورت کے لئے ایام مخصوصہ میں درست ہے اور چولی یعنی وہ کپڑا جو قرآن کریم پر چڑھالیا جاتا ہے وہ قرآن کے حکم میں ہے ہاں، اگر کوئی شدید ضرورت ہو تو وہ اس حرمت سے خارج ہے مثلاً خدانخواستہ کہیں قرآن کے جل جانے کا خطرہ ہو، اور آستین یا کرتے کے پلے سے چھونا مکروہ تحریمی ہے۔ قلم یا اس جیسی چیز سے قرآن کے اوراق پلٹنا جائز ہے مگر کسی درجہ کی بھی توہین نہ ہونے پائے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۷۷)

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاکی کے ایام میں دینی کتابوں کا پڑھنا مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے لیکن ان میں جہاں قرآن کریم کی آیات لکھی ہوں اس جگہ ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۷۷) (۲) حالت حیض میں قرآن کریم کو ٹائپ مشین پر ٹائپ کرنا یا کمپوٹر میں کمپوز کرنا مکروہ ہے قرآن کریم کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام انجام دیا جائے۔ (تاتارخانیہ: ۱/۴۸۰، مسئلہ: ۱۲۸۱) (۳) ناپاکی کے دنوں میں ہاتھ لگانے اور زبان سے بغیر پڑھے قرآن پر نظر ڈالنا منع نہیں ہے۔ (درمختار: ۱/۲۸۳)

(۴) طغریٰ (عربی رسم الخط میں پیچیدہ مگر فن کارانہ اور خوبصورت تحریر) لاکٹ تمغہ یا ایسی طشتری اور کٹورا وغیرہ جس میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہو ان اشیاء کو حائضہ عورت کنارے سے چھوسکتی ہے البتہ لکھی ہوئی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ کنارے کپڑے وغیرہ سے ہی پکڑے۔ (شامی: ۱/۴۲۳، کتاب المسائل ۲۱۰)

(۵) حالت حیض میں حدیث وفقہ کا درس دینا

خواتین کے دینی مدارس میں جو معلمات، حدیث، تفسیر، اور فقہ کی کتب پڑھاتی ہیں تو ان کے لئے ایام مخصوصہ میں درس کی گنجائش ہے لیکن دو باتوں کا خیال رکھیں اول یہ کہ قرآن کی آیت کی تلاوت نہ کریں دوسرے یہ کہ کتب دینیہ کے اس حصے کو ہاتھ نہ لگائیں جہاں کوئی قرآنی آیت لکھی ہو۔ (طحطاوی: ۷۷، دینی مسائل: ۲۰)

﴿۱۸۵﴾ وَدُخُولُ الْمَسْجِدِ.

ترجمہ اور (حرام ہے) مسجد میں داخل ہونا۔

حالت حیض میں مسجد میں جانا

حالت حیض میں مسجد شرعی کے اندر جانا جائز نہیں ہے مسجد سے ملحق کمروں اور باہری احاطہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) حالت حیض میں وعظ ودرس تفسیر کی مجلس میں جانا

حائضہ عورت کے لئے وعظ ونصیحت ودرس تفسیر کی مجلس میں شرکت درست ہے بشرطیکہ یہ مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو۔ (مسلم شریف: ۱/۲۹۱)

﴿۱۸۶﴾ وَالطَّوَافُ.

ترجمہ: اور طواف کرنا۔

حالت حیض میں طواف کا حکم

ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی عورت اس حالت میں مجبوراً طواف زیارت کرلے تو وہ طواف معتبر ہوگا۔ تاہم جرمانہ میں ایک اونٹ کی قربانی لازم ہوگی اور وہ عورت سخت گناہ گار قرار پائے گی اور اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۷۸)

﴿۱۸۷﴾ وَالجمَاعُ.

ترجمہ: اور صحبت کرنا۔

حالت حیض ونفاس میں جماع کا حکم

حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا قطعاً حرام ہے قرآن کریم میں اس کی ممانعت وارد ہے حتی کہ بعض فقہاء نے اس حال میں جماع کو حلال سمجھنے والے پر کفر کا فتوی دیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۷۸)

اختیاری مطالعہ

حالت حیض میں جماع پر کفارہ

اگر غلبۂ شہوت میں ناپاکی کی حالت میں جماع کا صدور ہوجائے تو دونوں اس جرم پر سچے دل سے توبہ کریں ہاں اگر عورت کو مجبور کردیا جائے تو اس پر گناہ نہیں اور مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جرم کی تلافی کے لئے کفارہ کے طور پر گہرے سرخ رنگ کا خون جاری ہونے کی صورت میں ایک دینار (۴ ماشہ ۲۵ ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) اور پیلے رنگ کا خون ہونے کی صورت میں آدھا دینار (۲ رگرام ۱۲۱ رملی گرام سونا یا (اس کی قیمت) غریبوں پر صدقہ کرے لیکن یہ صدقہ واجب نہیں توبہ کے بعد صدقہ نہ کرنے پر گناہ گار نہ ہوگا۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۴۲۹، کتاب المسائل: ۲۱۳)

﴿۱۸۸﴾ وَالِاسْتِمْتَاعُ بِمَا تَحْتَ السُّرَّةِ اِلٰی تَحْتَ الرُّكْبَةِ.

استمتاع باب استفعال کا مصدر ہے لطف اندوز ہونا، مستفید ہونا۔ سُرَّة ناف جمع سُرَرٌ. رُكْبَة جمع رُكَبٌ گھٹنا۔

ترجمہ: اور لطف اندوز ہونا اس حصہ سے جو ناف کے نیچے ہے گھٹنے کے نیچے تک۔

حالت حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا

حیض کی حالت میں عورت کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصہ سے بلا حائل لذت حاصل کرنا بھی منع ہے البتہ

کپڑے پہن کر اور ستر ڈھانپ کر میاں بیوی کے ایک ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح گھٹنے کے نیچے اور ناف کے اوپر کے حصہ سے تلذذ مطلقاً جائز ہے۔ (شامی: ۱/۴۲۲، کتاب المسائل: ۲۱۲)

حالت حیض میں الگ بستر پر سونا

حیض ونفاس کیوجہ سے بستر الگ نہیں کرنا چاہئے بلکہ حسب معمول ساتھ ہی لیٹنا چاہئے اس حال میں بستر الگ کر دینا یہودیوں کا فعل ہے جس کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔ (شامی: ۱/۴۲۲، کتاب المسائل: ۲۱۲)

﴿۱۸۹﴾ وَاِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الحَيْضِ وَالنِّفَاسِ حَلَّ الوَطْءُ بِلَاغُسْلٍ.

ترجمہ اور اگر بند ہوا خون حیض ونفاس کی اکثر مدت میں تو جائز ہے صحبت غسل کئے بغیر۔

خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر حیض کا خون دس دن پر بند ہوا ہے یا نفاس کا خون چالیس دن پر بند ہوا ہے تو اگر چہ اس کے بعد فوراً جماع کی گنجائش ہے لیکن مستحب یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔ (درمختار: ۱/۴۲۴، مراقی الفلاح: ۷۸)

اختیاری مطالعہ

ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا

اگر کسی عورت کو عادت کے موافق حیض آنا شروع ہوا پھر اس نے دوا کھا کر اسے درمیان ہی میں روک دیا تو محض خون بند ہونے سے وہ پاک نہ ہوگی بلکہ ایام عادت تک وہ ناپاک ہی شمار ہوگی۔ (منہل الواردین: ۸۱)

﴿۱۹۰﴾ وَلَا يَحِلُّ اِنِ انْقَطَعَ لِدُوْنِهٖ لِتَمَامِ عَادَتِهَا اِلَّا اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَيَمَّمَ وَتُصَلِّيَ اَوْ تَصِيْرَ الصَّلٰوةُ دَيْنًا فِي ذِمَّتِهَا وَذٰلِكَ بِاَنْ تَجِدَ بَعْدَ الاِنْقِطَاعِ مِنَ الوَقْتِ الَّذِيْ اِنْقَطَعَ الدَّمُ فِيْهِ زَمَنًا يَسَعُ الغُسْلَ وَالتَّحْرِيْمَةَ فَمَا فَوْقَهُمَا وَلَمْ تَغْتَسِلْ وَلَمْ تَتَيَمَّمْ حَتّٰى خَرَجَ الوَقْتُ.

لا يحل ضمیر وطؤ کی جانب راجع ہے۔ **لدونه** ضمیر اکثر کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور جائز نہیں اگر بند ہو جائے اس مدت سے کم میں اس کی عادت کے پورا ہونے کے بعد مگر یہ کہ غسل کرلے یا تیمم کرلے اور نماز پڑھ لے یا ہو جائے نماز قرض اس کے ذمہ میں اور اس کی صورت یہ ہے کہ پائے خون بند ہونے کے بعد اس وقت سے کہ جس میں خون بند ہوا ہے اتنا وقت کہ گنجائش ہو اس میں غسل کرنے اور تکبیر تحریمہ کہہ لینے یا اس سے زائد کی دراں حالیکہ نہ تو غسل کیا ہو اور نہ تیمم یہاں تک کہ وقت نکل گیا۔

دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر دس دن سے کم میں عادت پوری ہونے پر خون بند ہوا ہے تو اس وقت تک جماع حلال نہ ہوگا جب تک کہ عورت غسل کر کے نماز نہ پڑھ لے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر کے نماز نہ پڑھ لے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ میں کم از کم ایک نماز لازم ہو جائے یعنی غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے یہ اس وقت ہے جبکہ کسی نماز کے وقت میں خون بند ہوا ہو اور اگر وقت مہمل یعنی سورج نکلنے سے زوال تک درمیان میں خون بند ہوا ہے تو اس عورت سے بلا غسل جماع اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے کیوں کہ اس صورت میں عصر کے وقت ہی اس کے ذمہ میں ظہر کی قضا لازم ہوگی۔ (شامی: ۱/۴۲۶ بیروت)

اختیاری مطالعہ

(۱) ماہواری کے ختم پر انتظار

جب خون عادت کے موافق بند ہو جائے تو نماز کے وقت کے اندر اندر غسل کر کے نماز شروع کر دے صبح سے شام تک انتظار نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگی اور پاکی کے وقت میں گزری ہوئی نمازوں کی قضا بھی لازم ہوگی۔ ایسے ہی نفاس والی عورت کو چالیس دن انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ جب خون بند ہو جائے تو غسل کر کے فوراً نماز شروع کر دے ورنہ گناہگار ہوگی۔ (شامی کراچی: ۱/۲۹۴، زکریا: ۱/۴۹۰، دینی مسائل: ۲۰)

(۲) عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز و جماع کا حکم

اگر کسی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور چار دن خون آکر بالکل بند ہو گیا تو اس پر غسل کر کے اسی وقت سے احتیاطاً نماز پڑھنا لازم ہے مگر جب تک ایام عادت پورے نہ ہو جائیں جماع کی اجازت نہیں ہے۔ (ہندیہ: ۱/۳۹)

(۳) دس دن سے پہلے خون بند ہو گیا

اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اس پر نماز اسی وقت سے فرض ہے جس کی قضا کرنی ہوگی اور اگر وقت اتنا تنگ تھا کہ وہ غسل کر کے تکبیر نہ کہہ سکتی ہو تو اس وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی اگلے وقت سے نماز پڑھے۔ (شامی: ۱/۴۲۸ بیروت)

(۴) دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا

اگر دس دن پورے ہونے پر کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں خون بند ہوا کہ وہ صرف، اللہ اکبر، کہہ سکتی ہے تو بھی

اس پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی جس کی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ (شامی: ۴۲۸ بیروت)

(۵) خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر

جب حیض یا نفاس کا خون اکثر مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں بند ہو تو افضل یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً تاخیر کرے تاکہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔
(تاتارخانیہ: ۱/۴۸۲، مسئلہ: ۱۲۹۵، کتاب المسائل: ۲۰۷)

﴿۱۹۱﴾ وَتَقْضِي الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ الصَّوْمَ دُوْنَ الصَّلٰوةِ.

دون ظرف مکان منصوب، کم، کم درجہ، جیسے **ھذا الشيء دونه کذا** یہ چیز اس سے کم درجہ ہے۔

ترجمہ اور قضا کرے گی حائضہ اور نفاس والی روزے کی نہ کہ نماز کی۔

حالت حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم

حالت حیض ونفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی اس کی قضا بھی نہیں اور روزہ فی الحال گو کہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں ان ایام کی قضا لازم ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا نہیں کرے گی لیکن روزہ کی قضا کرے گی لیکن خوارج کے نزدیک روزہ کی قضا کی طرح نماز کی بھی قضا حائضہ ونفساء پر ضروری ہے، اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ اگر نمازوں کی قضا ہو جائے تو فرض مکرر اور دوگنا ہو جائے گا جس کے ادا کرنے میں حرج ہے اور قضاء صوم میں یہ خرابی لازم نہیں آتی۔ (معارف السنن: ۱/۴۴۱)

﴿۱۹۲﴾ وَيَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ خَمْسَةُ اَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ وَمَسُّهَا اِلَّا بِغِلَافٍ وَدُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُحْدِثِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَالطَّوَافُ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ اِلَّا بِغِلَافٍ.

مصحف جمع مَصَاحِفُ بمعنی قرآن۔

ترجمہ اور حرام ہو جاتی ہیں جنابت کی وجہ سے پانچ چیزیں نماز اور قرآن کی کسی آیت کی تلاوت کرنا اور اس کو چھونا مگر غلاف کے ساتھ اور مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا اور حرام ہو جاتی ہیں بے وضو پر تین چیزیں نماز اور طواف کرنا اور قرآن کا چھونا مگر غلاف کے ساتھ۔

تشریح: مذکورہ تمام مسائل کا وہی حکم ہے جو حائضہ ونفاس والی عورت کا ہے اور ہر ایک مسئلہ کی تفصیل ماقبل

میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

﴿۱۹۳﴾ وَدَمُ الاِسْتِحَاضَةِ كَرُعَافٍ دَائِمٍ لَا يَمْنَعُ صَلٰوةً وَلَا صَوْمًا وَلَا وَطْئًا.

رُعاف نکسیر رَعَفَ انفه رَعْفًا و رُعَافًا نکسیر جاری ہونا، ناک سے خون جاری ہونا، مَرعوف نکسیر کا مریض، باب فتح، نصر سے مستعمل ہے۔

ترجمہ اور استحاضہ کا خون ہمیشہ بہنے والی نکسیر کے مانند ہے نہیں روکتا ہے وہ نماز کو اور نہ روزہ کو اور نہ صحبت کو۔

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو مستحاضہ عورت نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضاء نہ کرے اور استحاضہ کے زمانہ میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔

﴿۱۹۴﴾ وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ عُذْرٌ كَسَلَسِ بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لِوَقْتِ كُلِّ فَرْضٍ وَيُصَلُّوْنَ بِهٖ مَاشَاءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ.

سلس بول جس کو ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو۔ پیشاب کا جاری رہنا، بند نہ ہونا، یہ بیماری یا تو مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے یا سردی کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ (طحطاوی:۸۰)، **استطلاقِ بطن**، دستوں کا آنا، دستوں کی بیماری یہاں محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے یعنی وہ چیز جو پیٹ میں ہے اس کا چلنا۔

ترجمہ اور وضو کرے گی مستحاضہ اور ہر وہ شخص جس کو ہمیشہ رہنے والا کوئی عذر لگا ہوا ہو جیسے مسلسل پیشاب کا نکلنا اور پیٹ کا چلنا ہر فرض کے وقت کے لئے اور پڑھیں اس وضو سے جو چاہیں فرائض اور نوافل سے۔

معذورین کا حکم

مستحاضہ عورت اور جس کو پیشاب آنا نہ تھمتا ہو یا مسلسل دست لگ رہے ہوں ان معذورین کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کریں پھر اس وضو سے وقت کے اندر جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں خواہ فرائض ہوں یا نوافل ادا ہوں یا قضا یا نذر وغیرہ کی نمازیں ہوں البتہ اگر اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض وضو پیش آئے تو ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔

﴿۱۹۵﴾ وَيَبْطُلُ وُضُوْءُ الْمَعْذُوْرِيْنَ بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فَقَطْ.

ترجمہ اور باطل ہو جاتا ہے معذور لوگوں کا وضو صرف وقت کے نکلنے پر۔

معذورین کا وضو کب باطل ہوگا

جب فرض نماز کا وقت نکل جائے تو ان معذورین کا وضو باطل ہو جائیگا اب اگر کوئی معذور دوسری فرض نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا اگر کسی معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے دوسری نماز کے وقت میں وضو کر لیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: یہاں عبارت میں فقط کی قید لگائی ہے یعنی مذکورہ معذورین کا وضو صرف وقت نکلنے سے ٹوٹے گا یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے اس سے رد کرنا مقصود ہے امام زفر و امام ابو یوسف کے مذہب پر، امام زفر فرماتے ہیں کہ معذورین کا وضو دخولِ وقت سے ٹوٹے گا نہ کہ خروجِ وقت سے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ خروج و دخول دونوں سے ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۸۰)

﴿۱۹۶﴾ وَلَایَصِیْرُ مَعْذُوْرًا حَتّٰی یَسْتَوْعِبَهُ الْعُذْرُ وَقْتًا کَامِلًا لَیْسَ فِیْهِ انْقِطَاعٌ بِقَدْرِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ وَهٰذَا شَرْطُ ثُبُوْتِهٖ وَشَرْطُ دَوَامِهٖ وُجُوْدُهٗ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ انْقِطَاعِهٖ وَخُرُوْجِ صَاحِبِهٖ عَنْ کَوْنِهٖ مَعْذُوْرًا خُلُوُّ وَقْتٍ کَامِلٍ عَنْهُ.

ترجمہ اور نہیں ہوتا معذور یہاں تک کہ گھیر لے اس کو عذر پورے وقت تک کہ نہ ہو اس میں ختم وضو اور نماز کی مقدار اور یہ شرط اس کے ثابت ہونے کی ہے اور اس کے دوام کی شرط اس کا موجود رہنا ہر وقت میں عذر کے لاحق ہونے کے بعد اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو اور اس کے ختم ہونے کی شرط اور معذور کے عذر سے نکلنے کی شرط خالی رہنا تمام وقت کا اس عذر سے۔

معذور شرعی کون؟

شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقض وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنیکا موقع بھی نہ مل سکے مثلاً نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہیگا وہ معذور برقرار رہے گا اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذور شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۴۳۷، کتاب المسائل: ۱۹۴)

اختیاری مطالعہ

(۱) اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز

جو شخص شرعاً معذور ہو وہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ اس دوران کوئی نیا ناقض وضو پیش نہ آیا ہو کیوں کہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں۔

(درمختار بیروت: ۱/ ۴۳۹، کتاب المسائل: ۱۹۵)

(۲) نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آنا

اگر وقت شروع ہونے کے بعد کوئی ایسا زخم ہو گیا جس سے خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے گا اور اگر دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں کیوں کہ عذر متحقق ہو گیا اور اگر پورے وقت جاری نہیں رہا تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے کیوں کہ یہ شخص معذور شرعی نہیں بنا۔ (شامی: ۴۳۸ بیروت، کتاب المسائل: ۱۹۵)

(۳) نیا عذر پیش آنے سے نقض وضو

اگر معذور شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کر لیا تھا پھر نئے عذر میں مبتلا ہو گیا مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار بیروت: ۴۴۰، کتاب المسائل: ۱۹۶)

(۴) خروج ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہو گیا ہو اس کے حق میں سونا ناقض وضو نہیں ہے اس لئے نوم بذات خود موجب نقض نہیں بلکہ خروج ریاح کے غلبۂ ظن کی بنا پر اسے ناقض قرار دیا گیا ہے اور جب یہ شخص نفس خروج ریح ہی میں معذور ہے تو اس کے حق میں خروج ریاح کے اندیشہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ (شامی بیروت: ۱/ ۴۴۳)

(۵) قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہیں آئیگا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۴۸۴)

(٦) پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہو تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یہ ناپاکی اس کے حق میں معتبر نہیں۔
(درمختار بیروت: ۱/ ۴۳۹)

بَابُ الاَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

الانجاس واحد نَجَسٌ نون اور جیم کے فتحہ کے ساتھ، عین نجاست جیسے گوبر پاخانہ اور نجس بکسر الجیم وہ چیز جو پاک نہ ہو جیسے ناپاک کپڑا اور طہارۃ کا لفظ لا کر اس طرف اشارہ ہے کہ اس باب میں صرف نجاستوں ہی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کی پاکی کا بھی ذکر ہے اور انجاس اصل میں مصدر ہے مگر یہ اپنی مصدریت پر باقی نہیں ہے چونکہ یہاں مختلف انواع واقسام کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا جمع لانا بھی صحیح ہے ورنہ تو مصدر اپنی حقیقت پر باقی رہتے ہوئے تثنیہ اور جمع نہیں لایا جا سکتا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۸۱-۸۲)

(ناپاکیوں اور ان سے پاکی حاصل کرنیکا بیان)

ماقبل سے مناسبت: اس سے قبل صاحب نور الایضاح نے نجاست حکمی اور اس سے پاکی کے طریقے اور احکامات کو بیان فرمایا ہے اب اس باب میں نجاست حقیقی اس کی قسمیں اور احکامات کو بیان کریں گے چونکہ نجاست حکمی اقویٰ ہے بہ نسبت نجاست حقیقی کے اس لئے نجاست حکمی کے احکام پہلے ذکر کئے گئے۔

﴿۱۹۷﴾ تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ اِلٰی قِسْمَیْنِ غَلِیْظَةٍ وَخَفِیْفَةٍ فَالْغَلِیْظَةُ کَالْخَمْرِ وَالدَّمِ الْمَسْفُوْحِ وَلَحْمِ الْمَیْتَةِ وَاِهَابِهَا وَبَوْلِ مَا لَا یُؤْکَلُ وَنَجْوِ الْکَلْبِ وَرَجِیْعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَالبَطِّ وَالاِوَزِّ وَمَا یَنْقُضُ الْوُضُوْءُ بِخُرُوْجِهٖ مِنْ بَدَنِ الاِنْسَانِ.

الخمر انگور کا کچا پانی جبکہ وہ جوش مارنے لگے اور تیز ہو کر جھاگ پھینکنے لگے اور نشہ آور ہو جائے اس کو خمر کہتے ہیں۔ الدم المسفوح وہ خون جو بہنے والا ہو لحم المیتة مراد وہ ہے کہ جس میں خون ہو اھاب جمع اُھُبٌ بغیر دباغت دی ہوئی کھال، کچا چمڑا نجوا لکلب، کتے کا پاخانہ، نَجْوٌ کے اصل معنی پیٹ سے خارج ہونے والی ریح یا غلاظت یہاں کتے کی غلاظت مراد ہے۔ رجیع السباع، چار پیروں والے جانوروں درندوں کا پاخانہ جیسے گوبر لید وغیرہ البط یہ جمع ہے اس کا واحد البطۃ ہے مذکر ومؤنث دونوں کے لئے اس کے معنی ہیں بطخ۔ الاوز مرغابی، واحد

وَدْۃٌ. ماینقض الوضوء جو چیز انسان کے بدن سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتی ہے اس کو نجاست غلیظہ کے حکم میں کہا گیا ہے البتہ اس سے ریح کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ قول صحیح میں پاک ہے اور اس سے مراد ناقض حقیقی ہے حکمی نہیں جیسے سونا قہقہہ کہ ان کو طہارت اور نجاست سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ غلیظة و خفیفة مرفوع منصوب و مجرور تینوں طرح پڑھ سکتے ہیں مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر چند ترکیبیں ہوسکتی ہیں۔ (۱) غلیظة و خفیفة معطوف معطوف علیہ خبر ہوں مبتدا محذوف ہی ضمیر کی جو راجع ہے، نجاسۃ کی طرف۔ (۲) بعضها غلیظة و بعضها خفیفة دو جداگانہ جملے ہوں اس صورت میں غلیظة و خفیفة مبتداء محذوف یعنی بعضها کی خبر ہوں گے یا اس طرح عبارت بنائی جائے کہ منها غلیظة ومنها خفیفة اس صورت میں منہا ظرف مستقر خبر مقدم ہوگا اور غلیظة و خفیفة دونوں مبتدا مؤخر ہوں گے۔ اور منصوب پڑھنے کی صورت میں غلیظة و خفیفة معطوف معطوف علیہ ہوکر مفعول ہوں گے اعنی فعل مقدر کے یعنی مراد لیتا ہوں میں غلیظہ اور خفیفہ نجاستوں کو، اور مجرور ہونے کی صورت میں قسمیں سے بدل ہوں گے اور قسمین تثنیہ ہے حالت جری میں۔

ترجمہ منقسم ہوتی ہے نجاست دو قسموں کی جانب غلیظہ اور خفیفہ پس نجاست غلیظہ جیسے شراب بہنے والا خون مردار کا گوشت اور اس کی کھال اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے کتے کا پاخانہ اور درندوں کی لید گوبر وغیرہ اور ان کا لعاب مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور وہ چیزیں کہ جن کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انسان کے جسم سے۔

نجاست کی قسمیں.

نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ غلیظہ اس نجاست کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ناپاک ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو تمام دلیلوں سے اس کا ناپاک ہونا ہی ثابت ہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب وغیرہ۔

﴿۱۹۸﴾ وَاَمَّا الْخَفِيْفَةُ فَكَبَوْلِ الفَرَسِ وَكَذَا بَوْلُ مَايُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَخُرْءُ طَيْرٍ لَايُؤْكَلُ.

ترجمہ اور بہر حال خفیفہ پس جیسے گھوڑے کا پیشاب اور ایسے ہی ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور اس پرندے کی بیٹ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

تشریح نجاست خفیفہ وہ نجاست ہے جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہ ہوتا ہو جیسے گھوڑے کا پیشاب اس مثال کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ گھوڑا ان جانوروں میں سے ہے جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا لہٰذا اس کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہوگا صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس کا پیشاب نجاست خفیفہ کے اندر داخل ہے اور گوشت کی ممانعت مصالح جہاد کی بنا پر ہے۔ ایسے ہی ان پرندوں کی بیٹ جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا نجاست خفیفہ کے اندر داخل ہے۔

﴿۱۹۹﴾ وَعُفِيَ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ.

ترجمہ اور معاف کردیا گیا ہے درہم کی مقدار نجاست غلیظہ میں سے۔

نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے

اس عبارت سے مصنفؒ کا مقصد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے اور کتنی مقدار معاف نہیں ہے چناں چہ فرمایا کہ نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور وہ پھیلاؤ میں ہتھیلی بھر چوڑائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے یعنی اگر اس کے دھوئے بغیر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ تحریمی اور برا ہے اور اگر ہتھیلی بھر چوڑائی سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں اس کے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ مرغی کی بیٹ وغیرہ تو اگر وزن میں ایک درہم یعنی ۳ گرام ۶۲ ملی گرام یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے مگر کراہت کے ساتھ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو جائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھے اور اگر یہ نجاست ۳ گرام ۶۲ ملی گرام سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔

﴿۲۰۰﴾ وَمَا دُوْنَ رُبْعِ الثَّوْبِ اَوِ الْبَدَنِ.

ترجمہ اور وہ مقدار جو چوتھائی کپڑے یا بدن سے کم ہو (نجاست خفیفہ میں اس مقدار کو بھی معاف کردیا گیا ہے)

نجاست خفیفہ کے ساتھ نماز

اگر نجاست خفیفہ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاست خفیفہ جس حصہ یا عضو پر لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے یعنی بغیر دھوئے نماز درست نہیں ہے۔ (درمختار بیروت: ۱/۴۵۶)

﴿۲۰۱﴾ وَعُفِيَ رَشَاشُ بَوْلٍ كَرُؤُوْسِ الْإِبَرِ.

رشاش چھینٹیں واحد رَشَاشَةٌ. **رؤوس** واحد راس ہر چیز کا بالائی حصہ نوک۔ **الابرۃ** سوئی جمع اِبَرٌ.

ترجمہ اور معاف کردی گئی ہیں پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے ناکوں کے برابر۔

پیشاب کی چھینٹیں

پیشاب کا ایک ایک قطرہ نجس و ناپاک ہے لیکن پیشاب کرتے وقت بسا اوقات بدن اور کپڑے پر سوئی کی نوک کی

طرح چھینٹیں پڑ جاتی ہیں اور اس سے بچنا بہت مشکل ہے اس لئے شریعت نے عام لوگوں کے ابتلاء کی وجہ سے اس کو معفو عنہ قرار دیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۸۴-۸۵، ہدایہ: ۱/۶۰، ایضاح المسالک ۱۴۱)

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم

اگر کسی شخص نے ناپاک ڈھیلا جاری پانی یا دریا میں مارا جس سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگیں تو یہ دیکھا جائیگا کہ اڑنے والی چھینٹوں میں نجاست کا اثر ہے یا نہیں اگر اثر ظاہر ہو کپڑا ناپاک قرار دیا جائیگا ورنہ نہیں۔

(المحیط البرہانی: ۳۶۹، کتاب المسائل: ۹۸)

(۲) ناپاک کپڑوں کی چھینٹوں کا حکم

ناپاک کپڑے دھوتے ہوئے اگر کچھ معمولی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو وہ معاف ہیں ان سے ناپاک نہ ہوگا البتہ احتیاطاً سے دھونا چاہئے لیکن اگر ناپاک چھینٹیں بالٹی یا لوٹے میں گر جائیں تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(ہندیہ: ۱/۴۶، کتاب المسائل: ۹۹)

﴿۲۰۲﴾ وَلَوِ ابْتَلَّ فِرَاشٌ أَوْ تُرَابٌ نَجِسَانِ مِنْ عَرَقِ نَائِمٍ أَوْ بَلَلِ قَدَمٍ وَظَهَرَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فِي الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنَجَّسَا وَإِلَّا فَلَا.

ابتلّ از افتعال ماضی تر ہونا، بھیگنا۔ بلل تری یہ مصدر ہے اس کا ماضی بَلَّ ہے پانی وغیرہ سے تر کرنا۔

ترجمہ اور اگر بھیگ جائے فرش یا مٹی کہ وہ ناپاک ہوں سونے والے کے پسینہ سے یا پیر کی تری سے اور ظاہر ہو جائے نجاست کا اثر بدن اور قدم میں تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

تر زمین پر خشک پیر رکھنا

اگر کسی کا بدن یا پیر خشک تھا لیکن زمین یا فرش ناپاک اور تر تھا اور اس نے اس پر پیر رکھدیا یا سو گیا اور تری کا اثر پیر پر یا بدن پر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائیگا اور بدن بھی اور اگر معمولی سی نمی آئی تو نجاست کا حکم نہ ہوگا۔

(ہندیہ: ۱/۴۷، کتاب المسائل: ۹۸)

ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا

اگر خشک ناپاک زمین یا دری پر بھیگا پیر رکھ لیا اور رک کر کھڑا نہیں ہوا بلکہ چلتا رہا اور نجاست کا اثر پیر پر ظاہر نہیں

ہوا تو اس کے پیر ناپاک نہیں ہوئے اور اگر رک رک کر کھڑا ہو گیا جسکی وجہ سے نجاست کا اثر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائیں گے۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۳۶۸، کتاب المسائل: ۹۸)

﴿۲۰۳﴾ كَمَا لَا يَنْجِسُ ثَوْبٌ جَافٌّ طَاهِرٌ لُفَّ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ رَطْبٍ لَا يَنْعَصِرُ الرَّطْبُ لَوْ عُصِرَ.

جافّ اسم فاعل ہے باب ضرب سے جَفَّ يَجِفُّ جَفًّا وجَفَافًا خشک ہونا۔ لُفَّ ماضی مجہول باب (ن) لَفَّ لَفًّا لپیٹنا، پیک کرنا۔ رَطِبٌ طاء کے سکون وکسرہ کے ساتھ دونوں لغت ہیں، بھیگا ہوا۔

ترجمہ جیسا کہ ناپاک نہیں ہوتا وہ کپڑا جو خشک ہو اور پاک ہو لپیٹ دیا گیا ہو ناپاک گیلے کپڑے میں کہ اگر اس گیلے کپڑے کو نچوڑا جائے تو وہ نچوڑا نہ جاسکے۔

پاک کپڑا ناپاک کپڑے میں لپیٹنا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک پاک خشک کپڑا ہے جس کو کسی ایسے ناپاک بھیگے ہوئے کپڑے کے اندر لپیٹ دیا گیا جس کو اگر نچوڑا جائے تو اس سے پانی نہ ٹپکے تو ایسے ناپاک کپڑے کے اندر لپٹا ہوا پاک کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اور اگر قطرہ ٹپک پڑے تو پھر ناپاک ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا۔

﴿۲۰۴﴾ وَلَا يَنْجِسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ بِنَشْرِهِ عَلَى أَرْضٍ نَجِسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِيْحٍ هَبَّتْ عَلَى نَجَاسَةٍ فَأَصَابَتِ الثَّوْبَ إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ أَثَرُهَا فِيهِ.

تندّت فعل ماضی باب تفعل تر ہونا، گیلا ہونا۔ هَبَّ ماضی هبًّا وهُبُوبًا ہوا کا چلنا۔ اثرها ضمیر کا مرجع نجاست ہے۔ فیہ ضمیر کا مرجع ثوب ہے۔

ترجمہ اور ناپاک نہیں ہوتا بھیگا ہوا کپڑا اس کو پھیلا دینے سے ناپاک خشک زمین پر کہ گیلی ہو گئی اس سے (وہ زمین اس کپڑے کی تراوٹ سے سیل گئی ہو) اور نہ (ایسے ہی ناپاک نہیں ہوتا) اس ہوا سے جو گزر کر آئی ہو ناپاکی پر پھر کپڑے پر پہنچی مگر یہ کہ ظاہر ہو جائے اس کا اثر اس کپڑے میں۔

بھیگا ہوا کپڑا ناپاک زمین پر پھیلانا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے بھیگا ہوا کپڑا ناپاک خشک زمین پر پھیلا دیا اور کپڑے کی تراوٹ سے زمین سیل گئی تو وہ کپڑا ناپاک نہ ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ہوا کسی ناپاکی کے اوپر سے گزری، پھر کسی کپڑے کو لگی تو بھی وہ کپڑا ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر ناپاکی کا اثر کپڑے میں ظاہر ہو جائے تو اب ناپاک ہونے کا حکم لگے گا۔

﴿٢٠٥﴾ وَيَطْهُرُ مُتَنَجِّسٌ بِنَجَاسَةٍ مَرْئِيَّةٍ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ اَثَرٍ شَقَّ زَوَالُهُ.

ترجمہ اور پاک ہو جائے گی وہ چیز جو دکھلائی دینے والی نجاست سے ناپاک ہوئی ہو اس نجاست کی ذات کے ختم ہونے سے اگر چہ ایک ہی مرتبہ دھوئی گئی ہو قول صحیح کے موافق اور نقصان دہ نہیں ہے اس نشان کا باقی رہنا کہ مشکل ہو اس کا چھڑانا۔

نجاست مرئیہ کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں (١) نجاست مرئیہ (٢) نجاست غیر مرئیہ اس عبارت میں نجاست مرئیہ کا بیان ہے۔ نجاست مرئیہ وہ نجاست ہے جو سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے جیسے بہنے والا خون۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر نجاست مرئیہ کپڑے پر لگ جائے جیسے، پاخانہ، خون، تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائیگا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مصنف ؒ فرماتے ہیں کہ عین نجاست اگر ایک مرتبہ دھونے سے چھوٹ جائے تو صحیح قول کے مطابق تب بھی پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا صابون وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: قوله على الصحيح اس قید کو بڑھا کر یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ہے حضرت امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی ؒ فرماتے ہیں کہ عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد دو مرتبہ دھونا ضروری ہے اور علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ دھونا ضروری ہے مگر صحیح قول وہی ہے جو مصنف ؒ نے بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ٨٦)

﴿٢٠٦﴾ وَغَيْرِ الْمَرْئِيَّةِ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا وَالعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ.

ترجمہ اور (پاک ہو جائے گی وہ چیز جو) نہ دکھلائی دینے والی نجاست سے (ناپاک ہوئی ہو) اس کے تین مرتبہ دھو ڈالنے اور ہر مرتبہ نچوڑنے سے۔

نجاست غیر مرئیہ کا بیان

اس عبارت میں نجاست غیر مرئیہ کا بیان ہے نجاست غیر مرئیہ وہ نجاست ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے جیسے نجس پانی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے میں جذب ہو جائے تو اس کو پاک پانی سے دھو کر تین مرتبہ نچوڑنا شرط ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کی جائے کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا

اوراگراتنی قوت سے نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۳۷۹، کتاب المسائل: ۱۰۷)

اختیاری مطالعہ

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنیکا طریقہ

کارپیٹ قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑا نہ جاسکے وہ اگر ناپاک ہوجائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھوکر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ فرش وغیرہ پاک قرار دیا جائیگا ایسے فرش سے پانی سکھانے کیلئے وائپر اور صفائی مشین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۴۲، کتاب المسائل: ۱۰۸)

چٹائی کو پاک کرنیکا طریقہ

اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور نجاست صاف کرنے سے چٹائی پاک ہوجائے گی اس لئے کہ بانس کی چٹائی میں نجاست کے اثرات اندر تک جذب نہیں ہوتے لیکن اگر چٹائی گھاس پھوس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے تو تین مرتبہ اسے دھویا جائیگا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائیگا اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنے بند ہوجائیں تاکہ اس میں جذب شدہ پانی نچڑ جائے تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہوجائے گی۔
(المحیط البرہانی: ۱/ ۳۸۲-۳۸۳، حلبی کبیر: ۱/ ۱۸۶)

ناپاک برتن کو پاک کرنیکا طریقہ

جو برتن ایسی چیز کا بنا ہوا ہو جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی مثلاً لوہا المونیم اسٹیل پلاسٹک وغیرہ اگر وہ ناپاک ہوجائے تو تین مرتبہ یا اتنی مرتبہ جس میں نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہوجائے لگاتار دھونے سے وہ برتن پاک ہوجائیگا بشرطیکہ نجاست کا رنگ بو وغیرہ باقی نہ ہو۔ (المحیط البرہانی: ۱/ ۳۸۳، کتاب المسائل: ۱۰۹)

﴿۲۰۷﴾ وَتَطْهُرُ النَّجَاسَةُ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ مُزِيْلٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ.

ترجمہ اور پاک ہوجاتی ہے ناپاکی کپڑے اور بدن سے پانی کے ذریعہ اور ہر ایسی چیز سے جو بہنے والی ہو اور چھڑانے والی ہو جیسے سرکہ اور گلاب کا پانی۔

کن چیزوں سے نجاست حقیقی زائل کرنا جائز ہے

پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اور اس میں ناپاکی کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو اس سے بھی نجاست حقیقیہ کا زائل کرنا جائز ہے جیسے گلاب کا پانی سرکہ وغیرہ لیکن گھی تیل وغیرہ چکنی چیز سے دھونا درست نہیں ہے وہ چیز ناپاک رہے گی۔

عقلی دلیل

بہنے والی چیز نجاست کو اکھاڑ کر دور کر دیتی ہے اور پانی میں پاک کرنے والی صفت اسی وجہ سے ہے کہ وہ نجاست کو دور کر دیتا ہے چناں چہ جب یہ معنیٰ دوسری بہنے والی چیزوں میں موجود ہیں تو پانی کی طرح یہ بھی پاک کرنے والی اور مزیل نجاست ہوں گی۔ (بدائع الصنائع: ۱/۲۴۰)

﴿۲۰۸﴾ وَيَطْهُرُ الخُفُّ وَنَحْوُهُ بِالدَّلْكِ مِنْ نَجَاسَةٍ لَهَا جِرْمٌ وَلَوْ كَانَتْ رَطْبَةً.

جِرمٌ جمع اَجرامٌ جسم۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتا ہے موزہ اور اس جیسی چیز صرف رگڑ دینے سے ہر اس نجاست سے کہ جس کا جسم ہو اگر چہ وہ نجاست تر ہو۔

چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنیکا طریقہ

اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے (۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتی (۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے جیسے ترلید گوبر پاخانہ وغیرہ تو اگر اسے مٹی یا اینٹ سے رگڑ کر اس طرح صاف کر لیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو عموم بلویٰ اور ابتلاء عام کیوجہ سے مفتی بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہو جائے گا (۳) اور اگر نجاست خشک ہو جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ (المحیط البرہانی: ۱/۳۸۵، کتاب المسائل: ۱۱۶)

﴿۲۰۹﴾ وَيَطْهُرُ السَّيْفُ وَنَحْوُهُ بِالْمَسْحِ.

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے تلوار اور اس جیسی چیز صاف کر دینے سے۔

تلوار چھری اور آئینہ وغیرہ کو پاک کرنیکا طریقہ

چکنی تلوار چھری اور شیشہ میں اگر نجاست لگ جائے تو انھیں دھوکر بھی پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر پاک کپڑے سے نجاست کو پونچھ کر صاف کر دیا جائے تو بھی پاکی کا حکم ہوگا لیکن اگر مذکورہ اشیاء کھردری یا منقش ہوں کہ انکی لکیروں میں نجاست رہ جانیکا امکان ہو تو وہ محض پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی بلکہ دھونا اور نجاست کے اثرات دور کرنا ضروری ہوگا۔ (عالمگیری: ۱/۴۳، کتاب المسائل: ۱۱۶)

﴿۲۱۰﴾ وَاِذَا ذَهَبَ اَثَرُ النَّجَاسَةِ عَنِ الْاَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهَا دُوْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا.

جفت ماضی باب ضرب **جفافا** خشک ہونا۔

ترجمہ اور اگر جاتا رہے ناپاکی کا اثر زمین سے اور خشک ہوجائے تو جائز ہے نماز پڑھنا اس جگہ پر نہ کہ تیمم کرنا اس سے۔

ناپاک زمین کو پاک کرنیکا طریقہ

ناپاک زمین ویسے تو محض سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے پاک ہوجاتی ہے لیکن اگر اسے فوری طور پر پاک کرنیکی ضرورت ہے تو مندرجہ ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں (۱) اگر زمین کا کھودنا ممکن ہو تو نجاست سے متاثرہ جگہ کو کھود کر علیحدہ کر دیا جائے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کھود کر نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا جائے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے کہ پانی اس میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پانی بہا دیا جائے اور جب پانی جذب ہوجائے تو زمین پاک ہوجائے گی (۴) اور اگر زمین سخت ہو کہ پانی جذب نہ کرے تو اوپر سے پانی ڈال کر اس پانی کو وہاں سے ہٹا دیا جائے مثلاً واپئر سے نچوڑ دیا جائے تو یہ جگہ تو پاک ہوجائے گی لیکن جو پانی وہاں سے ہٹایا جائیگا وہ ناپاک رہیگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۸۸، کتاب المسائل: ۱۱۷)

ناپاک سوکھی زمین سے تیمّم درست نہیں:

جو زمین یا اس سے ملحق شئ سوکھنے کی وجہ سے حکماً پاک قرار دی گئی ہو تو ایسی زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ زمین اگرچہ بذاتِ خود پاک ہے مگر مطہر بننے کے لائق نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۸۸، کتاب المسائل: ۱۱۹)

اختیاری مطالعہ

ناپاک فرش کو پاک کرنیکا طریقہ

سمینٹڈ یا پتھر کے فرش کا حکم بھی زمین کے مانند ہے اگر اس پر پیشاب یا تر نجاست لگ گئی تو سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا اور فوری طور پر پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا کر وائپر اور پونچھے سے خشک کر دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کے اثرات کے زائل ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی فرش پاک ہو جائیگا۔ (المحیط البرہانی: ۳۸۲، کتاب المسائل: ۱۱۸)

ناپاک زمین کا سوکھنے کے بعد دوبارہ تر ہو جانا

اگر ناپاک زمین یا اس سے ملحق کوئی چیز سوکھنے کیوجہ سے پاک قرار دیدی گئی تھی بعد ازاں وہ پھر پانی وغیرہ پڑ جانیکی وجہ سے تر ہوگئی تو اس تری کیوجہ سے اسے ناپاک نہیں کہا جائیگا حتی کہ اس پر گرنے والے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا ابھی ناپاک نہ ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۱/ ۱۵۶، عالمگیری: ۱/ ۴۴، کتاب المسائل: ۱۱۹)

﴿۲۱۱﴾ وَيَطْهُرُ مَا بِهَا مِنْ شَجَرٍ وَكَلَأٍ قَائِمٍ بِجَفَافِهِ .

كَلَأٌ گھاس جمع اکلاءٌ . بھا ضمیر کا مرجع ارض ہے۔ جفافه ضمیر کا مرجع نجاستہ ہے۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ہے یعنی درخت اور کھڑی ہوئی گھاس اس نجاست کے خشک ہو جانے سے۔

گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم

جو چیزیں زمین کے ساتھ متصل رہتی ہیں مثلاً گھاس اور درخت وغیرہ انکا حکم بھی زمین ہی کے مانند ہے سوکھنے سے یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی جبکہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ (درمختار زکریا: ۱/ ۵۱۳)

زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم

جو پتھر زمین سے علیحدہ ہو اس میں تفصیل یہ ہیکہ اگر ایسا پتھر ہے جو کھردرا ہے اور اس میں نجاست کے جذب ہونے کی صلاحیت ہے جیسے چکی کا پاٹ تو سوکھنے سے اس کی طہارت کا حکم ہوگا لیکن اگر ایسا پتھر ہے جو چکنا ہے اور اس میں نجاست کو جذب کرنیکی صلاحیت نہیں ہے تو وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اسے دھونا لازم ہے۔ (شامی زکریا: ۱/ ۵۱۴)

﴿۲۱۲﴾ وَتَطْهُرُ نَجَاسَةٌ اِسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَاَنْ صَارَتْ مِلْحًا اَوِ احْتَرَقَتْ بِالنَّارِ .

استحالت ماضی معروف باب استفعال اِستِحَالۃٌ مصدر ہے بدل جانا اور کَانَ میں کاف حرف جر ہے جو اِن شرطیہ پر داخل ہے۔

ترجمہ: اور پاک ہوجاتی ہے وہ ناپاکی کہ تبدیل ہوجائے اس کی ذات جیسا کہ اگر نجاست نمک بن جائے یا جل جائے آگ میں۔

حقیقت بدل جانے سے پاکی کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس ناپاکی کی ذات میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو اب اس پر پاکی کا حکم لگ جائیگا جیسا کہ گدھا نمک کی کان میں گر جائے اور نمک بن جائے یا جیسا کہ ناپاک چربی یا تیل کو جب صابن میں ملایا جاتا ہے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ پاک ہوجاتا ہے اور ابتلاء عام کی وجہ سے اس کے پاک ہونے پر فتوی دیا گیا ہے اور اس طرح سے بنے ہوئے صابن کا استعمال درست ہے۔ (البحرالرائق: ۱/۲۲۷)

اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز آگ میں جل کر راکھ ہوجائے تو وہ بھی پاک ہے جیسے گوبر اور انسان کی گندگی نجس ہے وہ اگر جل کر راکھ ہوجائے تو اس کو پاک قرار دیا جاتا ہے اس لئے کہ عام لوگوں میں گوبر کے اپلوں سے روٹی سینکنے کا رواج ہے اور عامۃ المسلمین اس میں مبتلا ہیں اور گوبر کی راکھ روٹی میں لگ جاتی ہے اگر اس کو ناپاک قرار دیا جائیگا تو لوگ سخت مشقت میں مبتلا ہوجائیں گے اس لئے آگ کو عموم بلوئی کیوجہ سے گوبر وغیرہ کیلئے آلۂ طہارت قرار دیا گیا ہے۔ (الاشباہ والنظائر: ۱/۱۲۷، ایضاح المسالک: ۱۴۰)

اسی طرح جو گھڑا یا برتن ناپاک مٹی سے بنا کر پکایا گیا ہو تو پکنے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔

﴿۲۱۳﴾ وَيَطْهُرُ الْمَنِيُّ الْجَافُّ بِفَرْكِهِ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَيَطْهُرُ الرَّطْبُ بِغَسْلِهِ.

فوائد: باب (ن) کا مصدر ہے ملنا رگڑنا، کھرچنا۔

ترجمہ: اور پاک ہوجاتی ہے خشک منی اس کے کھرچ دینے سے کپڑے اور بدن سے اور پاک ہوجاتی ہے گیلی منی اس کے دھونے سے۔

نوٹ: ظاہر ہے کہ کپڑا یا بدن پاک ہوگا خود منی پاک نہیں ہوگی ترجمہ کے لحاظ سے ایسا لکھا گیا۔

تشریح: انسان کی منی ناپاک ہے تر منی کا دھونا واجب ہے اور خشک منی کا کھرچ دینا کافی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں پر خشک منی ہوتی تو میں اس کو کھرچ دیا کرتی تھی اور اگر تر ہوتی تو دھو دیا کرتی تھی۔

نوٹ: ہمارے زمانے میں قویٰ کے کمزوری ہونے کی وجہ سے منی پتلی ہوتی ہے اس لئے بہرکیف دھونا ہی ضروری ہے۔ (اعلاء السنن: ۱۷/۲۷۱)

فَصْلٌ فِی الدِّبَاغَةِ

فصل دباغت کے بیان میں

﴿٢١٤﴾ يَطْهُرُ جِلْدُ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ كَالْقَرْظِ وَبِالْحُكْمِيَّةِ كَالتَّتْرِيْبِ وَالتَّشْمِيْسِ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَالْآدَمِيِّ .

القَرَظ ایک درخت جس کے پتوں سے کھال رنگی جاتی ہے، یہ جمع ہے اس کا واحد قَرَظَةٌ ہے۔ تتریب باب تفعیل کا مصدر ہے خاک آلود کرنا۔ تشمیس باب تفعیل کا مصدر ہے دھوپ دینا، دھوپ میں رکھنا۔

ترجمہ پاک ہو جاتی ہے مردار جانور کی کھال حقیقی دباغت کے ذریعہ جیسے ببول (کے پتوں سے دباغت دینا) اور (پاک ہو جاتی ہے) دباغت حکمی سے جیسے مٹی مل دینا اور دھوپ میں سکھا دینا سوائے خنزیر اور آدمی کی کھال کے۔

تشریح اس عبارت میں کھال کو پاک کرنیکا طریقہ بیان کیا گیا ہے مگر اوّلاً دباغت کی تعریف اور اس کی قسموں کا جاننا ضروری ہے۔

دباغت کی تعریف

کھال کی بدبو اور ناپاک رطوبت کو دور کرنے کا نام دباغت ہے دباغت کی دو قسمیں ہیں (١) حقیقی (٢) حکمی، ببول کے پتے، نمک، انار کے چھلکے وغیرہ کے ذریعہ کھال کی بدبو کو دور کرنے کا نام دباغت حقیقی ہے اور دھوپ میں سکھا کر یا ہوا میں ڈالکر یا مٹی ملکر بدبو دور کرنا دباغت حکمی ہے۔

اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے اور دباغت کی کئی شکلیں ہیں (١) کسی کیمیکل وغیرہ سے دباغت دی جائے (٢) کھال کو مٹی میں دبا کر چھوڑ دیا جائے تا آں کہ اس کی رطوبت جاتی رہے (٣) کھال کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے جس کی وجہ سے اس کی رطوبت خشک ہو جائے (٤) کھال کو ہوا میں سکھا لیا جائے۔ مذکورہ طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے کھال کو پاک کیا جاسکتا ہے البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورے کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جز کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا اسی طرح انسان کی کھال بھی دباغت سے پاک نہ ہوگی کیونکہ وہ اشرف المخلوقات میں سے ہے آدمی کی کھال حکماً ناپاک ہے اگر ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو جائیگا۔ (مراقی الفلاح: ٩٠)

﴿۲۱۵﴾ وَتُطَهِّرُ الذَّكَاةُ الشَّرْعِيَّةُ جِلْدَ غَيْرِ المَاكُوْلِ دُوْنَ لَحْمِهٖ عَلٰى اَصَحِّ مَا يُفْتٰى بِهٖ.

الذکاۃ ذبح کرنا، ذَكِيَ کا اسم مصدر ہے، حدیث میں ہے ذَكَاةُ الجنينِ ذكاةُ امهٖ پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا ماں ہی کا ذبح ہے اور ذکاۃ کے ساتھ شرعیہ کی قید لگا کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ مجوسی کا ذبح کیا ہوا اور محرم کا کیا ہوا شکار، اسی طرح اگر بسم اللہ جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے تو وہ اس میں شامل نہیں ہے کیونکہ یہ شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہیں ہوا۔

ترجمہ اور پاک کر دیتا ہے شرعی طور پر ذبح کرنا ان جانوروں کی کھال کو جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا نہ کہ ان کے گوشت کو اس صحیح ترین قول پر جس کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

تشریح اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو تو بہنے والے خون کے نکلنے کے بعد اس کی کھال پاک قرار دی جائیگی البتہ گوشت حلال نہ ہوگا جبکہ وہ جانور غیر ماکول اللحم ہو صحیح اور مفتی بہ قول یہی ہے البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورے کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جز کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا۔

﴿۲۱۶﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَسْرِيْ فِيْهِ الدَّمُ لَا يَنْجِسُ بِالمَوْتِ كَالشَّعْرِ وَالرِّيْشِ المَجْزُوْزِ وَالقَرْنِ وَالحَافِرِ وَالعَظْمِ مَالَمْ يَكُنْ بِهٖ دَسَمٌ.

یسری فعل مضارع باب ضرب مصدر سِرَايَةٌ چلنا کہا جاتا ہے۔ سَرَى الدَّمُ فِي العُرُوْقِ خون کا برابر رگوں میں دوڑنا۔ المحروز اسم مفعول باب نصر وضرب کٹا ہوا ہونا۔ قرن سینگ جمع قُرُوْنٌ. حافر جمع حوافر، جانور کا کھر، گائے بکری ہرن وغیرہ کے ناخن۔ دَسَمٌ چکناہٹ، چربی، روغن، گوشت و چربی۔

ترجمہ اور ہر وہ چیز کہ جس میں سرایت نہیں کرتا خون ناپاک نہیں ہوتی مرنے سے جیسے سر کے اور ڈاڑھی کے کٹے ہوئے بال، سینگ کھر اور ہڈی بشرطیکہ ان پر چربی نہ ہو۔

مردار کی ہڈی اور بال کا حکم

مردار کی ہڈی پٹھے سینگ بال اور کھر وغیرہ جن میں زندگی کے آثار نہیں ہوتے پاک ہیں بشرطیکہ ان میں چربی یا خون وغیرہ کی چکناہٹ نہ ہو اسی طرح انسان کی ہڈی یا دانت وغیرہ یا ایسے اجزاء جن میں زندگی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے وہ پاک ہیں ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا لیکن انکو برتنا اور کام میں لانا درست نہیں ہے۔

﴿۲۱۷﴾ وَالعَصَبُ نَجِسٌ فِي الصَّحِيْحِ.

العصب پٹھا، گوشت کے اندر اعضاء جسم کے جوڑوں کو باندھنے والی پٹی، سفید ریشہ جس کے ذریعہ دماغ سے بدن تک حس وحرکت پیدا ہوتی ہے جمع اعصابٌ.

ترجمہ اور پٹھا نجس ہے صحیح قول میں۔

پٹھے کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ پُٹھا نجس ہے صحیح روایت یہی ہے اس پر مراقی الفلاح میں دلیل یہ لکھی ہے کہ پُٹھے میں حیات کے آثار ہوتے ہیں کیونکہ اس کے کاٹنے کیوجہ سے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا اس میں میتہ ہونے کا تصور ہے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مجمع الانھر میں اس دلیل کو رد کر دیا گیا ہے کیونکہ پُٹھے کو کاٹنے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ تو گوشت کے ساتھ اتصال کیوجہ سے ہوتی ہے اور ایسے ہی تکلیف ہڈی کے توڑنے میں ہوتی ہے تو پھر اس کی بھی نجاست کا قائل ہونا چاہئے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے معلوم ہوا مفتی بہ روایت یہ ہے کہ پُٹھا پاک ہے بشرطیکہ اس پر چربی وغیرہ کے آثار نہ ہو۔ (طحطاوی: ۹۱، حلبی کبیر: ۱۵۴)

﴿۲۱۸﴾ وَنَافِجَةُ الْمِسْكِ طَاهِرَةٌ كَالْمِسْكِ وَاَكْلُهٗ حَلَالٌ.

نافجة مؤنث نَافِجٌ جمع نَوَافِجُ مشک کی تھیلی ایک خاص ہرن کے پیٹ کی تھیلی جو خوشبودار ہوتی ہے **المسك** جمع مِسَكٌ، بمعنی مشک، وہ خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو نیپال تبت تاتار خطا اور ختن میں ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے، اس کے نافہ میں پورے بدن سے، خون جمع ہوتا ہے اور وہ خشک ہو کر جم جاتا ہے تو مشک تیار ہو جاتا ہے پھر وہ نافہ خود بخود گر جاتا ہے اس میں سے مشک نکلتا ہے مشک بالاتفاق پاک ہے، رہی یہ بات کہ وہ خون ہے اور خون ناپاک ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ماہیت بدل گئی تو احکام بھی بدل گئے اور مشک سب سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔

ترجمہ: اور مشک کا نافہ پاک ہے مشک کی طرح اور اس کا کھانا جائز ہے۔

مشک اور خوشبو پاک ہے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مشک اور خوشبو پاک ہے ایسے ہی جس تھیلی کے اندر مشک رہتی ہے وہ بھی طاہر و پاک ہے اور مشک کا کھانا بھی حلال ہے اس کی صراحت اس وجہ سے کردی کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ پاک ہیں مگر کھانا جائز نہیں جیسے مٹی کہ وہ پاک ہے مگر کھانا حرام ہے اس لئے فرمایا کہ مشک پاک بھی ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔

﴿۲۱۹﴾ وَالزَّبَادُ طَاهِرٌ تَصِحُّ صَلٰوةُ مُتَطَيِّبٍ بِهٖ.

الزباد بلی کے برابر ایک جانور جس کے اندر خوشبو کی ایک تھیلی ہوتی ہے، اس میں سے وہ خوشبودار مادہ نکال کر بطور خوشبو کے استعمال کیا جاتا ہے، اسی کو زباد کہتے ہیں۔ **متطیب** خوشبو لگائے ہوئے، خوشبو استعمال کرنے والا۔

ترجمہ: اور زباد پاک ہے صحیح ہے نماز اس کی جو اس خوشبو کو لگائے ہوئے ہو۔

تشریح: ترجمہ سے ظاہر ہے۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

ماقبل سے مناسبت

مصنفؒ نے کتاب کے شروع میں، کتاب الطھارۃ تحریر کیا کیوں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے خواہ طہارت بدن کی ہو یا مکان کی اور شرط اپنے مشروط پر مقدم ہوتی ہے اس لئے اس سے فارغ ہوکر اب کتاب الصلوۃ کا بیان شروع کیا جو کہ اصل عبادت اور مقصود اصلی ہے۔

صلوٰۃ کی لغوی تعریف

اس کے معنیٰ دعا کے آتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف

افعالِ مخصوصہ مشہورہ مثلاً قیام، قرأت، رکوع، سجود کا نام ہے۔

نماز کی فرضیت

فرمانِ خداوندی ہے، ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا، بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں، ایسے ہی نبی ﷺ نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں کو بتلاتے ہوئے نماز کو بھی شمار کیا اور اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو شخص فرضیت نماز کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ (انوارالقدوری: ۱/۱۴۴)

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے اسی امتیازی شان کیوجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شب معراج میں پیغمبر ﷺ کو آسمانوں پر بلاکر مرحمت فرمایا یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں پیش آیا جس کے وقت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں امامہ نوویؒ نے بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ہونے والے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح نووی علی مسلم: ۱/۹۱)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز دین کا ستون ہے (بیہقی فی شعب الایمان: ۳/۳۵) اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کردیا۔ (کشف الخفاء: ۲/۲۸) اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ وہ نماز کے سلسلے

میں قطعاً کوتاہی نہ کرے نماز میں عذر (سفر یا مرض) کیوجہ سے تخفیف تو ہو سکتی ہے لیکن معافی کسی حال میں نہیں ہے کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے رکوع سجدہ نہ کر سکے تو اشارے سے پڑھے مگر پڑھنا ضروری ہے افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے اس غفلت کو توڑنے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہو سکے۔

(کتاب المسائل: ۲۲۲)

﴿۲۲۰﴾ يُشْتَرَطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ اَلْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالعَقْلُ وَتُؤْمَرُ بِهَا الْاَوْلَادُ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَتُضْرَبُ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ.

ترجمہ: شرط ہیں نماز کے فرض ہونے کیلئے تین چیزیں اسلام بلوغ عقل اور حکم کیا جائے نماز کا بچوں کو سات سال کی عمر میں اور پٹائی کی جائے، اس کے چھوڑنے پر جب دس سال کے ہو جائیں ہاتھ سے نہ کہ لکڑی سے۔

شرائط فرضیت

نماز کی فرضیت موقوف ہے امور ثلثہ کے وجود پر اگر یہ امور نہیں پائے جائیں گے یا ان میں سے ایک موجود نہ ہو تو بھی نماز فرض قرار نہیں دی جائے گی جب تک انسان بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک احکام شرائع کا مخاطب نہیں ہوتا اور عقل کا نہ ہونا بھی اس کے مکلف ہونے میں مانع ہے اور اسلام سے قبل کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں تمام ائمہ متفق ہیں کہ نابالغ بچہ پر خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی نماز فرض نہیں اور حدیث میں جو سات سال اور دس سال کی عمر میں بچہ کو نماز کا حکم آیا ہے تو بچوں کو نماز کی تاکید کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان کو نماز سے انسیت ہو جائے گی اور نماز کی عادت ہو جائے گی اگر دس سال کے بعد بچہ نماز چھوڑے تو قضا کرانی چاہئے تاکہ قضا کی بھی عادت پڑے اس کے بعد فرمایا کہ ہاتھ سے مارے کیونکہ مقصود تنبیہ ہے سزا نہیں اور تین تھپڑ سے زیادہ نہ مارے وکذلك المعلم ليس له ان يتجاوزها (شامی: ۱/ ۳۲۶)

﴿۲۲۱﴾ وَاَسْبَابُهَا اَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِاَوَّلِ الْوَقْتِ وُجُوْبًا مُوَسَّعًا.

ترجمہ: اور نماز کے اسباب اس کے اوقات ہیں اور واجب ہو جاتی ہے نماز اول وقت ہی سے ایسا وجوب کہ جس میں وسعت ہے۔

نماز کے وجوب کے اسباب

اسباب، سبب کی جمع ہے اور سبب سے مراد یہ ہے کہ وقت ماموربہ کے نفس وجوب میں مؤثر ہے یہ واضح رہے کہ ہر چیز میں مؤثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں لیکن ظاہری طور پر (مجازاً)، نفس وجوب، وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور نفس

وجوبِ عبادت، وقت کی طرف اس لئے منسوب ہوتا ہے کہ اللہ کی نعمتیں ہر آن بندے کی طرف پہنچتی رہتی ہیں اور ہر آن بندے کی جانب اللہ کی نعمتوں کا پہنچنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بصورت عبادت ہر آن اللہ کا شکر ادا کیا جائے مگر اوقاتِ خمسہ کو عبادات کے ساتھ ان کی عظمت کی وجہ سے خاص کیا گیا ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے اوقات وجوب صلوٰۃ کے اسباب ہیں مگر نماز کے وقت میں وسعت ہوتی ہے جس میں فرائض کے ساتھ سنن ونوافل بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور وقت ہوتے ہی اگرچہ نماز پڑھنا ضروری ہوجاتا ہے مگر یہ وجوب گنجائش والا ہے یعنی تاخیر کرنے سے گناہ گار نہیں ہوتا البتہ اگر وقت نکل جانے کے بعد ادا کرے تو گناہ گار ہوگا۔

﴿۲۲۲﴾ وَالْاَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اِلٰی قُبَیْلِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

قُبَیل قبل کی تصغیر ہے محاورہ ہے جاءَ فلانٌ قُبَیلَ العصر فلاں آدمی عصر سے ذرا پہلے آیا۔

ترجمہ: اور اوقات پانچ ہیں صبح (کی نماز) کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک ہے۔

فجر کا وقت

آخری رات میں صبح ہونے کے قریب مشرق کی جانب آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی نظر آتی ہے یہ صبح کاذب ہے پھر کچھ وقفہ کے بعد آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور ایک دم بڑھتی جاتی ہے تھوڑی ہی دیر میں اجالا ہوجاتا ہے تو جس وقت سے یہ چوڑی سفیدی نظر آئے اسی وقت سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ مصنفؒ نے نماز فجر کے وقت کو سب سے مقدم اس لئے بیان کیا ہے کہ اس کے اول وقت وآخر وقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے نیز دنیا میں یہ نماز سب سے پہلے پڑھی گئی ہے۔ (البحر الرائق:۱/۲۵۷)

﴿۲۲۳﴾ وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلٰی اَنْ یَّصِیْرَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَیْهِ اَوْ مِثْلَهٗ سِوٰی ظِلِّ الْاِسْتِوَاءِ وَاخْتَارَ الثَّانِیَ الطَّحَاوِیُّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبَیْنِ.

ترجمہ: اور ظہر کا وقت سورج کے ڈھلنے سے ہے یہاں تک کہ ہوجائے ہر چیز کا سایہ دوگنا یا ایک گنا سایہ اصلی کے علاوہ اور اختیار کیا ہے دوسرے قول کو امام طحاویؒ نے اور یہی صاحبین کا قول ہے۔

ظہر کا وقت

دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے

جب گھٹنا بند ہو جائے تو اس وقت دوپہر کا وقت ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ دن ڈھل گیا جبھی سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سایہ اصلی کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

حجاز مقدس میں عصر کی نماز دو مثل سے قبل

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول راجح کے مطابق ہر چیز کا سایہ اپنے سایہ اصلی سے دو مثل مکمل ہو جانے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے لہٰذا عصر کی نماز دو مثل مکمل ہو جانے سے قبل جائز نہیں ہے اسی پر حنفیہ کا فتویٰ ہے اور یہی معمول بہا۔ ہے ائمہ ثلاثہ و صاحبین اور امام طحاویؒ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل کے مکمل ہونے تک باقی رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کی نماز شروع ہونے کے لئے دو مثل کی تکمیل کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی امام صاحب کی ایک روایت ہے مگر اس پر حنفیہ کا فتویٰ نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے کہ دو مثل مکمل ہونے سے قبل عصر کی نماز جائز نہیں ہے مگر حجاز مقدس میں حرمین شریفین اور دیگر تمام مساجد میں عصر کی نماز ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے وہاں دو مثل کا انتظار دشوار ہے اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہ کر کبھی بھی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے لہٰذا صاحبین وغیرہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھنا درست ہوگا اور جماعت کی فضیلت سے محروم ہونا مناسب نہ ہوگا اسی کو بعض اہل فتاویٰ نے ترجیح دی ہے۔ (مستفاد ایضاح المسالک: ۱۷۲)

﴿۲۲۴﴾ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنِ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمِثْلِ اَوِ الْمِثْلَيْنِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ.

ترجمہ اور عصر کا وقت ایک مثل یا دو مثل پر سایہ زائد ہونے کی ابتداء سے سورج کے غروب تک۔

عصر کا وقت

ماقبل میں ظہر کے آخری وقت کے اختلاف کی تفصیل گزر چکی ہے اسی اختلاف کے ساتھ اول وقت عصر کو محمول کیا جائے اور عصر کا آخری وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے تو اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿۲۲۵﴾ وَالْمَغْرِبُ مِنْهُ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ.

مِنْهُ ضمیر کا مرجع "غروب الشمس" ہے۔

ترجمہ: اور مغرب کا وقت غروب شمس سے شفق احمر کے غروب تک ہے مفتی بہ قول کے موافق۔

مغرب کا وقت

اس عبارت کو سمجھنے کے لئے اولاً شفق کی اقسام کا جاننا ضروری ہے شفق کی دو قسمیں ہیں (۱) شفق احمر (۲) شفق ابیض۔

شفق احمر: وہ سرخی ہے جو سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی جانب ہوتی ہے۔

شفق ابیض: وہ سفیدی ہے جو شفق احمر کے بعد آسمان کے کنارے میں ہی نظر آتی ہے۔

اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ صاحبین اور جمہور کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے یعنی غروب شمس کے بعد تقریباً پون گھنٹہ تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق ابیض کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے یعنی سورج ڈوبنے کے بعد تقریباً سوا گھنٹہ تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

فائدہ: محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ابن نجیم مصری نے البحر الرائق میں امام صاحب کے قول کو راجح اور مفتی بہ قرار دیا ہے اور علامہ طحطاوی نے بھی بڑے پر زور انداز میں امام صاحب کے قول کو ہی مفتی بہ قرار دیا ہے اور فرمایا۔

ولا يلتفت الى جعل بعض المشائخ الفتوىٰ على قول الصاحبين (طحطاوی:۹۵)

﴿۲۲۶﴾ وَالعِشَاءِ وَالوِتْرِ مِنْهُ اِلَى الصُّبْحِ .

منه ضمیر کا مرجع شفق ہے **اى من غروب الشفق على الاختلاف الذى تقدم.**

ترجمہ: اور عشاء اور وتر کا وقت شفق سے لیکر صبح صادق (کے طلوع ہونے) تک ہے۔

عشاء اور وتر کا وقت

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عشاء اور وتر کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہو کر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔

﴿۲۲۷﴾ وَلَا يُقَدَّمُ الوِتْرُ عَلَى العِشَاءِ لِلتَّرْتِيْبِ اللَّازِمِ .

ترجمہ: اور مقدم نہیں کئے جا سکتے وتر عشاء پر اس ترتیب کی وجہ سے جو لازم ہے۔

کیا عشاء کو وتر پر مقدم کر سکتے ہیں؟

نماز وتر کا اول وقت صاحبین کے نزدیک عشاء کے بعد سے ہے اور آخری وقت طلوع فجر تک ہے اور امام ابوحنیفہ

کے نزدیک عشاء اور وتر دونوں کا ایک ہی وقت ہے لیکن ترتیب واجب ہونے کیوجہ سے وتر کی نماز کو عشاء کی نماز پر مقدم کرنا درست نہیں لیکن اگر کسی نے سہواً وتر کو پہلے اور عشاء کو اس کے بعد پڑھا تو کوئی حرج نہیں ہے اور فرض کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ البتہ وتر کا اعادہ کرے، یہ صاحبین کے نزدیک ہے امام صاحب کے نزدیک اعادہ نہیں ہے۔

﴿۲۲۸﴾ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ .

ترجمہ اور جو شخص نہ پائے ان دونوں کے وقت کو تو واجب نہیں اس پر۔

تشریح جہاں عشاء کے وقت کا پتہ ہی نہ چلتا ہو جیسا کہ بعض ایام میں لندن کے بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے تو وہاں بھی عشاء و وتر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے ان کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام متوازن دنوں میں مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے اتنے ہی فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کرلی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہے اسی کے مطابق عشاء کی نماز ادا کرلی جائے۔ (فتح القدیر: ۱/ ۱۹۸، درمختار: ۲/ ۱۸)

جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

جہاں چھ ماہ کے دن رات ہوتے ہوں وہاں اوقات کا اندازہ کرکے نمازیں پڑھی جائیں یعنی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں مُروّجہ فرق کے ساتھ پوری کرلی جائیں۔ (درمختار بیروت: ۲/ ۱۸، کتاب المسائل: ۲۳۲)

نوٹ: بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جہاں مغرب اور عشاء کا وقت ہی نہ آتا ہو تو وہاں یہ نمازیں ساقط ہیں، اسی کو بہت سے فقہاء کرام نے راجح قرار دیا ہے جیسا کہ مصنفؒ بھی اسی کے قائل ہیں، مگر علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر وغیرہ نے وجوب کا قول ہی اختیار کیا ہے اور یہی مفتیٰ بہ ہے جیسا کہ تشریح کے تحت آچکا ہے۔

﴿۲۲۹﴾ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ فِي وَقْتٍ بِعُذْرٍ اِلَّا فِي عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرْطِ الْإِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْاِحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيْمٍ.

ترجمہ اور جمع نہیں کرے گا دو فرضوں کو ایک وقت میں عذر کیوجہ سے (بھی) مگر عرفہ میں حاجیوں کیلئے امام اعظم اور احرام کی شرط کے ساتھ پس جمع کرے گا ظہر اور عصر کو جمع تقدیم کے طور پر۔

جمع حقیقی وصوری کا بیان

جمع کی دو قسمیں ہیں (۱) جمع حقیقی (۲) جمع صوری۔

جمع حقیقی: کی تعریف ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا۔

جمع صوری کی تعریف: پہلی نماز کو اس کے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں امام ابوحنیفہ وصاحبینؒ کے نزدیک جمع صوری جائز ہے (مجبوری میں) مگر جمع حقیقی جائز نہیں ہے لیکن عرفات ومزدلفہ کا حکم الگ ہے، عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کا حکم یہ ہے کہ عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں لے جا کر ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے ایک ساتھ ادا کیا جائے اور اس جمع کو جمع تقدیم کہتے ہیں امام صاحب کے نزدیک جمع تقدیم تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے (۱) امام یا اس کا نائب نماز پڑھائے (۲) دونوں نمازیں حالت احرام میں پڑھی جائیں (۳) عرفہ کا دن ہو، ان تین شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی ختم ہو جائے تو جمع تقدیم جائز نہ ہوگی صاحبین کے یہاں صرف احرام کا ہونا شرط ہے صاحب درمختار نے صاحبین کے مذہب کو راجح لکھا ہے لیکن علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دلیل کے اعتبار سے کہا ہوگا ورنہ متون وغیرہ میں امام صاحب کے مذہب کو راجح قرار دیا گیا ہے۔
(انوارالقدوری:۱/۳۰۵)

﴿۲۳۰﴾ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ وَلَمْ يَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيْقِ مُزْدَلِفَةَ

ترجمہ: اور جمع کرے گا مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں اور جائز نہیں مغرب مزدلفہ کے راستہ میں۔

جمع تاخیر

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے اس لئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جا رہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر نماز مغرب کا اعادہ واجب ہے ایسے ہی اگر عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا لوٹانا واجب ہے۔ (انوارالقدوری:۱/۳۰۸)

﴿۲۳۱﴾ وَيَسْتَحِبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ .

الاسفار باب افعال کا مصدر ہے صبح کا روشن ہونا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے نماز فجر کو روشنی میں پڑھنا مردوں کیلئے۔

فجر کا مستحب وقت

مردوں کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور سورج نکلنے میں اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور نماز کے بعد اگر کسی وجہ سے

نماز کا اعادہ کرنا پڑ جائے تو مسنون قرأت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں لہٰذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۳۰ منٹ قبل نماز فجر پڑھنی چاہئے اور عورتوں کو نماز فجر اندھیرے ہی میں پڑھ لینا مستحب ہے۔

اختیاری مطالعہ

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا

رمضان میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے ہی پڑھنا افضل ہے کیونکہ رمضان میں لوگ سحری کے وقت میں بیدار ہو جاتے ہیں چناں چہ اسفار تک مؤخر کرنے کی صورت میں یا تو لوگ تنہا نماز پڑھ کر سو جائیں گے یا نماز پڑھے بغیر سو جائیں گے اور انکی جماعت یا نماز فوت ہو جائے گی اس لئے اندھیرے ہی میں پڑھ لینا افضل ہے کیوں کہ یہ جماعت میں تکثیر کا ذریعہ ہے تاخیر کرنے میں نمازیوں کے کم ہونیکا اندیشہ ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/ ۴۴۸، معارف السنن: ۲/ ۳۹)

﴿۲۳۲﴾ وَالْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيْلُهُ فِي الشِّتَاءِ اِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ.

الابراد ٹھنڈا کرنا یہاں مراد تاخیر کرنا ہے **الصیف** جمع اصیاف گرمی کا موسم، **الشتاء** سردی کا موسم۔ **تعجیلہ** ضمیر کا مرجع "ظہر" ہے، **فیہ** ضمیر کا مرجع "یوم غیم" ہے۔

ترجمہ اور ٹھنڈا کر کے پڑھنا نماز ظہر کو گرمی میں اور اس کو جلدی کر کے پڑھنا سردی میں مگر ابر والے دن میں پس مؤخر کیا جائے گا اس میں۔

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانہ میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے خواہ گھر میں پڑھے یا مسجد میں سفر میں ہو یا حضر میں اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے البتہ بادل کے دن تاخیر کرنا مستحب ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ وقت سے پہلے نہ ہو جائے۔

﴿۲۳۳﴾ وَتَاخِيْرُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيْلُهُ فِي يَوْمِ الْغَيْمِ.

ترجمہ اور (مستحب ہے) عصر کی نماز کو مؤخر کرنا جب تک کہ سورج میں تبدیلی نہ آ جائے اور اس کو جلدی پڑھنا بادل کے دن میں۔

عصر کا مستحب وقت

عصر کی نماز اتنی تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے کہ جو لوگ وقت شروع ہونے کے بعد کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر سیدھے مسجد میں پہنچیں ان کو نفل پڑھنے کا موقع مل جائے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا ممنوع ہیں گرمی کا موسم ہو یا

سردی کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج میں پیلا پن پیدا ہو جائے دھوپ کا رنگ بدل جائے پھر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ بادل کے دن جلدی پڑھنی چاہئے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ مکروہ وقت داخل نہ ہو جائے۔

سورج میں تغیر کی علامت

عصر کے بعد سورج کی روشنی میں تغیر اس وقت سمجھا جائیگا جبکہ بلا کسی رکاوٹ سورج کی ٹکیہ پر نظر جمانا مشکل نہ رہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۹۸)

﴿۲۳۴﴾ وَتَعْجِيْلُ الْمَغْرِبِ اِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ.

ترجمہ: اور مغرب کو جلدی پڑھنا مگر ابر والے دن میں کہ اس دن مؤخر کی جائے گی۔

مغرب کا مستحب وقت

تمام ائمہ متفق ہیں کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی فوراً پڑھ لینی چاہئے یہی مستحب ہے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے، مگر بادل کے دن قدرے تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔

نوٹ: فقہاء کی یہ جزئی وقت کا اندازہ سورج سے براہِ راست کرنے کے اعتبار سے ہے، خیر آج گھڑیوں سے تقویم کا اطمینان کر لینے سے بلا تاخیر درست ہے۔

رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا

ماہ رمضان میں مغرب کی نماز دس پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جو بعض جگہوں پر رواج ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد لوگ افطار کرتے ہیں اور جب فارغ ہونے کے قریب ہوتے ہیں تب اذان ہوتی ہے اس کے بعد فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے، یہ غلط طریقہ ہے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اذان وقت پر ہی ہونی چاہئے اور پھر مغرب کی نماز دس بارہ منٹ بعد ہو جائے۔

﴿۲۳۵﴾ وَتَاخِيْرُ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعْجِيْلُهٗ فِي الْغَيْمِ.

ترجمہ: اور عشاء کو مؤخر کرنا تہائی رات تک اور اس کو جلدی پڑھنا ابر کے دن میں۔

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے جبکہ کوئی اور عارض نہ ہو مثلاً تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو

اور آدھی رات تک پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک بلا عذر پڑھنا مکروہ ہے اور ابر کے دن جلدی پڑھنا مستحب ہے کیونکہ دیر سے پڑھنے میں تقلیل جماعت کا اندیشہ ہے کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا ڈر ہے۔

(مراقی الفلاح:۹۹)

﴿۲۳۶﴾ وَتَاخِیْرُ الْوِتْرِ اِلٰی آخِرِ اللَّیْلِ لِمَنْ یَّثِقُ بِالْاِنْتِبَاهِ .

یثق فعل مضارع باب ضرب مصدر ثقۃ اعتبار کرنا بھروسہ کرنا یثق بالانتباه جاگنے پر اعتماد ہو۔

ترجمہ: اور (مستحب ہے) وتر کو مؤخر کرنا آخری رات تک اس کیلئے جسے بھروسہ ہو جاگنے پر۔

وتر کا مستحب وقت

جو شخص تہجد کی نماز اخیر شب میں اٹھ کر پڑھا کرتا ہے تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سوتے رہ جانے کا خوف ہو تو اس کیلئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔

فصل

﴿۲۳۷﴾ ثَلَاثَةُ اَوْقَاتٍ لَایَصِحُّ فِیْهَا شَیْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِیْ لَزِمَتْ فِی الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُوْلِهَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اِلٰی اَنْ تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ اسْتِوَائِهَا اِلٰی اَنْ تَزُوْلَ وَعِنْدَ اصْفِرَارِهَا اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ .

استواء بابِ استفعال کا مصدر ہے سیدھا ہونا، برابر ہونا۔ اصفرار باب افعلال کا مصدر ہے پیلا ہونا۔

ترجمہ: تین اوقات ایسے ہیں کہ صحیح نہیں ہے ان میں ان فرائض اور واجبات میں سے کچھ جو ذمہ میں لازم ہو چکے ہیں ان وقتوں کے داخل ہونے سے پہلے سورج کے نکلنے کے وقت تا آں کہ چڑھ جائے اور اس کے سیدھا کھڑا ہونے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے اور اس کے زرد ہونے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

اوقاتِ ممنوعہ کا بیان

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ وہ فرائض اور واجبات جو اوقات ممنوعہ سے قبل ہی ذمہ میں لازم تھے مثلاً قضا نماز یا ادا سجدۂ تلاوت یا نماز وتر وغیرہ اوقات ممنوعہ میں پڑھنا درست نہیں ہے اور اوقات ممنوعہ تین ہیں (۱) صبح کو سورج نکلنے کے بعد تقریباً بیس منٹ تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے (۲) دوپہر میں سورج ڈھلنے کے وقت (۳) شام کو سورج ڈوبتے

وقت یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہوسکتی ہے اس لئے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔

﴿۲۳۸﴾ وَيَصِحُّ اَدَاءُ مَا وَجَبَ فِيْهَا مَعَ الكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةِ ايَةٍ تُلِيَتْ فِيْهَا كَمَا صَحَّ عَصْرُ اليَوْمِ عِنْدَ الغُرُوْبِ مَعَ الكَرَاهَةِ .

فیها ضمیر کا مرجع اس سے قبل کی عبارت میں ثلاثة اوقات ہے۔

ترجمہ: اور صحیح ہے ادا کرنا ان عبادات کا جو واجب ہوئی ہوں اُنھیں اوقات میں کراہت کے ساتھ جیسے جنازہ جو اسی وقت حاضر ہوا اور سجدہ کی آیت جس کی تلاوت کی گئی انہیں اوقات میں جس طرح صحیح ہے آج کی عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے وقت کراہت کے ساتھ۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جو عبادات مکروہ اوقات میں ہی لازم ہوئی ہوں تو ان عبادات کا انہیں اوقات میں ادا کرنا کراہت کے ساتھ صحیح ہے جیسا کہ اس کی تین مثالیں متن میں ذکر کی ہیں مگر مفتی بہ قول کے مطابق پہلا مسئلہ بلا کراہت ہے، اور دوسرا مسئلہ کراہت تنزیہی کے ساتھ ہے اور آخری مسئلہ میں واقعتاً کراہت تحریمی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ

اگر عین طلوع وغروب یا زوال کے وقت جنازہ نماز کیلئے لایا گیا تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر جنازہ پہلے لایا جاچکا تھا اور ابھی نماز نہیں پڑھی گئی تھی کہ مکروہ وقت شروع ہوگیا تو اب مکروہ وقت میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ہی نماز پڑھنا درست ہوگا۔

(الجوہرة النیرة:۱/ ۹۸، البحر الرائق:۱/۲۶۳، ہندیہ:۱/۵۲)

(۲) وقت مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر وقت مکروہ میں تلاوت کیوجہ سے کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کرلیا تو کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور تاخیر افضل ہے اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی اگر کرلیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ (البحر الرائق:۱/۲۶۳، درمختار زکریا:۲/۵۷۹)

(۳) غروب کے وقت آج کی عصر کی نماز کا حکم

اگر کسی شخص نے آج کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو وہ سورج ڈوبتے وقت پڑھ لینے سے کراہت تحریمی کے ساتھ

درست ہو جائے گی۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اس وقت نہ پڑھے مکروہ وقت نکل جانے کے بعد پڑھے لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں۔ (مراقی الفلاح. ۱۰۱)

﴿۲۳۹﴾ وَالاَوْقَاتُ الثَّلَاثَةُ يُكْرَهُ فِيْهَا النَّافِلَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيْمٍ وَلَوْ كَانَ لَهَا سَبَبٌ كَالمَنْذُوْرِ وَرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ .

لها ضمیر کا مرجع نافلة ہے۔

ترجمہ: اور (مذکورہ) تین وقتوں میں نوافل کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ ہو ان کے لئے کوئی سبب جیسے نذر مانی ہوئی نماز اور طواف کی دو رکعتیں۔

مکروہ اوقات میں نفل نماز کا حکم

مکروہ اوقات میں اگر نفل کی نیت باندھ لی تو یہ نفل اس کے ذمہ واجب ہو جائے گی اب بہتر یہ ہے کہ مکروہ وقت میں نفل کی نیت توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرے اور اگر اس وقت نماز نہیں توڑی تو گناہ تو ہوگا مگر بعد میں قضا کی ضرورت نہ ہوگی اسی طرح وہ نوافل جنکا کوئی سبب ہے مثلاً تحیۃ المسجد تحیۃ الوضو کی نذر مانی ہوئی نماز اور طواف کا دوگانہ یہ سب بھی ممنوع ہیں۔

﴿۲۴۰﴾ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ طُلُوْعِ الفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ سُنَّتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوةِ العَصْرِ وَقَبْلَ صَلٰوةِ المَغْرِبِ .

ترجمہ: اور مکروہ ہے نفل پڑھنا صبح صادق کے بعد فجر کی دو رکعت سنتوں سے زائد اور فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے۔

صبح صادق کے بعد نوافل کی ممانعت

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے اسی طرح نماز فجر کے بعد طلوع شمس سے قبل قضا نماز پڑھنا جائز ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے البتہ جب تک سورج میں زردی نہ آ جائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے غروب کے بعد مغرب سے پہلے بھی نفلیں مسنون نہیں ہیں ہاں جائز ہیں کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت مُوسّع ہونے کے باوجود غروب

ہوتے ہی مغرب پڑھنا مستحب ہے پس اگر سنتیں اور نفلیں پڑھی جائیں گی تو منشاء شریعت فوت ہو جائیگا۔

﴿۲۴۱﴾ وَعِنْدَ خُرُوْجِ الْخَطِيْبِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور خطیب کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ فارغ ہو جائے نماز سے۔

خطبہ کے وقت نماز کا حکم

امام صاحبؒ کے نزدیک امام کے منبر پر پہنچنے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک آپس میں بات چیت کرنا یا کوئی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضاء نماز پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔

﴿۲۴۲﴾ وَعِنْدَ الْاِقَامَةِ اِلَّا سُنَّةَ الْفَجْرِ .

ترجمہ اور جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت مگر فجر کی سنتیں۔

تشریح جب نماز کیلئے اقامت کہی جائے تو اب فرض کے علاوہ کسی نماز میں مشغول نہ ہوا جائے اب دوسری نماز میں مشغول ہونا اللہ کے داعی کی مخالفت ہے۔

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہو چکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں (۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہو رہی ہے یا مسجد کشادہ ہے لیکن نمازیوں کی کثرت کیوجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً جماعت میں شریک ہو جائے اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے (۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں بھی شریک ہونے کی امید ہو تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہو رہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں یا سہ دریوں میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کیوجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کر لے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۱/۵۱۰-۵۱۲، کتاب المسائل: ۳۹۱)

﴿۲۴۳﴾ وَقَبْلَ الْعِيْدِ وَلَوْ فِي الْمَنْزِلِ وَبَعْدَهٗ فِي الْمَسْجِدِ .

ترجمہ اور عید سے پہلے (نفل پڑھنا مکروہ ہے) اگرچہ گھر ہی میں ہو اور عید کی نماز کے بعد مسجد میں

(گھر میں نہیں)

نماز عید سے قبل گھر یا عید گاہ میں نفلیں پڑھنا

نماز عید سے قبل گھر یا عید گاہ یا مسجد میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔ (امداد المفتین: ۴۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عید گاہ پہنچ کر نماز عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں تو اجتماعی طور پر عید گاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ میں گوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہو جائے تو اسے برسرِ عام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد کا حکم یہ ہے کہ عید گاہ اور مسجد میں نہ پڑھے اگر گھر میں آکر پڑھے تو درست ہے۔

﴿۲۴۴﴾ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ فِي عَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ .

ترجمہ اور دو جمعوں کے درمیان عرفات و مزدلفہ میں۔

جمع تقدیم و تاخیر کے درمیان نوافل کی ممانعت

میدانِ عرفات میں نماز ظہر اور عصر کی جمع کے درمیان نوافل و سنن کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی جمع کے درمیان نوافل و سنن پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

﴿۲۴۵﴾ وَعِنْدَ ضَيْقِ وَقْتِ الْمَكْتُوْبَةِ .

ترجمہ اور فرض نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے وقت۔

تنگی وقت میں نوافل کی ممانعت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ صرف فرض نماز پڑھنے کی ہی گنجائش ہے اب اگر کوئی شخص فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ فرائض قضا ہو جائیں گے اس لئے ایسے وقت میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿۲۴۶﴾ وَمُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ .

مدافعۃ دَافَعَهُ مُدافعۃً و دِفَاعًا ہٹانا۔ اخبثین، اخبث کا تثنیہ ہے مراد پیشاب پاخانہ،

ترجمہ اور پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت۔

قضاء حاجت کے وقت نماز کی ممانعت

بڑی عمر میں ایسی نوبت آتی ہے کہ پہلے سے چھوٹے یا بڑے استنجے کا کوئی تقاضا نہیں ہوتا اچانک تقاضا ہو جاتا ہے اور اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ برداشت نہیں کیا جا سکتا ایسی صورت میں نماز شروع ہونے کے بعد بھی استنجے کے لئے چلا جائے امام اور مقتدی سب کے لئے یہی حکم ہے بلکہ اگر دوران نماز یہ صورت پیش آئے تو نماز توڑ کر چلا جائے نماز توڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حال میں ہو اسی حال میں سلام پھیر دے مگر یہ حکم استنجے کے شدید تقاضے کی صورت میں ہے چھوٹے یا بڑے استنجے کے شدید تقاضے کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے کیوں کہ اس حال میں نماز پڑھے گا تو دل برابر استنجے کی جانب متوجہ رہے گا نماز کی طرف دھیان نہیں رہیگا البتہ اگر سخت تقاضا نہ ہو تو اس حال میں نماز پڑھنا درست ہے کیوں کہ کچھ نہ کچھ تقاضا تو ہر وقت رہتا ہی ہے اور سخت و ہلکے تقاضے کے درمیان فرق یہ ہے کہ ذہن تقاضے سے ہٹ جائے تو ہلکا تقاضا ہے اور مسلسل ذہن اس کی طرف متوجہ رہے تو سخت تقاضا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۴۲۶)

﴿۲۴۷﴾ وَحُضُوْرِ طَعَامٍ تَتُوْقُهٗ نَفْسُهٗ.

تتوق فعل مضارع معروف باب نصر سے تاق توقًا توقانًا خواہش کرنا۔

ترجمہ اور کھانے کے سامنے آ جانے کے وقت کہ دل اس کو چاہ رہا ہے۔

بھوک کے وقت نماز کی ممانعت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کھانا سامنے موجود ہے اور بھوک لگی ہوئی ہے تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے پہلے کھانا کھائے پھر نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو لیکن اگر وقت تنگ ہو تو اولاً نماز پڑھے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۳)

﴿۲۴۸﴾ وَمَا یُشْغِلُ الْبَالَ وَیُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ.

ترجمہ اور ہر وہ چیز جو مشغول کر دے دل کو اور خلل پیدا کرے خشوع میں۔

حضورِ قلبی کے ساتھ نماز

یہ عبارت عطف العام علی الخاص کی قبیل سے ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو کہ دل کو نماز سے ہٹا دے اور پروردگار عالم کے ساتھ استحضار قلب میں مخل بنے اس چیز کے ہوتے ہوئے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے اولاً ذہن و دماغ کو ہر

چیز سے پاک وصاف کر کے پھر رب ذوالجلال کی جانب متوجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی حلاوت نصیب فرمائیں اور اپنی رضائے تام سے سرفراز فرمائیں آمین۔

باب الاذان

ماقبل سے مناسبت: اس سے قبل صاحب کتاب نے نماز کے اوقات کو بیان کیا ہے اب اس باب میں نماز کے لئے اعلان کے طریقہ کو بیان فرمائیں گے چوں کہ نماز کے اوقات اسباب کے درجہ میں ہیں اور سبب علامت پر مقدم ہوتا ہے اس لئے اوقات کو پہلے بیان کیا ہے۔

اذان کی لغوی تعریف: اعلان کرنا اور اطلاع دینا۔

اصطلاحی تعریف: نماز کے وقت کی مخصوص الفاظ کے ذریعہ اطلاع کرنا۔ (مراقی الفلاح:۱۰۳)

اذان کی ابتداء

جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداء میں نماز کے لئے لوگ اندازے سے مسجد میں حاضر ہوجاتے تھے اور اس کیلئے کوئی اعلان نہیں کیا جاتا تھا اس صورت حال میں بعض مرتبہ کافی انتظار کی زحمت بھی اٹھانی پڑتی تھی اس لئے ایک دن صحابہ میں یہ گفتگو چلی کہ نماز کے وقت کیلئے کوئی علامت مقرر ہونی چاہئے تو بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے (چھوٹی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مار کر آواز نکالنا) بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجایا جائے بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ نے یہ رائے دی کہ جب وقت ہوجائے تو کسی آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کیلئے آبادی میں بھیج دیا جائے چناں چہ حضرت بلالؓ کو اس خدمت پر مامور کردیا گیا۔ (اوجز المسالک:۱/۱۷۲) اسی دوران ایک صحابی حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص دوہرے کپڑے پہن کر اترا ہے اور اس نے ایک دیوار کے کنارے پر کھڑے ہوکر اذان کے وہ کلمات کہے ہیں جو اس وقت (مَرَوَّج) ہیں جب یہ خواب نبی ﷺ کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب برحق ہے لہٰذا تم ان کلمات کو حضرت بلال کو سکھاؤ انکی آواز بلند بھی ہے۔ اور خوبصورت بھی ہے۔ جس زمانہ میں حضرت عبداللہ نے یہ خواب دیکھا تھا وہ بیمار تھے نیز ان کی آواز بھی پست تھی جب حضرت بلال نے اذان دینی شروع کی تو اس آواز کو سن کر حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے۔

آپ ﷺ نے اس پر شکریہ کا اظہار فرمایا اور پھر اذان دینے کا طریقہ امت میں رائج ہوگیا، واضح رہے کہ اذان کی ابتداء کا مذکورہ واقعہ ۱ھ میں پیش آیا، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ اذان کہہ کر وہ شخص مجھ سے تھوڑی دور ہٹ گیا اور تھوڑے وقفہ کے بعد اس نے کہا پھر جب نماز شروع کرو تو اقامت (تکبیر) کہو اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور اپنا خواب

آپ سے عرض کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا۔ (اسد الغابہ: ۳/۱۴۴، طحاوی شریف: ۱/۷۹)

اذان کا اجر و ثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہنچتی ہے وہ سب چیزیں اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی۔ (ابوداؤد: ۱/۷۶)

اذان شیطان کے لئے تازیانہ

اذان کے کلمات میں اللہ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان لعین اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶ میل (تقریباً ۶۶ کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔
(مسلم شریف: ۱/۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان کے کلمات اس کے کان میں نہ پڑسکیں پھر اذان کے بعد واپس آجاتا ہے اس کے بعد جب اقامت ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے اور ختم ہوتے ہی پھر براجمان (آدھمکنا) ہوجاتا ہے اور نمازی پر وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر یعنی بھولی بسری باتیں یاد دلاتا ہے تاکہ نماز سے ذہن ہٹ جائے حتی کہ ان وساوس میں پڑ کر نمازی کو یہی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری: ۱/۸۵-۱۶۷)

مؤذن کسے بنایا جائے؟

احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو باشرع امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو ایک حدیث میں وارد ہے کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے اللہ تعالیٰ امام کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور مؤذن کو دامن عفو میں جگہ مرحمت فرمائے، (سنن بیہقی: ۱/۶۲۶) اور احقر کو بھی اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے، آمین۔

قیس ابن حازم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ تمہارے یہاں مؤذن کون لوگ ہیں ہم نے جواباً فرمایا کہ زیادہ تر مؤذن یا تو غلام ہیں یا آزاد کردہ موالی ہیں حضرت عمرؓ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تمہارے اندر بڑا نقص ہے اذان تو اتنی شرافت کی چیز ہے کہ اگر مجھے خلافت کی مصروفیت نہ ہوتی تو میں پنج وقتہ نمازوں کیلئے اذان دیا کرتا۔ (سنن بیہقی: ۱/۶۲۷)

ره گئی رسم اذان

افسوس ہے کہ جس صورت حال پر حضرت عمرؓ نے نکیر فرمائی تھی وہی صورت حال آج ہمارے پورے معاشرہ میں پیدا ہو چکی ہے بڑے اور بااثر لوگ اذان دینے کو باعث عار سمجھتے ہیں اور عام طور پر مساجد میں ایسے لوگ مؤذن رکھے جاتے ہیں جنکی معاشرہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی اپنے اوپر خواہ کتنی فضول خرچی کرلیں مگر مسجدوں کیلئے سستے سے سستا مؤذن ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے خواہ وہ کیسی ہی غلط اذان دے یا اسے مسائل اذان کا علم ہو یا نہ ہو؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ اذان ایسی پرکشش ہو کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں اور اس کی آواز سے رگ وپے میں سنسنی دوڑ جائے اور بے اختیار قوم مسجد کی طرف چل پڑے اور نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم اسے سن کر ٹھٹھک کر رہ جائیں مگر ہمارے یہاں اذان اس طرح دی جاتی ہے کہ نہ اس میں کوئی سوز وگداز ہوتا ہے اور نہ کسی روحانی کشش کا شائبہ بلکہ محض ایک رسم کی ادائیگی کے طور پر اس عمل کو انجام دے کر اطمینان کرلیا جاتا ہے مؤذن حضرات نہ صرف یہ کہ اذان کے مدوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں بلکہ بہت سے مؤذن تو صراحتاً غلط تلفظ سے اذان دیتے ہیں کہ مطلب بالکل خبط ہو کر رہ جاتا ہے مثلاً، اللہ، اور، اکبر، کے الف کو کھینچ کر پڑھنا اور، اشہد، کو آشہد پڑھنا اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جنکی اصلاح ضروری ہے۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۲۳۳ تا ۲۳۸)

اذان کی مشروعیت

اذان واقامت کی مشروعیت صرف خواب سے نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے علاوہ کسی کا بھی خواب حجت نہیں بلکہ اذان واقامت کی مشروعیت ابتداءً تائید نبوی سے ہوئی ہے پھر قرآن نے اس کی توثیق کردی ارشاد ہے۔ **یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ.**

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو تم اللہ کے ذکر کی جانب چل پڑو۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ انتہاء کے اعتبار سے اذان کی مشروعیت وحی متلو یعنی قرآن کریم سے ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۰۱)

﴿۲۴۹﴾ سُنَّ الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً لِلْفَرَائِضِ وَلَوْ مُنْفَرِدًا اَدَاءً اَوْ قَضَاءً سَفَرًا اَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكُرِهَا لِلنِّسَاءِ .

سنۃ مؤکدۃ سُنَّ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **کرھا** ماضی مجہول تثنیہ باب سمع سے تثنیہ کی ضمیر، اذان واقامۃ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ سنت قرار دی گئیں اذان اور تکبیر سنت مؤکدہ فرض نمازوں کیلئے اگر چہ (نماز پڑھنے والا) منفرد ہو (یہ فرائض) ادا ہوں یا قضاء سفر میں یا حضر میں مردوں کیلئے اور مکروہ قرار دی گئیں یہ دونوں چیزیں عورتوں کے لئے۔

اذان اسلام کا شعار ہے

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہ جگہ اسلامی بستی پر مشتمل ہے حضور ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کر رکھی تھی کہ جس بستی پر حملہ کا ارادہ ہو اگر وہاں سے اذان کی آواز آنے لگے تو اس پر سے حملہ روک لیا جائے اور قتل وقتال سے پوری طرح احتراز کیا جائے۔ (مسلم شریف: ۱/۶۶) اسی بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کر لیں تو ان سے جنگ کی جائے گی اور اذان جاری کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ خیر پنجگانہ فرائض کے لئے اذان وتکبیر سنت مؤکدہ ہے اور غیر فرائض مثلاً عیدین جنازہ تراویح وغیرہ کیلئے اذان وتکبیر مسنون نہیں ہے اسی طرح تمام سنن ونوافل کا حال ہے۔

اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے اذان واقامت کا حکم

اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کیلئے بھی افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہہ کر نماز فرض ادا کرے لیکن اگر بستی میں اذان اور جماعت ہو چکی ہے اور اب بعد میں کوئی مقیم شخص نماز بلا اذان واقامت پڑھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ شہر میں ہونے والی اذان سے سنت فی الجملہ ادا ہوگئی۔ (حلبی کبیر: ۳۷۲، بدائع: ۱/۳۷۷، کتاب المسائل: ۲۴۰)

جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان

اگر مسجد میں اذان ہو چکی ہو تو منفرد کیلئے مسجد کے اندر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

(درمختار بیروت: ۵۸)

گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم

اگر محلہ کی مساجد میں اذانیں ہو چکی ہیں اور کوئی شخص اپنے گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ وقتیہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کیلئے محلہ کی اذان کافی ہے الگ سے اذان دینے کی ضرورت نہیں لیکن اگر قضا نماز پڑھی جارہی ہے تو اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے کم از کم اقامت کہہ کر قضاء نماز ادا کرنی چاہئے۔ (درمختار: ۲/۳۶۶، کتاب المسائل: ۲۴۰)

سفر میں اذان کہنا

سفر کے دوران خواہ رفقاء ساتھ ہوں یا اکیلے نماز پڑھنی ہو دونوں صورتوں میں اذان واقامت کہنے کا اہتمام کرنا

چاہئے البتہ اگر اذان چھوڑ کر اقامت پر اکتفاء کیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (حلبی کبیر:۳۷۲)

عورتوں کی نماز کیلئے اذان واقامت مکروہ ہے

مدرسۃ البنات وغیرہ میں صرف عورتوں کی نماز کیلئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے حتی کہ اگر وہ جماعت سے پڑھیں تب بھی ان کیلئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔ (عالمگیری:۱/۵۳، کتاب المسائل:۲۴۱)

﴿۲۵۰﴾ وَيُكَبِّرُ فِي اَوَّلِهٖ اَرْبَعًا وَيُثَنِّي تَكْبِيْرَ اٰخِرِهٖ كَبَاقِي اَلْفَاظِهٖ.

ترجمہ اور تکبیر (اللہ اکبر) کہے اس کے شروع میں چار مرتبہ اور دو مرتبہ کہے اس کے اخیر کی تکبیر اس کے باقی الفاظ کی طرح۔

تشریح اذان کے کلمات کی تفصیل اسطرح ہے کہ پہلے چار مرتبہ اللہ اکبر کہے اور اخیر میں دو مرتبہ اللہ اکبر کہے باقی تمام کلمات کو دو دو مرتبہ کہے، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کو صرف ایک مرتبہ کہے۔

﴿۲۵۱﴾ وَلَا تَرْجِيْعَ فِي الشَّهَادَتَيْنِ.

ترجمہ اور ترجیع نہیں ہے شہادتین میں۔

تشریح ترجیع کے معنی ہیں، شہادتین (اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اشهد ان محمدا رسول الله) کو آہستہ کہنے کے بعد دوبارہ زور سے کہنا یعنی پہلے چاروں کلمات کو ہلکی آواز سے کہا جائے پھر پلٹ کر دوبارہ ان کو بلند آواز سے کہے حضرت امام مالک وشافعیؒ ترجیع کو سنت کہتے ہیں مگر امام ابوحنیفہ امام احمد وامام ابویوسفؒ کے نزدیک ترجیع سنت نہیں۔

تنبیہ: اذان میں ترجیع سنت ہے یا نہیں؟ یہ اختلاف اب لا حاصل ہے کیوں کہ اب عملی طور پر یہ مسئلہ باقی نہیں رہا اب ساری دنیا میں موالک اور شوافع نے ترجیع ختم کر دی ہے۔ (تحفۃ الالمعی:۱/۵۰۵)

﴿۲۵۲﴾ وَالْاِقَامَةُ مِثْلُهٗ.

ترجمہ اور تکبیر اذان جیسی ہی ہے۔

تشریح تکبیر میں وہ تمام کلمات ہوتے ہیں جو اذان میں کہے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ دو مرتبہ، قد قامت الصلوۃ، کا اضافہ بھی ہے۔

﴿۲۵۳﴾ وَيَزِيْدُ بَعْدَ فَلَاحِ الْفَجْرِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: اور زیادہ کرے فجر کی اذان میں حیّ علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیرمن النوم دومرتبہ (نماز سونے سے بہتر ہے)

الصلوۃ خیر من النوم کا ثبوت

فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد، الصلوۃ خیر من النوم، دومرتبہ کہنا یہ بالاتفاق سنت ہے یہ کلمات شروع میں اذان فجر میں نہیں تھے انکی مشروعیت اس طرح ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نبی ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دینے کیلئے گئے آپ سور ہے تھے حضرت بلالؓ نے دودفعہ کہا: الصلوۃ خیر من النوم یار سول اللہ آپکی آنکھ کھل گئی اور آپنے فرمایا ما احسنَ ھذا یا بلال اجعله فی اذانك بلال یہ کیسے اچھے کلمات ہیں ان کو آپ اپنی اذان میں شامل کرلیں چناں چہ اس واقعہ کے بعد حضرت بلال یہ کلمات اذان میں کہنے لگے پوری امت کا اتفاق ہے کہ فجر کی اذان کے علاوہ کسی اور اذان میں ان کلمات کا اضافہ نہیں کیا جائیگا حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

(تحفۃ الالمعی:۱/۵۱۴)

اختیاری مطالعہ

الصلوۃ خیر من النوم چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے

اگر فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آجائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہئے اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹالے لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئے تو اب اذان مکمل ہوگئی لوٹانے یا مذکورہ کلمات کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۲۸۶، کتاب المسائل:۲۴۲)

﴿۲۵۴﴾ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْإِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ .

ترجمہ: اور تکبیر کے حی علی الفلاح کے بعد کہے قد قامت الصلوۃ (تحقیق کہ نماز کھڑی ہوگئی) دومرتبہ۔

تشریح: ماقبل میں گذر چکی ہے۔

﴿۲۵۵﴾ وَيَتَمَهَّلُ فِي الْأَذَانِ وَيُسْرِعُ فِي الْإِقَامَةِ

یتمھل فعل مضارع باب تفعل تَمَھَّلَ فی العمل کام کو اطمینان سے کرنا، اس میں عجلت نہ کرنا توقف کرنا ٹھہر ٹھہر کر کرنا۔ یسرع فعل مضارع معروف باب افعال سے اِسراعًا مصدر ہے جلدی کرنا۔

ترجمہ: اور اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور تھوڑی جلدی کرے تکبیر میں۔

تشریح: اذان کے کلمات کو دراز کرنا اور ہر کلمہ کے بعد اتنی دیر ٹھہرنا کہ اگر جواب دینے والا جواب دینا چاہے تو

دے سکے یہ مسنون ہے اور اقامت میں ہر کلمہ جلدی کہنا اور اس پر سانس نہ توڑنا سنت ہے۔

اذان کا مسنون طریقہ

اذان کے ہر کلمہ کو ایک سانس میں ادا کرنا اور ہر کلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جائے اور ہر اللہ اکبر کی راء پر سکون کیا جائے اور اگر ملا کر پڑھیں تو راء پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، راء پر پیش پڑھنا خلاف سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں **اشهد ان لا الله الا الله اشهد ان لا اله الا الله** پڑھیں اور اللہ کی ہ پر سکون کریں، اس کے بعد ایک سانس میں **اشهد ان محمداً رسول الله اشهد ان محمداً رسول الله** پڑھیں اور ہر کلمہ پر اخیر میں سکون کریں، اعراب ظاہر نہ کریں، اسی طرح ایک ایک سانس میں **حی علی الصلٰوة حی علی الفلاح** کہیں، اس کے بعد **قد قامت الصلٰوة** الگ الگ سانس میں کہیں پھر اللہ اکبر اللہ اکبر ایک سانس میں اور لا الٰہ الا اللہ ایک سانس میں کہیں۔

(اعلاء السنن: ۲/ ۵۸، کتاب المسائل: ۲۴۷، شامی: ۲/ ۴۷-۴۸)

اختیاری مطالعه

اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا

اگر اذان اور اقامت میں سے کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان و اقامت کے بعد فوراً یاد آ جائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو شروع سے لوٹائے۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۲۸۵، درمختار بیروت: ۲/ ۴۹-۵۱، کتاب المسائل: ۲۴۲)

﴿۲۵۶﴾ وَلَا يُجْزِئُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَاِنْ عُلِمَ اَنَّهٗ اَذَانٌ فِي الْاَظْهَرِ.

ترجمہ: اور کافی نہیں ہے اذان فارسی میں پڑھنا اگرچہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ اذان ہے، ظاہر روایت میں۔

عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں اذان و تکبیر کہنا

عربی کے علاوہ دوسری کسی زبان مثلاً فارسی وغیرہ میں اذان دینا جائز نہیں ہے اگرچہ سننے والے جانتے ہوں کہ یہ اذان ہو رہی ہے اس لئے کہ اذان کی مشروعیت عربی الفاظ کے ساتھ ہی ثابت ہے، یہی حکم تکبیر کا بھی ہے، کیونکہ یہ

دونوں شعائر میں سے ہیں اور شعائر کو بحالہ رکھا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۰۶)

﴿۲۵۷﴾ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ وَاَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے یہ کہ مؤذن نیک آدمی ہو جو سنت اذان کو اور نماز کے وقتوں کو جاننے والا ہو۔

تشریح: احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو باشرع امانت ودیانت سے متصف اور تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو نیز اذان نماز اور اوقات کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہو تاکہ عبادت صحیح وقت میں صحیح طریقہ پر انجام دی جاسکے۔ (باقی تفصیل دیکھیں، مؤذن کسے بنایا جائے، کے عنوان کے تحت)

﴿۲۵۸﴾ وَعَلٰى وُضُوْءٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَاكِبًا.

ترجمہ: اور (یہ کہ مؤذن) وضو سے ہو قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہو مگر یہ کہ وہ سوار ہو۔

سواری پر اذان

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ بھی مستحب ہے کہ اذان باوضو دے قبلہ رو ہو کر دے، البتہ حالت سفر میں سواری پر چلتے ہوئے اذان دینا درست ہے، جس طرف بھی رُخ کر کے دینا ممکن ہو لیکن اقامت زمین پر اتر کر کہی جائے اور مقیم ہونے کی حالت میں چلتی ہوئی سواری پر اذان دینا مکروہ ہے۔ (شامی ۲/ ۵۵ زکریا، کتاب المسائل: ۲۴۱)

﴿۲۵۹﴾ وَاَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ.

ترجمہ: اور (مستحب ہے) یہ کہ دے لے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں (کے سوراخوں) میں۔

کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا حکم

اذان دیتے وقت دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے جو مطلوب ومقصود ہے اور کان بند کرنے سے آواز اس لئے بلند ہوتی ہے کہ ہوا تین جگہ سے نکلتی ہے منھ ناک اور کان سے، البتہ منھ اور ناک میں سے ایک وقت میں ایک ہی جگہ سے نکلتی ہے پس جب کلمات اذان کہتے وقت منھ کھل رہا ہے اور اس سے سانس نکل رہا ہے تو ناک خود بخود بند ہو جائے گی اس سے ہوا نہیں نکلے گی البتہ کانوں سے نکلے گی پس جب کان کے سوراخ انگلیوں سے بند کر دیئے تو ہوا منھ سے زور سے نکلے گی اور آواز بلند ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بہرہ آدمی اونچا بولتا ہے جب وہ خود اپنی آواز سنتا ہے تب اس کو تسلی ہوتی ہے اسی طرح جب مؤذن بہ تکلف بہرہ بنے گا تو وہ زور سے بولنے پر مجبور ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/ ۵۱۲) اگر مسجد بہت بڑی ہو جیسے دہلی کی

جامع مسجد اور آواز دور تک پہنچانا مقصود ہو تو اقامت میں بھی کانوں کے سوراخ بند کر کے چلائیں۔

﴿۲۶۰﴾ وَاَنْ يُّحَوِّلَ وَجْهَهٗ يَمِيْنًا بِالصَّلٰوةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ .

ترجمہ: اور یہ کہ گھمائے اپنے چہرہ کو داہنی طرف حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت اور بائیں طرف حی علی الفلاح کہتے وقت۔

تشریح: اذان میں حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت، بائیں طرف کو منہ پھیرنا سنت ہے، اسی طرح اقامت میں بھی پھیرنا چاہئے۔ (حلبی کبیر: ۳۷۴)

﴿۲۶۱﴾ وَيَسْتَدِيْرُ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ .

یستدیر فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب استفعال اِستِدارًا مصدر ہے گھومنا۔

صومعة کے لفظی معنی اس کوٹھڑی کے ہیں جس میں راہب رہا کرتے ہیں عیسائی راہب کی عبادت گاہ (کٹیا) جمع صَوَامِعُ. مگر مراد اس سے وہ جگہ ہے جو اذان دینے کے لئے بنائی جائے۔

ترجمہ: اور گھوم جائے اذان دینے کی جگہ میں۔

تشریح: صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر کھڑے ہو کر اذان دے رہا ہے اگر ضرورت ہو تو گھومنا افضل ہے اور اگر ضرورت ہو تو منہ کو باہر بھی نکال سکتا ہے تاکہ اذان کا مقصد حاصل ہو جائے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۷)

﴿۲۶۲﴾ وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُوْنَ لِلصَّلٰوةِ مَعَ مُرَاعَاةِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ .

ترجمہ: اور فصل کرے اذان اور اقامت کے درمیان اتنا کہ حاضر ہو جائیں نماز کی پابندی کرنے والے وقت مستحب کی رعایت کرتے ہوئے۔

عام نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان فصل

اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہئے کہ جو شخص اذان شروع ہونے سے پہلے کھانا کھا رہا ہے یا استنجے کے لئے گیا ہوا ہے وہ فارغ ہو کر اور طہارت حاصل کر کے بآسانی مسجد میں آسکے یعنی جو لوگ نماز باجماعت کا التزام کرتے ہیں وہ اپنی ضروریات انسانیہ سے فراغت پا کر نماز باجماعت میں شرکت کر سکیں، البتہ اوقاتِ مستحبہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس قدر انتظار نہ کرے کہ اوقاتِ مستحبہ نکل جائیں، اس کے لئے اذان واقامت کے درمیان دس پندرہ منٹ کافی ہیں، ہمارے دیار میں جو اذان واقامت کے درمیان آدھ گھنٹے کا فاصلہ رکھا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں، اس سے

اذان بے معنی ہو جاتی ہے کوئی اذان سن کر نماز کی تیاری نہیں کرتا، اسی طرح مغرب میں بالکل وقفہ مسنونہ اذان وتکبیر کے مابین نہیں کیا جاتا، آخر کیوں سمجھ لیا جاتا ہے کہ ہر آدمی پہلے سے باوضو تیار ہی بیٹھا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۷)

﴿۲۶۳﴾ وَفِي الْمَغْرِبِ بِسَكْتَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ اَوْ ثَلٰثِ خُطُوَاتٍ .

ترجمہ: اور مغرب میں ایک سکتہ کی برابر (فصل کرے) جو کہ تین چھوٹی آیتوں کے پڑھنے یا تین قدم چلنے کی مقدار ہو۔

مغرب کی اذان واقامت میں کتنی تاخیر کی جائے

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہئے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی جاسکے، یا بالفاظ دیگر مؤذن اذان سے فارغ ہو کر صف میں پہنچ جائے اور اذان کے بعد دعا بھی پوری ہو جائے۔

نوٹ: تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰-۱۵ منٹ کی بقدر فصل کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۶۴﴾ وَيُثَوِّبُ كَقَوْلِهٖ بَعْدَ الْاَذَانِ الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ يَا مُصَلِّيْنَ .

اس عبارت میں لفظ الصلوٰۃ پر فتحہ وضمہ دونوں پڑھ سکتے ہیں فتحہ پڑھنے کی صورت میں فعل امر حاضر معروف (صَلُّو) محذوف نکلے گا اور یہ مفعول بہ واقع ہوگا اور ضمہ پڑھنے کی صورت میں مبتدا ہوگا اور اس میں عامل، عامل معنوی ہوگا اور خبر محذوف ہوگی قائمة، یا جامعة اصل عبارت ہوگی الصلوٰة قائمة یا جامعة.

ترجمہ: اور تثویب کرے جیسے مؤذن کا قول اذان کے بعد نماز نماز تیار ہے، اے نماز پڑھنے والو! نماز کے لئے آؤ۔

تثویب کی تفصیل

یثوب تثویب سے ہے باب تفعیل کا مصدر اس کا مادہ ثوب ہے، اس مادہ کے معنی ہیں لوٹنا، کپڑے کو ثوب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بار بار بدن پر لوٹتا ہے اور ثواب کو ثواب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ عمل کے عوض میں بندے کی طرف لوٹتا ہے، پس تثویب کے معنی ہیں اعلان کے بعد اعلان اور اس کی دو شکلیں ہیں: (۱) فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ کہنا، تفصیل مسئلہ ۲۵۳ کے تحت آچکی ہے۔ (۲) اذان کے بعد نماز سے پانچ دس منٹ پہلے مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہہ کر یا الصلاۃ الصلاۃ پکار کر یا مقامی زبان میں لوگوں کو نماز کے لئے بلائے یہ تثویب نوپید ہے، قرونِ مشہود لہا بالخیر میں یہ تثویب نہیں تھی اور صحابہ نے اس پر نکیر فرمائی ہے، ہماری فقہ کی

کتابوں میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ چونکہ اب لوگوں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اس لئے تمام نمازوں میں تثویب کرنی چاہئے۔ (درمختار، شامی ۲/۵۶، باب الاذان مطبع زکریا) ہمارے اکابر نے اس جزئیہ پر فتویٰ نہیں دیا، ہمارے یہاں نماز فجر میں بھی تثویب کا رواج نہیں کیونکہ تثویب خود سستی پیدا کرتی ہے جب ایک مرتبہ تثویب شروع کردی جائے گی تو آہستہ آہستہ لوگ دوسری تثویب کے محتاج ہوجائیں گے۔ اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اذان کے بعد بقدر ضرورت فصل رکھ کر نماز شروع کردی جائے تاکہ لوگ اذان سن کر فوراً نماز کی تیاری میں مشغول ہوجائیں اور دوبارہ اعلان کی ضرورت نہ رہے، لیکن فجر میں تو بہرکیف فصل اذان ونماز میں پھر بھی زیادہ ہی رہے گا۔ (تحفۃ الالمعی ۱:/۵۱۴)

﴿۲۶۵﴾ وَيُكْرَهُ التَّلْحِيْنُ .

تلحین باب تفعیل کا مصدر ہے کہا جاتا ہے **لَحَّنَ فِي قِرَاءَتِهٖ** ترنم یا لے سے پڑھنا **لَحَّنَ الْأُغْنِيَةَ** مخصوص لے سے گانا گانے میں سُر پیدا کرنا، دُھن بنانا، یہاں پر مراد اذان کو گانے کے طرز پر پڑھنا۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے گا گا کر اذان پڑھنا۔

اذان میں لحن

اذان کے جن حروف پر کوئی مد نہیں ان کو کھینچنا لحن جلی ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر اکبار کہنا حرام ہے، ہاں اذان کے جن کلمات میں مد اصلی ہے جیسے اللہ یا جہاں مد منفصل ہے جیسے لا الٰہ یا جہاں مد عارض وقفی ہے، جیسے الا اللہ، ان کلمات کو اذان میں کھینچنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ومستحسن ہے مگر اس طرح آواز بنانا کہ جس سے گانے کی معیوب شکل ہوجائے تو یہ مکروہ ہے۔ (طحطاوی: ۱۰۷)

﴿۲۶۶﴾ وَاِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَاَذَانُهٗ .

ترجمہ: اور بے وضو آدمی کا تکبیر کہنا اور اس کا اذان پڑھنا (مکروہ ہے)

اذان واقامت

بغیر وضو اذان واقامت کہنا کیسا ہے؟ یہ مسئلہ حقیقت میں اذکار کے باب سے ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر وضو اللہ کا ذکر جائز ہے حتی کہ قرآن کی تلاوت بھی جائز ہے پس بلا وضو جو اذان واقامت کہی گئی ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ یہ بھی اذکار ہیں البتہ بلا وضو اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور بغیر وضو اقامت کہنے کی کراہت اس سے بڑھی ہوئی ہے یعنی یہ اسائت کا درجہ ہے اسائت کا درجہ مکروہِ تحریمی سے نیچے اور مکروہ تنزیہی سے اوپر ہے اور بغیر وضو اقامت کہنے کی کراہت اس وجہ سے بڑھی ہوئی ہے کہ ایسا شخص لوگوں کو نماز کے لئے بلا کر وضو کرنے کے لئے خود غائب ہوجائے

گا یہ "دیگراں رانصیحت خودرافضیحت" والی بات ہوگی۔

﴿۲۶۷﴾ وَاَذَانُ الجُنُبِ .

ترجمہ: اورجنبی کا اذان دینا (مکروہ ہے)۔

جنبی کی اذان

اگر حدثِ اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اوراس اذان کالوٹانا مستحب ہے اوراقامت کہنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۸)

﴿۲۶۸﴾ وَصَبِيّ لَایَعْقِلُ .

ترجمہ: اورایسے بچہ کا اذان کہنا جس کو عقل وسمجھ نہ ہو۔

نابالغ بچہ کی اذان

بالکل ناسمجھ نابالغ کی اذان صحیح نہیں اس کا اعادہ ضروری ہے اورسمجھدار بچہ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار بیروت: ۲/۵۴-۵۶)

﴿۲۶۹﴾ وَمَجْنُوْنٍ وَسَكْرَانَ .

ترجمہ: اوردیوانہ اورنشہ والے کا اذان کہنا (ان کی اذان بھی مکروہ ہے)

دیوانے اورنشہ والے کی اذان

دیوانہ نشے والے کی اذان اس وجہ سے مکروہ ہے کہ وہ جس طرف دعوت دے رہے ہیں اس کو سمجھ نہیں رہے ہیں اگر یہ لوگ اذان کہہ دیں تو مستحب یہ ہے کہ اس کا اعادہ کرلیا جائے۔

﴿۲۷۰﴾ وَامْرَاَةٍ .

ترجمہ: اورعورت کی (عورت کا اذان کہنا بھی مکروہ ہے)

تشریح: اس کی تفصیل مسئلہ ۲۴۹ میں گزرچکی ہے۔

﴿۲۷۱﴾ وَفَاسِقٍ .

ترجمہ: اور فاسق (کا اذان پڑھنا مکروہ ہے)

فاسق کی اذان

ڈاڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا شخص فاسق ہے لہٰذا اس کی اذان واقامت مکروہ ہے لیکن اگر ایسا شخص اذان واقامت کہہ دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۵۴)

﴿۲۷۲﴾ وَقَاعِدٍ .

ترجمہ: اور بیٹھنے والے کی (اذان بھی مکروہ ہے)

بیٹھ کر اذان کہنا

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے البتہ اگر کوئی منفرد اپنی نماز کے لئے اذان دے تو بیٹھ کر اذان دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۱۰۸)

﴿۲۷۳﴾ وَالكَلَامُ فِي خِلَالِ الأَذَان وَفِي الإِقَامَةِ وَيَسْتَحِبُّ إِعَادَتُهُ دُوْنَ الإِقَامَةِ .

ترجمہ: اور بات کرنا اذان اور تکبیر کے بیچ میں (مکروہ ہے) اور مستحب ہے اذان کا لوٹانا نہ کہ تکبیر کا۔

اذان واقامت کے درمیان بات چیت کرنا

اذان واقامت کے درمیان بات کرنا مکروہ ہے اذان کا اعادہ مستحب ہے اقامت کا نہیں نیز اذان واقامت کے درمیان سلام کا جواب دینا بھی مکروہ ہے۔

﴿۲۷۴﴾ وَيُكْرَهَان لِظُهْرٍ يَوْمَ الجُمُعَةِ فِي المِصْرِ .

ترجمہ: اور مکروہ ہے دونوں ظہر کی نماز کے لئے جمعہ کے دن شہر میں۔

جمعہ کے دن ظہر کے لئے اذان واقامت

کسی کی نماز جمعہ چھوٹ گئی اور وہ ظہر کی نماز کے لئے اذان وتکبیر کہنا چاہے تو مکروہ ہے، ہر ایسی جگہ جہاں نماز جمعہ ہوتی ہے وہاں امام کے نمازِ جمعہ سے فارغ ہونے سے پہلے یا بعد میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے الگ الگ نماز ظہر پڑھیں بلا اذان وتکبیر کے۔

﴿۲۷۵﴾ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ وَيُقِيْمُ وَكَذَا لِأُولٰى الْفَوَائِتِ وَكُرِهَ تَرْكُ الْإِقَامَةِ دُوْنَ الْأَذَانِ فِي الْبَوَاقِي إِنِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ .

ترجمہ اور اذان دے فوت شدہ نماز کو پڑھنے کے لئے اور تکبیر (بھی) کہے اور یہی حکم ہے بہت سی قضا نمازوں کو ادا کرنے کے وقت اول نماز کے لئے اور مکروہ ہے اقامت کا چھوڑنا نہ کہ اذان کا باقی نمازوں میں اگر قضاء نماز پڑھنے کی مجلس ایک ہو۔

قضا نماز میں اذان واقامت

اگر کوئی شخص قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان واقامت دونوں کہے اگر دونوں ہی کو چھوڑ دیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے کم ازکم اقامت کہہ کر قضاء نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر چند نمازیں قضاء ہوگئیں تو پہلی نماز کے لئے اذان واقامت دونوں کہے اور بقیہ نمازوں میں اختیار ہے خواہ اذان واقامت دونوں کہے یا صرف اقامت کہہ لے اور تکبیر اگر ترک کی جائے گی تو مکروہ ہے، مصنف نورالایضاح فرماتے ہیں کہ ماقبل کی تفصیل اس وقت ہے جب تمام قضاء نمازوں کو ایک ہی بار ادا کیا جارہا ہے اور اگر مجلس متحد نہیں بلکہ مختلف اوقات میں ادا کرنی ہے تو پھر اذان کا ترک مکروہ ہوگا۔

﴿۲۷۶﴾ وَإِذَا سَمِعَ الْمَسْنُوْنَ مِنْهُ أَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلَهُ وَحَوْقَلَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وَقَالَ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ أَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِالَّذِيْ وَعَدْتَّهُ .

ترجمہ اور جب سنے مسنون اذان کو تو رک جائے اور کہے مؤذن کی طرح اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** سننے کے وقت اور کہے **صدقت وبررت** یا **ماشاء اللہ** مؤذن کے **الصلوٰۃ خیر من النوم** کہنے کے وقت پھر دعا مانگے وسیلہ کی چناں چہ کہے: اے اللہ! اس دعوت تامہ کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے مالک عطاء فرما محمد کو مقام وسیلہ اور فضیلہ اور پہنچادے ان کو مقام محمود میں جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

اذان کا جواب کس طرح دینا چاہئے؟

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جب اذان مسنون سنے (یعنی جو اذان سنت طریقہ کے مطابق دی جائے جس میں گانا راگ وغیرہ کی آواز نہ ہو) تو ہر ایسے کام سے رُک جائے جو اذان کی طرف توجہ کرنے میں خلل انداز ہو، اس کے بعد فرمایا

کہ جو شخص اذان سنے خواہ مرد ہو یا عورت پاک ہو یا ناپاک اس کے لئے اذان کا جواب دینا مسنون ہے اور جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مؤذن ایک کلمہ کہہ کر خاموش ہو جائے تو جواب دینے والا بھی وہی کلمہ دوہرائے اور حیعلتین کے جواب میں حیعلۃ بھی جائز ہے اور حوقلہ بھی یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا بھی جائز ہے اگر حیعلہ کا جواب حیعلہ سے دیا جائے تو مؤذن کا خطاب تو لوگوں سے ہوگا اور جواب دینے والے کا خطاب اپنے نفس سے ہوگا یعنی اپنے آپ سے کہے نماز کے لئے چل۔

اور اگر حیعلہ کا جواب حوقلہ سے دیا جائے تو گویا بندہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ کی قوت وطاقت ہی سے نماز کیلئے جا سکتا ہوں میری اپنی بساط کچھ نہیں یعنی بندے نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے ہیں اس لئے ان شاء اللہ وہ بندہ نماز سے پیچھے نہیں رہے گا۔

اجابت اذان کی دو قسمیں ہیں (۱) اجابت قولی یعنی جو کلمے مؤذن کہے جواب میں وہی کلمے کہے جائیں (۲) اجابت فعلی یعنی نماز پڑھنے کیلئے اس مسجد میں جانا جہاں اذان ہوئی ہے اجابت قولی تو بالاتفاق مستحب ہے مگر اجابت فعلی میں اختلاف ہے بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں اور ہمارے یہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ اجابت فعلی سنتِ مؤکدہ اشد تاکید یعنی واجب جیسی مؤکدہ ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۳۰)

الصلوٰۃ خیر من النوم کا جواب

فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلوۃ خیر من النوم کہے تو بعض اسلاف سے منقول ہے کہ سننے والوں کو جواب میں، "صدقت وبررت" (تو نے سچ کہا اور تو نے نیکی کا کام کیا) کے الفاظ کہنے چاہئیں اور بعض علماء نے اس میں یہ بھی بڑھایا ہے، وبالحق نطقت. (تو نے حق بات زبان سے نکالی) (شامی زکریا: ۲/۶۷)

اذان کے بعد کیا دعا مانگے؟

اذان کے بعد وہ دعا مانگے جو متن میں موجود ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اذان دین اسلام کی مکمل دعوت ہے کیونکہ اذان میں سب سے پہلے اللہ کی بڑائی کا اعلان ہے پھر توحید ورسالت کی گواہی ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد ہیں پھر اسلام کی سب سے اہم عبادت نماز کی دعوت ہے پھر اس کا فائدہ بیان کیا ہے پھر اللہ کی بڑائی کا اور آخرت میں اسکی یکتائی کا اعلان ہے غرض اذان پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اسے "الدعوۃ التامۃ" مکمل دعوت کہا گیا ہے اور "الصلاۃ القائمۃ" سے مراد وہ نماز ہے جسکی طرف بلایا جارہا ہے اور "رَبّ" کے معنی ہیں پالنے والا، یعنی مکمل دعوت والا اور جو نماز قائم ہونے والی ہے اس کے مالک یعنی نماز مؤذن کے لئے نہیں پڑھتے ہیں بلکہ جو اذان ونماز والا ہے اس کے لئے پڑھتے ہیں پھر یہ عرض کی جاتی ہے کہ الٰہی، نبی ﷺ کو، وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود عنایت فرمایئے جس کا

آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے (یہ وعدہ سورۂ بنی اسرائیل آیت (۷۹) میں ہے۔ اور وسیلہ، فضیلہ، اور مقام محمود کی تفصیل یہ ہے کہ وسیلہ، اللہ تعالیٰ کی مقبولیت ومحبوبیت کا ایک خاص الخاص مقام اور مرتبہ ہے اور جنت کا ایک مخصوص درجہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک بندہ ہی کو ملنے والا ہے اور فضیلہ، اسی مقام ومرتبہ کا دوسرا نام ہے اور مقام محمود وہ مقام عزت ہے جس پر فائز ہونے والا ہر ایک کی نگاہ میں محمود ومحترم ہوگا اور سب اس کے ثناخواں اور شکر گذار ہوں گے اور جو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں سب سے پہلے سارے انسانوں کیلئے حساب اور فیصلہ کی ابتداء در شفاعت کریگا پھر گناہگاروں کے لئے سفارش کا دروازہ بھی اسی کے طفیل کھلے گا بس یہی وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ : (۱) عام طور پر کہا جاتا ہے کہ دعائے وسیلہ میں **"الدرجة الرفیعة** اور **وارزقنا شفاعته یوم القیامة"** ثابت نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ بعینہٖ یہ الفاظ تو کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئے البتہ ان کے ہم معنیٰ الفاظ احادیث میں موجود ہیں (طحاوی ۱/ ۸۷) میں ابن مسعودؓ کی حدیث ہے اس کے الفاظ یہ ہیں، **اللّٰهم اعط محمداً الوسیلة وَاجْعَلْ فی الاَعْلِیْنَ دَرَجَتَه** اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے، **اللّٰهم صل علیه وبلغه درجةَ الوسیلة عندك واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة** (کنز العمال ۷/ ۲۰۴) اور بیہقی کی روایت میں **"اِنَّكَ لاتخلف المیعاد"** آیا ہے (سنن کبریٰ: ۱/ ۴۱۰) لہٰذا دعا میں ان کا بڑھانا درست ہے۔

فائدہ : (۲) دعائے وسیلہ کرنے میں دو فائدے ہیں ایک یہ دعا ایک عبادت ہے اور نبی ﷺ نے دعا کو عبادت کا مغز کہا ہے اور اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے کیوں کہ جو شخص یہ دعا کرے گا نبی ﷺ اس کے لئے سفارش کریں گے۔

(مستفاد تحفۃ الالمعی: ۱/ ۵۳۴ تا ۵۳۵)

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ وَاَرْکَانِهَا

ماقبل سے مناسبت : اولاً صاحب نورالایضاح نے طہارت کو بیان کیا ہے جو نماز کیلئے شرط ہے اس کے بعد اوقات صلوٰۃ کو بیان کیا ہے کیوں کہ وہ اسباب وشرائط میں سے ہے پھر اذان کا تذکرہ اعلام واخبار کیوجہ سے کیا ہے اب اس باب میں نماز کی شرائط وارکان کو بیان کرتے ہیں۔

شروط کی تحقیق. شروط جمع ہے شرط کی (بسکون راء) اصل میں مصدر ہے باب نصر، ضرب، کسی چیز کو لازم کرنا اور شرط (بالتحریک) بمعنیٰ علامت اس کی جمع اشراط ہے۔

اصطلاحی تعریف. وہ چیز جس پر کسی دوسری چیز کا وجود موقوف ہو مگر وہ اس کی حقیقت میں داخل نہ ہو جیسے وضو نماز کی حقیقت میں داخل نہیں ہے مگر نماز کا وجود اور اس کی صحت وضو پر موقوف ہے۔

ارکان. رکن کی جمع ہے معنیٰ جانب اور شرعی معنیٰ نماز کے اندرو، خاص چیزیں جن پر نماز کا دارومدار ہے یعنی شئ کی ذاتیات کو ارکان کہتے ہیں جیسے تکبیر تحریمہ قیام قرأت رکوع سجود نماز کے اجزاء ہیں اور نماز میں داخل ہیں۔

(مراقی الفلاح: ۱۱۱)

صحتِ نماز کی شرائط: صاحب کتابؒ نے نماز کی صحت کے لئے ۲۷ ستائیس چیزیں بیان کی ہیں مگر فقہ کی دیگر کتب مثلاً صاحب قدوری وغیرہ نے چھ شرطیں اور چھ ارکان ذکر کئے ہیں اس تعارض کا حل یہ ہے کہ ان حضرات کا مقصد اصل میں تقریب ہے یعنی کل بارہ چیزوں کا یاد کرنا سیکھنے والوں کے لئے آسان ہے ان حضرات کا مقصد یہی نہیں ہے اور نہ ماسوا کی نفی کرنا مقصود ہے اور مصنف نورالایضاح کے پیش نظر ان تمام امور کو بیان کرنا ہے جن کی نمازی کو از اول تا آخر رعایت ضروری ہے، اور ان کے اوپر نماز کی صحت لازم ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۱۲)

﴿۲۷۷﴾ لَابُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ مِنْ سَبْعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ شَيْئًا اَلطَّهَارَةُ مِنَ الحَدَثِ وَطَهَارَةُ الجَسَدِ وَالثَّوْبِ وَالمَكَانِ مِنْ نَجِسٍ غَيْرِ مَعْفُوٍّ عَنْهُ حَتّٰى مَوْضَعِ القَدَمَيْنِ وَاليَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالجَبْهَةِ عَلَى الاَصَحِّ.

ترجمہ: ضروری ہیں نماز کے صحیح ہونے کے لئے ستائیس چیزیں، پاک ہونا حدث سے بدن کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا، ایسی ناپاکی سے جس کی معافی نہیں دی گئی، حتی کہ دونوں پیروں دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور پیشانی کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا، اصح قول پر۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ناپاکی کی جو مقدار معاف نہیں ہے (بیان باب الانجاس مسئلہ ۱۹۸، ۱۹۹ میں گزر چکا ہے) اس نجاست سے نمازی کا بدن سر سے لیکر پیر تک اور کپڑے جو وہ زیب تن کئے ہوئے ہے اور جس جگہ وہ نماز پڑھ رہا ہے یعنی ہاتھ پیر اور سجدہ کرنے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے نیز حدثِ اصغر (یعنی وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اور حدثِ اکبر (یعنی جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے) سے پاک ہونا ضروری ہے۔

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا

اگر زمین کو پہلے گوبر سے لیپا گیا ہو اور بعد میں پاک مٹی اس پر اتنی مقدار میں لیپ دی کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اسکی بو وغیرہ اوپر سے محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر گوبر کی سی بو محسوس ہو رہی ہے تو وہاں کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ (ہندیہ: ۱/ ۶۲، حلبی کبیر: ۲۰۲، کتاب المسائل: ۲۵۳)

﴿۲۷۸﴾ وَسَتْرُ العَوْرَةِ وَلَا يَضُرُّ نَظْرُهَا مِنْ جَيْبِهٖ وَاَسْفَلِ ذَيْلِهٖ.

ذَيْلٌ جمع اَذْيَالٌ وَذُيُوْلٌ بمعنی دامن، نچلا حصہ۔

ترجمہ: اور ستر کا چھپانا اور نقصان دہ نہیں ہے ستر کا دیکھ لینا گریبان سے اور دامن کی نچلی جانب سے۔

تشریح: اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے چھٹی شرط کا بیان ہے، ستر کا چھپانا بالاتفاق فرض ہے (ستر کا

بیان آگے آرہا ہے) نماز میں بھی اور نماز سے باہر لوگوں کے سامنے بھی، البتہ تنہائی میں اختلاف ہے، اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ گریبان سے اور دامن کے نیچے سے اگر دوران نماز ستر نظر آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے

جس شخص کے پاس ستر کے لئے کپڑا وغیرہ موجود ہو اس کے لئے نماز میں ستر چھپانا مطلقاً ضروری ہے خواہ دوسرا دیکھ سکتا ہو یا نہیں، جگہ روشن ہو یا اندھیری، بہرحال ستر لازم ہے۔ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/۲۸۳، کتاب المسائل: ۲۵۶)

﴿۲۷۹﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمُشَاهِدِ فَرْضُهُ إِصَابَةُ عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمُشَاهِدِ جِهَتُهَا وَلَوْ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: اور قبلہ کا استقبال (یعنی اس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھنا) چناں چہ مکہ میں رہنے والے کے لئے جو بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے اس کا فرض، خاص قبلہ کی سیدھ کرنا ہے اور نہ دیکھنے والے کے لئے اس کی جانب رُخ کرنا فرض ہے اگرچہ وہ مکہ میں ہو، صحیح مذہب کے مطابق۔

تشریح: اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے ساتویں شرط استقبالِ قبلہ کا بیان ہے، ادا نماز ہو یا قضا، فرض ہو یا نفل، سجدۂ تلاوت ہو یا نمازِ جنازہ وغیرہ وغیرہ قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے، اگر جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے قبلہ کی سمت چھوڑ کر دوسری جانب نماز پڑھی تو کفر ہے۔ **فللمکی الخ** اس عبارت میں مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کے قبلہ کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے اندر نماز پڑھنے والے یا ایسی اونچی عمارت یا پہاڑی پر نماز پڑھنے والے کے لئے جہاں سے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہو عین کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (طحاوی: ۱۱۶) (حج اور بھیڑ کے زمانے میں حرم شریف کے اندر اور باہر بسا اوقات قبلہ کی طرف توجہ کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے، اس لئے وہاں خاص طور پر استقبالِ قبلہ کا خیال رکھا جائے۔) **ولغیر المشاهد** یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ حرم شریف سے باہر جو شخص نماز پڑھے اور عمارات اور مکانات کی آڑ کی وجہ سے کعبہ شریف کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف نماز پڑھنا کافی ہے، عین کعبہ کی طرف رُخ کرنا لازم نہیں ہے، اسی طرح مکہ معظمہ کے علاوہ دُنیا کے دیگر مقامات پر رہنے والوں کے لئے عین کعبہ کی طرف رُخ کرنا لازم نہیں بلکہ سمت قبلہ کی طرف رُخ کرلینا کافی ہے، (جیسے ہمارے ہندوستان میں جانب مغرب) (ہندیہ: ۱/۶۳، حلبی کبیر: ۲۱۸)

علی الصحیح: صحیح قول یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ خواہ مشاہد ہو یا غیر مشاہد اگر کوئی مکی اپنے مکان میں نماز پڑھتا ہے تو اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ یہ اس طریقہ سے نماز پڑھے کہ اگر دیوار نکال دی جائے تو

اس کا رُخ عین کعبہ کی جانب ہو البتہ غیر مکی کے لئے جو کہ مقیم مکہ میں نہ ہو یہ شرط نہیں محض سمت قبلہ کا ہونا کافی ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۱۷)

اختیاری مطالعہ

قبلہ عمارت کعبہ کا نام نہیں

بیت اللہ شریف کی عمارت اصل میں قبلہ نہیں بلکہ جس جگہ میں وہ عمارت قائم ہے وہی زمین سے آسمان تک قبلہ ہے لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا گویا قبلہ و کعبہ اصل مقصود نہیں بلکہ رضائے حق اصل مطلوب ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے نزدیک کعبہ بجائے خود معبود اور قابل پرستش نہیں (جیسا کہ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں) بلکہ اس کی طرف رُخ کرنے سے صرف اجتماعیت کی شان باقی رکھنا منظور ہے۔ (شامی بیروت: ۲/ ۱۰۲)

(۲) قبلہ سے معمولی انحراف نقصان دہ نہیں

مکہ سے باہر رہنے والے شخص نے اگر قبلہ کی سمت سے معمولی طور پر ہٹ کر نماز پڑھی تو بھی نماز درست ہو جائے گی معمولی انحراف کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۲۴۲، احسن الفتاویٰ ۲/ ۳۱۳)

(۳) حطیم جزو کعبہ نہیں

اگر مسجد حرام میں اس طرح نماز پڑھی کہ رُخ صرف حطیم (بیت اللہ شریف کا شمالی خارجی حصہ جو چھ ہاتھ ایک بالشت کے بقدر ہے، تقریرات رافعی ۳/ ۱۶۰، اس سے زائد حصہ حطیم جزو کعبہ نہیں شامی وغیرہ) کی طرف رہا اور کعبہ شریف کی طرف نہیں ہوا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ (ہندیہ: ۱/ ۶۳، کتاب المسائل: ۲۶۳)

﴿۲۸۰﴾ وَالْوَقْتُ.

ترجمہ اور وقت کا ہونا۔

تشریح اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے آٹھویں شرط کا بیان ہے، صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ وقت ادا نماز کے لئے شرط ہے کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے پہلے نماز کا ادا کرنا صحیح نہیں ہوتا اور وقت کے فوت ہونے سے ادا فوت ہو جاتی ہے، اس لئے وقت ادا نماز کے لئے شرط ہوگا۔

﴿۲۸۱﴾ وَاعْتِقَادُ دُخُوْلِہٖ.

ترجمہ اوراس کے داخل ہونے کا یقین ہونا۔

تشریح اس عبارت میں نویں شرط کا بیان ہے، نماز شروع کرنے سے پہلے نماز پڑھنے والے کو اس کا یقین ہونا کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے لہٰذا اگر دخول وقت کا شک ہے یا شبہ تو نماز درست نہ ہو گی۔

﴿۲۸۲﴾ وَالنِّيَّةُ .

ترجمہ اور نیت کا ہونا۔

نیت کی حقیقت

اس عبارت میں دسویں شرط کا بیان ہے نیت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے حصول اوراس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے، اور نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں: (۱) عبادات کو عادات سے ممتاز کرنا مثلاً کھڑا ہونا، کبھی محض طبعی خواہش کی بناء پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے۔ (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتی ہیں، اور نیت صرف دل سے ارادہ کر لینے کا نام ہے، لہٰذا نیت کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے لیکن جو شخص زبان سے الفاظ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو مستحضر کرنے پر قادر ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے بلکہ بہتر ہے، اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز مثلاً ظہر یا عصر ادا کر رہا ہوں، تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں ہے۔

﴿۲۸۳﴾ وَالتَّحْرِيمَةُ بِلَا فَاصِلٍ .

ترجمہ اور تحریمہ بلا کسی فصل کے۔

تشریح اس عبارت میں گیارہویں شرط کا بیان ہے اور وہ تکبیر تحریمہ کہنا ہے، یعنی کلمات ذکر جیسے اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا، اس کے بعد تحریمہ کے صحیح ہونے کے لئے سات شرطیں بیان کی ہیں، چناں چہ فرمایا کہ نیت اور تحریمہ کے درمیان اس قسم کا فاصلہ نہ ہونا چاہئے جو کہ مانع نماز ہو جیسے کھانا پینا وغیرہ بلکہ نیت کے بعد فوراً تحریمہ ہونا لازمی ہے۔

﴿۲۸۴﴾ وَالْإِتْيَانُ بِالتَّحْرِيمَةِ قَائِمًا قَبْلَ انْحِنَائِهِ لِلرُّكُوعِ .

الانحناء کھڑے ہونے سے جھکنے کو انحناء کہتے ہیں، مصدر ہے باب انفعال کا۔

ترجمہ اور تحریمہ ادا کرنا حالت قیام میں اس کے جھکنے سے پہلے رکوع کے لئے۔

تشریح اس عبارت میں تکبیر تحریمہ کے صحیح ہونے کے لئے دوسری شرط کا بیان ہے، اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہنچا کہ امام رکوع میں جا چکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ اللہ تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ اکبر اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے، رکوع کی حالت میں کہی گئی تکبیر تحریمہ کا اعتبار نہیں لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ از سر نو حالت قیام میں تکبیر کہے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کرلے۔ (مراقی الفلاح: ۱۱۹، ہندیہ: ۱/ ۶۸)

﴿۲۸۵﴾ وَعَدَمُ تَاخِيْرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيْمَةِ .

ترجمہ اور تحریمہ سے نیت کو مؤخر نہ کرنا۔

نیت کا اصل وقت

اس عبارت میں تکبیر تحریمہ کی صحت کے لئے تیسری شرط کا بیان ہے اور نیت کے اصل وقت کو بیان کر رہے ہیں، چونکہ نماز عبادت مقصودہ ہے اور عبادتِ مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں ہوتی اس لئے عین نماز شروع کرنے سے قبل نیت کا استحضار افضل ہے اگر چہ اس کے پہلے کا ارادہ بھی معتبر ہو جاتا ہے البتہ اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اس طرح کرنے سے تو عبادت مقصودہ کا کچھ حصہ بغیر نیت کے ہوگا اور کچھ نیت کے ساتھ، اس لئے نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا اور فوراً تکبیر تحریمہ کہہ لینا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۱۹)

اختیاری مطالعہ

استحضارِ نیت کی علامت

(۱) نیت مستحضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے کسی شخص سے پوچھا جائے کہ بتاؤ کونسی نماز پڑھنے کا ارادہ ہے؟ تو وہ بلا سوچے سمجھے فوراً صحیح جواب دے اگر ذرا بھی توقف کرے گا اور سوچنے کی ضرورت پڑے گی تو سمجھا جائے گا کہ اس کی نیت حاضر نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر: ۱/ ۵۸، کتاب المسائل: ۲۷۴)

کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار ضروری ہے؟

(۲) نیت کی ضرورت صرف نماز شروع کرنے سے قبل پڑتی ہے بعد میں ارکان نماز ادا کرتے وقت نیت کا استحضار ضروری نہیں ہے یعنی بعد میں استحضار نہ بھی رہے تو بھی نماز ادا ہو جائے گی، البتہ افضل یہی ہے کہ اخیر نماز تک خشوع وخضوع اور استحضار باقی رکھا جائے۔ (الاشباہ: ۱/ ۸۳، کتاب المسائل: ۲۷۴)

﴿۲۸۶﴾ وَالنُّطْقُ بِالتَّحْرِيْمَةِ بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسَهُ عَلَى الأَصَحِّ .

ترجمہ اور تحریمہ کا زبان سے ادا کرنا ایسے طریقے سے کہ خود اپنے آپ کو سنا دے صحیح قول کی بناء پر۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے، تکبیر تحریمہ کے کلمات کا اس طریقہ سے ادا کرنا کہ اس کے کان ان کلمات کو سن لیں، ضروری ہے، یہی قول شمس الائمہ حلوانی کا ہے اور اصح ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ متکلم کے علاوہ دوسرے کا سننا بھی ضروری ہے۔

اختیاری مطالعہ

اَن پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟

اگر کوئی شخص بالکل ان پڑھ اور جاہل ہو کہ الفاظ تحریمہ جانتا ہی نہ ہو یا گونگا ہو کہ حروف اس کی زبان سے نکل ہی نہ سکیں، تو ایسے معذور افراد کے لئے زبان سے تحریمہ کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں بلکہ صرف تحریمہ کی نیت ہی سے ان کی نماز شروع ہو جائے گی۔ (البحر الرائق بیروت: ۱/ ۳۰۷، کتاب المسائل: ۲۷۸)

﴿۲۸۷﴾ وَنِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ لِلْمُقْتَدِيْ وَتَعْيِيْنُ الْفَرْضِ وَتَعْيِيْنُ الْوَاجِبِ .

متابعة باب مفاعلة کا مصدر ہے، تَابَعَ يُتَابِعُ متابعةً پیروی کرنا، اتباع کرنا۔

ترجمہ اور تابع ہونے کی نیت کرنا مقتدی کے لئے اور فرض وواجب کی تعیین کرنا۔

مقتدی کی نیت

اس عبارت میں پانچویں، چھٹی، ساتویں شرط کا بیان ہے، جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے، اول یہ متعین کرے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز مثلاً ظہر، عصر ادا کر رہا ہوں، تعدادِ رکعات اور قبلہ رُخ ہونے کی نیت لازم نہیں اور وتر پڑھتے وقت صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز وتر پڑھ رہا ہوں، واجب کہنے کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: تعیین الفرض، تعیین الواجب اس عبارت میں جیسے چھٹی اور ساتویں شرط کا بیان ہے ایسے ہی نماز کی صحت کے لئے بارہویں اور تیرہویں شرط کا بھی بیان ہے۔

﴿۲۸۸﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ فِي النَّفْلِ .

ترجمہ اور شرط نہیں ہے نیت کا متعین کرنا نفل نماز میں۔

نفل نمازوں میں تعیین نیت

نفل نمازوں میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں وقت وغیرہ کی تعیین ضروری نہیں ہے، اسی طرح سنن مؤکدہ میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں یہ کہنا لازم نہیں کہ میں مثلاً فجر یا ظہر کی سنت ادا کر رہا ہوں اس تعیین کے بغیر بھی سنتیں ادا ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی متعین کرے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ (حلبی کبیر: ۲۴۷)

﴿۲۸۹﴾ وَالقِيَامُ فِي غَيرِ النَّفْلِ .

ترجمہ اور قیام کرنا نفل نماز کے علاوہ میں۔

تشریح باب کی ابتداء سے یہاں تک نماز کی صحت کے لئے تیرہ شرطوں کو بیان کر دیا ہے چونکہ باب کو جیسے شرطوں کے عنوان سے معنون کیا ہے ایسے ہی ارکان کا بھی تذکرہ ہے، اس وجہ سے اس عبارت میں نماز کے رکن، قیام کا بیان ہے چناں چہ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نوافل کے علاوہ مثلاً فرائض وواجبات اور نذر وغیرہ کی نمازوں میں قیام فرض ہے، لہٰذا جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کے لئے فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، (بعض لوگ ٹرین کے سفر میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) البتہ نفل نماز، بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے گو کہ ثواب کم ملتا ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۶۱-۲۷۰)

اختیاری مطالعہ

کبڑے شخص کا قیام

جس شخص کی کمر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے رکوع تک جھک گئی ہو اس کے لئے اپنی حالت پر قائم رہنا ہی قیام کے حکم میں ہے پس ایسا شخص جب رکوع کا ارادہ کرے تو اپنے سر کو نیچے جھکا لے اس کا رکوع صحیح ہو جائے گا۔
(مراقی الفلاح: ۱۲۵، عالمگیری: ۱/ ۷۰، کتاب المسائل: ۲۸۰)

﴿۲۹۰﴾ وَالقِرَاءَةُ وَلَوْ آيَةً فِيْ رَكْعَتَي الفَرْضِ وَكُلِّ النَّفْلِ وَالوِتْرِ .

ترجمہ اور قرأت کرنا اگرچہ ایک ہی آیت ہو فرض کی دو رکعتوں اور نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں۔

تشریح اس عبارت میں دوسرے رکن قرأت کا بیان ہے، فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں بڑی کم از کم ایک آیت پڑھنا اور چھوٹی سے چھوٹی تین آیتیں پڑھنا فرض ہے اور گونگا شخص خاموش رہ کر پوری نماز ادا کرے گا اور اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی۔

﴿۲۹۱﴾ وَلَمْ يَتَعَيَّنْ شَيْءٌ مِّنَ القُرْآن لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ .

ترجمہ: اور متعین نہیں قرآن میں سے کوئی حصہ نماز کی صحت کے لئے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی صحت کے لئے قرآن پاک میں سے کسی متعین آیت یا کسی متعین سورت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جہاں سے اور جتنا سہولت سے پڑھ سکتا ہو پڑھ لینے سے رکن نماز ادا ہو جائے گا کیونکہ قرآن پاک میں مطلقاً قرأت کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿۲۹۲﴾ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيُنْصِتُ وَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيْمًا .

موتم اسم فاعل باب افتعال سے مصدر اِئْتِمَامٌ اقتداء کرنا اور مؤتم اصل میں موتَمِمٌ تھا، دو میم ایک کلمہ میں جمع ہو گئے ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا گیا مُؤْتَمٌّ ہو گیا۔ **یستمع** فعل مضارع معروف باب استفعال سے اِسْتِمَاعًا مصدر ہے، غور سے سننا۔ **ینصت** فعل مضارع معروف بابِ افعال سے مصدر اِنْصَاتًا مجرد میں باب (ض) سے مستعمل ہے، چپ رہ کر بات سننا، چپ چاپ سننا۔

ترجمہ: اور نہ پڑھے مقتدی بلکہ غور سے سنتا رہے اور خاموش رہے اور اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہوگا۔

تشریح: صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا خواہ جہری نماز ہو یا سری اور اگر تلاوت کرے گا تو مکروہِ تحریمی ہے کیوں کہ پروردگارِ عالم کا فرمان ہے: **واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا** یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور چپ رہو، اس آیت میں صاف طور پر قرأت خلف الامام کی ممانعت ہے، اس لئے امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

﴿۲۹۳﴾ وَالرُّكُوْعُ.

ترجمہ: اور رکوع کرنا۔

فرض رکوع کی حد

تشریح: اس عبارت میں تیسرے رکن کا بیان ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ رکوع کرنا فرض ہے، اور فرض کامل رکوع کی حد یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے کہ اس کا سر آدھے بدن کی سیدھ میں آ جائے، اب اگر کوئی شخص رکوع میں اس سے کم جھکا تو دیکھا جائے گا کہ وہ جھکنے میں قیام سے زیادہ قریب ہے یا کامل رکوع کی حالت سے زیادہ قریب ہے اگر رکوع کی حالت کے قریب ہوگا تو اس کا رکوع درست ہو جائے گا اور اگر قیام کی حالت کے قریب ہوگا تو رکوع معتبر نہ ہوگا۔

(منیۃ، حلبی کبیر: ۲۸۰)

تنبیہ: بہت سے لوگ جلد بازی میں ناقص رکوع کرتے ہیں انہیں مسئلہ بالا پیش نظر رکھنا چاہئے۔

﴿۲۹۴﴾ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى مَا يَجِدُ حَجْمَهٗ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ جَبْهَتُهٗ وَلَوْ عَلٰى كَفِّهٖ اَوْ طَرْفِ ثَوْبِهٖ

اِنْ طَهُرَ مَحَلُّ وَضعِهٖ.

حجم موٹائی، جمع **احجامٌ** **جبهةٌ** پیشانی جمع **جِبَاهٌ وَجَبَهَاتٌ** **کف** ہتھیلی جمع **اکُفٌ**. **ما** **شيءٌ** کے معنی میں ہے۔ **یجد** ضمیر کا مرجع **الساجد** ہے، **کفه ثوبه** دونوں ضمیریں، **الساجد** کی جانب راجع ہیں، **وضعه ای الکف او الطرف**.

ترجمہ: اور سجدہ کرنا ایسی چیز پر کہ پالے اس کی موٹائی کو اور ٹھہر جائے، اس پر پیشانی اگرچہ اپنی ہتھیلی پر ہو یا اپنے کپڑے کے کنارے پر ہو بشرطیکہ پاک ہو اس کے رکھنے کی جگہ۔

تشریح: اس عبارت میں چوتھے رکن کا بیان ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سجدہ کرنا بھی فرض ہے اور سجدہ کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی ایسی جگہ پر سجدہ کرے کہ جو سخت ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے اسی وجہ سے اگر سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھی ہوئی اپنی ہتھیلی پر ٹیک لی تو بھی سجدہ درست ہے، اسی طرح اگر اپنے کپڑے کے کنارے پر سجدہ کر لیا تو بھی سجدہ ادا ہو جائے گا بشرطیکہ سجدہ کی جگہ پاک ہو۔

اختیاری مطالعہ

بھس یا پرالی پر سجدہ

اگر بھس کا کھلا ہوا ڈھیر ہو یا بڑی مقدار میں پرالی پھیلی ہوئی ہے (پرالی، دھان کے خشک پودے جنہیں سردی کے زمانہ میں گرمی حاصل کرنے کے لئے کمروں میں بچھایا جاتا ہے) اور اس پر سجدہ کرنے سے سر کسی سطح پر نہ ٹکتا ہو بلکہ دبانے سے نیچے دبتا رہتا ہو تو اس پر سجدہ کرنا درست نہیں ہاں اگر انہیں خوب ٹھوک کر گٹھر کی شکل میں بنا دیا جائے کہ ان کی خود اپنی مستقل سطح بن جائے جو دبانے سے نہ دبے تو اس پر سجدہ درست ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر: ۲۸۹، عالمگیری: ۱/ ۷۰، کتاب المسائل: ۲۹۰)

چاول اور مکئی کے ڈھیر پر سجدہ

چاول باجرہ اور مکئی وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کرنا درست نہیں، اس لئے کہ ان اشیاء کے دانے چکنے ہونے کی بناء پر سر کو قرار حاصل نہیں ہو سکے گا البتہ اگر ایسی محدود جگہ میں ہو کہ غلہ پر چلنا ممکن ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے تو اس پر سجدہ درست ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۲۸۹، عالمگیری: ۱/ ۷۰)

غلہ کی بوری پر سجدہ

اگر چاول یا دیگر غلہ جات سے پوری طرح بھری ہوئی بوری پر سجدہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ بوری

میں غلہ کے محدود ہونے کی بناپر سر کو قرار حاصل ہو جائے گا۔ (طحطاوی: ۱۲۶، کتاب المسائل: ۲۹۱)

﴿۲۹۵﴾ وَسَجَدَ وُجُوْبًا بِمَا صَلُبَ مِنْ اَنْفِهٖ وَبِجَبْهَتِهٖ وَلَا يَصِحُّ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ بِالْجَبْهَةِ.

صلب ماضی معروف باب (ک) صَلَابَۃً مصدر ہے سخت ہونا۔ الف ناک جمع انُوف.

ترجمہ اور سجدہ کرے بطور وجوب کے اپنے ناک کی سخت ہڈی کے ساتھ اور اپنی پیشانی کے ساتھ اور صحیح نہیں ہے اکتفاء کرنا صرف ناک پر مگر پیشانی میں کسی عذر کی وجہ سے۔

سجدہ میں پیشانی اور ناک رکھنے کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سجدہ کے تحقق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین پر ٹک جائے (پیشانی اور ناک رکھنا فرض ہے) اس کے بعد صرف ناک پر سجدہ کرنے کے مسئلہ کو بیان کیا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہوئی ہو مگر صرف ناک پر اکتفاء کرنا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے اور اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین پر ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔

اختیاری مطالعہ

اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی ہو تو؟

(۱) اگر کسی شخص نے سجدہ میں پیشانی یا ناک زمین پر ٹیکنے کے بجائے اپنا رخسار یا ٹھوڑی کو رکھ دیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا خواہ یہ عمل عذر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ (حلبی کبیر: ۲۸۳، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۴۷، کتاب المسائل: ۲۸۵)

صرف پیشانی پر سجدہ

(۲) اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/ ۲۸۳، حلبی کبیر: ۲۸۲، کتاب المسائل: ۲۸۹)

﴿۲۹۶﴾ وَعَدَمُ ارْتِفَاعِ مَحَلِّ السُّجُوْدِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِاَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ. ذِرَاعٍ وَاِنْ زَادَ عَلٰى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجُزِ السُّجُوْدُ اِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيْهَا عَلٰى ظَهْرِ مُصَلٍّ صَلٰوتَهٗ.

زحمۃ بھیڑ باب فتح کا مصدر ہے بھیڑ لگانا۔

ترجمہ اور سجدہ کی جگہ کا اونچا نہ ہونا پیروں کی جگہ سے آدھے ذراع سے زائد اور اگر زیادہ ہوئی آدھے

ذراع پر تو جائز نہ ہوگا سجدہ مگر بھیڑ کی وجہ سے کہ سجدہ کرے اس میں اس شخص کی پیٹھ پر جو اسی نماز کو پڑھنے والا ہو۔

تشریح: اس عبارت میں چودھویں شرط کا بیان ہے نیز سجدہ کے صحیح ہونے کی شرط کا بھی بیان ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ پیروں کے رکھنے کی جگہ اور سجدہ کرنے کی جگہ برابر ہونی چاہئے لیکن اگر سجدہ کیا اس حال میں کہ سر رکھنے کی جگہ قدم رکھنے کی جگہ سے اونچی ہو تو دیکھا جائے گا کہ انچائی نصف ذراع یعنی بارہ انگل سے کم ہے تو سجدہ درست ہو جائے گا اور اگر اس سے زیادہ اونچائی ہے تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ (حلبی کبیر:۲۸٦)

نمازی کا دوسری نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا

اگر جماعت میں زبردست مجمع ہو جیسا کہ حج کے موقع پر حرمین شریفین (زادھما اللہ شرفاً وعظمۃً) میں ہوتا ہے اور زمین پر سجدہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو پچھلی صف والے نمازیوں کے لئے اپنے سے آگے جماعت میں شریک نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے، الحاصل اس طرح سجدہ جائز ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) جس کی کمر پر سجدہ کر رہا ہے وہ بھی نماز پڑھ رہا ہو۔ (۲) وہ دونوں ایک ہی نماز پڑھ رہے ہوں مثلاً دونوں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہوں اب اگر ان دو شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہیں پائی گئی تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ (حوالہ بالا)

اختیاری مطالعہ

(۱) بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا

اگر مجمع بہت زیادہ ہو اور زمین پر سجدہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے جیسا کہ ریاض الجنۃ (مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یا مسجد حرام میں کبھی کبھی یہ صورت پیش آجاتی ہے) تو نمازی خود اپنی ران پر سر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے، البتہ بلا عذر ایسا کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ (شامی زکریا:۲/ ۲۰۸، حلبی کبیر: ۲۸۵، کتاب المسائل:۲۸٦)

﴿۲۹۷﴾ وَوَضْعُ الیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ فِی الصَّحِیْحِ وَوَضْعُ شَیْءٍ مِنْ اَصَابِعِ الرِّجْلَیْنِ حَالَۃَ السُّجُوْدِ عَلٰی الاَرْضِ وَلَا یَکْفِی وَضْعُ ظَاھِرِ القَدَمِ.

ترجمہ: اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا رکھنا صحیح قول کی بنا پر اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں سے کچھ کا زمین پر رکھنا سجدہ کی حالت میں اور کافی نہیں ہے قدم کے ظاہر کا رکھنا (جب تک انگلیاں زمین پر نہ رکھے)

تشریح: اس عبارت میں پندرھویں وسولھویں شرط کو بیان کر رہے ہیں نیز صحت سجدہ کی شرطوں کا بھی بیان ہے، درجِ ذیل سات اعضاء کو زمین یا اس کے حکم کی چیز پر ٹیک دینا شرعاً سجدہ کہلاتا ہے، وہ اعضاء یہ ہیں: (۱) پیشانی اور ناک (۲-۳) دونوں قدم (۴-۵) دونوں ہاتھ (٦-۷) دونوں گھٹنے، ان میں سے پیشانی یا ناک رکھنا بالاتفاق فرض ہے، اور قدم کے بارے میں فرضیت اور وجوب کا اختلاف ہے، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا سنت ہے اور ان کی

حیثیت صرف مددگار اعضاء کی ہے تاکہ دھڑام سے زمین پر نہ گر پڑے، سجدہ کی ماہیت میں ان اعضاء کا دخل نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص پورے سجدہ میں دونوں گھٹنے اور دونوں ہاتھ زمین سے نہ لگائے تو بھی سجدہ صحیح ہو جائے گا مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۲۷، حلبی کبیر: ۲۸۲، کتاب المسائل: ۱:۵۴)

سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق

سجدے کے دوران قدم زمین پر رکھنے کے سلسلے میں فقہاء احناف کے درمیان اختلاف ہے مذہب کی معتبر کتابوں میں اکثر فقہاء کا قول یہ لکھا گیا ہے کہ سجدہ میں کسی پیر کی کم از کم ایک انگلی کا تلوے کی جانب سے زمین پر رکھنا فرض ہے، لہٰذا اس قول کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھا دیا تو اگر اٹھا کر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر دونوں پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵/۴، فتاویٰ محمودیہ: ۲۰۵/۲، آپ کے مسائل ان کا حل: ۳۱۶/۲، کتاب المسائل: ۲۸۹) میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

﴿۲۹۸﴾ وَتَقْدِيْمُ الرُّكُوْعِ عَلَى السُّجُوْدِ .

ترجمہ اور رکوع کو مقدم کرنا سجدوں پر۔

تشریح اس عبارت میں سترہویں شرط کا بیان ہے، نماز میں قیام رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے، لہٰذا اگر رکوع کر کے پھر قیام کر لیا یا رکوع سے قبل سجدہ کر لیا تو از سر نو رکوع اور سجدہ کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔
(درمختار مع الشامی مصری: ۴۱۹/۱)

﴿۲۹۹﴾ وَالرَّفْعُ مِنَ السُّجُوْدِ اِلٰى قُرْبِ الْقُعُوْدِ عَلَى الْاَصَحِّ .

ترجمہ اور اٹھنا سجدوں سے بیٹھنے کے قریب تک اصح قول کی بناء پر۔

جلسہ کا بیان

اٹھارھویں شرط کا بیان ہے اور اس عبارت میں مطلب یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر باطمینان بیٹھ جائے اور بدن کو ڈھیلا چھوڑ دے تاکہ ہر ہڈی اس کی جگہ میں سیٹ ہو جائے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھنا کہ اعضاء وجوارح ساکن ہو کر اپنی اپنی جگہ برقرار ہو جائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے تک باقی رہے، غیر اصح قول یہ ہے کہ جب پیشانی زمین سے اٹھالی پھر فوراً سجدہ میں چلا گیا تو بھی جائز ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۲۷)

﴿۳۰۰﴾ وَالْعَوْدُ اِلَى السُّجُوْدِ .

ترجمہ: اور لوٹنا سجدہ کی طرف۔

تشریح: اس عبارت میں انیسویں شرط کا بیان ہے اور اس عبارت کا مطلب صاحب مراقی الفلاح نے یہ لکھا ہے کہ جس طرح ہر رکعت میں پہلا سجدہ فرض ہے اسی طرح دوسرا سجدہ بھی فرض ہے یعنی ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۲۷، عالمگیری ۱/۷۰)

﴿۳۰۱﴾ وَالْقُعُوْدُ الْاَخِيْرُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ .

ترجمہ: اور قعدۂ اخیرہ کرنا تشہد پڑھنے کی مقدار۔

تشریح: اس عبارت میں قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار کو بیان کر رہے ہیں چناں چہ قعدۂ اخیرہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں پوری التحیات الفاظ کی تصحیح کے ساتھ جلدی سے پڑھی جاسکتی ہو۔ (عالمگیری ۱/۷۰، حلبی کبیر: ۲۹۰)

﴿۳۰۲﴾ وَتَاخِيْرُهُ عَنِ الْاَرْكَانِ .

ترجمہ: اور آخری قعدہ کو تمام ارکان سے مؤخر کرنا۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قعدۂ اخیرہ کا تمام ارکان سے مؤخر کرنا ضروری ہے یعنی یہی اس کا موقع اور محل ہے۔

﴿۳۰۳﴾ وَاَدَاؤُهَا مُسْتَيْقِظًا .

ترجمہ: اور ان کا ادا کرنا بیداری کی حالت میں۔

سونے کی حالت میں ارکان نماز ادا کرنا

اس عبارت میں اکیسویں شرط کا بیان ہے، سونے کی حالت میں ارکان نماز کی ادائیگی معتبر نہیں ہے لہٰذا اگر پوری طرح سوتے ہوئے قرأت کی یا بالکل گہری نیند میں رکوع سجدہ اور قعدۂ اخیرہ کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں از سرِ نو ان کو جاگ کر ادا کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۱۴۵-۱۴۶، کتاب المسائل: ۲۹۲)

اختیاری مطالعہ

رکوع یا سجدہ کی حالت میں سو جانا

اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سو گیا اور بعد میں بیدار ہو کر سر اٹھایا تو نماز درست ہوگئی اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہوچکی ہے۔ (عالمگیری ۱/۷۰، کتاب المسائل: ۲۹۲)

﴿۳۰۴﴾ وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الخِصَالِ المَفْرُوْضَةِ عَلٰى وَجْهٍ يُمَيِّزُهَا مِنَ الخِصَالِ المَسْنُوْنَةِ اَوِ اعْتِقَادُ اَنَّهَا فَرْضٌ حَتّٰى لَا يَتَنَفَّلَ بِمَفْرُوْضٍ .

خصال واحدہ خَصْلَةٌ بمعنی عادت، صفت۔

ترجمہ اور نماز کے طریقے کو پہچاننا اور جملہ نمازوں کی مفروضہ صفات کو ان کی مسنونہ صفات سے ممتاز کر کے پہچاننا، (یعنی نمازی کو اس چیز کا علم ہو کہ وہ نماز فرض ہے یا سنت یا نفل) یا یہ اعتقاد ہو کہ تمام نمازیں فرض ہیں تا کہ فرض نماز کے عوض نفل نہ پڑھ بیٹھے (مثلاً ظہر کی نماز فرض ہے لیکن نمازی کو فرضیت کا علم ہی نہیں ہے، اب اس نے فرض کی نیت نہ کر کے نفل کی نیت باندھ کر نماز پڑھ لی تو ظہر کا فرض ادا نہ ہوگا اور اگر اس کے برعکس کرے تو ہو جائے گی کیونکہ نفل بہ نیت فرض ادا ہو جاتا ہے)۔

بائیسویں شرط کا بیان

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی صحت کے لئے دو امور میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے: (۱) تفصیلاً یہ اعتقاد ہو کہ دو رکعت فجر میں اور چار چار رکعت ظہر عصر اور عشاء میں اور تین رکعت مغرب میں فرض ہیں اور ان کے علاوہ سنن ہیں یا نوافل۔ (۲) اجمالاً یہ اعتقاد ہو کہ تمام نمازیں فرض ہیں۔

تنبیہ: علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مصنفؒ کی یہ عبارت اپنے مقصود (پانچوں نمازیں فرض ہیں اور ان کے علاوہ نوافل ہیں) میں واضح نہیں ہے بلکہ یہ عبارت صراحتاً اس بات کا فائدہ دے رہی ہے کہ نماز میں کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے یعنی نمازی کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ وہ یہ جانے کہ کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت، لہٰذا جو مقصود ہے وہ عبارت سے واضح نہیں ہے اور جو واضح ہے وہ مقصود نہیں ہے، اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ **ما فيها من الخصال المفروضة** اس عبارت میں **فيها** ضمیر کا مرجع **ما فی جملة الصلوات** ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جملہ نمازوں کی مفروضہ صفات کو ان کی مسنونہ صفات سے ممتاز کر کے پہچاننا یعنی یہ امتیاز کرنا کہ کونسی فرض ہے اور کونسی سنت ہے مثلاً فجر کی دو رکعت سنت ہیں اور دو فرض **وهكذا باقى الصلوات** .

(مراقی الفلاح: ۱۲۸)

﴿۳۰۵﴾ وَالاَرْكَانُ مِنَ المَذْكُوْرَاتِ اَرْبَعَةٌ اَلقِيَامُ وَالقِرَاءَةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَقِيْلَ القُعُوْدُ الاَخِيْرُ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَبَاقِيْهَا شَرَائِطُ بَعْضُهَا شَرْطٌ لِصِحَّةِ الشُّرُوْعِ فِى الصَّلٰوةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجَهَا وَغَيْرُهٗ شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا .

ترجمہ اور مذکورہ امور میں ارکان چار ہی ہیں: قیام کرنا قرأت کرنا رکوع اور سجدے اور کہا گیا ہے کہ قعدۂ

اخیرہ التحیات پڑھ سکنے کی مقدار بھی فرض ہے اور باقی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ شرطیں ہیں بعض تو شرطیں نماز کے شروع کرنے کی صحت کے لئے (اگر وہ نہ ہوں تو نماز شروع کرنا ہی صحیح نہ ہو) اور وہ شرطیں وہ ہیں جو نماز سے خارج ہیں اور ان کے علاوہ شرط ہیں دوام صحت کے لئے (اگر وہ ہوتی رہیں تو نماز آخر تک صحیح رہے گی ورنہ ٹوٹ جائے گی)

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ماقبل میں جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ارکان صرف پانچ ہیں: (۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدے (۵) قعدۂ اخیرہ مقدار تشہد، اور ان کے علاوہ باقی شرائط ہیں بعض تو ایسی ہیں کہ جو نماز کی ابتداء کرنے کی صحت کیلئے ہیں اور بعض دوام صحت صلوٰۃ کے لئے ہیں، پوری عبارت کی تفصیل اس طرح ہے کہ نماز کے فرائض چھ ہیں: (۱) تحریمہ، کلمات ذکر جیسے اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا۔ (۲) قیام، فرض واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا۔ (۳) قرأت یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریمہ کی کوئی آیت پڑھنا۔ (۴) رکوع کرنا۔ (۵) سجدے کرنا۔ (۶) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا، علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل (اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہیں، اور نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے (۱) حدثِ اکبر (جنابت) اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا (۲) نمازی کے بدن کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔ (۳) ستر ڈھانکنا (مرد کیلئے ناف سے لیکر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (۴) قبلہ کی طرف رُخ کرنا۔ (۵) نماز کا وقت ہونا۔ (۶) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا۔ (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ اور بعض شرطیں ایسی ہیں جو دوام صحت نماز کے لئے ہیں مثلاً حالت قیام میں قرأت کرنا۔ (۲) قرأت کے بعد رکوع کرنا۔ (۳) رکوع کے بعد سجدے کرنا۔ (۴) تمام ارکان بیداری کی حالت میں ادا کرنا۔

فَصْلٌ

مراقی الفلاح میں عبارت اس طرح ہے: **فصل فی متعلقات الشروط وفروعها**

﴿۳۰۶﴾ تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلٰى لِبْدٍ وَجْهُهُ الْاَعْلٰى طَاهِرٌ وَالْاَسْفَلُ نَجِسٌ .

لِبد لام کے کسرہ اور باء کے سکون کے ساتھ، ہر ایسی چیز جو کہ موٹی ہو اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو سکیں جیسے اینٹ پتھر فرش وغیرہ۔

ترجمہ: جائز ہے نماز پڑھنا ہر ایسی چیز پر کہ جس کے جسم میں موٹائی ہو (سخت ہو درمیان سے ٹکڑے ہو سکتے ہوں) کہ اس کا اوپر کا حصہ پاک ہو اور نچلا حصہ ناپاک ہو۔

تشریح: صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایسی سخت اور ٹھوس چیز کہ جس کے درمیان سے ٹکڑے ہو سکتے ہوں جیسے اینٹ پتھر

وغیرہ تو ایسی چیزوں پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا، درست ہے جبکہ اوپر کا حصہ پاک ہو خواہ نیچے کا حصہ ناپاک ہی کیوں نہ ہو۔

﴿۳۰۷﴾ وَعَلٰی ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبِطَانَتُهُ نَجِسَةٌ اِذَا كَانَ غَيْرَ مُضَرَّبٍ .

بَطَانَۃٌ جمع بطائن استر دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہہ۔ مضرب اس سے مراد یہ ہے کہ درمیان سے اس کے دونوں کونے سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو وہ غیر مضرب ہے۔

ترجمہ: اور ایسے کپڑے پر جو پاک ہو اور اس کا استر ناپاک ہو جبکہ وہ سلا ہوا نہ ہو۔

اوپری حصہ کا پاک ہونا

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ وہ کپڑا جس کے نیچے استر لگا ہوا ہو اور استر ناپاک ہو اور اوپر والا حصہ پاک ہو تو اس پاک حصہ پر نماز پڑھنا درست ہے، بشرطیکہ استر سلا ہوا نہ ہو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے دو کپڑے ہیں ایک پر دوسرا ڈال دیا گیا ہے۔

﴿۳۰۸﴾ وَعَلٰی طَرْفٍ طَاهِرٍ وَاِنْ تَحَرَّكَ الطَّرْفُ النَّجِسُ بِحَرْكَتِهٖ عَلَى الصَّحِيْحِ .

ترجمہ: اور پاک کنارہ پر اگرچہ ہلتا ہو ناپاک کنارہ پاک کنارہ کے ہلنے سے صحیح قول کی بناء پر۔

ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو

اگر کسی جانماز یا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک کا ایک کنارہ ناپاک ہو لیکن نمازی جس جگہ کھڑا ہے اور سجدہ کی جگہ پاک ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ پاک کونے کے حرکت کرنے سے ناپاک کونہ حرکت کرے اس لئے کہ یہ چیز نمازی کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے۔

﴿۳۰۹﴾ وَلَوْ تَنَجَّسَ اَحَدُ طَرَفَيْ عِمَامَتِهٖ فَاَلْقَاهُ وَاَبْقَى الطَّاهِرَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَلَمْ يَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرْكَتِهٖ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ .

ترجمہ: اور اگر ناپاک ہو گیا اس کی پگڑی کے دونوں کناروں میں سے ایک کنارہ پس اس کو نیچے ڈال دیا اور باقی رکھا پاک حصہ اپنے سر کے اوپر دراں حالیکہ ناپاک کنارہ حرکت نہ کرے پاک کنارہ کے حرکت کرنے کی وجہ سے تو جائز ہے اس کی نماز اور اگر حرکت کرے تو جائز نہیں۔

ایسی چادر اوڑھکر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایسی چادر اوڑھکر یا پگڑی باندھ کر نماز پڑھے جس کا ایک کونہ ناپاک ہو اور رکوع اور سجدہ

میں جاتے ہوئے اس ناپاک حصہ میں بھی حرکت ہوتی ہوتو اس چادر میں نماز درست نہ ہوگی اور اگر چادر یا پگڑی اتنی طویل وعریض ہو کہ اوڑھنے اور باندھنے کے باوجود نمازی کی حرکات سے ناپاک حصہ حرکت میں نہ آتا ہو تو نماز درست ہوجائے گی۔

﴿۳۱۰﴾ وَفَاقِدُ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّيْ مَعَهَا وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ .

ترجمہ: اور اس چیز کا نہ پانے والا شخص جس سے ناپاکی دور کرسکے تو نماز پڑھ لے اسی کے ساتھ اور اس پر دوبارہ نماز پڑھنا نہیں ہے۔

تشریح: ایک شخص کے پاس ناپاک کپڑا ہے اور ناپاکی کو ختم کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ناپاکی اتنی ہے کہ جس کی معافی نہیں دی گئی (تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے) اور وہ ناپاک کپڑے میں ہی نماز پڑھ لے، تو اس صورت میں اگر اس کے بعد نجاست کو زائل کرنے والی چیز مثلاً پانی وغیرہ مل جائے تو اب اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں خواہ نماز کا وقت باقی بھی ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۲۹)

﴿۳۱۱﴾ وَلَا عَلٰى فَاقِدِ مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَلَوْ حَرِيْرًا اَوْ حَشِيْشًا اَوْ طِيْنًا فَاِنْ وَجَدَهٗ وَلَوْ بِالْإِبَاحَةِ وَرُبْعُهٗ طَاهِرٌ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ عَارِيًا وَخُيِّرَ اِنْ طَهُرَ اَقَلُّ مِنْ رُبْعِهٖ وَصَلٰوتُهٗ فِيْ ثَوْبٍ نَجِسِ الْكُلِّ اَحَبُّ مِنْ صَلٰوتِهٖ عُرْيَانًا .

فاقد اسم فاعل ہے باب (ض) **فقداً** مصدر ہے، گم کرنا۔ **حریراً**، ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔ **حشیش** گھاس مفرد **حشیشة**. **عاری** اسم فاعل ہے باب (س) سے **عُرْیًا** مصدر ہے، برہنہ ہونا کسی صفت سے عاری ہونا **عُرْیان** کے معنی برہنہ، بےلباس۔

ترجمہ: اور نہ اس شخص پر جو نہ پانے والا ہو ایسی چیز جو ڈھانپ سکے اس کے ستر کو اگرچہ ہو ریشم یا گھاس یا مٹی پس اگر پالے اس کو اگرچہ عاریۃً ہی ہو (تھوڑی دیر کیلئے کسی نے دیدی ہو) اور اس کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو صحیح نہیں ہے اس کی نماز ننگے بدن ہونے کی حالت میں اور اختیار دیا گیا اگر پاک ہو اس کے چوتھائی سے کم اور اس کا نماز پڑھنا پورے نجس کپڑے میں افضل ہے اس کے ننگے نماز پڑھنے سے۔

برہنہ نماز پڑھنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑا نہ ہونے کی صورت میں ننگے نماز پڑھ لی اور نماز پڑھ لینے کے بعد کپڑے مل گئے تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب نہیں ہے خواہ نماز کا وقت بھی باقی ہو۔

ولو حريرًا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرد کے پاس ستر کے لئے ریشم کے کپڑے کے سوا کوئی چیز مہیا نہ ہو تو اسی ریشم کے کپڑے سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے ایسی صورت میں ننگے بدن نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری: ۵۹/۱) ایسے ہی ستر کے لئے درخت کے بڑے پتے اخبار پلاسٹک یا چٹائی یا مٹی وغیرہ ہو تو انہیں چیزوں سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے۔

فان وجده الخ

مطلب یہ ہے کہ برہنہ آدمی جس کے پاس کپڑے نہ تھے نماز کا وقت آ گیا تو اس کو کسی نے ستر چھپانے کے لئے کپڑا عارضی طور پر دیدیا تو اب دو صورتیں ہیں: (۱) اگر کپڑا چوتھائی یا اس سے زائد پاک ہو اور باقی ناپاک ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ناپاکی کو زائل کر سکے مثلاً پانی وغیرہ تو اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ لے اگر ننگے ہو کر نماز پڑھی تو صحیح نہ ہوگی کیوں کہ چوتھائی کپڑے کا پاک ہونا کل کے پاک ہونے کے مانند ہے۔ (۲) اگر چوتھائی کپڑے سے کم پاک ہو تو اب اختیار ہے ننگے نماز پڑھے، اور چاہے اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھے اور اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

﴿۳۱۲﴾ وَلَوْ وَجَدَ مَا يَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ وَيَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ فَإِنْ لَمْ يَسْتُرْ إِلَّا أَحَدَهُمَا قِيْلَ يَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِيْلَ الْقُبُلَ.

ترجمہ: اور اگر پالے اتنی مقدار جو چھپا سکے ستر کے تھوڑے سے حصہ کو تو اس کا ہی استعمال کرنا واجب ہے اور چھپائے آگے اور پیچھے کی جانب پس اگر نہ چھپا سکے مگر ایک ہی کو تو کہا گیا ہے کہ چھپائے پچھلے حصہ کو اور کہا گیا ہے کہ (اولاً) اگلے حصہ کو۔

اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

اگر پاک صاف کپڑا یا کوئی اور ڈھانپنے والی چیز صرف اس قدر دستیاب ہو کہ اس سے ستر کا کچھ حصہ ہی ڈھانکا جا سکتا ہو اور پورے ستر کے لئے کافی نہ ہو تو اسی کپڑے کا استعمال کرنا لازم ہے اور اس کپڑے سے قبل اور دُبر دونوں کو چھپائے اور اگر کپڑا اتنا کم ہے کہ دونوں نہیں ڈھانکی جا سکتی، تو ایک قول یہ ہے کہ دُبر چھپائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے حصہ کو چھپائے اس کے بعد ہی نماز پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۰)

﴿۳۱۳﴾ وَنُدِبَ صَلٰوةُ العَارِیْ جَالِسًا بِالاِیْمَاءِ مَادًّا رِجْلَیْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَاِنْ صَلّٰی قَائِمًا بِالاِیْمَاءِ اَوْ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَحَّ .

مَادًّا اسم فاعل ہے، باب نصر سے حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے، مَدٌّ مصدر ہے پھیلانا۔ **الایماء** باب افعال کا مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور مستحب ہے ننگے آدمی کا نماز پڑھنا بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ دراں حالیکہ پھیلائے ہوئے ہو اپنے پیروں کو قبلہ کی جانب پس اگر نماز پڑھے کھڑے ہو کر اشارہ سے یا رکوع اور سجدے کے ساتھ تو (بھی) صحیح ہے۔

ننگا شخص کس طرح نماز پڑھے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کپڑا ہی نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے، بیٹھنے کی بابت بعض نے تو یہ کہا ہے کہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ دونوں پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا کر بیٹھے اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ لے لیکن پہلی صورت راجح ہے کیونکہ اس میں ستر چھپانا زیادہ ہے نیز قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے احتیاط ہے اور اگر ننگے نے کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھی یا رکوع وسجود کے ساتھ پڑھی تو یہ بھی جائز ہے کیوں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں عورت غلیظہ کا ستر ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں رکوع سجدہ قیام ادا ہو جائیں گے، لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ ستر عورت کی فرضیت زیادہ مؤکد ہے رکوع اور سجدہ کی فرضیت کی بہ نسبت۔

﴿۳۱۴﴾ وَعَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا بَیْنَ السُّرَّةِ وَمُنْتَهَی الرُّکْبَةِ .

ترجمہ اور مرد کا ستر وہ حصہ ہے جو ناف اور گھٹنے کی انتہا کے درمیان ہے۔

مرد کے اعضاء مستورہ

اس عبارت میں صاحب کتاب نے مرد کے ستر کو بیان کیا ہے یعنی مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے، صاحب کتاب کی یہ عبارت اتنی جامع و مانع ہے کہ مندرجہ ذیل تفصیل بھی اس کے اندر داخل ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز میں مرد کو بدن کے آٹھ اعضاء کا چھپانا لازم ہے: (۱) پیشاب کا مقام اور اس کے اردگرد (۲) خصیتین اور اس کے اِردگرد (۳) پاخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴-۵) دونوں کولھے (۶-۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لیکر زیرناف بالوں اور ان کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ (شامی بیروت: ۲/ ۵۷)

﴿۳۱۵﴾ وَتَزِیْدُ عَلَیْهِ الْاَمَةُ الْبَطْنَ وَالظَّهْرَ .

بطن پیٹ جمع بطون. **ظهر** پیٹھ، پشت، بالائی حصہ جمع اَظهر وظهورٌ. **علیه** ضمیر کا مرجع الرجل ہے۔

ترجمہ اور اضافہ کرے اس پر باندی پیٹ اور کمر کا۔

باندی کا ستر کتنا ہے

تشریح اس عبارت میں باندی کے ستر کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ مذکورہ آٹھ اعضاء کے ساتھ ساتھ باندی کے لئے ستر میں اور دو چیزوں کا اضافہ ہے (۱) پیٹ (۲) پیٹھ دونوں پہلوؤں سمیت۔

﴿۳۱۶﴾ وَجَمِيْعُ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ اِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا.

ترجمہ اور آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے اس کے چہرہ دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پیروں کے۔

نماز میں عورت کے اعضاءِ مستورہ

جاننا چاہئے کہ عورت کا ستر بھی اتنا ہی ہے جتنا مرد کا ہے یعنی ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے، اس لئے کسی عورت کے لئے دوسری عورت کے سامنے شرعی ضرورت کے بغیر یہ حصہ کھولنا جائز نہیں، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نماز میں آزاد عورت کے لئے چوبیس اعضاء بدن کا چھپانا فرض ہے: (۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳-۴) دونوں کولہے (۵-۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ دونوں پہلوؤں سمیت (۹-۱۰) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت (۱۱-۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳-۱۴) دونوں کان (۱۵-۱۶) دونوں بازو کہنیوں سمیت (۱۷-۱۸) دونوں کلائیاں گٹوں سمیت (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳-۲۴) دونوں مونڈھے، بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں۔ (کتاب المسائل: ۲۵۴)

﴿۳۱۷﴾ وَكَشْفُ رُبْعِ عُضْوٍ مِّنْ اَعْضَاءِ الْعَوْرَةِ يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور ستر کے اعضاء میں سے کسی عضو کے چوتھائی حصہ کا کھل جانا روک دیتا ہے نماز کے صحیح ہونے کو۔

کتنا حصہ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

اوپر نمبروار مرد یا عورت کے جو اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو مثلاً ایک کان یا ایک کولہے کا ایک چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ رکوع یا سجدہ والی تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہو تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (البحر الرائق: ۱/۴۷۱)

﴿۳۱۸﴾ وَلَوْ تَفَرَّقَ الْاِنْكِشَافُ عَلٰى اَعْضَاءٍ مِّنَ الْعَوْرَةِ وَكَانَ جُمْلَةُ مَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ

رُبْعَ اَصْغَرِ الْاَعْضَاءِ الْمُنْكَشِفَةِ مَنَعَ وَاِلَّا فَلَاؔ.

ترجمہ اور اگر متفرق ہو جائے کھلنا ستر کے چند اعضاء پر اور وہ تمام جو کہ متفرق ہیں پہنچ جائیں کھلنے والے اعضاء میں سب سے چھوٹے عضو کے چوتھائی حصہ کی مقدار کو تو روک دے گا ورنہ نہیں۔

متفرق اعضاء کا کھل جانا

وہ اعضاء جن کا چھپانا فرض ہے ان اعضاء میں سے کچھ اعضاء متفرق طور پر کھل جائیں اور ان سب کی مقدار یعنی کھلے ہوئے تمام حصے کھلنے والے ایک چھوٹے عضو کے چوتھائی کے برابر ہو جائیں، مثلاً عورت کا سینہ، سر کے بال، گردن، ان میں سے تھوڑا تھوڑا حصہ سب میں سے کھل گیا اور وہ کھلا ہوا حصہ گردن کی چوتھائی حصہ کے بقدر ہو گیا اور ایک رکن کی ادائیگی تک اسی حال میں رہے تو نماز نہ ہوگی اور اگر کھلے ہوئے تمام حصے ایک چھوٹے عضو کے چوتھائی سے کم ہیں تو نماز درست ہو جائے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) نماز میں جان بوجھ کر ستر کھولنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سیکنڈ کے لئے بھی اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی کے بقدر کھول دے تو فوراً نماز باطل ہو جائے گی، تین تسبیح کے بقدر بھی مہلت نہ ہوگی۔ (عالمگیری:۱/ ۵۸، کتاب المسائل:۲۵۶)

(۲) چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت ظاہر ہو جائے اگر چہ مکروہ اور بے حیائی کی دلیل ہے تاہم اگر کپڑا اتنا موٹا ہو کہ اندر کی کھال نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے لیکن کسی اجنبی شخص کے لئے ایسے چست لباس پہننے والی عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ (حلبی کبیر:۲۱۴)

(۳) انتہائی باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر سے صاف جھلکتا ہے تو ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ (عالمگیری:۱/ ۵۸)

(۴) نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔
(شامی بیروت:۲/ ۷۶-۷۷)

(۵) عورت کی چوٹی بھی ستر ہے

عورت کی چٹیا کے بال بھی ستر ہیں، لہٰذا چٹیا کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر لازم ہے۔ (صغیری: ۱۱۹، عالمگیری: ۵۸/۱)

(٦) ساڑھی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑھی مکمل ساتر بلاؤز (عورتوں کی کرتی جو وہ ساڑھی کے نیچے پہنتی ہیں) کے ساتھ پہنی کہ اعضاء مستورہ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑھی پہن کر نماز درست ہو جائے گی۔ لیکن جن علاقوں میں ساڑھی غیر مسلموں کا خاص لباس شمار ہوتا ہے تو وہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے ساڑھی کا استعمال تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم: ۱۴۵/۲)

(۷) دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی یا اس سے زیادہ کھلا رہ گیا جیسا کہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے کہ اکثر ان کی دھوتی میں رانیں کھلی رہتی ہیں تو ایسی دھوتی پہن کر نماز درست نہ ہوگی اور اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ ستر نہیں کھلا تو نماز تو ہو جائے گی مگر غیر مسلموں کا شعار ہونے کی وجہ سے یہ لباس مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۲۵۷-۲۵۸)

﴿۳۱۹﴾ وَمَنْ عَجزَ عَنِ اسْتِقْبَالِ القِبْلَةِ لِمَرَضٍ اَوْ عَجزَ عَنِ النُّزُوْلِ عَنْ دَابَّتِهٖ اَوْ خَافَ عَدُوًّا فَقِبْلَتُهٗ جِهَةُ قُدْرَتِهٖ وَاَمْنِهٖ.

ترجمہ: اور جو شخص عاجز ہو جائے قبلہ کی جانب رُخ کرنے سے مرض کی وجہ سے یا عاجز ہو جائے اپنی سواری سے اترنے سے یا خوف کرے کسی دشمن کا تو اس کا قبلہ اس کی قدرت کی جہت اور اس کی امن کی جانب ہے۔

فرض نمازوں میں استقبالِ قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم

اگر کوئی شخص معقول عذر کی وجہ سے قبلہ رُخ نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو اس سے استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہو جاتی ہے اور وہ حسب سہولت کسی طرف بھی رُخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، معقول عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مریض اتنا کمزور ہے کہ وہ خود قبلہ رو نہیں ہو سکتا اور اس کا کوئی تیماردار بھی نہیں جو اسے قبلہ رُخ کر سکے۔ (۲) سواری سے از خود نہیں اتر سکتا اور کوئی مددگار موجود نہیں یا سواری سے اتر کر چڑھنے کی قدرت نہ ہو خواہ اپنی کمزوری کی وجہ سے یا سواری کے

سرکش ہونے کی وجہ سے۔ (۳) قبلہ رُخ نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو۔ (۴) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو۔ (۵) مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو۔ (۶) سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو تو ان جیسی صورتوں میں فرض نماز قبلہ کے علاوہ رُخ پر پڑھنا بھی درست ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۱۹، شامی بیروت: ۲/۱۰۳، کتاب المسائل: ۲۶۸)

﴿۳۲۰﴾ وَمَنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مُخْبِرٌ وَلَا مِحْرَابٌ تَحَرّٰى وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ لَوْ اَخْطَأَ.

اشعبهت ماضی معروف باب افتعال سے مصدر اشتباهًا مشتبہ ہونا، غیر واضح ہونا، یقینی اور فیصلہ کن نہ رہنا۔

ترجمہ اور جس شخص پر مشتبہ ہو جائے قبلہ اور نہ ہو اس کے پاس کوئی بتانے والا اور نہ محراب ہو تو وہ غور وفکر کرے اور اس پر نماز لوٹانا واجب نہیں اگر غلطی کر جائے۔

سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص مثلاً سفر میں ہو اور اسے سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہو اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ بنی ہوئی ہے کہ جس سے اندازہ کرلے تو تحری کرنا اس پر فرض ہے یعنی قبلہ کی تعیین میں غور وفکر اور علامات وقرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا اس پر لازم ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر اس نے تحری کر کے کسی طرف نماز پڑھی پھر نماز سے فراغت کے بعد علم ہوا کہ اس نے غلط رُخ پر نماز پڑھی ہے تو نماز صحیح ہوگئی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (ہندیہ: ۱/۶۴، کتاب المسائل: ۲۶۷)

﴿۳۲۱﴾ وَاِنْ عَلِمَ بِخَطَئِهٖ فِي صَلٰوتِهٖ اسْتَدَارَ وَبَنٰى.

استدار ماضی معروف باب استفعال سے گھومنا۔ **بنی** ماضی ہے باب (ض) بناءً سے جوڑ لگانا اس نماز پر جس کو ادا کر چکا ہے۔

ترجمہ اور اگر معلوم ہو جائے اپنی غلطی نماز ہی میں تو گھوم جائے اور بنا کرے (اس نماز کے ساتھ باقی نماز پڑھ لے)

دورانِ نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے

اگر تحری کر کے نماز شروع کی پھر دورانِ نماز میں ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے یعنی تحری بدل گئی یا کسی شخص نے دوسری جانب قبلہ ہونے کی اطلاع دیدی تو نماز ہی میں اس جانب پھر جانا ضروری ہے، اب سابقہ تحری پر نماز صحیح نہ

ہوگی اور اب از سرِ نو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ بقیہ نماز اسی سابقہ نماز پر پوری کرلے۔ (ہندیہ: ۱/۶۴، کتاب المسائل: ۲۶۷)

﴿۳۲۲﴾ وَإِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ أَنَّهٗ أَصَابَ صَحَّتْ وَإِنْ عَلِمَ بِإِصَابَتِهٖ فِيْهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ إِصَابَتَهٗ أَصْلًا.

ترجمہ اور اگر شروع کردے بغیر غور وفکر اور اٹکل کے پھر معلوم ہوا اپنے فارغ ہونے کے بعد کہ اس نے ٹھیک نماز پڑھی تو نماز درست ہوگئی اور اگر معلوم ہوا اپنی درستگی نماز ہی میں تو نماز فاسد ہوگئی جیسا کہ اگر علم ہی نہ ہو اپنی درستگی کا بالکل (تو اس صورت میں بھی صحیح نہ ہوگی)

بغیر تحری کے نماز پڑھنا

جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو اس کے لئے تحری کئے بغیر نماز شروع کرنا درست نہیں ہے تاہم اگر تحری کے بغیر نماز شروع کردی اور فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی قبلہ رُخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگئی اور اگر دورانِ نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ قبلہ کا رُخ صحیح یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور از سرِ نو نماز پڑھنی ہوگی۔ (شامی بیروت: ۲/۱۰۶)

﴿۳۲۳﴾ وَلَوْ تَحَرّٰى قَوْمٌ جِهَاتٍ وَّجَهِلُوْا حَالَ إِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ.

ترجمہ اور اگر تحری کی کچھ لوگوں نے مختلف جانبوں کی اور ناواقف رہے اپنے امام کی حالت سے تو ان کو کافی ہوگا۔

مقتدیوں کو سمت امام معلوم نہ ہو

اگر امام نماز پڑھا رہا ہے اور اندھیرا ہے مقتدیوں کو سمت قبلہ اور طرفِ امام معلوم نہیں اور عدم علم کی وجہ سے مقتدیوں نے تحری کی اور تحری کرنے کے بعد جہت امام سے ناواقف رہے تو جس طرف تحری کے بعد نماز پڑھی ان مقتدیوں کی نماز درست ہوجائے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول بھی معتبر ہے؟

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی؟ تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانب مغرب میں ہے مگر یہ

معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رُخ جاننے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے اور محض رُخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جبکہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہو جائے، ولا یقبل خبر الکافر الی قولہ الا اذا غلب علی ظنہ صدقھم (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید: ۱/۱۹۷) (کتاب المسائل:۲۶۵)

(۲) قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع

جن شہروں اور آبادیوں میں پرانی مساجد موجود ہوں انہیں مساجد کی محرابوں کو قبلہ کا معیار بنایا جائے گا اور جہاں پہلے سے مساجد تعمیر شدہ نہ ہوں تو وہاں کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں سے قبلہ کی تحقیق کی جائے گی اور جن جگہوں پر کوئی بتانے والا نہ ملے مثلاً جنگلات یا نو تعمیر آبادیاں تو ان میں قطب نما اور چاند سورج وغیرہ کے ذریعہ سمت کی پہچان کر کے غور و فکر کے بعد قبلہ متعین کیا جائے گا۔ (شامی بیروت:۲/۱۰۰، کتاب المسائل:۲۶۵)

(۳) برصغیر ہندو پاک میں قبلہ کا صحیح رُخ جاننے کا آسان طریقہ

برصغیر ہندو پاک اور اس سے جانب مشرق میں واقع تمام علاقہ جات میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا آسان اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے سب سے بڑے دن (۲۲/جون) اور سردی کے سب سے چھوٹے دن (۲۲/دسمبر) سورج غروب ہونے کی جگہ دیکھ لی جائے تو قبلہ ان دونوں مقامات کے درمیان ہوگا یعنی اس درمیانی رُخ میں کسی طرف بھی نماز پڑھنا درست رہے گا۔ (جواہر الفقہ :۱/۲۷۶، حلبی کبیر:۲۱۸، شامی بیروت:۲/۹۹)

فَصْلٌ فِي وَاجِبِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا

(یہ فصل ہے نماز کے واجبات کے بیان میں اور وہ اٹھارہ چیزیں ہیں)

واجب کا حکم اور اس کی حیثیت

فقہاء احناف کے نزدیک واجب ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایسے احکام پر ہوتا ہے جن کا ثبوت فرض کے مقابلہ میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو لیکن عمل کے اعتبار سے واجب اور فرض میں زیادہ فرق نہیں ہے، جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔

واجباتِ نماز

صاحب بدائع الصنائع نے واجباتِ نماز کل چھ بیان کئے ہیں: (۱) سورۂ فاتحہ اور سورت کا ملانا۔ (۲) جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر۔ (۳) تعدیل ارکان۔ (۴) قعدۂ اولیٰ (۵) تشہد (۶) ترتیب افعال۔

(بدائع: ۱/۳۹۴) تاہم متعلقات اور جزئی صورتوں کے اعتبار سے یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے، بعض فقہاء نے لاکھوں لاکھ امکانی صورتوں کی جانب اشارہ کیا ہے مگر ان میں سر کھپانا محض ضیاع وقت ہے **قال الشامی بحثنا اکثرھا صور عقلية كما يظهر ذلك لمن اراد ضياع وقته .**

اس لئے دیگر تفصیلات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے (۲۱) اہم واجبات ذکر کیے جائیں گے۔

﴿۳۲۴﴾ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ .

ترجمہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن ونوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے جبکہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے، اس لئے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے پڑھنے کو بھی حکماً شامل ہے۔

﴿۳۲۵﴾ وَضَمُّ سُوْرَةٍ اَوْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيَّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِي جَمِيْعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ .

ترجمہ کسی سورت کا ملانا یا تین آیتوں کا فرض کی غیر متعین دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی تمام رکعتوں میں۔

سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

سورۂ فاتحہ کے ساتھ فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی سب نمازوں کی ہر رکعت میں سورت ملانا یعنی قرآنِ کریم کی کم از کم تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت کرنا امام اور منفرد کے لئے واجب ہے۔

﴿۳۲۶﴾ وَتَعْيِيْنُ الْقِرَاءَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ .

ترجمہ اور قرأت کو متعین کرنا پہلی دو رکعتوں میں۔

فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین

واجب ہے کہ فرض کی اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت ملانے کا عمل کیا جائے اگر ان دو رکعتوں کو چھوڑ کر تیسری یا چوتھی رکعت میں قرأت کی گئی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۵، عالمگیری: ۱/۷۱)

﴿۳۲۷﴾ وَتَقْدِيْمُ الفَاتِحَةِ عَلٰى سُوْرَةٍ .

ترجمہ: اور فاتحہ کو مقدم کرنا سورت پر۔

سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ملانا ضروری ہے ان میں سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر اس کے برعکس کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر: ۲۹۶، عالمگیری: ۱/۷۱)

﴿۳۲۸﴾ وَضَمُّ الاَنْفِ لِلْجَبْهَةِ فِي السُّجُوْدِ .

ترجمہ: اور ناک (سخت حصہ) کو ملانا پیشانی کے ساتھ سجدوں میں۔

تشریح: سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین پر ٹیکنا بھی واجب ہے (بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہو) اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنا ممنوع ہے اور اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین سے ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔

﴿۳۲۹﴾ وَالإِتْيَانُ بِالسَّجدَةِ الثَّانِيَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الإِنْتِقَالِ لِغَيْرِهَا .

ترجمہ: اور ادا کرنا دوسرا سجدہ ہر رکعت میں منتقل ہونے سے پہلے کسی اور رکن یعنی قیام اور قعدہ کی طرف دوسرے سجدہ کے علاوہ۔

ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا

ہر رکعت میں دونوں سجدوں کا بلا فصل ادا کرنا واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان نماز کا کوئی اور رکن ادا نہ کیا جائے ورنہ سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۵)

﴿۳۳۰﴾ وَالإِطْمِئْنَانُ فِي الاَرْكَانِ .

ترجمہ: اور بحالت اطمینان ارکان ادا کرنا۔

تعدیل ارکان کا مسئلہ

نماز کے افعال قیام رکوع سجدہ قعدۂ اخیرہ قومہ اور جلسہ کی ادائیگی میں اطمینان اور تعدیل واجب ہے جس کی حد یہ ہے کہ ہر رکن میں اعضاء و جوارح ساکن ہو کر اپنی اپنی جگہ برقرار ہو جائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنے تک باقی رہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۳۵)

حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم نے تحفۃ الالمعی میں لکھا ہے کہ ارکانِ اربعہ یعنی رکوع قومہ سجدہ اور جلسہ میں تعدیل واجب ہے جب آدمی اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو رکوع ہوگیا پھر پیٹھ سیدھی کرنا یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرنا تعدیل ہے اسی طرح جب کھڑے ہونے کے قریب ہوگیا تو قومہ ہوگیا اور پیٹھ سیدھی کرنا یعنی اطمینان کے ساتھ کھڑا ہونا قومہ کی تعدیل ہے اور جب بیٹھنے سے قریب ہوگیا تو جلسہ ہوگیا اور اطمینان سے بیٹھنا جلسہ کی تعدیل ہے اور زمین پر پیشانی رکھنے سے سجدہ ہوگیا اور اس میں ٹھہرنا تعدیل ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۵۹)

﴿۳۳۱﴾ وَالْقُعُوْدُ الْاَوَّلُ .

ترجمہ: اور پہلا قعدہ کرنا۔

قعدۂ اولیٰ

تین یا چار رکعت والی فرض واجب یا نفل نمازوں میں دو رکعت کی ادائیگی کے بعد کم از کم اتنی دیر بیٹھنا واجب ہے جس میں التحیات پڑھی جاسکتی ہو۔ (طحطاوی: ۱۳۶)

﴿۳۳۲﴾ وَقِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ فِيْهِ فِي الصَّحِيْحِ .

فیہ ضمیر کا مرجع القعود الاول ہے۔

ترجمہ: اور تشہد کا پڑھنا اس میں صحیح قول میں۔

تشریح: قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا پڑھنا واجب ہے ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے مگر صحیح اور مفتیٰ بہ قول وجوب کا ہے، فی الصحیح کی قید سے سنیت والا قول خارج کردیا۔ یا فی الصحیح کا تعلق قعدۂ اولیٰ اور تشہد دونوں سے ہے یعنی صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ قعدۂ اولیٰ اور اس میں تشہد پڑھنا واجب ہے بعض لوگ دونوں کی سنیت کے قائل ہیں اس قید کو لگا کر ان کے قول سے احتراز ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۶)

﴿۳۳۳﴾ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ .

ترجمہ: اور اس کا پڑھنا آخری قعدہ میں۔

تشریح: واجباتِ نماز میں سے دسواں واجب یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنا واجب ہے۔

﴿۳۳۴﴾ وَالْقِيَامُ اِلَى الثَّالِثَةِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَعْدَ التَّشَهُّدِ .

ترجمہ: اور کھڑا ہو جانا تیسری رکعت کی طرف بغیر دیر لگائے التحیات پڑھنے کے بعد۔

قعدۂ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا

دو سے زائد رکعت والی فرض نمازوں میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا واجب ہے اگر بھول سے دیر کردی اور درود شریف پڑھنا شروع کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

تنبیہ: تمام ائمہ متفق ہیں کہ ثلاثی اور رباعی فرض نمازوں کے پہلے قعدہ میں صرف التحیات پڑھنی ہے آگے کچھ نہیں پڑھنا اور واجب نماز اور ایک قول کے مطابق ظہر سے پہلے چار سنتیں بھی فرائض کے ساتھ ملحق ہیں، ان میں بھی صرف تشہد پڑھنا ہے باقی تمام نمازوں میں ہر قعدہ میں تشہد درود اور دعا سب کچھ پڑھنا ہے اس لئے کہ نوافل وسنن کی ہر دو رکعت ایک نماز ہے البتہ صرف التحیات پڑھی تو بھی درست ہے مگر اکثر لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں وہ ہر نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھتے ہیں اور درود شریف وغیرہ نہ صرف یہ کہ نہیں پڑھتے بلکہ اگر کوئی بھولے سے پڑھ لے تو سجدۂ سہو کرتا ہے یہ غلط فہمی فرائض کے قعدۂ اولیٰ سے پیدا ہوئی ہے چونکہ ان کے پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا ضروری ہے اس لئے لوگوں نے تمام نمازوں کے لئے یہی حکم تصور کرلیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۱۹۳)

﴿۳۳۵﴾ وَلَفْظُ السَّلَامِ دُوْنَ عَلَيْكُمْ .

ترجمہ اور لفظ ''السلام'' سے نماز کو ختم کرنا بغیر علیکم کے۔

لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا

لفظ السلام دو مرتبہ کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا واجب ہے اور عام فقہاء کے نزدیک پہلی مرتبہ السلام کہتے ہی اس کی اقتداء کا حق ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ امام پہلی مرتبہ السلام کہہ چکا تھا تو اب اس کی اقتداء درست نہ ہوگی گو کہ اس نے ابھی علیکم نہ کہا ہو۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۱۶۲، کتاب المسائل: ۳۰۰)

﴿۳۳۶﴾ وَقُنُوْتُ الوِتْرِ .

ترجمہ اور وتر کی دعا قنوت پڑھنا۔

وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، قنوت سے مطلقاً دعا مراد ہے اور خصوصاً **اللّٰھم انا نستعینک** الخ مسنون ہے۔

﴿۳۳۷﴾ وَتَكْبِيْرَاتُ العِيْدَيْنِ .

ترجمہ اور عیدین کی تکبیرات زوائد کہنا۔

عیدین میں تکبیرات زوائد

عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں اور ان میں سے ہر ایک تکبیر مستقل واجب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۷)

﴿۳۳۸﴾ وَتَعْيِيْنُ التَّكْبِيْرِ لِافْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا الْعِيْدَيْنِ خَاصَّةً .

ترجمہ اور متعین کرنا تکبیر (اللہ اکبر) کو ہر نماز کے شروع کرنے کے لئے صرف عیدین ہی میں خاص نہیں۔

تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص اللہ اکبر کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے اور اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور ذکر مثلاً اللہ اعظم سے نماز شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے، عیدین کی تکبیرات واجبہ زائدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (طحطاوی: ۱۳۷)

﴿۳۳۹﴾ وَتَكْبِيْرَةُ الرُّكُوْعِ فِيْ ثَانِيَةِ الْعِيْدَيْنِ .

ترجمہ اور رکوع کی تکبیر عیدین کی دوسری رکعت میں۔

تشریح عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر واجب ہے دیگر نمازوں میں یہ تکبیر صرف سنت ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۷)

﴿۳۴۰﴾ وَجَهْرُ الْاِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَاُوْلَيَيِ الْعِشَائَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالتَّرَاوِيْحِ وَالْوِتْرِ فِيْ رَمَضَانَ .

اُوْلَيَيِ العشائين ، پہلی یاء فتحہ کے ساتھ اور دوسری یاء کسرہ کے ساتھ پڑھی جائیگی، یہ تثنیہ ہے اصل میں اُوْلَيَيْنِ تھا اضافت کی وجہ سے نون حذف کر دیا گیا، اور عشائین سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے اور مغربین نہ کہکر عشائین اس لئے کہا ہے کہ غلبہ اکثر کو دیا جاتا ہے۔

ترجمہ اور امام کا زور سے پڑھنا نماز فجر کی قرأت میں اور عشائین (مغرب وعشاء) کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضاء ہی ہو اور جمعہ عیدین تراویح اور رمضان کے اندر وتر نماز میں۔

جہری نمازوں میں جہر کرنا

جہری نمازوں جیسے فجر جمعہ عیدین مغرب اور عشاء کی اول دو رکعتوں اور وتر تراویح کی سب رکعتوں میں امام کے

لئے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

مصنفؒ کا قول ولو قضاء کا مطلب یہ ہے کہ اگر فجر مغرب یا عشاء کی نمازیں وقت نکلنے کے بعد باجماعت قضا کی جارہی ہیں تو امام کے لئے جہراً قرأت کرنا واجب ہے۔

﴿۳۴۱﴾ وَالإِسْرَارُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ وَفِيمَا بَعْدَ أُولَيَيِ العِشَائَيْنِ وَنَفْلِ النَّهَارِ .

ترجمہ اور آہستہ پڑھنا ظہر عصر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں اور دن کی نفلوں میں۔

سرّی نمازوں میں آہستہ قرأت

سری نمازوں جیسے ظہر اور عصر کی سب رکعتیں مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور دن کے اوقات میں جماعت کے بغیر پڑھی جانے والی سنن ونوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ (شامی مصری: ۱/۴۳۷)

نوٹ: بقول مصنفؒ اٹھارہ واجبات مکمل ہوگئے۔

﴿۳۴۲﴾ وَالْمُنْفَرِدُ مُخَيَّرٌ فِيمَا يَجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ .

ترجمہ اور منفرد کو اختیار ہے ان نمازوں میں جن میں جہر کیا جاتا ہے اس شخص کے مانند جو رات میں نفل پڑھنے والا ہے۔

تشریح شیخ شرنبلالیؒ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے کہ قرأت جہراً کرے یا سرًّا (مگر جہر کرنا افضل ہے) جیسے اس شخص کو اختیار ہے جو رات میں نوافل پڑھ رہا ہے کہ چاہے آہستہ قرأت کرے یا زور سے۔

﴿۳۴۳﴾ وَلَوْ تَرَكَ السُّوْرَةَ فِي أُوْلَيَيِ العِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الأُخْرَيَيْنِ مَعَ الفَاتِحَةِ جَهْرًا .

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے سورت عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں تو پڑھ لے ان کو اخیر کی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ سمیت جہر کے ساتھ۔

فرض کی ابتدائی رکعتوں میں سورت چھوٹ گئی

اگر کسی شخص نے مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں یا عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت چھوڑ دی تو اس کو مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں پڑھے اور پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً سورۂ فاتحہ جہراً پڑھے پھر سورت جہراً پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۸)

﴿۳۴۴﴾ وَلَوْ تَرَكَ الفَاتِحَةَ لَا يُكَرِّرُهَا فِي الأُخْرَيَيْنِ.

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے سورۂ فاتحہ تو دوبارہ نہ پڑھے اس کو آخری دو رکعتوں میں۔

سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی تو اب تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اخیر میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۹)

اختیاری مطالعہ

صاحب نور الایضاح نے اٹھارہ واجبات نماز کو بیان کر دیا ہے مگر ہم افادہ کے پیش نظر ۳ واجبات اور ذکر کرتے ہیں:

(۱) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا

واجب ہے کہ فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ بلا فصل صرف ایک ہی بار پڑھی جائے اگر لگاتار دو مرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا ہاں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی اور سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ اسی رکعت میں پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ دوسری سورۂ فاتحہ قرأت کے درجہ میں سمجھی جائے گی اور اسے تکرار نہ کہیں گے۔ (حلبی کبیر: ۲۹۵، ہندیہ ۱/۷۱، کتاب المسائل: ۲۹۶)

(۲) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا) واجب ہے۔

(۳) افعال نماز میں بلا فصل ترتیب باقی رکھنا

نماز کے سب افعال کی بغیر کسی فصل کے بالترتیب ادائیگی واجب ہے مثلاً پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے کوئی شخص قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دو مرتبہ رکوع یا تین مرتبہ سجدے کر لئے تو ترتیب میں خلل پڑنے کی بنا پر سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر: ۲۹۷، کتاب المسائل: ۳۰۰)

فَصْلٌ فِي سُنَنِهَا وَهِيَ اِحْدىٰ وَخَمْسُوْنَ

یہ فصل ہے نماز کی سنتوں کے بیان میں اور وہ اکیاون ہیں۔

سنت کی حقیقت

سنت پر عمل کرنا ضروری ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے لیکن اس کے چھوٹنے سے نہ تو نماز میں سجدۂ سہو واجب

ہوتا ہے اور نہ وہ فاسد ہوتی ہے اور تارک سنت کا حکم درج ذیل مختلف صورتوں میں الگ الگ ہے۔

(۱) اگر بلا ارادہ کوئی سنت چھوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں۔ (۲) اگر جان بوجھ کر کوئی سنت چھوڑی لیکن دل میں سنت کی تحقیر اور استخفاف کا ارادہ نہیں ہے تو گناہ گار ہوگا۔ (۳) اور اگر نعوذ باللہ سنت کو تحقیر و ہلکا ہونے کی بنا پر چھوڑا ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے بہر حال نماز کو سنت کے مطابق پڑھنے کا مکمل اہتمام کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہیے کہ نماز کی کوئی سنت ہم سے نہ چھوٹے پروردگار عالم توفیق عنایت فرمائے۔ اللہم آمین (درمختار مع الشامی بیروت، ۲/۱۴۹، کتاب المسائل: ۳۱۳)

نماز میں کتنی سنتیں ہیں

نماز کی اصل سنتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں صاحب نورالایضاح نے ۵۱ سنتیں گنائی ہیں جبکہ درمختار میں ۲۲ اور شرح منیہ (حلبی کبیر) میں ۲۰ سنتیں ذکر کی گئی ہیں اور مابقیہ چیزوں کو آداب میں شمار فرمایا ہے۔

﴿۳۴۵﴾ رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيْمَةِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ وَالْأَمَةِ وَحِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ لِلْحُرَّةِ.

حِذَاء بالمقابل برابر۔ منکبین یہ تثنیہ ہے مَنْکِبٌ کا دونوں مونڈھے۔

ترجمہ: دونوں ہاتھوں کا اٹھانا تکبیر تحریمہ کے لئے کانوں کی لو کے برابر تک مرد اور باندی کے لئے اور مونڈھوں کے بالمقابل آزاد عورت کے لئے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

نماز کے شروع مین مرد کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، یہی حکم باندی کا ہے، اور تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ گٹے مونڈھوں کے مقابل انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کانوں کے اوپر کے کناروں کے مقابل ہو جائیں، جبکہ عورت اپنے کندھے تک ہاتھ اٹھائے گی۔

﴿۳۴۶﴾ وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ.

نشر بند مٹھی کو کھولنا اور انگلیوں کے درمیان خلا پیدا کرنا۔

ترجمہ: اور انگلیوں کا کھولنا۔

رفع یدین کے وقت انگلیاں کس طرح رکھے

تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نہ تو سختی سے ملانی چاہئیں اور نہ ہی پوری پھیلانی چاہئیں بلکہ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا مسنون ہے ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی جانب ہونی چاہئیں۔

(مراقی الفلاح: ۲۵۷)

﴿۳۴۷﴾ وَمُقَارَنَةُ اِحْرَامِ الْمُقْتَدِیْ لِاِحْرَامِ اِمَامِہٖ .

ترجمہ اور مقتدی کا تکبیر تحریمہ کو ملا دینا اپنے امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ۔

تشریح ایک سنت مصنفؒ یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتدی اپنے امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ اپنی تکبیر تحریمہ ملا دے، فاصلہ نہ کرے مگر مقتدی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ فارغ نہ ہو، اللہ یا اکبر سے، امام کے فارغ ہونے سے پہلے چنانچہ اگر فارغ ہوگیا لفظ اللہ سے امام کے ساتھ یا امام کے بعد اور لفظ اکبر سے امام کے فارغ ہونے سے پہلے ہی فارغ ہوگیا تو ایسے مقتدی کی نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (طحطاوی: ۱۴۰)

﴿۳۴۸﴾ وَوَضْعُ الرَّجُلِ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ سُرَّتِہٖ وَصِفَۃُ الْوَضْعِ اَنْ یَّجْعَلَ بَاطِنَ کَفِّ الْیُمْنٰی عَلٰی ظَاھِرِ کَفِّ الْیُسْرٰی مُحَلِّقًا بِالْخِنْصَرِ وَالْاِبْھَامِ عَلَی الرُّسْغِ .

مُحَلِّقًا یجعل کی ضمیر مستتر سے حال واقع ہے اسی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ اور مرد کا رکھنا اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنی ناف کے نیچے اور رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کرلے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر دراں حالیکہ حلقہ بنانے والا ہو، خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے سے گٹے پر۔

ہاتھ باندھنے کا حکم

ایک سنت یہ ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے اور ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں کلائی پر پھیلی ہوئی رکھے اور ہاتھوں کو زیر ناف اس طرح رکھے کہ ناف ہاتھوں کے بالائی حصہ سے لگی ہوئی ہو۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۵۹۴، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۴۱)

﴿۳۴۹﴾ وَوَضْعُ الْمَرْاَۃِ یَدَیْھَا عَلٰی صَدْرِھَا مِنْ غَیْرِ تَحْلِیْقٍ .

ترجمہ: اور عورت کا رکھنا اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینہ پر بغیر حلقہ بنائے ہوئے۔

عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ

اس عبارت میں عورت کے لئے نماز میں ہاتھ رکھنے کا طریقہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اپنے ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے اور مرد کی طرح حلقہ نہ بنائے کیوں کہ اس صورت میں ستر زیادہ ہے جو کہ عورت کے لئے ضروری امر ہے۔

﴿۳۵۰﴾ وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَّةُ اَوَّلَ كُلِّ رَكْعَةٍ وَالتَّامِيْنُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالْاِسْرَارُ بِهَا.

ترجمہ: ثنا یعنی، سبحانك اللّٰهم، پڑھنا اعوذ باللہ پڑھنا قراءت کرنے کیلئے اور بسم اللہ پڑھنا ہر رکعت کے شروع میں، آمین کہنا، ربنا لك الحمد کہنا اور ان سب کو آہستہ پڑھنا۔

تشریح: اس عبارت میں چند سنتوں کا بیان ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے (۲) ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے، اعوذ باللّٰه من الشيطن الرجيم (میں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں) پڑھنا مسنون ہے اور تعوذ یہ ثناء کا جز نہیں ہے بلکہ قراءت سے متعلق ہے (۳) اعوذ باللہ الخ کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مسنون ہے اور ہر رکعت میں فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے (۴) تامین کے معنیٰ ہیں آمین کہنا یہ کونسی زبان کا لفظ ہے؟ اس بارے میں یقین سے کوئی بات کہنا مشکل ہے اس وقت مسلمان یہود اور نصاریٰ تینوں اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں البتہ مسلمان مد کے ساتھ، آمین، کہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ بغیر مد کے، امین کہتے ہیں اور اس کے معنیٰ ہیں یا اللہ دعا قبول فرما، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک امام و مقتدی دونوں کیلئے آہستہ آمین کہنا سنت ہے امام صاحب کا ایک قول یہ بھی ہے کہ صرف مقتدی آمین کہیں گے مگر اس قول پر فتویٰ نہیں فتویٰ اس پر ہے کہ دونوں آمین کہیں گے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/ ۵۸۷)

(۵) ایک سنت یہ ہے کہ امام اور منفرد سمع اللّٰه لمن حمده کے بعد ربنا لك الحمد بھی کہے اور مقتدی صرف ربنا لك الحمد کہے۔ (۶) ایک مستقل سنت یہ ہے کہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ، اور آمین کو آہستہ کہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اسلئے کہ یہ سب چیزیں اذکار مسنونہ میں ہیں جن کا حکم اخفاء کا ہے جیسے سجدہ اور رکوع کی تسبیحات وغیرہ۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۴۱-۱۴۲)

﴿۳۵۱﴾ وَالْاِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّحْرِيْمَةِ مِنْ غَيْرِ طَاْطَاةِ الرَّاْسِ

ترجمہ: اور سیدھا کھڑا ہونا تحریمہ کے وقت سر کو جھکائے بغیر۔

تکبیر تحریمہ کے وقت کس طرح کھڑا ہو

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت بالکل سیدھا کھڑا رہنا بھی سنت ہے سر کو بالکل نہ جھکائے بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ تکبیر تحریمہ کہنے کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو سر کافی نیچے جھکا لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ (درمختار مصری: ۱/۴۴۳)

﴿۳۵۲﴾ وَجَهْرُ الإِمَامِ بِالتَّكْبِيْرِ وَالتَّسْمِيْعِ.

ترجمہ: اور امام کا اللہ اکبر اور سمع اللہ لمن حمدہ کو آواز سے کہنا۔

امام کا تکبیرات انتقالیہ کو بلند آواز سے کہنا

امام کا نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیرات انتقالیہ اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے تاکہ مقتدیوں کو علم ہو جائے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۴۳)

﴿۳۵۳﴾ وَتَفْرِيْجُ القَدَمَيْنِ فِي القِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ.

ترجمہ: اور دونوں پیروں کا کشادہ رکھنا قیام میں چار انگلیوں کی مقدار۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں بلکہ ان کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے کیوں کہ یہ صورت خشوع کے زیادہ قریب ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۴۳)

﴿۳۵۴﴾ وَأَنْ تَكُوْنَ السُّوْرَةُ المَضْمُوْمَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طِوَالِ المُفَصَّلِ فِي الفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي العَصْرِ وَالعِشَاءِ وَمِنْ قِصَارِهِ فِي المَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيْمًا وَيَقْرَأُ أَيَّ سُوْرَةٍ شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا.

ترجمہ: اور یہ کہ ہو وہ سورت جو ملائی جائے فاتحہ کے ساتھ طوال مفصل میں سے فجر اور ظہر میں اور اوساط مفصل میں سے عصر اور عشاء میں اور قصار مفصل میں سے مغرب میں اگر مقیم ہو اور پڑھے جونسی سورت چاہے اگر مسافر ہو۔

نماز میں قرأت کی سنت مقدار

نماز میں کتنی مقدار کی قرأت سنت ہے اس سلسلہ میں نمازی کی تین حالتوں کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے (۱)

اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو سورۂ فاتحہ کے بعد حسب سہولت جو سورت پڑھنا چاہے پڑھے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کوئی سی نماز کیوں نہ ہو (۲) اگر نمازی مسافر ہو لیکن کسی جگہ اطمینان کے ساتھ ٹھہرا ہو تو نماز فجر وظہر میں اوساط مفصل میں سے لمبی سورتیں نماز عصر وعشاء میں اوساط مفصل کی چھوٹی سورتیں اور نماز مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں پڑھنا سنت ہے (۳) اور اگر نمازی مقیم ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو اس کیلئے سنت یہ ہے کہ نماز فجر وظہر میں طوال مفصل نماز عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھے۔

طوال مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔ جبکہ سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اوساط مفصل اور سورۂ زلزال سے آخر قرآن تک کی سورتیں قصار مفصل کہلاتی ہیں۔ (حلبی کبیر: ۳۱۰ کتاب المسائل: ۳۲۱)

فائدہ: عمومی احوال میں مسجد کی جماعت میں فجر وظہر میں طوال مفصل عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے کم قراءت نہیں کرنی چاہئے اگر کوئی بوڑھا یا بیمار ہے اور فجر میں مسنون قراءت کے بقدر کھڑا نہیں رہ سکتا تو وہ بیٹھ کر قراءت سنے یا گھر میں نماز پڑھے اس کی رعایت میں مسنون قراءت میں تخفیف نہیں کی جائے گی البتہ اچانک پیش آنے والے احوال میں کمی بیشی کر سکتے ہیں مثلاً نماز کے دوران امام نے محسوس کیا کہ بہت سے لوگ مسجد میں آئے ہیں اور وضو کر رہے ہیں تو امام قرأت طویل کر سکتا ہے تاکہ لوگ وضو سے فارغ ہو کر جماعت میں شامل ہو جائیں یا صحن میں نماز ہو رہی ہے اور اچانک بارش شروع ہو گئی تو قراءت مختصر کرنے کی گنجائش ہے اگر کوئی گھر میں کسی بوڑھے یا بیمار کو نماز پڑھائے تو وہ مسنون قراءت سے بھی ہلکی قراءت کر سکتا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۵۶۹)

﴿۳۵۵﴾ وَاِطَالَةُ الْاُوْلٰى فِي الْفَجْرِ فَقَطْ

ترجمہ اور صرف فجر میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا۔

نماز فجر میں پہلی رکعت طویل کرنا

امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف کے نزدیک فجر میں پہلی رکعت دوسری سے لمبی کرنا اور باقی نمازوں میں دونوں رکعتیں برابر رکھنا مسنون ہے امام محمد اور باقی ائمہ کے نزدیک تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری سے لمبی کرنا مسنون ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۴۴)

﴿۳۵۶﴾ وَتَكْبِيْرَةُ الرُّكُوْعِ

ترجمہ اور رکوع کی تکبیر۔

تشریح ایک سنت یہ ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہے۔

﴿۳۵۷﴾ وَتَسْبِيْحُهٗ ثَلَاثًا.

ترجمہ اور رکوع کی تسبیح تین مرتبہ (کہنا)

تشریح رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھنا مسنون ہے۔

﴿۳۵۸﴾ وَاَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ .

ترجمہ اور اپنے دونوں گھٹنوں کا پکڑنا اپنے دونوں ہاتھوں سے۔

تشریح رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔

﴿۳۵۹﴾ وَتَفْرِيْجُ اَصَابِعِهٖ وَالْمَرْاَةُ لَا تُفَرِّجُهَا .

ترجمہ اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھنا اور عورت اپنی انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے۔

تشریح مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع میں جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ بنائیں، البتہ عورت انگلیاں ملا کر صرف ہاتھ رکھے گی پکڑے گی نہیں۔

﴿۳۶۰﴾ وَنَصْبُ سَاقَيْهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهٖ وَتَسْوِيَةُ رَاْسِهٖ بِعَجُزِهٖ .

نصب باب (ض) کا مصدر ہے کھڑا کرنا۔ ساق جمع سِیقان پنڈلی۔ عَجْزٌ و عَجُزٌ ہر چیز کا پچھلا حصہ، سرین جمع اَعْجَازٌ.

ترجمہ اور سیدھا کھڑا کرنا اپنی پنڈلیوں کو اور اپنی کمر کا پھیلانا اور اپنے سر کو برابر کرنا سرین کے۔

تشریح رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھے انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو دونوں پنجوں میں لے لے گویا پکڑ رکھا ہے اور کہنیاں پہلوؤں سے علیحدہ رکھے سر کو پیٹھ کے لیول پر رکھے نہ اونچا رکھے نہ نیچا پیر سیدھے رکھے گھٹنے موڑے نہیں اور ہاتھ بھی بالکل سیدھے رکھے کہنیاں موڑے نہیں، یہی رکوع کرنے کا مسنون طریقہ ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۴۵)

﴿۳۶۱﴾ وَالرَّفْعُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهٗ مُطْمَئِنًّا .

ترجمہ اور اٹھنا رکوع سے اور کھڑا ہونا اس کے بعد اطمینان سے۔

تشریح رکوع سے اٹھنا تو مسنون ہے مگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔ (طحطاوی:۱۴۵)

﴿۳۶۲﴾ وَوَضْعُ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهِهٖ لِلسُّجُوْدِ وَعَكْسُهٗ لِلنُّهُوْضِ .

نهوض باب فتح کا مصدر ہے اٹھنا، کھڑا ہونا۔

ترجمہ اور رکھنا اپنے دونوں گھٹنوں کا پھر ہاتھوں کا پھر اپنے چہرے کا سجدہ کے لئے اور اس کا الٹا اٹھنے کیلئے۔

تشریح سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سر جھکانے کے بعد اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں اس کے بعد آہستہ آہستہ سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں، مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ سجدہ میں جانے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدہ سے اٹھنے میں اس کے برعکس کرلے یعنی پہلے پیشانی اٹھائے پھر ہتھیلیاں، پھر گھٹنے۔

﴿۳۶۳﴾ وَتَكْبِيْرُ السُّجُوْدِ وَتَكْبِيْرُ الرَّفْعِ مِنْهُ .

ترجمہ اور سجدے کی تکبیر اور اس سے اٹھنے کی تکبیر۔

تشریح سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہنا مسنون ہے اسی طرح سجدہ سے اٹھتے وقت بھی تکبیر کہنا مسنون ہے۔

﴿۳۶۴﴾ وَكَوْنُ السُّجُوْدِ بَيْنَ كَفَّيْهِ .

ترجمہ اور سجدے کا ہونا اپنی ہتھیلیوں کے درمیان۔

تشریح نماز کی ایک سنت یہ ہے کہ ناک اور پیشانی ہتھیلیوں کے بیچ میں ہو۔

﴿۳۶۵﴾ وَتَسْبِيْحُهُ ثَلَاثًا .

ترجمہ اور سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ۔

تشریح نماز کی بتیس ویں سنت یہ ہے کہ سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

﴿۳۶۶﴾ وَمُجَافَاةُ الرَّجُلِ بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ عَنِ الْأَرْضِ .

مجافاۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے علیحدہ رکھنا۔ **فخذ** خاء کے سکون اور کسرہ کے ساتھ دونوں لغت ہیں، ران جمع اَفْخاذ۔ **جنب** جمع اجنابٌ وجُنوبٌ پہلو۔ **ذراع** جمع اَذْرُعٌ کہنی سے بیچ کی انگلی تک۔

ترجمہ اور مرد کا علیحدہ رکھنا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور اپنی کہنیوں کو اپنی بغلوں سے اور اپنی کلائیوں کو زمین سے۔

تشریح اس عبارت میں نماز کی ایک اور سنت کا بیان ہے نیز سجدہ کی حالت کا بیان ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھنے چاہئیں، انہیں آپس میں نہ ملائیں اسی طرح

مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔ اور اگر کوئی شخص لمبا سجدہ کرے اور وہ مسنون طریقہ پر سجدہ کرنے کی وجہ سے یعنی بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھنے کی وجہ سے تھک جائے تو اس کے لئے کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹیک دینا جائز ہے مگر کلائیاں بچھانے کی اجازت نہیں۔

﴿۳۶۷﴾ وَانْخِفَاضُ الْمَرْأَةِ وَلَزْقُهَا بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا .

انخفاض بلندی کے بعد پست ہونا۔ **لزقها** لزق لزوقًا باب سمع چپکانا۔

ترجمہ: اور عورت کا پست ہونا اور اس کا ملا لینا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے۔

عورت کے سجدہ کا طریقہ

ایک اور سنت کا بیان ہے کہ عورتیں زمین سے بالکل چمٹ کر سجدہ کریں نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ سے الگ کریں بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رکھیں۔

﴿۳۶۸﴾ وَالْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

ترجمہ: اور قومہ کرنا اور بیٹھنا دونوں سجدوں کے درمیان۔

تشریح: مسئلہ ۳۴۴ کے اختیاری مطالعہ میں تفصیل گزر چکی ہے مزید برآں یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ اس طرح کرنا مسنون ہیں کہ تمام اعضاء اپنی جگہ پر ساکن ہو جائیں۔

﴿۳۶۹﴾ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ .

ترجمہ: اور دونوں ہاتھوں کا رکھنا رانوں پر دونوں سجدوں کے درمیان تشہد کی حالت کے مانند (جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا)

تشریح: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رُخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں، یہی طریقہ تشہد میں بیٹھنے کا ہے نیز دونوں پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔

﴿۳۷۰﴾ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصْبُ الْيُمْنٰى .

ترجمہ: اور بچھانا اپنے بائیں پیر کو اور کھڑا کرنا داہنے کو۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ دونوں سجدوں اور تشہد میں بیٹھتے وقت بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جبکہ

دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرلیں۔

﴿۳۷۱﴾ وَتَوَرُّكُ الْمَرْأَةِ.

تورك مصدر از باب تفعل بمعنی سرین پر بیٹھنا۔

ترجمہ اور عورت کا تورک کرنا۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔

﴿۳۷۲﴾ وَالْإِشَارَةُ فِي الصَّحِيحِ بِالْمُسَبِّحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ.

ترجمہ اور اشارہ کرنا صحیح قول میں شہادت کی انگلی سے (التحیات میں) شہادت کے وقت اٹھائے اس کو نفی کے وقت اور رکھ دے اس کو اثبات کے وقت۔

شہادت کے وقت انگلی اٹھانا

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا مسنون ہے اور اس پر چاروں فقہاء کا اتفاق ہے اگرچہ احناف کے یہاں پہلے اس مسئلہ میں شدید اختلاف تھا مگر بعد میں یہ اختلاف ختم ہوگیا اب سب احناف اشارہ کے قائل ہیں، اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی بیچ کی اور ان کے درمیان کی یعنی تین انگلیاں بند کرے اور شہادت کی انگلی سیدھی رکھے اور انگوٹھا اس کی جڑ میں لگائے، اس کے علاوہ دو طریقے اور بھی ہیں: (۱) چھوٹی اور اس کے پاس والی انگلیاں بند کرے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بوقت اشارہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ (۲) تمام انگلیوں کی مٹھی بنالے اور بوقت اشارہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اشارہ کب کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تشہد پڑھتا ہوا لا الٰہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائے کہ انگلی کا رُخ قبلہ کی طرف ہی رہے، آسمان کی طرف رُخ نہ ہو اور جب الا اللہ پر پہنچے تو انگلی نیچی کرلے اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھے۔

اشارہ کی حکمت

اشارہ کی حکمت یہ ہے کہ لا الٰہ سے مطلق نفی ہوتی ہے اور ایک انگلی کے اشارہ سے اللہ کی الوہیت کا استثناء ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو حضور ﷺ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا: اَحِّدْ اَحِّدْ ایک انگلی سے

اشارہ کر، ایک انگلی سے اشارہ کر، اور جب الا اللہ کہے تو اشارہ ختم کر دے کیونکہ اب فعلی اثبات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۴۶)

﴿۳۷۳﴾ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْمَا بَعْدَ الْاُوْلَيَيْنِ .

ترجمہ: اور فاتحہ کا پڑھنا پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں۔

تشریح: فرض نمازوں میں ابتدائی دو رکعتوں کے بعد آخر کی مابقیہ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے واجب اور لازم نہیں ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۴۷۸)

﴿۳۷۴﴾ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ اَلْفَاظَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ لَا كَلَامَ النَّاسِ .

ترجمہ: اور درود شریف پڑھنا نبیؐ پر آخری قعدہ میں اور دعا مانگنا ایسی جو مشابہ ہو قرآن اور سنت کے الفاظ کے نہ کہ لوگوں کے کلام کے۔

درود شریف و دعا پڑھنا

قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے یعنی ایسی دعا جو قرآن شریف میں ہو یا حدیث شریف سے منقول ہو۔

﴿۳۷۵﴾ وَالْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ .

ترجمہ: اور چہرہ گھمانا دائیں طرف پھر بائیں طرف دونوں سلاموں میں۔

سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں

نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں طرف سر گھماتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں، نیز سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے، اسی طرح دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

﴿۳۷۶﴾ وَنِيَّةُ الْاِمَامِ الرِّجَالَ وَالْحَفَظَةَ وَصَالِحَ الْجِنِّ بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ فِى الْاَصَحِّ .

ترجمہ: اور امام کا نیت کرنا مردوں اور حفاظت کرنے والے فرشتوں اور نیک جنوں کی دونوں سلاموں میں

صحیح قول کی بنا پر۔

سلام پھیرتے وقت امام کیا نیت کرے؟

سلام پھیرتے وقت امام تو تمام مقتدیوں کی نیت کرے گا اور ان فرشتوں کی جو انسان کے ہر قول وعمل کی حفاظت کرتے ہیں یا سرکش جنات وشیاطین سے حفاظت کرتے ہیں نیز نیک صالح جنات کی بھی نیت کرے اور یہ حکم دونوں طرف سلام پھیرنے کے وقت میں ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صرف پہلے سلام میں نیت کرے مگر اصح قول اول ہی ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۵۰)

﴿۳۷۷﴾ وَنِيَّةُ الْمَأمُوْمِ اِمَامَهٗ فِيْ جِهَتِهٖ وإِنْ حَاذَاهُ نَوَاهُ فِي التَّسْلِيْمَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفَظَةِ وَصَالِحِ الْجِنِّ .

حَاذَاہُ مُحَاذَاۃً باب مفاعلۃ، بالمقابل ہونا، برابر ہونا۔ **حفظۃ** حافظ کی جمع ہے اعمال نامہ لکھنے والا فرشتہ انسان کی دائیں جانب، رقیب، فرشتہ ہے جو نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب، عتید ہے جو برائیاں لکھتا ہے اور ان کو حفظہ اس وجہ سے کہا ہے کیونکہ یہ انسان سے صادر ہونے والے تمام اقوال اور افعال لکھتے ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ انسان کی خبیث جنات وہلاکت کی جگہوں سے حفاظت کرتے ہیں۔

ترجمہ: اور مقتدی کا نیت کرنا اپنے امام کی اس کی جانب میں اور اگر امام کی سیدھ میں ہو تو نیت کرے اس کی دونوں سلاموں میں قوم حفاظت کرنے والے فرشتوں اور نیک جنات کے ساتھ۔

مقتدی کیا نیت کرے؟

مقتدی تین قسم کے ہیں: (۱) وہ مقتدی جو امام کی داہنی جانب ہے وہ پہلے سلام میں صرف اس جانب کے مقتدیوں فرشتوں اور نیک جنات سب پر سلام کی نیت کرے اور دوسرے سلام میں اس جانب کے مقتدیوں فرشتوں اور نیک جنات کی نیت کے ساتھ ساتھ امام کی بھی نیت کرے۔ (۲) وہ مقتدی جو امام کی بائیں جانب ہے وہ پہلے سلام میں امام اور اس جانب کے مقتدیوں اور فرشتوں اور جنات کی نیت کرے اور دوسرے سلام میں صرف امام کی نیت چھوڑ دے باقی سب کی کرے۔ (۳) وہ مقتدی جو امام کے پیچھے بالکل سیدھ میں ہے خواہ کسی بھی صف میں ہو اس کو چاہئے کہ اپنے دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے فرشتوں جنات اور اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے مقتدیوں کی بھی نیت کرے۔

(مراقی الفلاح:۱۵۰)

﴿۳۷۸﴾ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلَائِكَةَ فَقَطْ .

ترجمہ: اور منفرد کا نیت کرنا صرف فرشتوں کی۔

منفرد کس طرح نیت کرے؟

مطلب یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے کیونکہ اس کے ساتھ صرف وہی ہیں مگر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص جنگل و بیابان میں تنہا اذان پڑھ کر اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو ایک خلق کثیر اس کی اقتدا کرتی ہے اس لئے صاحب نورالایضاح کے لئے یہ بات مناسب تھی کہ یوں کہتے: وینوی من اقتدیٰ. (طحطاوی: ۱۵۰)

﴿۳۷۹﴾ وَخَفْضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأُوْلٰى .

خفض پستی خَفَضَ يخفِضُ خَفْضًا باب (ض) پست کرنا۔

ترجمہ: اور دوسرے سلام کو پست آواز سے کہنا پہلے کے مقابلہ میں۔

تشریح: بہتر یہ ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔

﴿۳۸۰﴾ وَمُقَارَنَتُهٗ لِسَلَامِ الْإِمَامِ .

ترجمہ: اور مقتدی کا ملانا امام کے سلام کے ساتھ۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ جیسے ہی امام سلام پھیرے تو مقتدی حضرات بھی ساتھ ساتھ سلام پھیر دیں مگر صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ امام کے سلام کے بعد سلام پھیریں تاکہ امور دنیا میں جلدی کرنا لازم نہ آئے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۰)

﴿۳۸۱﴾ وَالْبِدَاءَةُ بِالْيَمِيْنِ .

ترجمہ: اور ابتداء کرنا داہنی جانب سے۔

تشریح: داہنی جانب سے سلام کی ابتداء کرنا بھی مسنون ہے۔

﴿۳۸۲﴾ وَانْتِظَارُ الْمَسْبُوْقِ فَرَاغَ الْإِمَامِ .

ترجمہ: اور مسبوق کا انتظار کرنا امام کے فارغ ہونے کا۔

مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے

مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کو اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے تو

اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔

مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہوسکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں اور عذر مندرجہ ذیل ہوسکتے ہیں: (۱) مسبوق نے موزے پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہوجائے گی۔ (۲) مسبوق معذور شرعی ہے اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔ (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے۔ (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہوجائے گا تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہوسکتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۹۱، طحطاوی: ۱۵۰، کتاب المسائل: ۳۹۷)

فَصْلٌ

﴿۳۸۳﴾ مِنْ آدَابِهَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ.

كُمٌّ آستین جمع اکمامٌ و كِمَمَةٌ.

ترجمہ: منجملہ آداب نماز کے مرد کا نکالنا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی آستینوں سے تکبیر تحریمہ کے وقت۔

تشریح: اصطلاح شریعت میں جس عمل پر ادب اور مستحب کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا، صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ مرد نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر کانوں کی لو تک اٹھائے البتہ عورت چادر اور دوپٹہ کے اندر سے ہی ہاتھ صرف کندھوں تک اٹھائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۱)

﴿۳۸۴﴾ وَنَظَرُ الْمُصَلِّيْ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ قَائِمًا وَاِلٰى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ سَاجِدًا وَاِلٰى حِجْرِهٖ جَالِسًا وَاِلَى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا.

ارنبة الانف ناک کا بانسہ۔ حجر جمع حُجُورٌ گود۔

ترجمہ: اور نمازی کا دیکھنا اپنے سجدے کی جگہ کی جانب حالت قیام میں اور پیروں کی پشت کی طرف رکوع کی حالت میں اور اپنی ناک کی پھونگل کی طرف سجدہ کی حالت میں اور اپنی گود کی جانب بیٹھنے کی حالت میں اور مونڈھوں کی

جانب سلام پھیرتے ہوئے۔

قیام رکوع سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر جمی رہے، حالت رکوع میں قدموں پر نظر رہے سجدہ میں ناک کے بانسہ پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے اور دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ یہ حکم ہر حالت میں ہے حتی کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے عین سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے بھی مذکورہ آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دورانِ نماز اسے کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہئے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۵۱)

﴿۳۸۵﴾ وَدَفْعُ السُّعَالِ مَااسْتَطَاعَ .

سُعال کھانسی **سُعلۃٌ مُتقطِعَۃٌ** رک رک کر اٹھنے والی کھانسی **سَعَلَ یَسْعُلُ سُعَالاً وسُعْلَۃً** کھانسنا۔ (قاموس)

ترجمہ اور کھانسی کو روکنا جب تک کہ طاقت رکھے۔

کھانسی وغیرہ روکنا

ایک ادب یہ ہیکہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے۔

﴿۳۸۶﴾ وَكَظْمُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُب .

کظم کَظَمَ یَکظِمُ کظمًا باب (ض) بند کرنا۔ **التثاوُبُ والثوباءُ والتثائبُ** جمائی **ثِئِبَ** (س) **ثأبًا** جمائی لینا۔

ترجمہ اور اپنے منھ کا بند کرنا جمائی کے وقت۔

تشریح نماز میں پوری کوشش کی جائے کہ جمائی میں منھ نہ کھلنے پائے اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منھ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۵۱)

﴿۳۸۷﴾ وَالْقِیَامُ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْاِمَامِ مُذْ قِیْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ.

ترجمہ اور کھڑا ہوجانا جس وقت کہا جائے حی علی الفلاح اور امام کا شروع کردینا جس وقت کہا جائے

قد قامت الصلوٰۃ۔

مقتدی نماز کیلئے کب کھڑے ہوں

فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں مختلف صورتوں میں الگ الگ استحبابی حکم بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) اگر امام صف کے درمیان موجود نہ ہو اور پیچھے سے مصلّی کی طرف آ رہا ہو تو جس صف میں پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔ (عالمگیری: ج۱/ ۵۷)

(۲) اور اگر امام سامنے سے آ رہا ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی جماعت کھڑی ہو جائے۔ (بحوالۂ بالا)

(۳) اور اگر امام پہلے ہی سے صف میں موجود ہو اور صفیں بھی سب درست ہوں اور اقامت کا وقت ہو جائے تو اس خاص صورت میں اقامت سے پہلے کسی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح، تک پہنچے تو امام سمیت پوری جماعت کھڑی ہو جائے کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح سے تاخیر کرنا اور اس کے بعد تک بیٹھا رہنا مکروہ ہے بحوالۂ بالا۔

مسئلہ بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاہیاں

اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض جگہ بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ایک خاص فرقہ نے اسے اپنی انا (خودی) کا مسئلہ بنا کر اسے غلط رخ دیدیا ہے اس لئے ذیل میں وہ چند کوتاہیاں تحریر کی جاتی ہیں جن میں عام ابتلاء ہے (۱) بعض حضرات امام کی آمد سے پہلے ہی نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھڑے کھڑے امام کی آمد کا انتظار کرتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ خلاف اولیٰ ہے افضل یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر انتظار کریں اور جب امام کو آتا دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۱۷، بیروت: ۲/ ۶۵) (۲) اس کے برخلاف بعض لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا اس قدر لحاظ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا خیال نہ رکھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں اور کہیں تو لڑائی جھگڑے تک نوبت آ جاتی ہے حالاں کہ یہ مسئلہ صرف آداب سے تعلق رکھتا ہے اس پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ (درمختار زکریا: ۲/ ۱۷۵) (۳) نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور درمیان کے خلا کو پُر کرنے کا حکم واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے اگر متفرق بیٹھے ہوئے لوگوں کو، حی علی الفلاح، سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا جائیگا تو کوئی صورت نہیں ہے کہ تکبیر ختم ہونے سے پہلے صفیں درست ہو جائیں اس لئے صفوں کی درستگی کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے ادب کو نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اسی مستحب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام مکبر کے، قد قامت الصلوٰۃ، کہتے ہی تکبیر تحریمہ شروع کر دے (جیسا کہ متن میں موجود ہے) لیکن فقہاء نے خود اس ادب کو سرے سے نظر انداز کر دیا تا کہ نمازیوں اور مؤذن کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو جب محض ایک فضیلت کے حصول کیلئے فقہاء کے بیان کردہ ادب کو ترک کیا جا سکتا ہے تو

صفوں کی درستگی کیلئے تو بدرجۂ اولیٰ، حی علی الفلاح، کے ادب کو نظر انداز کرنا مناسب ہوگا۔

ضروری نوٹ

اس مسئلہ میں الجھاؤ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مثلاً امام طحطاوی طحطاوی علی مراقی الفلاح، میں لکھتے ہیں کہ ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے طحطاوی: ۱۵۱ حالاں کہ کسی امام سے صراحۃً یہ بات منقول نہیں ہے اور دوسری طرف اسی مسئلہ میں درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے حی علی الفلاح سے تاخیر کرنے سے احتراز مقصود ہے نہ کہ تقدیم سے حتی کہ اگر شروع اقامت سے کھڑا ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی علی الدر المختار: ۱۱۵ بحوالہ احسن الفتاوی ج ۲/ ۳۱۶)

تو ایک ہی مصنفؒ جب دو طرح کی باتیں لکھے تو ہر بات کا الگ الگ محمل ہونا چاہئے تا کہ تعارض نہ رہے اور وہ محمل یہ ہے کہ اگر امام اپنی جگہ سے نہ اٹھا ہو یا مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ایسی صورت میں بیٹھ کر امام کا انتظار کرنا چاہئے تا آں کہ امام مصلّٰی پر آجائے اور جب امام کھڑا ہو چکا ہو یا مصلّٰی پر پہنچ چکا ہو تو پھر شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (کتاب المسائل: ۳۲۴ تا: ۳۲۷)

مزید تفصیل دیکھیں

رسالہ ارشاد الانام بجواب ازالۃ الاوہام در احسن الفتاویٰ ۲: ۲۹۹، اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟ در جواہر الفقہ ۱: ۳۰۹، واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم واستغفر اللّٰہ العظیم۔

فَصْلٌ فِي كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ الصَّلٰوةِ

یہ فصل ہے نماز کی ترکیب کے طریقہ کے بیان میں

﴿۳۸۸﴾ اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُوْلَ فِي الصَّلٰوةِ اَخْرَجَ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حِذَاءَ اُذُنَيْهِ.

ترجمہ جب ارادہ کرے مرد داخل ہونیکا (شروع کرنے کا) نماز میں تو نکال لے اپنی ہتھیلیوں کو اپنی آستینوں سے پھر اٹھائے ان دونوں کو اپنے کانوں کی لو تک۔

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ ۳۸۳ کے تحت گذر چکی ہے۔

﴿۳۸۹﴾ ثُمَّ کَبَّرَ بِلَامَدٍّ نَاوِیًا.

ترجمہ: پھر تکبیر کہے مد کیئے بغیر اس حال میں کہ وہ نماز کی نیت کرنے والا ہو۔

تشریح: لفظ اللہ میں مد کی ایک صورت یہ ہے کہ شروع میں مد کرے یعنی اگر کسی شخص نے ناواقفیت میں یا جان بوجھکر، اللہ اکبر، کے بجائے اللہ کے الف کو کھینچ کر آللہ اکبر کہا تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہی حکم اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر اللہ آکبر کہنے کا ہے (بہت سے امام اور مکبرین ومؤذنین اس کا خیال نہیں کرتے اور اپنی اور مقتدیوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں انھیں اللہ سے ڈرنا چاہئے)
(حلبی کبیر: ۲۶۰)

اللہ اکبار، کہنا مفسد صلوۃ ہے

اگر دوران نماز تکبیر کہتے وقت اللّٰہ اکبر کے بجائے اللّٰہ اکبار کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسے الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (حلبی کبیر: ۲۵۹، کتاب المسائل: ۲۷۸)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی، اللہ اکبر، کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی ازسرِ نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے قبل مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔
(حلبی کبیر: ۲۶۰، کتاب المسائل: ۲۷۹)

﴿۳۹۰﴾ وَیَصِحُّ الشُّرُوْعُ بِکُلِّ ذِکْرٍ خَالِصٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی. کَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِالْفَارْسِیَّۃِ اِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِیَّۃِ وَاِنْ قَدَرَ لَایَصِحُّ شُرُوْعُہٗ بِالْفَارْسِیَّۃِ.

ترجمہ: اور صحیح ہے (نماز) شروع کرنا ہر ایسے ذکر کے ساتھ جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو جیسے، سبحان اللّٰہ، اور فارسی میں اگر عاجز ہو عربی سے اور اگر قادر ہو تو صحیح نہیں ہے اس کا شروع کرنا فارسی میں۔

فارسی وغیرہ میں تکبیر کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص، اللّٰہ اکبر، کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے اور، اللّٰہ اکبر، کے علاوہ کسی اور ذکر جیسے، سبحان اللّٰہ، وغیرہ سے نماز شروع کرنا اگرچہ صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کیلئے جو عربی زبان کے بولنے اور اس کے ادا کرنے پر بالکل قادر نہ ہو مجبوراً فارسی زبان میں تکبیر کہنا درست ہے خواہ

امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو فرض نماز ہو یا نفل وغیرہ اور جو شخص عربی تلفظ پر قادر ہے تو فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ سے ابتداء کرنا صحیح نہیں ہے فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں کا بھی یہی حکم ہے۔

﴿۳۹۱﴾ وَلا قِرَاءَتُهٗ بِهَا فِي الاَصَحِّ.

ترجمہ: اور نہ اس کا قراءت کرنا فارسی میں اصح قول کے مطابق۔

عربی زبان کے علاوہ قرأت کرنا

نماز میں قراءت عربی کے علاوہ دوسری زبان میں فارسی ہو یا غیر فارسی قول صحیح کے مطابق جائز نہیں ہے امام صاحب کا قولِ اول جواز کا تھا مگر بعد میں انھوں نے رجوع فرمالیا تھا فتوی اسی قول پر ہے۔ (طحطاوی: ۱۵۳)

﴿۳۹۲﴾ ثُمَّ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ تَحْتَ سُرَّتِهٖ عَقِبَ التَّحْرِيْمَةِ بِلاَ مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا.

مستفتحاً یہ وضع کی ضمیر سے حال ہونیکی بنا پر منصوب ہے باب **استفعال** سے **استفتاحاً** مصدر ہے آغاز کرنا شروع کرنا یہاں پر مراد **سبحانك** الخ پڑھنا ہے۔

ترجمہ: پھر رکھے اپنے داھنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنی ناف کے نیچے تحریمہ کے بعد فوراً ہی دراں حالیکہ ثنا پڑھنے والا ہو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوتے ہی متصلاً بلا تاخیر دونوں ہاتھ اس ترکیب سے باندھے کہ داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے، و پھر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے جس کا بیان اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۳۹۳﴾ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَاۤاِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: اور وہ یہ ہے کہ کہے اے اللہ آپکی ذات پاک ہے اور میں آپکی تعریف بیان کرتا ہوں اور آپ کا نام برکت والا ہے آپکی بڑائی بہت ہی بلند ہے اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

تشریح: **سبحانك**، آپ پاک ہیں (سبحان حاصل مصدر ہے اور اس کی مفعول ضمیر حاضر کی طرف اضافت کی گئی ہے، **اللّٰهم**، اس کی اصل یا اللہ ہے اور یہ مستقل جملہ معترضہ ہے، **بحمدك**، آپکی ذات خوبیوں کے ساتھ متصف ہے، **تبارك اسمك**، آپ کا نام بڑا برکت والا ہے، **وتعالىٰ جدك**، اور آپ کا مرتبہ عالی ہے (**جدٌ** کے اصلی معنی ہیں نصیبہ مگر یہاں مرتبہ مراد ہے) **ولا اله غيرك**، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

فائدہ: تکبیر اور قراءت کے درمیان ذکر (ثناء) رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ پہلے سے موجود تمام مقتدی امام کے ساتھ

نماز شروع نہیں کر سکتے کچھ لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں پس اگر امام تکبیر کے ساتھ ہی قراءت شروع کر دے گا تو کچھ مقتدی سننے سے محروم رہیں گے اس لئے دعائے استفتاح رکھی گئی ہے۔

﴿۳۹۴﴾ وَيَسْتَفْتِحُ كُلُّ مُصَلٍّ.

ترجمہ اور، سبحانك اللّٰهم ، پڑھے ہر نماز پڑھنے والا۔

مقتدی ثنا پڑھے یا نہیں؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ہر نمازی اپنی نماز کو ثناء سے شروع کرے یعنی امام مقتدی منفرد سب کو، سبحانك اللّٰهم، پڑھنا چاہئے خواہ فرائض ہوں یا واجبات نوافل ہوں یا سنن نماز جہری ہو یا سرّی لیکن اگر کوئی شخص جماعت کھڑی ہونے کے بعد اس وقت نماز میں شامل ہوا جبکہ امام صاحب قراءت شروع کر چکے تھے تو اب وہ مقتدی ثنا نہ پڑھے خواہ نماز جہری ہو یا سری بلکہ اس وقت خاموش کھڑا رہے پھر رکوع میں جانے سے پہلے اگر اتنی جلدی ثنا پڑھ سکتا ہو کہ اس کا رکوع نہ چھوٹنے پائے تو اس وقت ثنا پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر ثنا پڑھنے کا بالکل موقع نہ ملا تو بھی نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔ (دینی مسائل اور ان کا حل: ۲۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۳۹۵﴾ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ سِرًّا لِلْقِرَاءَةِ فَيَأْتِيْ بِهِ الْمَسْبُوْقُ لَا الْمُقْتَدِيْ.

ترجمہ پھر اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم پڑھے آہستہ قرآن شریف پڑھنے کیلئے چناں چہ پڑھے اس کو مسبوق نہ کہ مقتدی۔

تشریح ثنا پڑھ لینے کے بعد قراءت کیلئے آہستہ سے اعوذ باللّٰه پڑھے لہٰذا جس کو قراءت کرنی ہے وہ تعوذ پڑھے گا جیسے امام اور منفرد اور مسبوق جبکہ اپنی باقی ماندہ رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد شروع کرے گا تو اولاً ثنا پڑھے پھر تعوذ پڑھے پھر آگے فرماتے ہیں کہ مقتدی تعوذ نہ پڑھے کیوں کہ اس کو قراءت نہیں کرنی ہے۔

للقراءة اس قید سے اس طرف اشارہ ہے کہ تعوذ کا تعلق قراءت کے ساتھ ہے ثناء کے ساتھ نہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۳۹۶﴾ وَيُؤَخِّرُ عَنْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ.

ترجمہ اور مؤخر کرے عیدین کی تکبیروں سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ تعوذ کو پہلی رکعت میں تکبیرات عیدین کے بعد پڑھے کیوں کہ تعوذ قراءت کیلئے ہے اور قراءت ہوگی تکبیرات زوائد کے بعد۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۴)

﴿۳۹۷﴾ ثُمَّ يُسَمِّي سِرًّا.

ترجمہ پھر بسم اللہ پڑھے آہستہ۔

تشریح تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بھی مسنون ہے، سراً کا مطلب یہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔

﴿۳۹۸﴾ وَيُسَمِّي فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الفَاتِحَةِ فَقَطْ.

ترجمہ اور بسم اللہ پڑھے ہر رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے۔

ابتداء سورت میں بسم اللہ کا حکم

امام اعظم اور امام محمدؒ کے نزدیک فاتحہ سے پہلے ہر رکعت میں بسم اللہ سراً پڑھنا سنت ہے اور سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھ نیکا کیا حکم ہے؟ شیخین (امام اعظم وامام ابو یوسف) سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں اور امام محمدؒ اس کو مستحسن کہتے ہیں۔ (تحفۃ الالمعی ج۱: ۵۷۹، شامی: ۱/ ۴۵۷)

﴿۳۹۹﴾ ثُمَّ قَرَأَ الفَاتِحَةَ.

ترجمہ پھر پڑھے سورۂ فاتحہ۔

تشریح بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کرے۔

﴿۴۰۰﴾ وَأَمَّنَ الإمَامُ وَالمَأمُومُ سِرًّا.

ترجمہ اور آمین کہے امام اور مقتدی آہستہ۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ جب امام، ولا الضالین، کہے تو امام اور سب مقتدی آہستہ آواز سے آمین کہیں باقی تفصیل مسئلہ ۳۴۶ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۴۰۱﴾ ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً أَوْ ثَلاثَ آيَاتٍ.

ترجمہ پھر پڑھے کوئی سورت یا تین آیتیں۔

تشریح سورۂ فاتحہ کے بعد کم از کم بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا یا جو سورت یاد ہو اسے پڑھنا واجب ہے اور یہ حکم فرض کی پچھلی رکعتوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت کے لئے ہے۔

اختیاری مطالعہ

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا

فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھی جائے اگر چہ کسی سورت کا جزء پڑھنا بھی بلا کراہت درست ہے اور نبی ﷺ سے ثابت ہے لیکن جز وسورت پڑھتے وقت بطور خاص مضمون آیات کی تکمیل کی رعایت کرنی چاہئے۔ (شامی زکریا ج ۲: ۲۶۱، ہندیہ: ۱/ ۷۸، کتاب المسائل: ۳۲۲)

﴿۴۰۲﴾ ثُمَّ كَبَّرَ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَاسَهُ بِعَجُزِهٖ آخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا اَصَابِعَهُ وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ.

مُسَوِّيًا اسم فاعل ہے تسوِیَۃ سے برابر کرنا عَجُز ہر چیز کا پچھلا حصہ سرین جمع اَعْجَاز.

ترجمہ پھر تکبیر کہے رکوع میں جاتے ہوئے اطمینان حاصل کرتے ہوئے دراں حالیکہ برابر کرنے والا ہو اپنے سر کو اپنی سرین کے پکڑتے ہوئے اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے دراں حالیکہ کشادہ رکھے اپنی انگلیوں کو اور تسبیح پڑھے رکوع میں تین بار اور یہ کم سے کم درجہ ہے۔

رکوع کی حالت

قراءت ختم ہونے کے فوراً بعد، اللہ اکبر، کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں اتنا جھکے کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھے نہ اتنا اوپر اٹھائے کہ کمر سے اوپر ہو جائے اور نہ اتنا نیچا کرے کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے پاؤں بالکل سیدھے رکھے دونوں پیر برابر رکھے انگلیاں قبلہ رخ رکھے اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح پکڑ لے رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھے انھیں رانوں پر نہ ٹیکے اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کرے عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے اور رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی اور عورت کیلئے رکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا مسنون ہے رکوع میں کم از کم تین مرتبہ **سبحان ربی العظیم** پڑھے، اور یہ کم سے کم مقدار ہے زیادہ کہنا بہتر ہے۔

اختیاری مطالعہ

تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

تکبیرات انتقالیہ کہنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ

تکبیرات شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۴)

﴿۴۰۳﴾ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهٗ وَاطْمَأَنَّ قَائِلًا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَوْ اِمَامًا اَوْ مُنْفَرِدًا وَالْمُقْتَدِیْ یَكْتَفِیْ بِالتَّحْمِیْدِ.

ترجمہ: پھر اٹھائے اپنے سر کو اور مطمئن ہو جائے سیدھا کھڑا ہو کر کہتے ہوئے، سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد، اگر امام ہو یا منفرد اور مقتدی اکتفاء کرے صرف، ربنا لك الحمد، پر

قومہ کی حالت

رکوع کے بعد، سمع الله لمن حمده، کہتے ہوئے بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے ذرا بھی نہ جھکا رہے اس کے بعد ربنا لك الحمد کہے قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھے قومہ میں جلدی بازی نہ کرے بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑا رہے کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہو جائیں بسا اوقات اس میں جلدی بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: تحمید چار طرح سے منقول ہے (۱) ربنا لك الحمد (۲) ربنا ولك الحمد (۳) اللّٰهم ربنا لك الحمد (۴) اللّٰهم ربنا ولك الحمد یہ سب سے افضل ہے اس سے کم (۳) پھر (۲) پھر (۱)

(مراقی الفلاح: ۱۵۴)

﴿۴۰۴﴾ ثُمَّ كَبَّرَ خَارًّا لِلسُّجُوْدِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَیْهِ ثُم یَدَیْهِ ثُمَّ وَجْهَهٗ بَیْنَ كَفَّیْهِ وَسَجَدَ بِاَنْفِهٖ وَجَبْهَتِهٖ مُطْمَئِنًّا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَجَافٰی بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَیْهِ وَعَضُدَیْهِ عَنْ اِبطَیْهِ فِیْ غَیْرِ زَحْمَةٍ مُوَجِّهًا اَصَابِعَ یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرْأَةُ تَخْفِضُ وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخْذَیْهَا.

خَارًّا اسم فاعل ہے خُرُوْرٌ سے باب (ن، ض) نیچے گرنا، زمین پر گرنا، سجدہ میں گرنا۔ کہا جاتا ہے خَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑا۔ جافٰی فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مُجافاۃ مصدر ہے علیحدہ رکھنا۔ فخذیه یہ تثنیہ ہے فَخِذٌ کا جمع اَفْخَاذٌ. عَضُدَیه یہ تثنیہ ہے عَضُدٌ کا، بازو، بانھ، کہنی سے مونڈھے تک کا حصہ جمع اَعْضَادٌ اَعْضُدٌ. ابطیه یہ اِبِطِ کا تثنیہ ہے بغل جمع آباط. تلزق فعل مضارع معروف باب (س) لُزُوقًا چمٹانا۔

ترجمہ: پھر، الله اكبر، کہے سجدہ کی طرف جھکتا ہوا پھر رکھے اپنے گھٹنوں کو پھر اپنے ہاتھوں کو پھر اپنے چہرہ کو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور سجدہ کرے اپنی ناک اور پیشانی کے ساتھ اطمینان سے تسبیح کہتا ہوا تین مرتبہ اور یہ کم

سے کم مقدار ہے اور جدا رکھے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور اپنے بازوؤں کو اپنی بغلوں سے جبکہ بھیڑ نہ ہو دراں حالیکہ متوجہ کیے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب اور عورت پست ہو جائے اور چمٹا لے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے۔

سجدہ میں جانے کا طریقہ

اس عبارت میں سجدہ میں جانیکا طریقہ اور سجدہ کی حالت کا بیان ہے چناں چہ فرمایا کہ قومہ کے بعد، **اللّٰہ اکبر**، کہتا ہوا سجدہ میں جائے جسکا طریقہ یہ ہے کہ اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھے اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھے اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دے سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ،**سبحان ربی الا علیٰ**، پڑھنا مسنون ہے اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائے اس کے بعد مصنفؒ نے سجدہ کی حالت کو بیان کیا ہے سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل رہنے چاہئیں مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں آپس میں نہ ملائیں اور مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے عورتیں زمین سے بالکل چمٹ کر سجدہ کریں نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ سے الگ کریں بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رکھیں۔

﴿۴۰۵﴾ وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ مُطْمَئِنًّا.

ترجمہ: اور بیٹھے دونوں سجدوں کے درمیان اس حال میں کہ رکھے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر اطمینان سے۔

جلسہ کا طریقہ

اس عبارت میں دونوں سجدوں کے درمیان کی کیفیت کو بیان کیا ہے چناں چہ ،**اللّٰہ اکبر**، کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے اور اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ہتھیلیاں اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دو زانو بیٹھ جائیں جبکہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر لیں بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں جب کہ اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔

﴿۴۰۶﴾ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مُطْمَئِنًّا وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَجَافٰى بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَيْهِ وَاَبْدٰى عَضُدَيْهِ.

ابدیٰ فعل ماضی معروف اِبداءٌ مصدر ہے باب افعال سے ظاہر کرنا۔

ترجمہ: پھر تکبیر کہے اور اطمینان سے سجدہ میں جائے اور تسبیح پڑھے اس میں تین مرتبہ اور الگ رکھے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور ظاہر کرے اپنے بازوؤں کو (باہر کو نکال لے)

تشریح: دونوں سجدوں کے درمیان کم از کم ایک مرتبہ ،سبحان اللّٰہ، کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد ،اللّٰہ اکبر، کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلا جائے اور سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اس کے بعد ناک اور پیشانی اور سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں مذکور ہو چکی۔

﴿۴۰۷﴾ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهٗ مُكَبِّرًا لِلنُّهُوْضِ بِلَا اِعْتِمَادٍ عَلَى الْاَرْضِ بِيَدَيْهِ وَبِلَا قُعُوْدٍ.

ترجمہ: پھر اٹھائے اپنے سر کو تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہونے کیلئے بغیر ٹیک لگائے زمین پر اپنے ہاتھوں سے اور بغیر بیٹھے۔

سجدے سے قیام کی طرف

اس عبارت میں سجدہ سے قیام کی طرف کی حالت کا بیان ہے۔

جب سجدہ سے قیام کی طرف جائے تو اولاً پیشانی پھر ناک اس کے بعد ہتھیلیاں اور پھر گھٹنے اٹھائے اور اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھے اور بلا عذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں البتہ اگر کوئی عذر ہو تو سہارے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح سجدہ کرنے کے بعد بغیر بیٹھے سیدھا کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر کسی آدمی کیلئے بڑھاپے کیوجہ سے یا موٹاپے کیوجہ سے یا دیگر اعذار کیوجہ سے پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے اگلی رکعت کیلئے سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو تو پہلے بیٹھ جائے پھر سستا کر کھڑا ہو یہی جلسہ استراحت ہے مگر تندرست کو سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔ (مراقی الفلاح:۱۵۴)

﴿۴۰۸﴾ وَالرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْاُوْلٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا يُثْنِيْ وَلَا يَتَعَوَّذُ.

ترجمہ: اور دوسری رکعت پہلی ہی رکعت کی طرح ہے مگر یہ کہ نہ ثنا پڑھے گا اور نہ تعوذ۔

تشریح: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ دوسری رکعت بالکل اسی طرح پڑھی جائے گی جس طرح پہلی رکعت پڑھی گئی ہے البتہ رکعت ثانیہ میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھی جائے گی بلکہ کھڑے ہونے کے بعد اوّلاً ،بسم اللّٰہ، پڑھے اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قراءت کرے بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔

﴿۴۰۹﴾ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيْرِ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ

وَتَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَحِيْنَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِيْنَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ وَبَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ الْاُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَعِنْدَ التَّسْبِيْحِ عَقِبَ الصَّلٰوَاتِ.

ترجمہ اور مسنون نہیں ہے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مگر ہر نماز کی ابتداء کے وقت اور قنوت کی تکبیر کے وقت وتر میں اور تکبیرات زوائد کے وقت عیدین میں اور جس وقت دیکھے خانہ کعبہ اور حجر اسود کے استلام کے وقت صفا اور مروہ پر کھڑا ہونے کے وقت وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے وقت اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد اور نمازوں کے بعد تسبیح کے وقت۔ (تسبیح سے فارغ ہونے کے بعد دعا کے وقت)

رفع یدین کب کرے؟

چند مواقع ایسے ہیں کہ جہاں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) وتر کی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے (۳) عیدین کی تکبیرات زوائد میں (۴) مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو اور جب بیت اللہ نظر آئے تو ہاتھوں کو اٹھا کر ،اللہ اکبر، کہے (۵) مسجد حرام میں داخل ہونے والے کا سب سے پہلا کام طواف ہے اور طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرے حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر باقاعدہ سینہ اور چہرہ حجر اسود کی طرف کر کے نماز میں تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے (۶) طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر سعی بین الصفا والمروہ کرے اور ،اللہ اکبر، کہہ کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر سعی شروع کرے اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ سے دعا کے ذریعہ اپنی مرادیں مانگے اور تکبیر وتہلیل پڑھے (۷) وقوف عرفہ اور مزدلفہ کے دوران قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ،اللہ اکبر، کہے (۸) منیٰ میں پہلے اور دوسرے کھمبے کے پاس رمی کے بعد توقف کر کے اللہ کی تعریف بیان کرے اور ہاتھوں کو اٹھا کر ،اللہ اکبر، کہے (۹) نمازوں کے بعد دعا کرتے وقت بھی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں اولاً تسبیحات پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے پھر سنتیں وغیرہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۵)

﴿۴۱۰﴾ وَاِذَا فَرَغَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَتَيِ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنَاهُ وَوَجَّهَ اَصَابِعَهَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَبَسَطَ اَصَابِعَهُ وَالْمَرْاَةُ تَتَوَرَّكُ.

افترش فَرَشَ يَفْرُشُ (ن ض) فَرْشًا وفِرَاشًا بچھانا اور مزید میں باب افتعال سے ہے۔ تتورك فعل

مضارع معروف واحد مؤنث غائب باب تفعل سے سرین پر سہارا لینا اور مجرد میں باب (ض) سے مستعمل ہے، وَرْكٌ جمع أوراك سرین۔

ترجمہ: اور جب فارغ ہو جائے مرد دوسری رکعت کے سجدوں سے تو بچھا لے اپنے بائیں پیر کو اور بیٹھ جائے اس پر اور کھڑا رکھے اپنا دایاں پیر اور متوجہ کرے اپنی انگلیوں کو قبلہ کی جانب اور رکھے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر اور پھیلا لے اپنی انگلیوں کو اور عورت تورک کرے۔ (سرین کے بل سہارا لے)

تشریح: دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانو بیٹھ جائے جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ (مسئلہ ۴۰۵ میں) لکھا گیا ہے اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھے۔

﴿۴۱۱﴾ وَقَرَأَ تَشَهُّدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ.

ترجمہ: اور پڑھے ابن مسعودؓ کے تشہد کو اور اشارہ کرے شہادت کی انگلی سے کلمۂ شہادت میں اٹھائے اس کو نفی کے وقت اور رکھے اس کو اثبات کے وقت۔

تشریح: احادیث شریفہ میں تشہد کے الفاظ مختلف طریقوں سے ثابت ہیں ان میں تین قسم کے تشہد زیادہ معروف و مشہور ہیں آگے عبارت میں جو تشہد آرہا ہے وہ تشہد ابن مسعودؓ کا ہے حضرات حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک یہی سب سے افضل و اولیٰ ہے باقی عبارت کی تشریح (مسئلہ ۳۶۸) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۴۱۲﴾ وَلَايَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ.

ترجمہ: اور زیادہ نہ کرے تشہد پر پہلے قعدہ میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے بالکل تاخیر نہ کرے اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور ،علیٰ محمد، تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا راجح قول یہی ہے (شامی مصری: ج۱ ص ۶۹۴)

﴿۴۱۳﴾ وَهُوَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: اور تشہد یہ ہے کہ تمام قولی عبادتیں تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں سلام ہو

آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشریح: **التحیات:** ادب و تعظیم اور اظہار نیاز مندی کے تمام کلمات اللہ کے لئے ہیں، **تحیات، تحیة** کی جمع ہے جس کے معنیٰ بندوں کے تعلق سے سلام کے ہیں اور اللہ کے تعلق سے نماز پڑھ کر اللہ کے لئے نیاز مندی کا اقرار کرنے کے ہیں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو اسی سے ماخوذ ہے اور یہاں تمام قولی عبادتیں مراد ہیں۔

الصلوات: نمازیں اللہ کے لئے ہیں مراد تمام فعلی عبادتیں ہیں۔

الطیبات: یعنی پاکیزہ چیزیں یعنی تمام صدقات اللہ کے لئے ہیں مراد تمام مالی عبادتیں یعنی بندہ تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں اور نذرانے اللہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

السلام علیک: آپ پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں حضرت ابن مسعودؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد، السلام علیك، کے بجائے السلام علی النبی کہنے لگے تھے مگر جمہور امت نے اس تبدیلی کو قبول نہیں کیا کیوں کہ یہ جملے شب معراج کی یادگار ہیں اور یہ جملے پڑھے جاتے ہیں کہے نہیں جاتے جیسے، **قل ھو اللہ** احد، میں قل، کے ساتھ پڑھا جاتا ہے کہا نہیں جاتا ورنہ قل کی ضرورت نہیں تھی۔

السلام علینا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ اس کلمہ کو کہتا ہے تو آسمان و زمین میں موجود تمام نیک بندوں تک اللہ کا سلام پہنچ جاتا ہے۔

اشھد: ایمان کی تجدید کے طور پر بندہ ہر نماز میں یہ گواہی دیتا ہے۔

لطیفۂ التحیات: تشہد شب معراج کا مکالمہ ہے جب واقعۂ معراج میں حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی حمد وثنا ان مخصوص الفاظ میں کی، **التحیات للہ والصلوات والطیبات،** تو اللہ کی جانب سے جواب ملا، السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ مجھ پر تو سلام آیا مگر میری امت محروم رہی اور آپ تو کسی موقع پر بھی اپنی امت کو نہ بھولتے تھے اس لئے آپ نے عرض کیا، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، مطلب یہ تھا کہ اے اللہ آپکی جانب سے سلامتی صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ تیرے دوسرے نیک بندوں پر بھی ہونی چاہئے یہ سارا منظر جبرئیل امین دیکھ رہے تھے تو اس پر انھوں نے فوراً شہادتین پڑھا۔ (الدر المنضود شرح سنن ابی داؤد ۲/۳۶۰)

﴿۴۱۴﴾ وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ.

ترجمہ: اور پڑھے فاتحہ پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں۔

تشریح: تفصیل مسئلہ ۳۷۲ میں گزر چکی ہے۔

﴿۴۱۵﴾ ثُمَّ جَلَسَ وَقَرَأَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَا بِمَا يُشْبِهُ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ.

ترجمہ: پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے پھر درود شریف پڑھے نبی ﷺ پر پھر دعاء پڑھے ایسی جو مشابہ ہو قرآن اور سنت کے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ چار رکعت مکمل کرنے کے بعد قعدۂ اخیرہ کیلئے بیٹھ جائے اور، **التحیات**، پڑھے پھر درود ابراہیمی اور اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھے۔

﴿۴۱۶﴾ ثُمَّ يُسَلِّمُ يَمِينًا وَيَسَارًا فَيَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ نَاوِيًا مَنْ مَعَهُ كَمَا تَقَدَّمَ.

ترجمہ: پھر سلام پھیرے دائیں اور بائیں طرف چناں چہ کہے، **السلام علیکم ورحمة الله**، اس حال میں کہ نیت کرنے والا ہو ان کی جو اس کے ساتھ ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

تشریح: نماز کے اختتام پر اولا دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے، **السلام علیکم ورحمة الله**، کہے اور سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک ملائکہ اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کرے مزید تفصیل **فصل فی سننها:** کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الإِمَامَةِ (امامت کا بیان)

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دار و مدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے اس لئے شریعت میں امام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھے اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت ودیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب وشرائط ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملیگا اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب: ۱/۱۸۴) اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں مسائل امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقویٰ امانت ودیانت اور حسن اخلاق کا التزام کریں کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی عزت میں امت کی عزت ہے اور انکی رسوائی میں پوری قوم کی رسوائی ہے۔

﴿۴۱۷﴾ هِيَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ.

ترجمہ: امامت افضل ہے اذان سے۔

امامت کا مقام

حنفیہ کے نزدیک امامت کرنا اذان دینے سے افضل ہے کیوں کہ حضور ﷺ نے خود پابندی سے امامت فرمائی ہے اور آپ کے بعد چاروں خلفاء نے امامت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۶)

﴿۴۱۸﴾ وَالصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْاَحْرَارِ بِلَاعُذْرٍ.

احرار حُرٌّ کی جمع ہے آزاد۔

ترجمہ: اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت ہے آزاد مردوں کیلئے کسی عذر کے نہ ہوتے ہوئے۔

جماعت کی اہمیت

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے اسی لئے اس کی بہت سی عبادات اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں انھیں میں سے نماز باجماعت بھی ہے جوامت کے آزاد مردوں پر سنت مؤکدہ یعنی واجب کے قریب ہے احادیث شریفہ میں نماز باجماعت کی نہایت تاکید اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا باجماعت نماز اکیلے کی نماز کے مقابلہ میں ۲۷/گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (بخاری: ج۱ ص ۸۹)

اسی طرح ترک جماعت پر وعید ہے آپ ﷺ نے فرمایا لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوادوں گا۔ (الترغیب والترھیب ۱/۱۷)

لہٰذا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ وہ مساجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اس بارے میں قطعاً سستی اور غفلت سے کام نہ لے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نماز باجماعت کی تاکید اس وقت ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر عذر ہو تو پھر جماعت کی نماز ترک کرنیکی شرعاً گنجائش ہے۔

﴿۴۱۹﴾ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْاَصِحَّاءِ سِتَّةُ اَشْيَاءَ اَلْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْاَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَاْفَاْةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللَّثْغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسِتْرِ عَوْرَةٍ.

الاصحاء صحیح کی جمع ہے جیسا کہ احباء حبیب کی جمع ہے۔ **رعاف** جس کو دائمی نکسیر کی بیماری ہو یا ریح نکلنے کی بیماری ہو یا کسی کو پیشاب ٹپکنے کی بیماری ہو تو ان کی امامت درست نہ ہوگی **الفافأة** فاء کا زبان سے زیادہ نکلنا یعنی وہ شخص جو صحیح کلام پر بہت مشکل سے قادر ہو اوّلاً اسکی زبان سے فاء ہی نکلے پھر صحیح کلام کرے ایسے شخص کی بھی امامت درست نہ

ہوگی **التمتمة** ایسے طریقہ سے کلام کرنا کہ اس میں، ت، اور، م، زیادہ نکلے یا اوپر کے تالو سے آواز زیادہ نکلے کلام ایسی جلدی کرنا کہ سمجھ میں نہ آئے **اللثغ** سین کے بجائے ثاء راء کے بجائے، غین، کا زبان سے نکلنا ایسا شخص بھی دوسرے کا امام نہیں بن سکتا **وفقد شرط** اور شرائط نماز میں سے کسی شرط کا نہ ہونا مثلاً طہارت اور ستر ڈھانکنا یعنی امامت کی شرائط میں سے (۶) میں جو شرط بیان فرمائی کہ اعذار سے محفوظ ہو تو ان اعذار میں سے جس طرح نکسیر وغیرہ کو بیان کیا ہے اسی طرح اعذار میں سے یہ بھی عذر ہے کہ پاک نہ ہونا یا بقدر ستر کسی چیز کا نہ ہونا چناں چہ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر ہوگا تو بھی ایسے شخص کی امامت درست نہ ہوگی۔

ترجمہ اور امامت کے صحیح ہونیکی شرطیں تندرست مردوں کیلئے چھ چیزیں ہیں مسلمان ہونا بالغ ہونا عقل مند ہونا مرد ہونا، قراءت پر قادر ہونا اعذار سے محفوظ ہونا جیسے نکسیر، فاء فاء کا ہونا تمتمہ کا ہونا لثغ کا ہونا اور نماز کی شرط کا نہ ہونا جیسے پاکی اور ستر چھپانا (کہ یہ بھی عذر ہیں)

امامت کی شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کیلئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں، (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قراءت پر قادر ہونا (۶) عذر جیسے نکسیر ہکلا پن وغیرہ سے محفوظ ہونا یہاں بلوغ کی قید سے نابالغ نکل گیا کیوں کہ نابالغ کی نماز نفل ہے اور نفل پڑھنے والا فرائض نہیں پڑھا سکتا اور، عقل، کی قید سے غیر عاقل نکل گیا کیونکہ مجنون اور دیوانہ کی امامت درست نہیں ہے مردوں کی قید سے عورتوں اور نابالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کیلئے مرد ہونا شرط نہیں اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرسکتا ہے ان میں بلوغ کی شرط نہیں اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیش نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے عذر کی سلامتی وہاں مشروط نہیں ہے البتہ اتنا ضرور خیال رہے کہ امام بنسبت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو ان سے کمتر حال میں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۶-۱۵۷، شامی بیروت: ۲/۲۴۲، کتاب المسائل: ۳۷۷)

﴿۴۲۰﴾ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِي الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيْمَتِهٖ.

ترجمہ اور اقتداء کے صحیح ہونیکی شرطیں چودہ چیزیں ہیں مقتدی کا نیت کرنا امام کی اقتداء کی اس حال میں کہ اس کی تکبیر تحریمہ سے ملی ہوئی ہو۔

اقتداء کی شرائط

کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کیلئے چودہ شرائط ملحوظ رہنی ضروری ہیں (۱) جماعت میں شامل ہونے والے

مقتدی کیلئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے اول یہ کہ متعین کرلے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نیت اور تکبیر تحریمہ ملی ہوئی ہو درمیان میں کسی فعل اجنبی کا فاصلہ نہ ہو مثلاً مقتدی نے اقتداء کی نیت کی پھر باتوں میں مشغول ہوگیا تو اب مقتدی کو از سر نو نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ نیت اول فاسد ہوچکی۔ (شامی بیروت: ۲/۲۴۱)

﴿۴۲۱﴾ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الإِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اِقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهٖ.

ترجمہ: اور مرد کا نیت کرنا امامت کی شرط ہے اس کے پیچھے عورتوں کی اقتداء کے صحیح ہونے کیلئے۔

امامت کی نیت

(۲) جماعت کی نماز میں امام کے امام بننے کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز کے ساتھ اپنے امام ہونے کی بھی نیت کرے بلکہ امامت کی نیت کے بغیر بھی مقتدیوں کیلئے اس کی اقتداء کرنا درست ہوجائے گا تاہم امام کو امامت کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ امامت کی نیت کرے (غمز عیون البصائر: ۱/۴۴) عام نمازوں میں (جن میں مجمع زیادہ نہیں ہوتا) عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت اسی وقت درست ہوگی جبکہ امام عموماً یا خصوصاً ان کی اقتداء کی بھی نیت کرے اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو مقتدیہ عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی البتہ جمعہ وعیدین یا جہاں مجمع کثیر ہو مثلاً حرمین شریفین میں امام کی نیت کے بغیر بھی عورتوں کی اقتداء درست ہے (لیکن عورتوں کیلئے جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں ہی تنہا نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے)

(حلبی کبیر: ۱/۲۵۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۸، کتاب المسائل: ۲/۲۷۲ تا ۲۷۳)

﴿۴۲۲﴾ وَتَقَدُّمُ الإِمَامِ بِعَقِبِهٖ عَنِ الْمَأْمُوْمِ.

عَقَبٌ عَقِبٌ ایڑی جمع أعقاب.

ترجمہ: اور امام کا آگے ہونا اپنی ایڑی بھر مقتدی سے۔

اقتداء کی مابقیہ شرائط

(۳) اقتداء کے درست ہونے کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ امام کے پیر کی ایڑی مقتدی کے پیر کی ایڑی سے آگے ہو اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہوگی تو مقتدی کی اقتداء درست نہ ہوگی ہاں اگر ایڑی پیچھے ہو مگر قد وقامت میں زیادتی کیوجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہوجائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۸)

﴿۴۲۳﴾ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ اَدْنٰى حَالًا مِنَ الْمَامُوْمِ.

ترجمہ: اور یہ کہ نہ ہو ادنیٰ حالت کے اعتبار سے بنسبت مقتدی کے۔

تشریح: (۴) ارکان کی ادائیگی میں امام مقتدیوں سے کمتر حال میں نہ ہو بلکہ یا تو اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں مثلاً امام نفل پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرض پڑھتے ہوں تو اقتداء درست نہ ہوگی ہاں رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر قادر امام کی اقتداء کرنا درست ہے اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے یعنی مقتدی شرائط مثلاً، ستر، طہارت، وغیرہ میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہئے۔
(درمختار مع الشامی: ۲/۲۴۲)

﴿۴۲۴﴾ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاِمَامُ مُصَلِّيًا فَرْضًا غَيْرَ فَرْضِهٖ.

فرضہ ضمیر کا مرجع الماموم ہے۔

ترجمہ: اور یہ کہ نہ ہو امام پڑھنے والا ایسا فرض جو مقتدی کے فرض کے علاوہ ہو۔

تشریح: (۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی نماز ایک ہو یہ نہ ہو کہ امام پڑھ رہا ہے ظہر کی نماز اور مقتدی نیت کرلے عصر کی۔

﴿۴۲۵﴾ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاِمَامُ مُقِيْمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِيْ رُبَاعِيَّةٍ وَلَا مَسْبُوْقًا.

ترجمہ: اور یہ کہ نہ ہو مقیم امام کسی مسافر کا وقت گزر جانے کے بعد چار رکعت والی نماز میں اور نہ ہی مسبوق ہو امام۔

تشریح: (۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز میں وقت گذر جانے کے بعد (قضاء میں) کسی مسافر کا امام مقیم نہ ہونا چاہئے مثلاً ایک شخص مسافر ہے اور اس کی نماز ظہر قضاء ہوگئی ہے تو اس کی اقتداء ایسے امام کے پیچھے جو کہ مقیم ہو درست نہیں البتہ اگر کوئی مسافر ہی اسی نماز میں امام بن جائے تو نماز درست ہوجائے گی۔

بعد وقت: اس قید کا اضافہ اس وجہ سے کیا گیا کہ وقتیہ نماز میں اگر کوئی مسافر کسی مقیم کی امامت کرے یا مقیم کی اقتداء میں مسافر وقتیہ نماز پڑھے، تو درست ہے۔

ولا مسبوقا مسبوق وہ شخص ہے جو امام کے ساتھ ایک دو رکعت ہوجانے کے بعد آکر ملا ہو اب اگر وہ امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز ادا کررہا ہے تو اس وقت کوئی مسافر اس کا مقتدی چھوٹی ہوئی نماز میں نہیں بن سکتا۔

﴿۴۲۶﴾ وَاَنْ لَّا يَفْصِلَ بَيْنَ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ صَفٌّ مِنَ النِّسَاءِ.

ترجمہ: اور یہ کہ فاصلہ نہ ہو امام اور مقتدی کے درمیان عورتوں کی صف کا۔

تشریح: (۷) ساتویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدیوں کے مابین عورتوں کی صف حائل نہ ہو ورنہ مردوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

﴿۴۲۷﴾ وَاَنْ لَّایَفْصِلَ نَهْرٌ يَمُرُّ فِيْهِ الزَّوْرَقُ.

زورق ایک قسم کی چھوٹی کشتی کا نام ہے۔

ترجمہ: اور یہ کہ فاصل نہ ہو کوئی ایسی نہر کہ گذر سکے اس میں چھوٹی کشتی۔

تشریح: (۸) آٹھویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان کسی ایسی نہر کا فاصلہ نہ ہو کہ جس میں چھوٹی کشتی گذر سکے اگر ایسا ہوگا تو اقتداء درست نہ ہوگی لیکن اگر درمیان میں حوض ہے تو اقتداء درست ہے یعنی اگر امام کے پیچھے مقتدی اس طور پر ہوں کہ مقتدیوں کے وسط میں حوض ہو اور مقتدی چاروں طرف سے کھڑے ہوں اس طرح امام سے منسلک ہوں تو اقتداء درست ہے جیسے سہارنپور اور دیوبند کی جامع مسجد ہے کہ درمیان میں حوض ہے اور مقتدی اس حوض کے چاروں طرف امام تک متصلاً کھڑے ہوتے ہیں۔

نوٹ: شیخ نورالایضاح نے چھوٹی نہر اور بڑی نہر کے درمیان اس طرح فرق کیا ہے کہ اگر نہر ایسی ہے کہ جس میں چھوٹی سی کشتی بھی گذر سکے تو وہ بڑی نہر کے درجہ میں ہے اور اس کے درمیان میں حائل ہونے سے اقتداء درست نہ ہوگی اور اگر نہر ایسی ہے کہ جس میں کشتی نہ گذر سکے تو وہ چھوٹی نہر ہے وہ اقتداء سے مانع نہیں ہے۔ (طحطاوی:۱۵۹)

﴿۴۲۸﴾ وَلَا طَرِيْقٌ تَمُرُّ فِيْهِ الْعَجَلَةُ.

طریق راستہ جمع طُرُق یہاں پر مراد آرپار راستہ ہے۔ **عَجَلَۃ** بیل گاڑی جمع عَجَلَاتٌ.

ترجمہ: اور نہ ہو ایسا کوئی راستہ کہ گزر سکے اس میں گاڑی۔

تشریح: (۹) اقتداء کی صحت کیلئے نویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی ایسا آرپار راستہ نہ ہو کہ جس راستہ میں بیل گاڑی گزر سکے چناں چہ اگر اتنا فاصلہ ہوگا تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

﴿۴۲۹﴾ وَلَا حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِاِنْتِقَالَاتِ الْاِمَامِ فَاِنْ لَّمْ يَشْتَبِهْ لِسَمَاعٍ اَوْ رُؤْيَةٍ صَحَّ الْاِقْتِدَاءُ فِي الصَّحِيْحِ.

انتقالات اس کا واحد انتقالۃ ہے منتقل ہونا۔

ترجمہ: اور نہ ہو ایسی کوئی دیوار کہ مشتبہ ہو جائے اس کے ہوتے ہوئے علم امام کی نقل وحرکات کا پس اگر مشتبہ نہ ہو آواز سننے یا دیکھنے کی وجہ سے تو درست ہے اقتداء صحیح قول میں۔

تشریح (۱۰) دسویں شرط یہ ہے کہ مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہونا کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع یا سجدہ میں ہے محض اٹکل سے کام نہ چلے گا اس وجہ سے امام اور مقتدی کے درمیان ایسی دیوار حائل نہ ہو کہ جس کی وجہ سے مقتدی امام کی حالت قیام یا قعود رکوع یا سجود سے بے خبر ہوں چناں چہ اگر امام کی نقل وحرکات کا علم آواز کے آنے کیوجہ سے یا دکھلائی دینے کیوجہ سے ہورہا ہو تو اقتداء صحیح ہے۔

﴿۴۳۰﴾ وَاَنْ لَا یکونَ الامامُ رَاکِبًا وَالْمُقْتَدِیْ رَاجِلًا اَوْ رَاکِبًا غَیْرَ دَابَّةِ اِمَامِهٖ.

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو امام سوار اور مقتدی پیدل یا مقتدی سوار اپنے امام کی سواری کے علاوہ۔

تشریح (۱۱) اقتداء کے صحیح ہونے کیلئے ایک شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی جگہ حقیقۃً یا حکماً متحد ہو چناں چہ اگر امام سوار ہے اور مقتدی پیدل ہے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔ (۱۲) یا امام بھی سوار ہے اور مقتدی بھی لیکن مقتدی اپنے امام کے علاوہ دوسری سواری پر سوار ہے تو بھی اقتداء درست نہ ہوگی البتہ اگر دونوں ایک ہی سواری پر ہوں تو اقتداء درست ہے، لاتحاد المکان. (مراقی الفلاح:۱۶۰)

﴿۴۳۱﴾ وَاَن لایکونَ فِی سَفِینَةٍ وَالْاِمَامُ فِی اُخریٰ غَیْرِ مُقْتَرِنَةٍ بِهَا.

مقترنۃ اسم فاعل مؤنث ہے، باب افتعال اقترانا مصدر ہے مل جانا، ساتھ ہو جانا، بھا ضمیر کا مرجع، سفینۃ ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو مقتدی ایک کشتی میں اور امام دوسری میں کہ جو اس سے ملی ہوئی نہ ہو۔

تشریح تیرھویں شرط یہ ہے کہ امام ایک کشتی میں اور مقتدی دوسری کشتی میں نہ ہو اگر الگ الگ کشتی میں ہوں گے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

غیر مقترنۃ: اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کی کشتی اگر امام کی کشتی کے ساتھ ملی ہوئی ہے تو اقتداء درست ہو جائے گی اور اگر ملی ہوئی نہ ہو تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

﴿۴۳۲﴾ وَاَن لا یَعْلَمَ المقتدِی مِن حالِ اِمَامِهٖ مُفْسِدًا فِی زَعْمِ المَامُوْمِ کَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ قَیْءٍ لَمْ یُعِد بَعْدَہ وُضُوءَہٗ.

ترجمہ اور یہ کہ نہ جانتا ہو مقتدی اپنے امام کی حالت سے کوئی ایسی چیز جو نماز کو فاسد کردینے والی ہو مقتدی کے خیال میں جیسے خون کا نکلنا یا قے کا ہونا کہ نہ لوٹایا ہو اس کے بعد (امام نے) اپنا وضو۔

تشریح چودھویں شرط یہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کی کسی ایسی حالت سے واقف نہ ہو جو اس کے خیال میں نماز کو فاسد کردینے والی ہے مثلاً بدن سے خون کا نکلنا یا قے ہونا یعنی امام کے بدن سے خون نکلا یا قے ہوئی مگر اس نے وضو کا اعادہ نہیں کیا اور مقتدی کو معلوم ہو گیا تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

مثال: مقتدی حنفی المسلک ہے اور امام غیر حنفی ہے کہ اس کے نزدیک خون نکلنا اور قے کا ہونا ناقض وضو نہیں ہے اب مقتدی نے دیکھا کہ امام کو قے ہوئی تھی یا بدن سے خون نکل کر بہہ گیا تھا اور پھر اس کے سامنے ہی موجود تھا دوبارہ وضو نہیں کیا تھا کہ نماز پڑھانی شروع کر دی تو ایسی صورت میں اس حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی لیکن اگر وہ اتنی دیر تک غائب ہو گیا تھا کہ جتنی دیر میں وضو کیا جا سکتا ہے پھر آ کر نماز پڑھائی تو اس صورت میں اقتداء درست ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۶۰)

﴿۴۳۳﴾ وَصَحَّ اِقْتِدَاءُ مُتَوَضِّیءٍ بِمُتَیَمِّمٍ.

ترجمہ اور صحیح ہے وضو کرنے والے کی اقتداء تیمم کرنے والے کے پیچھے۔

متیمم کی اقتداء

امام تیمم کر کے نماز پڑھائے اور مقتدی وضو کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھے تو اقتداء صحیح ہے یہ مذہب امام ابوحنیفہ وامام ابویوسفؒ کا ہے امام محمدؒ کے نزدیک اقتداء صحیح نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۶۱)

﴿۴۳۴﴾ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ.

ماسح اسم فاعل ہے باب فتح سے مسحًا مصدر ہے بھیگے ہوئے ہاتھ کو اس جگہ پر پھیرنا جہاں پر پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں ماسح سے مراد عام ہے خواہ موزے پر مسح کرنے والا ہو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی پر جو لکڑی باندھی جاتی ہے یا پلاستر چڑھایا جاتا ہے اس پر مسح کرنے والا ہو یا کسی زخم پر جو پٹی باندھی جائے اس پر مسح کرنے والا ہو (اور وہ زخم ایسا ہو کہ جس سے خون نہ بہتا ہو اور اگر بہہ جائے تو اب وہ شخص معذور ہے، اس کا حکم دوسرا ہے) سب کا حکم یکساں ہیں۔
(مراقی الفلاح: ۱۶۱)

ترجمہ اور پیروں کو دھونے والے کا موزوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے۔ (اقتداء کر سکتا ہے)

مسح کرنے والے کی اقتداء

پاؤں دھونے والا موزوں پر مسح کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے کیوں کہ موزہ پیروں تک حدث کو پہنچنے نہیں دیتا اس لئے حدث سے پاؤں کی پاکی ختم نہ ہوگی اور موزوں پر جو کچھ حدث کا اثر ہوا اس کو مسح نے ختم کر دیا لہٰذا موزے والے کی پاکی پاؤں دھونے والے کی طرح باقی ہے۔

﴿۴۳۵﴾ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِاَحْدَبَ.

اَحدب ابھری ہوئی ٹیڑھی کمر والا ہونا، کبڑا حَدِبَ یَحْدَبُ حَدَبًا باب سمع سے، کبڑا ہونا، ٹیڑھا ہونا، جھکا ہوا ہونا۔

ترجمہ اور کھڑے ہونے والے کا بیٹھنے والے اور کبڑے کے پیچھے۔

بیٹھنے والے کی اقتداء

فرماتے ہیں، کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے امام محمدؒ کے نزدیک اس کی اجازت نہیں ہے قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیوں کہ مقتدی کی حالت امام کی حالت سے قوی ہے لیکن جمہور علماء نے اس قیاس کو اس نص صریح کی وجہ سے ترک کر دیا جو بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری نماز بیٹھ کر پڑھائی اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کی۔

اسی طرح کبڑا شخص یعنی جسکی قدرتی حالت رکوع کی کیفیت تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۶۱)

﴿۴۳۶﴾ وَمُوْمٍ بِمِثْلِهٖ.

ترجمہ اور اشارہ کرنے والے کا اپنے جیسے کے پیچھے۔

اشارہ کرنے والے کی اقتداء

اشارہ کرنے والا اپنے جیسے اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں دونوں کی حالت برابر ہے اور صحت اقتداء کیلئے حالت کی برابری بھی کافی ہے لیکن رکوع اور سجدہ کرنے والا اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کیوں کہ مقتدی کی حالت امام کی حالت سے ارفع ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۶۱)

﴿۴۳۷﴾ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ.

ترجمہ اور نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والے کے پیچھے۔

فرض پڑھنے والے کی اقتداء

امام فرض نماز پڑھے اور مقتدی نفل تو اقتداء درست ہے کیوں کہ فرض نماز قوی ہوتی ہے نفل نماز کے مقابلہ میں اور ضعیف قوی کے تابع ہوا کرتا ہے نہ کہ قوی ضعیف کے تابع لہٰذا نفل نماز فرض نماز کے تابع ہو کر صحیح ہو جائے گی لیکن اس کا برعکس نہیں ہو سکتا۔ (مراقی الفلاح:۱۶۱)

﴿۴۳۸﴾ وَاِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلٰوةِ اِمَامِهٖ اَعَادَ وَيَلْزَمُ الْاِمَامَ اِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاِعَادَةِ

صَلٰوتِهِمْ بِالقَدْرِ المُمْكِنِ فِي المُخْتَارِ.

ترجمہ اور اگر ظاہر ہو جائے اپنے امام کی نماز کا باطل ہونا تو لوٹائے اور ضروری ہے امام پر لوگوں کو خبر کرنا انکی نماز کے لوٹانے کی حتی الامکان قول مختار کے موافق۔

بحالت جنابت امامت

اگر امام کی نماز باطل ہو جائے تو نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور امام پر ضروری ہے کہ مقتدیوں کو بھی نماز کے لوٹانے کی اطلاع کرا دے اب نماز کے فاسد ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) نماز پڑھاتے ہی فساد کا علم ہو گیا تو فوراً ہی نماز کا اعادہ کرا دے (۲) مقتدی حضرات جا چکے اب معلوم ہوا تو اب حکم یہ ہے کہ اپنے بس میں جتنے مقتدیوں تک اطلاع دینا ممکن ہو تو اطلاع کرانا ضروری ہے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی متعین نہ ہوں تو پھر امام پر اطلاع ضروری نہیں ہے اور اگر چند متعین ہوں اور چند غیر متعین تو متعین مقتدیوں کو خبر کر دے۔ (شامی مصری: ۱/۵۵۴)

فَصْلٌ

﴿۴۳۹﴾ يَسْقُطُ حُضُوْرُ الجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ.

ترجمہ ساقط ہو جاتی ہے جماعت کی حاضری اٹھارہ چیزوں میں سے کسی ایک کیوجہ سے بارش کا ہونا۔

کن اعذار کیوجہ سے ترک جماعت کی گنجائش ہے

تمام ائمہ کے نزدیک کچھ اعذار ہیں جنکی وجہ سے جماعت چھوڑ دینا جائز ہے اور بارش ان اعذار میں سے ایک عذر ہے رہی یہ بات کہ کتنی بارش عذر ہے؟

یہ معاملہ رائے مبتلی بہ پر چھوڑ دیا گیا ہے کیوں کہ رات اور دن میں اور مختلف زمانوں میں اور بجلی کے ہونے اور نہ ہونیکی وجہ سے اور سڑک کے پختہ اور خام ہونیکی وجہ سے نیز صحت اور عمر کے اعتبار سے لوگوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں پس اگر کسی کا خیال ہے کہ بارش میں اس کیلئے مسجد تک پہنچنا بہت مشکل ہے تو وہ گھر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر مسجد جانے میں کوئی خاص دشواری نہ ہو تو پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ضروری ہے۔

﴿۴۴۰﴾ وَبَرْدٌ.

ترجمہ اور ٹھنڈ ہونا۔

تشریح سخت سردی ہو اور جانا نقصان دہ ہو تو جماعت کی نماز ترک کرنے کی گنجائش ہے لیکن افضل یہی ہے

کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لے، البتہ اگر سخت گرمی ہو تو کیا کرے؟ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے نماز ظہر میں گرمی ہوتی ہے اسی وجہ سے نماز ظہر موسم گرما میں تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے اور گرمی کا وقت بھی یہی ہے لہٰذا تاکید جماعت باقی ہے لیکن اگر امام نے سخت گرمی کی وجہ سے اول وقت ہی میں نماز ظہر پڑھ لی تو اب یہ عذر پر محمول ہوگا۔ (شامی مصری ۱/۵۱۹، شامی بیروت: ۲/۲۴۹)

﴿۴۴۱﴾ وَخَوف.

ترجمہ: اور خوف ہونا۔

تشریح: کسی دشمن کا خوف ہے یا درندہ کا خوف ہے یا ظالم کا خوف ہے یا مال پر چور ڈاکو کا خوف ہے کہ اگر جماعت سے نماز پڑھنے گیا تو مال چوری ہو جائے گا تو جماعت کی تاکید ختم ہو جائے گی یہی حکم کرفیو میں ترک جماعت کا ہے یعنی اگر کسی وجہ سے شہر میں کرفیو نافذ ہو اور باہر نکلنے کی قانونی ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۶۲)

﴿۴۴۲﴾ وَظُلْمَة.

ترجمہ: اور اندھیرا ہونا۔

تشریح: اندھیرے سے مطلقاً اندھیرا مراد نہیں بلکہ ایسا سخت اندھیرا ہے کہ مسجد کا راستہ دکھائی نہ دے رہا ہو تو ایسی صورت میں جماعت کی حاضری لازم نہیں۔ (شامی بیروت: ۲/۲۴۹)

﴿۴۴۳﴾ وَحَبْسٌ.

ترجمہ: اور روک دیا جانا۔

تشریح: حکومت کی طرف سے یا کسی اور زبردست کی طرف سے ایسا مجبور ہو گیا کہ نماز میں نہیں جا سکتا تو جماعت کی تاکید جاتی رہے گی۔

﴿۴۴۴﴾ وَعَمًى.

ترجمہ: اور اندھا ہونا۔

تشریح: جو شخص اندھا ہے اسے مسجد تک جانا دشوار ہے تو اس پر جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔
(شامی بیروت: ۲/۲۴۹)

﴿۴۴۵﴾ وَفَلْجٌ.

ترجمہ: اور فالج پڑ جانا۔ (بدن کا ڈھیلا یا سُن پڑ جانا)

تشریح: فالج ایک مرض ہے جو بدن کے ایک حصہ اور جانب میں پیدا ہو کر اس جانب کے احساس اور حرکت کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر کوئی شخص فالج زدہ ہے تو اس پر جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔ (شامی بیروت:۲/۲۴۹)

﴿۴۴۶﴾ وَقَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ .

ترجمہ: اور ہاتھ اور پیر کا کٹا ہوا ہونا۔

تشریح: اگر کسی شخص کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں تو اس سے جماعت کی حاضری ساقط ہو جاتی ہے۔
(شامی بیروت:۲/۲۴۹)

﴿۴۴۷﴾ وَسَقَامٌ .

سَقَامٌ بیماری سَقِمَ یَسْقَمُ سَقْمًا باب (س) بیمار ہونا، بیمار رہنا۔

ترجمہ: اور بیماری ہونا۔

تشریح: جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو تو اسے بھی جماعت کی نماز ترک کرنیکی گنجائش ہے۔

﴿۴۴۸﴾ وَاِقْعَادٌ .

ترجمہ: اور چلنے پھرنے سے معذور ہو جانا۔

تشریح: اقعاد کے معنیٰ کسی ایسے مرض کا پیش آجانا جو اس کو بٹھا دے مرض قُعاد میں آدمی چلنے سے معذور ہو جاتا ہے گٹھیا کی بیماری اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرض قعاد میں مبتلا ہو جائے تو اس سے بھی جماعت کی تاکید ختم ہو جاتی ہے۔

﴿۴۴۹﴾ وَوَحْلٌ .

وَحلٌ جمع اَوْحَالٌ وُحُوْلٌ کیچڑ دلدل۔

ترجمہ: اور کیچڑ ہونا۔

تشریح: اگر راستہ میں کیچڑ ہو تو بقول امام اعظمؒ اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ جماعت میں شرکت کی جائے ایک مرتبہ حضرت امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ کیچڑ میں نماز با جماعت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں تو اس پر امام صاحبؒ نے جواباً فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ امر یہی ہے کہ جماعت کو ترک نہ کیا جائے۔
(شامی بیروت:۲/۲۴۹)

﴿۴۵۰﴾ وزمانة .

زمانة اپاہج پن دائمی بیماری زَمِنَ یَزْمَن زَمَنًا وزُمْنَةً وَزَمَانَةً دائمی مریض ہونا، معذور واپاہج ہونا۔

ترجمہ: اور اپاہج ہونا۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس کے بعض اعضاء نہ ہوں لنجا ہو اعضاء سے اپاہج ہو اس سے بھی جماعت کی تاکید ساقط ہے۔

﴿۴۵۱﴾ وَشَیْخُوخَة .

ترجمہ: اور بہت بوڑھا ہونا۔

تشریح: اگر کوئی شخص بڑھاپے کیوجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو تو اس سے بھی جماعت ساقط ہے۔

﴿۴۵۲﴾ وَتکرارُ فقهٍ بجَمَاعَةٍ تفوتهُ.

بجماعة باءمع کے معنی میں ہے۔ تفوته ضمیر کا مرجع جماعة ہے۔

ترجمہ: اور فقہ کا تکرار جماعت کے ساتھ کہ وہ چھوٹ جائے گی۔

تشریح: اگر فقہ کا تکرار ہو رہا ہے اور اس کو چھوڑ کر جانے میں یہ اندیشہ ہے کہ آئندہ یہ فوت ہو جائے گا یعنی اگر باجماعت نماز میں شریک ہوا تو تکرار وغیرہ فوت ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں ترک جماعت جائز ہے لیکن اس کی عادت بنالینا اور جماعت کے وقت تکرار کرتے رہنا ممنوع ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۶۳)

﴿۴۵۳﴾ وَحضورُ طَعامٍ تَتُوقُهُ نَفْسُهُ .

تتوقه تَاقَ یَتُوْقُ تَوْقًا وتَوَقَانًا باب(ن) آرزومند ہونا، خواہش مند ہونا۔

ترجمہ: اور کھانے کا آجانا کہ نفس اس کی طرف مائل ہو رہا ہو۔

تشریح: اگر اتفاق سے ایسی صورت پیش آگئی کہ عین جماعت کے وقت کھانا سامنے آگیا اور اس کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے تو پہلے کھانے سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے۔ اس لئے کہ اگر شدید بھوک کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز کے اندر توجہ کھانے کی طرف رہے گی تو ایسی صورت میں بھی ترک جماعت جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی، مراقی الفلاح:۱۶۳)

﴿۴۵۴﴾ وَإِرَادَةُ سَفَرٍ .

ترجمہ: اور سفر کا ارادہ کرنا۔

تشریح: سفر کا ارادہ ہے تو بھی جماعت کی تاکید ساقط ہو جاتی ہے یعنی اگر نماز باجماعت پڑھے گا تو قافلہ

چلا جائے گا یا گاڑی چھوٹ جائے گی تو اب بھی جماعت کی تاکید ساقط ہو جائے گی۔ (شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۴۵۵﴾ وَقِيَامُهُ بِمَرِيْضٍ.

ترجمہ: اور اس کا ٹھہرنا مریض کے پاس۔

تشریح: اگر کسی مریض کی تیمارداری میں ہے اب اگر جماعت سے نماز پڑھنے جائے تو اس مریض کو نقصان لاحق ہو جائے گا یا اس کو تنہائی میں وحشت ہو گی تو ایسی صورت میں بھی تاکید نہ رہے گی۔ (شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۴۵۶﴾ وَشِدَّةُ رِيْحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا.

ترجمہ: اور سخت آندھی کا رات میں نہ کہ دن میں۔

تشریح: اگر رات میں ہوا تیز ہے آندھی چل رہی ہے اور جانا دشوار ہے۔ تو ایسی صورت میں بھی تاکید جماعت ختم ہو جائے گی البتہ دن میں اس کو عذر میں شمار نہیں کیا گیا کیونکہ رات میں مشقت زیادہ ہے۔

(شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۴۵۷﴾ وَإِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِّنْ أَعْذَارِهَا الْمُبِيْحَةِ لِلتَّخَلُّفِ يَحْصُلُ لَهُ ثَوَابُهَا.

ترجمہ: اور اگر منقطع ہو جائے (شریک نہ ہو سکے) جماعت سے ان اعذار میں سے کسی عذر کی وجہ سے جو جائز کر دیتے ہیں جماعت سے پیچھے رہ جانے کو تو حاصل ہو جائے گا اس کیلئے جماعت کا ثواب۔

تشریح: ایک شخص نماز باجماعت پڑھنے کا عادی ہے ایسے شخص کو مذکورہ بالا اعذار میں سے کوئی عذر پیش آ گیا جس کی وجہ سے تنہا نماز پڑھ لی مگر جماعت میں شریک ہونے کی نیت تھی تو اس کو جماعت ہی کا ثواب ملے گا۔

(مراقی الفلاح:۱۶۳)

فصل فِي الْأَحَقِّ بِالْإِمَامَةِ وَتَرْتِيْبِ الصُّفُوْفِ

(یہ فصل ہے امامت کے زیادہ مستحق ہونے اور صفوں کی ترتیب کے بیان میں)

امامت کا حقدار

امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔ (عالمگیری:۱/۸۳)

صف بندی کی اہمیت

نماز باجماعت میں صفیں درست رکھنا ضروری ہے نبی ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی صفوں کی درستگی کا نہایت اہتمام فرمایا حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب مسجد نبوی میں نمازی زیادہ ہوگئے اور تنہا امام کے بس میں صفیں سیدھی کرانا نہ رہا تو انھوں نے چند حضرات کو یہ ذمہ داری سونپی وہ لوگ صفیں سیدھی کرتے تھے پھر جب وہ صفیں درست ہونیکی اطلاع دیتے تھے تب حضرت عمرؓ نماز شروع کرتے تھے غرض صفیں سیدھی رکھنا ضروری ہے اور صفیں سیدھی کرانے کی ذمہ داری امام کی ہے اگر امام کی بے توجہی سے صفوں میں خرابی رہی تو قیامت کے دن وہ ماخوذ ہوگا۔

صفیں کیسے سیدھی کی جائیں

صفوں کے درست رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک سب نمازی اپنی ایڑی صف کے کنارہ پر رکھیں اور کندھے سے کندھا ملالیں اور اپنی فطری ہیئت پر رہتے ہوئے پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں تو اس طرح ہر ایک کا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ کی سیدھ میں آجائے گا اور خود بخود صف درست ہوتی چلی جائے گی۔

ضروری تنبیہ

بریں بنا ہم سب کو خاص طور پر نمازوں میں صفیں درست رکھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے آجکل عام طور پر اس بارے میں کوتاہی ہورہی ہے باوجودیکہ مساجد میں الگ الگ صفیں بچھی رہتی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے صفیں سیدھی ہوسکتی ہیں لیکن پھر بھی اس معاملہ میں تساہل برتا جاتا ہے اور لوگ آگے پیچھے کھڑے ہوجاتے ہیں اسی طرح صفوں کے درمیان خلا رہ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آکر اس خلا کو پُر کرنا چاہے تو دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگ کھسکنے کو بھی تیار نہیں ہوتے یہ صورت حال پیغمبرؐ کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہے۔

صف اول کی فضیلت

صفوں میں افضل پہلی صف ہے رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کیلئے خاص طور پر بخشش کی دعا فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ صف اول کے لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
(مشکوۃ شریف حدیث:۱۰۹۵)

آجکل پہلی صفوں کے اہتمام میں بھی بہت کوتاہی پائی جاتی ہے سردی کے زمانہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دھوپ کی جگہ نماز پڑھیں جبکہ آگے کی صفیں خالی پڑی رہتی ہیں اور گرمی کے زمانہ میں ایسی جگہ تلاش کی جاتی ہے جہاں پنکھوں کی ہوا زیادہ آرہی ہو قطع نظر اس سے کہ وہ پہلی صف ہے یا بعد کی؟ یہ طریقہ قطعاً نامناسب ہے اس کے بجائے

ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اگلی صفوں میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب کے مستحق بنیں، پروردگار عالم ہم سبھی کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (کتاب المسائل: ۳۹۹ تا ۴۰۲)

﴿۴۵۸﴾ اِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ الحَاضِرِیْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِیْفَۃٍ وَلَا ذُوْسُلْطَانٍ فَالاَعْلَمُ اَحَقُّ بِالاِمَامَۃِ ثُمَّ الاَقْرَأُ ثُمَّ الاَوْرَعُ.

صاحب منزل مکان کا مالک، اس سے مراد عام ہے خواہ خریداری سے مالک ہوا ہو یا گھر کرایہ پر لے رکھا ہو، یا کسی سے کچھ دِنوں تک کے لئے مانگ رکھا ہو۔ **وظیفۃ** تنخواہ جمع وظائف اور یہاں تنخواہ دار امام مراد ہے، **اورع** اسم تفضیل ہے وَرَعَ یَرَعُ وَرْعًا وَرَعًا متقی و پرہیزگار ہونا، مشتبہ چیزوں سے احتیاط برتنا، بعض حلال و مباح چیزوں تک سے بچنا۔

ترجمہ: جب نہ ہوں حاضرین میں مالک مکان اور نہ وہ شخص جو امامت کیلئے مقرر و متعین ہے اور نہ ہی صاحب حکومت (بادشاہ وقت) تو زیادہ علم والا امامت کا زیادہ حقدار ہے پھر سب سے بڑا قاری پھر سب سے زیادہ پرہیزگار۔

امامت درجہ بدرجہ

اوّلاً یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ امامت میں افضل و مفضول کا خیال رکھا جائے گا اور فقہ کی کتابوں میں جو ترتیب قائم کی گئی ہے وہ اس طرح ہے **اوّل** احکام شریعت کو سب سے زیادہ جاننے والا اور اگر ساری شریعت کے احکام سے واقف نہ ہو تو کم از کم نماز کے مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو **دوم** قرآن کریم کو قراءت و تجوید کے لحاظ سے سب سے اچھا پڑھنے والا **سوم** سب سے زیادہ پرہیزگار **چہارم** عمر میں سب سے بڑا اب سمجھیں صورت مسئلہ اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی عملداری میں جائے تو صاحب اقتدار کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے یعنی صاحب اقتدار کی موجودگی میں مذکورہ ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا بلکہ حاکم ہی احق ہوگا اور صاحب اقتدار عام ہے صاحب خانہ بھی اپنے گھر کا حاکم ہے لہٰذا کسی کے گھر جا کر مہمان کو چاہئے کہ بغیر اجازت صاحب خانہ کا امام نہ بنے اسی طرح مسجد کا امام بھی اپنی مسجد کا حاکم ہے پس اس کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے امام بن کر نماز پڑھانا جائز نہیں کیونکہ یہ بات حاکم اور امام پر شاق گزرے گی اور ہوسکتا ہے کہ کسی مقتدی پر بھی شاق گزرے کہ اس نووارد نے ہمارے امام کی توہین کردی ایسے ہی کسی کے محل سلطنت و حکومت میں حاکم و بادشاہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اس کی اجازت کے بغیر امامت کا حق نہیں پہنچتا یعنی کچھ حضرات ایسے ہیں کہ ان کو علی الاطلاق ترجیح حاصل ہے خواہ اعلم و اقراء ہوں یا نہ ہوں صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ جب مالک مکان اور مقرر امام اور حاکم نماز پڑھانے کیلئے موجود نہ ہو تو امامت کیلئے سب

سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جو احکام شریعت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو اور اگر کسی کو یہ بات حاصل نہ ہو تو تجوید وقرأت میں جس کا پایہ بلند ہے وہ احق بالامامت ہوگا اور اگر یہ بات بھی کسی میں نہ پائی جائے تو پھر صرف پرہیزگاری دیکھی جائے گی اور جس میں تینوں باتیں پائی جائیں یعنی وہ دین یا نماز کے احکام سے بھی زیادہ واقف ہو قاری بھی ہو اور متقی بھی تو اس کا نمبر پہلا ہے اور اگر مسائل سے پوری طرح واقف نہیں ہے مگر قاری ہے اور پرہیزگار ہے تو اس کا دوسرا نمبر ہے پھر آخر میں صرف پرہیزگار کا نمبر ہے۔

﴿۴۵۹﴾ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا.

اَسَنُّ اسم تفضیل ہے، کہا جاتا ہے اَسَنَّ الرجلُ عمر رسیدہ ہونا، بوڑھا ہونا۔ اشرف اسم تفضیل ہے باب (ک) سے شَرُفَ یشرُفُ شرَفًا وَشَرَافَةً باعزت ہونا، بلند رتبہ ہونا۔

ترجمہ: پھر سب سے زیادہ عمر والا پھر اخلاق میں سب سے اچھا شخص پھر صورت میں سب سے زیادہ خوبصورت پھر نسب میں سب سے زیادہ شریف پھر آواز میں سب سے زیادہ خوش الحان پھر کپڑوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ صاف ستھرا۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر تمام لوگ پرہیزگاری میں بھی برابر ہوں تو پھر عمر میں جو سب سے زیادہ بڑا ہو اس کو امام بنایا جائے اور اگر عمر میں بھی سب برابر ہو جائیں تو اس کو مقدم کیا جائے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو جس کا معیار یہ ہے کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہوں اور جب لوگ محبت کریں گے تو جماعت کی کثرت ہوگی اور اگر اچھے اخلاق میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنایا جائے جو بکثرت تہجد پڑھتا ہے اور اس کے چہرہ میں حسن وخوبی آجاتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس شخص کی نمازیں زیادہ ہونگی رات میں تو اس کا چہرہ حسین ہو جاتا ہے دن میں لیکن علامہ کاسانی صاحب بدائع فرماتے ہیں کہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ظاہری معنیٰ پر ہی محمول کیا جائے یعنی خوبصورت کیوں کہ خوبصورت شخص کی وجہ سے جماعت میں کثرت ہوتی ہے۔ (شامی بیروت: ج۲، ص۲۵۲)

آگے فرماتے ہیں کہ اگر خوبصورتی میں بھی سب برابر ہوں تو اس کو مقدم کیا جائے جو سب سے اشرف ہو نسب کیوجہ سے اور اگر ان اوصاف میں بھی سب برابر ہوں تو پھر اچھی آواز والے کو مقدم کیا جائے اور پھر اس کو مقدم کیا جائے جس کے کپڑے سب سے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔

امرد کی امامت

امرد اگر خوبصورت ہو اور اس کو شہوت کی نگاہ سے لوگوں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور بہتر یہ ہے کہ کسی باریش شخص کو ہی مستقل امام مقرر کیا جائے۔ (شامی بیروت: ج۲، ص۲۵۸)

﴿۴۶۰﴾ فَاِنْ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ اَوِ الْخِيَارُ لِلْقَوْمِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا فَالْعِبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْاَكْثَرُ وَاِنْ قَدَّمُوْا غَيْرَ الْاَوْلٰى فَقَدْ اَسَاءُوْا .

یقرع فعل مضارع مجہول باب افعال اقراعٌ مصدر ہے، قرعہ اندازی کرنا، بہت سے لوگوں میں ایک کا نام نکالنے کا طریقہ۔ اساءوا فعل ماضی معروف جمع مذکر غائب باب افعال اِسَاءَۃٌ مصدر ہے، برا کرنا، غلطی کرنا۔

ترجمہ پھر اگر (مذکورہ اوصاف میں) سب برابر ہوں تو قرعہ اندازی ہوگی یا قوم کو اختیار ہے پھر اگر اختلاف کریں تو اعتبار اس کا ہوگا جس کو اکثر لوگ پسند کریں اور اگر آگے بڑھادیا غیر اولیٰ کو تو انھوں نے برا کیا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر مذکورہ اوصاف میں سب برابر ہوں تو اب قرعہ اندازی ہوگی جس کا نام نکل آئے اس کو امام بنایا جائے یا لوگوں کو اختیار ہے جسکو چاہیں امام بنادیں اور اگر کسی ایک پر اتفاق نہ ہوسکے تو پھر جس کے بارے میں اکثر مقتدیوں کا خیال ہو اس کو منتخب کیا جائے گا اختلاف اور غیر اختلاف کی صورت میں لوگوں نے اگر کسی غیر احق کو امامت کیلئے آگے بڑھادیا تو بہت برا کیا مگر نماز ہوجائے گی۔

﴿۴۶۱﴾ وَكُرِهَ اِمَامَةُ الْعَبْدِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے غلام کی امامت۔

غلام کی امامت

غلام اکثر جاہل اور بدتہذیب ہوتے ہیں اور آقا کی خدمت گذاری اور فرصت نہ ملنے کی بنا پر ان کو پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اس لئے انکی امامت مکروہ ہے لیکن اگر غلام صاحب علم وفضل ہو تو پھر بلا کراہت امامت درست ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۶۴)

﴿۴۶۲﴾ وَالْاَعْمٰى.

ترجمہ اور اندھے (کی امامت مکروہ ہے)

اندھے کی امامت

جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

﴿۴۶۳﴾ وَالْاَعْرَابِيِّ.

ترجمہ اور دیہاتی (کی امامت مکروہ ہے)

دیہاتی کی امامت

دیہاتی اور گنوار پر بھی عموماً غلبہ جہل ہوتا ہے اس لئے ان کی امامت بھی مکروہ ہے لیکن اگر صاحب علم ہوتو پھر بلاکراہت امامت درست ہے۔

﴿۴۶۴﴾ وَوَلَدِ الزِّنَا الجَاهِلِ.

ترجمہ: اور (مکروہ ہے) حرامی کی جبکہ یہ لوگ جاہل ہوں۔

حرامی کی امامت

ولد الزنا کی امامت بھی مکروہ ہے کیوں کہ اس کا کوئی باپ نہیں جو اس پر شفقت کرے اس کو ادب سکھائے اور اس کو تعلیم دے۔ لیکن اگر عالم ہوتو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

نوٹ: الجاهل اس کا تعلق امامة العبد سے لیکر ولد الزنا تک تمام جملوں کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ مذکورہ لوگوں کی امامت اس وقت مکروہ ہے جبکہ صاحب علم نہ ہوں اور اگر ہوں تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۵)

﴿۴۶۵﴾ وَالفَاسِقِ.

ترجمہ: اور فاسق (کی امامت مکروہ ہے)

فاسق کی امامت

فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے بلکہ متقی شخص ہی کو امام بنایا جائے۔

﴿۴۶۶﴾ وَالمُبْتَدِعِ.

مبتدع اسم فاعل باب افتعال سے ابتداعٌ مصدر ہے ایجاد کرنا، گھڑنا، نئی بات پیدا کرنا۔

ترجمہ: اور بدعتی (کی امامت مکروہ ہے)

بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے اور بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو دین میں اپنی طرف سے نئی باتیں

ایجاد کرتا ہو۔

﴿۴۶۷﴾ وَتَطْوِیْلُ الصَّلٰوۃِ.

ترجمہ اور نماز کو لمبا کرنا (جماعت میں مکروہ ہے)

امام کو ہدایت

اس عبارت میں اماموں کو ہلکی نماز پڑھانیکی نصیحت کی گئی ہے کیوں کہ جماعت میں بیمار بوڑھے اور حاجت مند سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں پس سب کی رعایت کر کے نماز پڑھانی چاہئے اور نمازوں میں مسنون قراءت کی جو مقدار بیان کی گئی ہے۔ (تفصیل مسئلہ: ۴۵۴ میں گزر چکی ہے) اتنی مقدار پڑھنا ہلکی قراءت کرنا ہے عمومی احوال میں مسجد کی جماعت میں اس مقدار سے کم نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۴۶۸﴾ وَجَمَاعَةُ الْعُرَاۃِ وَالنِّسَاءِ فَاِنْ فَعَلْنَ یَقِفُ الْاِمَامُ وَسْطَهُنَّ كَالْعُرَاۃِ.

عُراۃ یہ عَارِی کی جمع ہے ننگا، برہنہ عَرِیَ یَعْرِیْ عُرْیًا وَعُرْیَةً باب (س) برہنہ ہونا، ننگا ہونا۔

ترجمہ اور ننگوں کی جماعت اور عورتوں کی (مکروہ ہے) پھر اگر کر لیں تو کھڑی ہوانکی امام عورت ان کے درمیان ننگوں کے مانند۔

ننگوں اور عورتوں کی جماعت

ننگوں کیلئے حکم یہ ہے کہ اپنی نماز الگ الگ پڑھیں اگر جماعت سے پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کراہت تحریمی کے باوجود انھوں نے کر لی تو ننگوں کا امام ان کے بیچ میں کھڑا ہوگا، ایسے ہی فرض نمازوں یا کسی بھی نماز میں عورت کا امام بن کر عورتوں کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کراہت کے باوجود جماعت کر لی تو پھر وہی طریقہ ہے جو ننگوں کی جماعت کرنے کا بیان کیا گیا ہے۔

اختیاری مطالعہ

حافظہ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا

اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد رکھنے کی غرض سے صرف اپنے گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو یہ اگرچہ خلاف اولیٰ ہے لیکن فی الجملہ اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ اور کوئی فتنہ مثلاً دیگر گھروں یا محلوں کی خواتین کا اجتماع وغیرہ نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کرے گی چناں چہ روایت میں ہے کہ ام المؤمنین

حضرت عائشہؓ رمضان المبارک کے مہینہ میں صف کے درمیان کھڑے ہوکر عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں۔
(کتاب المسائل ۴۸۶)

﴿۴۶۹﴾ وَيَقِفُ الوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الامَامِ وَالاَكْثَرُ خَلْفَهُ.

ترجمہ اور کھڑا ہو ایک شخص امام کے داہنی طرف اور زیادہ ہو تو اس کے پیچھے۔

ایک مقتدی کا حکم

اگر مقتدی ایک مرد ہو یا بچہ ہو تو وہ امام کے دائیں طرف برابر میں اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ بڑھے اگر وہ آگے بڑھ گیا تو نماز باطل ہو جائے گی پس اگر مقتدی سمجھدار اور پڑھا لکھا ہے تو اسے امام کے بالکل برابر کھڑا رہنا چاہئے ورنہ صرف ایک قدم پیچھے کھڑا رہے اور ایک قدم پیچھے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقتدی کی انگلیوں سے خط کھینچا جائے تو وہ امام کی ایڑی سے لگ کر گزرے اور اگر مقتدی دو یا زیادہ ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے رہیں البتہ عندالضرورت دو یا زیادہ مقتدی امام کے دائیں بائیں بھی کھڑے ہو سکتے ہیں اسی طرح مجبوری کی صورت میں ایک مقتدی امام کی بائیں جانب یا پیچھے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر مقتدیہ ایک عورت ہو تو وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کرے گی ایک مرد کی طرح برابر میں نہ کھڑی ہوگی اسی طرح اگر میاں بیوی جماعت سے نماز پڑھیں تو عورت پیچھے کھڑی ہوگی امام کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی۔
(درمختار زکریا: ۲/۳۰۷)

﴿۴۷۰﴾ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الخَنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءُ.

ترجمہ اور صف بنائیں مرد پھر بچے پھر ہجڑے اور پھر عورتیں۔

صفوں کی ترتیب

اس عبارت میں امام کے پیچھے کھڑے ہونیکی ترتیب کا بیان ہے چناں چہ صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ ہجڑے بھی جماعت میں شریک ہوں تو پھر انکی صف بنائی جائے اور اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی جائے اور اگر ہجڑے نہ ہوں تو عورتوں کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے خواہ عورت ایک ہو یا زیادہ۔

اختیاری مطالعہ

(۱) بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر بچے ایک دو ہوں یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ یکجا ہو کر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم وغیرہ ہو جانے کا خطرہ ہو) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔

(تقریرات الرافعی علی الدرالمختار: ۲/۷۳، کتاب المسائل: ۴۰۳)

فَصْلٌ فِيْمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِى بَعْدَ فَرَاغِ اِمَامِهٖ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهٖ

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں کہ کرے گا ان کو مقتدی اپنے امام کے فارغ ہونے کے بعد کسی واجب سے یا نہیں کرے گا یعنی امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی کیا عمل کرے، عربی عبارت میں غیرہ کا عطف مایفعلہ پر ہے یعنی جو کام مقتدی کرے گا اور جو نہیں کرے گا جیسے اگر امام نے مقتدی کی تین مرتبہ تسبیح سے پہلے ہی سر اٹھا لیا تو مقتدی تسبیح چھوڑ کر امام کی اتباع کرے، انہیں جیسے امور کو اس فصل میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿۴۷۱﴾ لَوْ سَلَّمَ الْاِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِى مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهٗ.

ترجمہ: اگر سلام پھیر دے امام مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے تشہد سے تو مقتدی اس کو پورا کرے۔

مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے امام کا سلام پھیرنا

اگر مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے قبل ہی امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ اپنا تشہد پورا کرے کیوں کہ تشہد واجب ہے اور اس کے بعد مقتدی سلام پھیرے اور اگر مقتدی امام سے پہلے ہی فارغ ہو جائے تو خاموش بیٹھا رہے اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے البتہ اگر درود یا دعا باقی رہ جائے تو امام کی اتباع کرے اور ان کو پورا کرنے میں نہ لگے بلکہ امام کے ساتھ سلام پھیرے کیونکہ یہ چیزیں سنت ہیں اور امام کی اتباع واجب ہے اور اگر قعدۂ اولیٰ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا اور امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ تشہد پورا کرے کیوں کہ فتویٰ کامل التحیات کے وجوب پر ہے اور پھر اس کے بعد کھڑا ہو جائے لیکن اگر بغیر پورا کئے کھڑا ہو گیا تو بھی جائز ہے۔

(مراقی الفلاح: ۱۶۹)

﴿۴۷۲﴾ وَلَوْ رَفَعَ الْاِمَامُ رَأْسَهٗ قَبْلَ تَسْبِيْحِ الْمُقْتَدِىْ ثَلَاثًا فِى الرُّكُوْعِ اَوِ السُّجُوْدِ

يُتَابِعُهُ.

ترجمہ اور اگر اٹھالے امام اپنے سر کو مقتدی کے تین مرتبہ تسبیح کہنے سے پہلے رکوع یا سجدے میں تو مقتدی اس کی اتباع کرے۔

مقتدی کی تسبیح پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی ابھی رکوع یا سجدہ کی تسبیح پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا تو مقتدی امام کی اتباع کرے اور تسبیحات چھوڑ دے اسی قول پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تسبیحات کو پورا کرے۔ (مراقی الفلاح ۱۶۹)

﴿۴۷۳﴾ وَلَوْ زَادَ الاِمَامُ سَجْدَةً اَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُوْدِ الاَخِيْرِ سَاهِيًا لاَيَتْبَعُهُ الْمُؤْتَمُّ وَاِنْ قَيَّدَهَا سَلَّمَ وَحْدَهُ.

ترجمہ اور اگر زیادہ کرے امام ایک سجدہ یا کھڑا ہو جائے قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر تو اتباع نہ کرے اس کی مقتدی اور اگر مقید کر دے اس کو (امام اس زائد رکعت کو سجدہ کے ساتھ) تو سلام پھیر دے مقتدی تنہا۔

امام نے بھول کر تین سجدے کر لئے

فرماتے ہیں کہ اگر امام نے کسی رکعت میں بھول کر دو سجدوں کے بجائے تین کر لئے یا قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو ان دونوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ مقتدی امام کی اتباع نہ کرے ان زائد چیزوں میں بلکہ تھوڑی دیر انتظار کرے اور پھر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو تمام مقتدی تنہا ہی سلام پھیر دیں انکی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۶۹)

﴿۴۷۴﴾ وَاِنْ قَامَ الاِمَامُ قَبْلَ الْقُعُوْدِ الاَخِيْرِ سَاهِيًا اِنْتَظَرَهُ الْمَامُوْمُ فَاِنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِي قَبْلَ اَنْ يُقَيِّدَ اِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهُ.

ترجمہ اور اگر کھڑا ہو جائے امام آخری قعدہ سے پہلے بھول کر تو انتظار کرے اس کا مقتدی پس اگر سلام پھیر دے مقتدی اس سے پہلے کہ امام اپنی زائد رکعت کو سجدہ کے ساتھ مقید کرتا تو فاسد ہو جائے گا اس کا فرض۔

اگر قعدۂ اخیرہ چھوٹ جائے تو؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آخری قعدہ نہیں کیا بلکہ سہواً کھڑا ہو گیا تو مقتدی کو چاہئے کہ امام کا انتظار کرے اور

سلام نہ پھیرے اور اگر مقتدی نے سلام پھیرنے میں اتنی جلدی کی کہ ابھی تک امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی نہ کیا تھا کہ اس نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور اس فرض کو امام کی اتباع ہی میں کرنا تھا لیکن اس نے اس کو تنہاء کیا ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۴۷۵﴾ وَكُرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِي بَعْدَ تَشَهُّدِ الْاِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهٖ.

ترجمہ اور مکروہ تحریمی ہے مقتدی کا سلام پھیر دینا امام کے تشہد کے بعد اس کے سلام پھیرنے سے پہلے۔

تشریح: امام نے تشہد پڑھ لیا تھا مگر اس نے ابھی سلام نہیں پھیرا تھا کہ مقتدی نے اس سے پہلے سلام پھیر لیا تو یہ مکروہ تحریمی ہے البتہ نماز درست ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۹-۱۷۰)

فَصْلٌ فِي الْاَذْكَارِ الْوَارِدَةِ بَعْدَ الْفَرْضِ

یہ فصل ہے ان اذکار کے بیان میں جو فرضوں کے بعد منقول ہیں۔

﴿۴۷۶﴾ اَلْقِيَامُ اِلَى السُّنَّةِ مُتَّصِلًا بِالْفَرْضِ مَسْنُوْنٌ وَعَنْ شَمْسِ الْاَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيِّ لَابَاسَ بِقِرَاءَةِ الْاَوْرَادِ بَيْنَ الْفَرِيْضَةِ وَالسُّنَّةِ.

لا باس اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں جمع اَبْؤس اور لا لائے نفی جنس ہے، لا باس به وفيه اس میں کوئی حرج نہیں، شيءٌ لا باس به ناقابل اعتراض۔

ترجمہ کھڑا ہونا سنتوں کی ادائیگی کیلئے فرض نماز کے بعد متصلا مسنون ہے اور شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے وظائف پڑھنے میں فرضوں اور سنتوں کے درمیان۔

تشریح: جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے، فجر، اور، عصر، ان میں سلام کے بعد متصلا الباقیات الصالحات یعنی ۳۳/ مرتبہ، سبحان الله، ۳۳/ مرتبہ، الحمدالله، اور ۳۴/ مرتبہ، الله اکبر، پڑھے پھر دعا مانگے اور لوگوں کو دعا سِرًّا مانگنی چاہئے تا کہ ہر آدمی اپنی مراد، الله، سے مانگ سکے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ التزام نہ ہونے پائے کبھی چھوڑ بھی دی جائے اور ہیئت اجتماعی کو ضروری نہ سمجھا جائے جس کا جی چاہے امام سے پہلے دعا شروع کر دے جس کو کوئی ضرورت ہو اور وہ چلا جائے تو اس پر نکیر نہ کی جائے البتہ طلبا کی تربیت کے مدنظر ان کو رکنے کا پابند کرنا درست ہے تا کہ معمولات کی اہمیت ذہن نشیں ہو جائے، اور جس کی دعا امام کے ساتھ پوری نہ ہو وہ بعد تک مانگتا رہے اور کبھی کبھار جہراً بھی دعا مانگی جاسکتی ہے اور جن فرضوں کے بعد سنت ہیں جیسے، ظہر، مغرب، اور، عشاء، ان میں سلام کے بعد مختصر دعا کر کے سنتیں ادا کریں پھر سنت ونوافل سے فارغ ہو کر الباقیات الصالحات پڑھیں پھر عاجزی وانکساری کے ساتھ خوب جم کر انفراداً دعا مانگیں صاحب کتاب نے شمس الائمہ کا قول یہ نقل کیا ہے کہ فرائض اور سنتوں کے درمیان

اوراد وظائف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر افضل اور مستحب طریقہ وہی ہے جو خادم اوپر لکھ چکا ہے۔

﴿۴۷۷﴾ وَيَسْتَحِبُّ لِلاِمَامِ بَعْدَ سَلَامِهٖ اَنْ يَّتَحَوَّلَ اِلٰی يَسَارِهٖ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الْفَرْضِ.

يتحول فعل مضارع معروف باب تفعل سے تَحَوُّلاً مصدر ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ **تطوع** غیر واجب عمل، نفلی عبادت باب تفعل کا مصدر ہے تَطَوَّعَ يَتَطَوَّعُ تَطَوُّعًا نفل پڑھنا یعنی غیر مفروضہ عبادت کرنا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے امام کیلئے سلام کے بعد یہ کہ گھوم کر چلا جائے اپنی بائیں طرف سے نوافل وسنتیں ادا کرنے کیلئے فرض کے بعد۔

فرض نماز کے بعد نوافل دوسری جگہ پڑھیں

امام نے جس جگہ کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھائی ہے وہاں سے ہٹ کر اپنی بائیں جانب سے گھوم کر چلا جانا اور دوسری جگہ سنت ونوافل پڑھنا مستحب وافضل ہے تاکہ آنے والا کوئی نمازی فرض سمجھ کر اقتداء نہ کر بیٹھے ایسے ہی مقتدیوں کو جس جگہ فرض نماز ادا کی ہے وہاں سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سنت ونوافل پڑھنا مستحب ہے لیکن جہاں آگے پیچھے جگہ نہ ہو یا مسبوقین اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ رہے ہوں تو ان کے سامنے سے یا گردن پھلانگ کر پیچھے ہٹنا درست نہیں ہے یا جیسا کہ آجکل مدارس میں طلباء فرضوں کے بعد پیچھے بھاگتے ہیں اور شرارت کرتے رہتے ہیں نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ دوسروں کو پڑھنے دیتے ہیں تو انتظام کی خاطر طلباء کو اسی جگہ جہاں فرض ادا کئے ہیں سنت ونوافل پڑھنے کا پابند کیا جائے تو راقم الحروف کے خیال میں اسی جگہ پڑھ لینے میں زیادہ عافیت ہے، **واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم واستغفر اللہ العظیم۔**

﴿۴۷۸﴾ وَاَنْ يَّسْتَقْبِلَ بَعْدَهُ النَّاسَ.

ترجمہ: اور یہ کہ (مستحب ہے) کہ منہ کرلے اس کے بعد (فرض نماز پڑھنے کے بعد) لوگوں کی طرف۔

فرض نماز کے بعد دائیں بائیں گھومنا

فرض سے فارغ ہونے کے بعد گھومنے کیلئے کسی ایک جہت کا التزام جائز نہیں یہ نماز میں شیطان کا حصہ گردانا ہے بلکہ جد ہر حاجت ہو پھرنے کیلئے اسی جانب کو اختیار کرنا چاہئے نبی ﷺ سے دائیں اور بائیں دونوں جانب گھومنا ثابت ہے اور چونکہ اکثر ازواج مطہرات کے حجرے محراب سے دائیں جانب تھے اس لئے آپ کا گھومنا اکثر دائیں جانب ہوتا تھا۔

﴿۴۷۹﴾ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ وَيَقْرَؤُوْنَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُوْنَهٗ كَذٰلِكَ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ كَذٰلِكَ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثُمَّ يَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ رَافِعِي اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ فِي آخِرِهٖ.

ترجمہ: اور سب آدمی اللہ سے مغفرت طلب کریں اور آیۃ الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور ۳۳/ مرتبہ، سبحان اللہ ۳۳/ مرتبہ الحمدللہ، اور ۳۳/ مرتبہ، اللہ اکبر، پڑھیں پھر چوتھا کلمہ یعنی، لا الہ الخ، پڑھیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں حکومت اور تعریف اسی کیلئے ہے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (حضرت مغیرہؓ کی حدیث جو معجم طبرانی میں ہے وہاں، یحیی ویمیت کے الفاظ بھی ہیں) پھر دعا مانگیں اپنے لئے اور مسلمانوں کیلئے اپنے ہاتھوں کو اٹھاکر پھر پھیر لیں ان کو اپنے چہروں پر اخیر میں۔

مختلف اذکار کا بیان

اس عبارت میں نماز کے بعد متعدد اذکار مروی ہیں ان کو یاد کرنا چاہئے اور فرضوں کے بعد ان کو پڑھنا چاہئے ہاتھ اٹھاکر دعا کی طرح پڑھنا ضروری نہیں ہے ہاتھ اٹھائے بغیر عام اذکار کی طرح پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔

پہلا ذکر: حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوکر جب گھر کی طرف لوٹنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے تین مرتبہ، استغفر اللہ، کہتے پھر، اللّٰھم انت السلام، پڑھتے پھر تشریف لے جاتے۔
(مسلم ۱/ ۱۲۱۸)

دوسرا ذکر: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے یعنی موت چونکہ پل ہے جس سے گزرنا تو لازمی ہے جنت میں جانے کیلئے۔

تیسرا ذکر: حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد جس نے ۳۴/ بار، سبحان اللہ ۳۳/ بار، الحمدللہ ۳۳/ بار، اللہ اکبر، پڑھا تو یہ ۹۹ ہوگئے اور ۱۰۰ کو پورا کرتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھا تو اس کی خطائیں بخش دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح کثیر ہوں۔

آگے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کی مقبولیت کا موقع ہے اس لئے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا مانگیں اور دعا میں دونوں ہاتھ اپنے سینے کے سامنے اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کا کچھ حصہ چہرہ کے مقابل ہو اور دعا خوب خشوع وخضوع کے ساتھ مانگنی چاہئے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ رکھنا چاہئے دعا سے فارغ ہوکر ہتھیلیوں کو چہرہ پر پھیر لینا چاہئے۔ (مراقی الفلاح: ۲: ۱۷۲-۱۷۳)

☆☆☆

بَابُ مَایُفْسِدُ الصَّلٰوۃَ وَھُوَ ثَمَانِیَۃٌ وَّسِتُّوْنَ شَیْئًا

ان چیزوں کا بیان جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وہ اڑسٹھ چیزیں ہیں۔

﴿۴۸۰﴾ اَلْکَلِمَۃُ وَلَوْ سَھْوًا اَوْ خَطَأً.

ترجمہ بات کر لینا اگر چہ بھولے سے ہو یا غلطی سے۔

نماز میں گفتگو کرنا

نماز کے ارکان کی تکمیل سے قبل کوئی خارجی کلمہ زبان سے نکل گیا خواہ غلطی سے ہو یا بھول سے معنی دار ہو یا مہمل بہر صورت نماز فاسد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ یہ کلام قعدۂ اخیرہ کے تشہد سے قبل ہو اور اگر بعد میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ واجب الاعادہ ہے۔

فائدہ: سہو کہتے ہیں قوت مدرکہ سے صورت کا زائل ہو جانا یعنی سہو میں اس چیز کا تصور دماغ میں رہتا ہے اور جب چاہے ذہن میں اس کو حاضر کر سکتا ہے جسکی تفسیر خیال نہ رہنے سے کی جا سکتی ہے اور خطاء یہ ہے کہ صورت تو باقی ہے لیکن جب ایک چیز کے تکلم کا ارادہ کیا تو بغیر ارادے کے دوسری چیز زبان سے نکل گئی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۷۶)

﴿۴۸۱﴾ وَالدُّعَاءُ بِمَا یُشْبِہُ کَلَامَنَا.

ترجمہ اور دعا مانگنا ایسے الفاظ سے جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو۔

نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر منقول دعاؤں کے علاوہ دعا میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو غیر اللہ سے بھی کئے جا سکتے ہوں مثلاً یہ کہا کہ اے اللہ مجھے فلاں کپڑا پہنا دے یا میرا فلانی عورت سے نکاح کرا دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
(مراقی الفلاح:۱۷۶)

﴿۴۸۲﴾ وَالسَّلَامُ بِنِیَّۃِ التَّحِیَّۃِ وَلَوْ سَاھِیًا.

ترجمہ اور سلام کرنا دعا کی نیت سے اگر چہ بھول کر ہو۔

نماز میں سلام کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص سامنے نظر آیا اور نمازی نے اسے زبان سے سلام کر لیا تو نماز فاسد ہو گئی اگر چہ بھول

کرہی سلام کیا ہو۔

قوله بنية التحية: یہ قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر اس نیت سے سلام کیا کہ نماز سے باہر ہو رہا ہوں تو اگر قعدۂ اخیرہ اور تشہد کے بعد کیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پہلے کیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۴۸۳﴾ وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهٖ.

ترجمہ اور سلام کا جواب دینا اپنی زبان سے۔

نماز میں سلام کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے سلام کا زبانی جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے البتہ اگر ہاتھوں سے جواب دیا تو صرف کراہت لازم آئے گی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (درمختار بیروت: ۲/۳۲۱)

﴿۴۸۴﴾ اَوْ بِالْمُصَافَحَةِ.

ترجمہ یا مصافحہ کے ذریعہ۔

نماز میں مصافحہ کرنا

نماز کے دوران اگر کسی شخص سے مصافحہ کرلیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ مصافحہ بھی کلام کرنے کے درجہ میں ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۴۲، مراقی الفلاح: ۱۷۷)

﴿۴۸۵﴾ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ.

ترجمہ اور عمل کثیر کرنا۔

نماز میں عمل کثیر کرنا

نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز کی حالت میں نہیں ہے مثلاً ٹوپی اتار کر دونوں ہاتھوں سے سر کھجانے لگا یا اچھل کود کرنے لگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کرلیا یا ایک ہاتھ سے موبائل کا بٹن بند کر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۷۷، حلبی کبیر: ۴۴۱)

﴿۴۸۶﴾ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ.

صدر بمعنی سینہ جمع صُدُوْرٌ.

ترجمہ اور سینہ کا پھیر دینا قبلہ کی طرف سے۔

نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر بلاعذر سینہ پوری طرح قبلہ سے پھیرلیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول سے بلاعذر پھر گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فوراً صحیح رخ پر کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر ایک رکن یعنی تین تسبیحات پڑھنے کے بقدر رخ پھرا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی لیکن دو حالتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ایک یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہو جائے اور آدمی طہارت کیلئے صف چھوڑ کر جائے دوسرے یہ کہ نماز خوف میں دوران نماز نقل و حرکت کرے کہ یہ دونوں حالتیں مفسد نماز نہیں ہیں۔ (مراقی الفلاح ۱۷۷)

﴿۴۸۷﴾ وَاَکْلُ شَیْءٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ وَلَوْ قَلَّ.

قَلَّ ماضی معروف باب (ض) مصدر قِلَّةٌ کم ہونا، تھوڑا ہونا۔

ترجمہ اور کسی ایسی چیز کا کھالینا جو اس کے منہ سے باہر ہو اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔

نماز کے دوران کھانا

نماز پڑھتے ہوئے اگر معمولی سے معمولی چیز بھی منہ میں ڈال کر نگل لی تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے تل وغیرہ۔ (درمختار بیروت: ۲/۳۴۰)

﴿۴۸۸﴾ وَاَکْلُ مَابَیْنَ اَسْنَانِهٖ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ.

حِمَّصَة اس کی جمع حِمَّصٌ ہے، چنا۔

ترجمہ اور اس چیز کا کھالینا جو اس کے دانتوں میں ہو اور وہ چنے کی برابر ہو۔

دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا

اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے کے برابر ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح اگر وہ چنے سے چھوٹی ہو مگر اتنی سخت ہو کہ اسے دانت سے چبانا پڑے تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معمولی سی شئی ہو جو محض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۷۷)

﴿۴۸۹﴾ وَشُرْبُهٗ.

ترجمہ: اور اس کا پی لینا۔

نماز کے دوران پینا

مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی حالت میں کسی چیز کا پی لینا مفسد نماز ہے حتی کہ اگر دوران نماز منھ آسمان کی طرف اٹھایا اور بارش یا شبنم کا کوئی قطرہ منھ میں گر گیا اور وہ پیٹ میں پہنچ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (حوالۂ بالا)

﴿۴۹۰﴾ وَالتَّنَحْنُحُ بِلاَ عُذْرٍ.

تنحنح باب **تَفَعْلُلٌ** (رباعی مزید فیہ) کا مصدر ہے کھنکارنا اور **نحنح** رباعی مجرد کے باب **فعللۃ** سے ہے کھنکارنا، کھانسی نما آواز نکال کر پُرسکون ہونا۔

ترجمہ: اور کھنکارنا بغیر کسی عذر کے۔

بلا عذر کھنکارنا

اگر کسی عذر کے بغیر کھنکارا یا کھانسا اور اس سے کسی حرف کی آواز منھ سے نکل گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر بلغم آنے کی وجہ سے قراءت میں رکاوٹ آگئی اور گلا صاف کرنے کیوجہ سے کھنکارتا ہے یا آواز اچھی کرنے کیلئے کھنکارے یا بے اختیار کھانسی آجائے وغیرہ وغیرہ تو نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۷)

﴿۴۹۱﴾ وَالتَّافِيْفُ.

ترجمہ: اور اُف اُف کرنا۔

نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے آواز سے پھوں پھوں کی یا اُف یا تف کی آواز منھ سے نکالی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۸، کتاب المسائل: ۳۶۱)

﴿۴۹۲﴾ وَالاَنِيْنُ وَالتَّاوُّهُ.

الانین **اَنَّ** (ض) **اَنِيْنًا اَنًّا اَنَانًا** کراہنا درد اور دکھ کی وجہ سے آہ نکالنا۔ **التاوہ تَاَوَّہَ، يَتَاَوَّہُ تَاَوُّھًا** باب **تفعل** سے۔ آہ کرنا دردمند ہونا یا اوہ کرنا یعنی ہمزہ کا ضمہ اور واو کا سکون۔

ترجمہ: اور آہ آہ کرنا یا اوہ اوہ کرنا۔

نماز میں کراہنا

درد یا تکلیف کی وجہ سے آہ آہ یا اوہ اوہ کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۴۹۳﴾ وَارْتِفَاعُ بُکَائِہٖ مِنْ وَجْعٍ اَوْ مُصِیْبَۃٍ لَا مِنْ ذِکْرِ جَنَّۃٍ اَوْ نَارٍ.

وجع جمع اَوْجَاعٌ درد، دکھ۔

ترجمہ: اور اس کے رونے کی آواز کا بلند ہونا کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے نہ کہ جنت یا دوزخ کے تذکرہ سے

نماز میں رونا

نماز کے دوران تکلیف کی وجہ سے جان بوجھ کر کراہنا یا غم کی وجہ سے قصداً رونا مفسد نماز ہے البتہ اگر سخت تکلیف کی بنا پر بے اختیار آواز نکل جائے یا جنت وجہنم کے تصور سے رقت طاری ہو جائے تو مفسد نہیں (لدلالتها على الخشوع)

﴿۴۹۴﴾ وَتَشْمِیْتُ عَاطِسٍ بِیَرْحَمُكَ اللّٰہُ.

ترجمہ: اور کسی چھینکنے والے کو چھینک کا جواب دینا، یرحمك الله کہہ کر (اللہ تیرے اوپر رحم کرے)

یرحمک اللہ سے جواب کا حکم

نماز کے دوران کسی شخص کی چھینک کی آواز سن کر اگر جواب میں ،یرحمك الله، کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر خود اپنے آپ کیلئے کہا تو مفسد نماز نہیں اسی طرح اگر سامع یا خود چھینکنے والا ،الحمد لله، کہتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں عبارت میں تشمیت عاطس کے اندر مصدر کی اضافت اس کے مفعول کی طرف ہے، ای خطاب المصلى العاطس، اور تشمیت میں دو لغات ہیں، اول، بڑے شین کے ساتھ، اور ثانی، چھوٹے سین کے ساتھ لغت اول فصیح ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۷۸)

﴿۴۹۵﴾ وَجَوَابُ مُسْتَفْہِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَخَبَرُ سُوْءٍ بِالْاِسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ وَعَجَبٍ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰہِ.

مستفهم اسم فاعل ہے باب استفعال سے، استفہام مصدر ہے کسی سے سمجھانے کی درخواست کرنا۔ نِدٌّ جمع اَندادٌ ہم پلہ، ہم سر مَالَه نِدٌّ اس کی کوئی نظیر نہیں اس کا کوئی ہم سر نہیں، استرجاع از باب استفعال معنی واضح ہیں

ترجمہ سے۔

ترجمہ اور خداوند عالم کے شریک کے متعلق استفسار کرنے والے کے جواب میں ، لَا اللہ الاَّ اللّٰہ، کہنا اور بری خبر سن کر، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، پڑھنا اور کسی مسرت بخش اور شادکن خبر کا جواب، الحمدللّٰہ، کہہ کر دینا اور کسی تعجب خیز خبر کے جواب میں، لَا اللہ الاَّ اللّٰہ، یا، سبحان اللّٰہ، کہنا۔

کلمات ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا

نماز پڑھنے والے سے کسی مشرک نے معلوم کیا کہ کیا خداوند قدوس کا کوئی شریک ہے؟ اس کے جواب میں نمازی نے کہا، لَا اللہ الاَّ اللّٰہ، یا نماز پڑھتے ہوئے کسی سے کوئی غم کی بات سنی اور، اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، پڑھ دیا یا خوش کن خبر سنی مثلاً کسی نے نمازی کو اس کے یہاں بیٹا ہونے کی خوشخبری دی اور اس نے ، الحمدللّٰہ، کہہ دیا یا تعجب خیز خبر کو سن کر، لَا اللہ الاَّ اللّٰہ، یا ، سبحان اللّٰہ، کہہ دیا تو جملہ صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی اس لئے کہ یہ کلمات عام گفتگو کے معنیٰ میں استعمال کئے گئے لیکن اگر نماز میں کسی کو چھینک آجائے اور اس نے ، الحمد للّٰہ، کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ کلمہ جواب کیلئے نہیں بلکہ ثواب کے حصول کیلئے استعمال ہوا ہے۔

(طحاوی علی مراقی الفلاح:۱۷۸، کتاب المسائل:۳۶۲)

﴿۴۹۶﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ.

ترجمہ اور ہر وہ چیز کہ جس سے ارادہ کیا گیا ہو جواب کا جیسے اے یحییٰ! کتاب لے۔

قرآن کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا

اگر نماز کے دوران قرآن کی کوئی آیت کسی سوال کرنے والے کے جواب میں استعمال کی تو نماز فاسد ہوگئی مثلاً کسی شخص نے کمرے میں اندر آنے کی اجازت مانگی اور نمازی نے نماز ہی میں زور سے یہ آیت پڑھ دی، ادخلوھا بسلام، آمنین، (تم ان میں سلامتی اور امن سے داخل ہو) یا ملازم نے پوچھا کہ کھانا لے آؤں تو یہ آیت پڑھ دی، آتِنَا غَدَائَنَا، (ہمارا ناشتہ لاؤ) یا کسی نے کتاب مانگی اور اس کا نام یحییٰ ہے اور اس کو کتاب دینی ہے اس سے کہہ دیا، یا یحییٰ ،خذا لکتاب، یہ تمام اگرچہ آیات قرآنیہ ہیں مگر اس موقع پر خطاب مقصود ہے اور انکو گفتگو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اس لئے نماز ٹوٹ جائے گی۔ (طحاوی علی مراقی الفلاح:۱۷۸)

﴿۴۹۷﴾ وَرُؤْيَةُ مُتَيَمِّمٍ مَاءً.

ترجمہ اور تیمم کرنے والے کا پانی کو دیکھ لینا۔

تیمّم کر کے نماز پڑھنے والا دوران نماز پانی پر قادر ہو گیا

جس شخص نے پانی ناپید ہونے کیوجہ سے یا کسی عذر کیوجہ سے تیمم کر کے نماز شروع کی تھی اگر وہ نماز کے دوران پانی کے حصول پر قادر ہو گیا یا اس کا عذر زائل ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح ۱۷۸ تا ۱۷۹، کتاب المسائل: ۳۶۳)

﴿۴۹۸﴾ وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الخُفِّ وَنَزْعُهُ.

ترجمہ: اور مدت کا ختم ہو جانا موزوں پر مسح کرنے والے کی اور موزے کا اتارنا۔

دوران نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہو گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے موزوں پر مسح کی مدت پوری ہو گئی یا معمولی سی حرکت سے کوئی موزہ اتر گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی بشرطیکہ وہاں پانی دستیاب ہو اور تیمّم کے جواز کا کوئی عذر موجود نہ ہو۔ (مراقی الفلاح: ۱۷۹، درمختار زکریا: ۲/ ۳۶۱)

﴿۴۹۹﴾ وَتَعَلُّمُ الاُمِّيِّ آيَةً.

ترجمہ: اور امی کا سیکھ لینا ایک آیت کو۔

ان پڑھ شخص نے دوران نماز کوئی آیت سیکھ لی

امی وہ شخص ہے جو قرآن شریف کی ایک آیت بھی نہیں جانتا اس کیلئے جائز ہے کہ وہ جب تک سورتیں یاد نہ کرے ایسے ہی بغیر کچھ پڑھے ہوئے نیت باندھ کر نماز کا تصور کر کے کھڑا رہے اور قراءت کرنے کے بقدر کھڑے رہنے کے بعد رکوع سجدہ وغیرہ کرے لیکن اس پر قرآن سیکھنا اور سورہ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کرنا لازم ہے ورنہ وہ کوتاہی پر گناہ گار ہوگا جب اس کو ایک آیت بھی یاد ہو جائے گی تو اس آیت کو نماز میں پڑھے اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص پاگل ہو گیا تھا جب اچھا ہوا تو اس کو کوئی آیت یاد نہ تھی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا کہ کسی شخص نے کوئی آیت پڑھی اس کو فوراً یاد ہو گئی اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (البحر الرائق: ۱/ ۳۰۷، مراقی الفلاح: ۱۷۹)

﴿۵۰۰﴾ وَوِجْدَانُ العَارِيْ سَاتِرًا.

سَاتِرًا اسم فاعل ہے از باب نصر ستراً چھپانا۔

ترجمہ: اور ننگے کا پالینا ستر ڈھانپنے کے قابل کپڑے کو۔

ننگے شخص کو کپڑا میسر آ گیا

اگر کسی شخص نے کپڑا دستیاب نہ ہونیکی بنا پر ننگے ہونیکی حالت میں نماز شروع کی پھر اسے بقدر ستر کپڑا میسر آ گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اب کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھے۔ (کتاب المسائل: ۳۶۳، مراقی الفلاح ۱۷۹: درمختار زکریا: ۲/۳۶۲)

﴿۵۰۱﴾ وَقُدْرَةُ الْمُؤمِی عَلَی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

المؤمی اسم فاعل ہے از باب افعال ایماء اشارہ کرنا۔

ترجمہ: اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجدوں پر قادر ہو جانا۔

تشریح: اگر کوئی شخص کمزوری یا بیماری کی وجہ سے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کر رہا تھا پھر وہ دوران نماز رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اب از سر نو نماز پڑھے۔ (طحطاوی: ۱۷۹)

﴿۵۰۲﴾ وَتَذَکُّرُ فَائِتَةٍ لِذِیْ تَرْتِیْبٍ.

فائتة چھوٹی ہوئی نماز (جو وقت پر ادا نہ کی گئی ہو) جمع فَوَائِتُ. **ذُوْ** والا، صاحب، یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، یہ اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے جو عموماً جنس ہوتا ہے اور ذو کے ذریعہ اس اسم جنس کو صفت بنایا جاتا ہے جیسے ذُو مالٍ رَجُلٌ کی صفت ہے، اور مال اسم ظاہر ہے اور جنس ہے یہی صورت ذو ترتیب میں بھی ہے۔

ترجمہ: اور چھوٹی ہوئی نماز کا یاد آ جانا صاحب ترتیب کیلئے۔

صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی

اگر کوئی شخص صاحب ترتیب ہو یعنی اس کے ذمہ کوئی نماز پہلے کی قضا نہ ہو اتفاق سے اس کی ایک نماز قضاء ہو گئی اور اس نے وقت میں گنجائش کے باوجود بھول کر وقتیہ نماز کی نیت باندھ لی پھر نماز کے دوران اسے یاد آ گیا کہ اس پر تو پچھلی نماز بھی قضا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اب پہلے فوت شدہ نماز پڑھے اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے مگر یہ فساد موقوف ہے، اگر آئندہ پانچ نمازوں کے وقت کے گزرنے کے اندر اس نے فوت شدہ نماز قضاء نہ کی تو اس درمیان میں پڑھی جانے والی سب نمازیں درست ہو جائیں گی اور اگر ۵/ نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۷۹، کتاب المسائل: ۳۶۴)

﴿۵۰۳﴾ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَّا یَصْلُحُ اِمَامًا.

استخلاف باب استفعال کا مصدر ہے، جانشین بنانا، قائم مقام بنانا۔

ترجمہ: اور خلیفہ بنا دینا ایسے شخص کو جو صلاحیت نہیں رکھتا امام ہونے کی۔

نااہل شخص کو نائب بنا دینا

اوّلاً یہ بات سمجھیں کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ خود پیچھے ہٹ جائے اور کسی شخص کو اپنی جگہ کر دے اس کو خلیفہ کہا جائیگا ثانیاً۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی امام نے دوران نماز عذر پیش آنے کی بنا پر اپنا نائب کسی ایسے شخص کو بنا دیا جو دیگر مقتدیوں کیلئے نااہل ہو مثلاً بالکل اُمی یا معذور شرعی ہو تو سب لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۴﴾ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ.

ترجمہ: اور سورج کا نکل آنا فجر کی نماز میں اور اس کا ڈھل جانا عیدین کی نماز میں اور آ جانا عصر کا وقت جمعہ میں۔

نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا یا عید کی نماز پڑھتے ہوئے زوال شمس ہو گیا یا جمعہ پڑھنے کے دوران عصر کا وقت داخل ہو گیا تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی (البتہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہو گیا تو نماز عصر ادا سمجھی جائے گی) (مراقی الفلاح: ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۵﴾ وَسُقُوْطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ.

الجبیرۃ ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جانے والی لکڑی یا پٹی۔ **بُرءٌ** جمع **بُرُوءٌ** شفا، صحت یابی **بَرِئَ بُرْءاً بُرَاءً** باب سمع سے صحت یاب ہونا، اچھا ہونا۔

ترجمہ: اور پٹی کا گر جانا زخم اچھا ہو کر۔

زخم درست ہو کر پٹی کھل گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے زخم ٹھیک ہو گیا اور پٹی یا پھایہ کھل کر گر پڑا تو نماز فاسد ہو گئی اس لئے کہ پٹی پر مسح کرنے کا عذر زائل ہو گیا البتہ اگر زخم ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کھل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۶﴾ وَزَوَالُ عُذْرِ الْمَعْذُوْرِ.

ترجمہ: اور معذور کے عذر کا ختم ہو جانا۔

معذور شرعی کا عذر زائل ہو جانا

اگر کوئی معذور شخص لگا تار حدث میں مبتلاء ہونے کیوجہ سے شرعی رخصت پر عمل کر رہا تھا (یعنی ایک ہی وضو سے پورے وقت میں نماز پڑھتا تھا) کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کا عذر زائل ہو گیا یعنی پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس کو عذر پیش نہیں آیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسے نیا وضو کر کے نماز ادا کرنی ہوگی مثلاً مستحاضہ جس کا خون برابر جاری تھا اب اس نے وضو کر کے ظہر کی نماز شروع کر دی اور تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے خون بند ہو گیا اور سورج کے غروب ہونے تک بند ہی رہا تو وہ نماز فاسد ہو جائے گی اور از سر نو نماز پڑھنی پڑے گی۔ (طحطاوی علی المراقی الفلاح:۱۸۰)

﴿۵۰۷﴾ وَالْحَدَثُ عَمَدًا.

ترجمہ: اور حدث کرنا جان بوجھ کر۔

نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے قصداً وضو توڑ دیا یا جنابت پیش آ گئی تو نماز فاسد ہو گئی البتہ اگر خود بخود اچانک وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے بناء کی گنجائش ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۸۰)

﴿۵۰۸﴾ اَوْ بِصُنْعِ غَيْرِهٖ.

ترجمہ: یا اس کے علاوہ کی حرکت سے۔

تشریح: مثلاً کسی نے نمازی کے چاقو مار دیا جس سے خون نکل کر بہہ گیا، تو اس کی نماز فاسد ہو گئی از سر نو پڑھنی ضروری ہے گزشتہ پر بناء کی اجازت نہیں ہے۔

﴿۵۰۹﴾ وَالْاِغْمَاءُ وَالْجُنُوْنُ.

ترجمہ: اور بے ہوش ہو جانا اور پاگل ہو جانا۔

نماز میں بے ہوش یا پاگل ہو جانا

اگر کسی شخص پر نماز کے دوران بے ہوشی طاری ہو گئی یا مجنوں ہو گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔

﴿۵۱۰﴾ وَالْجَنَابَةُ بِنَظَرٍ اَوِ احْتِلَامٍ.

ترجمہ: اور جنبی ہو جانا صرف دیکھنے سے یا احتلام سے۔

نماز کے دوران احتلام ہو جانا

اگر اتفاق سے نماز کی حالت میں کسی حسین عورت پر نظر پڑ جائے اور پھر تفکر کی وجہ سے انزال ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح فرض کرو کہ نماز میں سو گیا اور سونا اس قسم کا تھا کہ جس سے نماز نہیں ٹوٹتی یعنی ہیئت مسنونہ نہیں بدلی تھی پھر بھی سوتے ہوئے خواب میں احتلام ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۸۰)

﴿۵۱۱﴾ وَمُحَاذَاةُ الْمُشْتَهَاةِ فِي صَلٰوةٍ مُطْلَقَةٍ مُشْتَرَكَةٍ تَحْرِيْمَةً فِي مَكَانٍ مُتَّحِدٍ بِلَاحَائِلٍ وَنَوَى اِمَامَتَهَا.

مُحَاذَاةٌ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے مقابل ہونا، برابر ہونا۔ **الْمُشْتَهَاةُ** اسم مفعول باب افتعال اِشْتِهَاء مصدر ہے زیادہ خواہش رکھنا، دل چاہنا اور مشتہاۃ کے معنی مرغوب و پسندیدہ۔

ترجمہ: اور قابل شہوت عورت کا مقابل ہونا کسی ایسی نماز میں جو مطلق ہو تحریمہ کے اعتبار سے مشترک ہو کسی ایسے مکان میں جو متحد ہو بلا کسی آڑ کے اور نیت کی ہو امام نے عورت کی امامت کی۔

عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی عورت نماز میں مرد کے دائیں بائیں یا مرد کے سامنے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی (۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی ۹/ سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم سب کا حکم یہی ہے (۲) مرد کی پنڈلی ٹخنہ یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو (۳) اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے (۴) مرد و عورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں (۵) مرد و عورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا (۶) دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو مثلاً ستون یا کوئی اور چیز یا دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو (۷) امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو (۸) مرد و عورت کا سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو (۹) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونیکا اشارہ نہ کیا ہو اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل: ۳۶۶)

نوٹ: جاننا چاہئے کہ مذکورہ مسئلہ کا نام مسئلہ محاذاۃ ہے۔

اختیاری مطالعہ

مسجد حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا لیکن مسجد حرام میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئی ہیں لیکن مطاف اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہوجاتے ہیں اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہوکر ہی نماز پڑھیں اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھلیں اور مردوں کو چاہئے کہ (۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں (۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آکر کھڑی ہونے لگے تو اسے دوران نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہوجائے گی اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہوکر نماز پڑھنے لگے تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

(کتاب المسائل ۳۶۷، شامی مصری: ۱/ ۵۳۹)

﴿۵۱۲﴾ وَظُهُوْرُ عَوْرَةِ مَنْ سَبَقَهُ الحَدَثُ وَلَوِ اضْطُرَّ اِلَيْهِ كَكَشْفِ المَرْأةِ ذِرَاعَهَا لِلْوُضُوْءِ.

عورۃ قابل پوشیدگی اعضاء جسم، ستر جمع عَوْرَات ۔ اُضطُرَّ ماضی مجہول باب افتعال سے (م) اِضْطِرَارًا مجبور ہونا، مجبور کیا جانا اضطرار ایمر جنسی۔

ترجمہ: اور اس شخص کے ستر کا کھل جانا جس کو (نماز میں) حدث پیش آگیا ہو اگرچہ محدث ستر کے کھولنے کی طرف مجبور ہو مثلاً عورت کا کھول دینا اپنی کہنی کو وضو کرنے کیلئے۔

دوران نماز ستر کا کھل جانا

اگر نماز پڑھتے ہوئے ستر (عضو مستور کا چوتھائی یا اس سے زیادہ تین تسبیح پڑھنے کی مدت کے بقدر) کھلا رہ گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ ستر کھولنا لازم ہو مثلاً عورت کو نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوگیا، اب اگر وہ وضو کو جائے اور ہاتھ دھونے کیلئے کہنی کھول لے حالاں کہ یہ حصہ اس کے ستر میں داخل ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو کے بعد از سر نو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۱، کتاب المسائل: ۳۶۸)

﴿۵۱۳﴾ وَقِرَاءَتُهٗ ذَاهِبًا اَوْ عَائِدًا لِلْوُضُوْءِ.

عائدًا اسم فاعل ہے باب (ن) عودًا (م) لوٹنا۔

ترجمہ اور اس کا قراءت کرنا جاتے ہوئے یا لوٹتے ہوئے وضو کیلئے۔

حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا

اگر کسی شخص کا نماز کے دوران اتفاقاً وضو ٹوٹ گیا پھر وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو اگر آنے اور جانے کے درمیان قرآن پاک کی تلاوت کرلے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر تسبیح وغیرہ پڑھتا ہے تو فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ قراءت قرآن نماز کا ایک رکن ہے جس کا حالت حدث میں دوران نماز ادا کرنا ممنوع اور مفسد ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۲، کتاب المسائل: ۳۶۸)

﴿۵۱۴﴾ وَمُكْثُهٗ قَدْرَ اَدَاءِ رُكْنٍ بَعْدَ سَبْقِ الْحَدَثِ مُسْتَيْقِظًا.

مکث باب (ن) کا مصدر ہے ٹھہرنا۔ **مستیقظًا** اسم فاعل ہے باب استفعال سے جاگنا۔

ترجمہ اور اس کا ٹھہر جانا ایک رکن ادا کرنیکی مقدار حدث ہو جانے کے بعد بیداری کے ساتھ۔

نماز میں وضو ٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا

اگر کسی شخص کا نماز میں وضو ٹوٹ گیا پھر وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر وہیں ٹھہرا رہا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی ایسی صورت میں فوراً نماز موقوف کر کے وضو کیلئے جانا چاہئے البتہ اگر کوئی عذر درپیش ہو مثلاً بھیڑ بہت زیادہ ہے نکلنے کا موقع نہیں یا نکسیر کا خون بہا چلا جا رہا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور عذر ہے تو تاخیر کے باوجود نماز باقی رہ جائے گی۔ (مراقی الفلاح ۱۸۲، کتاب المسائل: ۳۶۹)

﴿۵۱۵﴾ وَمُجَاوَزَتُهٗ مَاءً قَرِيْبًا لِغَيْرِهٖ.

مجاوزۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے گزر جانا، پار کرنا۔

ترجمہ اور اس کا آگے نکل جانا ایسے پانی سے جو قریب ہے اس کے علاوہ کی جانب۔

قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا

اگر دوران نماز حدث لاحق ہوا اور قریب میں وضو کا پانی موجود ہے اب اگر وہ اس پانی کو چھوڑ کر اس سے دو صف آگے جان بوجھ کر بلا عذر تجاوز کر جائیگا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً وہ بھول جائے کہ قریب

میں پانی ہے یا جگہ کی تنگی کیوجہ سے پانی کے مقام تک پہنچنا مشکل ہو تو تجاوز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۸۲، کتاب المسائل: ۳۶۹)

﴿۵۱۶﴾ وَخُرُوْجُهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدَثِ وَمُجَاوَزَتُهُ الصُّفُوْفَ فِيْ غَيْرِهٖ بِظَنِّهٖ.

غیرہ ضمیر کا مرجع مسجد ہے، بظنہ ضمیر کا مرجع حدث ہے۔

ترجمہ اور اس کا نکل جانا مسجد سے حدث کے گمان پر اور اس کا گذر جانا صفوں سے مسجد کے علاوہ حدث کے گمان پر۔

حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا نماز کے دوران اسے گمان ہوا کہ غالباً اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے (مثلاً ایک شخص کی ناک سے پانی نکلا اس کو خیال ہوا کہ نکسیر ہے یہی سوچ کر مسجد سے باہر نکل گیا تا کہ دوبارہ وضو کرے باہر جا کر معلوم ہوا کہ خون نہیں تھا) چناں چہ وہ وضو کیلئے چل پڑا تا آں کہ مسجد سے نکل گیا (اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا) یا صفوں سے نکل گیا (اگر میدان میں شریک جماعت تھا) یا سجدہ کے مقام سے تجاوز کر گیا (اگر میدان میں تنہا نماز پڑھ رہا تھا) پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی البتہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے یا صفوں کے تجاوز کرنے سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ اس کا وضو باقی ہے تو وہ اپنی ما بقیہ نماز پوری کر سکتا ہے از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(کتاب المسائل: ۳۷۰، مراقی الفلاح: ۱۸۲)

﴿۵۱۷﴾ وَانْصِرَافُهٗ ظَانًّا اَنَّهٗ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ.

انصراف باب انفعال کا مصدر ہے ہٹنا، الگ ہونا، چھوڑنا۔

ترجمہ اور اس کا ہٹ جانا یہ خیال کر کے کہ وضو کئے ہوئے نہیں ہے۔

بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کیلئے چل پڑا

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ اس نے تو بلا وضو نماز شروع کی ہے پھر وہ وضو کرنے کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا پھر پتہ چلا کہ اس نے طہارت کی حالت میں نماز شروع کی تھی تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۳، کتاب المسائل: ۳۷۰)

﴿۵۱۸﴾ وَاَنَّ مُدَّةَ مَسْحِهٖ انْقَضَتْ اَوْ اَنَّ عَلَيْهِ فَائِتَةً اَوْ نَجَاسَةً وَاِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ.

انقضت ماضی معروف باب انفعال سے انقضاض (م) ہے ٹوٹنا، ختم ہونا۔

ترجمہ: اور یہ کہ اس کے مسح کی مدت ختم ہوگئی یا اس پر کوئی قضا نماز واجب ہے یا اس پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہے اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔

دورانِ نماز خیال آیا کہ کپڑے ناپاک ہیں تو کیا کرے؟

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ مدت مسح گذر گئی یا یہ کہ اس پر قضا نماز ہے یا یہ کہ اس کے کپڑے نجس ہیں پھر وہ وضو کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا تو ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ مسجد سے باہر بھی نہ نکلا ہو اب بناء درست نہ ہوگی بلکہ نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۳)

﴿۵۱۹﴾ وَفَتْحُهُ عَلٰى غَيْرِ اِمَامِهٖ.

فتح باب (ف) کا مصدر ہے کھولنا اور جب صلہ میں علیٰ آئے تو معنی ہوں گے بتانا، بھولے ہوئے کو بتانا، **فتحہ،** میں ضمیر کا مرجع ''مُصلی'' ہے۔

ترجمہ: اور اس کا ٹوک دینا اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو۔

امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا

امام کو اگر قراءت میں کوئی مانع پیش آئے آگے پڑھنے سے تو مقتدی اس کا راستہ کھول سکتا ہے جس کو ہمارے محاورہ میں لقمہ دینا کہتے ہیں صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز کے دوران مقتدی کیلئے اپنے امام کو لقمہ دینا تو جائز ہے لیکن امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو لقمہ دینا مفسد صلاۃ ہے۔ (مراقی مع الطحطاوی ۱۸۳)

اختیاری مطالعہ

امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا

امام قراءت کر رہا تھا درمیان میں غلطی آئی تو نماز میں شامل مقتدیوں کے علاوہ کسی اور شخص نے اس امام کو لقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول کر لیا تو امام اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (طحطاوی ۱۸۳، کتاب المسائل: ۳۷)

﴿۵۲۰﴾ وَالتَّكْبِيْرُ بِنِيَّةِ الْاِنْتِقَالِ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰى غَيْرَ صَلٰوتِهٖ.

ترجمہ: اور تکبیر کہنا منتقل ہونیکی نیت سے کسی دوسری نماز کیلئے اپنی نماز کے علاوہ۔

نئی نماز شروع کرنیکی نیت سے تکبیر تحریمہ کہنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے ارادہ کیا کہ اس نماز کو چھوڑ کر دوسری نماز شروع کرے اور اس نیت سے اس

نے ،اللہ اکبر، کہا تو، اللہ اکبر، کہتے ہی اس کی پہلی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر زبان سے ، اللہ اکبر، کہے بغیر صرف دل سے نیت کر لی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۳، کتاب المسائل:۳۷۱)

﴿۵۲۱﴾ اِذَا حَصَلَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتُ قَبْلَ الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ.

ترجمہ جبکہ حاصل ہوں یہ مذکورہ چیزیں تشہد کی مقدار قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنے سے پہلے۔

تشریح مسئلہ ۴۹۷، سے یہاں تک جتنے مسائل بیان کئے گئے ہیں ان کے بارے میں مصنفؒ یہ فرمارہے ہیں کہ یہ تمام مذکورہ چیزیں اس وقت نماز کو فاسد کریں گی جب یہ چیزیں قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے پائی جائیں اور اگر قعدۂ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد پائی گئیں تو نماز اس کی درست ہوگی یہاں پر یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ کے بعد ان عوارض کا پیش آنا جو ہر مسئلے میں الگ الگ مذکور ہوئے ہیں ایسا ہے جیسے درمیان نماز میں پیش آنا اور چونکہ درمیان نماز میں ان عوارض کا پیش آنا مفسد نماز ہے اس لئے قعدہ اخیرہ کے بعد بھی اگر یہ عوارض پیش آگئے تو نماز باطل ہو جائے گی اور صاحبینؒ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ کے بعد ان عوارض کا پیش آنا ایسا ہے جیسے سلام پھیرنے کے بعد پیش آنا اس لئے ان عوارض کے پیش آنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

﴿۵۲۲﴾ وَيُفْسِدُهَا اَيْضًا مَدُّ الْهَمْزَةِ فِي التَّكْبِيْرِ.

ترجمہ اور فاسد کر دیتا ہے نماز کو ہمزہ کا بڑھانا اور کھینچنا بھی ،اللہ اکبر، میں۔

تشریح اس کی تشریح مکمل تفصیل کے ساتھ مسئلہ ۳۸۹ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

﴿۵۲۳﴾ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ.

ترجمہ اور پڑھنا اس حصہ کا جو اس کو یاد نہیں قرآن شریف سے۔

دوران نماز قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآن کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قراءت کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور دوسرے یہ کہ اس میں نماز کے اندر اختیاری چیز سے تلقی اور تعلّم (سیکھنا) کی صورت پیش آتی ہے جو ممنوع ہے۔ (طحطاوی علی المراقی الفلاح:۱۸۵، کتاب المسائل:۳۷۱)

﴿۵۲۴﴾ وَاَدَاءُ رُكْنٍ اَوْ اِمْكَانُهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ اَوْ مَعَ نَجَاسَةٍ مَانِعَةٍ.

ترجمہ اور کسی ایک رکن کا ادا کرنا یا اس کا امکان (یعنی اتنی دیر تک ستر کھلے ہوئے رکھنا کہ جتنی دیر میں نماز کا

کوئی ایک رکن ادا کرسکتا ہے) یا نجاست کے موجود ہونیکی حالت میں جو جواز صلوۃ کیلئے مانع ہو (اتنی دیر تک لگا رہنا کہ جتنی دیر میں اس نے کوئی ایک رکن نماز کا ادا کرلیا ہو یا ادا کرسکتا ہو)

مانع نماز نجاست کے ساتھ نماز

اعضاء مستورہ (جنکی تفصیل مسئلہ ۳۱۴ تا ۳۱۶ میں آچکی ہے) میں سے اگر کسی ایک عضو مثلاً ایک کان کا چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ رکوع یا سجدہ والی تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی یا نماز کے کسی رکن کو اس حال میں ادا کرلیا تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی اسی طرح ایسی نجاست کا ہونا جو مانع ہو خواہ وہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ حقیقی ہو یا حکمی تو بھی نماز نہ ہوگی۔

﴿۵۲۵﴾ وَمُسَابَقَةُ الْمُقْتَدِیْ بِرُکْنٍ لَمْ یُشَارِکْهُ فِیْهِ اِمَامُهٗ.

مسابقة باب مفاعلة کا مصدر ہے کسی چیز کی طرف دوڑنا۔ لم یشارك نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب مفاعلة سے مشارکة مصدر ہے کسی کے ساتھ شریک ہونا، حصہ دار ہونا۔

ترجمہ: اور مقتدی کا پہل کرلینا کسی ایسے رکن میں کہ جس میں اس کا امام شریک نہ ہوسکا۔

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرلینا

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے کوئی رکن مثلاً رکوع امام سے پہلے اس طرح ادا کرلیا کہ ایک منٹ بھی امام کے ساتھ شرکت نہ ہوسکی اور پھر بعد میں اس رکن کو دہرایا بھی نہیں اور سلام پھیر دیا تو اس شخص کی نماز فاسد ہوگئی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۵، کتاب المسائل: ۳۷۲)

﴿۵۲۶﴾ وَمُتَابَعَةُ الْاِمَامِ فِیْ سُجُوْدِ السَّهْوِ لِلْمَسْبُوْقِ.

ترجمہ: اور امام کی پیروی کرنا سجدۂ سہو میں مسبوق کیلئے۔

مسبوق کے لئے سجدۂ سہو میں امام کی پیروی

اولاً یہ بات سمجھیں کہ اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کیلئے کھڑا ہوگیا ہو پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے اب صورت مسئلہ اس طرح ہے کہ امام سجدۂ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا یہ مسبوق مقتدی اپنی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوگیا اور ایک رکعت پڑھ کر سجدہ بھی کرلیا پھر امام کو یاد آیا کہ میں نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو

موافق اس مسئلہ کے (کہ جب تک کوئی فعل مخالف نماز کے نہ کرے اس وقت تک دونوں سلام پھیرنے کے بعد بھی سجدۂ سہو کر سکتے ہیں) امام نے سجدۂ سہو کرلیا اس وقت مسبوق نے بھی جو اپنی باقی ماندہ نماز پڑھ رہا تھا اور ایک رکعت پڑھ کر اس کا سجدہ بھی کر چکا تھا امام کے ساتھ سجدہ کرلیا، تو اس صورت میں مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۵)

﴿۵۲۷﴾ وَعَدَمُ اِعَادَةُ الجُلُوْسِ الاَخِيْرِ بَعْدَ اَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الجُلُوْسِ.

صلبیۃ اصلی حقیقی جمع صُلْبِیَّات.

ترجمہ: اور قعدۂ اخیرہ کا نہ لوٹانا اس اصلی سجدہ کے ادا کرنے کے بعد جو اس کو جلسہ کے بعد یاد آیا۔

قعدۂ اخیرہ کا نہ لوٹانا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کا ایک سجدہ رہ گیا تھا اب قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا ہے اس وقت اس نے سجدہ کرلیا پھر سجدہ کی ادائیگی کے بعد دوبارہ جلسۂ اخیرہ نہ کیا بلکہ فوراً ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح سجدۂ تلاوت کو بھول گیا تھا اب التحیات پڑھنے کے بعد یاد آیا اور سجدۂ تلاوت کرلیا مگر دوبارہ قعدۂ اخیرہ کا اعادہ نہ کیا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ درحقیقت ابھی تک قعدۂ اخیرہ نہیں ہوا کیونکہ قعدۂ اخیرہ تمام ارکان کی ادائیگی کے بعد ہوتا ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۸۵)

﴿۵۲۸﴾ وَعَدَمُ اِعَادَةِ رُكْنٍ اَدَّاهُ نَائِمًا.

ترجمہ: اور اس رکن کا نہ لوٹانا کہ جس کو ادا کیا ہے سوتے ہوئے۔

کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کسی رکن مثلاً سجدہ میں سوتا رہ جائے تو بعد میں اس رکن کا دہرانا لازم ہے اگر دہرائے بغیر سلام پھیر دے گا تو نماز فاسد قرار پائے گی۔ (مراقی الفلاح:۱۸۶)

لیکن اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سو گیا اور بعد میں بیدار ہو کر سر اٹھایا تو نماز درست ہو گئی اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہو چکی ہے۔ (درمختار مع شامی زکریا:۲/۱۴۶)

﴿۵۲۹﴾ وَقَهْقَهَةُ اِمَامِ المَسْبُوْقِ وَحَدَثُهُ العَمَدَ بَعْدَ الجُلُوْسِ الاَخِيْرِ.

ترجمہ اور مسبوق کے امام کا قہقہہ مارنا اور اس کا حدث کر لینا جان بوجھ کر قعدۂ اخیرہ کے بعد۔

دورانِ نماز قصداً حدث کرنا

امام نے التحیات پڑھنے کے بعد یا التحیات کی مقدار بیٹھنے کے بعد قصداً قہقہہ لگایا یا قصداً حدث کر دیا تو اس صورت میں امام کی نماز تو ہو جائے گی مگر اس بے چارے مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ امام پر واجب ہے کہ وضو کر لینے کے بعد واجب کے ترک ہو جانیکی وجہ سے دوبارہ السلام علیکم کہہ کر نماز کو ختم کرے تا کہ ترک واجب کے گناہ سے بچ جائے۔

﴿۵۳۰﴾ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِي غَيْرِ الثُّنَائِيَّةِ ظَانًّا اَنَّهٗ مُسَافِرًا اَوْ اَنَّهَا الْجُمُعَةُ اَوْ اَنَّهَا التَّرَاوِيْحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ اَوْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرْضَ رَكْعَتَيْنِ.

الثنائیۃ دو رکعت والی نماز، ہر وہ چیز جو دو سے مرکب ہو۔

ترجمہ اور سلام پھیر دینا دو رکعتوں پر اس نماز میں جو دو رکعت والی نہیں ہے اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے یا یہ جمعہ کی نماز ہے یا یہ تراویح ہے حالاں کہ وہ عشاء کی نماز تھی یا قریبی زمانہ میں ہی اسلام قبول کیا تھا پس اس نے فرض کو کل دو رکعت ہی سمجھا۔

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا

اگر کسی شخص نے چار یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا کہ یہی قعدۂ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اخیر میں سجدۂ سہو سے کام بن جائیگا لیکن اگر مذکورہ نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہیں حالاں کہ در حقیقت چار واجب تھیں مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرے یا عشاء کی نماز کو تراویح سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا کوئی شخص نیا مسلمان ہوا تھا اور ابھی احکام اسلام سے واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے اس نے فرض دو ہی رکعت سمجھی تو ان تمام صورتوں میں سلام پھیرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۸۶)

اختیاری مطالعہ

نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا

اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کے چھوٹے بچے نے اسی حالت میں اس کے پستان کو چوسا جس سے دودھ نکل آیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۳۹۰)

نماز پڑھتے ہوئے موت آگئی

نماز پڑھتے ہوئے اگر کسی کو موت آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر امام نماز کے دوران انتقال کر جائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی اور انھیں از سر نو نماز پڑھنی ہوگی مرنے والے کی نماز کا فدیہ لازم نہیں ہے کیوں کہ اس سے نماز ساقط ہو چکی ہے۔ (کتاب المسائل ۴۷۴)

فَصْلٌ فِيْمَا لَا يفسِدُ الصَّلوٰةَ

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو نماز کو فاسد نہیں کرتی ہیں)

﴿۵۳۱﴾ لَوْ نَظَرَ الْمُصَلِّي اِلٰى مَكْتُوْبٍ وَفَهِمَهٗ اَوْ اَكَلَ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَا عَمَلٍ كَثِيْرٍ اَوْ مَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضِعِ سُجُوْدٍ لَا تَفْسُدُ وَاِنْ اَثِمَ الْمَارُّ.

مکتوب اسم مفعول ہے باب نصر سے لکھا ہوا **اسنان** سِنٌّ کی جمع دانت **الحمصة** اس کی جمع حِمَّصٌ چنا۔ **اثم** ماضی معروف باب (س) اِثْمًا مصدر ہے گناہگار ہونا۔ **مارّ** اسم فاعل ہے باب (ن) سے گزرنے والا اس کا مصدر مُرُوْرًا آتا ہے۔

ترجمہ: اگر دیکھ لے نمازی کسی لکھی ہوئی چیز کو اور اس کو سمجھ لے یا کھا لے اس چیز کو جو اس کے دانتوں میں لگی ہوئی ہے اور وہ چنے سے کم ہو بغیر عمل کثیر کے یا گذر جائے کوئی گذرنے والا سجدہ کرنے کی جگہ سے تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ گذرنے والا گناہ گار ہوگا۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے (۱) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۷)

(۲) اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے سے کم ہو اور بغیر چبائے نفس زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی (۳) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے کوئی شخص گذر گیا تو نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی البتہ گزرنے والا گناہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں نمازی بھی گناہ گار ہو سکتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ امکانی طور پر اس مسئلہ کی چار شکلیں پائی جا سکتی ہیں (۱) نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں نماز پڑھنے سے گزرنے والے کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نمازی کے پیچھے سے گزرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے اب اگر گزرنے والا پیچھے

کے راستہ کو چھوڑ کر آگے سے گزرتا ہے تو صرف گزرنے والا گناہ گار ہوگا نمازی گناہ گار نہیں ہوگا متن کی عبارت کا یہی مطلب ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۲) نمازی نے راستہ روک کر نماز کی نیت باندھ لی اور گزرنے والے کیلئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے مثلاً مسجد کے عین دروازے پر نیت باندھ لی تو ایسی صورت میں آگے سے گزرنے والے کو گناہ نہ ہوگا بلکہ صرف نماز پڑھنے والا ہی گناہ گار ہوگا (۳) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو اگرچہ عام گزرگاہ ہے لیکن اس راستہ کا متبادل (دوسرا راستہ) بھی موجود ہے تو ایسی صورت میں گزرگاہ پر نماز پڑھنے کا وبال نمازی پر ہوگا اور جو شخص دوسرا متبادل راستہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزرے گا تو اس پر گزرنے کا گناہ ہوگا گویا کہ دونوں گناہ گار ہوں گے (۴) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو عام گزرگاہ نہیں ہے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ گزرنے والے کو نمازی کے آگے سے گزرنا کسی وجہ سے ناگزیر (جس کے بغیر چارہ نہ ہو) ہوگیا تو ایسی صورت میں دونوں ہی گناہ گار نہ ہوں گے۔ (کتاب المسائل: ۴۰۵، درمختار مع الشامی: ۲/۳۴۳-۳۴۴، طحطاوی ۱۸۸)

نمازی کے سامنے سے کتنے فاصلے سے گزر سکتے ہیں

بڑی مسجد یا میدان میں اگر کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے آگے سے کسی کو گزرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ کتنے فاصلہ سے گزرے کہ گناہ گار نہ ہو اس کے بارے میں ائمہ متقدمین سے کوئی حد منصوص نہیں ہے اور مشائخ کے اقوال اس کے متعلق مختلف ہیں (۱) بعض نے کہا کہ ۵۰/ ہاتھ سے آگے گزرنا جائز ہے (۲) بعض نے اس کی حد ۴۰/ ہاتھ مقرر کی ہے (۳) بعض نے ۲/ یا ۳/ صفیں مقرر کی ہیں (۴) بعض نے ۳/ یا ۵/ ہاتھ کا اندازہ لگایا ہے (۵) قاضی خاں صاحب الکافی علامہ حاکم شہید صاحب ہدایہ صاحب محیط اور علامہ زیلعی فرماتے ہیں کہ اس نمازی کے سجدہ کی جگہ سے آگے گزرنا جائز ہے (۶) جبکہ فخر الاسلام بزدوی شمس الائمہ سرخسی اور علامہ ابو جعفر علامہ تمرتاشی علامہ کاسانی اور صاحب نہایہ اور محقق ابن الہمام کی رائے یہ ہے کہ اگر آدمی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھے تو اس حالت میں جہاں تک اس کی نظر جاتی ہو اس سے آگے گزرنا درست ہے۔

صاحب عنایہ نے قول (۵) اور (۶) میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ قول (۵) میں سجدہ کی جگہ سے محض سجدہ کی مخصوص جگہ مراد نہیں بلکہ آس پاس کی جگہ کا بھی یہی حکم ہے اور یہی معنیٰ نتیجہ کے اعتبار سے قول (۶) کے نکلتے ہیں عنایہ ۱/۴۰۶ علامہ شامی نے بھی صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس کی عبارت حاشیہ میں نقل کرکے صاحب عنایہ کی پرزور تائید کی ہے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو دونوں اقوال کو الگ الگ قرار دیتے ہیں۔ (شامی مصری: ج۱، ص۵۹۳)

جبکہ صاحب بحر علامہ ابن نجیم نے پورا زور اس پر صرف کردیا ہے کہ قول (۵) ہی اصح ہے (البحر الرائق ۲/۱۶)

خلاصہ یہ کہ زیر بحث مسئلہ میں ابتدائی چار اقوال بالکل متروک ہیں اور قول (۵) اور قول (۶) میں صرف لفظی فرق ہے معنا یہ ایک ہی ہیں لہٰذا اکثر مشائخ کی رائے کے موافق ہونے کی بنا پر اس کو ترجیح ہوگی۔

﴿۵۳۲﴾ وَلَا تَفْسُدُ بِنَظَرِهٖ اِلٰی فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ فِی الْمُخْتَارِ وَاِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ.

ترجمہ اور فاسد نہیں ہوتی (نماز) اس کے دیکھ لینے سے طلاق دی ہوئی عورت کی فرج داخل کی طرف شہوت سے، مختار قول کی بنا پر اگرچہ ثابت ہو جائے گی اس سے رجعت۔

عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنے کا حکم

نماز کی حالت میں کسی اجنبیہ عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر نظر پڑ گئی تو نماز فاسد نہ ہوگی کیوں کہ یہ عمل قلیل ہے البتہ اگر یہ عورت اس کی منکوحہ مطلقہ تھی تو نماز فاسد تو نہ ہوگی مگر اس سے رجعت ثابت ہو جائے گی اور بوسہ لینا چھونا یہ سب جماع کے حکم میں ہے اور عمل کثیر میں ان کا شمار ہوتا ہے لہٰذا ان کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

فائدہ: **فی المختار** اس قید کو لگا کر ان لوگوں کے قول سے احتراز ہے جو کہتے ہیں کہ محض شرمگاہ کی جانب دیکھ لینے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

فَصْلٌ فِی الْمَکْرُوْهَاتِ

یہ فصل ہے مکروہات نماز کے بیان میں

کراہت کا مطلب

نماز میں کراہت آنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ مکروہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی البتہ کراہت کے درجات کے اعتبار سے نقصان آ جانے کی بنا پر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ نماز میں کسی مکروہ فعل کا ارتکاب نہ ہو۔

کراہت کی قسمیں

کراہت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں (۱) کراہت تحریمی (۲) کراہت تنزیہی ان دونوں میں فرق و امتیاز کراہت کی دلیلوں کے اعتبار سے ہوگا اگر ممانعت کی دلیل ظنی الثبوت یا **ظنی الدلالۃ** ہے یا وہ فعل ترک واجب کو شامل

ہے اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا اور اگر ممانعت کی دلیل خلاف اولی یا ترک استحباب پر مبنی ہے تو اس فعل کو مکروہ تنزیہی کہا جائیگا پھر کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی میں بھی شدت وضعف کے اعتبار سے الگ الگ مراتب ہیں جنہیں صاحب نظر عالم اور ماہر فقیہ دلائل کی روشنی میں خود متعین کر سکتا ہے۔

مکروہ کا اثر نماز پر

جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے مثلاً ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا جلد از جلد اس کا اعادہ کر لیا جائے خواہ وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد اور اگر کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں البتہ مستحب ہے اور جس مکروہ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً تعدیل ارکان کا چھوڑ دینا یا تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا لیکن ایسا فعل مکروہ جس کا تعلق عین ارکان نماز سے نہ ہو بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کر کے پڑھ دینا یا فاسق امام کا نماز پڑھا دینا تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی اس لئے کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں بلکہ قراءت قرآن کے واجبات میں سے ہے اسی طرح فسق سے محفوظ رہنا ہر مسلمان پر مستقلاً واجب ہے وہ اصلاً نماز کے واجبات میں سے نہیں بلکہ جماعت کے واجبات میں سے ہے (مکروہات تحریمی کی بحث میں مذکورہ بالا وضاحت پیش نظر رکھنی ضروری ہے) عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہات نماز کے باب میں مکروہات تحریمیہ وتنزیہیہ کو ملا جلا کر بیان فرمایا ہے اور یہاں صاحب کتاب نے بھی ایسا ہی کیا ہے مگر ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرح کے افعال کو الگ الگ کر دیں (فللّٰہ الحمد والمنۃ علیہ) (مستفاد کتاب المسائل ۳۳۹)

﴿۵۳۳﴾ يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي سَبْعَةٌ وَّسَبْعُوْنَ شَيْئًا تَرْكُ وَاجِبٍ اَوْ سُنَّةٍ عَمْدًا.

ترجمہ مکروہ ہے نماز پڑھنے والے کیلئے ستتر (۷۷) چیزیں واجب یا سنت کا قصداً چھوڑ دینا۔

تشریح صاحب کتاب نے مکروہات نماز ستتر (۷۷) بیان کئے ہیں یہ عدد حصر کیلئے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ تقریباً ستتر (۷۷) ہیں اس سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں خیر صاحب کتاب نے فرمایا کہ جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دینا مکروہ ہے مثلاً نماز کے تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے لہٰذا تعدیل ارکان کے تارک کی نماز کراہت تحریمی کے ساتھ صحیح ہوگی یعنی ذمہ فارغ ہو جائے گا اور یہ ایسا واجب ہے جسکی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا وقت کے اندر اندر ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے ایسے ہی جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا مثلاً نماز کے شروع میں مرد کیلئے، اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔ اب اگر کوئی اس سے

نیچے کرے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۸۹)

﴿۵۳۴﴾ كَعَبَثِهِ بِثَوْبِهِ وَبَدَنِهِ.

عبث بے فائدہ اور بے مقصد کام عَبِثَ يَعْبَثُ عَبَثًا باب سمع سے کھیل کود میں لگنا لایعنی اور بے فائدہ کام کرنا۔

ترجمہ: جیسا کہ کھیلنا اپنے کپڑے اور اپنے بدن سے۔

دوران نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصے سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگائے رہنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین یا رومال کی ہیئت درست کرتے رہتے ہیں اسی طرح دوران نماز بدن کے کسی حصے کو رگڑنا یا ناخونوں سے میل نکالنا یا ناک کریدنا یہ سب فعل عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں مکروہ کی ہیں (۱) نماز کے اندر کھیلنا (۲) روزہ کی حالت میں گندی بات کرنا (۳) قبرستان میں ہنسنا۔ (شامی مصری: ج۱ص۵۹۹، شامی بیروت:۲/۳۵۰، زکریا:۲/۴۰۶)

اور عبث سے مراد یہاں پر ایسے افعال ہیں جو داخل نماز نہ ہوں۔

﴿۵۳۵﴾ وَقَلْبُ الْحَصٰى اِلَّا لِلسُّجُوْدِ مَرَّةً.

حصی حصاۃ کی جمع ہے کنکریاں۔

ترجمہ: اور کنکریوں کا بدلنا (ہٹانا) مگر سجدے کیلئے صرف ایک مرتبہ۔

دوران نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا

اگر سجدہ کی جگہ کنکر پڑی ہوئی ہیں جن کے باعث اس کو سجدہ کرنا مشکل ہے تو ایک مرتبہ صاف کرنیکی اجازت ہے لیکن اگر بار بار خواہ مخواہ صاف کرے گا تو یہ فعل مکروہ تحریمی ہے صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ بالکل صاف نہ کیا جائے۔ (درمختار مع الشامی: ج۱ص۶۰۰)

﴿۵۳۶﴾ وَفَرْقَعَةُ الْاَصَابِعِ.

فرقعة انگلیاں چٹخانا، باب فَعْلَلَةٌ فرقع الاصابع فرقعة انگلیاں چٹخانا۔

ترجمہ: اور انگلیوں کو چٹخانا۔

انگلیاں چٹخانا

دوران نماز انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے یا نماز کے لئے مسجد کی جانب جانے والا ہو تو بھی چلتے ہوئے انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳۵۳/۲)

﴿۵۳۷﴾ وَتَشْبِيكُهَا.

ترجمہ اور انگلیوں کا ایک دوسرے میں داخل کرنا۔

دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز کی حالت میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ج۱ ص۶۰۱)

اور انتظار نماز کی حالت میں یا نماز کیلئے مسجد کی جانب جاتے ہوئے بھی منع ہے کیوں کہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور نمازی کو اور منتظر نماز کو ایسی کیفیت نہیں اختیار کرنی چاہئے جو سستی پیدا کرے۔

نوٹ: نماز اور اس سے متعلق اعمال کے علاوہ کسی صحیح مقصد سے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا یا انہیں چٹخانا منع نہیں ہے۔ (شامی: ۳۵۳/۲)

﴿۵۳۸﴾ وَالتَّخَصُّرُ.

تخصر باب تفعل کا مصدر ہے پہلو پر ہاتھ رکھنا۔

ترجمہ اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا (کوکھ یعنی نیچے کی وہ جگہ جہاں ہڈی نہیں ہوتی)

دورانِ نماز اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا

نماز پڑھتے ہوئے اپنی کوکھ پر ہاتھ ٹیکنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ کسی اور حالت میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی: ۳۵۴/۲)

کیوں کہ یہ شیطان اور جہنمیوں کے کھڑے ہونے کا انداز ہے یعنی دوزخی محشر میں جب کھڑے کھڑے تھک جائیں گے تو ستانے کیلئے اس طرح کھڑے ہوں گے۔

﴿۵۳۹﴾ وَالْاِلْتِفَاتُ بِعُنُقِهٖ.

ترجمہ اور توجہ کرنا اپنی گردن کے ساتھ یعنی کسی طرف کو گردن پھیر لینا۔

نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا

دوران نماز چہرہ کا رخ قبلہ کی جانب رہنا چاہئے اگر چہرہ اِدھر اُدھر گھمائیگا تو کراہت تحریمی کا مرتکب ہوگا اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سینہ قبلہ سے ہٹ گیا تو نماز ہی جاتی رہے گی۔

(شامی بیروت: ۲/۳۵۴، کتاب المسائل: ۳۴۵)

﴿۵۴۰﴾ وَالْإِقْعَاءُ.

الاقعاء باب افعال کا مصدر ہے پنڈلی اور ران ملا کر کھڑی کرنا اور کولہوں پر بیٹھنا۔

ترجمہ اور کتے کی طرح بیٹھنا۔

نماز میں سرین کے بل بیٹھنا

اقعاء کے اصل معنی یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا کہ سرین زمین پر رکھ لے گھٹنوں کو کھڑا کر کے سینہ سے ملا لے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں کتے کی طرح سرین ٹیک کر اور پاؤں کھڑے کر کے بیٹھنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۱۰)

﴿۵۴۱﴾ وَافْتِرَاشُ ذِرَاعَيْهِ.

افتراش باب افتعال کا مصدر ہے بچھانا۔

ترجمہ اور بچھا دینا اپنی دونوں کلائیوں کو۔

مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا

سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ عورت کیلئے افضل اور بہتر یہی ہے کہ وہ زمین سے چپک کر سجدہ کرے ہاں اگر کوئی لمبا سجدہ کرے اور وہ مسنون طریقہ پر سجدہ کرنیکی وجہ سے یعنی بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھنے کی وجہ سے تھک جائے تو اس کیلئے گھٹنوں سے مدد لینا یعنی کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹیک دینا جائز ہے مگر کلائیاں بچھانیکی اجازت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ اس میں کتے کی بیٹھک کی مشابہت ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۷۹)

﴿۵۴۲﴾ وَتَشْمِيرُ كُمَّيْهِ عَنْهُمَا.

تشمیر باب تفعیل کا مصدر ہے کپڑا اوپر اٹھانا، آستین چڑھانا عنهما تثنیہ کی ضمیر، ذراعیہ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور اپنی دونوں آستینوں کو چڑھا لینا کہنیوں سے۔

دورانِ نماز آستین چڑھا کر رکھنا

آستین اور دامن سمٹے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی شخص **جلد بازی** میں اس حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین چڑھی رہ گئیں ہیں تو اس کو چاہئے کہ معمولی عمل کے ساتھ آستین ٹھیک کرلے۔ (شامی بیروت: ۲/۳۵۰)

﴿۵۴۳﴾ وَصَلٰوتُهٗ فِي السَّرَاوِيْلِ مَعَ قُدْرَتِهٖ عَلٰى لُبْسِ الْقَمِيْصِ.

سراویل جمع سراویلات (مذکر ومؤنث دونوں کے لئے) پائجامہ۔

ترجمہ اور اس کا نماز پڑھنا صرف پائجامہ پہن کر اس کے قادر ہوتے ہوئے کرتہ پہننے پر۔

پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا

کرتا یا چادر وغیرہ مہیا ہونے کے باوجود صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حلبی کبیر پاکستان: ۳۴۸)

﴿۵۴۴﴾ وَرَدُّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ.

ترجمہ اور سلام کا جواب دینا اشارہ سے۔

اشارہ سے سلام کا جواب دینا

نماز کے دوران ہاتھ یا سر کے اشارے سے زبان ہلائے بغیر سلام کا جواب دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر زبان سے جواب دے گا تو نماز ہی فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۱۱)

﴿۵۴۵﴾ وَالتَّرَبُّعُ بِلَا عُذْرٍ.

ترجمہ اور پلوتھا مار کر بیٹھنا بغیر کسی عذر کے۔

بلا عذر چارزانو بیٹھنا

تربع کے اصلی معنیٰ محشیؒ نے یہ لکھے ہیں، هو ادخال الساقين تحت الفخذين، یعنی دونوں پنڈلیوں کو دونوں رانوں کے نیچے داخل کرلینا۔ یعنی چارزانو بیٹھنا، صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں کسی عذر کے بغیر قعدہ میں چارزانو

بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ حتی الامکان مسنون ہیئت ہی پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (درمختار ۱/۲۰۳)

﴿۵۴۶﴾ وَعَقْصُ شَعْرِهٖ.

عقص، باب ضرب سے ہے بالوں کی چوٹی بنانا یا گوندھنا۔

ترجمہ (گدی یا سر پر) اپنے بالوں کا جوڑا باندھ لینا۔

چوٹی بنا کر نماز پڑھنا

کسی مرد کا اپنے بالوں کی چوٹیاں یا مینڈھیاں بنا کر یا ربڑ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ عورتوں کیلئے اس کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کیلئے اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ وہ بال باندھ کر نماز پڑھیں تا کہ نماز میں بالوں کے کھل جانیکا خدشہ نہ رہے کیوں کہ عورت کے اگر ایک چوتھائی بال نماز میں کھل گئے اور ایک رکن کے بقدر کھلے رہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۳۵۲، تحفۃ الالمعی ۲/۲۱۰)

﴿۵۴۷﴾ وَالْاِعْتِجَارُ وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ بِالْمِنْدِيْلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوْفًا.

اعتجار باب افتعال کا مصدر ہے عمامہ لپیٹنا، اعتجرت المرأۃُ اوڑھنی ڈال لینا۔ مندیل رومال جمع مَنَادِيْلُ.

ترجمہ اور اعتجار اور وہ سر کو باندھنا رومال سے اور اس کے درمیانی حصہ کو چھوڑ دینا کھلا ہوا۔

درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا

سر پر کوئی رومال وغیرہ اس طرح باندھنا کہ سر کے بیچ کا حصہ کھلا رہا (جسے عربی میں اعتجار کہتے ہیں) تو اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ۲/۴۲۳)

﴿۵۴۸﴾ وَكَفُّ ثَوْبِهٖ.

ترجمہ اور اپنے کپڑے کو سمیٹنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجدے سے اٹھتے بیٹھتے دامن سمیٹنا تا کہ خراب نہ ہو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ۱/۵۹۸)

﴿۵۴۹﴾ وَسَدْلُهٗ.

سدل باب (ن،ض) کا مصدر ہے کپڑا لٹکانا۔

ترجمہ اور اس کا کا بدن سے لٹکانا۔

سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا

نماز کی حالت میں چادر یا رومال سر یا دونوں کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر دونوں جانب چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اس کو سدل کہا جاتا ہے یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کوٹ یا شیروانی کو آستینوں میں ہاتھ دیئے بغیر کندھے پر ڈال لیا جائے (خارج نماز یہ کیفیت مکروہ تنزیہی ہے)

(درمختار مع الشامی: ۲/ ۳۴۹)

﴿۵۵۰﴾ وَالاِنْدِرَاجُ فِيْهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ.

اندراج باب انفعال کا مصدر ہے داخل ہونا۔

ترجمہ اور داخل ہونا کپڑے میں اس طرح کہ باہر نہ نکال سکے اپنے دونوں ہاتھ۔

کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھنا

تمام بدن کو ایک لمبی چادر سے اس طرح لپیٹ لیا کہ ہاتھ نکالنے کا بھی موقع نہیں رہا تو اس ہیئت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی زکریا: ج ۲، ص ۴۲۳)

اختیاری مطالعہ

دونوں ہاتھوں کا اس طرح رکھنا کہ رکوع سجدے کی حالت میں بھی کمبل یا چادر کے اندر ہی رہیں سخت سردی کی حالت میں گنجائش ہے۔ (فتاوی محمودیہ قدیم ۱۰/ ۲۶۹)

﴿۵۵۱﴾ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تَحْتَ اِبِطِهِ الْاَيْمَنِ وَطَرْحُ جَانِبَيْهِ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ.

ابط بغل (مذکر و مؤنث) جمع آباط، **الایمن** داہنی جانب مؤنث **یمناء** جمع **یُمْنٌ و اَیَامِنُ** کہا جاتا ہے، **ذهب الی ایمن الابل**، وہ اونٹوں کی داہنی جانب گیا۔ **عاتق** کندھا جمع عواتق۔ **الایسر** بائیں جانب۔

ترجمہ اور کپڑے کو کر لینا اپنی داہنی بغل کے نیچے سے اور اس کے دونوں کناروں کو ڈال لینا اپنے بائیں کندھے پر۔

نماز میں کندھا کھلا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے

نماز میں دونوں کندھوں کا ڈھکنا مستحب ہے لہٰذا جو شخص ایک (یعنی اپنی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں

کندھے پر ڈالے اور داہنا کندھا کھلا رکھ کر) یا دونوں کندھے کھول کر نماز پڑھے گا وہ کراہت تنزیہی کا مرتکب ہوگا (بعض لوگ حالت احرام میں طواف کی سنت پڑھتے وقت بھی کندھا کھلا رکھتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے طواف ختم کرتے ہی کندھے ڈھک لینے چاہئیں) (البحر الرائق: ۲/ ۲۷، مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۲﴾ وَالْقِرَاءَةُ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ.

ترجمہ اور قراءت کرنا قیام کی حالت کے علاوہ میں۔

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قراءت کرنا

نماز کی چار حالتوں میں سے یعنی، قیام، رکوع، سجدہ، اور قعدہ میں سے صرف قیام میں قرآن پڑھا جائیگا اور یہ بات قرآن کریم کی تعظیم کیلئے ہے کیوں کہ انسان کی سب سے بہتر حالت قیام کی حالت ہے قیام کے علاوہ دیگر حالتوں مثلاً رکوع سجدہ اور قعدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ بات واجبات تلاوت میں سے ہے واجبات نماز میں سے نہیں ہے ایسے شخص کی نماز تو صحیح ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی واجب نہ ہوگا مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حلبی: ۳۵۷)

نوٹ: رکوع میں قرآن پڑھنے کی دو صورتیں ہیں (۱) حالت قیام میں جو قرآن پڑھ رہا تھا اس کو پورا کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں جا کر قرآن مکمل کرے (۲) رکوع ہی میں قراءت کرے یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں مگر ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی حکم سجدے اور قعدے میں قراءت کرنیکا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۲/ ۵۸، ۵۹)

اختیاری مطالعہ

تکبیرات انتقالیہ کب تک پوری کر لی جائیں

تکبیرات انتقالیہ میں اس کا خیال رہے کہ منتقلی کا عمل شروع ہوتے ہی، **اللہ اکبر**، یا، **سمع اللہ لمن حمدہ**، شروع کر دیں اور اسے پورے عمل کے اختتام تک باقی رکھیں اگر عجلت یا تاخیر کر دی اور دوسرے رکن میں جانے کے بعد، **اللہ اکبر**، کا کلمہ زبان سے نکلا تو کراہت تنزیہی لازم آئے گی۔ (حلبی کبیر: ۳۵۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۹۳)

﴿۵۵۳﴾ وَإِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى فِي التَّطَوُّعِ.

ترجمہ اور پہلی رکعت کو لمبا کرنا نفل میں۔

نوافل میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا

سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں قراءت کا انداز یکساں رہنا چاہئے لہٰذا اگر مقدار میں زیادہ فرق ہو جائے تو یہ

عمل مکروہ تنزیہی ہے۔ (حلبی کبیر: ۳۵۵، مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۴﴾ وَتَطْوِيْلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْأُوْلٰى فِي جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ.

ترجمہ اور دوسری رکعت کو دراز کرنا پہلی رکعت پر تمام نمازوں میں۔

جملہ نمازوں میں دوسری رکعت کو لمبا کرنا

کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قراءت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت تنزیہی لازم آئے گی۔ (حلبی کبیر: ۳۵۶)

تطویل کی حد: اگر تین آیت یا اس سے کم میں زیادتی ہو تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زیادہ ہے تو پھر کراہت ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۵﴾ وَتَكْرَارُ السُّوْرَةِ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مِنَ الْفَرْضِ.

ترجمہ اور کسی سورت کو فرضوں کی کسی ایک رکعت میں بار بار پڑھنا۔

تکرارِ سورت

ایک شخص کو قرآن کریم کی بہت سی سورتیں یاد ہیں مگر پھر بھی وہ ایک ہی سورت کو پہلی اور دوسری رکعت میں پڑھتا ہے تو اس کا یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر بھولے سے پڑھ لیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۳)

قوله من الفرض: کراہت فرض نماز میں ہے لیکن اگر نفل نماز میں ایک سورت یا ایک ہی آیت کو مکرر سہ کرر پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کسی نماز کی پہلی ہی رکعت میں بھول کر "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس" پڑھ دی تو اب دوسری تیسری اور چوتھی میں کونسی سورت پڑھے؟

الجواب: حامدا و مصلیا، اسی سورت کو ہر رکعت میں پڑھ کر نماز پوری کرے۔

(فتاوی محمودیہ قدیم ۲/۱۵۴، مراقی الفلاح: ۱۹۳)

﴿۵۵۶﴾ وَقِرَاءَةُ سُوْرَةٍ فَوْقَ الَّتِي قَرَأَهَا.

ترجمہ اور پڑھنا کسی ایسی سورت کا جو اوپر ہو اس سورت کے جو اس نے پڑھی۔

ترتیب کے خلاف قراءت کرنا

اگر نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت سے پہلی سورت پڑھی تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا یعنی نماز میں اترتی ہوئی سورتیں پڑھنا واجب تلاوت میں سے ہے پس جو شخص خلاف ترتیب پڑھے یعنی چڑھتی ہوئی سورتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی واجب نہ ہوگا مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(تحفۃ الالمعی: ج۲، ص ۵۸)

مزید وضاحت: مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی ہے اور دوسری میں سورۂ لہب پڑھے تو یہ مکروہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کو الٹا پڑھے وہ خود الٹا ہے اور پارۂ عم میں بچوں کی سہولت کیلئے ایک خاص عذر سے ترتیب کو بدل دیا ہے (مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۷﴾ وَفَصْلُهٗ بِسُوْرَةٍ بَيْنَ سُوْرَتَيْنِ قَرَأَهُمَا فِي رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ اور اس کا فصل کر دینا کسی ایک سورت کے ساتھ ایسی دو سورتوں کے درمیان کہ پڑھا ہے ان دونوں کو دو رکعت میں۔

قصارِ مفصل کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ زلزال سے لے کر سورۂ ناس تک جتنی بھی سورتیں ہیں ان میں سے پہلی رکعت میں کوئی ایک سورت پڑھی پھر دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ دی اور تیسری سورت پڑھی مثلاً پہلی رکعت میں، اذا جاء، پڑھی اور دوسری میں، قل ہو اللہ، تو اگر قصداً و ارادۃً ایسا کیا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اگر بھول کر ایسا ہو گیا تو مکروہ بھی نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۴، فتاوی محمودیہ قدیم: ۲/۱۴۱)

﴿۵۵۸﴾ وَشَمُّ طِيْبٍ.

ترجمہ اور خوشبو کا سونگھنا۔

نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا

نماز پڑھتے ہوئے قصداً خوشبو سونگھنا (مثلاً معطر روئی کا پھایہ ناک پر لگانا) مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں خوشبو موجود ہے (مثلاً کسی مسجد میں اگر بتی سلگائی ہوئی ہے) اور وہ خوشبو اسے نماز میں محسوس ہو رہی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۹۴)

﴿۵۵۹﴾ وَتَرْوِيْحُهٗ بِثَوْبِهٖ اَوْ مِرْوَحَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ.

ترویح پنکھا جھلنا، ہوا کرنا، باب تفعیل کا مصدر ہے۔ مروحۃ میم کے کسرہ کے ساتھ اور واو کے فتحہ کے ساتھ، پنکھا، جمع، مَرَاوِحُ، اور اگر، مَرْوَحَۃٌ، میم کے فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہوں گے، جنگل و بیابان جمع، مَراوِح .

ترجمہ: اور اس کا ہوا کرنا اپنے کپڑے یا پنکھے سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔

نماز میں پنکھا جھلنا

نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود اپنے دامن سے یا پنکھے سے ہوا کرنا ایک دو بار مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اتنی مقدار میں عمل کثیر نہ ہوگا اور اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۰۷)

﴿۵۶۰﴾ وَتَحْوِيْلُ اَصَابِعِ يَدَيْهِ اَوْ رِجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُوْدِ وَغَيْرِهٖ .

ترجمہ: اور پھیر لینا اپنے ہاتھوں یا پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف سے سجدے میں اور سجدے کے علاوہ (کسی دوسرے رکن میں)

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا حکم

بعض لوگ سجدہ میں اگر چہ دونوں پاؤں رکھتے ہیں مگر وہ صرف انگلیوں کے سرے زمین پر ٹیکتے ہیں یہ غیر مسنون طریقہ ہے مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے سجدے میں دونوں پاؤں اس طرح دبا کر رکھے جائیں کہ انگلیاں مڑ کر قبلہ کی طرف ہو جائیں اب اگر کوئی شخص سجدے میں انگلیاں قبلہ سے پھیر لے یا کسی دوسرے رکن میں تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۴)

﴿۵۶۱﴾ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ .

ترجمہ: اور چھوڑ دینا دونوں ہاتھوں کے رکھنے کو دونوں گھٹنوں پر رکوع میں۔

تشریح: رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے، لہٰذا اگر کسی نے اس سنت کو ترک کر دیا تو مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی دونوں سجدوں کے درمیان جو جلسہ ہوتا ہے یا قعدہ میں بیٹھتے ہیں اس میں دونوں ہاتھ رانوں پر نہ رکھے یا حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کے بعد بایاں ہاتھ دائیں کے اوپر رکھ دیا تو یہ سب مکروہ تنزیہی کے اندر داخل ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۴)

﴿۵۶۲﴾ وَالتَّثَاؤُبُ .

التثاؤب جمائی ثئِبَ (س) ثأبا وثُئِبَ وتثاءَبَ باب تفاعل جمائی لینا، جسم میں ذرا تناؤ میں آنے کی وجہ سے منہ کا کھل جانا، صفت مثئوب .

ترجمہ اور جمائی لینا۔

نماز میں جمائی لینا

تثاؤب کے معنی جماہی لینا، جماہی کو جمائی بھی کہتے ہیں اور نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے، اگر خود بخود آئے تو حتی الامکان روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ جمائی میں منہ نہ کھلنے پائے اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منہ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۱)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ نماز میں جمائی آنا شیطان کے اثر سے ہے یعنی نماز سے پہلے ٹھیک تھا جمائی کا کوئی اَتا پتا نہ تھا لیکن نماز شروع کرتے ہی جمائی پر جمائی آنے لگی تو یہ جمائی شیطان کے اثر سے ہے اور اس کا علاج حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسے روکے ہونٹ بھینچ لے پھر بھی نہ رُکے تو ہاتھ رکھ کر روکے غرض جس طرح ممکن ہو روکے اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں: مجھے جب جمائی آنا چاہتی ہے تو میں کھنکھارتا ہوں۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۱۹۷، مراقی الفلاح: ۱۹۴)

اور شامی مصری مطبوعہ عثمانیہ ۱/ ۴۴۶ میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ جب جمائی آنا چاہے تو یہ تصور کرے کہ کبھی کسی نبی کو جمائی نہیں آئی تو فوراً جمائی رُک جائے گی۔ **الطریق فی دفع التثاؤب ان یخطر بباله ان الانبیاءؑ ما تثاءبوا قط قال القدوری جربناه مرارا فوجدنا كذالك اهـ قلت وقد جربته ايضا فوجدته كذالك .**

﴿۵۶۳﴾ وَتَغْمِيْضُ عَيْنَيْهِ .

ترجمہ اور اپنی آنکھوں کا بند کرنا۔

نماز میں آنکھیں بند رکھنا

دورانِ نماز آنکھیں بلا عذر بند رکھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ (طحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۶۴﴾ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَاءِ.

ترجمہ اور ان دونوں کا اٹھانا آسمان کی طرف۔

نماز میں نگاہ اٹھانا

نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۶۵﴾ وَالتَّمَطِّيْ.

تمطی انگڑائی یعنی اپنے ہاتھوں کا کھینچنا اور اپنے سینہ کو آگے نکال دینا۔

ترجمہ اور انگڑائی لینا۔

انگڑائی لینا

انگڑائی لینا بھی سستی کی علامت ہے اس لئے نماز میں انگڑائی مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح نماز کی حالت میں انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار ہونا چاہئے لہٰذا اگر کوئی شخص سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہوگا تو یہ سخت بے ادبی اور کراہت کی بات ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۶۶﴾ وَالعَمَلُ القَلِيْلُ.

ترجمہ اور عمل قلیل کرنا۔

تشریح نماز پڑھتے ہوئے معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ تنزیہی ہے نماز پورے اطمینان اور سکون سے پڑھنی چاہئے۔

﴿۵۶۷﴾ واَخذُ قَمْلَةٍ وَقَتْلُهَا.

قملة جمع قَمْلٌ جوں، (وہ کیڑے جو بالوں یا کپڑوں کے میل سے پیدا ہوجاتے ہیں)

ترجمہ اور جوں پکڑنا اور اس کو مارنا۔

نماز میں بلاضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا

نماز پڑھتے ہوئے جوں نظر آئی یا مچھر دکھائی دیا اور اسے فوراً مسل دیا اگرچہ ابھی اس نے اذیت نہ دی تھی تو یہ عمل مکروہ تنزیہی ہوگا اور اگر اذیت کی وجہ سے مچھر وغیرہ مارے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۲۳)

﴿۵۶۸﴾ وَتَغْطِيَةُ اَنْفِهٖ وَفَمِهٖ.

ترجمہ اور اپنے ناک اور منھ کو چھپانا۔

منھ ڈھانک کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص ایسے طریقے سے نماز پڑھے کہ اس کا سر اور بدن کا اکثر حصہ چادر کمبل سے ڈھکا ہوا ہے جیسا کہ آجکل

سردی میں لوگ چادر وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھتے ہیں تو اس طرح ڈھکا ہوا ہونے سے نماز میں نقصان نہیں آتا البتہ منہ اور ناک ڈھانک کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۳)

﴿۵۶۹﴾ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِي فَمِهٖ يَمْنَعُ القِرَاءَ ةَ المَسْنُوْنَةَ.

ترجمہ: اور کسی چیز کا رکھنا اپنے منہ میں جو روک دے مسنون قراءت کو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایسی چیز منہ میں رکھی کہ جس سے قراءت مسنونہ میں خلل ہو رہا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر قراءت واجبہ میں خلل ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی چیز رکھی ہے کہ اس کے باعث پڑھ ہی نہیں سکتا آواز ہی نہیں نکلتی یا حرف بدل جائیں جس سے معنیٰ بالکل بدل جائیں اور تاویل کی کوئی صورت نہ رہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی:۱۹۵)

﴿۵۷۰﴾ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهٖ وَعَلٰى صُوْرَةٍ.

كَوْر کاف کے فتحہ کے ساتھ جمع، اکوار، لپیٹ **عمامة** جمع عمائم پگڑی **صورة** تصویر جمع صُوَرٌ۔

ترجمہ: اور سجدہ کرنا اپنی پگڑی کی لپیٹ پر اور تصویر پر۔

اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا۔

اپنی پیشانی براہ راست زمین یا اس کے قائم مقام چیز پر ٹیکنی چاہئے اگر پگڑی سر پر لپیٹ رکھی تھی اور اس کی لپیٹ پیشانی پر تھی اور وہ سجدہ میں پیشانی اور زمین کے درمیان حائل ہو گئی یا سجدہ ٹوپی کے کنارے پر کیا تو یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے، اس عبارت میں دوسرا مسئلہ جاندار کی تصویر پر نماز پڑھنے کا ہے علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کو یا تو ۶/سطر کے بعد تصویر سے متعلق جو مسائل آرہے ہیں وہاں بیان کرتے یا اُن مسائل کو یہاں بیان کرتے تا کہ کلام موزوں و مناسب ہو جاتا خیر، صورت مسئلہ یہ ہے کہ جاندار کی تصویر پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ اس میں تصویر کی عبادت کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۹۵)

﴿۵۷۱﴾ وَالاِقْتِصَارُ عَلٰى الجَبْهَةِ بِلاَ عُذْرٍ بِالاَنْفِ.

ترجمہ: اور اکتفا کرنا صرف پیشانی پر بغیر عذر کے ناک میں۔

صرف پیشانی پر سجدہ

اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی کے اندر داخل ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو بھی اس کا

سجدہ صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہو مگر صرف ناک پر اکتفاء کرنا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے۔
(حلبی کبیر: ۲۸۲-۲۸۳، عالمگیری: ۱/۰۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۶)

﴿۵۷۲﴾ وَالصَّلٰوةُ فِي الطَّرِيقِ.

ترجمہ اور نماز پڑھنا راستہ میں۔

بیچ راستہ میں نماز پڑھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے راستہ سے الگ ہٹ کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے اور بیچ راستہ میں نماز ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نماز میں اطمینان نصیب نہیں ہوگا بار بار گذرنے والے کی طرف توجہ جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۶)

﴿۵۷۳﴾ وَالحَمَّامِ.

ترجمہ اور نہانیکی جگہ۔

تشریح نہانے دھونے کی جگہوں پر بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یہاں بھی ممانعت کی وجہ بے اطمینانی ہے اور وہاں کسی کا ستر بھی کھل سکتا ہے اور بہت لوگ ایک ساتھ نہانے آجائیں تو بھیڑ بھی ہو سکتی ہے پس یہ چیزیں نماز میں دل کی حضوری میں خلل ڈالیں گی۔ (تحفۃ الالمعی: ج۲، ص۱۷۲)

﴿۵۷۴﴾ وَفِي المَخرَجِ.

ترجمہ اور (نماز پڑھنا) بیت الخلاء میں۔

تشریح بیت الخلاء میں نماز کی ممانعت، جگہ کی ناپاکی اور گندگی کا قرب ہے اگر کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے تو بھی نجاست کے قرب کی وجہ سے کراہت ہوگی اور یہ کراہت تحریمی ہے (شامی: ج۱، ص۶۱۲)

﴿۵۷۵﴾ وَفِي المَقبَرَةِ.

ترجمہ اور قبرستان میں۔

تشریح قبرستان میں بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں نماز پڑھنے میں قبروں کا سامنا ہوتا ہے اور قبر کو سامنے کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے البتہ اگر ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں قبریں سامنے نہ ہوں تو گنجائش ہے۔
(تحفۃ الالمعی: ۲/۱۷۱، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۶)

﴿۵۷۶﴾ وَاَرْضِ الغَیْرِ بِلاَ رِضَاهُ.

ترجمہ اور دوسرے کی زمین میں بغیر اس کی رضامندی کے۔

غیر کی زمین میں نماز پڑھنا

کسی دوسرے شخص کی زمین میں اس کی، صراحتہً یا دلالۃً، اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔
(مراقی الفلاح:۱۹۷)

﴿۵۷۷﴾ وَقَرِیْبًا مِّنْ نَّجَاسَةٍ.

ترجمہ اور نماز پڑھنا ناپاکی کے قریب۔

گندی جگہوں میں نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ گندگیوں اور ناپاکیوں کی جگہوں پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے مثلاً (۱) گوبر ڈالنے کی جگہ یعنی کوڑی وغیرہ پر نماز پڑھنا اسکی ممانعت جگہ کی ناپاکی اور گندگی کا قرب ہے (۲) جانوروں کے ذبح کرنیکی جگہ (کمیلہ میں) بھی نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں گندگی ہے (۳) اونٹوں کے باڑوں میں یہاں اس لئے منع ہے کہ اس جگہ بدبو بہت ہوتی ہے اور زمین ناہموار ہوتی ہے نیز اونٹ بڑے ڈیل ڈول کا جانور ہے اس کے پریشان کرنیکا بھی اندیشہ رہتا ہے اور یہ اندیشہ دل کے سکون میں خلل انداز ہے۔ (طحطاوی:۱۹۶)

﴿۵۷۸﴾ وَمُدَافِعًا لِاَحَدِ الاَخْبَثَیْنِ اَوِ الرِّیْحِ وَمَعَ نَجَاسَةٍ غَیْرِ مَانِعَةٍ اِلاَّ اِذَا خَافَ فَوْتَ الوَقْتِ اَوِ الجَمَاعَةِ وَاِلاَّ نُدِبَ قَطْعُهُمَا.

ترجمہ اور اس حال میں کہ دور کرنے والا ہو پیشاب پائخانہ میں سے کسی ایک کو یا ریح کو اور کسی ایسی ناپاکی کے ساتھ جو نماز کے لئے مانع نہ ہو مگر جبکہ خوف ہو وقت کے فوت ہوجانیکا یا جماعت کے فوت ہوجانیکا ورنہ مستحب ہے ان دونوں کو ہٹا دینا۔

پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا

پیشاب پاخانہ یا ریاح کے دباؤ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر نماز شروع کرتے وقت تقاضا نہیں تھا درمیان میں یہ صورت پیش آگئی اور وقت میں گنجائش ہے تو نماز توڑ کر اولاً ضرورت سے فارغ ہوجائے اس کے بعد سکون کی حالت میں نماز ادا کرنی چاہئے نماز توڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حال میں ہو اسی حال میں سلام پھیر دے نماز

ختم ہوجائے گی امام مقتدی اور منفرد سب کیلئے یہی حکم ہے اور اگر تقاضے کو زبردستی روک کر نماز پوری کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور جماعت کے دوران اگر سخت تقاضا ہوجائے تو ایسی صورت میں پچھلی صفوں کے درمیان سے گذر کر آنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر وقت اتنا تنگ ہے کہ اسے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر میں ضرورت سے فارغ ہونے چلا گیا اور پھر وضو کیا تو وقت بالکل ختم ہوجائے گا تو ایسی صورت میں سخت دباؤ کے وقت بھی پڑھ لے **لان الاداء مع الکراھۃ اولی من القضاء**۔ (طحطاوی: ۱۹۷، کتاب المسائل: ۳۴۳، عالمگیری: ۱/ ۱۰۷)

قولہ اوالجماعۃ: صاحب کتابؒ فرماتے ہیں کہ اگر جماعت کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو بھی سخت تقاضے کے وقت نماز باجماعت پڑھ لے جماعت نہ چھوڑے کیونکہ نماز باجماعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۷)

مگر اس سلسلہ میں علامہ شامیؒ کا قول مفتی بہ اور حرف آخر ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے قضاء حاجت کرے اس کے بعد جماعت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تنہا نماز پڑھ لے۔

(درمختار مع شامی: ج ۱، ص ۵۲۰)

اور مصنفؒ کا قول، ومع نجاسۃ غیر مانعۃ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی ۳/ گرام ۶۲/ ملی گرام نجاست غلیظہ مثلاً خون پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت تحریمی کے ساتھ نماز ہوجائے گی اور اگر اس سے کم ہو تو کراہت تنزیہی کے ساتھ نماز ہوجائے گی اور اگر نجاست نجاست خفیفہ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاست خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے سے کم ہو تو نماز درست ہوجائے گی۔

﴿۵۷۹﴾ وَالصَّلٰوةُ فِيْ ثِيَابِ الْبِذْلَةِ.

ثیاب ثوب کی جمع ہے اس کے معنیٰ ہیں لوٹنا چونکہ کپڑے بار بار بدن پر لوٹتے ہیں اسی لئے انکو ثوب کہتے ہیں **البذلۃ** باء کے کسرہ اور ذال کے سکون کے ساتھ ہے روز آنہ پہننے کے کپڑے، وہ کپڑے جنکو پہن کر بازار یا بڑے آدمیوں کے یہاں نہیں جایا جاتا۔

ترجمہ اور نماز پڑھنا معمولی کپڑوں میں۔

نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

نماز کے وقت صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے اور کام کاج کے کپڑوں کا شمار آرائش اور زینت کے لباس میں نہیں ہے لہٰذا اگر نامناسب کپڑوں میں نماز پڑھلی تو نماز تو ہوجائے گی بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں لیکن مکروہ تنزیہی ہوگی۔

(درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۴۰۷)

﴿۵۸۰﴾ وَمَكْشُوْفَ الرَّاسِ لاَ لِلتَّذَلُّلِ وَالتَّضَرُّعِ.

التذلل باب تفعل کا مصدر ہے، آواز میں خاکساری وعاجزی اختیار کرنا۔

التضرع یہ بھی باب تفعل کا مصدر ہے، اندرونی عاجزی کا نام تضرع ہے جس کو اردو میں گڑگڑانا کہتے ہیں۔

ترجمہ اور سر کھلے ہوئے نماز پڑھنا نہ کہ خاکساری اور عاجزی کی وجہ سے۔

ننگے سر نماز پڑھنا

ننگے سر نماز پڑھنا اگر محض سستی کیوجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تکبر کیوجہ سے ہے (جیسا کہ آجکل بعض لوگوں نے ننگے سر نماز پڑھنا اپنا فیشن بلکہ شعار بنالیا ہے حتی کہ ٹوپی ہوتے ہوئے بھی ٹوپی باقاعدہ اتار کر نماز پڑھتے ہیں) تو یہ عمل قابل مذمت اور مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیشہ عام حالات میں سر ڈھک کر نماز ادا فرمائی ہے ننگے سر نہیں پڑھی۔ (کتاب المسائل: ۳۵۲)

اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر تذلل اور عاجزی کیوجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو مکروہ نہیں ہے مگر شرح منیہ میں ہے کہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ اس نیت سے بھی سر کھول کر نماز نہ پڑھے بلکہ سر ڈھک کر پڑھے کیونکہ خشوع وخضوع تو قلب سے متعلق ہے۔ (حلبی کبیر: ۳۴۹، مراقی الفلاح: ۱۹۷)

﴿۵۸۱﴾ وَبِحَضْرَةِ طَعَامٍ يَمِيْلُ اِلَيْهِ.

یمیل فعل مضارع معروف باب (ض) مَيْلاً ومَيَلاَنًا کسی چیز کو چاہنا، پسند کرنا۔

ترجمہ اور کھانے کی موجودگی میں کہ خواہش ہو رہی ہو اس کی طرف۔

بھوک میں نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شدید بھوک کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ پہلے بھوک کا بھوت مارلے پھر نماز پڑھے اس لئے کہ اگر شدید بھوک کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز کے اندر توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور نماز کھانا بن جائیگی اور اگر پہلے کھانا کھالے گا تو کھاتے وقت توجہ نماز کی طرف رہیگی اور کھانا نماز بن جائے گا، اس لئے اگر بھوک زور کی لگ رہی ہو اور کھانا سامنے موجود ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر وقت تنگ ہو رہا ہو تو بہرحال اولاً نماز ادا کی جائے گی۔ (شامی: ج۱ ص۶۱۲)

﴿۵۸۲﴾ وَمَايُشْغِلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ.

البال دل، کہا جاتا ہے، ماخطر الامر ببالی، یہ معاملہ میرے دل میں نہیں گزرا۔ **یخل** فعل مضارع معروف باب افعال سے، خلل ڈالنا، کسی کام کو برے طریقہ سے انجام دینا۔

ترجمہ اور وہ چیز جو مشغول کردے دل کو اور خلل ڈالدے خشوع میں۔

بے اطمینانی کی جگہ نماز پڑھنا

ہر وہ چیز کہ اس کی موجودگی میں طبیعت اس کی طرف مائل رہتی ہے اور خشوع خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص سامنے قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہو اور اس کا رخ نمازی کی جانب ہو تو عین اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں خشوع وخضوع میں خلل پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۶۰۲)

ایسے ہی اس جگہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے جہاں کھیل کود ہو رہا ہو شور وشغب ہو کیونکہ دل اُدھر مائل رہے گا۔
(مراقی الفلاح: ۱۹۸)

﴿۵۸۳﴾ وَعَدُّ الآیِ وَالتَّسْبِیْحِ بِالْیَدِ.

عد عَدَّ یَعُدُّ عَدًّا شمار کرنا۔ **الآی** یہ جمع ہے اس کا واحد ہے، آیۃ قرآن کریم میں سے ایک وقفے کا نام ہے جو دائرے کی شکل میں ہوتا ہے۔

ترجمہ اور شمار کرنا آیتوں اور تسبیح کا ہاتھ سے۔

تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا

نماز کے دوران آیات یا تسبیح کو انگلیوں پر شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے اگر ضرورت ہو تو باقاعدہ شمار کرنے اور انگلیوں کو حرکت دینے کے بجائے ایک ایک انگلی کو اپنی جگہ رہتے ہوئے دبایا جائے اس طرح مقصد حاصل ہو جائے گا اور کوئی کراہت بھی نہ رہے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۶۰۸، زکریا: ۲/ ۴۳۰، کتاب المسائل: ۳۵۲)

اور اگر زبان سے گنتی کی تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔

﴿۵۸۴﴾ وَقِیَامُ الإِمَامِ فِي الْمِحْرَابِ.

محراب جنگجو، بہادر مگر یہاں پر مراد امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جمع محاریب۔ محراب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں کھڑا ہو کر امام گویا کہ نفس اور شیطان سے جنگ کرتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸)

ترجمہ اور امام کا کھڑا ہونا (تنہا) محراب میں۔

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

امام صاحب محراب میں اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں نیز نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب امام کو مجبوراً اندرون محراب کھڑے ہونے کی نوبت آئے تو مکروہ نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۸)

﴿۵۸۵﴾ اَوْعَلٰی مَکَانٍ اَوِ الْاَرْضِ وَحْدَہٗ.

ترجمہ یا اونچی جگہ پر (کھڑا ہونا) یا زمین پر (کھڑا ہونا) تنہا۔

امام کا بلند مقام پر کھڑے ہوکر امامت کرنا

جماعت کی نماز میں اگر امام اکیلا بلند مقام (ایک فٹ یا اس سے زائد) پر کھڑا ہو تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا کیوں کہ نبی ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے، ایسے ہی مقتدی بلند مقام پر کھڑے ہوں اور امام نیچے تو بھی مکروہ ہے کیونکہ اس میں امام کی تحقیر ہو رہی ہے حالانکہ امام کی قدر ومنزلت ضروری ہے۔ (درمختار مع الشامی:۲/۴۱۵، طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۹۹)

ہاں اگر امام کے ساتھ دو ایک آدمی بھی کھڑے ہوں تو اب کراہت نہ رہے گی عبارت میں جو، وحدہ، کا لفظ ہے اس کا تعلق دونوں مسئلوں کے ساتھ ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۸، البحر الرائق:۲/۲۹)

﴿۵۸۶﴾ وَالقِیَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِیْهِ فُرْجَةٌ.

فرجة دو چیزوں کے درمیان کشادگی جمع فُرَجٌ۔

ترجمہ اور کھڑا ہونا ایسی صف کے پیچھے کہ جس میں کشادگی ہے۔

پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر جماعت ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ خالی ہے پھر بھی کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہو گیا تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا اس کو چاہئے کہ اگلی صف میں پہنچ جائے۔ (درمختار مع الشامی: ج۲ ص۴۱۶)

نوٹ: حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے صف کی کشادگی کو بند کر دیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)

اختیاری مطالعہ

نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے

(۱) ایک شخص پچھلی صف میں نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو چکا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے باندھے آگے بڑھ جائے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (شامی زکریا: ۲/۳۱۲)

نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا

(۲) اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ اگلی صفیں سب پر ہو چکی تھیں تو اس شخص کو چاہئے کہ تھوڑی دیر انتظار کرے اور جب کوئی اور مقتدی آجائے تو اس کو ساتھ لے کر نئی صف میں کھڑا ہو اگر رکوع ہونے تک بھی کوئی نیا مقتدی نہ آئے تو بہتر ہے کہ اگلی صف میں سے کسی ایسے شخص کو جو مسئلہ جانتا ہو پیچھے لا کر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرلے لیکن اگر ایسا کوئی شخص دستیاب نہ ہو (جیسا کہ آج کل حالت ہے) تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑا ہو جائے۔
(مراقی مع الطحطاوی: ۱۶۸، کتاب المسائل: ۴۰۴)

﴿۵۸۷﴾ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِیْهِ تَصَاوِیْرُ.

ترجمہ اور کسی ایسے کپڑے کو پہننا (پہن کر نماز پڑھنا) جس میں تصویریں ہوں۔

تصویر دار کپڑے میں نماز پڑھنا

ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے کہ جس میں تصویر ہوں یعنی جاندار کی تصویریں ہوں اگر غیر جاندار کی تصویریں ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۹)

﴿۵۸۸﴾ وَاَنْ یَّکُوْنَ فَوْقَ رَاْسِهٖ اَوْ خَلْفِهٖ اَوْ بَیْنَ یَدَیْهِ اَوْ بِحِذَائِهٖ صُوْرَةٌ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَغِیْرَةً اَوْ مَقْطُوْعَةَ الرَّاْسِ اَوْ لِغَیْرِ ذِیْ رُوْحٍ.

ترجمہ اور (یہ بھی مکروہ ہے) یہ کہ ہو اس کے سر پر یا اس کے پیچھے یا اس کے سامنے یا اس کے برابر میں (دائیں یا بائیں جانب) کوئی تصویر مگر یہ کہ ہو چھوٹی یا سر کٹی ہوئی یا غیر جاندار کی۔

تصویر کی جگہ میں نماز پڑھنا

اگر نمازی کے سامنے تصویر ہے اور وہ اسی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو سب سے زیادہ کراہت ہے پھر

اس کے بعد اس کے اوپر ہونے میں ہے پھر دائیں جانب ہونے میں پھر بائیں جانب ہونے میں اور سب سے کم کراہت پشت کی جانب ہونے میں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۹)

الا ان تکون صغیرة: فرماتے ہیں کہ اگر تصویریں اتنی چھوٹی چھوٹی ہوں کہ کھڑے ہونے کے بعد بہت غور وفکر کر کے نظر آئیں تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔

او مقطوعة الراس: فرماتے ہیں کہ تصویر تو بڑی ہے مگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہے تو اب یہ تصویر کے درجہ میں نہیں رہی کیوں کہ سر کٹنے کے بعد کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اور جب زندہ نہیں رہ سکتا تو وہ تصویر کے درجے میں نہ ہے ہی نہیں اور علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ سر کٹنا عام ہے، مقصد یہ ہے کہ تصویر ایسی کر دی جائے کہ اس چیز کے ہوتے ہوئے وہ زندہ نہ رہ سکے خواہ سر کٹنے کی شکل میں ہو یا مٹا دینے کی شکل میں ہو یا دھو دینے کی شکل میں ہو کسی بھی طریقہ سے ہو تو اب کراہت نہ رہے گی، اس عبارت میں رأس کی قید ہے کیوں کہ اگر آنکھ وغیرہ نکالدی یا کاٹ دی تو اب بھی کراہت باقی رہے گی، لان الانسان قد تقطع أطرافه وهي حي كما في الفتح (طحطاوی: ۱۹۹)

اختیاری مطالعہ

سوال: تصویر پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مصلّٰی پر جاندار کی تصویر ہو تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے۔

سوال: جائے نماز پر پھول پتی یا چاند کی تصویر بنی ہوئی ہے جس حصہ پر پیشانی رکھی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

جواب: پھول پتی چاند وغیرہ کی تصویر مصلّٰی پر بنانا درست ہے اس کا شبہ نہ ہو کہ چاند کی پرستش کی جا رہی ہے، بہتر یہ ہے کہ مصلّٰی پر کوئی تصویر نہ ہو بالکل سادہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم: ۱۶/ ۳۰۷، ۳۰۸)

﴿۵۸۹﴾ وَاَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّوْرٌ اَوْ كَانُوْنٌ فِيْهِ جَمْرٌ اَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ.

تنور جمع تنانیر ایک گول گڑھا جسے گرم کر کے اس میں روٹیاں پکاتے ہیں۔ **کانون** انگیٹھی۔ **جمر** اس کا واحد ہے جمرة انگارے۔ **نیام** یہ قیام کے وزن پر ہے جیسے قائم کی جمع قیام ہے اسی طرح نائم کی جمع نیام سونے والے۔ **یدیہ** ضمیر کا مرجع مصلی ہے۔ **فیہ** ضمیر کا مرجع تنور ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ ہو اس کے سامنے تنور (جس میں آگ روشن ہو) یا انگیٹھی کہ اس میں انگارے ہوں یا لوگ سونے والے ہوں۔

آگ کے سامنے نماز پڑھنا

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کیے ہیں: (۱) نمازی کے سامنے آگ جل رہی ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس

میں آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ (۲) کچھ لوگ سو رہے ہوں ان کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے میں اندیشہ ہے کہ کوئی چیز سونے والوں سے صادر ہو جائے جو نماز پڑھنے والے کی ہنسی یا نماز کے ٹوٹ جانے کا باعث ہو اس لئے سوئے ہوئے لوگوں کی جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر یہ خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)

﴿۵۹۰﴾ وَمَسْحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَايَضُرُّهٗ فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ.

جبهة پیشانی جمع جِبَاه و جبهات . تراب مٹی جمع اَتْرِبَةٌ وتُربان . خلال دو چیزوں کا درمیانی فاصلہ یا فرق۔

ترجمہ اور پیشانی کا پونچھنا ایسی مٹی سے جو اس کو نقصان نہیں دیتی نماز کے درمیان میں۔

پیشانی صاف کرنا

سجدہ کرنے کے دوران پیشانی پر کچھ مٹی لگ گئی ہے اب اگر اس کی وجہ سے کچھ الجھن یا تکلیف محسوس ہو رہی ہے یا بار بار دھیان اسی کی جانب جا رہا ہے تو نماز کے درمیان میں اس مٹی کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی خلجان نہیں ہو رہا ہے تو پھر اس مٹی کو صاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اسی طرح نماز کے دوران بلا شدید ضرورت کے پسینہ پونچھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)

﴿۵۹۱﴾ وَتَعْيِيْنُ سُوْرَةٍ لَايَقْرَأُ غَيْرَهَا اِلَّا لِيُسْرٍ عَلَيْهِ اَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اور کسی سورت کا مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سورت نہ پڑھے گا مگر آسانی کے لئے اپنے اوپر یا تبرک کے خیال سے نبی کی قراءت سے۔

سورت کی تعیین

امام اور منفرد کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا تو واجب ہے مگر اس کے علاوہ کسی مخصوص سورت کے پڑھنے کو ایسے طور پر متعین کرنا کہ اس کے بغیر نماز جائز نہیں ہوگی، مکروہ تحریمی ہے۔

﴿۵۹۲﴾ وَتَرْكُ اتِّخَاذِ سُتْرَةٍ فِي مَحَلٍّ يَظُنُّ الْمُرُوْرَ فِيْهِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

سترة آڑ جمع سُتَرٌ. اتخاذ باب افتعال کا مصدر ہے کر دینا، بنا دینا۔

ترجمہ اور سترہ رکھنے کو چھوڑ دینا (مکروہ ہے) ایسی جگہ میں کہ گمان ہو گزرنے کا اس جگہ میں نمازی کے سامنے سے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کو اپنے سامنے سے کسی کے گزرنے کا غالب گمان ہو تو ایسے موقع پر سترہ ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر لوگوں کے گزرنے سے امن ہو اور سامنے راستہ نہ ہو تو وہاں سترہ ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۰)

فَصْلٌ فِی اِتِّخَاذِ السُّتْرَةِ وَدَفْعِ المَارِّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّی

(یہ فصل ہے سترہ گاڑنے اور گزرنے والے کو ہٹانے کے بیان میں نماز پڑھنے والے کے سامنے سے)

فائدہ: جو شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کا احترام لازم ہے وہ اپنے رب کو یاد کر رہا ہے اپنے مالک کی طرف متوجہ ہے اللہ سے لَو لگائے ہوئے ہے وہاں کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا دھیان بٹے اس کی طبیعت منتشر ہو اور نماز میں خلجان پیدا ہو اور ایسا تو ہرگز نہ کیجئے کہ آپ اس کے آگے سے گزرے نمازی اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے، باتیں کرنے والوں کے بیچ میں سے ہو کر گزرنا کتنی بڑی گستاخی ہے، حضورؐ کا فرمان ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جان لے کہ اس کا وبال کتنا سخت ہے تو مدتوں کھڑا رہے اور آگے سے گزرنے کی ہمت نہ کرے۔

جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہو تو خود اسے بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے کسی کو پریشانی نہ ہو وہ ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں خود اس کی توجہ بٹے عام گزرگاہ پر نماز نہ پڑھے مسجد میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں لوگوں کا راستہ رُکے ورنہ وبال نمازی پر ہی ہوگا اگر کوئی شخص کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو مستحب یہ ہے کہ اپنے سامنے سترہ کھڑا کرے سترہ کے معنی آڑ کے آتے ہیں، اگر کوئی شخص بے خبری میں نمازی کے سامنے سے گزر رہا ہے تو اس کو روک دینا چاہئے، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

﴿۵۹۳﴾ اِذَا ظَنَّ مُرُوْرَهٗ يَسْتَحِبُّ لَهٗ اَنْ يَغْرِزَ سُتْرَةً تَكُوْنُ طُوْلَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِي غِلَظِ الاِصْبَعِ.

یغرز فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب ضرب مصدر غرزًا زمین میں کسی چیز کا گاڑنا۔ سترة سین کے ضمہ کے ساتھ لغۃً اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو چھپا دیا جائے لیکن اصطلاح میں جب سترہ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جسے نمازی لوگوں کے اپنے سامنے گزرنے کی وجہ سے رکھ لیتا ہے۔ طول لمبائی بلندی۔ ذراع کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے جمع اَذْرُع. تفصیل القاموس الوحید میں دیکھی جا سکتی ہے۔ غلظ باب (ض) کا مصدر ہے غَلَظَ یَغْلِظُ غِلَظًا وَغِلْظَةً موٹا ہونا۔

ترجمہ جب گمان ہو اس کو گزرنے کا تو مستحب ہے اس کے لئے یہ کہ گاڑ دے وہ ایسا سترہ جو لمبائی میں ایک ہاتھ یا ایک ہاتھ سے زیادہ ہو اور موٹائی میں ایک انگلی کی برابر۔

سترہ کب گاڑے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ سترہ کا گاڑنا اس وقت ہے جب یہ سمجھ رہا ہو کہ اگر میں بلا گاڑے ہوئے نماز پڑھوں گا تو لوگ میرے سامنے سے گزر جائیں گے لیکن اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ وہاں پر کسی کے گزرنے کا امکان ہی نہ ہو تو پھر بلا سترہ گاڑے ہوئے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سترہ کی لمبائی کم سے کم دو بالشت اور موٹائی ایک انگلی کے برابر ہونی چاہئے کیونکہ اس سے کم لمبائی اور موٹائی دور سے دیکھنے والوں کو ظاہر نہ ہوگی، پس اس سے کم موٹائی والے سترہ سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔

(مراقی الفلاح: ۲۰۱)

﴿۵۹۴﴾ وَالسُّنَّةُ اَنْ يَقْرُبَ مِنْهَا وَيَجْعَلَهَا عَلٰى اَحَدِ حَاجِبَيْهِ لَا يَصْمُدُ اِلَيْهَا صَمْدًا.

حاجب بھوں، ابرو، آنکھ کے اوپر کی ہڈی مع گوشت جمع حواجب. **صَمْدًا** باب (ن) کا مصدر ہے قائم و ثابت قدم رہنا، یہاں پر مراد ارادہ کرنا۔

ترجمہ اور سنت یہ ہے کہ اس سے قریب ہو اور کرلے اس کو اپنے دونوں بھوؤں میں سے کسی ایک کے سامنے درانحالیکہ اس کی جانب بالکل ارادہ نہ کرے۔

سترہ کہاں گاڑے؟

اس عبارت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سترہ نماز پڑھنے والا اپنے دائیں بھوؤں یا بائیں بھوؤں کے بالمقابل رکھے یعنی دونوں آنکھوں کے بیچ میں نہ رکھے تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ وہ اسی چیز کو سجدہ کر رہا ہے اور بہتر یہ ہے کہ سترہ دائیں آنکھ کے سامنے ہو۔

﴿۵۹۵﴾ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ مَا يَنْصِبُهٗ فَلْيَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَقَالُوا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْهِلَالِ.

ینصبہ فعل مضارع معروف باب (ض) نصبًا (م) ہے، کھڑا کرنا، گاڑنا، بلند کرنا۔ **یخط** باب (ن) سے فعل مضارع معروف ہے خطًّا (م) ہے لکیر کھینچنا۔ **عرض** چوڑائی، پھیلاؤ **عَرُضَ يَعْرُضُ عَرْضًا وَعَرَاضَةً** باب (ک) چوڑا ہونا۔

ترجمہ اور اگر نہ پائے ایسی چیز کہ جس کو گاڑے تو ایک خط کھینچ دے لمبائی میں اور علماء نے (یہ بھی) کہا کہ یہ

خط چوڑائی میں کھینچے چاند کی طرح۔

تشریح اگر سترہ بنانے کے لئے لکڑی وغیرہ کوئی چیز نہ ہو تو کیا زمین پر خط کھینچنا معتبر ہوگا یا نہیں تو صاحب عنایہ کے بیان کے مطابق طرفینؒ سے منقول ہے کہ خط کھینچنا معتبر نہیں ہوگا البتہ امام شافعیؒ نے کہا کہ ایک طویل خط کھینچ دے اور اسی کے قائل بعض مشائخ متاخرین ہیں اور بعض علماء نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ خط چوڑائی میں کھینچے ہلالی طرز کا یعنی چاند کی طرح۔

﴿۵۹۶﴾ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْكُ دَفْعِ الْمَارِّ وَرُخِّصَ دَفْعُهٗ بِالْاِشَارَةِ اَوْ بِالتَّسْبِيْحِ وَكُرِهَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا وَيَدْفَعُهٗ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ .

رخص ماضی مجہول باب تفعیل تَرْخِیْصًا مصدر ہے ممانعت کے بعد اجازت دینا۔ **دفعه** ضمیر کا مرجع المار ہے۔

ترجمہ اور مستحب ہے گزرنے والے کے روکنے کو چھوڑ دینا (نہ روکنا مستحب ہے) اور اجازت دی گئی ہے اس کو روکنے کی اشارہ کے ساتھ یا تسبیح کے ساتھ اور مکروہ ہے جمع کرنا دونوں کے درمیان اور روک سکتا ہے مرد اس کو قرأت کی آواز کو بلند کر کے (بھی)۔

گزرنے والے کو کس طرح روکے؟

مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو یا سترہ تو ہے مگر سترہ اور نمازی کے درمیان سے کوئی گزرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو نمازی اس گزرنے والے کو نہ روکے، یہ بات مستحب اور افضل ہے اور روکنے کی اجازت ہے، رہی یہ بات کہ نمازی اس گزرنے والے کو کس طرح روکے سو اس بارے میں فرمایا کہ اشارے سے روکے یا اس کو تسبیح پڑھ کر روکے اور اشارہ و تسبیح دونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان دونوں میں سے ایک کافی ہے اسی طریقہ سے مرد کو اس بات کی بھی اجازت ہے کہ جس سورت کو وہ پڑھ رہا ہے ذرا بلند آواز سے پڑھ دے تاکہ گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۰۱)

﴿۵۹۷﴾ وَتَدْفَعُهٗ بِالْاِشَارَةِ اَوِ التَّصْفِيْقِ بِظَهْرِ اَصَابِعِ الْيُمْنٰى عَلٰى صَفْحَةِ كَفِّ الْيُسْرٰى وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا لِاَنَّهٗ فِتْنَةٌ .

تصفیق کے اصلی معنی ہیں تالی بجانا اور یہاں بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں مارنا مراد ہے۔

صفحة جمع **صفحات** جانب، طرف، کنارہ۔

ترجمہ اور عورت ہٹائے اس کو اشارہ سے یا دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے کنارے پر مار کر اور نہیں بلند کرے گی اپنی آواز کو کیونکہ وہ فتنہ ہے۔

عورت کس طرح روکے؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عورت صرف دو طریقوں سے گزرنے والے کو ہٹا سکتی ہے (۱) اشارہ کرے (۲) اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے جس سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور عورت کے لئے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ قرأت کی آواز کسی قدر بلند کر کے گزرنے والے کو روکے کیونکہ قرأت بلند کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ: یہاں عبارت الٹ پلٹ ہوگئی ہے راقم الحروف نے مصنفؒ کی عبارت کو سامنے رکھ کر ہی ترجمہ کیا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے **او التصفیق بصفحة اصابع الیمنٰی علی ظهر کف الیسریٰ** یعنی تصفیق نام ہے بائیں ہتھیلی کی پشت پر دائیں ہتھیلی کی اندرونی انگلیوں کے کنارے کو مارنے کا اور تشریح میں ہماری یہی مراد ہے۔
(طحطاوی علی المراقی: ۲۰۲)

﴿۵۹۸﴾ وَلَا يُقَاتِلُ المَارَّ وَمَا وَرَدَ بِهٖ مُؤَوَّلٌ بِاَنَّهٗ كَانَ وَالعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ.

وَرَدَ ماضی معروف باب (ض) وُرُوْدًا (م) ہے آنا **مؤوّل** اسم مفعول باب **تفعیل** سے تاویلاً مصدر ہے، مراد و مطلب بیان کرنا۔ **نسخ** ماضی مجہول باب (ف) نسخًا (م) ہے ختم کرنا۔

ترجمہ اور لڑائی نہ کرے گزرنے والے سے اور وہ حدیث جو کہ وارد ہوئی ہے، اس میں تاویل کی گئی ہے اس طرح پر کہ تھا (مقاتلہ کا حکم) اور حال یہ کہ عمل کرنا نماز میں جائز تھا اور تحقیق کہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

گزرنے والے سے لڑائی جھگڑا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کا اپنے سامنے سے گزرنے والے سے مار پیٹ کرنا یا زور زبردستی کرنا درست اور جائز نہیں ہے، یہ ہے اصل مسئلہ اور جواز کے سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ **اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیه ولید رأما استطاع فان ابی فلیقاتله انما هو شیطان** جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو اپنے سامنے سے گزرنے والے کسی آدمی کو نہ چھوڑے اور چاہئے کہ دفع کرے حتی المقدور اگر گزرنے والا انکار کرے (نہ رکے) تو اس کی مار پٹائی کرے کیوں کہ وہ شیطان ہے۔

اس حدیث کی یہ تاویل کی گئی ہے کہ ایسا کرنا ابتدائے اسلام میں جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ (مراقی الفلاح/۲۰۲) ایسے ہی نماز میں بات چیت کرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا وغیرہ وغیرہ یہ سب ابتدائے اسلام میں

جائز تھا بعد میں منسوخ کردیا گیا۔ (البحرالرائق: ۲/۳)

فَصْلٌ فِیْمَا لَایُکْرَہُ لِلْمُصَلِّیْ

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو نماز پڑھنے والے کے لئے مکروہ نہیں۔

﴿۵۹۹﴾ لَایُکْرَہُ لَهٗ شَدُّ الْوَسَطِ وَلَا تَقَلُّدٌ بِسَیْفٍ وَنَحْوِهٖ اِذَا لَمْ یَشْتَغِلْ بِحَرْکَتِهٖ .

شَدٌّ باب (ن) کا مصدر ہے، باندھنا **وسط** کسی چیز کا درمیانی حصہ یہاں پر مراد کمر ہے جمع **اَوْسَاطٌ** **تقلد** باب تفعل کا مصدر ہے، **تَقَلَّدَ السیف** تلوار گلے میں لٹکانا۔ **یشتغل** فعل مضارع معروف باب افتعال سے اشتغالاً مصدر ہے، کام میں لگنا، توجہ ہٹنا۔

ترجمہ مکروہ نہیں ہے اس کے لئے کمر کا باندھنا اور نہ تلوار وغیرہ کا لٹکانا جبکہ نہ توجہ ہٹے اس کی حرکت سے

کمر میں کوئی چیز لٹکا کر نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر نمازی نے اپنی کمر میں پٹکا یا اس کے مانند کوئی چیز باندھ کر نماز پڑھی تو مکروہ نہیں ہے، ایسے ہی اگر نمازی نے تلوار وغیرہ اس طرح لٹکا رکھی ہے کہ اس کے ہلنے سے دل اس کی جانب متوجہ نہیں ہوتا تو اس طرح تلوار لٹکا کر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر دل اس کی حرکت سے متوجہ ہوتا ہے، یعنی نماز سے توجہ ہٹتی ہے، تو یہ صورت مکروہ ہوگی۔

﴿۶۰۰﴾ وَلَا عَدَمُ اِدْخَالِ یَدَیْهِ فِیْ فَرْجِیِّهٖ وَشِقِّهٖ عَلَی الْمُخْتَارِ .

الفرجیہ لمبی آستینوں کا جبہ جو علماء دین پہنتے ہیں۔ **الشقة** کپڑے وغیرہ کا لمبا ٹکڑا، دھجی، پھاڑا ہوا ٹکڑا، پھٹا ہوا، نصف حصہ۔

ترجمہ اور (مکروہ) نہیں اپنے ہاتھوں کو داخل نہ کرنا اپنی فرجی اور اس کے چاک میں مذہب مختار پر۔

تشریح فرجی ایک خاص قسم کا کپڑا ہوتا ہے، اس میں ہاتھ ڈال کر نہ پہنا بلکہ اس کے کناروں کو مونڈھوں پر پڑا رہنے دیا، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح پہن کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ اس میں بھی کراہت ہے، (لانه یشبه السدل شامی جلد اول (۵۹۸) نیز اس طرح سے کرنا نماز سے دھیان کے بٹنے کا سبب بن سکتا ہے) ایسے ہی کپڑے کا نصف حصہ پھٹا ہوا ہے اس کو پہن کر نماز پڑھ لی تو بھی کراہت ہے، کیوں کہ یہ بے ڈھنگے طریقہ سے پہننا ہے۔

﴿۶۰۱﴾ وَلَا التَّوَجُّهُ لِمُصْحَفٍ اَوْ سَیْفٍ مُعَلَّقٍ اَوْ ظَهْرِ قَاعِدٍ یَتَحَدَّثُ اَوْ شَمْعٍ اَوْ

سِرَاجٍ عَلَى الصَّحِيْحِ.

المصحف لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ اغلب استعمال بمعنی قرآن پاک ہے، جمع مَصَاحِفُ **سیف** تلوار جمع سُیُوْفٌ وَاَسْیَافٌ **معلق** اسم مفعول ہے، لٹکایا ہوا باب تفعیل سے تعلیقاً مصدر ہے، لٹکانا۔ **ظہر** کمر پیٹھ (مونڈھے سے سرین تک) جمع اَظْهُرٌ وَظُهُوْرٌ. **شمع** موم بتی جمع شُمُوْعٌ **سِرَاجٌ** روشن چراغ جمع سُرُجٌ.

ترجمہ: اور (مکروہ) نہیں توجہ کرنا قرآن کریم کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا کسی بیٹھے ہوئے شخص کی پشت کی جانب جو باتیں کر رہا ہے، یا موم بتی یا چراغ کی جانب چہرہ کرنا صحیح قول کے موافق۔

قرآن سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے قرآن پاک لٹکا ہو یا تلوار لٹکی ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے، کیوں کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی حالاں کہ عبادت ہی کا اعتبار کر کے کراہت ثابت کی جاتی ہے، پس جب انکی عبادت نہیں کی جاتی تو ان کو سامنے لٹکانے میں کوئی کراہت بھی نہیں ہوگی، اس کے بعد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کی پیٹھ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جو باتیں کر رہا ہو مکروہ نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سفر وغیرہ میں سترہ کے لئے جب درخت وغیرہ نہ پاتے تو اپنے غلام نافع سے فرماتے کہ اپنی پیٹھ پھیر دے (ہدایہ جلد اول) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور آگے موم بتی یا چراغ رکھا ہو تو قول اصح اور مذہب مختار یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں، بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ سامنے موم بتی یا چراغ رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن صحیح قول عدم کراہت کا ہے۔

﴿۶۰۲﴾ وَالسُّجُوْدُ عَلَى بِسَاطٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ لَمْ يَسْجُدْ عَلَيْهَا.

بساط بچھونا فرش اور ہر وہ چیز جو بچھائی جائے جمع بُسُط **تصاویر** اس کا واحد تصویر ہے، تصویر وہ ہوتی ہے جو مخلوق خدا کے مشابہ بنائی گئی ہو خواہ ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی مگر یہاں ذی روح کی تصویر مراد ہے، کیوں کہ غیر ذی روح کی تصویر میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ترجمہ: اور سجدہ کرنا ایسے فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں کہ اس پر یہ سجدہ نہیں کرتا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایسا بچھونا جس پر تصویریں بنی ہوئی ہوں اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یعنی بلا کراہت جائز ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ سجدہ تصویر پر نہ کرے کیوں کہ یہ تصویر کی پرستش کے مشابہ ہے تو تعظیم کا شبہ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے یہ شرط لگائی ہے۔

﴿۶۰۳﴾ وَقَتْلُ حَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ اَذَاهُمَا وَلَوْ بِضَرَبَاتٍ وَانْحِرَافٍ عَنِ الْقِبْلَةِ فِيْ

الاَظْهَر.

عقرب بچھو جمع عَقَارِبُ اور عَقربَاءُ بچھو کی مادہ کے لئے آتا ہے، **اذا** تکلیف کوفت معمولی نقصان۔ قرآنِ پاک میں لن یَّضُرُّوْکُمْ اِلاَّ اَذًی. **انحراف** باب انفعال کا مصدر ہے، ٹیڑھا ہونا اصل سے ہٹ جانا۔ **خاف** فاعل کی ضمیر مصلی کی جانب راجع ہے۔ **هما** تثنیہ کی ضمیر حیة وعقرب کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور مارنا سانپ اور بچھو کا کہ خوف کرے ان سے تکلیف کا اگر چہ چند ضربوں کے ساتھ ہو اور قبلہ سے پھر جانے کے ساتھ، صحیح مذہب کے موافق۔

نماز کے دوران سانپ بچھو مارنا

نماز کی حالت میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا بلا کراہت جائز ہے، بشرطیکہ تکلیف پہنچانے کا ڈر ہو، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "اقتلوا الاسودین ولو کنتم فی الصلاۃ" سانپ اور بچھو کو مار ڈالو اگر چہ تم نماز میں ہو، اور عقلی دلیل یہ ہے کہ سانپ اور بچھو کو مارنا اس وجہ سے جائز ہے کہ اس میں دل کا مشغول ہونا دور ہوتا ہے، یعنی نمازی کی نظر جب تک اس پر پڑی رہے گی تو اس کا دل اس طرف متوجہ رہے گا، اور نماز کی روح حضور قلب اس کو حاصل نہ ہو سکے گا، اس کے بعد صاحب کتابؒ فرماتے ہیں کہ اگر ضربِ واحد سے قتل کرنا ممکن ہو تو ایک ہی ضرب کو عمل میں لائے اور اگر چند ضربوں کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرے حاصل یہ کہ مقصود ان کو قتل کرنا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ان کو مارنے میں خواہ قبلہ کی جانب سے رخ پھر جائے اور عبارت کا منشاء بس اتنا ہی ہے، رہی یہ بات کہ ان کو مارنے سے نماز باقی رہے گی یا جاتی رہے گی؟ تو یہ الگ بات ہے، اگر عمل قلیل سے مارا ہے مثلاً بچھو سامنے سے گزر رہا تھا اتفاق سے قریب جوتا رکھا تھا وہ اس پر رکھ کر دبا دیا تو یہ عمل قلیل ہے، پس نماز باقی رہے گی اور اگر ان کو مارنے کے لئے عمل کثیر کرنا پڑا ہے تو نماز ختم ہو جائے گی، از سر نو نماز پڑھے اور نماز کے بطلان کا کوئی گناہ نہیں ہوگا کیوں کہ ان کو مارنے کے لئے نماز توڑنا عذر شرعی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۳، البحر الرائق: ۳۲/۲)

﴿۶۰۴﴾ وَلَا بَأْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِهٖ كَيْلَا يَلْتَصِقَ بِجَسَدِهٖ فِي الرُّكُوْعِ.

نفض یہ مصدر ہے باب نصر سے جھاڑنا جھٹکنا **یلتصق** فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب افتعال التصاق مصدر ہے چپکنا چمٹنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں اپنے کپڑے کے جھٹکنے میں تاکہ نہ چمٹ جائے اس کے جسم سے رکوع میں۔

شکن نکالنا

شکن نکالنے کے لئے کپڑا جھٹکنا مکروہ ہے، البتہ اگر یہ خیال ہے کہ کرتے یا شیروانی کا پچھلا دامن سرینوں میں

دب گیا ہے، جس سے ایک معیوب صورت پیدا ہوگئی ہے تو اس صورت میں کرتے یا شیروانی کے دامن کو کھینچ کر سیدھا کر سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۰۳)

﴿۶۰۵﴾ وَلاَ بِمَسْحِ جَبْهَتِهٖ مِنَ التُّرَابِ اَوِ الْحَشِيْشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلاَةِ وَلاَ قَبْلَ الْفَرَاغِ اِذَا ضَرَّهٗ اَوْ شَغَلَهٗ عَنِ الصَّلاَةِ.

تراب مٹی جمع اَتْرِبَةٌ. الحشیش خشک گھاس تنکا جمع حَشَائِش ضَرَّ ماضی معروف باب (ن) (م) ضَرًّا تکلیف پہنچانا، نقصان دینا۔ شَغَلَ ماضی معروف باب (ف) شَغْلاً مصدر ہے مشغول کرنا اور جب صلہ میں عن آئے تو غافل کرنے، توجہ ہٹانے کے معنی ہوں گے اور یہی معنی یہاں پر مراد ہیں۔

ترجمہ اور (کوئی حرج) نہیں ہے اپنی پیشانی سے مٹی یا تنکے کو پونچھنے میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور نہ فارغ ہونے سے پہلے جبکہ نقصان دے اس کو یا توجہ ہٹا دے اس کی نماز سے۔

تشریح مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پیشانی سے مٹی یا تنکوں کو صاف کرنا مکروہ نہیں ہے، اور اگر یہ چیزیں نمازی کے دل کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں تو نماز کے دوران بھی عمل قلیل کے ساتھ صاف کر سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۰۳)

﴿۶۰۶﴾ وَلاَ بِالنَّظْرِ بِمُوْقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ.

موق جمع امواق گوشۂ چشم کنکھیاں۔ تحویل باب تفعیل کا مصدر ہے، بدلنا۔

ترجمہ اور (کوئی حرج) نہیں ہے اپنی آنکھوں کی کنکھیوں سے دیکھنے میں چہرے کو پھیرے بغیر۔

تشریح اگر کوئی نمازی بلا ضرورت چہرہ گھمائے بغیر کنکھیوں سے دائیں بائیں یا قبلہ کی جانب دور تک دیکھتا ہے تو وہ مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ضرورت ہو تو مکروہ نہیں، مصنفؒ کی عبارت ضرورت ہی پر محمول ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۰۳)

﴿۶۰۷﴾ وَلاَ بَأْسَ بِالصَّلاَةِ عَلَى الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْاَفْضَلُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْاَرْضِ اَوْ عَلٰى مَا تُنْبِتُهٗ.

بأس جمع اَبْؤُس لا باس به اس میں کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔ فُرُش اس کا واحد فِرَاش گھر کے بچھانے کے کپڑے وغیرہ۔ بُسُط اس کا واحد بِسَاط ہے فرش بچھونا (ہر وہ چیز جو بچھائی جائے) دری چٹائی۔ لُبُوْد اس کا واحد لِبْد ہے، نمدہ بنی ہوئی اون یا بال (نمدہ وہ کپڑا کہا جاتا ہے جو اون یا بالوں کو جما کر پانی سے بھگو کر بنایا جاتا

ہے) بچھانے کا ایک فرش۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے نماز پڑھنے میں فرشوں بستروں اور روئی دار جبوں پر اور بہتر ہے، نماز پڑھنا زمین پر یا اس چیز پر کہ جس کو زمین اُگاتی ہے۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ بستروں وبچھونوں وغیرہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ وہ پاک ہوں اور ان پر سجدہ کرنے سے سر زمین پر ٹک جائے مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ بغیر کچھ بچھائے زمین پر نماز پڑھے یا گھاس پھونس چٹائی پر نماز پڑھے۔ **کالحصیر والحشیش فی المساجد وھو اولیٰ من البسط لقربه من التواضع** (مراقی الفلاح:۲۰۳)

﴿۶۰۸﴾ وَلَا بَأْسَ بِتَكْرَارِ السُّوْرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ النَّفْلِ.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنے میں نفل کی دونوں رکعتوں میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نفل نماز میں ایک ہی سورت کو مکرر سہ کرر پڑھتا ہے، تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر فرض نماز میں یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے۔ باقی تفصیل (مسئلہ ۵۵۵ میں ملاحظہ فرمائیں)

فَصْلٌ فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُجِيْزُهٗ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

(مِنْ تَاخِيْرِ الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهَا)

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو نماز کے توڑنے کو واجب کر دیتی ہیں، اور جو اس کو جائز کر دیتی ہیں، اور اس کے علاوہ کے بیان میں (یعنی نماز کو مؤخر کرنا اور اس کو چھوڑ دینا)۔

﴿۶۰۹﴾ يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّي لَا بِنِدَاءِ اَحَدِ اَبَوَيْهِ.

استغاثة انصاف چاہنا جمع استغاثات . **اسغاثة** باب استفعال کا مصدر ہے مدد طلبی، فریاد۔ **ملھوف** غمگین مظلوم باب (س) سے اسم مفعول ہے، **لَهِفَ يلهف لَهْفًا** مظلوم وستم رسیدہ ہونا۔

ترجمہ: ضروری ہے، نماز توڑ دینا کسی مظلوم کے امداد چاہنے پر نماز پڑھنے والے سے نہ کہ والدین میں سے کسی ایک کے پکارنے سے۔

تشریح: ایک شخص نماز میں مشغول ہے، اس سے کسی مظلوم نے فریاد چاہی مثلاً وہ کنویں میں گر گیا یا سانپ، شیر، چیتا سامنے آگیا ہے، جس کے حملے کا خطرہ ہے، اس نے نمازی سے بچاؤ کی درخواست کی اور وہاں صرف یہی نمازی ہے، تو ایسی صورت میں اس نمازی کو نماز توڑ کر اس مظلوم کی مدد کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ مدد کرنے پر قادر بھی ہو ورنہ بشکل

دیگر نماز توڑنا حرام ہے، اس کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ دادا دادی کسی سخت تکلیف کی وجہ سے پکاریں مثلاً بیمار ماں باپ ضرورت سے اٹھے اور گر پڑے اور کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے، تو اس صورت میں فرض نماز توڑ دینا ضروری ہے، لیکن اگر مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے نہیں بلکہ یونہی پکار لیا تو فرض نماز توڑنا جائز نہیں ہے، البتہ نفلوں اور سنتوں میں گنجائش ہے، تفصیل اس طرح ہے اگر ان میں سے کسی نے شدید ضرورت یا مصیبت کی بنا پر یا بلا کسی مصیبت کے یونہی پکارا اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے، کہ آپ نفلیں یا سنتیں پڑھ رہے ہیں، تو اس صورت میں نفلوں یا سنتوں کی نیت توڑ کر ان کی تعمیل کرنا ضروری ہے، ور اگر وہ جانتے ہیں کہ آپ نیت باندھے ہوئے ہیں پھر بھی پکار رہے ہیں تو اس صورت میں اگر مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے نہیں پکار رہے ہیں تو نماز توڑنا واجب نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۳-۲۰۴)

﴿۶۱۰﴾ وَيَجُوْزُ قَطْعُها بِسَرَقَةِ مَا يُسَاوِىْ دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِه.

ترجمہ: اور جائز ہے اس کا توڑ دینا ایسی چیز کے چوری ہونے کے (خوف سے) جو برابر ہو ایک درہم کے اگر چہ وہ چیز دوسرے کی ہو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مال کا خطرہ ہو مثلاً نیت باندھ رکھی تھی کہ کوئی شخص جوتی اٹھا کر لے جانا چاہتا ہے، بشرطیکہ اس کی قیمت کم از کم ایک درہم یعنی/۳ گرام/۶۶۲ ملی گرام کے بقدر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر چہ نمازی کے پاس اتنی قیمت کا سامان دوسرے ہی کا ہو اور چور اسے لے جا رہا ہے، تو بھی نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۰۴)

﴿۶۱۱﴾ وَخَوْفِ ذِئْب عَلٰى غَنَمٍ اَوْ خَوْفِ تَرَدِّى اَعْمٰى فِي بِئْرٍ وَنَحْوِه.

ذِئْبٌ جمع ذِئَابٌ بھیڑیا۔ تَرَدِّی باب تفعل کا مصدر ہے، جب اس کے صلہ میں فی آئے تو معنی ہوں گے بلندی سے گرنا۔ اَعْمٰی جمع عُمْیٌ و عُمْيَان . عَمِيَ يَعْمٰى عَمًى باب (س) نابینا ہو جانا (دونوں آنکھوں کی بینائی کا بالکل ختم ہو جانا)

ترجمہ: اور بھیڑیا آپڑنے کے خوف سے بکریوں پر یا اندھے کے کنویں میں گر جانے کے خوف سے یا کنویں کے مانند کسی اور چیز میں۔

تشریح: اس عبارت کا عطف ماقبل کی عبارت پر ہے اصل عبارت اس طرح ہے **ويجوز قطعها لخشية** فرماتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، اسی حال میں بھیڑیا آیا اور بکری کو لے کر جانے لگا، اور نمازی کو اس بات کا خوف ہے، کہ اگر میں نماز کو پوری کرتا ہوں تو بھیڑیا اُسے مار ڈالے گا، تو اس کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے، ایسے ہی اگر کسی کی جان کا خطرہ ہے، مثلاً کوئی اندھا جا رہا ہے، اور سامنے کنواں ہے، یا مثلاً بس گاڑی کار یا ٹرین وغیرہ کی زد میں

ہے، اگر نہ بچایا گیا تو ہلاک ہو جانے کا غالب گمان ہے، تو اس صورت میں تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اور اگر ہلاک ہونے کا غالب گمان نہیں ہے، تو نماز توڑنا دینا جائز ہے، (مراقی الفلاح/۲۰۴)۔

﴿۶۱۲﴾ وَإِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ بِتَاخِيْرِهَا الصَّلٰوةَ وَتُقْبِلُ عَلَى الْوَلَدِ.

القَابِلَةُ دایہ جو زچہ کو بوقت پیدائش مخصوص مدد پہنچاتی ہے، جمع قَوَابِلُ **تقبل** فعل مضارع معروف باب افعال سے (م) اقبالاً آنا اور جب صلہ میں علی آئے تو معنیٰ ہوں گے کسی کام پر لگ جانا متوجہ ہو جانا۔

ترجمہ: اور جب خوف کرے دایہ بچہ کے مر جانے کا ورنہ کوئی حرج نہیں ہے، دایہ کے مؤخر کر دینے سے نماز کو اور توجہ رکھے بچہ پر۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ دایہ (بچہ جنانے والی) بچہ جنا رہی ہے، اور اسی حال میں نماز کا وقت ہو گیا اور دایہ کو اس بات کا ڈر ہے کہ اگر بچہ کی ولادت کے وقت بچہ کو چھوڑ کر نماز میں لگ گئی تو بچہ مر جائے گا، یا اس کا کوئی عضو تلف ہو جائے گا، یا بچہ کی ماں مر جائے گی، تو ان تمام صورتوں میں نماز کو مؤخر کر دینا ضروری ہے، اور اگر نماز میں ہو تو اسے توڑنا ضروری ہے، اور اگر دایہ کو بچہ وغیرہ کے مر جانے کا غالب گمان نہ ہو تو بھی نماز کو مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اپنی پوری توجہ بچہ پر ہی رکھے اور نماز بعد میں پڑھ لے۔ (مراقی الفلاح:۲۰۴)

﴿۶۱۳﴾ وَكَذَا الْمُسَافِرُ إِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوْصِ أَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ جَازَ لَهُ تَاخِيْرُ الْوَقْتِيَّةِ.

اللصوص لِصٌّ کی جمع ہے، دوسروں کا مال چھپ کر اٹھا کر لے جانے والا، **قطاع الطریق** قُطَّاع اسم مبالغہ ہے، بہت راستہ کاٹنے والا، دن دھاڑے برسرِ عام لوٹ مار کرنے والا اس کی سزا ۱۴ سال کی قید ہے، وقال صاحب **الجوهرة النيرة فهو الخروج لاخذ المال على وجه المجاهرة في موضع لا يلحق المأخوذ منه الغوث** یعنی کھلم کھلا لوٹ مار کرنے کے لئے ایسی جگہ جانا کہ جہاں مظلوم کی کوئی فریاد نہ سن سکے یعنی لوگوں پر ایسی گھبراہٹ طاری ہو۔

ترجمہ: اور ایسے ہی مسافر جب کہ خوف کرے چوروں یا لٹیروں سے تو جائز ہے اس کے لئے وقتی نماز کا دیر سے ادا کرنا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص سفر میں ہے، نماز کا وقت ہو گیا اور اسے اس بات کا خوف ہے کہ اگر نماز پڑھنے میں لگ گیا تو چور یا ڈاکو حملہ کر دیں گے، تو اس خطرے کے پیش نظر اس کو نماز بعد میں پڑھنے کی اجازت ہے،

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ عبارت میں مسافر کی قید اتفاقی ہے، مقیم کا بھی یہی حکم ہے، جو عبارت میں بیان کیا گیا ہے، اور مسافر کی قید اس وجہ سے لگائی گئی ہے کہ عام طور سے سفر میں ہی اس طرح خطرات پیش آتے ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۴)

﴿۶۱۴﴾ وَتَارِكُ الصَّلَاةِ عَمْدًا كَسْلاً يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَسِيْلَ مِنْهُ الدَّمُ وَيُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيْهَا وَكَذَا تَارِكُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلَا يُقْتَلُ اِلَّا اِذَا جَحَدَ اَوِ اسْتَخَفَّ بِاَحَدِهِمَا.

كَسْلاً باب سمع کا مصدر ہے، كَسِلَ يَكْسَلُ كَسْلاً ایسے کام میں سستی کرنا جس میں سستی کرنا درست نہ ہو ڈھیلا اور سست پڑنا۔ اور کسل کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ بھول سے یا کسی عذر کی وجہ سے نماز چھوٹ جائے۔ يسيل فعل مضارع معروف باب (ض) سَيْلاً وَسَيَلَانًا بہنا۔ جحد ماضی معروف باب (ف) جَحْدًا (م) ہے، جان بوجھ کر انکار کرنا جھٹلانا، اَستخفَّ ماضی معروف باب استفعال سے استخفافًا (م) ہے، حقیر و ذلیل سمجھنا توہین کرنا ہلکا سمجھنا۔

ترجمہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو اتنا سخت مارا جائے گا کہ خون بہنے لگے اور پھر اس کو بند کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے، اور ایسے ہی رمضان کے روزے چھوڑنے والے کو اور قتل نہیں کیا جائے گا مگر جب کہ انکار کرے یا ہلکا سمجھے ان دونوں میں سے کسی ایک کو۔

تارک نماز کی سزا

اسلامی عبادت میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اسی امتیازی شان کی وجہ سے پروردگار عالم نے نماز کی فرضیت کا حکم شب معراج میں آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا اس لئے نماز ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم اور فرض عین ہے، وہ نماز کے سلسلے میں قطعًا کوتاہی نہ کریں اس مختصر سی تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ سستی اور کاہلی کی بنا پر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کی خوب پٹائی کی جائے، کہ جس سے اس کے بدن سے خون بہنے لگے، اور پھر قید میں بند کر دیا جائے اور مستقل وعظ و نصیحت کی جاتی رہے تا کہ وہ نماز پڑھنے کا اقرار کر لے یا اسی طرح قید خانہ میں مر جائے، یہی حکم رمضان کے روزے چھوڑنے والے کا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ نماز یا روزہ چھوڑنے والے کو قتل نہ کیا جائے مگر دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں: (۱) نماز روزے کی فرضیت ہی کا انکار کر دے تو اب وہ مرتد ہو گیا اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ جو شکوک و شبہات اس کے دل میں ہیں ان کو دور کیا جائے اور تین دن قید میں رکھا جائے گا، تا کہ اس کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے اگر بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک ہے

ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ (۲) کوئی شخص نماز روزے کا مزاق اڑائے انکی توہین کرے مثلاً کہے رمضان بڑا بھاری ہے یا مثلاً کہے کہ روزے تو وہ رکھے جس کے گھر میں کھانے پینے کو نہ ہو (نعوذ باللہ من ذلک) تو یہ شخص کافر ہو گیا کیوں کہ شریعت کی اہانت کفر ہے، اس کو بھی قتل کر دینا جائز ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۴-۲۰۵)

بَابُ الوِتْرِ

وتر کا بیان

ماقبل سے مناسبت: صاحب کتاب جب فرض علمی (یعنی اعتقادی کہ جس کا منکر کافر ہے) کے بیان سے فارغ ہو گئے تو اب فرض عملی (جس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے اعتقاداً واجب ہے) کے بیان کو شروع کیا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۵)

﴿۶۱۵﴾ اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ.

ترجمہ: وتر واجب ہے۔

تشریح: وتر کی نماز پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر ضروری ہے، یعنی اس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ احناف کے نزدیک وتر واجب ہے، باقی ائمہ کے نزدیک سنت ہے، لیکن یہ ایسی سنت ہے، جس کا ترک انکے یہاں بھی جائز نہیں، جس طرح عیدین کی نماز ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے مگر وہ اس کے ترک کے روادار نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک عیدین کی نماز واجب ہے، اور واجب اور فرض میں عمل کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں دونوں پر عمل ضروری ہے، البتہ عقیدہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، فرض کو فرض ماننا ضروری ہے، اس کا منکر کافر ہے، اور واجب کو واجب ماننا ضروری نہیں اس کا منکر کافر یا گمراہ نہیں۔

فائدہ: تمام ائمہ متفق ہیں کہ اگر وتر چھوٹ جائے تو ان کی قضا ہے، اور جب قضا ہے تو وتر واجب ہے، یہ استدلال اِنّی ہے، (اگر علت سے معلول پر استدلال کیا جائے جیسے آگ سے دھویں پر استدلال کیا جائے تو یہ استدلال لِمّی ہے، اور اگر معلول سے علت پر استدلال کیا جائے جیسے دھوئیں سے آگ پر استدلال کیا جائے تو یہ استدلال اِنّی ہے، یہاں بھی استدلال اِنّی ہے، کیوں کہ جب تمام فقہاء قضا پر متفق ہیں تو ثابت ہوا کہ وتر واجب ہے) پھر اختلاف ہے اس بارے میں کہ قضا کب تک ہے؟ احناف کے نزدیک ابدًا قضا واجب ہے، کیوں کہ جب وتر واجب ہیں تو زندگی بھر میں ان کو ادا کرنا ضروری ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فجر کے فرض پڑھنے تک قضاء ہے، جب فرض پڑھ لئے تو اب قضا کا وقت گزر گیا اب قضا نہیں ہو سکتی اب گناہ لازم ہو گیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۳۲۲، البحر الرائق:

(۴۱/۲

﴿۶۱۶﴾ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهُ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً وَيَجْلِسُ عَلَى رَأْسِ الْأُولَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ فِيهَا رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَقَنَتَ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوْعِ فِي جَمِيْعِ السَّنَةِ.

یقتصر فعل مضارع معروف باب افعال اقتصار (م) کسی چیز پر انحصار کرنا لمبائی کم کرنا۔

ترجمہ اور وہ تین رکعتیں ہیں ایک سلام کے ساتھ اور پڑھے اس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت اور بیٹھ جائے اس کی پہلی دو رکعتوں کے اخیر میں اور صرف التحیات پر بس کرلے یعنی صرف التحیات پڑھے اور سبحانک اللہم نہ پڑھے تیسری رکعت کے لئے اس کے کھڑے ہونے کے وقت اور جب فارغ ہوجائے سورت کے پڑھنے سے تیسری رکعت میں تو اٹھائے اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو کے مقابل پھر اللہ اکبر کہے اور دعا قنوت پڑھے کھڑا ہوکر رکوع سے پہلے پورے سال۔

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے دوسری رکعت پر حسب دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے پھر ہاتھ باندھ کر دعا قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع میں جائیں، اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ متن میں، ثلاث رکعات سے شوافع کے مذہب کو رد کرنا مقصود ہے، کیوں کہ ان کے نزدیک دو رکعتیں الگ سلام سے پڑھی جائیں پھر ایک رکعت الگ سلام سے پڑھی جائے یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ وتر میں قنوت پورے سال ہے یا صرف رمضان میں ہے، یا رمضان کے نصف آخر میں ہے؟ امام ابوحنیفہؒ امام احمد کا مختار قول اور امام شافعیؒ کی تین وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت پورے سال ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک صرف رمضان میں ہے، باقی گیارہ مہینے وتر میں قنوت نہیں اور امام شافعیؒ کا اصل مذہب اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ رمضان کی سولہویں رات سے ختم رمضان تک قنوت ہے، باقی ساڑھے گیارہ مہینے قنوت نہیں اور امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک قنوت کی جگہ وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے، اور امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے نزدیک رکوع کے بعد قومہ میں قنوت کی جگہ ہے۔

﴿۶۱۷﴾ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوِتْرِ.

ترجمہ: اور قنوت نہ پڑھے وتر کے علاوہ میں۔

دعا قنوت کا محل

علماء احناف کے نزدیک سوائے وتر کے کسی نماز میں قنوت نہیں ہے، اور امام شافعیؒ کے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت مسنون ہے۔

﴿۶۱۸﴾ وَالْقُنُوْتُ مَعنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

قنوت باب (ن) کا مصدر ہے خدا کا فرمانبردار ہونا، یہاں پر قنوت سے مراد دعا ہے۔ نستعین فعل مضارع معروف جمع متکلم باب استفعال إستعانة مصدر ہے، مدد طلب کرنا، امداد چاہنا۔ نستهدی فعل مضارع جمع متکلم باب استفعال (م) إستهداء ہدایت یا راہنمائی چاہنا۔ نستغفر فعل مضارع معروف جمع متکلم باب استفعال استغفار (م) ہے، اللہ سے اپنے گناہ کی معافی چاہنا۔ نتوب فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (ن) توبًا وتوبةً (م) ہے، گناہ سے باز آنا۔ نتوکل فعل مضارع معروف جمع متکلم باب تفعل تَوَکُّلًا (م) ہے، کسی کام کا وکیل بنا جبکہ صلہ میں ب آئے اور اگر صلہ میں علی آئے اور کہا جائے توکل علی اللہ، تو معنی ہوں گے خدا پر بھروسہ کرنا خود کو اللہ کے حوالہ کرنا، اہل باطن کی اصطلاح میں اللہ کے پاس کی ہر چیز پر اعتماد کرنا اور بندوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے مایوس ہونا، یقین نہ کرنا۔ نثنی فعل مضارع معروف جمع متکلم باب انعال سے سراہنا تعریف کرنا۔ خیر اسم تفضیل خلاف قیاس بمعنی زیادہ اچھا، زیادہ بہتر، خیر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حسن لذاتہ ہو یعنی خوبی اور بہتری اس کی ذات میں ہو اور اس میں ذاتی لذت ذاتی نفع اور ذاتی خوش بختی ہو جمع خِیَارٌ واخیارٌ وخُیُورٌ. خیر منصوب ہے مصدر ہونے کی بنا پر ای لثناء الخیر، یا نثنی کا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہے، یا منصوب بنزع الخافض ہے ای بالخیر. نشکر فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (ن) مصدر شُکرًا وشُکورًا وشُکرَانًا ہے، شکریہ ادا کرنا، کسی کے احسان یا انعام پر اس کی تعریف کرنا۔ نخلع باب (ف) سے فعل مضارع جمع متکلم نکالنا۔ یفجر فعل مضارع واحد مذکر غائب باب (ن) فجرًا وفُجُورًا مصدر ہے، لاپرواہی کے ساتھ گناہوں میں مبتلا رہنا بدکار ہونا گناہ کرنا۔ نسعی فعلی مضارع جمع متکلم باب (ف) سَعیًا مصدر ہے، کسی کام کی کوشش کرنا کوئی بھی کام کرنا چلنا دوڑنا نحفد فعل مضارع معروف

باب (ض) حَفَدَانًا (م) پھرتیلا ہونا کام کو جلدی کرنا۔ نخشٰی فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (س) خشیۃ (م) ہے، ڈرتے رہنا، ڈر ہونا۔ ملحق اسم فاعل ہے باب افعال اِلحاقًا مصدر ہے کسی کو پالینا، کسی تک پہنچ جانا۔

ترجمہ: اور قنوت کے معنٰی دعا کے ہیں اور وہ دعا یہ ہے کہ کہے اے اللہ! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، (تیری اطاعت پر) اور تجھ سے ہدایت کی درخواست کرتے ہیں، (ان چیزوں کے لئے جن میں تیری خوشنودی ہے) اور تجھ سے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں، (اپنے گناہوں کی) اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں، (گناہوں سے توبہ اور شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم) اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں، (دل سے ایک ہونے کا اعتقاد اور زبان سے اقرار کرتے ہیں) اور تیرے ہی اوپر بھروسہ کرتے ہیں، (تمام امور تیرے ہی سپرد کرتے ہیں) اور تمام بھلائیوں پر تیری ثنا و تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اور تیری ناشکری نہیں کرتے ہم علیحدہ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہر اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں، سجدے کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں، (عمل میں کوشش کرتے ہیں ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے جو ہمیں تجھ سے قریب کردے) اور تیری ہی عبادت خوشی سے کرتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا حقیقی عذاب کافروں ہی سے ملنے والا ہے، اور خدا کی رحمت نازل ہوجیو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی ال و اولاد پر اور اللہ تعالی کا سلام نازل ہوجیو۔

تشریح: قنوت کے سلسلے میں دو دعائیں روایات میں آئی ہیں، ایک تو اس عبارت میں موجود ہے، جس کو احناف پڑھتے ہیں اور ایک آگے عبارت میں آرہی ہے، شوافع نے اسے اختیار کیا ہے، اس اختیار کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ حنفی لوگوں کو وہ دعا جو آگے آرہی ہے، عموماً یاد نہیں ہوتی اور شوافع کو وہ دعا جو اس عبارت میں ہے، یاد نہیں ہوتی یہ طریقہ ٹھیک نہیں دونوں دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، پس دونوں دعائیں یاد کرنی چاہئیں، اور پڑھنی چاہئیں کبھی یہ اور کبھی وہ اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھے تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور سونے پر سہاگہ۔

فائدہ: احناف جو دعا پڑھتے ہیں یعنی **اللّٰهم انا نستعينك الى قوله من يفجرك** یہ قرآن کریم کی ایک سورت تھی اس کا نام سورۃ الخلع تھا اور دوسری اس کا نام سورۃ الحفد تھا اس کی ابتداء **اللّٰهم اياك نعبد الى قوله ملحق** اور دونوں سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی تھا، مگر بعد میں اس کی اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی، چوں کہ یہ دعا قرآن کریم کا حصہ رہ چکی ہے اس لئے احناف نے اس کو افضل قرار دیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۷)

﴿۶۱۹﴾ وَالْمُؤتَمُّ يَقْرَأُ الْقُنوتَ كَالْإمَام.

ترجمہ: اور مقتدی پڑھے دعا قنوت امام کی طرح۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قنوت کا پڑھنا واجب ہے، امام اور مقتدی سب کے لئے صرف امام کا

پڑھنا مقتدیوں کی جانب سے کافی نہیں ہوگا۔

﴿۶۲۰﴾ وَاِذَا شَرَعَ الاِمَامُ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُتَابِعُوْنَهُ وَيَقْرَؤُنَهُ مَعَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لاَ يُتَابِعُوْنَهُ وَلٰكِنْ يُؤَمِّنُوْنَ.

یتابعون فعل مضارع معروف جمع مذکر غائب باب مفاعلة سے متابعة (م) ہے، پیچھے چلتے رہنا، جاری رکھنا۔

ترجمہ اور جب شروع کردے امام کوئی اور دعا مذکورہ بالا دعا کے بعد تو فرمایا امام ابو یوسفؒ نے کہ مقتدی اس کی اتباع کریں اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہیں، اور فرمایا امام محمدؒ نے کہ امام کی اتباع نہ کریں ہاں آمین کہتے رہیں۔

دعا قنوت کے بعد دوسری دعا

اب یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر امام اللّٰھم انا نستعینك الخ پڑھنے کے بعد وہ دعا شروع کردے جو اگلے متن میں آرہی ہے، تو اب مقتدی حضرات کیا کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کی اتباع کریں گے، لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ صرف آمین کہیں گے۔

﴿۶۲۱﴾ وَالدُّعَاءُ هُوَ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَنْ اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلاَ يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

اِهْدِ باب (ض) سے فعل امر ہے، هُدًى وَهَدْيًا (م) ہے، راہنمائی حاصل کرنا، صحیح راہ پر ہونا۔ **عافیت** فعل ماضی باب مفاعلة سے مُعَافَاةً وعِفَاءً وعافيةً (م) ہے، امراض وآفات سے محفوظ رکھنا، صحت وعافیت عطا کرنا۔ **تولیت** فعل ماضی معروف باب تفعل سے تولیًا (م) ہے، ذمہ داری لینا۔ **قِنَا** فعل امر باب (ض) وِقايةً تکلیف سے بچانا۔ **قضیت** فعل ماضی معروف باب (ض) قضاءً (م) ہے، فیصلہ کرنا۔ **لا یذل** فعل مضارع منفی معروف باب (ض) ذُلًّا وذِلَّةً ذلیل ہونا، بے وقعت ہونا۔ **والیت** فعل ماضی معروف باب مفاعلة سے مُوَالَاةً (م) ہے، کسی سے محبت کرنا۔ **لا یعِزّ** فعل مضارع منفی معروف باب (ض) عِزًّا وعِزَّةً وعَزَازَةً صاحب عزت ہونا۔ **عادیت** فعل ماضی معروف باب مفاعلة (م) مُعَادَاةً دشمنی کرنا، دشمن بننا۔

ترجمہ اور وہ دعا یہ ہے، (اس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ اپنے فضل سے ہمیں ہدایت عطا فرما، ان بندوں میں شامل فرما جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور ہمیں عافیت (بلاؤں سے سلامتی) عطا فرما، ان بندوں میں شامل

کر کے جن کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور ہمارا کارساز بن، ان بندوں میں شامل کر کے جن کی آپ کارسازی فرماتے ہیں، اور ہم کو برکت عطا فرما ان چیزوں میں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں، (صحت و مال و دولت و بیوی بچوں میں) اور ہم کو بچا لے ان فیصلوں کے اثرات بد سے جو آپ نے فرمائے ہیں، آپ یقیناً فیصلہ کرتے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے، (آپ کا فیصلہ تو ضرور پورا ہو کر رہے گا میں اس کو بدلنے کے لئے عرض نہیں کرتا بلکہ اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں) بے شک شان یہ ہے کہ وہ شخص رسوا اور ذلیل نہیں ہوتا جس کو آپ دوست بنالیں، اور وہ شخص کبھی صاحب عزت نہیں ہوسکتا جس سے آپ دشمنی رکھیں، آپ برکت والے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ کی شان بہت بلند ہے، اور درود و سلام نازل ہوجیو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر اور صحابہ کرام پر۔

تشریح یہی وہ دعا قنوت ہے، جس کو شوافع نے اختیار کیا ہے، اور احناف نے اس کا نام قنوت نازلہ رکھا ہے، اگر کسی جگہ کے مسلمان دشمنوں کی جانب سے سخت فتنہ اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو حکم یہ ہے کہ امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قومہ میں قنوت نازلہ پڑھے جس میں مسلمانوں کے لئے فتنہ سے حفاظت اور دشمنان اسلام کے لئے تباہی اور ان کے شرور سے بچاؤ کی دعائیں کی جائیں مقتدی حضرات ہر دعا پر سرّاً آمین کہیں۔

سوال: مسلمان تو پہلے سے ہدایت یافتہ ہے، اسی لئے وہ نماز میں کھڑا ہوا ہے، پھر اللہم اہدنا میں ہدایت کی دعا تحصیل حاصل ہے؟

جواب: ہدایت کے معنٰی ثَبِّتْنَا عَلَی الْهُدٰی ہیں یعنی ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھ اهدنا الصراط المستقیم کے بھی یہی معنی ہیں۔

﴿۶۲۲﴾ وَمَنْ لَمْ يُحْسِنِ الْقُنُوْتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَوْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَوْ يَارَبِّ يَارَبِّ يَارَبِّ.

ترجمہ اور جو شخص دعا قنوت نہ جانتا ہو کہے وہ اللهم اغفرلی (اے اللہ مجھے بخش دے) تین مرتبہ یا ربنا الخ (اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نیکی اور بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا) یا رب یا رب تین بار کہے۔

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک ربنا اٰتنا الخ تین بار پڑھ لے، اور یہ بھی نہ پڑھ سکے تو کم از کم اللّٰهم اغفرلی یا یارب تین، مرتبہ کہہ لے، اور ربنا الخ میں ایک جامع ترین دعا کی تلقین فرمائی گئی ہے، جو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کو شامل ہے، دنیا کی بھلائیوں میں تندرستی عافیت

بقدر ضرورت روزی علم نبوی حسن عبادت نیک بیوی فرماں بردار اولاد اور ان سب سے بڑھ کر ہر معاملہ میں خیر کی توفیق داخل ہے جبکہ آخرت کی بھلائیوں میں میدانِ حشر کی گھبراہٹ سے نجات، گناہوں سے مغفرت اور جنت میں داخلہ کی نعمتیں شامل ہیں۔

﴿۶۲۳﴾ وَإِذَا اقْتَدٰى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهُ فِي قُنُوْتِهِ سَاكِتًا فِي الْأَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي جَنْبَيْهِ.

ساکتًا اسم فاعل باب (ن) سکوتًا (م) ہے، خاموش ہونا، چپ رہنا۔ یرسل فعل مضارع معروف باب افعال (م) ارسالاً ہے، چھوڑنا۔ جنب پہلو جمع جُنُوبٌ.

ترجمہ اور جب اقتداء کرے اس شخص کی جو قنوت پڑھتا ہے فجر میں تو کھڑا رہے اس کے ساتھ اس کے قنوت میں خاموش ظاہر مذہب کے موافق اور چھوڑ دے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں میں۔

حنفی شخص کا شافعی امام کی پیچھے فجر پڑھنا

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا مسنون ہے، اب صورت حال ایسی ہوئی کہ شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی ہے، اور شافعی امام اپنے مذہب کے مطابق فجر میں قنوت پڑھ رہا ہے، تو حنفی مقتدی کیا کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی کو ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑا رہنا چاہئے۔

اختیاری مطالعہ

حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں، جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وتر دو سلاموں سے پڑھی جاتی ہے، اب اگر کوئی حنفی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں شافعی یا حنبلی امام دو سلاموں سے وتر پڑھاتا ہو، مثلاً حرمین شریفین کے ائمہ دو سلاموں سے وتر پڑھاتے ہیں تو یہ حنفی شخص وتر میں ان کی اقتداء کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں، (۱) اکثر فقہاء کے نزدیک نماز میں چوں کہ مقتدی کے عقیدہ اور رائے کا اعتبار ہے، اور دو سلاموں سے وتر اس شخص کے نزدیک درست نہیں ہے، لہٰذا اس حنفی شخص کے لئے دو سلاموں سے وتر پڑھانے والے امام کے پیچھے وتر پڑھنا درست نہ ہوگا، دوسرا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص رازی اور علامہ ہندوانی کا ہے، کہ ایسی صورت میں مقتدی کی رائے کا نہیں بلکہ امام کی رائے کا اعتبار ہے، پس ۲/ سلاموں والی وتر چوں کہ امام کی رائے میں صحیح ہے، لہٰذا جو مقتدی اس کے ساتھ پڑھے گا اس کی وتر بھی درست ہو جائے گی، آج کل رمضان میں ماشاء اللہ حنفی زائرین کا حرمین

شریفین میں بڑا مجمع ہوتا ہے، ان کے لئے جماعت کو چھوڑ کر الگ سے وتر پڑھنے میں بہرحال حرج ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں ابوبکر حصاص رازی کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حنفی زائرین کو امام حرم کی اقتداء میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا جائے، علامہ ابن وہبان نے اسی کو ترجیح دی ہے، اور اکابر دیوبند میں حضرت شیخ الہند کا موقف بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ (کتاب المسائل/۴۱۰ انوار رحمت/۶۹، البحر الرائق بیروت: ۴۲)

﴿۶۲۴﴾ وَاِذَا نَسِیَ الْقُنُوتَ فِی الوِتْرِ وَتَذَكَّرَهُ فِی الرُّكُوْعِ اَوِ الرَّفْعِ مِنْهُ لَايَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَاْسِهِ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يُعِيْدُ الرُّكُوْعَ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِزَوَالِ الْقُنُوْتِ عَنْ مَحَلِّهِ الْاَصْلِی.

نسی ماضی معروف باب (س) نَسْی وَنِسیَانًا (م) ہے، بھول جانا ذہن وحافظہ سے نکل جانا **قنوت** باب (ن) کا مصدر ہے، خدا کے لئے کمال انکساری کے ساتھ اظہار بندگی کرنا۔ **تذکرہ** ضمیر کا مرجع قنوت ہے۔ **منہ** ضمیر کا مرجع رکوع ہے۔ **محلّہ** ضمیر کا مرجع قنوت ہے اور مَحَل مصدر میمی ہے بمعنی جگہ جہاں قیام کیا جائے مرکز مقام جمع مَحَالٌ.

ترجمہ: اور اگر بھول جائے قنوت وتر میں اور یاد آئے اس کو رکوع میں یا رکوع سے اٹھنے کے وقت تو اب قنوت نہ پڑھے اور اگر پڑھ لے رکوع سے اپنے سر کو اٹھانے کے بعد تو دوبارہ رکوع نہ کرے اور سجدۂ سہو کرے قنوت کے ہٹنے کی وجہ سے اپنی اصل جگہ سے۔

دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر وتر میں دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت ترک کردے، اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع کے بعد قیام کی طرف لوٹ گیا تو اب دعا قنوت پڑھ کر سیدھا سجدہ میں چلا جائے دوبارہ رکوع نہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے کیوں کہ قنوت کو اصل محل میں پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۴۶-۴۴۷)

﴿۶۲۵﴾ وَلَوْ رَكَعَ الإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِی مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوتِ اَوْ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِيْهِ وَخَافَ فَوْتَ الرُّكُوْعِ تَابَعَ اِمَامَهٗ.

شروعہ ضمیر کا مرجع مقتدی ہے۔ **فیہ** ضمیر کا مرجع قنوت ہے۔

ترجمہ: اور اگر رکوع کردے امام مقتدی کے فارغ ہونے سے قبل قنوت کے پڑھنے سے یا اس کے اس میں

لگنے سے پہلے ہی اور خوف کرے مقتدی رکوع کے چھوٹ جانے کا تو اتباع کرے اپنے امام کی۔

تشریح اس عبارت میں دو مسئلوں کا بیان ہے، (۱) ابھی مقتدی دعائے قنوت پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو چاہئے کہ اپنی دعا قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۴۲) (۲) مقتدی نے دعائے قنوت شروع بھی نہ کی تھی کہ امام نے رکوع کی تکبیر کہہ دی تو اگر کوئی بھی مختصر دعا پڑھ کر رکوع ملنے کی امید ہو تو مقتدی وہ دعا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو جائے، اور اگر امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو دعائے قنوت ترک کر دے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۴۴۷، کتاب المسائل: ۴۱۱-۴۱۲)

﴿٦٢٦﴾ وَلَوْ تَرَكَ الإِمَامُ القُنُوْتَ يَاتِي بِهِ المُؤتَمُّ اِنْ اَمْكَنَهُ مُشَارَكَةُ الإِمَامِ فِي الرُّكُوْعِ وَالاَّ تَابَعَهُ.

مشاركة باب مفاعلة کا مصدر ہے، کسی کے ساتھ شریک ہونا۔

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے امام قنوت کو تو پڑھے اس کو مقتدی اگر ممکن ہو امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونا ورنہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لے۔

امام دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام وتر کی نماز پڑھ رہا تھا اور بھول کر دعا قنوت کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں اگر مقتدی کو اس بات کا خوف نہ ہو کہ رکوع چھوٹ جائے گا، یعنی امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو مقتدی حضرات دعائے قنوت پڑھیں گے اور اگر رکوع کے چھوٹ جانے کا خوف نہ ہو تو مقتدی بھی دعائے قنوت چھوڑ دیں گے۔

﴿٦٢٧﴾ وَلَوْ اَدْرَكَ الإِمَامَ فِي رُكُوْعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الوِتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوْتِ فَلاَ يَاتِي بِهِ فِيْمَا سُبِقَ بِهِ.

ادرك فعل ماضی معروف باب انعال سے اِدراکًا (م) ہے، پانا، پکڑ لینا، اسی سے **مدرك** اسم فاعل ہے، **سبق** ماضی مجہول باب (ف) سَبْقًا مصدر ہے گزرنا۔

ترجمہ اور اگر پائے امام کو وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں تو وہ قنوت کو پانے والا سمجھا جائے گا، چنانچہ نہ پڑھے اس کو گزشتہ رکعتوں کی ادائیگی میں۔

مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا

جو شخص وتر کی نماز میں مسبوق ہو وہ صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا حتی کہ اگر وہ وتر کی تیسری رکعت کا

رکوع امام کے ساتھ پالے تو وہ حکماً دعا قنوت پڑھنے والا قرار پائے گا، بعد میں اسے کسی رکعت میں قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۴۴۸، کتاب المسائل: ۴۱۳)

﴿۶۲۸﴾ وَيُوْتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فقط وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الجَمَاعَةِ فِي رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَدَائِهٖ مُنْفَرِدًا آخِرَ اللَّيْلِ فِي اخْتِيَارِ قَاضِيْ خَان قَالَ هُوَ الصَّحِيْحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهٗ خِلَافَهٗ.

ترجمہ: اور پڑھے وتر جماعت کے ساتھ صرف رمضان میں اور نماز وتر کو جماعت کے ساتھ رمضان میں پڑھنا افضل ہے، بنسبت اس کے ادا کرنے کے تنہا آخر رات میں قاضی خان کے پسندیدہ قول میں فرمایا کہ یہی صحیح ہے، اور صحیح قرار دیا ہے، دوسروں نے اس کے علاوہ کو۔

رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا مسنون ہے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ صرف رمضان کے مہینے میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے گی، رمضان کے مہینے کے علاوہ جماعت نہیں کی جائے گی، لیکن رمضان میں سنت کیا ہے، وتر باجماعت پڑھنا یا تنہا؟

اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، قاضی خان نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز باجماعت پڑھنی مسنون ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز رمضان کے مہینہ میں تنہا اپنے گھر ہی پر پڑھی جائے۔ (شامی: ۱/ ۶۶۵، قاضیخان علی الہندیہ: ۱/۲۴۴)

اختیاری مطالعہ

اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا

رمضان المبارک میں اگر کسی شخص کی عشاء کی جماعت نکل گئی اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ تراویح کی جماعت ہو رہی تھی، تو اسے چاہئے کہ اوّلاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو جائے، اور وتر جماعت سے پڑھے، اور تراویح کی اگر کچھ رکعتیں رہ جائیں تو انہیں وتر کے بعد ادا کر لے۔ (صغیری/ ۲۱۰، امداد الاحکام: ۲/۲۱۵-۲۱۷)

فَصْلٌ فِی النَّوَافِلِ

یہ فصل ہے نوافل کے احکام کے بیان میں

سنن ونوافل کی ضرورت:

فرائض اور واجبات کے ساتھ نوافل وسنن کا اہتمام بھی ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات فرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے، تو اس کمی کی تلافی آخرت میں سنن ونوافل کی ذریعہ کی جائے گی، احادیث شریفہ میں اس کی صراحت ہے، (منتخب احادیث: ۲۲۳) اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان محض فرائض کی انجام دہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی زیادہ سے زیادہ جمع رکھے، تاکہ آخرت میں قرب خداوندی اور درجات کی بلندی کی نعمت سے سرفراز ہو سکے، اصطلاح فقہ میں فرض اور واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، پھر اس تطوع کی بنیادی طور پر بالترتیب تین قسمیں ہیں (۱) سنن مؤکدہ (۲) سنن غیر مؤکدہ (۳) مندوبات سنن مؤکدہ کا بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے، اور سنن غیر مؤکدہ کا بلا عذر چھوڑنا خلاف اولی ہے یعنی بہتر نہیں ہے، اور مندوبات کو پڑھنا موجب ثواب ہے، اور ترک کردینے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

فائدہ: نوافل نافلۃ کی جمع ہے، معنی زیادتی نفل اس عبادت کا نام ہے، جو فرائض اور واجبات پر زائد ہو اور اس کے کرنے پر ثواب ہو اور چھوڑنے پر کوئی عذاب نہ ہو چوں کہ نوافل سنن کو بھی شامل ہیں اس وجہ سے عنوان میں صرف نوافل کا ذکر کیا ہے، اور سنن کا ذکر نہیں کیا ہے۔

﴿۶۲۹﴾ سُنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا بِتَسْلِيْمَةٍ.

ترجمہ سنت مؤکدہ قرار دی گئی ہیں دو رکعت فجر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور چار ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد ایک ہی سلام سے۔

تشریح سنن مؤکدہ کی پابندی پر احادیث شریفہ میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲/ رکعت سنن پڑھے گا اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کیا جائے گا۔ (رواہ مسلم مراقی الفلاح: ۲۱۳)

اس عبارت میں چند مسائل کا تذکرہ ہے، (۱) نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرمایا کرتے تھے، (۲) ظہر کی نماز کے بعد دو رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، (۳) مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، (۴) عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، (۵) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون ہے، (۶) جمعہ کی نماز سے قبل چار رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، ایسے ہی جمعہ کی نماز کے بعد یہ بات ذہن نشین رہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعت ایک ہی سلام سے پڑھے، اگر بلا عذر ۲/۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ (شامی مصری: ج ۱/ ۶۳۰)

اختیاری مطالعہ

جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھے؟

(۱) بہتر یہ ہے کہ گھر یا کرے میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جائے، اگر گھر میں نہیں پڑھی اور جب مسجد میں پہنچا تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی، تو ایسی صورت میں مسجد کے باہری حصہ میں ستون وغیرہ کے پیچھے سنت ادا کرے، جماعت کی صفوں کے ساتھ مل کر سنت پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل: ۳۹۱)

سنتوں کی نیت

(۲) سنن ونوافل میں مطلق نیت کافی ہوتی ہے، یعنی اگر محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں تو بھی وقتیہ سنتیں ادا ہو جائیں گی، باقاعدہ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی ان تفصیلات کو ذکر کردے تو کوئی حرج بھی نہیں، بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ فرض نمازیں اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہیں تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے، نمازیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائیں گی خواہ فرائض ہوں یا سنن ونوافل اور سنت نمازوں کو صرف اس لئے سنت کہا جاتا ہے کہ ان کے پڑھنے کا ثبوت اور حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم: ۴/ ۲۰۴)

﴿۶۳۰﴾ وَنُدِبَ اَرْبَعٌ قَبلَ العَصْرِ وَالعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ المَغْرِب.

ترجمہ اور مستحب ہے چار رکعت عصر سے پہلے اور عشاء سے پہلے اور عشاء کے بعد اور چھ رکعت مغرب کے بعد۔

سنن غیر مؤکدہ کا بیان

(۱) عصر کی نماز سے قبل ۴/ رکعت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے، اگر ۴/ رکعت کا موقع نہ ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیں، (۲) عشاء کی نماز سے قبل ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں: (۳) عشاء کی نماز کے بعد ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں

تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعات سنت مؤکدہ، دو رکعت کو ملا کر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲/ رکعت مؤکدہ بھی شامل ہیں، اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے، اور وہ کل چھ رکعات کے قائل ہیں ۲/ رکعت مؤکدہ اور ۴/ رکعت غیر مؤکدہ (حلبی کبیر: ۳۸۷) (۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت (اوّابین کی نماز) پڑھے گا اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گی۔ (ترمذی شریف: ۱/ ۹۸)

﴿۶۳۱﴾ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْاَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَاْتِيْ فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوْبَةِ.

ترجمہ: اور اکتفا کرے چار رکعت والی سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں صرف تشہد پر اور تیسری رکعت میں سبحانک اللھم نہ پڑھے، برخلاف مستحب نمازوں کے۔

سنن مؤکدہ کے قعدہ اولی میں درود شریف نہ ملائیں

چار رکعت والی سنن مؤکدہ (جیسے ظہر سے قبل اور جمعہ سے قبل اور بعد کی چار چار سنتیں) کے قعدۂ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائیں، یہی حکم ثلاثی نمازوں کے پہلے قعدہ میں ہے، اسی طرح تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر ثنا نہ پڑھیں برخلاف نوافل کے کہ نوافل و سنن غیر مؤکدہ کے ہر قعدہ میں تشہد درود اور دعا سب کچھ پڑھنا ہے، نیز تیسری رکعت میں ثنا تعوذ تسمیہ بھی پڑھنا ہے، اس لئے کہ نوافل و سنن شفعہ ہیں یعنی ان کی ہر دو رکعت ایک نماز ہے، البتہ صرف التحیات پڑھیں تو بھی درست ہے، مگر اکثر لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں، وہ ہر نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھتے ہیں اور درود شریف وغیرہ نہ صرف یہ کہ نہیں پڑھتے بلکہ اگر کوئی بھولے سے پڑھ لے تو سجدۂ سہو کرتا ہے یہ غلط فہمی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۱۴)

تنبیہ: مذکورہ مسئلہ کا خاص دھیان رکھنا چاہئے والناس عنه غافلون.

﴿۶۳۲﴾ وَاِذَا صَلّٰى نَافِلَةً اَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ اِلَّا فِي اٰخِرِهَا صَحَّ اسْتِحْسَانًا لِاَنَّهَا صَارَتْ صَلٰوةً وَاحِدَةً وَفِيْهَا الْفَرْضُ الْجُلُوْسُ اٰخِرَهَا.

استحسان پسندیدگی اصطلاحاً قیاس کو ترک کر کے لوگوں کے لئے آسان ترحکم کو اپنانا۔

ترجمہ: اور جب پڑھ لے نفل نماز دو رکعتوں سے زیادہ اور نہ بیٹھے مگر ان کے آخر میں تو صحیح ہو جائے گی استحساناً کیوں کہ یہ چار رکعت نفل ایک ہی نماز ہو گئی ہیں اور اس نماز میں صرف اخیر میں بیٹھنا فرض ہے۔

قعدۂ اولیٰ چھوٹ جانے کا حکم

ایک شخص نے چار رکعت نماز نفل پڑھی اور چار رکعت پڑھ کر ہی بیٹھا، درمیان میں نہیں بیٹھا تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور یہی امام زفرؒ کا قول ہے، یعنی جن نفلوں میں ہر دوگانہ الگ الگ ہوتا ہے، چنانچہ اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں کوئی بات فساد کی پیدا ہو جائے تو صرف دوسرا دوگانہ فاسد مانا جائے گا، اور اس کے اعادہ کا حکم ہوگا پہلا دوگانہ صحیح مانا جائے گا، اس بنا پر قیاس یہ تھا کہ بیچ کا قعدہ اگر رہ جائے تو نماز نہ ہو کیوں کہ فرض رہ گیا ہے، مگر اس واضح قیاس پر فتویٰ نہیں ہے، بلکہ استحسان پر فتویٰ ہے، اور استحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہو گویا کہ یہ ایک نماز ہو گئی کیوں کہ نفل نماز جس طرح دو رکعت پڑھی جاتی ہے، اسی طرح چار رکعت بھی پڑھی جاتی ہے، اور اس میں فرض صرف اخیر میں بیٹھنا ہوتا ہے، تو گویا کہ یہ چار رکعت والی ہو گئی تو اب قعدۂ اولیٰ کے چھوٹ جانے کی وجہ سے اخیر میں سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے گا۔ (مراقی الفلاح: ۲۱۴)

﴿۶۳۳﴾ وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى اَرْبَعٍ بِتَسْلِيْمَةٍ فِى النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْاَفْضَلُ فِيْهِمَا رُبَاعُ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْاَفْضَلُ فِى اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِهٖ يُفْتٰى.

ثمان یہ ثمانیۃ کا مؤنث ہے۔ رُبَاع غیر منصرف ہے وصفیت اور عدل کی وجہ سے یہ اربعٌ اربعٌ سے معدول ہے چار چار جیسے جاء القوم رُبَاعَ چار چار آئے یا جیسے رکعات رُباع ای کل اربع بتسلیمۃٍ. مثنی دو دو، یہ غیر منصرف ہے اور مذکر و مؤنث کے لئے یکساں ہیں۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے زیادتی چار رکعت پر ایک سلام سے دن میں اور اٹھ رکعت پر رات میں اور افضل ہے دونوں میں چار چار رکعت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک افضل ہے، رات میں دو دو رکعت اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

دن رات کی نفلیں

امام اعظمؒ کے نزدیک رات و دن کے نوافل چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے، اگر چہ ایک سلام سے دو رکعت بھی جائز ہیں، اور رات میں چھ یا آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آٹھ سے زیادہ نفلیں ایک سلام سے پڑھنا ٹھیک نہیں، اسی طرح دن میں ایک سلام سے چار رکعات سے زیادہ پڑھنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ (مکروہِ تحریمی ہے) اور صاحبینؒ کے نزدیک رات میں ایک سلام سے دو رکعتیں افضل ہیں، اور دن میں چار رکعتیں، اور دن میں دو دو پڑھنا اور رات میں چار چار پڑھنا بھی جائز ہے، اور ایک سلام سے آٹھ رکعت تک پڑھنا بھی

جائز ہے، دلیل کے اعتبار سے صاحبین کا مذہب راجح ہے، اور متاخرین کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (درس ترمذی: ۲/۱۹۹)

﴿۶۳۴﴾ وَصَلٰوةُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّهَارِ.

ترجمہ: اور رات کی نماز دن کی نماز سے بہتر ہے۔

کونسی نوافل افضل ہیں

رات میں نماز اس وجہ سے افضل ہے کہ وہ تنہائی کا وقت ہے، انسان کو یکسوئی ہوتی ہے، تمام چیزوں سے فارغ ہوتا ہے، اس کا ذہن اِدھر اُدھر نہیں جاتا نیز وہاں پر کوئی موجود بھی نہیں ہوتا کہ اس میں ریا کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو برخلاف دن کے کہ اس میں یہ تمام چیزیں موجود رہتی ہیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۱۵)

﴿۶۳۵﴾ وَطُوْلُ الْقِيَامِ اَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُوْدِ.

اَحَبُّ اسم تفضیل ہے باب (ن) سے حُبًّا مصدر ہے محبوب و پسندیدہ ہونا۔

ترجمہ: اور قیام طویل کرنا زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت سجدوں کی کثرت کے۔

طولِ قیام

یہاں سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ طول قیام کا مطلب ہے قرأت لمبی کرنا، اور کثرت سجود کا مطلب ہے، تلاوت مختصر کر کے زیادہ رکعتیں پڑھنا، اب صورت مسئلہ سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ دن کے نوافل میں کثرت سجود افضل ہے، اور رات کے نوافل میں طول قیام کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دن میں لمبے نفل پڑھنا منقول نہیں ہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں طویل نفلیں پڑھا کرتے تھے، ہمارے اکابر کا بھی یہی معمول رہا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے مزاج میں انقباض ہے، اگر بندہ لمبی قرأت کرے گا تو طبیعت ساتھ نہیں دے گی اور رات کے مزاج میں انبساط ہے، چنانچہ جتنے تفریحی پروگرام ہوتے ہیں جیسے مشاعرہ، ڈرامے، قوالیاں وغیرہ سب رات میں منعقد کئے جاتے ہیں پس رات کے نوافل میں طول قیام افضل ہے، البتہ کسی عارض کی وجہ سے معاملہ برعکس بھی ہو سکتا ہے، مثلاً ایک شخص کو رمضان میں نفلوں کے اندر یاد کیا ہوا پارہ پڑھنا ہے تو طول قیام میں کوئی حرج نہیں، غرض عوارض کی بات اور ہے، ورنہ عام حالات میں دن میں کثرت سجود کی روایت پر اور رات میں طویل قیام کی روایت پر عمل کرنا چاہئے، کیوں کہ روایات میں دونوں کی فضیلت آئی ہے۔

☆☆☆

فَصْلٌ فِي تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَصَلوٰةِ الضُّحٰى وَاِحْيَاءِ اللَّيَالِىْ

(یہ فصل ہے، تحیۃ المسجد چاشت اور شب بیداری کے بیان میں)

﴿۶۳۶﴾ سُنَّ تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْجُلُوْس.

ترجمہ مسنون ہیں تحیۃ المسجد دو رکعتیں بیٹھنے سے پہلے۔

تحیۃ المسجد کا طریقہ

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) نیز مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی مانع نہ ہو تو بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی چاہئیں، یہ بندوں کا رب المسجد کو سلام کرنے کا طریقہ ہے، اور جو شخص مسجد میں پہنچ کر بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت پڑھے تو یہ بھی تحیۃ المسجد ہے، بیٹھنے کی وجہ سے تحیۃ المسجد فوت نہیں ہوتی البتہ زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے سے تحیۃ المسجد کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اور تھوڑے اور زیادہ وقت کی تعیین مبتلٰی بہٖ کی رائے پر چھوڑ دی گئی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱۵)

﴿۶۳۷﴾ وَاَدَاءُ الْفَرْضِ يَنُوْبُ عَنْهَا وَكُلُّ صَلوٰةٍ اَدَّاهَا عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِلَا نِيَّةِ التَّحِيَّةِ.

ينوب فعل مضارع معروف باب (ن) نوبًا نزدیک ہونا اور جب صلہ میں عن آئے کسی کا قائم مقام ہونے نمائندگی کرنے کے معنی ہوں گے، التحية سلام، سلامی، جمع تَحِيَّاتٌ. عنها ضمیر کا مرجع تحیۃ المسجد ہے۔ اداها ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔

ترجمہ اور فرض کا ادا کرنا قائم مقام ہو جائے گا اس کی طرف سے، اور ہر وہ نماز کہ ادا کرے اس کو داخل ہونے کے وقت بغیر تحیۃ المسجد کی نیت کے (اس سے بھی مسجد کا یہ تعظیمی حق ادا ہو جائے گا)

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز یعنی فرض یا سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے، تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت بھی کرے۔ (شامی زکریا: ۲/۴۵۹)

اختیاری مطالعه

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے، نیز یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر مسجد میں بار بار جانا پڑتا ہو تو صرف دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے دن بھر کے لئے کافی ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱۵)

﴿۶۳۸﴾ وَنَدَبَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ جَفَافِهِ.

جفاف باب (ض) کا مصدر ہے خشک ہونا، سوکھنا۔

ترجمه: اور مستحب ہیں دو رکعتیں وضو کے بعد وضو کے خشک ہونے سے پہلے۔

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کردی جائے کیوں کہ اعضاء خشک ہوجانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۶۴)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے، اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

(مسلم شریف: ۱/۱۲۲، کتاب المسائل: ۴۶۰)

﴿۶۳۹﴾ وَاَرْبَعٌ فَصَاعِدًا فِي الضُّحٰى.

صاعدا زائد کہا جاتا ہے، بلغ الشئ كذا فَصَاعِدًا وہ چیز اتنی سے کچھ زیادہ ہوگئی نصب بر بناء حال ہے، **الضحٰی** نصف النہار کا قریبی وقت۔

ترجمه: اور چار رکعت یا اس سے زیادہ چاشت کے وقت۔

تشریح: چاشت کی نماز دو رکعت سے لیکر بارہ رکعت تک ثابت ہے، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب مل جائے گا، اور افضل یہ ہے کہ چار رکعت یا آٹھ رکعت پڑھی جائیں۔

(درمختار زکریا: ۲/۴۶۵)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے جب سورج خوب روشن اور چمک دار ہو جائے، تو اس وقت نمازِ چاشت ادا کی جائے۔ (حوالہ بالا)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاشت کی ۱۲/ رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تیار کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف: ۱/ ۱۰۸)

نماز چاشت میں کون سی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

اگر کسی کو سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے، ورنہ اختیار ہے، جو بھی سورت یاد ہو، پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (شامی زکریا: ۲/ ۴۶۵)

فائدہ: اشراق و چاشت دو نمازیں ہیں یا ایک؟ فقہا و محدثین کے نزدیک دونوں ایک نماز ہیں اگر سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے تو اشراق ہے، اور اگر دیر سے پڑھے (نو دس گیارہ بجے پڑھے) تو چاشت ہے، اور صوفیاء کہتے ہیں یہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں اشراق کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں، اور چاشت کی کم سے کم آٹھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اس سلسلے میں فقہاء و محدثین کی رائے ہی صحیح ہے، (تحفۃ الالمعی: ۲/ ۳۲۹)

﴿۶۴۰﴾ وَنَدْبَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ.

ترجمہ اور مستحب ہے رات کی نماز۔

نمازِ تہجد کا بیان

صلوۃ اللیل سے مراد نماز تہجد ہے، تہجد کے معنی ہیں ترک الہجود نیند چھوڑنا، چوں کہ یہ نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھی جاتی ہے، یعنی بندہ پہلے سو جاتا ہے، پھر اٹھ کر یہ نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہے اس لئے اس کا نام تہجد رکھا گیا، تہجد میں سرًّا قرأت کرنا بھی جائز ہے، اور جہرًا قرأت کرنا بھی جائز ہے، مگر بہتر درمیانی کیفیت ہے، یعنی نہ تو بالکل آہستہ قرأت کرے اور نہ بہت زور سے کیوں کہ اگر سرًّا پڑھے گا تو طبیعت اکتا جائے گی، اور دیر تک نہیں پڑھ سکے گا، اور اگر اونچی آواز سے پڑھے گا تو تھک جائے گا اس لئے درمیانی کیفیت سے پڑھنا بہتر ہے، احادیث شریفہ میں نماز تہجد کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو اس لئے کہ یہ تم سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے، تم کو تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے، تمہارے گناہوں کی

معافی تلافی کا سبب ہے، اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے۔ (مشکوۃ شریف/ ۱۰۹، مراقی الفلاح: ۲۱۷)

نمازِ تہجد کا وقت

نماز تہجد کا افضل وقت سو کر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر رات ہے، تاہم اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے، نیز اگر اخیر شب میں نوافل کا موقع نہ ملے تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات اسی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں۔
(کتاب المسائل/ ۴۶۲ شامی زکریا: ۲/ ۴۶۷)

تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں آٹھ اور بارہ رکعتوں تک کا ثبوت ہے۔ (بخاری شریف: ۱/ ۳۰، شامی: ۲/ ۴۶۸)

﴿۶۴۱﴾ وَصَلٰوۃُ الْاِسْتِخَارَۃِ.

اَلْاِسْتِخَارَۃُ مخصوص نماز کے بعد خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس کے لئے فلاں معاملہ میں جو بات باعث خیر ہو اس کی راہنمائی فرمائے، اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ دعا منقول ہے اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْلِیْ. اے اللہ! میرے لئے خیر مقدر فرما اور اسے میرے لئے پسند فرما۔

ترجمہ اور مستحب ہے استخارہ کی نماز۔

نمازِ استخارہ کا بیان

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پا رہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالی سے خیر و بھلائی کی دعا کرے اور اس کا طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وہ دعا پڑھے جو یہاں نورالایضاح کے حاشیہ (۱) میں لکھی ہے، اور دعا پڑھتے ہوئے جب ہٰذا الامر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کا دل میں دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے، یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کا ذکر کرے دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد و ثنا اور درود شریف بھی ملا لے اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جا سکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔ (شامی زکریا: ۲/ ۴۷۰)

نماز استخارہ میں کون سی سورتیں پڑھے؟

بہتر یہ ہے کہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ پہلی رکعت میں یہ آیتیں پڑھے: **وربك يخلق ما يشاء ويختار ماكان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون وربك يعلم ما تكن صدور هم وما يعلنون (القصص)** اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے: **وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرًا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبيناً (الاحزاب)** (شامی زکریا:۲/۴۷۱)

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے؟

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہوسکتا ہے، یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعا استخارہ پڑھ لی جائے شامی :۱/۶۴۳ بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ (شامی زکریا:۲/۴۷۱)

استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سو جائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے، اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لو کہ یہ کام بہتر نہیں ہے، اس سے بچنا چاہئے، لیکن یہ محض تخمینی چیز ہے، اصل مراد دل کے رجحان پر ہے، استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں ہے، بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ (کتاب المسائل/ ۴۷۵، شامی زکریا:۲/۴۷۱)

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہوجاتا ہے؟

استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کرے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، البتہ بہر صورت اللہ تعالی سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (امدادالفتاوی:۱/۵۹۹)

استخارہ کی حکمت

استخارہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، استخارہ کرنے والا اپنی ذاتی رائے سے نکل

جاتا ہے، اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے، اور وہ اپنا رخ پوری طرح اللہ کی طرف جھکا دیتا ہے، تو اس میں فرشتوں کی سی خوبو پیدا ہو جاتی ہیں، پس وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہو جاتا ہے، فرشتوں کے مانند بننے کا یہ ایک تیر بہدف مجرب نسخہ ہے، جو چاہے آزما کر دیکھ لے۔

﴿۶۴۲﴾ وَصَلٰوةُ الحَاجَةِ.

ترجمہ اور (مستحب ہے) نماز حاجت۔

نماز حاجت کا بیان

جب کسی انسان کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلے میں متعدد احادیث شریفہ منقول ہیں، جن میں سے دو روایتیں ذکر کی جا رہی ہیں، (۱) حضرت عبداللہ بن اوفیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالی سے کوئی ضرورت مانگنی ہو یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو (مثلاً کسی سے قرض لینا چاہتا ہے اور خیال ہو کہ اللہ جانے دے گا یا نہیں) تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے نماز کے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے جو حاشیہ (۲) میں لکھی ہے، اختصار کے پیش نظر بندہ ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہے۔

کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ کے جو نہایت حلم والا اور کرم والا ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو سارے عالموں کا پالنے والا ہے، اے اللہ میں آپ سے آپکی مہربانی واجب کرنے والی چیزیں اور آپ کی مغفرت کے پختہ اسباب اور ہر نیکی میں سے حصہ ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! میرے کسی گناہ کو معاف کئے بغیر نہ چھوڑ اور میرے کسی غم کو ہٹائے بغیر نہ رکھ، اور میری کوئی بھی ضرورت جس سے تو راضی ہو اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ اے مہربانوں کے مہربان۔ (۲) علامہ شامی نے تجنیس کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت عشاء کے بعد چار رکعت ہیں جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھی جائے اور مابقیہ تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے، مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہو گئیں۔

(شامی مصری: ۱/۶۴۴، شامی زکریا: ۲/۴۷۳)

اختیاری مطالعہ

نماز حاجت کی حکمت

جب بندہ کسی سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ غیر اللہ سے استعانت کسی درجہ میں

سہی، جائز سمجھتا ہے، پس یہ حاجت طلبی اس کے عقیدۂ توحید واستعانت میں خلل انداز ہوگی، اس لئے شریعت نے یہ نماز مقرر کی اور اس کے بعد دعا سکھلائی تا کہ عقیدہ میں فساد نہ ہو کیوں کہ جب حاجت مند نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرے گا کہ وہ حاجت روائی کے لئے اس بندہ کا دل تیار کرے تو اس کا یہ عقیدہ اور یقین پختہ اور مستحکم ہوگا کہ کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، وہی کارساز ہے، بندے محض واسطہ ہیں بلکہ آلۂ کار ہیں ان کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۳۳۵)

﴿۶۴۳﴾ وَنُدِبَ اِحْيَاءُ لَيَالِي الْعَشْرِ الْأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ.

احیاء باب افعال کا مصدر ہے مگر یہاں پر مراد شب بیداری کرنا یعنی رات کو سونے کے بجائے عبادت کرنا۔

ترجمہ اور مستحب ہے رمضان شریف کے آخری عشرہ کی راتوں کو زندہ رکھنا۔

رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ نزول رحمت، دوسرا عشرہ حصول مغفرت، اور تیسرا عشرہ دوزخ سے خلاصی کا ہے، مشکوۃ شریف: ۱/۱۷۱، یعنی اگر کسی کا نام اہل جہنم کی فہرست میں درج ہو چکا ہے، تو اخیر عشرہ کی عبادت سے وہاں سے نام کاٹ دیا جاتا ہے، تو معلوم ہوا کہ آخری عشرہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے، اور اس میں قرآن سننے کی فضیلت بمقابلہ دوسرے عشرہ کے زیادہ ہوگی، اور شب قدر جس کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے، جس میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے کہ دیگر ایام میں ہزار مہینہ عبادت کرنے سے بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا مشائخ نے فرمایا کہ شب قدر انہیں راتوں میں ہوتی ہے، اس لئے اسی امید سے ان راتوں میں بیدار ہو کر عبادت کرنی چاہئے۔

﴿۶۴۴﴾ وَاِحْيَاءُ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ.

ترجمہ اور دونوں عیدوں کی راتوں کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

عیدین کی راتوں میں عبادت

عیدین کی راتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اخلاص واحتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گزارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مر جائیں گے، (ابن ماجہ حدیث/۸۲۱۷) یعنی اس رات میں عبادت کرنے والے خوش نصیب حضرات میدان محشر کی سختیوں میں بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ عید کی رات آسمانوں میں لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کے عنوان سے جانی جاتی ہے، اس لئے ان راتوں میں فضول مٹر گشتی تفریحات اور

واہی تباہی مشاغل میں گزارنے کے بجائے عبادت واطاعت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس خیر سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

﴿۶۴۵﴾ وَلَيَالِي عَشْرِ ذِي الحَجَّةِ.

ترجمہ اور ذی الحجہ کے (پہلے) عشرہ کی راتوں کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ، مراقی الفلاح: ۲۱۹) قرآنِ کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں لہٰذا راتوں میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

﴿۶۴۶﴾ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.

ترجمہ اور (مستحب ہے) شعبان کی پندرہویں رات کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

شب براُت میں کیا کرنا چاہئے

پندرہویں شعبان میں ضعیف روایات سے صرف تین باتیں ثابت ہیں، اول اس رات میں اپنے لئے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے قبرستان جانا ضروری نہیں، دوم شعبان کی پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا اور یہ صرف مستحب ہے، سوم اس رات میں انفرادی طور پر حسب توفیق کوئی بھی نیک کام کرنا تعداد کی تعیین کے بغیر نفلیں پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

﴿۶۴۷﴾ وَيَكْرَهُ الاِجْتِمَاعُ عَلٰى اِحْيَاءِ لَيْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ اللَّيَالِي فِي المَسَاجِدِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے اکٹھا ہونا ان راتوں میں سے کسی رات کی زندہ داری کے لئے مساجد میں۔

تشریح مذکورہ بالا راتوں کو محض جاگ کر گزارنا کارِ ثواب نہیں ہے، بلکہ ثواب اسی وقت ملے گا، جب کہ کسی نہ کسی عبادت میں وقت لگایا جائے، اور پھر عبادت کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس عبادت میں جی لگے اور خشوع وخضوع رہے اسے اختیار کیا جا سکتا ہے، اور مساجد میں جمع ہو کر فضول وقت گزاری کرنا اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا یا پوری رات سڑکوں یا گلیوں میں ٹولیاں بنا کر مٹر گشتی کرنا محض اپنے وقت کا ضیاع ہے، جس سے بچنا لازم ہے۔ (امداد المفتیین

/۲۱۰_ فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/۴۰۵)

فَصْلٌ فِی صَلٰوةِ النَّفْلِ جَالِسًا وَالصَّلٰوةِ عَلَی الدَّابَّةِ

(یہ فصل ہے نفل نماز کو بیٹھ کر پڑھنے اور سواری پر پڑھنے کے بیان میں) یہاں لفظ دابہ اگرچہ عام ہے مگر مراد اونٹ ہے، کیوں کہ گھوڑے پر نماز نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ اس کو چلانا پڑتا ہے، اگر نماز کے اندر جانور کو چلانا پڑے تو یہ عمل کثیر ہے جس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اور اونٹ کی صورت حال مختلف ہے، ان کی قطار ہے، ہر اونٹ کی نکیل دوسرے اونٹ کی دم میں باندھ دی جاتی ہے، اور جو اونٹ سب سے آگے ہوتا ہے اس کو ایک شخص لے کر چلتا ہے، یا اس پر بیٹھ کر چلاتا ہے، اور باقی سب اونٹ ریل کے ڈبوں کی طرح اس کے پیچھے چلتے ہیں، لہٰذا ایک شخص کے علاوہ سب لوگ فارغ ہوتے ہیں، پس وہ ان پر بیٹھے ہوئے نفلیں پڑھ سکتے ہیں، اور اونٹ کی پیٹھ کا پاک ہونا اور استقبال قبلہ شرط نہیں جانور جس جانب بھی متوجہ ہو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرنا کافی ہے، البتہ بغیر عذر کے فرض نماز سواری پر نہیں پڑھ سکتے ہیں، کیوں کہ اس میں قیام رکوع اور سجود اور استقبال قبلہ شرط ہے، اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، کار اونٹ کے حکم میں ہے، ان میں بیٹھ کر نفلیں پڑھنا جائز ہے، اور سنن مؤکدہ بھی نفل ہیں اور سیٹ کا پاک ہونا اور استقبال قبلہ شرط نہیں، البتہ ڈرائیور نہیں پڑھ سکتا کیوں کہ اس کو گاڑی چلانی ہے، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ریل گاڑی میں نوافل کے لئے اگرچہ قیام ضروری نہیں، مگر استقبال قبلہ اور رکوع وسجود ضروری ہیں، ریل اور بس میں کیف ما اتفق اور اشارہ سے نفل پڑھنا جائز نہیں اور کار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے، پس وہ دابہ کے حکم میں ہے، اور ٹرین وبس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہے، اور بھیڑ عارضی عذر ہے، اس لئے اس میں استقبال قبلہ اور رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے۔
(تحفۃ الالمعی: ۲/۱۷۵)

﴿۶۴۸﴾ یَجُوْزُ النَّفْلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَی الْقِیَامِ لٰکِنْ لَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

ترجمہ جائز ہے نفل پڑھنا بیٹھ کر کھڑے ہونے پر قدرت کے باوجود لیکن اس کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا والے کے ثواب سے آدھا ہے، مگر عذر کے باعث۔

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں البتہ اگر بلا عذر بیٹھ کر نفل ادا کی تو کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں ثواب آدھا ملے گا، اور اگر کوئی عذر ہے، تو ان شاء اللہ پورا ثواب ملے گا، لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے

اور سنن مؤکدہ کو بہر حال کھڑے ہو کر ہی پڑھنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۶۵۲)

﴿۶۴۹﴾ وَيَقْعُدُ كَالْمُتَشَهِّدِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور بیٹھے التحیات پڑھنے والے کی طرح پسندیدہ قول میں۔

نفل پڑھنے والا کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نفل پڑھنے والے کو جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ حُبْوہ بنا کر بیٹھے (سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لئے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا، عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے)۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲۰)

﴿۶۵۰﴾ وَجَازَ اِتْمَامُهُ قَاعِدًا بَعْدَ افْتِتَاحِهِ قَائِمًا بِلَا كَرَاهَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ.

اتمام باب افعال کا مصدر ہے مکمل کرنا، پورا کرنا، انجام دینا، ختم کرنا۔ افتتاح باب افتعال کا مصدر ہے شروع کرنا۔

ترجمہ اور جائز ہے اس کو مکمل کرنا بیٹھ کر حالت قیام میں شروع کرنے کے بعد بغیر کسی کراہت کے صحیح ترین مذہب پر۔

نفل نماز کچھ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

ایک شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا تھا، پھر نماز ہی کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کی نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، صحیح ترین قول یہی ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر بلا عذر کے ایسا کیا تو مکروہ ہے، مگر اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ عذر کی بنا پر ہو یا بلا عذر کے ہو کسی بھی صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن جب کھڑے ہو کر شروع کرے تو بہتر یہ ہے کہ بلا عذر نہ بیٹھے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۲۱، حلبی: ۲۷۱)

﴿۶۵۱﴾ وَيَتَنَفَّلُ رَاكِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُوْمِيًا اِلٰى اَيِّ جِهَةٍ تَوَجَّهَتْ دَابَّتُهٗ.

توجهت ماضی معروف باب تفعل سے توجُّھًا (م) کسی طرف رخ کرنا یا منہ کرنا، متوجہ ہونا، توجّه جِهةَ كذا کسی طرف روانہ ہونا۔

ترجمہ اور نفل نماز پڑھ سکتا ہے، سوار ہو کر شہر سے باہر اشارہ سے اس جانب (رخ کر کے) جس طرف اس

کی سواری چلے۔

نفل نماز سواری پر پڑھنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ سفر میں اونٹ پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے، اور حضر میں جائز نہیں اور سفر سے کیا مراد ہے،؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر شرعی مراد ہے، اور احناف کے نزدیک سفر لغوی چنانچہ عالمگیری میں ہے، کہ جس شخص کا کھیت گاؤں سے باہر ہو اور وہ اونٹ پر سوار ہو کر اپنے کھیت کی طرف جا رہا ہو تو وہ گاؤں سے نکلنے کے بعد سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے، اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرنا کافی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ١/١٤٢)

﴿٦٥٢﴾ وَبَنٰى بِنُزُوْلِهٖ لَا بِرُكُوْبِهٖ وَلَوْ كَانَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَةِ.

الراتبة سنن مؤکدہ، مذکر، رَاتِبٌ جمع رَوَاتِبُ.

ترجمہ اور اتر کر بنا کر سکتا ہے، سوار ہو کر نہیں اگرچہ نوافل راتبہ ہی ہوں۔

متنفل بنا کیسے کرے؟

ایک شخص سواری پر نفل نماز پڑھ رہا تھا اب زمین پر اتر آیا تو اسی نماز پر بنا کرنا درست ہے، از سرِ نو نماز پڑھنا لازم نہیں ہے، اور اگر زمین پر نفل شروع کی اور پھر سوار ہو گیا تو اب بنا کرنا درست نہ ہوگا بلکہ از سرِ نو نماز پڑھنی ہوگی، کیوں کہ قوی کی بنا ضعیف پر درست نہیں ہے، آگے صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ سواری پر حسب تفصیل بالا نفلیں اور سنتیں پڑھ سکتا ہے، اگرچہ وہ سنت مؤکدہ ہی ہوں، یہ بات ذہن نشین رہے کہ دن رات میں فرائض کے علاوہ ١٢/ رکعت سنن مؤکدہ ہیں، (بیان پہلے گزر چکا ہے) ان کو سنت راتبہ اور رواتب بھی کہتے ہیں، اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رَتَبَ رُتُوبًا کے معنی ہیں، جم جانا چونکہ بندہ حدیث میں مذکور ثواب (بیان گزر چکا ہے) کا مستحق مواظبت کرنے پر ہی ہوتا ہے، یعنی دو چار مرتبہ ان کو پڑھ لینے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ مواظبت پر ملتا ہے، اس لئے ان کو سنن راتبہ یا نوافل راتبہ کہتے ہیں۔

﴿٦٥٣﴾ وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهٗ يَنْزِلُ لِسُنَّةِ الْفَجْرِ لِاَنَّهَا اٰكَدُ مِنْ غَيْرِهَا.

ترجمہ اور امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ اترے گا فجر کی سنتوں کے لئے کیوں کہ وہ زیادہ مؤکدہ ہیں دیگر سنتوں کے مقابلہ میں۔

فجر کی سنت سواری پر

ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سواری پر سنن مؤکدہ پڑھنے کی اجازت ہے، اب یہ بیان فرما رہے ہے کہ فجر کی دو

سنتوں کا مسئلہ اس سے الگ ہے، اور وہ یہ ہے کہ فجر کی سنتیں بلا عذر سواری پر یا بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہے، بلکہ نیچے اتر کر پڑھنا ہی ضروری ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۵۴)

﴿۶۵۴﴾ وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الْاِتِّكَاءُ عَلٰى شَيْءٍ اِنْ تَعِبَ بِلَا كَرَاهَةٍ وَاِنْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ كُرِهَ فِي الْاَظْهَرِ لِاِسَاءَةِ الْاَدَبِ.

الاتکاء باب افتعال کا مصدر ہے، تکیہ لگانا، سہارا لینا، **تعب** ماضی معروف باب (س) **تعبًا** (م) تھکنا مشقت میں پڑنا۔

ترجمہ اور جائز ہے نفل نماز پڑھنے والے کے لئے ٹیک لگانا کسی چیز پر اگر تھک جائے بلا کراہت اور اگر بغیر کسی عذر کے ہو تو مکروہ ہے، ظاہر مذہب کے مطابق بموجب بے ادبی کے۔

نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا

اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی شخص دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگا کر نفل نماز ادا کرے تو بلا کراہت درست ہے، اور اگر بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا، کیوں کہ اس میں بے ادبی ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۷۱)

﴿۶۵۵﴾ وَلَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ نَجَاسَةٌ عَلَيْهَا وَلَوْ كَانَتْ فِي السَّرْجِ وَالرِّكَابَيْنِ عَلَى الْاَصَحِّ.

سرج جمع سُرُوج زین (گھوڑے کا چمڑے کا زین جس کے نیچے لکڑی ہوتی ہے،) **رکابین** یہ تثنیہ ہے واحد رکابٌ زین لگا ہوا لوہے کا حلقہ جس میں پیر رکھا جاتا ہے، وہ دو ہوتے ہیں۔

ترجمہ اور نہیں روکتی ہے نماز کے صحیح ہونے کو سواری پر ناپاکی اگر چہ وہ زین اور رکابوں میں لگی ہوئی ہو صحیح ترین مذہب کے مطابق۔

سواری پر نجاست کے ساتھ نماز

ایک آدمی نے اپنی سواری پر نماز ادا کی اور اس پر نجاست تھی خواہ اس کے رکاب میں ہو یا اس کی زین میں ہو تو اس کی یہ نماز صحیح ہو جائے گی اور اس ناپاکی کی وجہ سے اس کی نماز میں کوئی اثر نہیں آئے گا۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۲)

﴿۶۵۶﴾ وَلَا تَصِحُّ صَلٰوةُ الْمَاشِيْ بِالْاِجْمَاعِ.

ترجمہ اور صحیح نہیں ہے، پیدل چلنے والے کی نماز بالاتفاق۔

دورانِ نماز چلنا

نماز میں عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے اور چلنا بھی ایک عمل ہے، پس نماز میں زیادہ چلنے سے نماز فاسد ہوگی، خواہ فرض نماز ہو یا نفل دونوں کا حکم ایک ہے، اور نماز میں عمل قلیل کی گنجائش ہے، اس لئے تھوڑا چلے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی، رہی یہ بات کہ کونسا عمل قلیل ہے، اور کونسا کثیر اس میں علماء کے متعدد اقوال ہیں، بعض کا قول ہے، نمازی جو کام دونوں ہاتھ سے کرے وہ عمل کثیر ہے، اور جو کام ایک ہاتھ سے کرے وہ عمل قلیل ہے، اور بعض کا قول یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، تو وہ عمل کثیر ہے، ورنہ قلیل ہے، اب نماز میں کتنا چلنا مفسد صلوٰۃ ہے، اور کتنا چلنا نہیں، فقہاء نے یہ مسئلہ طے کردیا ہے اگر کوئی شخص لگاتار تین قدم یا اس سے زیادہ چلے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور تین قدم سے کم چلے یا چار پانچ قدم چلے مگر وقفہ وقفہ سے چلے تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اور نفل نماز کے لئے بھی یہی حکم ہے مگر فرض اللہ کے دربار کی خاص حاضری ہے، اس لئے تھوڑا بھی نہیں چلنا چاہئے، اور نفل نماز خصوصی معاملہ ہے اس لئے تھوڑا چلنے کی گنجائش ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۴۱-۴۵۰، شامی: ۱/۵۸۶)

فَصْلٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّابَّةِ

﴿۶۵۷﴾ لَايَصِحُّ عَلَى الدَّابَّةِ صَلٰوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ.

ترجمہ صحیح نہیں ہے، سواری پر فرض اور واجب نمازیں جیسے وتر اور منت مانی ہوئی نمازیں۔

تشریح بغیر عذر کے فرائض اور واجبات چلتی ہوئی سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے، کیوں کہ اس میں قیام رکوع وسجود اور استقبال قبلہ شرط ہے۔

﴿۶۵۸﴾ وَمَا شَرَعَ فِيْهِ نَفْلاً فَأَفْسَدَهُ.

ترجمہ اور وہ نماز جو بطور نفل شروع کی پھر اس کو فاسد کردیا۔

فاسد کردہ نفل کا حکم

سنت اور نفل نمازیں شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہیں، لہٰذا اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو بعد میں اس کی قضا واجب ہوگی، اور واجب نمازوں کا حکم ماقبل میں گزر چکا کہ بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۲)

﴿۶۵۹﴾ وَلَا صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ: اور نہ جنازہ کی نماز۔

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی شرط

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی بہت سی شرائط ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ میت کا یا میت کی چار پائی وغیرہ کا زمین پر ہونا لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری پر ہو تو نماز درست نہیں ہوگی۔

(درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۹۷، زکریا: ۳/ ۱۰۳-۱۰۴)

﴿٦٦٠﴾ وَسَجْدَةٌ تُلِيَتْ اٰيَتُهَا عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ.

تلیت ماضی مجہول باب (ن) تُلُوًّا (م) سے پڑھنا۔

ترجمہ: اور وہ سجدۂ تلاوت کہ جس کی آیت زمین پر پڑھی گئی ہو مگر ضرورت کے باعث۔

سواری پر سجدۂ تلاوت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے آیت سجدہ زمین پر پڑھی اس کے بعد سوار ہو گیا تو اب اس تلاوت کی وجہ سے چونکہ سجدہ کرنا واجب ہو گیا اس لئے اس سجدہ کو سواری پر ادا نہیں کر سکتا، البتہ اگر سواری پر ہی آیت سجدہ کو پڑھا تو اب سجدہ سواری پر کرنا درست ہوگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: /۲۲۲)

﴿٦٦١﴾ كَخَوْفِ لِصٍّ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ دَابَّتِهٖ اَوْ ثِيَابِهٖ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفِ سَبُعٍ وَطِيْنِ الْمَكَانِ وَجُمُوْحِ الدَّابَّةِ وَعَدَمِ وِجْدَانِ مَنْ يُرْكِبُهٗ لِعَجْزِهٖ.

سَبُعٌ درندہ، پھاڑ کھانے والا جانور جو انسان اور چوپاؤں کو پھاڑ کھاتا ہو جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ، ہر پنجے والا جانور جو پنجہ سے حملہ کرتا ہو جمع سِبَاعٌ وسُبُوعٌ. **طین الماء** کیچڑ **جموح** باب (ف) کا مصدر ہے، جانور کا ہٹ کرنا سوار کے قابو میں نہ آنا سرکش ہونا۔ **وجدان** باب (ض) کا مصدر ہے وَجَدَ يَجِدُ وَجْدًا وَوِجْدَانًا پانا۔ **عجز** باب (ض) کا مصدر ہے، بے بس ہونا، کسی بات یا کام کو کر نہ سکنا۔

ترجمہ: جیسے چور کا ڈر اپنے نفس یا اپنی سواری یا اپنے کپڑوں پر اگر اتر جائے اور جیسے درندہ کا خوف اور کیچڑ کا ہونا اور سواری کی سرکشی اور اس شخص کا موجود نہ ہونا جو اس کو سواری پر سوار کرا سکے اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے۔

فرائض وواجبات سواری پر

اس عبارت میں ماقبل کی عبارت میں آئے جملہ الا لضرورۃ کی تشریح وتوضیح کا بیان ہے، اور مطلب یہ ہے کہ

عبارت میں ذکر کردہ اعذار کی بنیاد پر سواری پر سوار رہتے ہوئے فرائض اور واجبات وغیرہ ادا کرسکتا ہے، معقول عذر درج ذیل ہیں، (۱) نیچے اتر کر نماز پڑھنے میں جانی مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو، (۲) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ کیچڑ سے مراد ایسا کیچڑ ہے، جس پر سجدہ کرنے سے اس کا سر دھنس جائے گا، اور کپڑے کیچڑ سے آلودہ ہو جائیں گے، اور اگر اس کے پاس کوئی سواری نہیں اور وہ ایسے کیچڑ میں دھنسا کھڑا ہے تو وہ کھڑا کھڑا اشارہ سے نماز پڑھے گا، (۳) سوار کو اپنی سواری کے بدک جانے کا ڈر ہو کہ اگر وہ اس سے اترے گا تو پھر تنہا سوار نہیں ہوسکتا کیوں کہ سواری سرکش ہے، (۴) ایک شخص سواری پر سوار ہے اور وہ خود نہ اتر سکتا ہو اور کوئی اسے اتارنے والا بھی نہ ہو یا اتر تو جائے گا مگر پھر اکیلا سوار نہیں ہوسکتا، تو ایسے شخص کے لئے بھی سواری پر نماز کا فریضہ ادا کرنا درست ہے، ایسے ہی مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو اسی طرح سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو تو ان جیسی صورتوں میں سواری پر نماز پڑھنا جائز اور درست ہے، لیکن قبلہ رُخ ہونے کا حتی الامکان اہتمام کرنا لازم ہوگا۔ (حلبی: ۲۷۳، ہندیہ: ۱/۱۴۳)

﴿۶۶۲﴾ وَالصَّلٰوۃُ فِی الْمَحْمِلِ عَلَى الدَّابَّةِ كَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا سَوَاءٌ كَانَتْ سَائِرَةً اَوْ وَاقِفَةً.

اَلْمَحْمِلُ پالکی، ڈولی، چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے، جمع **مَحَامِلُ** **سائرۃ** اسم فاعل مؤنث باب (ض) سَیْرًا (م) چلنا چالو ہونا جانا۔

ترجمہ: اور نماز پڑھنا اس کجاوہ میں جو سواری پر (رکھا ہوا) ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز پڑھنا سواری پر سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ کجاوہ جو سواری پر رکھا ہوا ہے، اس پر نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے سواری پر نماز پڑھنا یعنی دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿۶۶۳﴾ وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمِلِ خَشَبَةً حَتّٰى بَقِيَ قَرَارُهٗ اِلَى الْاَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْاَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِيْضَةُ فِيْهِ قَائِمًا.

خشبۃ ایک لکڑی، لکڑی کا تختہ یا بڑا لکڑا، شہتیری۔ **بقی** ماضی معروف باب (س) **بَقَاءٌ** مصدر ہے باقی رہنا۔

ترجمہ: اور اگر کردے کجاوہ کے نیچے کوئی لکڑی یہاں تک کہ رہے اس کا ٹھہراؤ زمین پر تو یہ کجاوہ بمنزلہ زمین کے ہوگا، لہٰذا صحیح ہوگی اس میں فرض نماز کھڑے ہوکر۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ سواری رکی ہوئی ہے اور کوئی لکڑی کھڑی کر کے کجاوہ کے نیچے لگا دے تو اب وہ

کجاوہ حرکت نہیں کرے گا اور اس پر نماز پڑھنا زمین پر نماز پڑھنے کے مانند ہے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پڑھے ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲۳)

فَصْل فِی الصَّلٰوۃِ فِی السَّفِیْنَۃِ

(یہ فصل ہے کشتی میں نماز پڑھنے کے احکام کے بیان میں)

﴿٦٦٤﴾ صَلٰوۃُ الفَرْضِ فِیْهَا وَهِیَ جَارِیَۃٌ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ صَحِیْحَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَقَالَا لَا تَصِحُّ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ الاَظْهَرُ.

جاریۃ اسم فاعل مؤنث باب (ض) (م) جَرْیًا دوڑنا، چلنا۔

ترجمہ فرض نماز پڑھنا کشتی میں حالانکہ وہ چل رہی ہو بیٹھ کر بغیر کسی عذر کے صحیح ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رکوع اور سجود کے ساتھ اور صاحبین نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہے، مگر عذر کی وجہ سے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔

تشریح کشتی میں نماز پڑھنے والا اگر قیام سے عاجز ہے تو بالاتفاق بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے، اور چلتی ہوئی کشتی میں اگر قیام سے عاجز نہیں ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، ائمہ ثلاثہ وصاحبین کے نزدیک بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔

﴿٦٦٥﴾ وَالعُذْرُ کَدَوَرَانِ الرَّاسِ وَعَدَمِ القُدْرَۃِ عَلَی الخُرُوْجِ.

دوران باب (ن) کا مصدر ہے چکر لگانا اور دوران الرأس کے معنی ہوں گے چکر آنا۔

ترجمہ اور عذر جیسے سر چکرانا اور باہر نکلنے پر قادر نہ ہونا۔

تشریح اس عبارت میں صاحب کتاب نے ان اعذار کو بیان کیا ہے، جن کی وجہ سے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، مثلاً کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں سر گھومتا ہے۔ یا کشتی سے باہر نکلنے پر قدرت نہیں ہے۔

﴿٦٦٦﴾ وَلَا تَجُوْزُ فِیْهَا بِالاِیْمَاءِ اِتِّفَاقًا.

ترجمہ اور جائز نہیں ہے کشتی میں اشارہ سے نماز پڑھنا بالاتفاق۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع وسجود پر قادر ہے تو اس کے لئے کشتی میں اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

﴿۶۶۷﴾ وَالمَرْبُوْطَةُ فِی لُجَّةِ البَحْرِ وَتُحَرِّکُهَا الرِّیحُ شَدِیْدًا کَالسَّائِرَةِ وَاِلَّا فَکَالْوَاقِفَةِ عَلَی الاَصَحِّ.

المربوطة اسم مفعول مؤنث باب (ن) رَبْطًا مصدر ہے باندھنا۔ لُجّة البحر دریا کا وہ حصہ جہاں پانی زیادہ ہو۔ تحرك فعل مضارع معروف باب تفعیل تحریکًا مصدر ہے، ہلانا، حرکت دینا، الٹ پلٹ کرنا۔

ترجمہ: اور وہ کشتی جو سمندر کے بیچ میں باندھ دی گئی ہو اور ہوا اس کو شدت سے حرکت دے رہی ہو چلنے والی کشتی کے مانند (حکم رکھتی) ہے، ورنہ (اگر ہوا اس کو جھونکے نہ دے رہی ہو) تو ٹھہری ہوئی کشتی کے مانند ہے، صحیح مذہب کے مطابق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک کشتی ایسی ہے کہ جو سمندر کے بیچ میں بندھی ہوئی ہے، لیکن موجوں کے تھپیڑوں سے وہ حرکت کرتی ہے، تو اس کا حکم چلتی ہوئی کشتی جیسا ہوگا کہ امام صاحب کے نزدیک بلا عذر بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہے، تفصیل ماقبل میں گزر چکی، اور اگر ہوا اس کو جھونکے نہ دے رہی ہو تو اب اس کا حکم بندھی ہوئی کشتی جیسا ہوگا جس کی تفصیل آگے عبارت میں موجود ہے۔

﴿۶۶۸﴾ وَاِنْ کَانَتْ مَرْبُوْطَةً بِالشَّطِّ لَا تَجُوْزُ صَلٰوتُهٗ قَاعِدًا بِالاِجْمَاعِ.

اَلشَّطّ دریا کا کنارہ جمع شُطُوط وشُطَّان۔

ترجمہ: اور اگر بندھی ہوئی ہو کنارے پر تو جائز نہیں ہے، اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاتفاق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب کشتی کنارے بندھی ہوئی ہے، تو اب قیام سے عاجزی نہیں ہے، لہٰذا ایسی کشتی میں فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، البتہ نفل نماز بیٹھ کر درست ہے گو کہ ثواب کم ملتا ہے۔

﴿۶۶۹﴾ فَاِنْ صَلّٰی قَائِمًا وَکَانَ شَیْءٌ مِنَ السَّفِیْنَةِ عَلٰی قَرَارِ الاَرْضِ صَحَّتِ الصَّلٰوةُ وَاِلَّا فَلَا تَصِحُّ عَلَی المُخْتَارِ اِلَّا اِذَا لَمْ یُمْکِنْهُ الخُرُوْجُ.

ترجمہ: پھر اگر نماز پڑھے کھڑے ہو کر اور کشتی کا کچھ حصہ زمین کے قرار پر ہے، (زمین پر ٹکا ہوا ہے) تو نماز صحیح ہوگی ورنہ صحیح نہیں ہوگی، پسندیدہ قول پر مگر جب کہ اس کو باہر نکلنا ممکن نہ ہو۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کشتی کنارے پر بندھی ہوئی ہے، اور اس کا کچھ حصہ زمین پر ٹکا ہوا ہے اور کوئی شخص اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو درست ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے چار پائی پر نماز پڑھنا اور اگر کشتی کا کچھ بھی ٹھہراؤ زمین پر نہیں ہے، تو اب مختار قول کے مطابق کھڑے ہو کر بھی کشتی میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے، جب کہ اس سے باہر نکل کر نماز پڑھنا ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر اس کشتی میں نماز پڑھنا درست ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ کنارے

پر بندھی ہوئی کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے، خواہ اس کا ٹکاؤ زمین پر ہو یا نہ ہو کشتی سے باہر نکلنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی/۲۲۳)

﴿۶۷۰﴾ وَيَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّي فِيهَا إِلَى الْقِبْلَةِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: اور رخ کرے نمازی کشتی میں قبلہ کی جانب، نماز شروع کرنے کے وقت۔

ریل اور جہاز وغیرہ میں استقبال قبلہ

ریل کشتی بحری جہاز اور ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں فرض یا نفل نماز پڑھتے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنا ضروری ہے، بعض ناواقف لوگ بلا عذر کے ریل وغیرہ کے سفر میں قبلہ کا لحاظ کئے بغیر جدھر چاہتے ہیں حسب سہولت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے، (ہدایہ: ۱/۶۴ کتاب المسائل/ ۲۶۸، ہندیہ: ۱/۶۳)

﴿۶۷۱﴾ وَكُلَّمَا اسْتَدَارَتْ عَنْهَا يَتَوَجَّهُ إِلَيْهَا فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُتِمَّهَا مُسْتَقْبِلًا.

استدارت ماضی معروف باب استفعال استدارًا مصدر ہے گھومنا۔ **خلال** دو چیزوں کے بیچ کی کشادگی جیسے فرمانِ خداوندی ہے: جاسوا خلال الدیار وہ گھروں کے درمیان گھومے پھرے۔

ترجمہ: اور جب جب گھومتی رہے قبلہ کی جانب سے تو مڑتا رہے قبلہ ہی کی جانب نماز کے بیچ ہی میں تا آنکہ ختم کرے نماز کو اس حال میں کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

دوران نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر جانے کا علم ہو جائے تو نمازی پر لازم ہے کہ وہ بھی گھوم کر اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لے اگر گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ (ہندیہ: ۱/۶۴)

فَصْلٌ فِي التَّرَاوِيْحِ

(یہ فصل ہے تراویح کے احکام کے بیان میں)

تراویح دور نبوت اور دور صحابہ میں

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت نماز تراویح ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادت کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے، صحیح احادیث شریفہ

سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین دن مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کردی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلسلہ موقوف فرمادیا، (بخاری شریف: ۱/۲۶۹) لیکن ساتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گزارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، (حوالہ بالا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ترغیب کی وجہ سے حضرات صحابہ رمضان المبارک میں کثرت عبادت کا اہتمام کرتے تھے، جو لوگ قرآن کریم کے حافظ تھے، وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآن کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے، چنانچہ حضرت ثعلبہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلوم کرنے پر کسی نے جواب دیا کہ حضرت ابی بن کعب نماز میں قرآن پڑھ رہے ہیں، اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے بہت اچھا کیا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/ ۶۹۷)

اس تفصیل سے اتنا یقیناً معلوم ہوگیا کہ دور نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں تراویح کا نام دیا گیا یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور صحابہ کرام اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے، پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال سخت آزمائش کے تھے، مسلمان بیک وقت دو سپر پاور طاقتوں ایران اور روم کے ساتھ جنگوں میں مصروف تھے، جیسے ہی یہ دونوں طاقتیں ٹوٹیں تو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت کے آخری چھ سالوں میں ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے بہت سے کام کئے ہیں، ان میں سے ایک کام باقاعدہ جماعت کے ساتھ تراویح کا نظام بنانا بھی ہے، شروع میں امام تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھاتا تھا، اور سحری کے وقت تک پڑھاتا تھا، اس وقت یہ خیال تھا کہ یہ تہجد ہی کی نماز ہے، پھر حضرت عمرؓ کے سامنے یہ بات آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو یا تین دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی ہے، وہ بیس رکعتیں پڑھائی ہیں، تو حضرت عمرؓ نے نظام بدل دیا، اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ بیس رکعتیں پڑھائیں اور مختصر پڑھائیں اور لوگوں کو سونے کا موقع دیں، پھر آخری پہر اٹھ کر ہر شخص تنہا تہجد پڑھے۔

غرض حضرت عمرؓ کے زمانہ سے آج تک امت شرقاً غرباً تراویح جماعت کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھتی چلی آرہی ہے، انہیں روایات وآثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضرات ائمۂ اربعہ کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، اس لئے تراویح ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے، کہ صرف غیر مقلدین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں،

تراویح کی آٹھ رکعتیں ہیں اور حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں انہوں نے رمضان المبارک اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کردیا ہے، (بخاری: ۱/۱۵۴) مگر غیر مقلدین کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں بلکہ تہجد سے ہے، نیز اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے، حالاں کہ غیر مقلدین تراویح کی آٹھ رکعات کے تو قائل ہیں، مگر ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کے منکر ہیں، اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جاسکتی ہے؟ اور اگر بالفرض حضرت عائشہ کی اس حدیث کو تراویح سے متعلق کیا جائے تو غیر مقلدین سے عرض ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سال بھر پڑھتے تھے، آپ بھی سال بھر پڑھیں تو ہم جانیں کہ آپ اہل حدیث ہیں، یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو، اور اگر وہ کہیں کہ نبی نے صرف تین دن یا دو دن رمضان میں جماعت سے پڑھی ہیں، اس لئے ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو سنئے، اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو تراویح جماعت کے ساتھ صرف دو دن یا تین دن پڑھو پھر مسجدوں سے دفع ہوجاؤ تاکہ فتنہ ختم ہو اور وہ بھی مہینہ کی آخری تاریخوں میں تاکہ پورا رمضان مسجدوں میں سکون رہے، (مستفاد کتاب المسائل وتحفۃ الالمعی جلد ثانی)۔

﴿۶۷۲﴾ اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ.

تراویح ترویحہ کی جمع ہے اصل معنی استراحت کے ہیں جو راحت سے ماخوذ ہے، چار رکعت کے بعد جو تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے ہیں، اس کو ترویحہ کہتے ہیں، چونکہ بیس رکعت میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں، اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں، اور وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت مطہرہ کی نظر میں راحت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، **قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ** میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ترجمہ تراویح مسنون ہے مردوں اور عورتوں کے لئے۔

تراویح کی شرعی حیثیت

اس عبارت میں تراویح کی شرعی حیثیت کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے کہ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں کے ساتھ پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

اختیاری مطالعہ

جو مؤمن بندہ اللہ تعالی سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے پابندی سے تراویح کی نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالی اس کے ماقبل کے تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں، (ترمذی: ج۱/۸۴) نماز تراویح اور تمام سنن ونوافل اگرچہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہوجاتی ہیں، لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کرکے نماز شروع کی جائے۔ (درمختار

بیروت:۲/۸۵، حلبی کبیر:۲۴۸)

﴿۶۷۳﴾ وَصَلٰوتُهَا بِالجَمَاعَةِ سُنَّةُ كِفَايَةٍ.

ترجمہ: اوراس کی نماز جماعت کے ساتھ سنت کفایہ ہے۔

تراویح کی جماعت

تراویح کی باجماعت ادائیگی مسجد میں سنت کفایہ ہے، اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتو سارے اہل محلہ گناہ گار ہوں گے۔ (درمختار بیروت:۲/۴۳۱)

اختیاری مطالعہ

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا یا پے درپے یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی خانیہ:۱/۲۳۴، کتاب المسائل:۴۸۵)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ (شامی زکریا:۲/ ۳۰۷، کتاب المسائل:۴۸۵)

﴿۶۷۴﴾ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ العِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيْمُ الوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيْحِ وَتَاْخِيْرُهُ عَنْهَا.

ترجمہ: اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے، اور صحیح ہے وتر کو مقدم کرنا تراویح پر اور وتر کو مؤخر کرنا اس سے۔

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے، بہتر یہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر

کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ (البحرالرائق: ۲/۷۳)

فائدہ: تراویح کے وقت کے سلسلہ میں تین قول ہیں: (۱) پوری رات اس کا وقت ہے عشاء سے پہلے عشاء کے بعد وتر سے پہلے وتر کے بعد۔ (۲) تراویح کا وقت عشاء اور وتر کے درمیان ہے۔ (۳) تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے اسی قول کو صاحب کتاب نے پسند کیا ہے۔ وصححه في الهداية والخانية والمحيط.
(البحرالرائق: ۲/۷۳)

﴿۶۷۵﴾ وَيَسْتَحَبُّ تَاخِيْرُ التَّرَاوِيْحِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ وَلَا يَكْرَهُ تَاخِيْرُهَا اِلٰى مَا بَعْدَهٗ عَلَى الصَّحِيْحِ.

ترجمہ اور مستحب ہے تراویح کو مؤخر کرنا تہائی یا آدھی رات تک اور مکروہ نہیں ہے، تراویح کو مؤخر کرنا نصف شب کے بعد تک بھی صحیح مذہب کے مطابق۔

تراویح کے اوقاتِ ثلٰثہ

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے، کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے، اب افضلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پوری رات کو تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے، (۱) شفق ابیض کے بعد سے تہائی رات تک اول حصہ ہے، (۲) تہائی رات کے بعد سے آدھی رات تک دوسرا حصہ ہے، (۳) آدھی رات سے صبح صادق تک تیسرا حصہ ہے، پہلے حصہ میں تراویح ادا کرنے سے بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے، اور دوسرے حصہ میں کچھ کم ہوتی ہے، اور تیسرے حصہ میں اور زیادہ کم ہوتی ہے، لیکن ہر حصہ میں تراویح کی نماز ادا کرنے سے ادا ہی کہی جائے گی، قضا نہیں کہی جائے گی، صاحب **نور الایضاح** نے **علی الصحیح** کی قید لگا کر ان لوگوں کے قول کی تردید کی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ آدھی رات کے بعد تراویح ادا کرنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۵)

﴿۶۷۶﴾ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ.

ترجمہ اور وہ بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ۔

تراویح کی رکعات

فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں دس سلاموں کے ساتھ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زائد یعنی ہر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے گا، اب چند مسائل اور ملاحظہ فرمائیں، (۱) اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کر لیا تو شروع کی دو رکعت صحیح ہوگی اور آخر کی رکعت باطل ہوگی اس کی قرأت کا اعادہ لازم ہے۔ (ایضاح المسائل/ ۲۹ امداد

الفتاوی: ۱/ ۴۹۸)

(۲) اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعات باطل ہوگئیں، ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ (حوالہ بالا)

(۳) اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں رکعت صحیح ہوگئیں، اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاوی: ۱/ ۴۹۸)

(۴) اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور شروع کی دو رکعتیں باطل ہو جائیں گی، لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا، ورنہ یہ دونوں رکعتیں تراویح میں شمار نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کریم مکمل نہ ہو سکے گا۔ (امداد الفتاوی مطبوعہ دیوبند: ۱/ ۴۹۷ کفایت المفتی: ۳/ ۳۴۹)

﴿۶۷۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوْسُ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيْحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ.

ترجمہ اور مستحب ہے بیٹھنا ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی بمقدار اور ایسے ہی پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان (بیٹھنا)۔

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی، اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ (درمختار: ۲/ ۴۴۳، کتاب المسائل: ۴۸۷)

ترویحہ میں کیا پڑھیں

ترویحہ کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں یا تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے، لہٰذا جس کا جی چاہے اسے بھی پڑھ سکتا ہے، **سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحي الذی لا ينام ولا يموت سبوّح قدوس ورب الملائكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة ونعوذ به من النار.** (حوالہ بالا)

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور زبردست حکومت والی ہے، پاک ہے وہ ذات جو عزت عظمت قدرت بڑائی اور زبردست طاقت والی ہے، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے نہ وہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے، پاک ہے تمام

فرشتوں اور حضرت جبرئیلؑ کا پروردگار، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، ہم اللہ سے معافی کے طلبگار ہیں، اور ہم تجھ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں، اور پناہ مانگتے ہیں آپ کی دوزخ سے۔

فائدہ: سُبُّوحٌ ہر برائی سے بالکل پاک، اللہ کی صفات میں سے ایک۔ قُدُّوسٌ عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ، یہ اللہ کی صفات میں سے ہے، راقم الحروف نے دونوں کا ہی لحاظ کرکے ''پاک'' کا ترجمہ کردیا ہے۔

﴿۶۷۸﴾ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْآنِ فِيْهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: اور مسنون ہے ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا ماہ رمضان میں تراویح کے اندر صحیح مذہب پر۔

ختم قرآن کی اہمیت

تراویح میں قرآن کریم پورے رمضان المبارک میں ایک مرتبہ ترتیب وار ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے، اور لوگوں کی غفلت وسستی کی وجہ سے ایک ختم کرنے کو ترک نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی غافلین کی اس میں رعایت لازم ہے، اور روزآنہ دودو پارے کرکے ختم کرنا فضیلت اور تین تین پارے کرکے ختم کرنا افضل اور باعث خوش نصیبی ہے، اگر پورے رمضان المبارک میں ایک ختم کرے تو ستائیسویں شب میں ختم کرنا مستحب اور افضل ہے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رمضان المبارک میں تراویح مستقل سنت ہے، اور تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا الگ سے سنت ہے، لہٰذا الم ترکیف سے تراویح پڑھنے سے ایک سنت پر عمل ہوجاتا ہے، لیکن دوسری سنت کا ترک لازم آتا ہے۔

﴿۶۷۹﴾ وَاِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَأَ بِقَدْرِ مَالَا يُؤَدِّي اِلَى تَنْفِيْرِهِمْ فِي الْمُخْتَارِ.

مَلَّ ماضی معروف باب (س) مَلَلاً وَمَلَالاً وَمَلَالَةً (م) ہے، کسی چیز سے اکتا جانا، تنگ آجانا، دل اچاٹ ہوجانا۔ **تنفیر** باب تفعیل کا مصدر ہے، نفرت پیدا کرنا۔

ترجمہ: اور اگر اکتا جائے اس کی وجہ سے قوم تو پڑھے اتنی مقدار جو نہ پہنچائے ان کو نفرت کی حد تک مذہب مختار کے بموجب۔

تراویح میں کتنا پارہ پڑھے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر تراویح میں قرأت کے طویل ہونے کی وجہ سے لوگوں کا دل اچاٹ ہونے لگے (یعنی ایک مرتبہ جو ختم قرآن سنت ہے) تو پھر ان کی رعایت کرتے ہوئے قرأت کرے اور آج کل جو روزانہ تراویح میں سوا یا ڈیڑھ پارہ پڑھا جاتا ہے میرے خیال میں لوگوں کا دل اتنا پڑھنے سے نہیں اکتاتا، کیوں کہ سب کے ذہن میں یہ بات ہے کہ ۲۷؍رمضان میں قرآن پورا ہونا ہے اور اگر لوگ اتنا پڑھنے سے بھی اکتائیں تو پھر ختم قرآن کی سنیت کو چھوڑ دے

اور تراویح پڑھتے رہیں۔

﴿۶۸۰﴾ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيْحَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا يَاْتِيْ بِالدُّعَاءِ اِنْ مَلَّ الْقَوْمُ.

ترجمہ اور نہ چھوڑے درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تراویح کے ہر ایک تشہد میں اگرچہ لوگ اکتا جائیں، پسندیدہ قول پر اور نہ چھوڑے سبحانك اللّٰھم اور رکوع وسجود کی تسبیحات اور نہ پڑھے دعا اگر لوگ اکتا جائیں۔

سنن کا ترک

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے، اور ثنا کے بعد سورۃ فاتحہ سے قبل أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا مسنون ہے، اور اعوذ باللہ الخ کے بعد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم پڑھنا بھی مسنون ہے۔ رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربّی العظیم پڑھنا مسنون ہے، اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھنا سنت ہے، اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیہ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ان سنن کو کسی بھی حال میں ترک نہیں کیا جائے گا، یعنی لوگوں کی اکتاہٹ کی بنا پر امام ان چیزوں کو ترک نہیں کرے گا، ہاں اتنی بات ذہن نشین رہے کہ اگر لوگ اکتا جائیں تو درود شریف کے بعد لمبی دعا نہ پڑھی جائے، بلکہ کوئی بھی مختصر دعا (جیسے ربنا اٰتنا الخ) پڑھ لی جائے اس سے معلوم ہوا کہ صاحب کتاب کی عبارت میں مطلقاً دعا کی نفی نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۲۶)

﴿۶۸۱﴾ وَلَا تُقْضَى التَّرَاوِيْحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ.

ترجمہ اور نہیں قضا کی جائے گی تراویح کی ان کے چھوٹ جانے سے نہ تنہا اور نہ جماعت کے ساتھ۔

تراویح کی قضا نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر یہ پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ (درمختار: ۱/ ۶۶۰)

تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں۔

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے

اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعات پڑھے۔ درمختار: ۱/۶۵۹

متفرق مسائل

(۱) جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو یہ ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ (درمختار بیروت: ۲/۴۳۶)

(۲) جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ (حوالہ بالا)

(۳) اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو دوسری جگہ جا کر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۰۸)

(۴) تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۰۸)

(۵) پوری تراویح میں صرف ایک مرتبہ بسم اللہ جہراً پڑھنا لازم ہے، ورنہ قرآن ناقص رہ جائے گا، البتہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے، اس لئے امام صاحب کے نزدیک ہر سورت میں بسم اللہ جہراً پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

ایک اہم تنبیہ

تراویح میں قرآن کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے، اللہ تبارک وتعالی پوری امت کی جانب سے سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ کو بے حد جزا خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قرأت قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآن کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرما دیا، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجد نبویؐ سے گزرے تو وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا کہ **نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَ عُمَرَ کَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ بِالْقُرْاٰنِ**۔ (غنیۃ الطالبین/ ۴۸۷)

یعنی اللہ تعالی حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآن کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے، تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظ کرام از سر نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآن کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں، افسوس ہے کہ آجکل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جا رہی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارہ تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے، زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ

جائیں، ایسی جلد بازی قرآن کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے، بہتر یہ ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآن پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک قرآن پاک ختم ہو جائے، تاکہ اس بہانے آخر ماہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق وشوق برقرار رہے، اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

افسوس کا مقام

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے، اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کر کے یا مروف طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال ودولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو، اور نہ اس میں غلو سے کام لو، (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۷۱) حضرت واقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآن کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (حوالہ بالا)

اسی بنا پر حضرات صحابہ اور سلف صالحین نے تراویح میں قرأت قرآن پر اجرت قبول نہیں کی، حضرت عمرو بن نعمان بن مقرنؒ سے منقول ہے کہ ان کی خدمت میں مصعب بن زبیرؓ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۷۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہل فتوی نے یہ فتوی جاری فرمایا کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین جائز نہیں ہے، تمام معتبر فتاوی میں اس کی صراحت موجود ہے، (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ: /۳۹۲، فتاویٰ مظاہر علوم: ج۱/ ۴۸، امداد الفتاویٰ: ۱/ ۴۸۱، کفایت المفتی: ۳/ ۲۶۵، فتاویٰ دار العلوم: ۴/ ۲۴۶، جواہر الفقہ: ۱/۲۸۲، فتاویٰ محمودیہ: ۷/۱۷۱، احسن الفتاوی: ۳/۵۱۴، فتاویٰ رحیمیہ: ۱/۳۴۹)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں، لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ امامت وتعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آسکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے، کہ یہ کہا جائے اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آجائے گا، لہٰذا ختم قرآن اور امامت وتعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوت مجردہ جیسا ہے، جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جن

جگہوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے، وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں، واضح رہے کہ جس طرح سنانے والے کو اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں اسی طرح لقمہ دینے والے سامع کو اجرت دینا و لینا بھی ناجائز و حرام ہے۔ (فتاوی دارالعلوم جدید: ۴/ ۲۹۵)

عارضی امام بنا کر ختم کی اجرت

اگر حافظ صاحب کو ایک وقت یا ایک ماہ کی امامت سونپ دی جائے تو اجرت لے سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب حضرت تھانویؒ نے یوں لکھا ہے کہ یہاں مقصود امامت نہیں ہے، بلکہ تراویح میں قرآن سنانا ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاوی: ۱/ ۳۲۲، ایضاح المسائل: ۲۸)

آمد و رفت کا کرایہ اور مہمانداری

حافظ صاحب کی مہمانداری کرنا اور آمد و رفت کا کرایہ دینا شرعاً اجرت میں داخل نہیں ہے، اس لئے جائز ہے۔
(فتاوی دارالعلوم: ۴/ ۲۹۴، ایضاح المسائل: ۲۸)

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْكَعْبَةِ

کعبہ میں نماز پڑھنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ دو لفظ بولے جاتے ہیں ایک کعبہ دوسرا قبلہ قبلہ کے اصل معنی رخ اور کعبہ اس جگہ کا نام ہے جو مسجد حرام میں شہر مکہ میں واقع ہے، اب قبلۂ صلوۃ احناف کے نزدیک درحقیقت وہ فضا ہے جو چاروں سمت کے اعتبار سے خانہ کعبہ کی حدود میں محدود ہے، اور پست و بالا کے لحاظ سے تحت الثریٰ سے آسمان تک ہے لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ (درمختار: ۱/ ۴۰۱-۴۰۲)

﴿۶۸۲﴾ صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا فَوْقَهَا وَإِنْ لَمْ يَتَّخِذْ سُتْرَةً لكنه مَكْرُوْهٌ لِإسَاءَةِ الْاَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهِ عَليها.

لم یتخذ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افتعال اتخاذًا مصدر ہے کر دینا، بنا دینا۔ استعلاءٌ باب استفعال کا مصدر ہے، بلند ہونا، چڑھنا۔

ترجمہ صحیح ہے فرض اور نفل کعبہ میں اور ایسے ہی کعبہ کے اوپر اگر چہ سترہ نہ قائم کیا ہو لیکن یہ مکروہ ہے بے ادبی کے باعث اس شخص کے اس کے اوپر چڑھنے کی وجہ سے۔

کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنا

حنفیہ کے نزدیک ہر طرح کی نماز خانہ کعبہ کے اندر جائز ہے، اور اسی طرح اس کی چھت پر بھی نماز پڑھنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، اگر چہ نمازی نے اپنے سامنے سترہ قائم نہ کیا ہو حضرت امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں سترہ قائم کرنا ضروری ہے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا اس وجہ سے مکروہ ہے کیوں کہ کعبہ کی چھت پر چڑھنے میں کعبہ کی تعظیم ختم ہو جاتی ہے، یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے، کہ کعبہ مشرفہ کے اندر یا اس کی چھت پر تنہا نماز پڑھنے والا شخص کسی جانب بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، وہاں رہتے ہوئے ہر جانب اس کے لئے قبلہ ہے۔ (ہندیہ: ۱/۶۳)

﴿۶۸۳﴾ وَمن جعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰی غَیْرِ وَجْهِ اِمَامِهٖ فِیْهَا اَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَاِنْ جعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰی وَجْهِ اِمَامِهٖ لَایَصِحُّ.

ترجمہ اور جو شخص کر لے اپنی پشت کو اپنے امام کے چہرے کے علاوہ کی طرف کعبہ کے اندر یا کعبہ کے اوپر تو اس کی نماز درست ہوگی، اور اگر کر لے اپنی پیٹھ کو اپنے امام کے چہرے کی جانب تو درست نہ ہوگی۔

کعبہ کے اندر یا اوپر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب

اگر بیت اللہ شریف میں یا اوپر نماز باجماعت ادا کی جائے تو امام اور مقتدیوں کے مقام اور صفوں کی ترتیب کے اعتبار سے کل سات صورتیں نکلتی ہیں، جن میں چھ جائز اور ایک ناجائز ہے تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) امام دیوار کی جانب پشت کر کے اور مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو اور سب مقتدیوں کا رخ امام کی طرف ہو۔

(۲) امام دیوار کی طرف رخ کرے اور سب مقتدی اس کے بالمقابل دوسری دیوار کی طرف رخ کریں گویا کہ امام کی پشت مقتدیوں کی پشت کی طرف اور مقتدیوں کی پشت امام کی پشت کی طرف۔

(۳) مقتدیوں کا رخ امام کی پشت کی طرف ہو جیسا کہ عام جماعت میں ہوتا ہے۔

(۴) سب مقتدی امام کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔

(۵) مقتدیوں کا رخ امام کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہو۔

(۶) امام کا رخ مقتدیوں کے پہلو کی طرف ہو۔

مذکورہ سب صورتوں میں جماعت درست ہے، اس لئے کہ خاص اس رخ میں جس کی طرف امام نماز پڑھ رہا ہے کوئی مقتدی اس رخ میں اس سے آگے نہیں پڑھ رہا ہے، ہاں پہلی صورت میں نماز مکروہ ہوگی کیوں کہ کسی آدمی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر درمیان میں کوئی سترہ کرلیا جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔

(۷) اور اگر امام کا رخ مقتدیوں کی پشت کی طرف ہو تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی اس لئے کہ وہ خاص اسی رخ میں امام سے آگے واقع ہو رہے ہیں۔ (کتاب المسائل: ۲۶۳، النتف فی الفتاوی: ۴۳، مراقی الفلاح: ۲۲۷)

﴿۶۸۴﴾ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِاِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوْحٌ.

ترجمہ: اور صحیح ہے اقتداء کعبہ سے باہر اس امام کی جو کعبہ کے اندر ہو اور حال یہ کہ دروازہ کھلا ہوا ہو۔

تشریح: یہاں سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے بہت سی شرائط ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہو کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع میں یا سجدہ میں ہے، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام خانہ کعبہ میں ہو اور دروازہ کھلا ہوا ہے، تو جو مقتدی خانہ کعبہ سے باہر ہوں ان کی نماز درست ہو جائے گی، نیز اگر دروازہ بند ہو اور امام کی نقل وحرکت کا علم برابر ہو رہا ہو تو بھی یہ اقتداء درست ہوگی معلوم ہوا کہ ''الباب مفتوح'' کی قید اتفاقی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۸)

﴿۶۸۵﴾ وَاِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْاِمَامُ خَارِجَهَا صَحَّ اِلَّا لِمَنْ كَانَ اَقْرَبَ اِلَيْهَا فِي جِهَةِ اِمَامِهٖ.

تحلقوا فعل ماضی جمع مذکر غائب باب تفعل سے **تَحَلُّقًا** مصدر ہے، حلقہ بنانا۔ **حول** اطراف چہار جانب کہتے ہیں رأيتُ الناسَ حولَه وحَوْلَيْهِ میں نے لوگوں کو اس کے چاروں طرف دیکھا۔

ترجمہ: اور اگر حلقہ بنالیں کعبہ کے چاروں طرف اور امام باہر ہو خانہ کعبہ سے تو اقتداء صحیح ہے، مگر اس شخص کی (اقتداء صحیح نہ ہوگی) جو زیادہ قریب ہو خانہ کعبہ سے (امام کی بہ نسبت) اپنے امام کی جانب میں۔

مسجد حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا

مسجد حرام میں امام جس جانب امامت کر رہا ہو اس رخ میں امام سے آگے نماز پڑھنے والوں کی نماز درست نہ ہوگی البتہ دوسرے رخ میں اگر بالکل کعبۂ مشرفہ کی دیوار کے قریب نماز پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: آجکل ناواقفیت کی وجہ سے مسجد حرام میں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، امام صاحب دھوپ کے وقت یا زیادہ بھیڑ کی وجہ سے یا نماز تراویح میں رکن یمانی اور حجر اسود کے بالمقابل مکبّرہ (شیشے والے کمرے) کے نیچے نماز

پڑھاتے ہیں اور بہت سے حضرات اسی جانب آگے مطاف میں نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس لئے امام کی جگہ دیکھ کر ہی وہاں نماز کی نیت باندھنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز صحیح نہ ہو نیز حرم شریف کی انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ امام جب پیچھے کھڑا ہو تو اس سے آگے رکاوٹ وغیرہ لگا کر نماز پڑھنے سے روکیں تا کہ لوگوں کی نمازیں فاسد نہ ہوں، جیسا کہ کم بھیڑ کے زمانے میں اور تراویح کے دوران یہ انتظام کیا جاتا ہے۔ (کتاب المسائل/۲۶۴)

بَابُ صَلوٰةِ الْمُسَافِرِ (مسافر کی نماز کا بیان)

اسلام نے جن چیزوں کو تخفیف اور سہولت کا سبب قرار دیا ہے، ان میں ایک سفر بھی ہے، سفر کی وجہ سے آدمی کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جو مقیم ہونے کی حالت میں جاری رہتے ہیں تو اس سے یقیناً تنگی آئے گی، اس لئے لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے شریعت نے مسافروں کو مختلف سہولتیں دی ہیں، تا کہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کر سکیں، انہیں سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے، سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ قصر کرنا صرف مباح ہی نہیں بلکہ واجب ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی مسافر دو کے بجائے چار فرض ادا کر لے تو گناہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں اس کی نماز بھی واجب الاعادہ ہوگی آداب سفر میں سے یہ کہ (۱) جمعرات کے دن سفر کی ابتداء پسندیدہ ہے، (۲) صبح سویرے سفر کرنا مبارک ہے، (۳) جب سفر میں کئی ساتھی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ان میں سے جو شخص سب سے زیادہ معاملہ فہم ہو اسے امیر بنالیا جائے، (۴) سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے (۵) اگر کوئی دشواری اور عذر نہ ہو تو سفر میں بیوی کو ساتھ لیجانا مسنون ہے، (۶) جب کام پورا ہو جائے تو جلد از جلد سفر سے واپس ہو جانا چاہئے (۷) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ یا ہدیہ لانا مسنون ہے، (۸) سفر سے واپسی پر معانقہ مسنون ہے، (۹) واپس ہو کر اولاً مسجد میں جا کر یا اپنے گھر دو رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے، (۱۰) سفر کی حالت میں ذکر و اذکار تلاوت اور دینی مشغلہ میں وقت گزارنا چاہئے۔ تلك عشرہ كاملة. (کتاب المسائل: ۵۱۰)

﴿۲۸۶﴾ اَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْاَحْكَامُ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ اَقْصَرِ اَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسْطٍ مَعَ الْاِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسْطُ سَيْرُ الْاِبِلِ وَمَشْيُ الْاَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِي الْبَحْرِ اِعْتِدَالُ الرِّيْحِ.

تتغیّر فعل مضارع معروف باب تفعل تغیُّرًا (م) ہے بدلنا۔ میسرہ مصدر ہے باب ضرب کا، جانا چلنا سفر کرنا۔ مراد ہے مسافت۔ اقصر اسم تفضیل ہے، باب (ن) قصرًا (م) ہے، چھوٹا ہونا، استراحات استراحة کی جمع ہے استراح یستریح أستراحةً باب استفعال سے آرام کرنا۔ سیر الابل اونٹ کی رفتار مشی الاقدام

پیدل کی چال۔

ترجمہ: سب سے کم سفر کہ بدل جائیں اس کے ذریعہ سے احکام مسافت تین دن کی ہے، سال کے سب سے چھوٹے دنوں سے درمیانی رفتار کے ساتھ آرام کرتے ہوئے اور درمیانی چال اونٹ کی چال ہے، اور پیدل کی چال خشکی میں اور پہاڑ میں اس چیز کی رفتار جو مناسب ہو پہاڑی علاقہ کے اور سمندر میں ہوا کے معتدل اور مناسب ہونے سے۔

تشریح: **ثلاثة** یہ اس سفر کی مقدار کا بیان ہے جس کی وجہ سے نماز میں قصر کیا جائے گا اور جس کی وجہ سے افطار کرنا جائز ہوگا اور موزوں پر مسح کرنا تین دن اور تین رات جائز ہوگا اور قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (طحطاوی/ ۲۲۹)

ایام فقہ میں مسافت سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں بلکہ تین دن تین رات کی معمول بہا مسافت پر ہے۔

وسط اس چال میں درمیانی چال کا اعتبار کیا جائے گا لہٰذا اگر کوئی شخص ضرورت کی بنا پر تیز چلے جیسے ڈاک وغیرہ پہنچانے کی وجہ سے یا بعض لوگوں کی عادت تیز چلنے ہی کی ہوتی ہے، تو ان لوگوں کی چال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر یہ لوگ تین دن کی سفر کی مقدار ایک دن میں طے کرلیں تو یہ لوگ بھی نماز قصر پڑھیں گے۔

الاستراحات سفر میں کھانے پینے اور سونے کی بھی ضرورت پڑتی ہے اس لئے ان ضروریات کے موقع کو بھی اس مدت میں شمار کیا جائے گا، اور آرام کے ساتھ ان تمام چیزوں کو پوری کرنے کے بعد آدمی ایک دن میں جتنی مسافت طے کرلے گا اس کا اعتبار ہوگا، اور اس چال میں اونٹ کی چال معتبر ہوگی، جو معتدل رفتار سے خشکی میں چلتا ہے۔

فی الجبل یہ حکم اس جگہ کا ہے جو ہموار نہیں ہے، یعنی پہاڑ چونکہ پہاڑوں میں بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں سے گزرنا دشوار ہوتا ہے، اور بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں اوپر چڑھنا پڑتا ہے، اور اس چڑھنے میں زیادہ دیر لگتی ہے، اور بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں پر اتار ہوتا ہے، وہاں پر جلدی سے سفر طے ہو جاتا ہے، لہٰذا ایسی جگہوں میں اس چال کا اعتبار ہوگا جو اس جگہ کے مناسب ہو۔

فی البحر اب یہاں سے سمندر کا حکم بیان کر رہے ہیں اس لئے کہ بعض مرتبہ ہوا کشتی کے موافق ہوتی ہے، اس وقت سفر زیادہ طے ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ ہوا کشتی کے موافق نہیں ہوتی وہاں پر دومنٹ کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کے حکم کو بیان کرنا ضروری تھا لہٰذا یہ حکم بیان کر دیا کہ اس میں متعدل ہواؤں کا اعتبار ہوگا۔ (طحطاوی: ۲۲۹)

خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت میں سفر شرعی کی تعریف کا بیان ہے کہ پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے جملہ حوائج بشریہ (جیسے کھانا پینا آرام کرنا وغیرہ) وضروریات شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت باآسانی طے کی جا سکے اس پر سفر شرعی کا اطلاق ہوتا ہے، اور یومیہ پیدل سفر مذکورہ امور کا خیال کرتے ہوئے چھ سات گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا اس بنا پر تین دن تین رات میں سفر کی مقدار کا اندازہ ۱۸/ گھنٹوں سے ۲۱/ گھنٹوں تک کا لگایا جائے گا، فقہ میں مسافت سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں بلکہ تین دن رات کی معمول بہا مسافت پر ہے، اب یہ

مسافت کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند و مفتیان کرام کی رائے ۴۸/ میل انگریزی کی ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر بنتی ہے، تاہم بعض محققین نے ۴۵/ میل شرعی والے فقہی قول پر فتوی دیا ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے ۸۲/ کلومیٹر ۲۹۶ میٹر بیٹھتی ہے۔ (کتاب المسائل/۵۱۲)

﴿۶۸۷﴾ فَيَقْصُرُ الفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ.

يَقْصُرُ فعل مضارع معروف باب (ن) قصرًا مصدر ہے، شرعی رخصت کی بنا پر چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا، قصر کرنا۔

ترجمہ چنانچہ قصر کرے گا چار رکعت والی فرض نماز میں وہ شخص جو سفر کی نیت کرے۔

قصر کا حکم

جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ہی پڑھے جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے۔

فوائد قیود: صاحب کتاب نے فرضوں کے قصر کی بات کہی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ سنن ونوافل میں قصر نہیں ہے، اسی طرح رباعی کے ساتھ مقید کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ تین رکعات اور دو رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے، اور مصنفؒ کی عبارت میں **من نوی السفر** سے معلوم ہوا کہ شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے بلا نیت سفر کرنے والے پر مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۲۳۰)

مسافر کے لئے سنن ونوافل کا حکم

ائمۂ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مسافر کو سنن مؤکدہ پڑھنی چاہئے اور ائمۂ احناف سے اس مسئلہ میں کچھ مروی نہیں نہ امام صاحب سے نہ صاحبین سے اور متاخرین احناف نے مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ حالت قرار میں سنتیں پڑھے، اور حالت فرار میں نہ پڑھے مثلاً ایک شخص روڑکی سے مرادآباد گیا اور وہ وہاں پہنچ کر ٹھہر گیا، اور مطمئن ہو گیا کہ آگے روانگی یا واپسی دو دن کے بعد ہوگی تو یہ حالت قرار ہے ایسی صورت میں سنتیں پڑھنی چاہئیں، اور اگر سفر جاری ہے گاڑی میں نماز پڑھ رہا ہے، یا اسٹیشن پر نماز پڑھ رہا ہے، اور گاڑی آنے والی ہے، تو یہ حالت فرار ہے، اس حالت میں سنتیں نہ پڑھے اور استاذ محترم حضرت اقدس جناب مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک بات تجربہ کی لکھی ہے، کہ سفر شروع کرنے سے پہلے اور سفر ختم کرنے کے بعد متصلاً جو حالت ہے، وہ بھی حالت فرار ہے، مثلاً ایک شخص سہارنپور سے میرٹھ گیا وہاں جا کر ٹھہر گیا تو یہ حالت قرار ہے، مگر وہ تھکا ہوا ہے نیند کا غلبہ ہے، اور نماز بھی پڑھنی ہے، تو وہ صرف فرض پڑھ

لے سنتیں نہ پڑھے اسی طرح روانگی کا وقت ہے سامان تیار کرنا ہے اسٹیشن پہنچنا ہے ٹکٹ لینا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے، سنت نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۴۲۹)

﴿۶۸۸﴾ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهٖ.

عاصیًا اسم فاعل باب (ض) مَعْصِيَةً وعِصْيَانًا مصدر ہے نافرمانی کرنا حکم کی خلاف ورزی کرنا۔

ترجمہ: اور اگرچہ یہ گناہ گار ہی ہو اپنے سفر میں (کسی جرم شرعی کے لئے ہی یہ سفر کر رہا ہو)

گناہ کے ارادے سے سفر کرنا بھی موجب تخفیف ہے

سفر کرنا مسافر کے لئے موجب تخفیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارادہ سے سفر کرے تو اس پر بھی نمازیں قصر کرنے کا حکم ہوگا، یعنی اگر کوئی اس ارادے سے سفر کرے کہ میں زنا کروں گا یا وہاں پہنچ کر چوری کروں گا تو ایسے مجرم کے لئے بھی حنفیہ کے نزدیک قصر کرنا لازم ہے۔ (درمختار زکریا: ۲/۶۰۴، ہندیہ: ۱/۱۳۹، کتاب المسائل: ۵۱۳)

﴿۶۸۹﴾ اِذَا جَاوَزَ بُيُوْتَ مَقَامِهٖ وَجَازَ اَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهٖ مِنْ فِنَائِهٖ وَاِنِ انْفَصَلَ الْفِنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ اَوْ قَدْرِ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهٗ.

جاوز فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ مُجَاوَزَۃً مصدر ہے گزرنا، پار کرنا۔ **اتصل** ماضی معروف اِتِّصَالًا مصدر ہے ملنا۔ **مَزرعۃ** کھیت، فارم (وہ زمین جس میں کاشت ہو) زمین، جائداد جمع مَزَارِعُ **غلوۃ** تین سو ہاتھ سے چارسو ہاتھ تک کا فاصلہ جمع غِلَاءٌ وغَلَوَاتٌ.

ترجمہ: جب گزر جائے اپنے مقام کے مکانات سے اور نیز گزر جائے اس مقام کے فناء سے جو اس مقام سے متصل ہے، اور اگر دور ہو فنا ایک کھیت یا ایک غلوہ (تین سو اور چارسو قدم کے بیچ میں ہوتی ہے) کی مقدار اس مقام سے تو اس سے گزر جانا شرط نہیں۔

مسافت سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا

جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے، محض گھر یا محلہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۵۱۳)

بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا

بڑے شہروں (جن کی آبادی میلوں تک پھیلی ہوئی ہے) سے جو شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شمار

ہوگا جب کہ اس شہر کی عرفی وحکومتی حدود سے باہر نکل آئے اگرچہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو مثلاً دلی سے غازی آباد کی طرف سفر کرنے والا جب غازی آباد کی حدود میں داخل ہوگا اسی وقت سے مسافر سمجھا جائے گا حالاں کہ دلی اور غازی آباد کی آبادیاں متصل ہو چکی ہیں، یہی حال دوسری جانب لونی نوئیڈا اور فرید آباد وغیرہ کا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/۳/۷۳)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ آبادی سے ملحق اسٹیشن ائرپورٹ اور بس اسٹینڈ وغیرہ سب شہر ہی کے حکم میں ہیں، لہٰذا وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا لیکن اگر یہ جگہیں آبادی سے فاصلہ پر ہوں جیسا کہ آج کل بعض شہروں کے ائیر پورٹ آبادی سے کافی دوری پر واقع ہوتے ہیں تو پھر آدمی حدود شہر سے نکلتے ہی مسافر ہو جائے گا، اور ائیر پورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔

وان الفصل الخ سے بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی شہر کی آبادی اور فناء شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ تقریباً پاؤ کلومیٹر کا فاصلہ ہو یا کھیت کا فاصلہ ہو تو فناء شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا اور اگر ایک غلوہ کا فاصلہ نہیں ہے یا کھیت کا فاصلہ نہیں ہے تو فناء شہر سے تجاوز کرنا معتبر ہو جائے گا۔ (قاضی خان علی الہندیہ: ۱/ ۱۶۵)

﴿۶۹۰﴾ وَالفِنَاءُ المَكَانُ المُعَدُّ لِمَصَالِحِ البَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ المَوْتٰى .

المعد اسم مفعول باب افعال **اعداد** مصدر ہے تیار کرنا، مہیا کرنا۔ **مصالح البلد** ملکی مفاد اور مصالح **مَصْلَحَة** کی جمع ہے انتظامی شعبہ جس کے تحت مخصوص کام ہوں جیسے انکم ٹیکس کا محکمہ، پاسپورٹ کا محکمہ وغیرہ۔ **رکض** باب (ن) کا مصدر ہے کہا جاتا ہے، **رکض الدابۃ** دوڑانے کے لئے جانور کو ایڑ لگانا پیر مار کر دوڑانا۔

ترجمہ اور فناء وہ جگہ ہے جو بنائی گئی ہو شہر کی ضرورتوں کے لئے مثلاً گھوڑوں کے دوڑانے اور مردوں کے دفن کرنے کے لئے

فناء شہر کی تعریف

فناء شہر کا اطلاق آبادی کے اِردگرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں مثلاً صنعتی کارخانے ملحق ایرپورٹ ریلوے اسٹیشن گھوڑ دوڑ کا میدان اور قبرستان وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۷۴۹، شامی زکریا: ۲/ ۵۹۹، ۳/ ۸، کتاب المسائل: ۴۲۲)

﴿۶۹۱﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ الاِسْتِقْلَالُ بِالحُكْمِ وَالْبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

الاستقلال خودمختاری خوداختیاریت باب استفعال کا مصدر ہے کہا جاتا ہے **استقلّ فلانٌ واستقلّ بامرہ** مستقل بالذات ہونا خودمختار ہونا۔

ترجمہ: اور شرط لگائی ہے سفر کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے تین چیزیں کی حکم میں مستقل ہونا اور بالغ ہونا اور سفر کی مدت کا تین دن سے کم نہ ہونا۔

شرائط نیت

سفر کی نیت کے صحیح ہونے کے لے تین چیزیں ضروری ہیں، اگر وہ پائی گئیں تو سفر کی نیت صحیح ہوگی ورنہ نہیں (۱) مسافر اپنے ارادے کا خودمختار ہو، (۲) سفر کرنے والا بالغ ہو، (۳) سفر کی مدت تین دن سے کم نہ ہو، تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿۶۹۲﴾ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يُجَاوِزْ عِمْرَانَ مَقَامِهٖ.

ترجمہ: چنانچہ قصر نہیں کرے گا وہ شخص جو آگے نہ بڑھا ہو اپنے مقام کی آبادی سے۔

تشریح: ماقبل میں مسافر شرعی بننے کے لئے چار شرائط کو بیان کیا ہے، ایک شرط **اذا جاوز الخ** سے بیان کی ہے، اور باقی تین شرطیں اوپر والے مسئلہ میں ہیں، اب یہاں سے شرط اول پر تفریع کا بیان ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے جائے قیام کی آبادی اور اس کی ملحقات سے آگے نہ بڑھے تو اس پر قصر کے احکامات لاگو نہیں ہوں گے۔

﴿۶۹۳﴾ اَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا.

ترجمہ: یا آگے تو بڑھ گیا ہو اور (لیکن) بچہ ہو۔

تشریح: یہ عبارت شرط ثالث یعنی البلوغ پر متفرع ہے، اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے تجاوز تو کر گیا مگر نابالغ ہے، وہ بچہ مسافر نہ ہوگا، اور اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہو جائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر شرعی ہوگا ورنہ نہیں۔ (خانیہ علی الہندیہ: ۱/ ۱۶۸، حلبی کبیر: ۵۴۲)

﴿۶۹۴﴾ اَوْ تَابِعًا لَمْ يَنْوِ مَتْبُوْعُهُ السَّفَرَ كَالْمَرْاَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدِ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيِّ مَعَ اَمِيْرِهٖ.

ترجمہ: یا تابع ہو کہ نہ نیت کی ہو اس کے متبوع نے سفر کی جیسے عورت اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام اپنے آقا کے ساتھ اور فوجی اپنے سردار کے ساتھ۔

تشریح: یہ عبارت شرط ثانی یعنی **الاستقلال بالحکم** پر متفرع ہے، یعنی وہ شخص بھی مسافر نہ سمجھا جائے گا

جو اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو بلکہ وہ حکم میں کسی کے تابع ہو، مثلاً بیوی غلام خادم وغیرہ یہ لوگ اگر اپنے طور پر کسی جگہ کے سفر کا ارادہ کر لیں تو ان کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ یہ لوگ جس کے تابع ہیں اس کی نیت معتبر ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ متن میں عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کا مہر ادا کر دیا گیا ہو اور اگر ادا نہ کیا ہو تو وہ سفر میں جانے سے انکار کر سکتی ہے، اس لئے وہ شوہر کے تابع نہ سمجھی جائے گی اسی طریقہ سے غلام سے مراد مکاتب کے علاوہ تمام قسم کے غلام جیسے ام ولد مدبر وغیرہ ہیں کیوں کہ مکاتب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھی سفر کر سکتا ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۳۱)

﴿۶۹۵﴾ اَوْ نَاوِیًا دُوْنَ الثَّلَاثَۃِ.

ترجمہ یا نیت کرنے والا تین دن سے کم کی۔

تشریح اس عبارت کا تعلق شرط چہارم سے ہے یعنی سفر کی مدت تین دن سے کم نہ ہو لہٰذا اگر سفر کی مدت تین دن سے کم ہوگی تو وہ مسافر نہ مانا جائے گا۔

﴿۶۹۶﴾ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الاِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الاَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ اِنْ عُلِمَ نِيَّةُ المَتْبُوْعِ فِي الاَصَحِّ.

ترجمہ اور اعتبار کیا جاتا ہے ٹھہرنے اور سفر کرنے کی نیت میں اصل کا نہ کہ تابع کا اگر معلوم ہو جائے اصل کی نیت صحیح ترین قول میں۔

تشریح صاحب کتاب اس عبارت میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ ٹھہرنے اور سفر کرنے میں اصل یعنی شوہر آقا سردار وغیرہ کا اعتبار ہوگا، لہٰذا تابع یعنی بیوی غلام فوجی پر لازم ہے کہ وہ اصل کا ارادہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہے، اس پر بھی اگر یہ معلوم نہ کر سکے اور اصل کے ارادہ کے برخلاف یہ قصر کرتا رہے تو اس کی نماز درست ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ جو شخص اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ جس کے تابع ہے اس کی نیت معتبر ہے۔
(عالمگیری: ۱/۱۴۱)

تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہو سکا

اگر کسی جگہ متبوع نے اقامت کی نیت کر لی لیکن تابع حالت سفر سمجھ کر قصر کرتا رہا بعد میں اسے متبوع کی نیت کا علم ہوا تو اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں انہیں دوہرانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، یعنی لاعلمی کی حالت میں اسے مقیم قرار نہیں دیں گے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۱)

﴿۶۹۷﴾ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا.

عزیمة باب (ض) کا مصدر ہے، ضروری اور لازم ہو جانا، **عزیمة** یہ **رخصة** کی ضد ہے وہ کام جس کا کیا جانا لازم ہو۔

ترجمہ اور ہمارے نزدیک قصر ہی اصل حکم ہے۔

قصر عزیمت ہے یا رخصت

اصطلاح فقہاء میں دو لفظ بولے جاتے ہیں عزیمت یعنی اصلی فریضہ اور رخصت یعنی رعایت پھر رخصت کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی دوسرے مجازی رخصت مجازی کو رخصت ترفیہ بھی کہتے ہیں، اس رخصت کو مجازی اس لئے کہا جاتا ہے کہ درحقیقت اس موقع پر اصلی فرض یہی ہوتا ہے چونکہ بظاہر تخفیف پائی جاتی ہے، اس لئے اس کو رخصت کہتے ہیں (تفصیل نور الانوار میں آئیگی)

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ **الاقتصار**، **التقصیر** اور **القصر** تینوں مترادف الفاظ ہیں اور فصیح ترین لفظ تیسرا ہے، اور زیادہ تر وہی استعمال ہوتا ہے، سفر شرعی میں قصر یعنی رباعی نماز میں دو رکعتیں پڑھنا بالاتفاق جائز ہے پھر اتمام کے جائز ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے، یعنی سفر میں رباعی نماز پوری پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک قصر واجب ہے، اور قصر قصر اسقاط ہے، پس پوری نماز پڑھنا جائز نہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قصر قصر ترفیہ ہے، پس اتمام بھی جائز ہے پھر امام شافعیؒ فرماتے ہیں قصر اور اتمام یکساں ہیں کوئی اولیٰ یا غیر اولیٰ نہیں اور امام مالک واحمدؒ فرماتے ہیں قصر افضل ہے اور اتمام جائز ہے۔

فائدہ: مغرب میں بھی قصر ممکن ہے تین کے بجائے دو پڑھی جائیں مگر اس میں قصر نہیں کیونکہ وہ دن کا وتر ہے اور عشاء کے بعد جو وتر ہیں وہ رات کے وتر ہیں اور جب یہ دونوں نمازیں وتر ہیں تو ایک دوسرے کے انداز پر ہونی چاہئیں۔

﴿۶۹۸﴾ فَاِذَا اَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْاَوَّلَ صَحَّتْ صَلٰوتُهٗ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَاِلَّا فَلَا تَصِحُّ اِلَّا اِذَا نَوَى الْاِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ.

تشریح پھر جب پوری پڑھ لے چار رکعت والی نماز کو اور بیٹھ جائے پہلے قعدہ میں تو صحیح ہو جائیگی اس کی نماز کراہت کے ساتھ ورنہ تو صحیح نہیں ہوگی مگر جبکہ ارادہ کرلے ٹھہرنے کا تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت۔

مسافر کا چار رکعت پڑھنا

اگر کوئی مسافر بھولے سے یا جان بوجھ کر چار رکعت پڑھ لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلے قعدہ پر بقدر تشہد

بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی یعنی دو رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہوں گی اور ترک واجبات کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا پڑے گا اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس مسافر کی نماز درست نہ ہوگی یعنی فرض ادا نہ ہوگا بلکہ یہ تمام رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ **الا اذا نوی الخ** فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسافر شرعی نے نماز کے دوران تیسری رکعت کو سجدہ کے ساتھ مقید کرنے سے پہلے کسی جگہ اقامت کی نیت کر لی تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد نیت کرے تو اب تینوں رکعتیں نفل ہو گئیں، اب ان کے ساتھ ایک اور ملا لے تا کہ تمام نفلیں بن جائیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۳۱)

﴿۶۹۹﴾ وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتّٰى يَدْخُلَ مِصْرَهٗ اَوْ يَنْوِيَ اِقَامَتَهٗ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ اَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ اِنْ نَوٰى اَقَلَّ مِنْهُ اَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ .

تشریح: اور مسافر برابر قصر کرتا رہے گا یہاں تک کہ داخل ہو جائے اپنے شہر میں یا نیت کر لے اپنے ٹھہرنے کی پندرہ دن کسی شہر یا کسی گاؤں میں اور قصر ہی کرتا رہے گا اگر نیت کرے اس سے کم یا نیت ہی نہ کرے اور برسوں رہ جائے۔

قصر کا حکم کب تک رہے گا

ماقبل میں یہ بات آ چکی ہے کہ جب کوئی شخص آبادی سے باہر نکل جائے سفر شرعی کے ارادہ سے تو اب اس مسافر پر قصر کرنا واجب ہوگا، اب یہاں یہ بیان کر رہے ہیں کہ سفر کا یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ اپنے وطن نہ لوٹ آئے یعنی اس جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے یا کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ کرے جب پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرے گا تو سفر کا حکم ختم ہو جائے گا اور یہ شخص مقیم کہلائے گا اور اگر کسی جگہ جا کر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا، اور صاحب کتاب او لم ینو سے بلا نیت طویل قیام کے حکم کو بیان کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ جا کر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام وقتی عوارض کی وجہ سے بڑھتا چلا جائے اور کسی بھی مرحلہ میں پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہو سکے تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا، اور قصر کرے گا خواہ کتنی مدت ہو جائے، یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطن اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا، خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطن اصلی سے مسافت سفر سے کم پر ہے تو وہ وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا، اور اگر وہ جگہ مسافت سفر پر واقع ہے تو پھر وطن اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد مسافر ہو جائے گا۔

﴿۷۰۰﴾ وَلَاَ تَصِحُّ نِيَّةُ الاِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ المَبِيْتَ بِاَحَدِهِمَا.

ترجمہ اور صحیح نہیں ہے ٹھہرنے کی نیت دو شہروں میں کہ مقرر نہ کرے رات گزارنے کو ان دونوں میں سے کسی ایک میں۔

دو جگہ اقامت کی نیت

مسافر کی طرف سے نیت اقامت معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے وہ ایک ہو لہٰذا اگر الگ الگ مقامات پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ معتبر نہ ہوگا اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ پندرہ دن میں مجموعی طور پر دو مقامات پر رہوں گا، کبھی یہاں اور کبھی وہاں تو اگر یہ مقامات الگ الگ آبادیوں کی حیثیت میں ہوں مثلاً سہارنپور اور رڑکی تو ایسا شخص مقیم نہیں ہوگا بلکہ دونوں جگہ قصر کرے گا، البتہ اگر ان دو مقامات میں اتصال ہو مثلاً بڑے شہروں کی دو الگ الگ کالونیوں میں یا ملحق آبادیوں میں مجموعی طور پر پندرہ دن گزارنے کی نیت ہو جیسا کہ بعض جماعتیں بڑے شہروں میں جاتی ہیں اور طویل مدت تک الگ الگ مساجد اور محلوں میں کام کرتی ہیں تو ان پر مقیم کے احکامات جاری ہوں گے، اور اتمام ضروری ہوگا۔ (عالمگیری:۱/۱۴۰)

تنبیہ: عربی متون و شروحات میں منٰی اور مکہ مزدلفہ اور مکہ کو الگ الگ جگہ قرار دیا گیا ہے، یہ قدیم زمانہ کے اعتبار سے ہے، آج کل مکہ کی آبادی منٰی سے متصل ہو چکی ہے، ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیر نگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیان کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت نے تسلسل آبادی اور اتصال آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہنچے کہ منٰی مکۃ المکرمہ کا ایک محلّہ اور ایک جزء ہے، لہٰذا آٹھویں ذی الحجہ کو مکۃ المکرمہ سے حجاج کرام کے منتقل ہونے کے بعد یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ مکہ مکرمہ سے الگ کسی اور مقام میں حاجیوں کا قیام ہو رہا ہے، بلکہ قیام منٰی سفر و حضر اور نمازوں کے اتمام اور قصر کے معاملے میں قیام مکہ کی طرح ہے، پھر ۴/ سال کے بعد ۱۴۲۴ھ میں علماء کرام نے مشاہدہ کیا تو دیکھنے میں آیا کہ مکۃ المکرمہ کا مشہور بازار اور محلّہ عزیزیہ کی آبادی بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی حدود مزدلفہ تک پہنچ گئی ہے دائرہ مزدلفہ کے اندر بھی کچھ عمارتیں بن گئی ہیں، اس لئے مفتیان کرام نے فتاوی جاری کیا ہے کہ اب مزدلفہ بھی منٰی کی طرح مکۃ المکرمہ کا جز بن کر اسی کی آبادی میں شامل ہو چکا ہے، اس لئے حجاج کرام کا مزدلفہ میں قیام اور رات گزارنا نمازوں میں قصر اور اتمام کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ مکۃ المکرمہ میں گزارا ہو۔
(مستفاد از انوار رحمت/۷۱/۷۵)

رات کے قیام کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے نیت کی کہ میں یہاں پر پندرہ رات گزاروں گا اور اس کی نیت یہ ہے کہ دن میں آس پاس

(مسافت سفر سے کم) علاقہ میں بھی آیا جایا کروں گا، تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا، اس لئے کہ نیت اقامت میں رات کی قیام کا اعتبار ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۰، کتاب المسائل: ۵۲۲)

﴿۷۰۱﴾ وَلَا فِيْ مَفَازَةٍ لِغَيْرِ اَهْلِ الْاَخْبِيَةِ.

مفازۃ جمع مفازات جنگل۔ اخبیۃ خِبَاءٌ کی جمع ہے اون کے خیمہ کو کہتے ہیں اہل اخبیہ خیموں والے خانہ بدوش تو میں جو کسی بھی مقام پر خیمہ لگا کر رہنا شروع کر دیتے ہیں۔

ترجمہ اور (صحیح) نہیں ہے جنگل میں (ٹھہرنے کی نیت) خانہ بدوش لوگوں کے علاوہ۔

خانہ بدوشوں کی نیت اقامت

سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ جس جگہ اقامت کی نیت کی جارہی ہے وہاں قیام کی صلاحیت ہو لہٰذا اگر جنگل بیابان یا ویران جزیرہ میں اقامت کی نیت کی تو اس کا اعتبار نہیں اس کے بعد سمجھنا چاہئے، خانہ بدوش لوگ جن کے قیام کی مستقل کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ پوری زندگی بجا خیمے لگا کر گزار دیتے ہیں یہ لوگ اگر کسی غیر آباد جگہ میں خیمے لگا کر پندرہ دن سے زیادہ یا مستقل اقامت کی نیت کرلیں تو یہ نیت ان کے حق میں معتبر ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱/۱۳۹)

﴿۷۰۲﴾ وَلَا لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ.

عسکر فوج لشکر جمع عَسَاكِرُ.

ترجمہ اور (صحیح) نہیں۔ ہے ہمارے لشکر کے لئے دار الحرب میں۔

دار الحرب میں اقامت کی نیت

اقامت کی نیت اس جگہ معتبر ہے جہاں اقامت کی صلاحیت وقدرت ہو چوں کہ دشمن کی زمین میں اقامت کی صلاحیت نہیں ہے، ممکن ہے کہ آج ہی شکست کھا کر بھاگنا پڑے یا فتح حاصل کر کے آگے بڑھنا پڑے، اس لئے پندرہ دن کے قیام کی نیت کے باوجود بھی حکم یہ ہے کہ فوجی مسلمان قصر نماز پڑھیں۔ (البحر الرائق: ۲/۱۴۴)

﴿۷۰۳﴾ وَلَا بِدَارِنَا فِيْ مُحَاصَرَةِ اَهْلِ الْبَغْيِ.

مُحاصَرۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے چاروں طرف سے گھیرنا۔

ترجمہ اور (صحیح) نہیں ہے ہمارے ملک میں باغیوں کے محاصرہ (کی حالت) میں۔

تشریح اگر دار الاسلام میں اسلامی لشکر امام حق کی مخالفت کرنے والوں اور امام حق کی اطاعت کرنے سے

باہر نکلنے والوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، اور یہ اسلامی لشکر پندرہ روز کے قیام کی نیت کرے تو یہ غلط ہے، **للتردد كما ذكرنا في المسئلة السابقة.**

﴿۷۰۴﴾ وَاِنِ اقْتَدٰى مُسَافِرٌ بِمُقِيْمٍ فِي الْوَقْتِ صَحَّ وَاَتَمَّهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهٗ لَا يَصِحُّ وَبِعَكْسِهٖ صَحَّ فِيْهِمَا.

ترجمہ: اور اگر اقتداء کرے کوئی مسافر کسی مقیم کی وقت کے اندر تو صحیح ہے، اور پوری کرے اس نماز کی چار رکعت اور وقت کے بعد صحیح نہیں اور اس کے عکس میں صحیح ہے، وقت اور غیر وقت (دونوں صورتوں) میں۔

مقیم کی اقتداء کا حکم

اگر کوئی مسافر مقیم امام کے پیچھے وقتیہ نماز پڑھے تو وہ امام کی پیروی کرتے ہوئے پوری نماز ادا کرے گا، قصر نہیں کرے گا، اور اگر کوئی مقیم شخص مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے پر مقیم شخص اپنی دو رکعتیں الگ سے پڑھ کر نماز پوری کرے گا، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو تو وقت کے اندر اقتداء صحیح ہے، اور اگر وقت نکل گیا اور اب مسافر مقیم کی اقتداء کرے، تو یہ صحیح نہیں یعنی ظہر عصر اور عشاء میں اقتداء نہیں کرسکتا فجر اور مغرب میں کرسکتا ہے، اور اگر امام مسافر ہو خواہ وقت باقی ہو یا ختم ہو گیا ہو دونوں صورتوں میں اقتداء درست ہے۔

اختیاری مطالعه

اگر مسافر امام بھول سے چار رکعات نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی، اور امام نے اگر قعدۂ اولیٰ کیا ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرلیا تو خود اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا، اور اگر قعدۂ اولیٰ نہ کیا ہو تو امام کا فریضہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (شامی: ج۲/۶۱۲)

وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم

اگر کوئی مسافر شخص وقتیہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران وقت ختم ہو گیا تو اب اگر وہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی وجہ سے مذکورہ نماز کے قصر کے حکم میں تبدیلی نہ ہوگی، اس لئے کہ اس نماز کے آخری وقت تک وہ شخص مسافر ہی کے حکم میں تھا۔ (ہندیہ: ج۱/۱۴۱، کتاب المسائل: ۵۲۶)

﴿۷۰۵﴾ وَنُدِبَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّقُوْلَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنِّيْ مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِي الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے امام کے لئے کہ (سلام پھیرنے کے بعد) کہہ دے کہ آپ حضرات اپنی نماز پوری کر لیجئے، میں مسافر ہوں اور مناسب ہے یہ کہ کہہ دے اس کو (کہ میں مسافر ہوں) اپنی نماز شروع کرنے سے پہلے۔

مسافر امام کو ہدایت

اگر کوئی مسافر امام ایسی جگہ نماز پڑھائے جہاں مقتدیوں کو اس کے مسافر ہونے کے بارے میں معلوم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز سے قبل لوگوں کو باخبر کر دے کہ وہ مسافر ہے، یا سلام پھیرنے کے بعد اعلان کر دے کہ امام مسافر ہے، مقیم اپنی نماز پوری کر لیں اور اگر مقتدیوں کو پہلے سے امام کے مسافر ہونے کا علم ہو یا سبھی مقتدی مسافر ہیں تو اس طرح کے اعلان کی کوئی ضرورت نہیں۔ (درمختار مصری: ج۱/۷۴۰)

﴿۷۰۶﴾ وَلَا یقْرَأُ الْمُقِیْمُ فِیْمَا یُتِمُّهٗ بَعْدَ فَرَاغِ اِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِی الاَصَحِّ.

ترجمہ: اور قرأت نہ کرے مقیم ان رکعتوں میں کہ جن کو پورا کریگا اپنے مسافر امام کے فارغ ہونے کے بعد صحیح ترین قول میں۔

مقیم مسافر کے پیچھے نماز کیسے پوری کرے؟

جب مسافر کے پیچھے نماز پڑھنے والا مقیم شخص اپنی دو رکعتیں پوری کرے گا تو ان میں فاتحہ یا سورت کچھ نہیں ملائے گا بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بقدر خاموش رہ کر دونوں رکعتوں میں رکوع وسجدہ کر کے نماز پوری کرے گا، اسی قول پر فتوی ہے۔ (کفایت المفتی: ۳/۳۳۳) وقال بعض المشائخ یقرأ کالمسبوق. (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۴۴)

﴿۷۰۷﴾ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالحَضَرِ تُقْضٰی رَکْعَتَیْنِ وَاَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِیْهِ اٰخِرُ الوَقْتِ.

ترجمہ: اور سفر وحضر کی چھٹی ہوئی نماز دو رکعت اور چار رکعت ادا کی جائیں گی، اور اس میں آخری وقت کا اعتبار ہے۔

تشریح: اس عبارت میں لف ونشر مرتب ہے، عبارت میں مذکورہ مسئلہ کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ قضاء ادا کے بموجب ہوتی ہے، لہٰذا سفر کی قضا دو رکعت ہوں گی اور حضر یعنی قیام کی حالت میں جو نماز قضا ہوگئی تھی اس کو اگر سفر میں قضاء کرے تو چار رکعت پڑھے گا، لیکن مریض اگر تندرستی کے بعد زمانہ مرض کی نمازیں قضا کرے گا تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنی ہوں گی لیٹ کر یا بیٹھ کر جیسے کہ مرض کی حالت میں پڑھ سکتا تھا اب نہیں پڑھے گا، اور مریض اگر زمانہ صحت کی نمازیں قضا کرے تو وہ موجودہ حالت کے بموجب لیٹ کر یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر وقت میں نماز نہیں پڑھ سکا تو اب اگر وقت کے آخری حصہ میں مسافر تھا تو دو رکعت قضا

کرے گا اور اگر مقیم ہو گیا تو چار رکعت قضا کرے گا۔ وَاللّٰہ اعلم بالصواب. (مراقی الفلاح:۲۳۳)

﴿۷۰۸﴾ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ بِمِثْلِهٖ فَقَطْ.

ترجمہ: اور باطل ہو جائے گا وطن اصلی صرف اپنے مثل سے (وطن اصلی سے)

وطن اصلی کب ختم ہوتا ہے؟

اگر کوئی شخص وطن اصلی سے بالکلیہ کوچ کر جائے اور وہاں مستقل رہنے کا ارادہ ختم کر دے تو یہ وطن اصلی باقی نہیں رہے گا البتہ محض سفر کرنے یا کسی دوسری جگہ مقیم ہونے سے وطن اصلی باطل نہیں ہوتا۔ (عالمگیری:۱/۱۴۲)

﴿۷۰۹﴾ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْاِقَامَةِ بِمِثْلِهٖ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْاَصْلِيِّ.

ترجمہ: اور باطل ہو جائے گا وطن اقامت اپنے مثل سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے۔

وطن اقامت عارضی کب باطل ہوتا ہے؟

وطن اقامت عارضی سفر کرنے سے یا دوسری جگہ کو وطن بنا لینے سے یا وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہو جاتا ہے، اس لئے بیک وقت دو وطن اقامت نہیں ہو سکتے۔

وطن اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر

اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطن اقامت بنا لے پھر اسے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطن اقامت کے اندر آنے کا ارادہ ہو تو قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ (شامی بیروت:۲/ ۵۳۷، زکریا:۲/ ۶۱۵، کتاب المسائل:/ ۵۲۲)

دورانِ سفر وطن اقامت سے گزرنا

اگر کوئی شخص وطن اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ اسے جانا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے لیکن اس کا راستہ وطن اقامت سے ہو کر گزرتا ہے اور وطن اقامت سے مطلوبہ مقام سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا، البتہ اگر مطلوبہ جگہ کے راستہ میں وطن اقامت نہیں پڑتا یا وہ واپسی میں ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطن اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ (شامی زکریا:۲/ ۶۱۵، منحۃ الخالق علی البحر الرائق:۲/ ۱۴۸، کتاب المسائل:۵۲۲)

﴿۱۰۷﴾ وَالْوَطَنُ الْاَصْلِیُّ هُوَ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْهِ اَوْ تَزَوَّجَ اَوْ لَمْ یَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَیُّشَ لَا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ.

التعیش باب تفعل کا مصدر ہے زندہ رہنے کی کوشش کرنا، اسباب زندگی کے حصول کی کوشش کرنا۔ **الارتحال** باب افتعال کا مصدر ہے روانہ ہونا۔

ترجمہ: اور وطن اصلی وہ ہے، جس میں پیدائش ہوئی ہو یا نکاح کرلیا ہو یا نکاح تو نہیں کیا مگر (اسی جگہ) زندگی بسر کرنے کا قصد کرلیا نہ کہ اس سے کوچ کرنے کا (قصد نہیں رہا)

وطن کی قسمیں

کتب فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر وطن کی درج ذیل قسمیں ہیں (۱) وطن اصلی (۲) وطن تأہل (۳) وطن توطن یعنی وطن اقامت مستقل (۴) وطن اقامت عارضی (۵) وطن سکنی۔

اب یہاں اس عبارت میں ابتدائی تین قسموں کا بیان ہے تو سنئے: وطن اصلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسری جگہ کو مستقل رہائش کے لئے مقرر کرلے اور بیوی بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہو جائے تو یہ جگہ بھی وطن اصلی کے درجہ میں آجاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وطن اصلی متعدد ہو سکتے ہیں، نیز اگر کوئی شخص اپنے آبائی وطن میں سکونت نہیں رکھتا بلکہ کبھی سال دو سال میں ایک دو روز کے لئے وہاں آجاتا ہے، پھر بھی وہ وطن اصلی کے درجہ میں ہوگا اور مصنفؒ کا قول **او تزوج** میں وطن تاہل کا بیان ہے، یعنی اگر کوئی شخص کسی شہر میں کسی عورت سے نکاح کرکے بیوی کو مستقل اسی شہر میں رکھنے کا ارادہ کرے تو یہ وطن تأہل کہلاتا ہے، اس کا حکم بھی وطن اصلی کے مانند ہے، یعنی شوہر جب بھی اس شہر میں آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب تک بیوی کو وہاں رکھنے کا ارادہ ہے یہ وطن باقی رہیگا اور **لم یتزوج** سے وطن اقامت مستقل کو بیان کرنا چاہتے ہیں یعنی جس شہر میں آدمی کاروبار یا مستقل ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ بلا کسی خاص عارض کے یہاں سے نہیں جائے گا، تو یہ وطن یا وطن اقامت مستقل کہلائے جانے کے لائق ہے، اور اس کا حکم بھی وطن اصلی کے مانند ہے، اس پوری تفصیل کو سامنے رکھ کر ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس عبارت میں متعدد وطن اصلی ہونے کا بیان ہے، کیوں کہ وطن تأہل اور وطن اقامت مستقل بھی وطن اصلی کے درجہ میں ہے، جیسا کہ ماقبل کی تقریر سے واضح ہوتا ہے۔ (حلبی کبیر: ۵۴۴)

اختیاری مطالعہ

سسرال کا حکم

شوہر نے اگر شادی کرکے اپنی بیوی کو اس کے میکہ ہی میں مستقل چھوڑ رکھا ہے، تو اس شوہر کے لئے وہ مقام وطن

تاہل کے درجہ میں ہوگا اور وہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا، جیسا کہ اوپر گزرا اسی طرح بیوی جب رخصت ہوکر سسرال چلی جائے اور وہیں رہنے لگے تو اس کا میکہ اس کا وطن اصلی نہیں رہتا بلکہ سسرال ہی اس کا وطن اصلی بن جاتا ہے، اس کے برخلاف وہ بیوی جو اپنے میکہ ہی میں رہ رہی ہے اور رخصت ہوکر شوہر کے گھر (سسرال) جاکر مستقل مقیم نہیں ہوئی ہے، وہ اگر کبھی کچھ وقت کے لئے شوہر کے گھر جائے گی تو جب تک پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو تو وہ قصر کرے گی، کیوں کہ مستقل میکہ میں قیام کی وجہ سے سسرال اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہیں بنا ہے۔ (کتاب المسائل/ ۵۱۷، الفتاویٰ التاتارخانیہ مکتبہ زکریا: ۲/ ۵۱۰، مسئلہ: ۳۱۴۵)

«۱۷۱» وَوَطَنُ الإِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الإِقَامَةَ فِيْهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهُ.

ترجمہ: اور وطن اقامت وہ ایسی جگہ ہے کہ نیت کرے ٹھہرنے کی اس میں نصف ماہ یا اس سے زائد۔

وطن اقامت عارضی

جس قابل رہائش جگہ کوئی شخص پندرہ راتیں یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے جب کہ وہ جگہ اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہ ہو تو اس کو وطن اقامت کہا جاتا ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر کسی شخص نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی اور نماز میں اتمام شروع کردیا لیکن پھر اس کا پروگرام پندرہ دن سے پہلے ہی سفر کا بن گیا تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔

جائے ملازمت وغیرہ کا حکم

عصر حاضر کے بعض محقق علماء ومفتیان کے نزدیک موجودہ دور میں جو حضرات مستقل کسی ادارہ کے ملازم ہوں، یا کسی شہر میں کاروباری سلسلہ میں مستقل مقیم ہوں، اور ان کا ارادہ یہ ہو کہ یہاں سے کسی خاص سبب کے بغیر کہیں اور منتقل نہ ہوں گے، تو یہ جگہ بھی ان کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں ہے، اور یہاں بہر حال اتمام کے احکام جاری ہوں گے، (البحر الرائق زکریا: ج ۲/ ۱۳۹) اس مسئلہ کے بارے میں اکابر علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض کتابوں میں جائے ملازمت کو وطن اقامت عارضی کے درجہ میں رکھا گیا ہے، لیکن دلائل فقہیہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جائے ملازمت اور جائے معاش وطن اصلی ہی کے حکم میں ہیں، اور احتیاط بھی اسی قول میں ہے، تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں۔ امداد الاحکام احسن الفتاویٰ احکام السفر کتاب المسائل وغیرہ۔

«۱۷۲» وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَايَنْوِى الإِقَامَةَ فِيْهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ.

لم یعتبر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افتعال مصدر اعتبارًا ہے، کسی چیز کو اہمیت وحیثیت دینا، نظر میں لانا، قدر کرنا، اعتبار کرنا۔

ترجمہ: اور اعتبار نہیں کیا محققین نے وطن سکنیٰ کا اور وطن سکنیٰ وہ جگہ ہے کہ نیت کرے ٹھہرنے کی اس میں پندرہ دن سے کم۔

وطن سکنیٰ

جس جگہ آدمی پندرہ دن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وطن اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطن سکنیٰ کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ مسافر مقیم بنتا ہے، اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے، (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کے لئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جاکر دو چار روز کے لئے ٹھہر جائے تو اس سے وطن اقامت ختم نہیں ہوتا) (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۵۳۷)

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی نماز کا بیان

صلوة المریض میں فعل کی اضافت اس کے فاعل کی طرف ہے۔

ماقبل سے مناسبت: مسافر اور مریض دونوں کے لئے بہت سے احکامات میں تخفیف بھی ہے اور اسقاط بھی۔

﴿۷۱۳﴾ اِذَا تَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ كُلُّ الْقِيَامِ اَوْ تَعَسَّرَ بِوُجُوْدِ اَلَمٍ شَدِيْدٍ اَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ اَوْ اَبْطَاهُ بِهٖ صَلّٰى قَاعِدًا بِرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ.

مریض فعیل کے وزن پر ہے، جمع مرضیٰ باب سمع مصدر مرضًا بیمار ہونا **تعذّر** فعل ماضی معروف واحد مذکر غائب باب تفعّل مصدر تعذُّرًا دشوار ہونا یہاں پر مراد ناممکن ہونا اور تَعَسَّرَ کے معنی دشوار ہونا، **اَلَم** تکلیف، دکھ، درد (جسمانی ہو یا روحانی) جمع آلامٌ، اَلِمَ یالَمُ اَلَمًا، درد ہونا، تکلیف میں ہونا۔ **ابطاَ** فعل ماضی باب افعال دیر کرنا۔

ترجمہ: جب ناممکن ہو بیمار کے لئے پورا کھڑا ہونا یا مشکل ہو بسبب شدید تکلیف کے یا زیادتی مرض کا خطرہ ہو یا دیر کرے وہ مرض اس قیام کے باعث (کھڑے ہونے کی وجہ سے بیماری دیر میں ٹھیک ہو) تو نماز پڑھ لے بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ۔

کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

جو شخص کھڑا ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہوسکے یا

حکماً اس کے لئے قیام موجب مشقت ہو یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر میں ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو، تو ایسے شخص کو بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے، اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے، ایسے ہی اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں یہ محسوس کرے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے گی تو اس کے لئے روزہ پورا کرنا بھاری ہو جائے گا، تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز بلکہ ضروری ہے، یعنی روزہ کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑے گا، اسی طریقہ سے مثلاً اگر کسی شخص کو سانس پھولنے کا مرض ہو اور حالت یہ ہے کہ وہ کھڑا ہوتا ہے تو قرأت کا فریضہ ادا نہیں کر سکتا جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا، جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے، تو ایسے شخص کے لئے مسجد میں جانے کے بجائے گھر میں تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی جگہ گھر جائے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کے دیکھ لینے اور پھر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۳۴، کتاب المسائل/ ۵۲۸ تا ۵۳۰)

﴿۷۱۴﴾ وَيَقْعُدُ كَيْفَ شَاءَ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ: اور بیٹھ جائے جس طرح چاہے، صحیح ترین قول میں۔

مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے

مریض کو جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اگر زیادہ کلفت نہ ہو تو تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۵)

﴿۷۱۵﴾ وَإِلَّا قَامَ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُهُ.

يمكن فعل مضارع معروف باب افعال، امکان، مصدر ہے کوئی کام کسی کے لئے آسان ہونا ممکن ہونا۔

ترجمہ: ورنہ کھڑا ہو جائے جس قدر اس کی قدرت میں ہو۔

اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہو تو کیا کرے

ایک شخص قیام پر تو قدرت رکھتا ہے، مگر زیادہ دیر تک نہیں کھڑا رہ سکتا، تو اس پر لازم ہے کہ جتنی دیر قدرت رکھ سکتا

ہو اتنی دیر کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر نماز پوری کرے، حتی کہ اگر صرف اللہ اکبر کے بقدر کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کہہ کر پھر بیٹھ جائے ایسا شخص اگر بالکل کھڑا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بلا سہارے کھڑے ہونے پر تو قدرت نہ رکھے لیکن سہارے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو مثلاً دیوار لاٹھی یا کسی خادم کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے، اس کی نماز بیٹھ کر ادا نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ج ۲/ ۴۹۵)

﴿۷۱۶﴾ وَاِنْ تَعَذَّرَ الرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ.

ایماء باب افعال کا مصدر ہے، اشارہ کرنا۔

ترجمہ: اور اگر ناممکن ہو رکوع اور سجود تو نماز پڑھ لے بیٹھ کر اشارہ سے۔

تشریح: جو شخص کسی وجہ سے رکوع وسجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے، اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، اگر کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا۔

﴿۷۱۷﴾ وَجَعَلَ اِيْمَائَهٗ لِلسُّجُوْدِ اَخْفَضَ مِنْ اِيْمَائِهٖ لِلرُّكُوْعِ فَاِنْ لَّمْ يَخْفِضْهُ عَنْهُ لَا يَصِحُّ.

اخفض اسم تفضیل ہے باب (ض) خفضًا مصدر ہے پست کرنا، اتارنا۔

ترجمہ: اور کرے اپنے اشارہ کو سجدوں کے لئے زیادہ پست اپنے اشارہ سے رکوع کے لئے پھر اگر نہ کرے پست اس کو اس سے تو صحیح نہ ہوگی۔

اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے

بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والا سر جھکا کر رکوع اور سجدہ کرے گا، اور سجدہ میں رکوع کی حالت سے زیادہ سر کو جھکائے گا، اگر رکوع وسجود میں سر کا جھکاؤ برابر رہا تو سجدہ کا تحقق نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہ ہوگی، اس حالت میں سجدہ کی صحت کے لئے سرین کا اٹھانا لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۶)

بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا

جو شخص رکوع سجدہ پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنے کے بعد تکیہ، میز، یا تپائی پر سجدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تاہم اگر ان چیزوں پر سجدہ کر لیا تو اصل میں سجدہ کی ادائیگی سر جھکانے سے ہو جائے گی، (حلبی کبیر/ ۲۶۲ بحوالہ کتاب المسائل/ ۵۴۱)

﴿۷۱۸﴾ وَلاَ يُرْفَعُ لِوَجْهِهٖ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَاِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَأسَهٗ صَحَّ وَاِلاَّ لاَ.

ترجمہ: اور نہ اٹھائی جائے اس کے چہرہ کے لئے کوئی چیز کہ جس پر وہ سجدہ کرلے پس اگر ایسا کرے اور اپنے سر کو جھکالے تو صحیح ہے، ورنہ نہیں۔

مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے، تو اس کو حقیقۃً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا، اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور اگر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ٹھوس نہیں ہے، مثلاً نرم تکیہ یا گدا وغیرہ ہے تو اس پر سجدہ کرنا حقیقی سجدہ نہیں ہے، بلکہ سجدہ کا اشارہ ہے، گویا اس نرم چیز تک پیشانی لے جانے کی وجہ سے ہی اس کو سجدہ کا اشارہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، خواہ پیشانی اس چیز پر ٹکے یا نہ ٹکے اور وہ سجدہ کرنے سے معذورین کے حکم میں ہوگا، جب کہ وہ ٹھوس چیز پر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۷) آگے فرماتے ہیں کہ اگر اپنے سر کو بالکل نہ جھکایا یا رکوع اور سجدہ کے لئے بالکل برابر جھکایا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ (شامی: ۱/ ۷۱۱)

﴿۷۱۹﴾ وَاِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُوْدُ اَوْمَا مُسْتَلْقِيًا اَوْ عَلٰى جَنْبِهٖ وَالاَوَّلُ اَوْلٰى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَاسِهٖ وَسَادَةً لِيَصِيْرَ وَجْهُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ لاَ السَّمَاءِ وَيَنْبَغِيْ نَصْبُ رُكْبَتَيْهِ اِنْ قَدَرَ حَتّٰى لاَ يَمُدُّهُمَا اِلَى الْقِبْلَةِ.

مستلقیا اسم فاعل ہے باب استفعال مصدر استلقاءٌ چت سونا **جنب** جمع اَجْنَابٌ وَجُنُوبٌ پہلو۔ **وسادۃ** جمع وسادات تکیہ یا بطور تکیہ سر کے نیچے رکھی جانے والی کوئی چیز۔ **نصب** باب (ض) کا مصدر ہے کھڑا کرنا۔ **رکبتیہ** رُکبۃٌ کا تثنیہ جمع رُکبٌ گھٹنا، زانو۔ **یمد** فعل مضارع معروف باب (ن) مَدًّا مصدر ہے پھیلانا۔

ترجمہ: اور اگر مشکل ہو جائے بیٹھنا (بھی) تو اشارہ کرے چت لیٹ کر یا اپنی کروٹ پر اور پہلی شکل بہتر ہے، اور رکھ لے اپنے سر کے نیچے تکیہ تاکہ ہو جائے اس کا چہرہ قبلہ کی طرف نہ کہ آسمان کی طرف، اور مناسب ہے اپنے گھٹنوں کا کھڑا کر لینا اگر طاقت ہو یہاں تک نہ پھیلائے ان کو قبلہ کی جانب۔

بیٹھنے سے معذور شخص کیسے نماز پڑھے

جو شخص کسی طرح بیٹھنے پر قادر نہ رہے، یعنی تکیہ وغیرہ کے سہارے سے بھی بیٹھ نہ سکے تو ایسا شخص لیٹ کر اشارہ سے

نماز پڑھے گا، اور اس کے لئے مندرجہ ذیل دو طرح کی ہیئت اپنانا درست ہے، (۱) افضل یہ ہے کہ پیر قبلہ کی طرف کر کے گھٹنے کھڑے کرے اور سر کے نیچے تکیہ لگا دیا جائے تا کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور پھر گردن کے اشارہ سے نماز ادا کر لے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کو کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور دائیں کروٹ پر لٹانا افضل ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۹۷، کتاب المسائل: ۵۳۳)

﴿۷۲۰﴾ وَاِنْ تَعَذَّرَ الْاِيْمَاءُ اُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ الخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيْحُ وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيْسِ وَالْمَزِيْدِ بِسُقُوْطِ الْقَضَاءِ اِذَا دَامَ عِجْزُهُ عَنِ الْاِيْمَاءِ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَاِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيْخَان وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيْطِ وَاَخْتَارَهُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَفَخْرُ الْاِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَنَابِيْعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالْجِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ.

ما دام افعالِ ناقصہ میں سے ہے اپنے مابعد والے فعل یا حکم کی بقا تک سابقہ فعل کی نفی یا اثبات پر دلالت کرتا ہے، جیسے **لا اَجْلِسُ ما دمتَ قائمًا** میں نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ تو کھڑا رہے گا۔ **اوصاني بالصلاة والزكوة مادمتُ حيا** اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ **الخطاب** جمع **خطابات** گفتگو، **خَاطَبَ يُخَاطِبُ مُخَاطَبَةً وخِطَابًا** بات چیت کرنا۔ **جزم** فعل ماضی معروف باب (ض) **جَزْمًا** مصدر ہے قطعی بنانا۔ قطعی فیصلہ کرنا۔

ترجمہ: اور اگر ناممکن ہو جائے اشارہ تو مؤخر ہو جائے گی اس سے جب تک کہ وہ بات کو نہ سمجھ سکے ہدایہ میں کہا کہ یہی صحیح ہے، اور قطعی فیصلہ کر دیا صاحب ہدایہ نے تجنیس اور مزید میں قضاء کے معاف ہو جانے کا جب کہ باقی رہے اس کی عاجزی اشارہ کرنے سے پانچ نمازوں سے زیادہ اگر چہ وہ بات سمجھتا ہو (سوال کرنے سے صحیح جواب دے سکتا ہو) اور قاضی خاں نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے، اور اسی جیسا محیط میں ہے، اور پسند کیا ہے، اسی کو شیخ الاسلام اور فخر الاسلام نے اور ظہیریہ میں کہا کہ یہی ظاہر روایت ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، اور خلاصہ میں ہے کہ یہی قول مختار ہے، اور اسی کو صحیح کہا ہے، ینابیع اور بدائع میں اور اسی پر پختگی کے ساتھ فیصلہ کیا ہے ولوالجی نے۔

مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو جائے

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں، (۱) یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہے خواہ ہوش وحواس ہوں یا نہ ہوں اور بعد میں وہ ان نمازوں کو ادا کرنے پر قادر ہو جائے تو اس پر

قضا لازم ہے، اور اگر اس نے قضا نہ کی تو فدیہ کی وصیت لازم ہے، (۲) اگر یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہی اور اس کے ہوش وحواس بھی بجا رہے، لیکن نماز پر قدرت ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو ایسی صورت میں نہ قضا لازم ہے اور نہ فدیہ۔

(۳) اگر کوئی مریض اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اسی حالت میں چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں تو خواہ ہوش وحواس بجا ہوں یا نہ ہوں اس سے مذکورہ اوقات کی نماز پڑھنا ساقط ہو جائے گا، (کتاب المسائل/۵۴۴) اب اس کے بعد ایک نظر متن پر ڈالیے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اتنا بیمار ہے کہ اس کی عاجزی پانچ نمازوں سے بھی بڑھ جائے اگرچہ وہ بات بھی سمجھتا ہے، تو بعد میں قضاء لازم ہوگی یا نہیں تو صاحب نورالایضاحؒ نے کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے، کہ ان کی قضا لازم نہ ہوگی، اور اسی قول کی صحت پر ایڑی چوٹی کا پورا زور لگاتے ہوئے بھرپور کتابوں کے حوالے دیئے ہیں مگر صاحب ہدایہ نے ہدایہ کتاب میں یہ بات لکھی ہے، کہ ان کی بھی قضا لازم ہوگی، لیکن خود صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تجنیس میں وہی بات کہی ہے کہ جس کی جانب صاحب نورالایضاح کا میلان ہے، کہ قضا لازم نہ ہوگی اور تجنیس ہدایہ کے بعد کی کتاب ہے، معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ نے قول اول سے رجوع کر لیا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۷۱۲، مراقی الفلاح: ۲۳۶)

﴿۷۲۱﴾ وَلَمْ يُوْمِ بِعَيْنِهٖ وَقَلْبِهٖ وَحَاجِبِهٖ

لم یوم نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افعال ایماءً مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھوں اور دل اور اپنی بھوں سے۔

تشریح اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے بھی نماز پڑھنے سے عاجز ہو جائے تو اسے آنکھ یا بھوں کے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، کیوں کہ ان کے اشارہ سے پڑھی گئی نمازیں غیر معتبر ہیں۔

﴿۷۲۲﴾ وَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ.

ترجمہ اور اگر قادر ہو قیام پر اور عاجز ہو رکوع اور سجود سے تو نماز پڑھے بیٹھ کر اشارہ سے۔

اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے

اگر کوئی شخص کھڑا تو ہو سکتا ہو مگر اپنی بیماری یا ضعف کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم نہیں، بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے یہی افضل ہے۔ (ایسا شخص کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کر سکتا ہے) (شرح منیہ: ۲۶۶)

﴿۷۲۳﴾ وَاِنْ عَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَرَ وَلَوْ بِالْاِيْمَاءِ فِي الْمَشْهُوْرِ.

عرض فعل ماضی معروف باب (ض) عرضًا (م) ہے پیش آنا کہتے ہیں عَرَضَ لَهٗ اَمْرٌ وعَرَضَ لَهٗ عَارِضٌ اسے کوئی بات یا ضرورت پیش آگئی۔

ترجمہ اور اگر پیش آجائے اس کو کوئی بیماری تو مکمل کرے اس کو اس طرح سے جس پر وہ قادر ہو اگرچہ اشارہ ہی سے ہو مشہور مذہب کی بنا پر۔

صحت مند شخص دوران نماز مریض ہوگیا

اگر کوئی صحت مند شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ کھڑے رہنے یا رکوع سجدہ کرنے حتی کہ بیٹھنے پر بھی قادر نہ رہا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرح بھی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پوری کرنا ممکن ہو نماز مکمل کرلے۔ وعن الامام انه يستقبل والصحيح المشهور هو الاول (شامی بیروت: ج۲/۴۹۹)

﴿۷۲۴﴾ وَلَوْ صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنٰى.

ترجمہ اور اگر نماز پڑھے بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے پھر اچھا ہو جائے تو اسی پر جوڑ لگالے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دوران نماز صحت مند ہوگیا

اگر کوئی شخص قیام سے عاجز ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا لیکن دوران نماز اس کا مرض جاتا رہا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا تو اب کھڑے ہو کر بقیہ نماز پوری کرنا اس پر لازم ہے۔ (کتاب المسائل: ۷۔۵۳، شامی: ۲/۴۹۹)

﴿۷۲۵﴾ وَلَوْ كَانَ مُوْمِيًا لَا.

ترجمہ اور اگر تھا اشارہ کرنے والا (پھر نماز میں اچھا ہو گیا) تو نہیں۔ (از سرنو نماز پڑھے)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہوگیا

اگر کوئی شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران وہ رکوع سجدہ پر قادر ہو گیا تو اگر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے پہلے یہ صورت پیش آئی ہے تو رکوع سجدہ سے نماز پوری کرلے گا، اور اگر رکوع اور سجدہ کے اشارہ کے بعد یہ قدرت ہوئی تو اب اس کی نماز باطل ہو گئی، از سرنو رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہوگی، یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں اشارہ کر رہا ہو اس کے برخلاف اگر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی درمیان بیٹھنے پر قادر

ہو گیا تو اب اس کی نماز بہر حال فاسد ہو جائے گی، اور اسے از سر نو پڑھنی ہوگی الا یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی قادر ہو جائے تو اب رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۹۹، تقریراتِ رافعی: ۲/ ۷۷، کتاب المسائل: ۵۴۷)

﴿۷۲۶﴾ وَمن جُنَّ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوْ اَكْثَرَ لَا.

جُنَّ ماضی مجہول ہے، باب (ض) جُنُونًا مصدر ہے عقل زائل ہو جانا دیوانہ ہو جانا، جنون ایک بیماری ہے، جس میں عقل بالکل ختم ہو جاتی ہے، اُغمِيَ ماضی مجہول مصدر اِغماء اغماءٌ ایک بیماری کا نام ہے، جس میں انسان کے قُویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے، اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔

ترجمہ: اور جو شخص مجنون ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے پانچ نمازوں کے وقت تک تو قضا کرے گا اور اگر اس سے زیادہ وقت تک رہا تو قضا نہیں کرے گا۔

پاگل پن میں نماز کا حکم

اگر کوئی شخص مجنون ہو جائے اور یہ جنون کی حالت پانچ نمازوں کے وقت سے کم رہے تو چھٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرے گا، اور اگر یہ حالت چھٹی نماز کے وقت تک ممتد ہو جائے تو اب گزری ہوئی نمازوں کی قضا اس پر لازم نہیں (در مختار بیروت: ۲/ ۵۰۱)

بے ہوش کا حکم

اگر کوئی شخص مسلسل چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر بے ہوشی کے زمانہ کی نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے، البتہ اگر بے ہوشی ایک دن ایک رات کے اندر اندر ہو پھر افاقہ ہو جائے تو گزری ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے۔
(حوالۂ بالا)

نشہ میں مدہوش کا حکم

جو شخص شراب بھنگ یا کسی اور دوا وغیرہ کے اثر سے مدہوش ہو جائے تو خواہ یہ مدہوشی کتنی ہی لمبی ہو افاقہ کے بعد اسے سب چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لمبی مدت تک سوتا رہا تو بیدار ہونے کے بعد اسے سب نمازیں پڑھنی لازم ہیں۔ (کتاب المسائل: ۵۴۸)

اختیاری مطالعہ

(۱) مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہو جائے

جو شخص قبلہ رخ ہونے یا ستر عورت کرنے یا ناپاکی سے پاک ہونے سے کسی وجہ سے عاجز ہو جائے تو اس پر لازم

ہے کہ جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکے نماز ادا کرے البتہ وقت نماز اور طہارت حدث (وضو اور تیمم) کرنا لازم ہے، اور بعد میں اگر وہ شخص صحت مند ہو جائے تو بیماری کے زمانہ میں پڑھی گئی نمازوں کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۸، کتاب المسائل: ۵۳۵)

(۲) مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے

اگر کوئی شخص اس حالت میں پہنچ جائے کہ اسے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد یاد ہی نہ رہ پاتی ہو اور غشی کی سی کیفیت طاری رہے تو اس پر نماز کی ادائیگی لازم نہیں تاہم اگر کوئی دوسرا شخص اسے نماز پڑھوا دے تو امید ہے کہ اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ (کتاب المسائل: ۵۳۶، درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۹۸)

فَصْلٌ فِي اِسْقَاطِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ

(یہ فصل ہے نماز اور روزہ کی معافی کے بیان میں)

﴿۲۷۷﴾ اِذَا مَاتَ الْمَرِيْضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ بِالْاِيْمَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْاِيْصَاءُ بِهَا وَاِنْ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ اِنْ اَفْطَرَ فِيْهِ الْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ وَمَاتَا قَبْلَ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ.

ترجمہ: جب مر جائے بیمار اور قادر نہ ہو نماز پڑھنے پر اشارہ سے (بھی) تو لازم نہیں ہے، اس پر وصیت ان نمازوں کے متعلق اگرچہ کم ہی ہوں اور اسی طرح روزہ ہے، اگر نہ رکھیں رمضان میں مسافر اور بیمار اور دونوں مر جائیں قیام اور تندرستی سے پہلے۔

تشریح: اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے اور اسی طرح کی بیماری میں مر جائے، یا اس قدر بیمار ہے کہ روزہ کی طاقت ختم ہوگئی، اور اسی حال میں مر گیا یا ایک شخص سفر شرعی کے ارادے سے نکل گیا اور اس کے لئے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی اجازت تھی اب مقیم ہونے سے پہلے ہی مر گیا، تو اب ان سب لوگوں کے ذمہ نماز وروزوں کی قضا لازم نہ ہوگی، کیوں کہ ان پر قضاء کا وجوب اس وقت ہے جب کہ مرض اور سفر کے ختم ہونے کے بعد اتنا زمانہ پالیں کہ جس میں نماز روزے ادا کرسکیں، اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ ان کو قضا کا وقت بالکل نہیں مل سکا، اس لئے ان پر نہ قضا ہے اور نہ وصیت کرنا لازم ہے، ہاں اگر بیمار تندرست ہوگیا اور مسافر مقیم ہوگیا پھر وہ مر گیا تو ان پر قضا لازم ہوگی، چنانچہ اگر تندرست ہونے کے بعد اور مقیم ہونے کے بعد اتنے دن زندہ رہا جتنے دن کے روزے نماز فوت ہوئے تھے تو فوت شدہ تمام نمازوں اور روزوں کی قضا لازم ہوگی، اور اگر چند دن زندہ رہا تو بقدر صحت اور بقدر اقامت

نمازاورروزوں کی قضالازم ہوگی۔

﴿۷۲۸﴾ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثُلُثِ مَاتَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَلٰوةِ كُلِّ وَقْتٍ حَتّٰى الْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ قِيْمَتَهُ.

وصية اس کی جمع وصایا ہے، لغوی معنی نصیحت اور اصطلاح میں وصیت ان نیک کاموں کو کہا جاتا ہے، کہ جن کو انسان اپنی موت پر معلق کرتا ہے، مثلاً میرے مرنے کے بعد اس طرح کرنا، ولیّ وارث وسرپرست جمع اَوْلِيَاءُ. ترك اس سے مراد ترکہ یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال ہے، نصف صاع ڈیڑھ کلو ۴۷/ گرام ۶۴۰/ ملی گرام۔

ترجمہ: اور اس پر (ضروری ہے اس کے ذمہ) وصیت کرنا ہے اس مقدار کی کہ جس پر وہ قادر ہو گیا، اور وہ اس کے ذمہ باقی رہ گیا، پس نکالے اس کی طرف سے اس کا ولی ترکہ کے تہائی حصہ میں سے ہر دن کے روزہ کے عوض اور ہر ایک وقت کی نماز کے عوض حتی کہ وتر (کی نماز کے عوض بھی) آدھا صاع گیہوں سے یا اس کی قیمت۔

تشریح: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مسافر مقیم تو ہو گیا اور بیمار صحت مند ہو گیا مگر مسافر کی اقامت اور مریض کی تندرستی اتنے دنوں تک نہیں رہی کہ جس میں تمام نماز روزوں کی قضا کر لیتے تو اب حکم یہ ہے کہ بقدر صحت اور بقدر اقامت وصیت لازم ہوگی، اور وصیت نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اولاً تجہیز وتکفین کی جائے گی پھر قرض ادا کیا جائے گا، اور پھر ترکہ میں سے تہائی مال میں وصیت نافذ کی جائے گی اور نماز روزہ کا فدیہ اس طرح ادا کیا جائے کہ ہر نماز کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اس کی بازاری قیمت ادا کرے اور ایک دن رات کی جانب سے چھ صدقۂ فطر ادا کیا کرے کیوں کہ وتر کی جانب سے ادا کرنا بھی لازم ہوتا ہے، اور ایک روزہ کی جانب سے ایک صدقۂ فطر ادا کیا کرے، اور صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے، اس کا وزن تولہ کے حساب سے ۱۳۵/ تولہ ہے اور ۱۲/ ماشہ کا ایک تولہ گیارہ گرام ۶۶۴/ ملی گرام کا ہوتا ہے لہٰذا نصف صاع کا وزن موجودہ اوزان کے اعتبار سے ڈیڑ کلو ۴۷/ گرام ۶۴۰/ ملی گرام ہوتا ہے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر قیمت ادا کرنا چاہے تو بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوگا، اگر اس قیمت سے فقیر گیہوں خریدنا چاہے تو بآسانی بازار سے خرید سکے، لہٰذا کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہ ہوگا۔

﴿۷۲۹﴾ وَاِنْ لَّمْ يُوْصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ جَازَ.

تَبَرَّعَ فعل ماضی معروف باب تفعل تَبَرُّعًا مصدر ہے ثواب کی نیت سے کام کرنا۔

ترجمہ: اور اگر وصیت نہ کرے اور ادا کر دے اس کی جانب سے اس کا ولی بطور احسان کے تو جائز ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو اور وارثین نے اپنی جانب سے بطور احسان کے ادا کر دیا تو بھی درست ہے، اور امید ہے کہ پروردگار عالم اپنے فضل وکرم سے اس کا یہ فدیہ قبول فرمائیں گے۔

﴿۷۳۰﴾ وَلَا يَصِحُّ اَنْ يَّصُوْمَ وَلَا اَنْ يُّصَلِّيَ عَنْهُ.

ترجمہ: اور صحیح نہیں کہ روزہ رکھ لے اور نہ (یہ درست) ہے کہ اس کی طرف سے نماز پڑھے۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ میت کی جانب سے اگر اس کا ولی نماز پڑھ لے یا روزے رکھ لے تو یہ کافی نہیں ہے، یعنی اس کی وجہ سے سبکدوشی نہیں ہوگی، جاننا چاہئے کہ عبادات کی تین قسمیں ہیں، بدنی محضہ جیسے نماز اور روزہ مالی محضہ جیسے زکوۃ اور دونوں سے مرکب جیسے حج تمام ائمہ متفق ہیں کہ عبادت بدنی میں نیابت جائز نہیں یعنی کسی کا دوسرے کی طرف سے عبادتیں کرنا جائز نہیں نہ حالت اختیار (زندگی) میں اور نہ حالت اضطرار (مرنے کے بعد) میں ہر شخص کو عبادت بدنیہ خود کرنی ہے، اس لئے کہ اس میں مقصود اتعاب نفس (اپنے آپ کو تھکانا) ہے جو دوسرے کے عبادت کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، اور عبادت مالیہ میں نیابت جائز ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی کیوں کہ اس میں مقصود غریب تک مال پہنچانا ہے، خواہ آدمی خود پہنچائے یا نائب کے ذریعہ پہنچائے دونوں یکساں ہیں اور جو عبادت بدن اور مال سے مرکب ہے اور ایسی عبادت صرف حج ہے، اس میں حالتِ اضطرار میں نیابت جائز ہے، اور حالت اختیار میں جائز نہیں، یعنی اگر آدمی خود حج کرسکتا ہے تو حج بدل نہیں کراسکتا، اور بڑھاپے کی وجہ سے لنگڑا لولا، اندھا، اور اپاہج ہونے کی وجہ سے خود حج نہیں کرسکتا یا وہ مرگیا ہے، تو اس کا حج بدل کرنا جائز ہے۔

﴿۷۳۱﴾ وَاِنْ لَّمْ يَفِ مَا اَوْصٰى بِهٖ عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الوَلِيُّ لِلْفَقِيْرِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ صَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ.

لم یف نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب (ضؔ) وَفَاءٌ مصدر ہے پورا اور مکمل ہونا۔ اوصٰی ماضی معروف باب افعال۔ اِیصَاءٌ مصدر ہے کسی کو اپنا جانشین بنانا جو اس کے مرنے کے بعد مال و جائداد اور اہل وعیال کے معاملات کا باختیار منتظم ہو، ھٰکذا یہ کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے بمعنی مثل، ایسا ہی، کبھی اس پر ہاء تنبیہ بھی داخل ہوتی ہے جیسے یہاں عبارت میں ہے۔

ترجمہ: اور اگر پورا نہ ہو وہ مال کہ جس کی وصیت کی تھی ان فدیوں کے لئے جو اس پر واجب تھے تو (حیلہ یہ ہے کہ) ولی اس مقدار کو (جو اس کے پاس ہے) فقیر کو دیدے، تو ساقط ہو جائے گا میت سے اس مقدار کے بموجب پھر ہبہ کردے اس مال کو فقیر ولی کو اور قبضہ کرلے اس پر ولی پھر دیدے اس کو فقیر کو پھر ساقط ہو جائے گا، میت سے اس کی بمقدار پھر ہبہ کردے اس مال کو فقیر ولی کو اور ولی اس پر قبضہ کرلے پھر اس کو ولی فقیر کو دیدے اور اسی طرح کرتا رہے

یہاں تک ساقط ہو جائیں وہ نماز اور روزے جو میت پر واجب تھے۔

تشریح: اگر میت کا تہائی مال اس قدر نہیں ہے کہ تمام فرائض ساقط ہو جائیں، تو جس مقدار میں ہے وہ فقیر کو دیدی جائے، اور اسے صورت حال بتادی جائے، اب فقیر اس مال کو ولی کے حوالہ کر دے گا پھر ولی فقیر کو دیگا اور اسی طرح کرتے رہیں گے، تا آنکہ میت کے ذمہ سے تمام فرائض ساقط ہو جائیں، اب اخیر میں وہ مال فقیر کو دیدیا جائے گا، اور یہ حیلہ وتدبیر فقیر کی رضامندی سے ہوگا۔

﴿۷۳۲﴾ وَيَجُوْزُ اِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ.

اعطاء باب افعال کا مصدر ہے دینا۔ **فِدْيَة** جمع **فِدًى** وَ**فِدَيَاتٌ** فدیہ کہتے ہیں عبادت میں کوتاہی یا غلطی کا بدل جو اللہ کے لئے پیش کیا جائے جیسے روزہ کا کفارہ یا حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے یا سر منڈانے کا کفارہ **جملة** کل، سارا، جیسے **اَخَذَ الشَّيْءَ جملةً** اس نے پوری چیز لے لی اور نحویوں کے یہاں جملہ ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو مسند اور مسند الیہ پر مشتمل ہو جمع **جُمَلٌ**.

ترجمہ: اور جائز ہے چند نمازوں کا فدیہ اکھٹا دینا ایک شخص کو برخلاف قسم کے کفارے کے اور اللہ پاک ہے بلند و بالا ہے بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے کے ذمہ چند نمازوں کا فدیہ ہے، اور وارثین سارا فدیہ ایک ہی فقیر کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر ایک فقیر کو مقدار نصاب سے زائد دیا جائے تو فدیہ تو ادا ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر کسی آدمی کے ذمہ قسم کا کفارہ ہے تو قسم کے کفارہ میں ایک شخص کو ایک فدیہ کی مقدار (ڈیڑھ کلو ۱۴ ۷/گرام ۶۴۰/ ملی گرام) سے زائد نہیں دے سکتے کیوں کہ قسم کے کفارہ میں عدد کی صراحت ہے، پروردگار عالم کا فرمان ہے: **فکفارته اطعام عشره مساكين الخ** : اور یہی حکم کفارۂ ظہار کا ہے، فرمایا گیا ہے **فمن لم يستطع فا طعام ستين مسكينا** .

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

(قضا نمازوں کی ادا کا بیان)

صاحب کتاب نے **قضاء المتروكات** کے بجائے **قضاء الفوائت** کہا ہے، اس واسطے کہ مؤمن کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ دانستہ نماز کو چھوڑے البتہ سستی وکاہلی نیند بھول چوک وغیرہ کی وجہ سے اس سے فوت ہو جاتی

ہے۔

قضاء کی تعریف: جو چیز اولاً واجب ہوئی ہے اس کو اس کے مقررہ وقت کے علاوہ میں اس کے مستحق کی طرف اپنے پاس سے سپرد کرنے کا نام قضاء ہے۔

﴿۷۳۳﴾ اَلتَّرتِیبُ بَیْنَ الفَائِتَةِ وَالوَقْتِیَّةِ وَبَیْنَ الفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ.

ترتیب: باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنی ثابت کرنا ہر چیز کو مرتبہ کے لحاظ سے رکھنا یہی مفہوم یہاں بھی ہے کہ نمازوں کو ان کے اوقات کی ترتیب کے لحاظ سے ادا کرنا۔ اَلفَائِتَةُ چھوٹی ہوئی نماز (جو وقت پر ادا نہ کی گئی ہو) جمع فَوَائِتُ. المستحق حق واجب الوصول، مطالبہ، جمع مُسْتَحَقَّاتٌ.

ترجمہ: قضا نماز اور وقتیہ نمازوں میں اور چند قضا نمازوں میں ترتیب لازم ہے۔

تشریح: اس عبارت کو حل کرنے کے لئے اولاً صاحب ترتیب کی تعریف سمجھئے، صاحب ترتیب وہ ہے کہ جب سے اس پر نماز فرض ہوئی ہے اس کے بعد سے اس وقت تک کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو یا اگر قضا ہوئی ہو تو زیادہ سے زیادہ پانچ نمازیں قضا ہوئی ہوں، اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ جس طرح ادا نمازوں میں ترتیب ہوتی ہے، اسی طرح صاحب ترتیب کے لئے قضا نمازوں میں بھی ترتیب باقی رکھنی ضروری ہے، یعنی جو نماز پہلے چھوٹی ہے اس کی قضا پہلے پڑھے اس کے بعد اس کے بعد کی نماز ادا کرے نیز صاحب ترتیب کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کہ پہلے قضا نمازیں پڑھے پھر وقتی ورنہ وقتی نماز درست نہ ہوگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی متن میں فوائت سے مراد چھ نمازوں سے کم ہیں۔

﴿۷۳۴﴾ وَیَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ ضِیقُ الوَقْتِ المُسْتَحَبِّ فِی الاَصَحِّ.

یسقط اس کا فاعل ترتیب ہے۔ ضیق تنگی ضَاقَ یَضِیقُ ضَیقًا باب ضرب سے تنگ ہونا۔

ترجمہ: اور ساقط ہو جاتی ہے (ترتیب) تین چیزوں میں سے کسی ایک (کے پائے جانے) کی وجہ سے وقت مستحب کا تنگ ہو جانا صحیح ترین قول میں۔

کن چیزوں کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے

پہلے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ فائتہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب واجب ہے، لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پائی جائے تو ترتیب لازم نہیں رہتی، (۱) وقت مستحب تنگ ہو گیا اور اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اگر فائتہ کی قضا میں مشغول ہوا تو وقت مستحب نکل جائے گا، تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی، مثلاً ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکا تھا اور عصر کا وقت بھی اتنا گزر گیا کہ اب اگر پہلے ظہر کی نماز پڑھتا ہے تو آفتاب میں زردی آ جائیگی اور عصر کا وقت غیر مستحب شروع ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں وقتیہ (عصر کی نماز) کو مقدم کرے پھر اس کے بعد فائتہ کی قضا کرے اس

کے بعد یہ مسئلہ جاننا چاہئے کہ اگر تنگیٔ وقت کے باوجود فائتہ نماز پڑھ لی اور وقتیہ کو چھوڑ دیا تو فائتہ ادا ہو جائے گی، مگر وقتیہ کو وقت پرادانہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

تنبیہ: في الاصح، اس قید کو لگا کر امام محمدؒ کے مذہب کی جانب اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے وقت مستحب کا لحاظ کیا ہے برخلاف شیخین کے کہ انہوں نے اصل وقت کا عتبار کیا ہے۔ (طحطاوی: ۲۴۰)

﴿۷۳۵﴾ وَالنِّسْيَانُ.

ترجمہ: اور بھول جانا۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ قضا نماز یاد نہیں رہی اور اس نے اس وقت کی نماز کو ادا کر لیا تو اس بھول جانے کی وجہ سے اس کی ادا نماز درست ہو جائے گی، یعنی بھول جانے کی وجہ سے بھی فائتہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب لازم نہیں رہتی، یہ دوسری چیز کا بیان ہے۔

﴿۷۳۶﴾ وَاِذَا صَارَتِ الفَوَائِتُ سِتًا غَيْرَ الوِتْرِ فَاِنَّهُ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَاِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهُ.

ترجمہ: اور جب کہ ہو جائیں چھٹی ہوئی نمازیں چھ، وتر کے علاوہ کیوں کہ وتر کو مسقط (ترتیب کا ساقط کرنے والا) شمار نہیں کیا جاتا اگرچہ لازم ہے اس کی ترتیب (عشاء کے فرضوں کے بعد پڑھنا لازم ہے، پہلے پڑھنا جائز نہیں)

تشریح: جن چیزوں کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ان میں سے تیسری چیز یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں یعنی چھٹی نماز کا وقت نکل جائے، تو اب ان فوائت کثیرہ کے درمیان ترتیب ساقط ہو جائے گی، لہٰذا جس نماز سے بھی قضاء کی ابتداء کرے گا درست ہوگا، ترتیب وار ہو یا بغیر ترتیب کے۔

آگے فرماتے ہیں کہ جس طرح چھ نمازوں کے چھوٹ جانے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اگر ان میں چھٹی نماز وتر ہو تو ترتیب ساقط نہ ہوگی اگرچہ عشا اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے، یعنی اگر وتر چھوٹ گئے تھے تو صبح کے فرضوں سے پہلے ان کا ادا کرنا ضروری ہے، اگر یاد ہونے اور گنجائش وقت کے باوجود ان کو ادا نہیں کیا اور نماز صبح پڑھ لی تو درست نہ ہوگی۔

﴿۷۳۷﴾ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا اِلَى القِلَّةِ.

لم یعد نفی جحد بلم باب (ن) عودًا مصدر ہے لوٹنا، بحال ہونا۔ قلّة کمتر شئ مراد بہت ہی کم نمازیں رہ گئی ہیں۔ عودھا ضمیر کا مرجع فوائت ہے۔

ترجمہ: اور نہیں لوٹ کر آتی ترتیب قضاء نمازوں کے قلت کی طرف لوٹ کر آنے سے۔

ساقط شدہ ترتیب کب لوٹے گی؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کی ایک ماہ کی نمازیں فوت ہوگئیں، پھر یہ شخص فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنے لگا حتی کہ صرف پانچ نمازیں ہی باقی رہ گئیں، تو باوجودیکہ پانچ نمازوں کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط نہیں ہوتی، مگر ساقط شدہ ترتیب اس وقت تک دوبارہ ثابت نہ ہوگی جب تک تمام قضا نمازیں ادا نہ ہو جائیں، اسی کے قائل ابو حفص کبیر علامہ فخر الاسلام شمس الائمہ صاحب محیط اور قاضی خاں ہیں، اور اسی مذہب کو صاحب کتاب نقل کر رہے ہیں، اس مذہب کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص کے ذمہ ایک ماہ کی نمازیں تھیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک ماہ کی نمازیں کثیر ہیں، اور کثرتِ فوائت سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ **الساقط لا یعود** یعنی جو چیز ایک مرتبہ ساقط ہوگئی وہ لوٹ کر نہیں آتی اسی طرح جب کثرتِ فوائت کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوگئی پھر قضا نمازیں کم رہ گئیں تو اب اس قلت کی وجہ سے ترتیب عود نہیں کرے گی اور جب ترتیب نہیں لوٹی تو وقتیہ نماز کو مابقیہ فوائت پر مقدم کرنا جائز ہے۔

اس سلسلے میں دوسرا مذہب یہ ہے کہ جب تمام نمازیں ادا کرلیں صرف پانچ باقی رہ گئیں تو وہ بھی صاحب ترتیب ہو گیا اسی کے قائل صاحب ہدایہ اور علامہ طحطاوی ہیں، **قال بعضهم يعود الترتيب وهوا حوط مجتبیٰ وهو الصحيح ذكره الصدر الشهيد وكذا قال فی التجنيس والمزيد وفی الهدايةِ وهو الاظهر** (طحطاوی/ ۲۴۱) اس مذہب کی دلیل یہ ہے کہ ترتیب کے ساقط ہونے کی علت **مفضي الى الحرج** ہونے کی وجہ سے کثرت ہے اور چوں کہ اکثر نمازوں کی قضا کر چکا ہے، صرف چھ نمازوں سے کم باقی رہ گئیں ہیں، اس لئے ترتیب کے ساقط ہونے کی علت باقی نہ رہی اور جب علت سقوط باقی نہ رہی تو سقوط ترتیب کا حکم بھی باقی نہ رہے گا کیونکہ علت کے منتہی ہونے سے حکم منتہی ہو جاتا ہے اور جب سقوط ترتیب کا حکم باقی نہ رہا، تو ترتیب عود کر آئے گی، اور جب ترتیب عود کر آئی تو مابقیہ فوائت پر وقتیہ نماز کا مقدم کرنا کیسے جائز ہوگا کیونکہ فوائت قلیلہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب فرض ہے۔

﴿۷۳۸﴾ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثِهٖ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ فِيْهِمَا.

حديثة حَدِيثٌ کا مؤنث ہے نیا جمع حِدَاثٌ وَحُدَثَاءُ. **قديمة** یہ قدیم کا مؤنث ہے جمع قُدَمَاءُ پہلے، پہلے زمانہ سے۔ **فيهما** تثنیہ کی ضمیر کا مرجع یہ مسئلہ اور ماقبل کا مسئلہ ہے۔

ترجمہ: اور نہ (ترتیب نہیں لوٹے گی) کسی نئی نماز کے فوت ہونے سے پہلی چھ قضا نمازوں کے بعد صحیح ترین قول پر دونوں مسئلوں میں۔

تشریح: اصل مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے بطور تمہید یہ بات یاد رکھئے کہ فوائت کی دو قسمیں ہیں، قدیمہ اور حدیثہ صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ماہ کی نمازیں چھوڑ دیں پھر یہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہوا اور فائتہ نمازوں کی قضا ان

کے اوقات میں شروع کردی پھر اس سے قبل کہ ان فوائت کی قضا مکمل ہو اور چند نمازیں فوت ہوگئیں، لیکن یہ چند نمازیں چھ سے کم ہیں تو پہلی فوت شدہ نمازیں قدیمہ اور یہ بعد کی حدیثہ کہلائیں گی، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس شخص نے وقتیہ نماز پڑھی اور اس کو یہ متروکہ حدیثہ جدیدہ نمازیں بھی یاد ہیں تو ایسی صورت میں وقتیہ کا پڑھنا جائز ہوگا یا ناجائز ہوگا؟ اس بارے میں بعض متاخرین کا خیال یہ ہے کہ وقتیہ نماز جائز ہو جائے گی، کیوں کہ فوائت قدیمہ اور حدیثہ دونوں مل کر حدّ کثرت کو پہنچ جاتی ہیں اور کثرت ترتیب کو ساقط کردیتی ہے، پس جب ترتیب ساقط ہوگئی تو وقتیہ کو فوائت پر مقدم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔

﴿۷۳۹﴾ فَلَوْ صَلّٰی فَرْضًا ذَاكِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُهٗ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَاِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوْكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْكَةِ بَعْدَهٗ وَاِنْ قَضَى الْمَتْرُوْكَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَاصَلَّاهُ مُتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا.

ذاکرًا اسم فاعل ہے باب (ن) ذِکرًا و ذُکرًا مصدر ہے یاد کرنا، ذہن میں لانا۔ **المتروکۃ** اسم مفعول مؤنث باب (ن) ترکًا مصدر ہے چھوڑنا۔

ترجمہ: پس اگر پڑھ لے کوئی فرض نماز کسی قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے خواہ وہ وتر ہی ہو تو فاسد ہو جائے گا، اس کا فرض موقوف طور پر فاسد ہونا پھر اگر نکل جائے پانچویں نماز کا وقت ان نمازوں میں سے جنہیں متروکہ نماز کے بعد اس کے یاد ہوتے ہوئے پڑھا ہے، تو اس کی تمام نمازیں صحیح ہو جائیں گی، چنانچہ باطل نہ ہوں گی، متروکہ نماز کو ادا کرنے سے اس کے بعد (پانچویں نماز کا وقت نکل جانے کے بعد) اور اگر ادا کرلے چھٹی ہوئی نماز کو پانچویں نماز کا وقت نکل جانے سے پہلے تو باطل ہو جائے گا ان نمازوں کا وصف (فرضیت) کہ جن کو پڑھا ہے اس متروکہ نماز سے پہلے متروکہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اور وہ نمازیں نفل ہو جائیں گی۔

صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آگئی

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عصر کی نماز پڑھی اور اس کو یہ یاد ہے کہ ابھی تک ظہر نہیں پڑھی ہے، تو عصر کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیوں کہ اس نے ترتیب کو چھوڑ دیا ہے، حالاں کہ اس پر ترتیب فرض تھی، ہاں اگر عصر کی نماز عصر کے آخری وقت میں ادا کی اور یہ یاد ہے کہ ظہر نہیں پڑھی ہے، تو عصر کی نماز درست ہو جائے گی، کیوں کہ وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کردیتا ہے، رہی یہ بات کہ ترتیب کے فوت ہونے سے جب فرضیت باطل ہوگئی تو اصل صلوۃ بھی باطل ہوگی یا نہیں؟ سو اس بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ شیخین نے فرمایا کہ اصل صلوۃ باطل نہیں ہوگی، یعنی ترتیب نہ پائے جانے

کی وجہ سے عصر کی نماز کا فرض ادا ہونا اگر چہ باطل ہو گیا لیکن اس کا نفل ہونا باقی ہے، اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ عصر کی یہ نماز نہ فرض شمار ہوگی اور نہ نفل شمار ہوگی، اب آگے تفصیل یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں عصر کی نماز پڑھی اور یہ یاد ہے کہ ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی ہے، تو اس صورت میں فرمایا تھا کہ ترتیب کے فوت ہونے کی وجہ سے عصر کی نماز فاسد ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے، کہ عصر کی یہ نماز موقوفًا فاسد ہوئی ہے یا قطعًا اور حتمًا سو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عصر کی نماز موقوفًا فاسد ہوئی ہے، حتی کہ اگر چھ نمازیں پڑھ لیں یعنی آج کی عصر سے کل آئندہ کی عصر تک اور ظہر کی فائتہ نماز کو ابھی تک ادا نہیں کیا ہے تو یہ سب نمازیں جائز ہو جائیں گی، کیوں کہ عصر اور اس کے بعد پانچ نمازوں تک فساد کی علت وجوب ترتیب ہے، یعنی عصر مغرب عشاء اور فجر اور اگلے دن کی ظہر اس لئے فاسد ہیں کہ اس نے ابھی تک کل گذشتہ کی ظہر کو ادا نہیں کیا ہے، حالانکہ ترتیب کا مقتضی یہ تھا کہ پہلے کل گزشتہ کی ظہر کی قضا کرتا، لیکن جب اس نے اگلے دن کی عصر ادا کی تو اب گویا کل گزشتہ کی ظہر کے بعد چھ نمازیں فاسد ہوئیں اور چھ نمازوں سے کثرت ثابت ہو جاتی ہے، اور کثرت فوائت سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اور جب ترتیب ساقط ہو گئی تو تمام نمازیں جائز ہو جائیں گی اور اگر پانچ نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی، اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز حتمًا اور قطعًا فاسد ہو جائے گی، یعنی کسی حال میں بھی جائز نہیں ہو سکتی ہے، پھر صاحب کتاب کا قول **ولو وترا** کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے فجر کی نماز پڑھی حال یہ کہ اس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی تھی، اور اس کو وتر نہ پڑھنا یاد بھی ہے، تو اب اس صورت میں امام صاحبؒ کے نزدیک فجر کی نماز فاسد ہے، یعنی فساد موقوف ہے، امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ نماز وتر واجب ہے، اور واجب عمل کے اعتبار سے فرض کے مانند ہے، اور فرائض کے درمیان ترتیب واجب ہے، اور یہاں ترتیب نہیں پائی گئی اس لئے نماز فجر فاسد ہو جائے گی۔

﴿۷۴۰﴾ وَاِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلٰوةٍ.

ترجمہ: اور اگر بہت ہو جائیں قضا نمازیں تو ضرورت ہوگی ہر نماز کے متعین کرنے کی۔

قضا نمازوں کی نیت

اگر قضا نمازیں بہت سی ہوں مثلاً دو تین ہفتے کی نمازیں بالکل نہیں پڑھیں یا کچھ پڑھیں اور کچھ نہیں پڑھیں تو اب قضا نماز کی نیت اس طرح کرنی چاہئے کہ مثلاً میں فلاں دن کی فجر کی نماز قضا پڑھتا ہوں، صرف یہ نیت کر لینا کہ میں فجر کی قضا پڑھتا ہوں کافی نہیں ہے، اس طرح نیت کرنے میں دقت اور پریشانی ہے اس لئے اگلی عبارت میں ایک آسان طریقہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۷۴۱﴾ فَاِنْ اَرَادَ تَسْهِيْلَ الْاَمْرِ عَلَيْهِ نَوٰى اَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ اَوْ اٰخِرَهٗ.

تسہیل باب تفعیل کا مصدر ہے کسی کے لئے کوئی کام آسان کر دینا۔

ترجمہ: پھر اگر چاہے اپنے اوپر سہولت معاملہ کی تو نیت کرے (اس طرح) کہ سب سے پہلی ظہر جو اس پر واجب ہے، یا سب سے آخری ظہر جو اس پر واجب ہے۔

قضاء عمری کی نیت

اگر کسی شخص پر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کر رہا ہوں، ہر قضا نماز میں اسی طرح نیت کرتا رہے تو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔ (الاشباہ: ۱/ ۶۰، شامی زکریا: ۱/ ۹۶، کتاب المسائل: ۴۷۴)

﴿۷۴۲﴾ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلٰى اَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ.

ترجمہ: اور ایسے ہی دو رمضانوں کے روزے (ان کے معین کرنے کی ضرورت ہے) دو مختلف تصحیح میں سے ایک کی بنا پر۔

تشریح: مذکورہ طریقہ روزوں کی قضا کا بھی ہے، مگر یہ جب ہے کہ مختلف رمضانوں کے روزے اس کے ذمہ قضا ہوں اور اگر ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو پھر تعیین کی حاجت نہیں ہے، علامہ زیلعی نے معین کرنے کو صحیح قرار دیا ہے، اور خلاصہ میں معین نہ کرنے کو صحیح مسلک قرار دیا ہے۔

﴿۷۴۳﴾ وَيُعْذَرُ مَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ.

جهل باب سمع کا مصدر ہے ناواقف ہونا لاعلم ہونا۔ **شرائع** شریعة کی جمع ہے اسلامی قانون خدائی احکام کا مجموعہ۔

ترجمہ: اور معذور سمجھا جائے گا وہ شخص جو مسلمان ہوا دار الحرب میں، اس کے ناواقف ہونے کی وجہ سے احکام شرع سے۔

تشریح: صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کافروں کے ملک میں مسلمان ہو گیا اور وہاں مذہب اسلام کے احکام مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ سے واقفیت ممکن نہیں ہے یا کوئی شخص قبائلی و پہاڑی علاقہ میں جہاں کوئی احکام شرع بتانے والا ہی نہیں ہے وہ نو مسلم بغیر احکام شرع پر عمل کئے ہی انتقال کر جائے تو کل قیامت کے دن انشاء اللہ ماخوذ نہ ہوگا اسے معذور سمجھا جائے گا۔

بَابُ اِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

فرض کے پالینے کا بیان

﴿۷۴۴﴾ اِذَا شَرَعَ فِي فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَاُقِيْمَتِ الجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدىٰ اِنْ لَمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ اَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ .

ترجمہ جب شروع کر دے کوئی فرض نماز تنہا پھر (اتنے ہی میں) جماعت قائم کر دی جائے (کھڑی ہو جائے) تو (فرض) توڑ دے اور اقتداء کرے اگر سجدہ نہ کیا ہو اس نماز کا جس کو اس نے شروع کیا تھا یا سجدہ تو کر لیا تھا مگر وہ ایسی نماز تھی جو چار رکعت والی نہیں تھی۔

اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہوگئی۔

اگر کسی شخص نے انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی نیت باندھ لی تھی، اسی درمیان اسی مسجد میں وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس بارے میں فقہاء نے درج ذیل تفصیل بیان فرمائی ہے، اور اس عبارت میں صرف دو صورتوں کا بیان ہے باقی تفصیل آگے ہے: (۱) اگر وہ نماز دو یا تین رکعت والی (مثلاً فجر یا مغرب) کی ہے، اور ابھی اس نمازی نے دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے، تو حکم یہ ہے کہ اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے، (۲) اور اگر دو یا تین رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے، تو اب اپنی ہی نماز پوری کرے جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر صرف پہلی رکعت کا سجدہ کیا ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی تو بھی اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ (حلبی: ۵۱۱، کتاب المسائل: ۳۸۸)

﴿۷۴۵﴾ وَاِنْ سَجَدَ فِي رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيْرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدىٰ مُفْتَرِضًا.

ترجمہ اور اگر سجدہ کر لے چار رکعت والی نماز میں تو ملا لے ایک دوسری رکعت اور سلام پھیر دے، تا کہ ہو جائیں دو رکعت اس کی نفل پھر اقتداء کرے فرض نماز ادا کرنے کے لئے۔

تشریح (۳) اس عبارت میں تیسری صورت کا بیان ہے، یعنی اگر چار رکعت والی نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو فوراً نماز نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے، اور یہ دو رکعت نفل

ہوجائیں گی، اور اگر نماز چار رکعت والی ہے، مثلاً ظہر یا عشاء اور ابھی اس نمازی نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے، تو فوراً کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

﴿۷۴۶﴾ وَاِنْ صَلّٰی ثَلَاثًا اَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدٰی مُتَنَفِّلًا اِلَّا فِی الْعَصْرِ.

ترجمہ اور اگر پڑھ لی تین رکعت تو انہیں کو پورا کرلے، پھر اقتداء کرے نفل کی نیت سے مگر عصر کی نماز میں۔

تشریح (۴) اس عبارت میں چوتھی صورت کا بیان ہے، یعنی اگر تین رکعت پڑھ چکا تھا جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اپنی نماز نہ توڑے، بلکہ اسے پوری کرلے اور بعد میں بطور نفل امام کے ساتھ شریک ہوجائے، مگر یہ صورت عصر میں نہیں ہوسکتی کیوں کہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

﴿۷۴۷﴾ وَاِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَاُقِیْمَتْ قَبْلَ سُجُوْدِهٖ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِیْمَةٍ فِی الْاَصَحِّ.

ترجمہ اور اگر کھڑا ہوگیا، تیسری رکعت کے لئے پھر جماعت قائم کردی گئی (کھڑی ہوگئی) تو کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر کر نماز توڑ دے صحیح مذہب کے بموجب۔

تشریح (۵) صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز چار رکعت والی ہے، اور اس منفرد نے دو رکعت مکمل کرلی ہیں، اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تھا اور ابھی تک سجدہ نہیں کیا تھا کہ اسی دوران جماعت کھڑی ہوگئی، تو حکم یہ ہے کہ کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

تنبیہ: فی الاصح مفتی بہ قول تو وہی ہے جو تشریح میں آچکا ہے، دوسرا قول شمس الائمہ سرخسی کا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے اور علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ کھڑے کھڑے ہی تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔ (مراقی الفلاح: ۲۴۵)

اختیاری مطالعہ

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

اگر نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں، (۱) اگر اس نے ابھی دو رکعت پوری نہیں کی ہیں تو فوراً نماز نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہوجائے۔

(۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوچکا تھا مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا، تو لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے، (۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تھا، تو اب چوتھی رکعت پوری کرکے جماعت میں شریک ہو، (کتاب المسائل/ ۳۸۹ شامی: ۱/ ۶۶۸، درمختار مع الشامی کراچی: ۲/ ۵۰۷)

﴿۷۴۸﴾ وَاِنْ كَانَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيْبُ اَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاُقِيْمَتْ سَلَّمَ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْاَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ.

ترجمہ: اوراگر جمعہ کی سنت میں تھا کہ خطیب نکل آیا یا ظہر کی سنت میں تھا کہ جماعت کھڑی کردی گئی تو سلام پھیردے دو رکعتوں پر اور یہی زیادہ مدلل ہے، پھر فرض کے بعد سنتوں کی قضا کرے۔

سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبہ جمعہ شروع ہوجائے؟

اگر جماعت ظہر یا خطبۂ جمعہ کا وقت قریب ہو تو سنتوں کی نیت نہیں باندھنی چاہئے، بلکہ ان کو مؤخر کردینا چاہئے، لیکن اگر سنت پڑھنی شروع کی اور درمیان ہی میں نماز یا خطبہ شروع ہوگیا تو کیا کرے؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے، (۱) اگر قعدۂ اولیٰ سے پہلے جماعت شروع ہوگئی تو قعدۂ اولیٰ ہی پر سلام پھیردے اور جماعت میں شامل ہوجائے اور نماز کے بعد وہ چار رکعت سنت مؤکدہ دوبارہ پڑھے، امداد الفتاویٰ :۱/ ۴۶۵ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جماعت اس وقت شروع ہوئی جب کہ سنت پڑھنے والا شخص سنت کی تیسری رکعت کا سجدہ کرچکا تھا تو اب اسے چاہئے کہ چوتھی رکعت پوری کرکے ہی سلام پھیرے۔ (شامی زکریا:۲/ ۵۰۷) (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا کہ جماعت شروع ہوگئی یا امام نے خطبہ کا آغاز کردیا تو اس بارے میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قعدۂ اولیٰ کی طرف لوٹ آئے اور دو رکعت ہی پر سلام پھیردے اور سجدۂ سہو بھی کرے جب کہ دیگر مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو مختصر قرأت کے ساتھ سنت کی چار رکعت پوری کرنی چاہئیں، دلیل کے اعتبار سے اسی قول کو مضبوط کہا گیا ہے۔ (کتاب المسائل:۱/ ۴۵۱، ۴۵۲)

﴿۷۴۹﴾ وَمَنْ حَضَرَ وَالْاِمَامُ فِي صَلٰوةِ الْفَرْضِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ اِلَّا فِي الْفَجْرِ اِنْ اَمِنَ فَوْتَهٗ وَاِنْ لَمْ يَاْمَنْ تَرَكَهَا.

حَضَرَ ماضی معروف باب (ن) حُضُوْرًا مصدر ہے، آنا، حاضر ہونا۔ **يشتغل** فعل مضارع معروف اشتغالاً مصدر ہے توجہ ہٹانا۔ **اَمِنَ** ماضی معروف باب (س) اَمْنًا مصدر ہے مطمئن ہونا، بے خوف ہونا۔

ترجمہ: اور جو شخص حاضر ہوا اور امام فرض نماز میں ہے تو اس کے پیچھے نیت باندھ لے اور اعراض نہ کرے اس سے سنتوں میں مشغول ہوکر مگر فجر کی نماز میں اگر مامون ہو اس کے فوت ہوجانے سے اور اگر مامون نہ ہو تو سنتوں کو چھوڑ دے۔

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ جماعت ہو رہی ہو تو پہلے جماعت میں شامل ہو جائے پھر سنتیں پڑھے، مگر فجر کی سنتوں کا مسئلہ الگ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہو چکی ہے، تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے اس بارے میں درجِ ذیل صورتیں ہیں، (۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہو رہی ہے، یا مسجد کشادہ ہے لیکن نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں، اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے، تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً فرض نماز میں شریک ہو جائے اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے، (۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں، تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی امید ہو، تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہو رہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے، (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کی وجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائیگی تو اب سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۵۱۰-۵۱۲، کتاب المسائل: ۳۹۰)

﴿۷۵۰﴾ وَلَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ اِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ.

لم تقض نفی جحد بلم باب (ض) قضاءً مصدر ہے ادا کرنا، نماز کی قضا کرنا (وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا)

ترجمہ اور نہیں ادا کی جائیں گی فجر کی سنتیں مگر ان کے فوت ہونے کی شکل میں فرضوں کے ساتھ۔

فجر کی سنت کی قضا

فجر کی سنتیں اگر مع فرض قضا ہو جائیں تو زوال سے پہلے فرضوں کے ساتھ ان کو بھی پڑھ لینا چاہئے، اور زوال کے بعد پڑھے تو صرف فرضوں کی قضا کرے اور اگر صرف سنتیں چھوٹ گئی تھیں تو سنتوں کی قضا نہیں ہے، اب سورج نکلنے سے پہلے تو ادا نہ کرے البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان اسے بطور نفل ادا کر لینا بہتر ہے۔

(درمختار مع الشامی: ۱/۶۷۲)

﴿۷۵۱﴾ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهٖ قَبْلَ شَفْعِهٖ.

شفع جوڑا، وہ عدد جو دو پر برابر تقسیم ہو، شَفَعَ يَشْفَعُ شَفْعًا باب فتح جوڑا بنانا (کسی چیز کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز ملانا) اور یہاں پر مراد ظہر کے فرضوں کے بعد کی دو سنتیں ہیں۔

ترجمہ اور ادا کرے ظہر سے پہلی سنتیں ظہر کے وقت میں دوگانہ سنتوں سے پہلے۔

ظہر سے پہلے چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں

اگر ظہر سے پہلے والی چار سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد اولاً دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے اس کے بعد پہلے چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے یہی قول مختار اور اصح ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ج ۲/ ۵۱۲) کیوں کہ جو گاڑی لیٹ ہوگئی بروقت کو لیٹ نہیں کرنا چاہئے، علاوہ ازیں شریعت نے کسی مصلحت سے فرضوں کے بعد ان کے مانند نوافل نہیں رکھے تا کہ ناظر اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ نمازی نے نماز کا اعادہ کیا اور امام کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا اعتبار نہ کیا کیوں کہ یہ شکایت امام (حاکم وقت) تک پہنچ گئی تو گردن نپ جائے گی، اس لئے بھی پہلے دو سنتیں پڑھے پھر چار (تحفۃ الالمعی: ۲/ ۲۷۴) اور مصنف کتاب نے جس قول کو ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اولاً فرضوں کے بعد چھوٹی ہوئی چار رکعت پڑھے بعدہ دو رکعت پڑھے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر جمعہ سے پہلی چار سنتیں چھوٹ گئیں اور پھر بعد میں ان کو پڑھنا چاہتا ہے، تو ترتیب اس طرح سے ہے کہ پہلے فرض کے بعد چار رکعت سنت پڑھے پھر دو اور اس کے بعد چھوٹی ہوئی چار سنتیں پڑھے۔ (مراقی الفلاح: / ۲۴۶)

﴿۷۵۱﴾ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا.

ترجمہ اور ظہر کو باجماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا ایک رکعت کو پالینے سے ہاں جماعت کی فضیلت ضرور پالی۔

جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی

اس مسئلہ کا تعلق درحقیقت قسم اور عہد کے مسائل سے ہے، وانما ذكرت هنا لبيان انه لا تلازم بين ادراك الفضل وادراك الجماعة خیر اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ (معاذ اللہ) آج ظہر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھے گا اور اگر پڑھی تو میرا غلام آزاد ہے، تو سوال یہ ہے کہ اگر اس شخص کو صرف ایک رکعت یا دو رکعت جماعت سے ملی تو اس کی قسم پوری ہوئی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ایک رکعت کے ملنے کو عرفاً باجماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا اور قسم کا دارومدار عرف وعادات پر ہے، لہٰذا اس شخص کی قسم پوری نہیں ہوئی اور نہ غلام آزاد ہوگا، اس کے بعد اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی اس سلسلہ میں امام محمد کی رائے ہے کہ جب تک امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت میں شریک نہ ہو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی لیکن جمہور فقہاء احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر نماز کے کسی بھی جز میں امام کے ساتھ شرکت ہوگئی حتی کہ قعدۂ اخیرہ میں بھی تو نماز باجماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

(کبیری/ ۵۱۰، شامی کراچی: ۲/ ۵۱۰، کتاب المسائل/ ۳۸۸)

﴿۷۵۲﴾ وَاخْتُلِفَ فِي مُدْرِكِ الثَّلَاثِ.

مدرک جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ مدرک کہلاتا ہے، نیز جو شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا اور وہ رکوع میں شریک ہوگیا تو وہ بھی مدرک شمار ہوگا۔

ترجمہ: اور اختلاف کیا گیا تین رکعتوں۔ کے پانے والے کے بارے میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ ظہر یا مغرب با جماعت نہیں پڑھے گا، اس کے بعد اسے ظہر کی تین رکعت امام کے ساتھ مل گئی یا مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ مل گئی تو اس شخص کی قسم ٹوٹے گی یا نہیں اس سلسلہ میں شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا، **لان للا کثر حکم الکل** مگر علامہ طحطاوی نے اس قول کی تضعیف کی ہے، اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ حانث نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے پوری نماز با جماعت نہیں پڑھی بلکہ اس کا کچھ حصہ پڑھا ہے، **وبعض الشيء ليس بالشيء وهو الظاهر**۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۴۷)

﴿۷۵۳﴾ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الفَرْضِ اِنْ اَمِنَ فَوْتَ الوَقْتِ وَاِلَّا فَلَا.

ترجمہ: اور نفل پڑھ لے فرض سے پہلے اگر محفوظ ہو وقت۔ کے فوت ہونے سے ورنہ نہیں۔

سنن ونوافل کی اہمیت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی سے پہلے سنن یا نوافل کا اہتمام کرنا چاہئے کیوں کہ فرائض سے پہلے سنتوں کی مشروعیت شیطان کی طمع کو ختم کرنے کے لئے ہے، کہ جب آدمی یہ سنتیں پڑھیگا تو شیطان کہے گا کہ جو چیز اس پر فرض نہیں تھی اس کو اس نے نہیں چھوڑا تو فرض کہاں ترک کرسکتا ہے، اب یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر فرائض سے پہلے وقت میں گنجائش ہے تو اولاً سنتیں ہی پڑھنی چاہئیں، اور اگر وقت تنگ ہے صرف فرائض ہی کی گنجائش ہے تو اس صورت میں سنتیں ترک کر دیں کیوں کہ اگر سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو فرائض رہ جائیں گے، اور سنتیں بھی درجہ بدرجہ ہیں، سب سے اعلیٰ مقام فجر کی سنتوں کا ہے، پھر ظہر سے قبل چار سنتوں کا اور عصر سے پہلے چار سنتوں کا احادیث میں تذکرہ ہے، اگرچہ ان کا کوئی ثواب یا فضیلت مروی نہیں پس ان کا درجہ سنن مؤکدہ سے نیچے ہے، اور احادیث میں عشاء سے پہلے سنتوں کا تذکرہ نہیں ہے، پس وہ درجہ کے لحاظ سے اور بھی نیچے ہیں، یعنی صرف مستحب ہے، علامہ طحطاوی نے لکھا ہے کہ اگر مصنفؒ **فوت الوقت** کے بجائے **فوت الجماعة** کہتے تو زیادہ بہتر ہوتا، کیوں کہ جب جماعت کے چھوٹ جانے کے ڈر کے وقت سنتوں کا ترک کرنا معلوم ہو جاتا تو وقت کے فوت ہونے کے خوف کے وقت بدرجہ اولیٰ معلوم ہو جاتا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح / ۲۴۷)

﴿۷۵۴﴾ وَمَنْ اَدْرَكَ اِمَامَهُ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتّٰى رَفَعَ الاِمَامُ رَاْسَهُ لَمْ يُدْرِكِ

الرَّكْعَةَ.

ترجمہ: اور جس شخص نے پایا اپنے امام کو رکوع کی حالت میں پھر اس نے تکبیر کہی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ اٹھا لیا امام نے اپنا سر تو اس نے رکعت کو نہیں پایا۔

رکوع پالینے والے کا حکم

ایک شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام رکوع میں تھا، اس شخص نے حالت قیام میں تکبیر کہی مگر تکبیر کہہ کر رکوع میں نہیں گیا بلکہ یوں ہی کھڑا رہا، یا ہلکا سا جھک گیا تھا اور امام نے اس کے رکوع سے پہلے سر اٹھا لیا، تو ان دونوں صورتوں میں اسے رکعت کا پانے والا نہیں کہا جائے گا۔

﴿۷۵۵﴾ وَاِنْ رَكَعَ قَبْلَ اِمَامِهٖ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ فَاَدْرَكَهٗ اِمَامُهٗ فِيْهِ صَحَّ وَاِلَّا لَا.

ترجمہ: اور اگر رکوع کرے اپنے امام سے پہلے امام کی اتنی قرأت کے بعد جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے، پھر پالے اس کو اس کا امام رکوع میں تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔

مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا

تمام ائمہ متفق ہیں کہ افعال میں امام کی متابعت لازم ہے، یعنی اس کے پیچھے پیچھے رہنا ضروری ہے، اور مُبادرت یعنی امام سے پہلے اگلے رکن میں پہنچ جانا جائز نہیں، البتہ اقوال میں متابعت ضروری نہیں چنانچہ امام رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع کہتا ہے، اور مقتدی تحمید اور امام قرأت کرتا ہے اور مقتدی خاموش رہتے ہیں، اور قرأت سنتے ہیں اور اس کی متابعت نہیں کرتے، اب سنئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا پھر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی رکوع کر کے قیام کی حالت میں آ گیا تو اس کا یہ رکوع کرنا شرعاً معتبر نہیں ہوا اسے دوبارہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع کرنا پڑے گا، ورنہ نماز درست نہ ہوگی، ہاں اگر پہلے رکوع کیا تھا لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام بھی رکوع میں چلا گیا تو اگرچہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، مگر مقتدی کا رکوع معتبر ہو جائے گا، کیوں کہ اس کا رکوع امام کے ساتھ ہو گیا ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۸۰، کتاب المسائل: ۲۸۷) اور اگر مقتدی اس حال میں رکوع میں چلا گیا کہ امام نے ابھی تک فرض قرأت کی مقدار بھی نہ پڑھی تھی تو اگرچہ رکوع میں امام کے ساتھ شرکت بھی ہو جائے پھر بھی نماز درست نہ ہوگی جب تک کہ دوبارہ رکوع نہ کرے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۶۷۵-۶۷۶، حلبی کبیر: ۲۸۰)

﴿۷۵۶﴾ وَكُرِهَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مَسْجِدٍ اُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ اِلَّا اِذَا كَانَ مُقِيْمَ جَمَاعَةٍ اُخْرٰى.

کرہ اس سے مکروہ تحریمی مراد ہے من مسجد یہ موصوف ہے اذن فیہ یہ اس کی صفت ہے اس لئے موصوف کا حکم صفت کے ساتھ متصف ہے ورنہ عمومی مساجد کا یہ حکم نہیں ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اس کا نکلنا ایسی مسجد سے جس میں اذان پڑھ دی گئی ہو، یہاں تک کہ یہ نماز پڑھ لے مگر جب کہ دوسری جماعت قائم کرانے والا ہو۔

اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے نکلنے والے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا جب کہ اذان ہو چکی ہے یا اس کے داخل ہونے کے بعد اذان ہوئی ہے اب اگر وہ شخص مسجد سے بغیر نماز پڑھے نکلتا ہے تو دیکھنے والے اور بدگمانی کریں گے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھتا اس وجہ سے اس مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے، ابن ماجہ وغیرہ کی بعض روایات میں اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے کو منافق کہا گیا ہے، مگر اس روایت میں اس بات کی صراحت ہے، بشرطیکہ وہ بلا کسی ضرورت کے نکلا ہو اور واپسی کا بھی ارادہ نہ ہو اسی طرح فقہاء نے اور بھی بعض کا استثناء کیا ہے، مثلاً وہ شخص کسی دوسری مسجد میں امامت یا اذان یا نظم جماعت کا ذمہ دار ہو اس کے لئے خروج جائز ہے۔ (شامی:۱/ ۲۶۸)

﴿۷۵۷﴾ وَاِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ مُنْفَرِدًا لَا يُكْرَهُ اِلَّا اِذَا اُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيَقْتَدِيْ فِيْهِمَا مُتَنَفِّلًا.

ترجمہ اور اگر نکلے اپنی نماز تنہا پڑھ لینے کے بعد تو مکروہ نہیں ہے، مگر جب کہ قائم کردی گئی ہو جماعت (جماعت کھڑی ہوگئی) اس کے نکلنے سے پہلے ظہر اور عشا میں چنانچہ اقتداء کرے دونوں میں نفل کی نیت سے۔

جماعت کی اہمیت

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اذان کے بعد مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے تو جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مسجد سے بلا کراہت نکل سکتا ہے، لیکن اگر وہ مسجد ہی میں تھا اسی درمیان وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ نماز ظہر یا عشاء تھی تو یہ شخص نفل کی نیت سے اس امام کے پیچھے اقتداء کرے اور اگر عصر یا فجر تھی تو نفل کی نیت سے شریک نہ ہو کیوں کہ بعد نماز عصر اور فجر نفل کی ممانعت ہے، اسی طرح مغرب میں بھی شرکت نہ کرے کیوں کہ تین رکعت نفل نہیں ہوتے۔ (مراقی الفلاح:۲۴۹)

﴿۷۵۸﴾ وَلَا يُصَلّٰى بَعْدَ صَلٰوةٍ مِثْلُهَا.

ترجمہ او۔ نہ پڑھی جائے کسی نماز کے بعد اس جیسی نماز۔

نماز کے بعد نماز کا حکم

اس عبارت کے چند مطلب ہیں، (۱) دو رکعت قرأت سے اور دو رکعت بلا قرأت نہ پڑھی جائیں، (۲) ثواب کے شوق میں بار بار فرض نہ پڑھے جائیں، (۳) بلا وجہ فساد کے وہم کی وجہ سے نماز نہ لوٹائی جائے، (۴) اسی جگہ دوبارہ اس نماز کی جماعت نہ کی جائے۔ (مراقی الفلاح/۲۴۹)

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ (سجدۂ سہو کا بیان)

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟

نماز کے درمیان شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈال کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور کبھی بے خیالی میں آدمی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے، اس غلطی کی تلافی اور شیطان کی کوشش کو ناکام کرنے کے لئے شریعت میں سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **ان احدکم اذاقام یصلی جاءہ الشیطان فلبس علیه حتی لا یدری کم صلی فاذا وجد ذلك احدکم فلیسجد سجدتین وهو جالس.** (مسلم شریف:۱/۲۱۰) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، تو شیطان اس کے پاس آکر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے، تا آنکہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کرلے۔

سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب

نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی سبب پایا جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مقدم کرنا مثلاً قرأت سے پہلے رکوع کرلیا یا سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت ملالی، (۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مؤخر کردینا مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کرلئے یا سورۂ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی، (۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کردینا مثلاً رکوع دوبارہ کرلیا یا ایک رکعت میں تین سجدے کرلئے، (۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا مثلاً جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کردی یا سری نماز میں امام نے زور سے قرأت کی، (۵) کسی واجب کو ترک کردینا مثلاً تشہد نہیں پڑھا یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دی۔

﴿۷۵۹﴾ یَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِیْمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَاِنْ تَكَرَّرَ.

ترجمہ: واجب ہوتے ہیں دو سجدے التحیات اور سلام کے ساتھ کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دینے کے باعث اگرچہ مکرر ہو جائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

اس عبارت میں اولاً سجدۂ سہو کا طریقہ بیان کیا ہے، اور ثانیاً سجدۂ سہو کے وجوب کا سبب بیان کیا ہے، سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں، اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں، اس کے بعد فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دیا مثلاً تشہد نہیں پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر کئی واجب چھوٹ گئے مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور قعدۂ اولی بھی چھوٹ گیا ایسے ہی تعدیل ارکان کو ترک کر دیا تو ان سب واجبات کے چھوٹنے سے ایک ہی سجدۂ سہو سے کام چل جائے گا۔

﴿۷۶۰﴾ وَاِنْ كَانَ تَرْكُهٗ عَمَدًا اَثِمَ وَوَجَبَ اِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا.

جبر باب (ن) کا مصدر ہے تلافی مافات کرنا، ضائع شدہ شئ کا بدلہ دینا۔ نقص کمی، نَقَصَ یَنْقُصُ نَقْصًا ونُقْصَانًا کم ہونا، گھٹنا۔ ترکہ ضمیر کا مرجع، واجب ہے۔ نقصہا ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔

ترجمہ: اور اگر چھوڑ دے اس کو جان بوجھ کر تو گنہگار ہوگا، اور واجب ہوگا نماز کا لوٹانا اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے۔

نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی کیسے کرے؟

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی، اور اعادہ اس وجہ سے واجب رہے گا تاکہ نماز میں جو کمی کوتاہی ہوئی ہے، وہ پوری ہو جائے اب اگر اس نے اس نماز کو نہ لوٹایا تو کراہت تحریمی کے ساتھ ہو جائے گی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۵۱)

﴿۷۶۱﴾ وَلَا یَسْجُدُ فِی الْعَمَدِ لِلسَّهْوِ وَقِیْلَ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ تَرْكُ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ اَوْ تَاخِیْرُهٗ سَجْدَةً مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰی اِلٰی اٰخِرِ الصَّلٰوةِ وَتَفَكُّرُهٗ عَمَدًا حَتّٰی شَغَلَهٗ عَنْ رُكْنٍ.

ترجمہ: اور سجدۂ سہو نہیں کرے گا جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دینے کی شکل میں، اور کہا گیا ہے مگر تین میں

(یعنی صرف تین صورتوں میں قصداً ترک واجب پر سجدۂ سہو ہوگا) قعدۂ اولیٰ کو چھوڑ دینا یا مؤخر کر دینا اس کا پہلی رکعت کے سجدے کو نماز کے آخری حصہ تک (پہلی کی کوئی تخصیص نہیں ہر رکعت کا یہی حکم ہے، اسی طرح آخری حصہ کی تخصیص نہیں مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت کا دوسرا سجدہ دوسری رکعت کے بعد ادا کیا) اور اس کا جان بوجھ کر غور و فکر کرنا یہاں تک کہ اس کو کسی ایک رکن سے باز رکھے۔

تشریح: اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر واجب کو ترک کر دیا ہے، تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہو سکتی، جیسا کہ ماقبل میں آچکا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انہیں جان بوجھ کر بھی کیا ہے، تو سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی، (۱) قعدۂ اولیٰ جان بوجھ کر چھوڑ دیا، (۲) پہلی رکعت کا سجدۂ نماز کے اخیر میں کیا ہو، (۳) جان بوجھ کر کوئی چیز سوچنے لگا اور اس قدر مشغول ہوا کہ ایک رکن کی مقدار سوچتا رہا، تو اب سجدۂ سہو کر لینے سے تلافی ہو جائے گی، علامہ طحطاوی نے اس پر دو چیزوں کا اضافہ اور کیا ہے، (۱) قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھ لینے سے (۲) جان بوجھ کر فاتحہ کو ترک کر دینے سے، اب یہ کل پانچ چیزیں ہوئیں، کہ جن کو جان بوجھ کر ترک کر دینے سے سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی۔

تنبیہ: ماقبل میں جن پانچ چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کے سلسلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ اگر ان چیزوں میں بھول ہوگئی تو سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی، اور اگر جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی، یعنی اگر بھول سے قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے کھڑا ہو گیا تو جب تک کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو لوٹ آئے، لیکن اگر نہیں لوٹا یا کھڑے ہونے کے قریب پہنچ کر لوٹا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا، خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۲۷) (۲) ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اور دونوں کا لگاتار ایک ساتھ کرنا واجب ہے، اگر کسی شخص نے کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول سے چھوڑ دیا پھر نماز کے دوران ہی اپنی بھول کا احساس ہوا تو اسے چاہئے کہ بھولا ہوا سجدہ نماز کے دوران ہی ادا کر لے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے دیگر ارکان کو از سر نو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (حلبی: ۴۵٦) (۳) اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور علی آل محمد تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔ (شامی: ۱/۶۹۴) (۴) اگر نفل کی کسی رکعت میں اور فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی یا اس کی کوئی آیت یا کوئی جز رہ گیا تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو لازم ہوگا، لیکن اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے، تو پھر نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ (درمختار: ۱/ ۴۲٦) معلوم ہوا کہ جس قول کو قیل سے ذکر کیا ہے وہ ضعیف ہے، اس پر عمل اور فتویٰ نہیں ہے، علامہ شامی البحرالرائق کے حاشیہ پر لکھتے ہیں **لان السجدة شرعت جابرة نظرا للمعذور لا للمتعمد ولما اتفقوا عليه من ان سبب وجوبه ترك الواجب الا صلى او تغييره ساهيا وهذا هو الذى يعتمد للفتوىٰ والعمل (منحة الخالق على البحر الرائق : ۲/۹۹)**

﴿۷٦۲﴾ وَيُسَنُّ الإِتْيَانُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ.

ترجمہ اور مسنون ہے سجدۂ سہو کا سلام کے بعد کرنا۔

سجدۂ سہو کا سلام کب پھیرے؟

مطلب یہ ہے کہ سجدۂ سہو سے پہلے سلام پھیرنا مسنون ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ واجب ہے، مگر قولِ اول راجح ہے۔ مراقی الفلاح/۲۵۱

﴿۷۶۳﴾ وَيَكْتَفِي بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِينِهِ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور کافی ہے ایک سلام پھیرنا اپنی دائیں جانب صحیح ترین قول میں۔

سلام کی تعداد

سلام کے بارے میں فقہ حنفی میں تین قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ صرف ایک سلام پھیرے اور وہ بھی سامنے پھیرے دائیں بائیں منھ نہ موڑے اس قول پر کسی حنفی عالم نے فتویٰ نہیں دیا، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دائیں بائیں دو سلام پھیرے صاحب ہدایہ وغیرہ نے اسی قول کی تصحیح کی ہے، شیخ الاسلام خواہرزادہ فرماتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا بات چیت کا حکم رکھتا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ صرف ایک سلام پھیرے اور دائیں جانب منھ موڑے ابوالحسن کرخی نے اس قول کی تصحیح کی ہے، اور یہی مفتیٰ بہ ہے، اسی کو مصنفؒ نے اصح کہہ کر بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۵۱)

﴿۷۶۴﴾ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيْهًا.

ترجمہ پس اگر سجدہ کرلے سلام سے پہلے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

تشریح جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرے تو اگرچہ سجدۂ سہو صحیح ہو جائے گا لیکن وہ کراہت تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔

﴿۷۶۵﴾ وَيَسْقُطُ سُجُوْدُ السَّهْوِ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاِحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُوْدِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ.

ترجمہ اور سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے سورج کے نکلنے سے سلام کے بعد فجر کی نماز میں اور سورج کے سرخ ہو جانے سے عصر کی نماز میں اور کسی ایسی چیز کے پائے جانے سے جو روک دے بناء کو سلام کے بعد۔

سجدۂ سہو ساقط ہونے کی صورتیں

جاننا چاہئے کہ سجدۂ سہو اس وقت واجب ہوگا جب کہ وقت میں گنجائش ہو کہ سجدۂ سہو کر کے نماز کو پورا کیا جا سکتا ہے،

مثلاً نماز فجر ہے، اور سلام پھیرتے ہی سورج نکل جائے یا عصر کی نماز ہے اور سلام پھیرتے ہی سورج زردی مائل ہو گیا، یا ایسی کوئی چیز پائی جائے جس کے باعث نماز میں جوڑ نہ لگایا جا سکے، مثلاً جان بوجھ کر ریح خارج کردی یا بات چیت کرلی تو ان تمام صورتوں میں سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا، اور کراہت کے ساتھ نماز درست ہو جائیگی۔

﴿۷٦٦﴾ وَيَلْزَمُ المَامُوْمَ بِسَهْوِ اِمَامِهٖ لَا بِسَهْوِهٖ.

ترجمہ: اور لازم ہو جاتا ہے، سجدۂ سہو مقتدی پر اپنے امام کے سہو کے باعث نہ کہ اپنے سہو سے۔

مقتدی پر سجدۂ سہو کب واجب ہے؟

مسئلہ یہ ہے کہ امام سے کوئی سہو ہو گیا تو سجدۂ سہو امام پر بھی واجب ہوگا اور مقتدی پر بھی، اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے باوجود امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو کرنا واجب نہ ہوگا، اس کے بعد صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی سے نماز میں کوئی سہو ہو گیا مثلاً قعدۂ اولیٰ میں تشہد نہیں پڑھا تو اس کی وجہ سے نہ امام پر سجدۂ سہو لازم ہوگا اور نہ مقتدی پر، کیوں کہ صحت وفساد کے اعتبار سے امام کی نماز مقتدی کی نماز پر مبنی نہیں ہے۔

﴿۷٦٧﴾ وَيَسْجُدُ المَسْبُوْقُ مَعَ اِمَامِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ بِقَضَاءِ مَا سُبِقَ بِهٖ.

المسبوق پیچھے رہ جانے والا، وہ شخص جس کی نماز میں کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو مثلاً پہلی رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

ترجمہ: اور سجدۂ سہو کرے مسبوق اپنے امام کے ساتھ پھر کھڑا ہو ان رکعتوں کو ادا کرنے کے لئے جو اس سے چھوٹ گئی تھی۔

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے، تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کو اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، لفظ ثم لا کر اسی بات کی جانب اشارہ کیا ہے کیوں کہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱/۲۵۲)

اختیاری مطالعہ

(۱) مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولیں رکعت قرار دیا جائے، جب کہ قعدہ کی ترتیب کے اعتبار سے ان رکعتوں کو آخری قرار دیا جائے، مثلاً اگر کسی شخص کی ظہر میں تین رکعت نکل گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ تین رکعتیں ادا کرے گا تو ترتیب یہ رہے گی کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا، اور پھر رکوع سجدہ کے بعد قعدہ کرے گا، کیوں کہ یہاں اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں پھر قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا، اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا۔ (طحطاوی / ۱۶۹، حلبی کبیر: ۴۶۸-۴۶۹)

(۲) مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ مابقیہ دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا، اور بہتر یہ ہے کہ ان کے درمیان قعدہ کرے تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہوجائے گی۔ (حلبی کبیر/ ۴۶۸)

(۳) مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں، (۱) امام سے پہلے سلام پھیرا (۲) امام کے بالکل ساتھ سلام پھیرا (۳) امام کے بعد سلام پھیرا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے، تو ان میں سے پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، اور تیسری صورت میں واجب ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیرا ہو۔ (البحر الرائق: ۲/ ۱۰۸، بیروت: ۲/ ۴۰۱)

(۴) مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑے ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اس مسئلہ میں بہت زیادہ بے احتیاطی پائی جاتی ہے، ایک شخص قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام سے پہلے آکر جماعت میں شریک ہوتا ہے اور جیسے ہی وہ بیٹھتا ہے امام سلام پھیر دیتا ہے، تو اکثر مشاہدہ یہ ہے کہ وہ مسبوق فوراً کھڑا ہوجاتا ہے یہ بات جائز

نہیں ہے اس کا لحاظ رکھا جائے) اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہوسکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں اور عذر درجِ ذیل ہوسکتے ہیں، (۱) مسبوق نے موزے پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہوجائے گی، (۲) مسبوق معذور شرعی ہے، اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے، (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے، یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے، (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہوجائے گا، تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہوسکتا ہے۔ (کتاب المسائل/ ۳۹۷، ہندیہ: ۱/ ۹۱)

﴿۷۶۸﴾ وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوْقُ فِيْمَا يَقْضِيْهِ سَجَدَ لَهٗ اَيْضًا لَا اللَّاحِقُ.

ترجمہ: اور اگر بھول جائے مسبوق اس حصہ میں جس کو ادا کر رہا ہے تو اس کے لئے بھی سجدہ کرے نہ کہ لاحق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا جب کہ امام تینوں رکعتیں پڑھا کر قعدہ اخیرہ میں ہے، اب امام نے سجدۂ سہو کیا جس میں اس مسبوق نے بھی شرکت کی پھر امام نے نماز کا سلام پھیر دیا اس کے بعد یہ مسبوق اپنی چھٹی ہوئی رکعتیں پوری کر رہا ہے اور ان میں اسے سہو ہوگیا، تو اب مسبوق پر سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور امام کے ساتھ کیا ہوا سجدۂ سہو کافی نہ ہوگا، اور یہاں سجدۂ سہو کا تکرار اس اعتبار سے ہے کہ اس مسبوق کی نماز حکماً دو نمازوں کے مانند ہے، کیوں کہ جن رکعتوں کو وہ پڑھ رہا ہے، ان میں وہ منفرد ہے، اس کے بعد صاحب کتاب نے لاحق کے مسئلہ کو بیان کیا ہے، اور وہ یہ کہ لاحق کا حکم چوں کہ مقتدی کی طرح ہے، اس لئے اگر اس کی فوت شدہ رکعت میں کوئی سہو ہوجائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔

لاحق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو لیکن بعد کی کسی رکعت میں مثلاً سوتے رہ جانے یا حدث لاحق ہو جانے وغیرہ کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے اسے اصطلاح میں لاحق کہتے ہیں۔ (عالمگیری: ۱/ ۹۲، کتاب المسائل: ۳۹۲)

لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا بلکہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور پھر درمیان میں کسی وجہ سے اس کی کوئی رکعت مزید چھوٹ گئی، تو اس مقتدی کو لاحق مسبوق کہتے ہیں۔

(البحر الرائق: ۱/ ۶۲۳، کتاب المسائل: ۳۹۲)

اختیاری مطالعہ

لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے

لاحق شخص پر ضروری ہے کہ اوّلاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہو کر نماز مکمل کر لے اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا ہی اپنی نماز پوری کر لے اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا۔
(عالمگیری: ۱/۹۲، بہشتی گوہر: ۱۱/۶۱)

لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے

لاحق مسبوق شخص اوّلاً وہ رکعتیں ادا کرے گا جو امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد چھٹی ہیں، اور انہیں مکمل کرنے کے بعد وہ رکعت پڑھے گا جو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چھٹی ہیں، مثلاً کوئی شخص ظہر کی ایک رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا پھر امام کی اقتداء کے دوران کسی رکعت میں سوتا رہ گیا تو بیدار ہونے کے بعد اوّلاً سونے کی وجہ سے جو رکعت چھٹی ہے اسے ادا کرے گا، اور اس میں قرأت نہیں کرے گا، اس کے بعد وہ رکعت ادا کرے گا جو پہلے چھٹی ہے اس میں قرأت کرے گا۔ (ہندیہ: ۱/۹۳، کتاب المسائل: ۳۹۳)

﴿۷۶۹﴾ وَلَا يَأْتِي الْإِمَامُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ.

ترجمہ: اور نہ کرے امام سجدۂ سہو جمعہ اور عیدین میں۔

نماز عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو، تو متأخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے، یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں کثیر مجمع کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح/۲۵۳، کتاب المسائل: ۳۱۰)

﴿۷۷۰﴾ وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ إِلَيْهِ مَالَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ وَالْمُقْتَدِي كَالْمُتَنَفِّلِ يَعُوْدُ وَلَوِ اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَإِنْ عَادَ وَهُوَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِنْ كَانَ إِلَى الْقُعُوْدِ أَقْرَبَ لَا سُجُوْدَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ عَادَ بَعْدَ مَا

اسْتَتَمَّ قَائِمًا اخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِي فَسَادِ صَلٰوتِهٖ.

لم یستو نفی جحد بلم باب افتعال استواءً مصدر ہے سیدھا ہونا۔ **استتم** فعل ماضی معروف باب استفعال استتمامًا مصدر ہے مکمل کرنا۔

ترجمہ: اور جو بھول جائے قعدۂ اولیٰ فرض نماز کا تو لوٹ آئے اس کی طرف جب تک کہ سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو، ظاہر روایت میں اور یہی صحیح ترین قول ہے، اور مقتدی نفل نماز پڑھنے والے کی طرح لوٹ آئے اگر چہ سیدھا کھڑا ہوگیا ہو، پھر اگر لوٹ جائے اور وہ کھڑے ہونے کے زیادہ قریب ہے تو سجدۂ سہو کرے اور اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، صحیح ترین قول میں، اور اگر لوٹ جائے سیدھا کھڑا ہونے کے بعد تو مختلف ہوگئی ہے، تصحیح اس کی نماز کے فساد میں۔

قعدۂ اولیٰ بھولنے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر تین یا چار رکعت والی فرض نماز میں کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول گیا، اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا پھر یاد آیا تو صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب تک سیدھا نہ کھڑا ہوا ہو تو بیٹھ جائے، پھر آگے فرماتے ہیں کہ اگر قعدہ کی جانب لوٹ آیا اور کھڑے ہونے کے زیادہ قریب تھا تو سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، اور اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، اس کے بعد فرمایا کہ اگر سیدھا ہونے کے بعد لوٹ گیا تو اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہوگئی مگر راجح یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹی، اگر چہ کھڑے ہونے کے بعد قعدہ کی طرف لوٹنا غلط ہے اور سجدۂ سہو بہر صورت واجب ہوگا۔

والمقتدی الخ: اس عبارت میں یہ بات بیان کر رہے ہیں کہ اگر مقتدی کو سہو ہو جائے اور وہ غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو اس کو امام کی اتباع میں قعدہ کی جانب لوٹ کر آنا ضروری ہے، بالکل یہی مسئلہ نفل نماز پڑھنے والے کے لئے ہے، کہ اگر وہ سیدھا کھڑا ہوگیا تو اسے بھی قعدہ کی جانب لوٹ کر آنا ضروری ہوگا، مگر یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ دو رکعت نفل کی نیت تھی اور اگر چار رکعت کی نیت باندھ رکھی ہے تو پھر قعدہ کی طرف نہ لوٹے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کر لے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ متن میں مذکورہ مسئلہ کو صاحب ہدایہ وصاحب کنز وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ تین یا چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا پھر یاد آیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور اس حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر آدھا دھڑ سیدھا ہوگیا تو پھر نہ بیٹھے بلکہ کھڑے ہو کر چاروں یا تینوں رکعتیں پوری کر لے صرف اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، کیوں کہ اس نے واجب یعنی قعدۂ اولیٰ کو ترک کر دیا ہے۔

﴿۷۷۱﴾ وَاِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ عَادَ مَالَمْ يَسْجُدْ وَسَجَدَ لِتَاخِيْرِهٖ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَاِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهٗ نَفْلاً وَضَمَّ سَادِسَةً اِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ.

ترجمہ: اور اگر بھول جائے قعدہ اخیرہ تو لوٹ آئے جب تک سجدہ نہ کرے اور سجدۂ سہو کرے اس کے مؤخر کرنے کی وجہ سے قعدہ کی فرضیت کو پھر اگر سجدہ کرے تو ہوگیا اس کا فرض نفل اور ملالے چھٹی رکعت کو اگر چاہے، اگرچہ عصر کی نماز ہی میں ہو اور ملالے چوتھی رکعت کو فجر میں۔

قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہوگیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول گیا اور رباعی نماز میں پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا یا ثلاثی نماز یعنی مغرب و وتر میں چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، یا دو رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اگلی رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے قعدۂ اخیرہ کی طرف لوٹ آئے کیوں کہ قعدہ کی طرف لوٹ آنے میں اس کی نماز کی اصلاح ہے، اور رہ گئی اگلی رکعت تو اس کو لغو کردے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے کیوں کہ اس صورت میں فرض میں بھی تاخیر ہوگئی ہے، اور واجب میں بھی تاخیر فرض تو اس لئے ہے کہ قعدہ اخیرہ فرض ہے، اور تاخیر واجب اس لئے ہے کہ لفظ سلام واجب ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر قعدہ کی طرف نہ لوٹا اور اگلی رکعت کا سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اس کی نماز فرض کے بجائے نفل بن جائے گی، اب اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملالے اور فرض نماز دوبارہ پڑھے۔

﴿۷۷۲﴾ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ.

الضم ایک چیز کو دوسری کے ساتھ جوڑنا، ملانا۔

ترجمہ: اور کوئی کراہت نہیں ہے دونوں کے اندر ملانے میں صحیح ترین قول پر۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ صحیح ترین قول کے مطابق مغرب اور فجر کی نماز میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایک اور رکعت ملالے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور علی الصحیح کی قید لگا کر اس بات کو بیان کر رہے ہیں، کہ السراج الوهاج میں جو لکھا ہے کہ تمام نمازوں میں ایسا کرسکتا ہے، علاوہ عصر کے عصر میں زائد رکعت نہیں ملائے گا کیوں کہ عصر کے بعد نوافل مکروہ ہے، اس قول کو رد کردیا ہے، کیوں کہ نوافل کی کراہت عصر کے بعد ہے نہ کہ عصر سے قبل اور یہاں مذکورہ مسئلہ میں جب تمام رکعتیں نفل ہوگئیں اور فرض دوبارہ پڑھنے کا حکم ہے تو نوافل عصر کے بعد کہاں رہیں؟ اور فتاویٰ قاضی خاں کے اندر فجر کا استثناء ہے، یعنی فجر کی نماز میں زائد رکعت نہ ملائے کیوں کہ نوافل کی کراہت فجر سے پہلے بھی ہے اور فجر کے بعد بھی، علی الصحیح کی قید لگا کر اس قول کو بھی رد کردیا ہے، کیوں کہ کراہت فجر کے بعد اس وقت ہے،

جب کہ اختیار سے ہو اور یہاں نوافل کا بن جانا بغیر اختیار کے ہے، علامہ ابن نجیم مصری البحر الرائق میں عصر اور فجر سے متعلق فرماتے ہیں کہ التطوع انما یکرہ فیھما اذا کان عن اختیار اما اذا لم یکن عن اختیار فلا وعلیہ الاعتماد وکذا فی الخانیۃ وھو الصحیح کذا فی التبیین وعلیہ الفتویٰ کذا فی المجتبیٰ وقال فی فتح القدیر والنھی عن التنفل القصدی بعدھما ۔ (البحر الرائق:۲/۱۱۳)

﴿۷۷۳﴾ وَلَا يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور نہ سجدۂ سہو کرے صحیح ترین قول میں۔

تشریح ماقبل میں آچکا ہے کہ اگر قعدہ اخیرہ بھول کر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تھا اور اس کا سجدہ بھی کر چکا تھا تو ایک اور رکعت ملا لے، اور یہ تمام رکعتیں نفل بن گئیں اسی صورت کے متعلق فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ یہاں پر نقصان فساد کی وجہ سے ہے جس کی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہو سکتی، اب فرض نماز الگ سے پڑھنی پڑے گی۔

﴿۷۷۴﴾ وَإِنْ قَعَدَ الْأَخِيْرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ إِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَإِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرىٰ لِتَصِيْرَ الزَّائِدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ.

قَامَ ماضی معروف باب (ن) قومًا وقیامًا مصدر ہے کھڑا ہونا، سیدھا ہونا۔ عَادَ ماضی معروف باب (ن) عَوْدًا مصدر ہے لوٹنا واپس ہونا اور اعادۃ باب افعال کا مصدر ہے لوٹانا، دوبارہ کرنا، بحال کرنا۔ لم یبطل نفی جحد بلم باب (ن) بُطْلَانًا مصدر ہے، بے کار ہونا، ضائع ہو جانا۔

ترجمہ اور اگر قعدہ اخیرہ کر لے پھر کھڑا ہو جائے تو لوٹ آئے اور سلام پھیر دے التحیات کے دوبارہ پڑھے بغیر پھر اگر سجدہ کر لے تو باطل نہیں ہوا اس کا فرض اور ملا لے اس کی جانب ایک اور تاکہ ہو جائیں دو زائد رکعتیں نفل اور سجدۂ سہو کرے۔

آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہو گیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد پھر تیسری یا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا، تو اس شخص کا فرض ادا ہو گیا لیکن اسے چاہئے کہ فوراً قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور قعدہ کی طرف لوٹ آنے کے بعد تشہد کا اعادہ نہ کرے بلکہ سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے، اور اگر پانچویں یا تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ چوتھی یا چھٹی رکعت بھی ساتھ ملا لے، تاکہ اخیر کی دو رکعت نفل ہو جائیں اور بقیہ فرائض لیکن سجدۂ سہو کرنا بہر صورت ضروری ہوگا، فرض نماز اس لئے پوری ہو گئی کہ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا ہمارے نزدیک واجب ہے، اور

اس صورت میں لفظ سلام ہی باقی رہ گیا تھا، اور ترک واجب سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیوں کہ ترک واجب کی وجہ سے جو نقصان پیدا ہوا ہے وہ سجدۂ سہو سے پورا ہو جائے گا۔

﴿۷۷۵﴾ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا اٰخَرَ عَلَيْهِ اسْتِحْبَابًا فَإِنْ بَنٰى اَعَادَ سُجُوْدَ السَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ.

شفع التطوع نفل کی دو رکعت والی نماز۔ **اخر علیه** اس پہلے شفع پر دوسرے شفع کی بنا کرنا صحیح نہیں۔

ترجمہ: اور اگر سجدۂ سہو کر لے نفل کے دوگانہ میں تو نہ جوڑے دوسری دو رکعت اس پر استحباب کے اعتبار سے پھر اگر جوڑ لے تو سجدۂ سہو دوبارہ کرے پسندیدہ قول کے مطابق۔

پہلی دو رکعتوں پر آخری دو رکعتوں کی بنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے نفل نماز کی دو رکعتیں پڑھیں لیکن ان میں کوئی بھول ہوگئی جس کی وجہ سے سجدۂ سہو کیا پھر اس نے چاہا کہ ان دو رکعتوں پر اور دو رکعت نفل کی بنا کرے، تو اس شخص کو بناء کی اجازت نہیں ہے، بلکہ سلام پھیر کر نئی تحریمہ کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھے دلیل یہ ہے کہ سجدۂ سہو نماز کے آخر میں مشروع کیا گیا ہے، نماز کے دو شفعوں کے درمیان مشروع نہیں ہے، اب اگر بنا کی اجازت دیدی جائے تو سجدۂ سہو کو بلا ضرورت باطل کرنا لازم آئے گا کیوں کہ سجدۂ سہو درمیان نماز میں واقع ہوگیا ہے، حالانکہ درمیان نماز میں مشروع نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اس شخص کو بنا نہیں کرنی چاہئے تھی لیکن پھر بھی اس نے بنا کر لی اور دوسری دو رکعت بھی پڑھ لی تو صحیح ہے کیوں کہ ابھی تک تحریمہ باقی ہے البتہ کیا ہوا سجدۂ سہو باطل ہو جائے گا کیوں کہ جب بنا کی تو سجدۂ سہو نماز کے درمیان میں واقع ہوگیا ہے، اس لئے یہ سجدہ غیر معتبر ہوگا، اور اس پر اصح قول کے مطابق سجدۂ سہو کا اعادہ واجب ہوگا۔

قوله اِسْتِحْبَاباً اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے صاحب بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس نفل پڑھنے والے کو بنا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ بنا کرنے میں ایک واجب کا توڑنا پایا جا رہا ہے، اور وہ سجدۂ سہو کا باطل کرنا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بناء نہ کرنا واجب ہے، نہ کہ مستحب۔ قال الطحطاوی اذا علمت ماذکر مع ظهوره یکون عدم البنا واجبًا لا مستحبًا. (طحطاوی ۲۵٦، البحر الرائق: ۲/۱۱۴)

﴿۷۷٦﴾ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدٰى بِهٖ غَيْرُهٗ صَحَّ اِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِلَّا فَلَايَصِحّ.

ترجمہ: اور اگر سلام پھیر لے وہ شخص کہ جس پر سجدۂ سہو واجب ہے، پھر اقتداء کرے اس کی کوئی دوسرا تو صحیح ہے، اگر وہ سجدۂ سہو کر لے ورنہ تو صحیح نہیں ہے۔

سجدۂ سہو کرنے والے کی اقتداء کرنا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص جس پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے سلام پھیرا ایک آدمی اس کے سلام پھیرنے کے بعد اس کی نماز میں اقتداء کی نیت کر کے شامل ہو گیا تو حکم یہ ہے کہ اگر امام نے سجدۂ سہو کیا تو یہ مقتدی اس کی نماز میں داخل ہو گیا اور اگر امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو یہ اس کی نماز میں شامل ہونے والا شمار نہیں ہوگا، کیوں کہ سلام پھیرنے کے بعد اگر اس نے سجدہ کر لیا تو کہا جائے گا کہ تحریمہ باقی ہے، اور جب تحریمہ باقی ہے تو دوسرے نمازی کا اقتداء کرنا بھی درست ہے، اور اگر سلام کے بعد سجدہ نہیں کیا تو کہا جائے گا تحریمہ باقی نہیں رہا اور جب تحریمہ باقی نہیں رہا تو اقتداء کرنا بھی درست نہ ہوگا۔

﴿۷۷۷﴾ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَاِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَالَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ اَوْ يَتَكَلَّمْ.

عَامِدًا اسم فاعل ہے باب (ض) عَمْدًا مصدر ہے جان بوجھ کر، دیدہ ودانستہ کوئی کام کرنا۔ لم یتحول نفی جحد بلم باب تفعل تَحَوُّلاً مصدر ہے پھر جانا۔

ترجمہ اور سجدۂ سہو کر سکتا ہے اگرچہ سلام پھیرا ہو جان بوجھ کر ختم کرنے کے لئے جب تک کہ قبلہ سے نہ پھر جائے یا گفتگو نہ کرے۔

کب تک سجدۂ سہو کر سکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدۂ سہو کرنا واجب تھا لیکن اس نے نماز ختم کرنے کے ارادے سے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافی صلوٰۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، رہ گیا یہ مسئلہ کہ اس نے نماز ختم کرنے کی نیت سے سلام پھیرا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خلاف مشروع ہونے کی وجہ سے لغو ہو جائے گا اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۸۷، کتاب المسائل: ۳۱۰)

﴿۷۷۸﴾ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلِّ رُبَاعِيَّةً اَوْ ثُلَاثِيَّةً اَنَّهُ اَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ.

توهم باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے کسی بات کا گمان کرنا، تصور کرنا، کسی چیز کا خیال دل میں لانا۔ مُصَلِّ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے تصلیةً مصدر ہے نماز پڑھنا اور مُصَلِّ اصل میں مُصَلِّیٌ تھا، مُتَقٍ کی طرح تعلیل ہوگی جو پہلے گزر چکی ہے۔

ترجمہ اور اگر وہم ہو جائے چار رکعت یا تین رکعت والی نماز پڑھنے والے کو کہ اس نے پوری نماز پڑھ لی

ہے، چنانچہ سلام پھیر دے پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے دو رکعت پڑھی تھی، تو پوری کرے اور سجدۂ سہو کر لے۔

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا

اس عبارت کو حل کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو شخص بھول کر درمیان نماز میں سلام پھیر دے اس کی نماز ختم نہیں ہوتی کیوں کہ قاعدہ ہے، سلام من عليه بقية من الصلاة لا يقطع الصلاة جس کی نماز ابھی باقی ہے وہ اگر بھولے سے سلام پھیر دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، اب سنئے عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیر دیا کہ یہی قعدہ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اب اس شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر وہ اپنی جگہ ہی بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ سے نہیں پھرا ہے اور نہ کوئی منافی صلوٰۃ عمل کیا ہے، تو بغیر تکبیر تحریمہ کہے اپنی سابقہ نماز پر بناء کر لے، اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے تاکہ اس نقصان کی تلافی ہو جائے جو نماز میں ہوا ہے۔ (طحطاوی/ ۲۵۷)

لیکن اگر مذکورہ نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہیں، حالاں کہ درحقیقت چار رکعت واجب تھیں مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے تو اس صورت میں سلام پھیرتے ہی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی مصری: ۱/ ۵۷۶)

﴿۹۷۷﴾ وَاِنْ طَالَ تَفَكُّرُهٗ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتّٰى اسْتَيْقَنَ اِنْ كَانَ قَدْرَ اَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ وَاِلَّا لَا.

طَالَ ماضی معروف باب (ن) طُولاً (م) ہے لمبا ہونا۔ تفکر باب تفعل کا مصدر ہے خوب غور کرنا، خوب سوچنا۔ استیقن ماضی معروف باب استفعال استیقاناً مصدر ہے یقین کرنا۔

ترجمہ اور اگر لمبا ہو جائے اس کا غور و فکر اور سلام نہ پھیرے تا آنکہ یقین نہ آجائے اگر ہوا ایک رکن ادا کرنے کی مقدار تک تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہو گیا، ورنہ نہیں۔

نماز کے دوران سوچتے رہ جانا

اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو گیا اور وہ قعدہ میں بیٹھ کر سوچتا رہا اور سلام نہیں پھیرا اور اس کی سوچ ایک رکن یعنی تین تسبیح کے بقدر ہو گئی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے ورنہ نہیں۔ (شامی بیروت: ۲/ ۴۹۱، کتاب المسائل: ۱/ ۳۱۱)

فَصْلٌ فِي الشَّكِّ

(فصل شک کے بیان میں)

﴿۷۸۰﴾ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِهَا اِذَا كَانَ قَبْلَ اِكْمَالِهَا وَهُوَ اَوَّلُ مَاعَرَضَ لَهٗ مِنَ الشَّكِّ اَوْ كَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهٗ.

شك شک وشبہ (ایک ذہنی کیفیت جو اثبات ونفی میں دائر رہتی ہے اور ذہن کوئی ایک فیصلہ نہیں کر پاتا) **اكمال** باب افعال کا مصدر ہے مکمل کرنا، پورا کرنا۔

ترجمہ باطل ہو جاتی ہے نماز اس کی رکعتوں کی تعداد میں شک میں پڑ جانے سے جب کہ ہو شک اس کو پوری کرنے سے پہلے اور یہ پہلا شک ہو جو اس کو پیش آیا ہو یا شک اس کی عادت نہ ہو۔

رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا

مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کو اپنی نماز میں یہ شک پیش آیا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار رکعتیں اور یہ شک پہلی ہی بار پیش آیا ہے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑ کر از سرنو نماز پڑھے اس کی سابقہ نماز باطل ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ شک نماز ختم ہونے سے پہلے ہوا ہو، اب رہ گئی یہ بات: **اول ماعرض له** سے کیا مراد ہے، اس سلسلہ میں قول راجح یہ ہے کہ سہو اس کی عادت نہیں ہے، بلکہ کبھی کبھار ہو جاتا ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عمر بھر کبھی سہو ہی نہیں ہوا ہے، شمس الائمہ سرخسی کی یہی رائے ہے، اور فخر الاسلام نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس نماز میں پہلا سہو یہی ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ یہی سہو پیش آیا ہے، بالغ ہونے کے بعد سے نماز کے اندر کبھی کوئی سہو واقع نہیں ہوا ہے، علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ صاحب کتاب نے **اول ما عرض له من الشك او كان الشك غير عادة له** لاکر دو متباین قولوں کو جمع کر دیا ہے، اب یہ فیصلہ بڑا مشکل ہے کہ مصنفؒ نے کس قول کو قابل اعتماد سمجھا ہے۔ (طحطاوی/۲۵۸)

﴿۷۸۱﴾ فَلَوْ شَكَّ بَعْدَ سَلَامِهٖ لَا يُعْتَبَرُ اِلَّا اَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّرْكِ.

تيقن باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے یقین کرنا۔

ترجمہ چنانچہ اگر شک ہوا اس کے سلام پھیرنے کے بعد تو اعتبار نہ کیا جائے گا، مگر یہ کہ یقین ہو جائے چھوڑ دینے کا۔

سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی، مثلاً ایک شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا سلام پھیرنے کے بعد اسے شک ہوا کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت تو یہاں پر یہی کہا جائے گا کہ اس نے چار رکعت پڑھ لی ہیں، ہاں اگر اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ تین ہی رکعت پڑھی ہیں تو کسی منافی صلاۃ عمل کرنے سے پہلے پہلے بقیہ پڑھ لے۔

﴿۷۸۲﴾ وَاِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهٖ فَاِنْ لَّمْ يَغْلِبْ لَهٗ ظَنٌّ اَخَذَ بِالْاَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنَّهَا اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ.

ترجمہ اور اگر شک اکثر ہو جاتا ہو تو عمل کرے اپنے غالب گمان کے موافق پھر اگر اس کے لئے کوئی غالب گمان نہ ہو تو کم از کم پر عمل کرے اور بیٹھ جائے ہر اس رکعت کے بعد جس کو اپنی نماز کی آخری رکعت گمان کرے۔

تکرارِ شک

فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کو شک پیش آتا رہتا ہو اور وہ ذی رائے ہو تو تحری کرے اور ظن غالب پر عمل کرے یعنی جتنی رکعت پڑھ لینے کا گمان غالب ہو اس کو بنیاد بنائے اور اگر ذی رائے نہ ہو اور کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو جتنی رکعت پڑھنے کا یقین ہو (مثلاً دو اور تین میں شک ہے تو دو کا پڑھنا یقینی ہے) اس پر بنا کرے اور ساتھ میں آگے کی ہر اس رکعت پر قعدہ کرے جہاں قعدہ اخیرہ کا احتمال ہو کیوں کہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

جاننا چاہئے کہ ذی رائے کو تحری نماز کا وظیفہ جاری رکھتے ہوئے کرنی ہے، ورنہ اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں یہی مسئلہ لکھا ہے، اور علامہ ابن الہمام کی رائے یہ ہے کہ چاہے وظیفہ موقوف کر کے سوچے اور چاہے وظیفہ جاری رکھنے کے ساتھ سوچے ہر صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، اور علامہ کشمیریؒ نے صاحب درمختار کے قول کو اظہر قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/ ۲۲۸)

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ

(سجدۂ تلاوت کا بیان)

قرآن کریم کی چودہ آیتوں کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، ان آیات کے مضامین میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فرشتوں کی مشابہت کے لئے کہیں ساری خلق خدا کے اظہار عبدیت کو اجاگر کرنے کے لئے

کہیں اہل معرفت افراد کے دلوں کی دھڑکن ظاہر کرنے کے لئے اور کہیں حکم دے کر سجدہ کی تاکید کی گئی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سجدوں کی آیات میں پانچ طرح کے مضامین ہیں (۱) انسانوں کو فرشتوں کا حال سنایا گیا ہے، (سورۂ اعراف سورۂ نحل) آسمان وزمین کا ذرہ ذرہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہے، اگر بہت سے انسان انکاری ہیں ان پر عذاب ثابت ہوگیا (سورۂ رعد سورۂ حج) انبیاء اور مؤمنین خدا کو سجدہ کرتے ہیں روتے ہیں اور اللہ کی آیتیں سن کر ان کا خشوع بڑھ جاتا ہے، (بنی اسرائیل مریم سجدہ) کفار سجدے سے انکار کرتے ہیں (الفرقان الانشقاق) سجدہ صرف اللہ کو کرو (نمل حم السجدہ النجم العلق) اور سورۃ ص میں حضرت داؤد کی آزمائش مذکور ہے جب وہ سجدے میں گر پڑے۔

سجدۂ تلاوت کی اہلیت کے شرائط

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے مثلاً مسلمان ہونا عاقل وبالغ ہونا اور حیض ونفاس سے پاک ہونا (شامی زکریا:۲/۵۸۱)

﴿۷۸۳﴾ سَبَبُهُ التِّلَاوَةُ عَلَى التَّالِيْ وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيْحِ.

ترجمہ اس کا سبب پڑھنے والے اور سننے والے کے لئے آیت سجدہ کا پڑھنا ہے صحیح مذہب میں۔

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے فی الجملہ تین اسباب ہیں، (۱) خود آیت سجدہ کی تلاوت کرنا (۲) کسی اہلیت رکھنے والے کی تلاوت کو سننا (۳) نماز باجماعت میں امام کی اقتداء میں مقتدی پر سجدہ کا وجوب جب کہ اسے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا موقع ملے خواہ مقتدی نے سجدہ کی آیت کو امام سے سنا ہو یا نہ سنا ہو۔

(شامی زکریا:۲/۵۷۷، کتاب المسائل:۴۹۴)

﴿۷۸۴﴾ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِيْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور وہ واجب ہے تاخیر کی گنجائش کے ساتھ اگر نماز میں نہ ہو۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر سجدۂ تلاوت کی آیت نماز کے اندر نہ پڑھی ہو بلکہ باہر تلاوت کی ہو تو اس میں تاخیر کی گنجائش تو ہے یعنی فوراً کرنا ضروری نہیں ہے، مگر پھر بھی تاخیر نہ کرنا بہتر ہے۔

﴿۷۸۵﴾ وَكُرِهَ تَاخِيْرُهُ تَنْزِيْهًا.

تاخیر باب تفعیل کا مصدر ہے مؤخر کرنا، لیٹ کرنا، ملتوی کرنا۔

ترجمہ: اور مؤخر کرنا اس کا مکروہ تنزیہی ہے۔

سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے

بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت جلد از جلد ادا کر لے اگر بلاوجہ تاخیر کرے گا تو کراہت تنزیہی لازم آئیگی اور اگر کسی شخص پر تلاوت یا آیت سجدہ سننے کی بناپر سجدۂ تلاوت واجب ہوا لیکن کسی وجہ سے وہ اس وقت فوراً سجدہ نہیں کر سکتا تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے، **سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير (البقرہ)** اور پھر بعد میں جب موقع ملے سجدۂ تلاوت ادا کر لے۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۳، کتاب المسائل: ۲: ۵۰۲)

﴿۷۸۶﴾ وَيَجِبُ عَلٰى مَنْ تَلَا اٰيَةً وَّلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ.

ترجمہ: اور واجب ہوتا ہے اس شخص پر جس نے آیت کو پڑھا ہو اگر چہ فارسی زبان میں ہی ہو۔

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا

کیا سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے پوری آیت سجدہ پڑھنا شرط ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ وجوب سجدہ کے لئے پوری آیت سجدہ پڑھنی ضروری ہے، اور بعض لوگ اس پر فتویٰ دیتے ہیں کہ اگر آیت سجدہ مکمل نہ پڑھے بلکہ کچھ حصہ پڑھ لیا تو بھی سجدہ کرنا واجب ہے، لیکن اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا حرف نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/ ۵۷۵) اور مصنفؒ کے قول **ولو بالفارسية** کا مطلب یہ ہے کہ عربی زبان کے علاوہ خواہ کوئی سی بھی زبان ہو انگریزی ہو یا ہندی وغیرہ۔

﴿۷۸۷﴾ وَقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ مِنْ اٰيَتِهَا كَالْاٰيَةِ فِي الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: اور حرف سجدہ کو پڑھنا کسی کلمہ کے ساتھ کہ وہ حرف سجدہ سے پہلے ہو یا اس کے بعد میں ہو اسی آیت میں سے پوری آیت کے مانند ہے صحیح مذہب کے بموجب۔

تشریح: حرف سے مراد کلمہ ہے اور کلمۂ سجدہ اور حرف سجدہ سے وہ لفظ مراد ہے جو سجدہ کی جانب مشیر ہو مثلاً سورۂ اعراف میں **وله يسجدون** پر سجدہ ہوتا ہے اس کو کلمۂ سجدہ کہا جائے گا مگر صرف **وله يسجدون** زبان سے ادا کرنے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا جب تک اس سے پہلا لفظ بھی ساتھ میں ملا کر نہ پڑھے، البتہ **سورة اقراء** میں جو کلمۂ سجدہ ہے اس کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ **مختصر البحر** میں ہے کہ اگر **واسجد** پڑھ کر ٹھہر گیا اس کے بعد ولا تطعه واقترب پڑھتا تو باوجود کہ کلمہ سجدہ **واسجد واقترب** مانا گیا ہے لیکن یہاں صرف ایک حصہ یعنی

واسجد پڑھ لینے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا، (مراقی الفلاح/۲۶۱) اور متن میں **فی الصحیح** کی قید لگا کر ان لوگوں کے قول کو رد کر دیا ہے، جنہوں نے یہ کہا ہے کہ سجدہ اس وقت واجب ہوگا جب اکثر آیت سجدہ پڑھے خواہ اکثر حرف سجدہ سے پہلے ہو یا بعد میں **وهو رواية عن محمد واختاره الزيلعي.** (حوالۂ بالا)

﴿۷۸۸﴾ وَاٰيَاتُهَا اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً فِي الْاَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْاِسْرَاءِ وَمَرْيَمَ وَاُوْلَى الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَانْشَقَّتْ وَاِقْرَاْ.

ترجمہ اور آیات سجدہ چودہ آیتیں ہیں، سورۂ اعراف میں، سورۂ رعد میں، سورۂ نحل میں، سورۂ اسراء میں، سورۂ مریم میں، اور سورۂ حج کی دو آیتوں میں سے پہلی آیت میں سورۂ فرقان میں، سورۂ نمل میں، سورۂ سجدہ میں، سورۂ ص میں، سورۂ حم سجدہ میں، سورۂ والنجم میں، سورۂ انشقت، سورۂ اقراء میں۔

سجدۂ تلاوت کی تعداد

اس عبارت میں سجدۂ تلاوت کی تعداد بیان کی ہے، اور وہ کل چودہ سورتیں ہیں جن میں آیت سجدہ موجود ہے، ان میں سے ہر سورت میں سجدہ کے مقام پر نشان موجود ہے، لیکن سورۂ حج میں صرف اول مقام میں سجدہ لازم ہے، مقام ثانی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سجدہ لازم نہیں ہے، اور سورۃ ص میں **راكعا واناب** پر سجدہ کا نشان صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ **حسن ماٰب** پر سجدہ کیا جائے، اور سورۃ حم میں **لایسئمون** پر سجدہ کرنا چاہئے۔
(ایضاح المسائل: ۳۹، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۹۷)

﴿۷۸۹﴾ وَيَجِبُ السُّجُوْدُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ وَاِنْ لَّمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ.

ترجمہ اور واجب ہوتا ہے سجدہ ہر اس شخص پر جو سن لے اگر چہ نہ ارادہ کیا ہو سننے کا۔

سجدۂ تلاوت کس پر واجب ہے؟

پورے قرآن کریم میں کل چودہ مقامات میں آیاتِ سجدہ ہیں ان آیتوں کے پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے، چاہے قرآن کریم سننے کے ارادے سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہوا ہو اور بغیر ارادے کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اگر ان مقامات میں سجدہ نہیں کریگا تو گنہگار رہوگا۔ (البحر الرائق بیروت: ۲/ ۱۲۸)

﴿۷۹۰﴾ اِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ.

ترجمہ مگر حیض اور نفاس والی عورت۔

تشریح: عورت نے حیض یا نفاس کے حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو عورت پر سجدہ واجب نہیں ہوا بعد میں سجدہ کرنا بھی اس پر لازم نہیں ہے، لیکن اگر کسی نے حالت جنابت میں سن لی ہے تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے، (بہشتی زیور: ۲/۴۳) اور اگر کوئی شخص حالت جنابت میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس پر پاک ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے، (درمختار: ۱/ ۷۱۹) اور حیض ونفاس والی عورت کو اگرچہ آیت سجدہ پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر پڑھ لے تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہاں جو شخص اس سے سن لے اس پر واجب ہوگا، اور اگر کوئی شخص حالت کفر میں آیت سجدہ پڑھے تو اگرچہ خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں لیکن اگر کوئی مسلمان اس کو آیت سجدہ پڑھتے ہوئے سن لے تو اس مسلمان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا اور اگر بچہ آیت سجدہ پڑھے اور وہ سمجھ دار ہو اگرچہ بچہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں لیکن اس سے آیت سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائیگا۔ (مستفاد کتاب المسائل/ ۵۰۰)

﴿۷۹۱﴾ وَالإمَامَ وَالمُقْتَدِیْ بِه.

ترجمہ: اور (مگر) امام اور اس شخص پر جو اس کی اقتداء کر رہا ہے۔

مقتدی اگر امام کے پیچھے آیت سجدہ پڑھ دے؟

یہ عبارت بھی اِلا کے تحت ہے، اصل عبارت اس طرح ہے وَاِلاَّ الامام الخ اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور اس دوران وہ آیت سجدہ پڑھ دے تو نہ اس پر سجدہ واجب ہوگا اور نہ اس کے امام پر، نہ نماز کے دوران اور نہ اس کے بعد اور اگر اس نے اتنی زور سے پڑھی کہ دوسروں نے سن لی تو اس میں تفصیل ہے (۱) اگر سننے والا اسی مقتدی کی نماز کے ساتھ شامل ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، (۲) اگر سننے والا اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو جائے گا، لیکن وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے ادا کرے گا، (۳) اسی طرح اگر مقتدی سے آیت سجدہ سننے والا نماز نہ پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/ ۷۲۱، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۶۳)

﴿۷۹۲﴾ وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوا بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ سَجَدُوا فِيْهَا لَمْ تُجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

سمعوها فاعل کی ضمیر امام اور مقتدیوں کی جانب راجع ہے، ها ضمیر مفعول آیت سجدہ کی جانب راجع ہے۔ غیرہ ضمیر کا مرجع مقتدی ہے۔ فیها ضمیر صلوٰۃ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ: اور اگر سن لیں اس کو اس کے علاوہ سے تو سجدہ کریں نماز کے بعد اور اگر سجدہ کر لیں نماز میں تو ان کو کافی نہ ہوگا، اور نہ ان کی نماز فاسد ہوگی، ظاہر روایت میں۔

نمازی کا غیر نمازی سے آیت سجدہ سننا

اگر کچھ لوگوں نے نماز پڑھتے ہوئے کسی ایسے شخص سے سجدہ کی آیت سنی جوان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، تو یہ لوگ نماز میں سجدہ نہ کریں کیوں کہ یہ سجدہ نماز کا سجدہ نہیں ہے، بلکہ نماز کے بعد کریں کیوں کہ سجدہ کا سبب یعنی آیت کا سننا پایا گیا، اور اگر ممانعت کے باوجود نماز ہی میں سجدہ کرلیا تو وہ معتبر نہ ہوگا، پھر دوبارہ نماز کے بعد بھی کرنا پڑے گا، اور گناہ بھی ہوگا، لیکن نماز بھی فاسد نہ ہوگی اس لئے نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نماز کا فاسد نہ ہونا اس لئے ہے کہ نماز یا تو فاسد ہوتی ہے، کسی رکن کو ترک کردینے سے یا فاسد ہوتی ہے منافیٔ نماز پیش آنے سے اور یہاں دونوں باتیں نہیں پائی گئیں، کیوں کہ سجدہ نماز کے منافی نہیں ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ مصنفؒ نے ظاہر الروایۃ کی قید لگا کر نوادر کی روایت کو نکال دیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ ان لوگوں نے نماز کے اندر ایسی چیز کا اضافہ کیا ہے، جو نماز کے افعال سے نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۶۳)

﴿۷۹۳﴾ وَيَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارْسِيَّةِ اِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ.

ترجمہ: اور واجب ہو جائے گا (آیت سجدہ کا ترجمہ) فارسی (یعنی عربی کے علاوہ) سن لینے سے بھی اگر اس کو سمجھ جائے معتمد مذہب کے مطابق۔

کیا آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟

اگر آیت سجدہ کا ترجمہ کسی نے پڑھا یا سنا اور وہ یہ جانتا ہے، کہ یہ آیت سجدہ ہی کا ترجمہ ہے، تو اس پر احتیاطاً سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور اگر اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۵۷۷، تقریرات رافعی: ۱/ ۱۰۵، کتاب المسائل: ۴۹۷)

﴿۷۹۴﴾ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِيْ وُجُوْبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ نَائِمٍ اَوْ مَجْنُوْنٍ.

ترجمہ: اور مختلف ہوگئی تصحیح (اختلاف ہوا ہے صحیح مذہب قائم کرنے میں) اس کے وجوب میں سننے کے ذریعہ سونے والے سے یا پاگل سے۔

سوتے ہوئے شخص سے آیت سجدہ سننا

اگر کسی سونے والے شخص نے سوتے ہوئے آیت سجدہ پڑھی تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں راجح یہ ہے کہ واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/ ۶۸۲، کتاب المسائل: ۴۹۹)

مجنون شخص کا آیت سجدہ پڑھنا

مجنون کے تین درجات ہیں، (۱) جنون کا سلسلہ ایک دن ایک رات کے اندر اندر رہنا ایسی صورت میں آیت سجدہ پڑھنے سے خود پڑھنے والے پر اور اس سے سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۲) اگر جنون کا سلسلہ ایک دن ایک رات سے زیادہ ہے، لیکن بعد میں افاقہ بھی ہوجاتا ہے، تو پڑھنے والے پر تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے لیکن اس سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۳) اور اگر جنون کا سلسلہ اس طرح مسلسل ہے کہ کبھی افاقہ ہی نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں نہ تو پڑھنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اور نہ سننے والے پر۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۲، کتاب المسائل: ۵۰۰)

اختیاری مطالعہ

سوتے ہوئے آیت سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص سوتے ہوئے سجدہ کی آیت پڑھے اور جاگنے کے بعد اسے بتایا جائے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے، تو اس شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کے اعتبار سے واجب ہے، اور دوسری روایت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ (اس لئے احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کرلیا جائے)
(شامی زکریا: ۲/۵۸۱، کتاب المسائل: ۴۹۹)

﴿۷۹۵﴾ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدَىٰ۔

طَیْرٌ پرندے واحد طَائِرٌ جمع طُیُوْرٌ. اَلصَّدَیٰ آوازِ بازگشت پہاڑ وغیرہ میں گونج کر لوٹنے والی آواز۔

ترجمہ اور واجب نہیں ہوتا آیت سجدہ سننے سے پرندہ یا گونج کے ذریعہ۔

پرندے سے آیت سجدہ سننا

اگر کسی طوطے یا مینا وغیرہ کو سجدہ کی کوئی آیت رٹا دی جائے، تو اس سے سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۳، کتاب المسائل: ۵۰۱)

آیت سجدہ کی بازگشت

اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی صدائے بازگشت (پہاڑ یا بڑی عمارتوں سے ٹکرا کر آنے والی آواز) کو سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (حوالۂ بالا)

اختیاری مطالعہ

ریڈیو پر آیت سجدہ کی تلاوت

اگر ریڈیو پر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، کیوں کہ ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کر کے نشر کئے جاتے ہیں، البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا کیوں کہ اسے لاؤڈ اسپیکر کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے۔

ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کا حکم

ٹیپ ریکارڈ میں بھری جانے والی آواز بھی بظاہر صدائے بازگشت کے مشابہ ہے، اس لئے اکثر مفتیان ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کو موجب سجدۂ تلاوت قرار نہیں دیتے، لیکن بعض محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے کیوں کہ جب وہ آواز آلۂ غیر مختار سے نکل رہی ہے تو اس کا انتساب آلہ کی طرف نہ ہو کر تلاوت کرنے والے ہی کی طرف ہوگا، جس کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے، اسی بنا پر احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کر لیا جائے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول جدید ایڈیشن/ ۱۲۶/ ۱۲۷ کتاب المسائل/ ۵۰۱)

﴿۷۹۶﴾ وَتُؤَدّٰی بِرُکُوْعٍ اَوْ سُجُوْدٍ فِی الصَّلٰوۃِ غَیْرِ رُکُوْعِ الصَّلٰوۃِ وَسُجُوْدِھَا.

ترجمہ: اور ادا ہو جاتا ہے رکوع یا سجدہ کر لینے سے نماز میں نماز کے رکوع اور اس کے سجدہ کے علاوہ۔

تشریح: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں آیت سجدہ پڑھ لینے سے جو سجدہ واجب ہوتا ہے، اس کے لئے مسنون شکل تو یہ ہے کہ ایک مستقل سجدہ کرے اور اگر سجدہ کے بجائے ایک زائد رکوع کرے تب بھی ادا ہو جائے گا، نیز یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی نماز والے رکوع سے تو ہو جائے گی بشرطیکہ سجدۂ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لی ہو لیکن اگر سجدۂ تلاوت کی ادائیگی خارج نماز رکوع سے کرے تو سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا، اسی کو علامہ طحطاوی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، (فی الصلوۃ) ھذا القید بالنسبۃ الی الرکوع فقط فلا یجزی عنھا رکوع فی خارجھا لان الاثر انما ورد فیما اذا رکع فیھا فقط فیقتصر علی مورد الاثر. طحطاوی علی مراقی الفلاح/ ۲۶۴

﴿۷۹۷﴾ وَیُجْزِئُ عَنْھَا رُکُوْعُ الصَّلٰوۃِ اِنْ نَوَاھَا وَسُجُوْدُھَا وَاِنْ لَّمْ یَنْوِھَا اِذَا لَمْ یَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَۃِ بِاَکْثَرَ مِنْ اٰیَتَیْنِ.

لم ینقطع نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب انفعال **انقطاعاً** مصدر ہے ختم ہو جانا، جیسے **اِنْقطعَ الحَرُّ اَوِ البَرْدُ** گرمی یا سردی ختم ہوگئی۔ **فور** ہر چیز کا ابتدائی وقت، ابتدائی حالت، جوش **فَارَ یفورُ فوراً** ابلنا۔ **عنها** ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔ **نواها** ضمیر کا مرجع سجدہ ہے۔ **سجودها** ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔ **ینوها** ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔

ترجمہ: اور کافی ہو جاتا ہے، سجدۂ تلاوت کی طرف سے نماز کا رکوع اگر اس کی نیت کر لے اور اس کا سجدہ اگر چہ اس کی نیت نہ کی ہو جب کہ ختم نہ ہوا ہو تلاوت کا جوش دو آیتوں سے زیادہ کے ذریعہ۔

(۱) نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی

اس عبارت میں مندرجہ ذیل مسائل کا بیان ہے، (۱) گر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور اس کے فوراً بعد (دو یا تین آیتوں کے بعد) رکوع کر لیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو اس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا اور اگر تین آیتوں سے تاخیر ہوگئی تو اب رکوع کافی نہ ہوگا بلکہ الگ سے سجدہ کرنا ہوگا۔ (درمختار زکریا: ۲/۵۸۶)

(۲) رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے نیت شرط ہے

اگر رکوع کے ذریعہ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کی جائے تو اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت ضروری ہے، حتی کہ اگر جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کر لیا اور رکوع ہی کی حالت میں سجدہ کی نیت کر لی لیکن مقتدیوں نے نیت نہیں کی تو مقتدیوں پر امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ تلاوت کر کے قعدہ کرنے کے بعد سلام پھیرنا ہوگا ورنہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، (اس لئے ایسی صورت میں امام کو چاہئے کہ وہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے تا کہ بعد میں نماز والے سجدہ سے سب کا سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جائے جیسا کہ آگے مسئلہ آ رہا ہے) (درمختار زکریا: ۲/۵۸۷، البحرالرائق: ۲/۱۳۴)

(۳) آیت سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں

اگر آیت سجدہ پڑھی اور اس کے بعد فوراً یعنی تین آیتوں سے زائد فصل کئے بغیر رکوع اور سجدہ کر لیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ کے ساتھ ادا ہو جائے گا۔ (درمختار زکریا: ۲/۵۸۸)

اختیاری مطالعہ

امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا

امام سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی سمجھے کہ امام رکوع میں ہے، تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا رکوع چھوڑ کر سجدہ ادا کر لیں خواہ امام کے سجدہ کے بعد ہی ہو۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۵۰۷-۵۰۸)

﴿۷۹۸﴾ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ اِمَامٍ فَلَمْ يَأْتَمَّ بِهٖ اَوِ اءْتَمَّ فِی رَكْعَةٍ اُخْرىٰ سَجَدَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ فِی الْاَظْهَرِ.

اِئْتَمَّ فعل ماضی معروف باب افتعال اِئْتِمَام مصدر ہے اقتداء کرنا۔

ترجمہ: اور اگر سنا امام سے پھر اس کی اقتداء نہیں کی یا اقتداء کی دوسری رکعت میں تو سجدہ کرے نماز سے باہر ظاہر ترین قول میں۔

غیر نمازی کا امام سے آیت سجدہ سننا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کو ایسے آدمی نے سنا جو اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، اور نہ آیت سجدہ کو سن کر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تو نماز سے باہر سجدہ کرنا واجب ہوگا اس لئے کہ سجدہ کا سبب یعنی آیت سجدہ کو سننا پایا گیا، اور اگر اس نے دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شرکت کی تو نماز سے فراغت کے بعد سجدۂ تلاوت کرے کیوں کہ جب اس شخص نے اس رکعت کو نہیں پایا جس میں آیت سجدہ پڑھی گئی ہے تو اس نے نہ قرأت کو پایا اور نہ اس کے متعلقات یعنی سجدہ کو پایا اور جب سجدہ کو نہیں پایا تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہوگا۔

تنبیہ: فی الاظہر بعض نسخوں میں مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ دوسری رکعت میں اقتداء کرنے سے سجدۂ تلاوت ساقط ہو جائے گا مگر صحیح بات وہی ہے جو تشریح میں آچکی ہے۔

﴿۷۹۹﴾ وَاِنِ اءْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ اِمَامِهٖ لَهَا سَجَدَ مَعَهٗ فَاِنِ اقْتَدىٰ بِهٖ بَعْدَ سُجُوْدِهَا فِی رَكْعَتِهَا صَارَ مُدْرِكًا لَهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا اَصْلًا.

اصلاً کبھی نہیں، ہرگز نہیں، بالکل نہیں۔ بہ ضمیر کا مرجع امام ہے، لہا ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔

ترجمہ: اور اگر اقتداء کرے اپنے امام کے سجدۂ تلاوت سے پہلے تو سجدہ کرے اس کے ساتھ اور اگر اقتداء کر لے اس کی اس کے سجدۂ تلاوت کے بعد اسی رکعت میں تو ہوگا پانے والا اس کو حکمی طور پر چنانچہ سجدہ نہیں کرے گا اس کا بالکل۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کو ایسے شخص نے سنا جو اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، پھر یہ شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا، تو اب دو صورتیں ہیں، (۱) امام کے سجدہ کرنے سے پہلے شامل ہوا (۲) امام کے سجدہ کرنے کے بعد شامل ہوا، اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو امام کے ساتھ سجدہ کرے کیوں کہ یہ شخص اگر آیت سجدہ کو نہ سن پاتا اس طریقہ سے کہ امام آہستہ پڑھتا تو بھی امام کے ساتھ سجدہ کرنا واجب ہوتا پس اس صورت میں جب کہ اس نے آیت سجدہ کو سنا بھی ہے، بدرجۂ اولیٰ امام کے ساتھ سجدہ کرنا واجب

ہے، اور اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو اب اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ رہا کیوں کہ اس رکعت کو پالینے کی وجہ سے وہ شخص حکماً سجدہ پانے والا بھی ہوگیا۔

﴿۸۰۰﴾ وَلَمْ تُقْضَ الصَّلٰوتِيَّةُ خَارِجَهَا.

ترجمہ: اور ادا نہیں کیا جا سکتا سجدہ صلوتیہ (یعنی ہر وہ سجدہ جو نماز میں واجب ہوا تھا) نماز سے باہر۔

سجدۂ صلوتیہ کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وہ سجدہ جو نماز کے اندر آیت سجدۂ تلاوت کرنے کی وجہ سے واجب ہوا، لیکن نماز میں سجدہ نہیں کیا، تو نماز سے باہر ادا کرنے سے ادا نہ ہوگا، اب آگے تفصیل یہ ہے کہ اگر سجدۂ تلاوت فوراً نماز میں کرنا بھول گیا تو منافی نماز عمل کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے تو سجدۂ تلاوت ادا کرلے اس کے بعد سجدۂ سہو کرکے نماز مکمل کرے اور اگر سجدۂ تلاوت کرنا یاد ہی نہ آیا تو سجدہ نہ کرنے کا گناہ اس کے ذمہ رہ جائے گا، اور اس کی تلافی صرف توبہ سے ہے، اللہ تبارک وتعالی سے امید ہے کہ معاف فرمادے گا، اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور قصداً سجدۂ تلاوت چھوڑ دیا تو اگرچہ وہ گنہگار ہوگا اور اس پر توبہ لازم ہوگی لیکن نماز درست ہوجائے گی، اور اس سجدہ کی قضا بعد میں لازم ہوگی۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۷۲۲-۷۲۳، مستفاد کتاب المسائل: ۵۰۳)

﴿۸۰۱﴾ وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ ثُمَّ اَعَادَ فِيْهَا سَجَدَ اُخْرٰى.

ترجمہ: اور اگر تلاوت کی نماز سے باہر پھر سجدہ کرلیا پھر دوبارہ پڑھا نماز میں تو دوبارہ سجدہ کرے۔

آیت سجدہ کا تکرار

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے نماز سے باہر آیت سجدۂ تلاوت کرکے سجدۂ تلاوت کرلیا، پھر نماز میں داخل ہوکر اسی آیت سجدہ کی تلاوت کی تو اس پر نماز کے اندر تلاوت کرنے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

﴿۸۰۲﴾ وَاِنْ لَّمْ يَسْجُدْ اَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

كفت ماضی معروف باب (ض) كفاية مصدر ہے کافی ہونا، دوسری چیز سے بے نیاز کرنا۔

ترجمہ: اور اگر سجدہ نہیں کیا پہلی مرتبہ تو کافی ہوگا اس کو ایک ہی سجدہ (جو نماز میں ادا کرے گا) ظاہر روایت میں۔

آیت سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا

اس عبارت میں سجدۂ تلاوت کے تداخل کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کی

اور سجدہ نہیں کیا حتی کہ کسی نفل یا فرض نماز میں داخل ہو گیا، پھر اسی آیت سجدہ کی دوبارہ تلاوت کی اور نماز ہی میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہ دونوں تلاوتوں کے لئے کافی ہوگا حتی کہ اگر اس نے نماز میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اس سے دونوں آیتوں کے سجدے ساقط ہو جائیں گے، اور وہ ترک سجدہ پر گناہگار ہوگا، ظاہر روایت کی قید لگا کر نوادر کی روایت کو نکال دیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ نماز کے اندر سجدۂ تلاوت کرنے سے ایک سجدہ ادا ہوگا دوسرا سجدہ نماز سے فراغت کے بعد ادا کرنا ضروری ہے۔ (طحطاوی مع مراقی الفلاح:/ ۲۶۸)

﴿۸۰۳﴾ كَمَنْ كَرَّرَهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ.

ترجمہ: جیسے وہ شخص (ایک ہی سجدہ کافی ہو جاتا ہے) جس نے بار بار پڑھا ہو اس کو ایک ہی مجلس میں نہ کہ دو مجلسوں میں۔

ایک مجلس میں متعدد بار آیت سجدہ پڑھنا یا سننا

فرماتے ہیں کہ جیسے ماقبل کے مسئلہ میں دونوں تلاوتوں کی طرف سے ایک ہی سجدہ کافی ہے، اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ بار بار پڑھی، یا ایک ہی مجلس میں رہتے ہوئے اسے بار بار سنا تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، درمختار مصری: ۱/ ۲۶۷ ایسے ہی اگر کسی شخص نے آیت سجدہ پڑھی پھر سجدہ کر لیا اس کے بعد پھر مجلس میں رہتے ہوئے اسی آیت کا تکرار کرتا رہا تو اس پر مزید کوئی سجدہ واجب نہ ہوگا بلکہ پہلا ہی سجدہ کافی ہو جائے گا، (درمختار/ ۲۷۷) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر ایک آیت سجدہ ایک مجلس میں پڑھی یا سنی پھر مجلس بدل گئی تو بعد میں اگر چہ وہی آیت دہرائی گئی ہو مگر دوبارہ سجدہ واجب ہوگا۔

اختیاری مطالعہ

تکرار وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں

آیات سجدہ کے متعدد بار واجب ہونے کے لئے تین میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے، (۱) اگر ایک مجلس میں بیٹھ کر متعدد آیات سجدہ پڑھیں تو ہر ایک پر الگ الگ سجدہ واجب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ مجلس ایک ہے، لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہو، کیوں کہ ہر آیت مستقل طور پر وجوب سجدہ کا سبب ہے، (۲) اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص یا اشخاص سے الگ الگ آیت سجدہ سنیں تو ہر آیت سجدہ پر مستقل سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۳) پڑھنے والے یا سننے والی کی مجلس بدل جانا (اور مجلس کی تبدیلی کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے) (شامی زکریا: ۵۹۰-۵۹۱)

﴿۸۰۴﴾ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْهُ وَلَوْ مُسْدِيًا اِلٰى غُصْنٍ وَبِالْاِنْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ

اِلٰی غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِی نَهْرٍ اَوْ حَوْضٍ کَبِیْرٍ فِی الْاَصَحِّ.

مسدیا سَدیٰ یَسْدِیْ سَدْیًا باب (ض) الثوب کپڑے کا تانا تننا۔ غصن ٹہنی جمع اغصان. عوم باب نصر کا مصدر ہے عام یعوم عوماً تیرنا، باب نصر سے ہے۔

ترجمہ: اور مجلس بدل جائے گی اس سے منتقل ہونے سے اگر چہ تانا تنتے ہوئے ہو ایک لکڑی سے دوسری لکڑی تک اور منتقل ہونے سے ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف اور تیرنے سے کسی نہر میں یا بڑی حوض میں صحیح ترین قول میں۔

تبدیلی مجلس

اس عبارت میں فاضل مصنف رحمہ اللہ مجلس کی تبدیلی کی صورتوں کو بیان فرما رہے ہیں، (۱) حقیقی مثلاً ایک جگہ سے اٹھ کر دو چار قدم اِدھر اُدھر چلے جانا یا مسجد یا کمرہ سے باہر نکل جانا، (۲) حکمی مثلاً ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے کسی ایسے کام میں مشغول ہو جانا جو عرف میں الگ سمجھا جاتا ہے، جیسے پڑھتے پڑھتے درمیان میں دسترخوان بچھا کر کھانے لگنا وغیرہ تو ان اعمال کے بعد اگر وہی آیت دوبارہ پڑھے گا پھر بھی مکرر طور پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا، (۳) تانا تننے کی آمد و رفت میں وجوب سجدہ مکرر ہو جائے گا، یعنی تانا تنتے وقت اگر ایک آیت سجدہ کو بار بار تلاوت کیا تو جتنی بار تلاوت کی ہے اسی قدر سجدے واجب ہوں گے، کیوں کہ اس آمد و رفت میں مجلس بدل جاتی ہے، (۴) اگر درخت کی ایک شاخ پر بیٹھ کر ایک آیت سجدۂ تلاوت کی پھر دوسری شاخ کی طرف منتقل ہو کر اسی آیت کو دوبارہ پڑھا تو دو سجدے واجب ہوں گے، (۵) اسی طریقہ سے اگر ایسی نہر میں یا بڑی حوض میں ہے کہ جس میں عام طور پر لوگ تیرتے ہیں اور وہ تیراک تیرتے ہوئے آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے تو جتنی بار تلاوت کرے گا اتنے ہی سجدے واجب ہو جائیں گے۔

فائدہ: بڑا حوض جو ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے، اس کا مدار اگر چہ پانی کی کثرت پر ہے، لیکن فقہاء نے سہولت کے لئے اس کا اوپری رقبہ کم از کم دس ہاتھ لمبائی (برابر ۴۰/ ذراع مربع) چوڑائی متعین کیا ہے، جس کی پیمائش نئے پیمانوں کے اعتبار سے ۲۲۵/ مربع فٹ یا ۲۰/ میٹر ہے۔ (الاوزان المحمودہ/ ۱۰۱ کتاب المسائل/ ۸۸)

﴿۸۰۵﴾ وَلَا یَتَبَدَّلُ بِزَوَایَا الْبَیْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ کَبِیْرًا وَلَا بِسَیْرِ سَفِیْنَةٍ وَلَا بِرَکْعَةٍ وَبِرَکْعَتَیْنِ وَشُرْبَةٍ وَاَکْلِ لُقْمَتَیْنِ وَمَشْیِ خُطْوَتَیْنِ وَلَا بِاتِّکَاءٍ وَّقُعُوْدٍ وَقِیَامٍ وَرُکُوْبٍ وَنُزُوْلٍ فِی مَحَلِّ تِلَاوَتِهٖ وَلَا بِسَیْرِ دَابَّتِهٖ مُصَلِّیًا.

زوایا واحد زاویۃ گھر کا کونہ بیت جمع ابیات فلیٹ سفینۃ کشتی جمع سُفُنٌ شربۃ سیراب ہونے کے اندازہ

کا پانی **خطوتین** تثنیہ ہے اس کا واحد **خُطوۃ** جمع **خُطوات** دوقدموں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۳۰/ انچ۔ **اتکاء** باب افتعال کا مصدر ہے ٹیک لگانا۔ **دابّۃ** زمین پر چلنے والا جانور، اکثر استعمال اس چوپائے پر ہوتا ہے جو سواری یا بوجھ لادنے کے کام آتا ہے جمع **دَوَابُّ** تصغیر **دُوَیْبَّۃٌ**.

ترجمہ: اور نہیں بدلتی فلیٹ کے گوشوں سے اور مسجد کے گوشوں سے اگر چہ بڑی ہو اور نہ کشتی کے چلنے سے اور نہ ایک دو رکعت پڑھنے سے اور نہ پانی پینے سے اور نہ ایک دو لقمہ کھانے سے اور نہ دو قدم چلنے سے اور نہ ٹیک لگانے سے اور نہ بیٹھنے اور نہ کھڑے اور نہ سوار ہونے اور نہ اترنے سے اپنی تلاوت کی جگہ میں اور نہ اپنی سواری کے چلنے سے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔

مجلس نہ بدلنے کی چند صورتیں

اس عبارت میں صاحب نورالایضاح نے مجلس نہ بدلنے کی چند صورتوں کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کمرے یا فلیٹ کے اندر رہتے ہوئے اس کے کونوں میں گھوم پھر کر آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے، تو یہ پورا کمرہ ایک ہی مجلس کی درجہ میں ہے، لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہوگا ایسے ہی پوری مسجد بھی مجلس واحد کے درجہ میں ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں: **والحاصل ان ماله حكم المكان الواحد كا المسجد والبيت.** آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر چلتی سواری مثلاً ہوائی جہاز کشتی یا کار اور بس وغیرہ میں ایک ہی آیت سجدہ متعدد بار پڑھی تو بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، البتہ اگر کسی جانور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر سواری کر رہا ہے، تو ہر مرتبہ کے لئے الگ سجدہ کرنا ہوگا، (درمختار زکریا: ۲/۵۹۴)

آگے فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے آیت سجدہ پڑھی اور پھر دو رکعت نماز پڑھ لی اس کے بعد اس آیت کو دہراتا رہا یا آیت سجدہ پڑھی اور پھر پانی پی لیا یا ایک دو لقمہ کھانا کھالیا یا ایک دو قدم چل پڑا، اور پھر وہی آیت سجدہ پڑھی تو یہ سب اعمال مجلس واحد ہی کے درجہ میں ہیں ایسے ہی سیدھا بیٹھا تھا، اور آیت سجدہ پڑھی پھر ٹیک لگا کر پڑھتا رہا یا کھڑا تھا بیٹھ گیا یا بیٹھا تھا کھڑا ہوگیا یا اپنی تلاوت کی جگہ میں رہتے ہوئے سوار ہوگیا یا سوار تھا اسی جگہ اتر گیا تو ان تمام صورتوں میں ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، پھر اخیر میں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص سواری پر سوار جا رہا ہے، اور وہ نماز میں مشغول ہے، اور آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے، تو یہ بھی مجلس واحد کے درجہ میں ہے، کیوں کہ نماز کا صحیح ہو جانا اتحاد مکان کی واضح دلیل ہے، ہاں اگر نماز میں مشغول نہیں ہے، اور آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے، تو ہر مرتبہ پڑھنے پر الگ الگ سجدہ لازم ہوگا۔

(البحرالرائق: ۲/۱۳۵)

﴿۸۰۶﴾ وَيَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهٖ وَقَدِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِي لَا

بِعَكْسِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ.

ترجمہ: اورمکرر ہو جاتا ہے وجوب سننے والے پر اس کی مجلس بدل جانے سے حالاں کہ (اگر چہ) ایک ہی ہو پڑھنے والے کی مجلس نہ کہ اس کے عکس میں صحیح ترین مذہب پر۔

مجلس بدلنے کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ اگر آیت سجدہ سننے والے کی مجلس بدل گئی اور تلاوت کرنے والے کی مجلس نہیں بدلی تو بالاتفاق وجوب سجدہ سامع پر مکرر ہوگا کیوں کہ سامع کے حق میں سجدۂ تلاوت واجب ہونے کا سبب سننا ہے، اور چونکہ مجلس بدلنے کی وجہ سے سننا مکرر ہو گیا ہے، اس لئے وجوب سجدہ بھی مکرر ہوگا، اور اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدل گئی لیکن سننے والے کی مجلس نہیں بدلی اس طرح کہ سامع اپنی جگہ کھڑا ہوا اور پڑھنے والا چلتا پھرتا رہے اور منتقل ہوتا رہے، تو علامہ فخر الاسلام کے قول کے مطابق اس صورت میں بھی سجدہ کا وجوب سامع پر مکرر ہوگا، صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں سامع پر وجوب سجدہ مکرر نہیں ہوگا، کیوں کہ سامع کے حق میں سجدہ واجب ہونے کا سبب سماع ہے اور سماع کی مجلس میں تکرار نہیں ہوا لہٰذا اس پر وجوب سجدہ بھی مکرر نہ ہوگا۔

﴿۸۰۷﴾ وَكُرِهَ اَنْ يَّقْرَأَ سُوْرَةً وَّيَدَعَ اٰيَةَ السَّجْدَةِ لَاعَكْسُهٗ.

يدع فعل مضارع معروف باب (ف) ودعًا مصدر ہے چھوڑنا۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ سورت پڑھے اور چھوڑ دے آیت سجدہ نہ کہ اس کا عکس۔

آیت سجدہ چھوڑ دینا

صاحب نوارالایضاح فرماتے ہیں کہ نماز یا غیر نماز میں پوری سورت کو پڑھنا اور آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے، وجہ کراہت یہ ہے کہ یہ عمل آیت سجدہ سے اعراض کرنے کے مشابہ ہے، اور قرآن کریم کی کسی آیت سے اعراض کرنا حرام ہے، کیوں کہ یہ تو کفر ہے، پس جب حقیقتاً اعراض کرنا حرام ہے تو جو چیز اس کے مشابہ ہے وہ مکروہ ضرور ہوگی، اور اگر کسی نے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور باقی پوری سورت کو چھوڑ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ یہ سجدہ کی طرف پیش قدمی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح/۲۷۰)

﴿۸۰۸﴾ وَنُدِبَ ضَمُّ اٰيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ اِلَيْهَا.

اِلَيْهَا ضمیر کا مرجع آیت سجدہ ہے۔

ترجمہ: اور مستحب ہے ایک یا زیادہ آیتوں کا ملانا اس کی طرف۔

آیت سجدہ کے ساتھ دوسری آیت ملانا

فرماتے ہیں کہ پسندیدہ اور افضل یہ ہے کہ آیت سجدہ سے پہلے ایک یا دو آیتیں پڑھ لے، تا کہ یہ وہم نہ ہو کہ آیت سجدہ کو اوروں پر فضیلت ہے، حالاں کہ تمام آیتیں کلام اللہ ہونے کے اعتبار سے برابر ہیں اگر چہ بعض آیات کو صفات باری کے ذکر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فضیلت ہے۔ (حوالۂ بالا)

﴿۸۰۹﴾ وَنَدُبَ اِخْفَاؤُهَا مِنْ غَيْرِ مُتَأَهِّبٍ لَهَا.

اخفاء باب افعال کا مصدر ہے پوشیدہ رکھنا، چھپانا، یہاں پر مراد آہستہ پڑھنا ہے۔ **متاهب** اسم فاعل ہے باب تفعل سے **تَأَهَّبَ يَتَأَهَّبُ تَأَهُّباً** تیار ہونا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے اس کا آہستہ پڑھنا ایسے شخص کے سامنے جو تیار نہ ہو سجدہ کے لئے۔

آیت سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

اگر کوئی شخص جہراً تلاوت کر رہا ہو اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اپنے کاموں میں مشغولی کی وجہ سے سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں، تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب آیت سجدہ آئے تو آہستہ پڑھے تا کہ سننے والوں پر سجدہ ہی نہ ہو اور اگر پڑھنے والا تنہا ہو تو اب اسے اختیار ہے، خواہ جہراً پڑھے یا سراً اور اگر وہاں ایسے لوگ موجود ہوں کہ سجدۂ تلاوت ان پر شاق نہ گزرے گا اور ان کو سجدۂ تلاوت سے کوئی چیز مانع بھی نہیں ہے، تو پھر زور سے پڑھنا افضل ہے، **لِاَنَّ فی هذا حثًّا لهم علی الطاعة** (طحطاوی/۲۷۱)

﴿۸۱۰﴾ وَنَدُبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُوْدُ لَهَا.

ترجمہ: اور مستحب ہے کھڑا ہونا پھر سجدہ کرنا اس کے لئے۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو لیکن یہ لازم نہیں اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کر لے گا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اس شخص کے لئے جس نے سوار ہونے کی حالت میں آیت سجدہ پڑھی سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (طحطاوی/۲۷۱)

﴿۸۱۱﴾ وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهٗ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيْهَا وَلَا يُؤْمَرُ التَّالِيْ بِالتَّقَدُّمِ وَلَا

السَّامِعُوْن بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا.

اصطفاف باب افتعال کا مصدر ہے لائن لگانا، صف بستہ ہونا۔

ترجمہ: اور نہ اٹھائے سننے والا اپنے سر کو اس سے آیت سجدہ پڑھنے والے سے پہلے اور نہ حکم دیا جائے آیت سجدہ پڑھنے والے کو آگے بڑھنے کا اور نہ سننے والوں کو صف لگانے کا پس وہ جیسے بھی ہوں سجدہ کرلیں۔

اجتماعاً سجدہ کا طریقہ

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے خارج نماز آیت سجدہ پڑھی اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنھوں نے آیت سجدہ سنی اب یہ سب لوگ سجدہ کرنا چاہتے ہیں، تو ان کے لئے افضل اور بہتر یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے والا اوّلاً سجدہ میں جائے پھر یہ سب سامعین اس کے بعد جائیں، ایسے ہی پہلے تلاوت کرنے والا اپنا سر اٹھائے پھر یہ لوگ سجدہ سے اٹھیں آگے فرماتے ہیں کہ یہ چونکہ حقیقتاً اقتداء نہیں ہے، اسی وجہ سے تلاوت کرنے والے کو آگے بڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور نہ سامعین کو، صف بندی کا بلکہ آگے پیچھے جیسے بھی ہوں سجدہ کرلیں گے۔

(طحطاوی مع مراقی الفلاح: ۲۷۱/۱)

﴿۸۱۲﴾ وَشُرِطَ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلٰوةِ اِلَّا التَّحْرِيْمَةَ.

ترجمہ: اور شرط لگائی گئی اس کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی شرائط کی سوائے تحریمہ کے۔

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں، جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی کپڑے کا پاک ہونا، ستر کا ڈھانکنا، قبلہ کی طرف رخ ہونا، وغیرہ البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیر تحریمہ اور متعین آیت سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے، یعنی اگر کسی شخص نے متعدد آیات سجدہ پڑھیں اور وہ تلاوت کے سجدے بیک وقت ادا کرنا چاہتا ہے، تو ہر ہر آیت کی تعیین کے ساتھ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ بلا تعیین واجب شدہ سجدوں کو گن کر سجدہ کر لینے سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے، (سجدۂ تلاوت میں یہ نیت ضروری ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے سے جو سجدہ مجھ پر واجب ہوا ہے وہ ادا کر رہا ہوں) اور ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ جو شرطیں نماز کے صحیح ہونے کے لئے ہیں وہی تمام شرطیں سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کے لئے ہیں اسی وجہ سے اگر وقت مکروہ میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کرلیا تو ادا ہو جائے گا، لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی، درمختار مع الشامی مصری: ۷۱۸/۱

نیز سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہو جائے یا گفتگو کر لے یا قہقہہ لگادے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہو جائے گا، اور اسے سجدہ دوبارہ کرنا ہوگا، البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں، اور آگے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر عورت کی محاذات یا اس کے قریب رہتے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا کیا تو بھی وہ درست ہو جائے گا، فاسد نہ ہوگا۔ (حوالۂ بالا)

﴿۸۱۳﴾ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يَّسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَان بِلاَ رَفْعِ يَدٍ وَلاَ تَشَهُّدٍ وَلاَ تَسْلِيْمٍ.

ترجمہ: اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ سجدہ کرے ایک سجدہ دو تکبیروں کے بیچ میں وہ دونوں سنت ہیں بغیر ہاتھ اٹھائے اور بغیر التحیات پڑھے اور بغیر سلام پھیرے۔

سجدۂ تلاوت کے افعال

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ یا اس کے قائم مقام مثلاً نمازی کا سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا یا مریض اور مسافر کا اشارہ کرنا ہے، اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں دو تکبیریں کہنا مسنون ہے، یعنی سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طہارت کی حالت میں قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے، اور سجدۂ تلاوت بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر دونوں طرح جائز ہے، لیکن کھڑے ہو کر زیادہ افضل ہے، اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گی اور نہ ہی سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا، اور نہ ہی سلام پھیرا جائیگا۔
(درمختار زکریا: ۲/۵۸۰)

اختیاری مطلعہ

سجدۂ تلاوت میں کیا ذکر کرے

اگر کوئی شخص فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کرے تو سجدہ کی تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے، اور نفل نماز میں یا جماعت سے باہر سجدہ کرے تو تسبیح کے ساتھ دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے، اور اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت میں کچھ بھی نہ پڑھے خاموش رہے تو بھی سجدہ صحیح ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/ ۴۶۷، شامی: ۱/ ۷۱۹)

﴿۸۱۴﴾ سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ الإِمَامِ لاَيُثَابُ عَلَيْهَا وَتَرَكَهَا وَقَالاَ هِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْهَا وَهَيْئَتُهَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلاَوَةِ.

لا یثاب فعل مضارع منفی مجہول باب افعال أثابۃ مصدر ہے بدلہ یا انعام دینا اچھے کاموں کے بدلہ کو ثواب کہتے

ہیں۔ قربۃ نیک اعمال جن سے خدا کی خوشنودی اور قربت حاصل ہو، کارِثواب نیک کام جمع قُرَبٌ و قُرُبَاتٌ . ھیئۃ طریقہ جمع ھیئات.

ترجمہ: سجدۂ شکر مکروہ ہے، امام صاحب کے نزدیک اس کے کرنے پر ثواب نہیں ملتا، اور اس کو چھوڑ دے، اور فرمایا صاحبین نے کہ وہ عبادت ہے اس پر ثواب دیا جاتا ہے، اور اس کا طریقہ سجدۂ تلاوت کے مانند ہے۔

سجدۂ شکر کا بیان

سجدۂ شکر کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نعمت الٰہی ظاہراً حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ مال و دولت و اولاد عطا فرمائے تو اس وقت اس کی خوشی میں مستحب اور افضل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے قبلہ رخ ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ میں اللہ کی حمد وثنا کرے تسبیح پڑھے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور اب سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد نہ پڑھا جائے گا، اور نہ سلام پھیرا جائے گا، علامہ شامی نے محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں سجدۂ شکر واجب نہیں سمجھتا، اس لئے کہ اگر واجب ہو جائے تو ہر لحہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بارش کی طرح ہوتی رہتی ہیں، تو پھر ان کے شکریہ میں ہر وقت سجدۂ شکر لازم ہوگا، اور اس میں تکلیف مالا یطاق ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے، اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا، گویا کہ صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر مستحب اور افضل ہے، علامہ شامی اخیر بحث میں فرماتے ہیں کہ امام اور صاحبین کا اختلاف سنیت میں ہے، جواز اور مشروع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، **والمعتمد ان الخلاف فی سنیتها لا فی الجواز** (شامی: ج۱/۷۳۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ سجدۂ شکر ایسی جگہ نہیں کرنا چاہئے جہاں لوگ دیکھ رہے ہوں کیونکہ [illegible] واجب یا سنت سمجھیں گے، تنہائی میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ

مہتم بالشان اور عظیم الشان فائدہ ہر ایک مشکل دور کرنے کے لئے

﴿۸۱۵﴾ قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِي فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ اٰیَ السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِي مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلٍّ مِّنْهَا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا اَهَمَّهٗ.

آیٌ قرآنِ پاک کا ایک جملہ یا چند جملے جن کے آخر میں وقف ہوتا ہے واحد آیۃ . اَھَمَّ فعل ماضی معروف باب افعال سے مغموم و بے چین کرنا، باعث تشویش ہونا۔

ترجمہ: فرمایا امام نسفی نے کافی میں جو شخص پڑھے سجدوں کی تمام آیتیں ایک ہی مجلس میں اور سجدہ کرتا رہے

ان میں سے ہر ایک کے لئے تو کفایت کرے گا اللہ اس کے معاملہ میں جو اس کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔

پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص چودہ آیات سجدہ کو ایک مجلس میں ایک ہی بیٹھک میں علی الترتیب پڑھے اور ہر ایک کے ساتھ ساتھ سجدہ بھی کرے اور پھر اس کے بعد دعا کرے تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی، اور اگر مصیبت زدہ ہے تو اس کی مصیبت اور پریشانی بہت جلدی دور ہو جائے گی، یہ اکابر فقہاء اور ائمہ مجتھدین کا مجرب عمل ہے، سب آیات اکٹھی پڑھ کر بعد میں سب کے سجدے ایک ساتھ بھی کر سکتا ہے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے پھر دوسری آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے اسی طرح چودہ آیات سجدہ پر الگ الگ سجدے کرے اور اخیر میں دعا مانگے، (مراقی الفلاح مع الطحطاوی/۲۷۲) اور اگر یہ عمل معظم اور مقبول راتوں میں کیا جائے، مثلاً رمضان المبارک کی راتوں اور شب قدر اور شب برات اور عیدین کی راتوں میں کیا جائے تو زیادہ قبولیت کی امید ہے۔

بَابُ الجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے، ان میں سب سے بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدمؑ کی پیدائش ہوئی اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے، اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف:۱/۱۱۹)

جمعہ کی ایک اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایسی ساعت امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالی سے جو بھی دعا مانگی جائے گی یقیناً پوری ہوگی۔ (حوالۂ بالا)

قبولیت کی گھڑی کون سی ہے

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے، تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت وطاعت اور دعا میں صرف کریں، اس وقت کی تعیین نہ کرنے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو صرف اسی گھڑی کو عبادت اور انابت کے لئے متعین کر لیں گے اور دیگر اوقات وایام میں چھٹی کر دیں گے، علاوہ ازیں وہ قبولیت کا

وقت قیمتی ہیرا ہے، اور قیمتی ہیرا دکھایا نہیں جاتا اس کو تلاش کرنا پڑتا ہے، ترمذی شریف کی روایت میں عصر و مغرب کے درمیان کا حصہ بتلایا ہے، (ترمذی: ۱/ ۶۵) اور مسلم شریف کی روایت میں امام کے ممبر پر چڑھنے سے لیکر نماز ختم ہونے تک کے درمیان ہے، (مشکوۃ: ۱/ ۱۱۹) مگر اس وقت جو بھی دعا ہو وہ دل دل میں ہونی چاہئے کیوں کہ دوران خطبہ زبان سے دعا وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جمعہ کے دن اجر وثواب کی کثرت

جمعہ کے دن غسل کرنے خوشبو لگانے اور اچھی طرح نظافت حاصل کرنے کے بعد نماز جمعہ میں باادب شرکت کرنے پر عظیم الشان اجر وثواب کا اعلان کیا گیا ہے، مثال کے طور پر ایک حدیث ذکر کر رہا ہوں، حضرت سلمان فارسی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور ہر ممکن طور پر پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے اور اپنے گھر والوں کی خوشبو استعمال کرے اس کے بعد جمعہ کے لئے گھر سے نکلے اور دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے، یعنی زبردستی نہ گھسے پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو یقیناً اس کے اگلے جمعہ تک کے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دئے جائیں گے۔ (رواہ البخاری مشکوۃ: ۱/ ۱۲۲)

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے

جمعہ کے دن فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے صبح ہی سے جمعہ کی تیاری شروع ہو جانی چاہئے، اور مسجد میں جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو شخص جتنا پہلے مسجد میں حاضر ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست

جو شخص مذکورہ بالا فضائل اور خصوصیات کے باوجود نماز جمعہ چھوڑ دے اور سستی وغفلت کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کا معمول بنالے اس سے بڑا بدنصیب اور محروم شخص اور کوئی نہیں ہوسکتا، ایسا شخص منافقوں کے طریقہ پر چلنے والا ہے، اور اس کوتاہی کی نحوست سے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگا دی جاتی ہے، پھر شاید آئندہ اسے جمعہ پڑھنے کی توفیق نہ ہو، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بلا عذر جمعہ میں شرکت سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں، پھر جو لوگ جمعہ سے رہ گئے ہیں ان کو ان کے گھر سمیت آگ لگا دوں۔ (مشکوۃ شریف: ۱/ ۱۲۱، مستفاد کتاب المسائل: ۴۱۵ تا ۴۲۰)

اس بنا پر ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس عظیم الشان نعمت خداوندی کی قدر کریں اور جمعہ کے مبارک وقت کو ہر اعتبار سے وصول کرنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

﴿۸۱۶﴾ صَلٰوةُ الجُمُعَةِ فَرْضُ عَيْنٍ عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ الذُّكُوْرَةُ وَالحُرِّيَّةُ وَالإقَامَةُ فِي مِصْرٍ اَوْ فِيْمَا هُوَ دَاخِلٌ فِي حَدِّ الإقَامَةِ فِيْهَا فِي الاَصَحِّ وَالصِّحَّةُ وَالاَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ العَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ.

ترجمہ: جمعہ کی نماز فرض عین ہے، ہر اس شخص پر کہ جس میں جمع ہو جائیں سات شرطیں مذکر ہونا آزادی اور ٹھہرنا شہر میں یا اس مقام میں جو داخل ہے شہر میں ٹھہرنے کی حد (حکم) میں (یعنی ایسے مقام میں ٹھہرنا جہاں ٹھہرنے کو شہر میں ٹھہرنا سمجھا جاتا ہے) صحیح ترین مذہب کی رُو سے اور تندرستی اور بے خوف ہونا ظالم سے اور دونوں آنکھوں کا سلامت ہونا اور دونوں پیروں کا سلامت ہونا۔

جمعہ کس پر فرض ہے

جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درجہ ذیل ۹/ شرائط پائی جائیں، (۱) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں) (۲) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں) (۳) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں) (۴) تندرست ہونا (مریض شخص پر جمعہ فرض نہیں) (۵) قید اور خوف کا نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں) (۶) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں) (۷) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں) (۸) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں) (۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہو جاتی ہے) تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کر لے مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جا کر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور اپاہج کسی کے سہارے سے مسجد چلا جائے تو اس کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل:۴۲۱)

او فیما هو داخل فی حدا لا قامة فیها: اس عبارت میں فناءِ شہر کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان ہے، فناء شہر کا اطلاق آبادی کے اردگرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں، مثلاً صنعتی کارخانے، ملحق ایئرپورٹ، ریلوے اسٹیشن وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کی اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

فناء شہر کا حکم

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اور اس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔

﴿۸۱۷﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ اَشْيَاءَ المِصْرُ اَوْ فِنَاؤُهُ وَالسُّلْطَانُ اَوْ نَائِبُهُ.

السلطان حکمران، بادشاہ، جمع سلاطین. **نائب** قائم مقام، نمائندہ، جمع نُوَّابٌ.

ترجمہ اور شرط لگائی گئیں ہیں جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے چھ چیزوں کی، شہر یا فناء شہر اور بادشاہ یا اس کا نائب۔

صحت جمعہ کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اس عبارت میں دو شرطوں کا بیان ہے: (۱) شہر یا فناء شہر ہونا (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا، یعنی جس علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت شرط ہے، اس کی اجازت کے بغیر جمعہ کا قیام درست نہ ہوگا، اور ہندوستان جیسے ممالک جہاں اسلامی حکومت قائم نہیں اور اقتدار پر کفار قابض ہیں وہاں جمعہ کے قیام کا انتظام خود مسلمانوں کے سپرد ہے، مسلمان مل کر جسے امام جمعہ بنا دیں اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا درست ہے۔
(کتاب المسائل ب۴۲۴-۴۲۵)

﴿۸۱۸﴾ وَوَقْتُ الظُّهْرِ فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهٗ وَتَبْطُلُ بِخُرُوْجِهٖ.

ترجمہ اور ظہر کا وقت ہونا چنانچہ صحیح نہیں ہے اس سے پہلے اور باطل ہو جائے گا اس کے نکل جانے سے۔

جمعہ کے وقت کا بیان

تمام ائمہ متفق ہیں کہ ظہر کی طرح جمعہ کا وقت بھی زوال کے بعد شروع ہوتا ہے البتہ امام احمدؒ فرماتے ہیں زوال سے پہلے بھی جس وقت عیدین پڑھی جاتی ہیں یعنی دس گیارہ بجے جمعہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہے لیکن افضل زوال کے بعد جمعہ پڑھنا ہے باقی سب ائمہ کے نزدیک زوال کے بعد ہی جمعہ پڑھنا صحیح ہے اگر زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لیا گیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔ (تحفۃ الالمعی ج:۲، ص:۳۷۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۷۷)

جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے

زوال کے بعد جمعہ کی نماز جلد از جلد پڑھنی افضل ہے خواہ سردی کا زمانہ ہو یا گرمی کا کیونکہ نبیؐ گرمیوں میں بھی اور سردیوں میں بھی زوال کے بعد فوراً جمعہ پڑھتے تھے، اسی سے معلوم ہو گیا کہ بعض جگہ بہت تاخیر سے جو جمعہ کا وقت مقرر ہوتا ہے یہ غلط طریقہ ہے، حضورؐ کی سنت مستمرہ کی خلاف ورزی ہے، اس کو بدلنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۳۷۱، کتاب المسائل ص:۴۲۶)

آگے صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں کہ اگر جمعہ پڑھنے کے دوران وقت نکل گیا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا تو

فرض نماز باقی نہ رہے گی بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

﴿۸۱۹﴾ وَالخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا وَحُضُوْرُ اَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصَّحِيْحِ .

ترجمہ اور خطبہ پڑھنا اس سے پہلے اس کے ارادہ سے (جمعہ کے خطبہ کے ارادے سے) اس کے وقت میں اور کسی شخص کا حاضر ہونا اس کے سننے کے لئے ان میں سے جن سے جمعہ منعقد ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی ہو صحیح مذہب کی بنا پر۔

خطبہ کا حکم

صحت جمعہ کے شرائط میں سے چوتھی شرط خطبہ پڑھنا ہے اور پانچویں شرط خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہو سکے اور جمعہ کی نماز میں نماز جمعہ سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خطبہ کے ارادے سے خطبہ پڑھا جائے حتی کہ اگر خطیب کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا تو یہ خطبہ کے قائم مقام نہ ہوگا، ایسے ہی اگر خطبہ کی نیت نہ ہو تو محض الفاظ ادا کرنے سے خطبہ معتبر نہ ہوگا اور جمعہ میں خطبہ دینا شرط ہے اس کا سننا شرط نہیں اگر مسجد میں سب مقتدی بہرے ہوں یا سب سو رہے ہوں اور کسی نے بھی خطبہ نہ سنا ہو تو بھی نماز صحیح ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۷۷)

﴿۸۲۰﴾ وَالْاِذْنُ الْعَامُّ .

ترجمہ اور عام اجازت کا ہونا۔

اذنِ عام کی شرط

اس عبارت میں صحت جمعہ کی چھٹی شرط کو بیان کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہو لہٰذا جس جگہ عام اجازت ہوگی وہاں نمازِ جمعہ صحیح ہوگی ورنہ نہیں، اسی وجہ سے بعض جیلوں میں جو باقاعدہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں ہزاروں قیدی مقیم رہتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے، ایسے ہی کسی شہر کا ائرپورٹ اگر فناء شہر میں داخل ہے تو وہاں جمعہ کا قیام درست ہے اور جمعہ کی جماعت ائرپورٹ کے اندر بھی ادا کی جاسکتی ہے اگرچہ وہاں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو کیونکہ وہاں باہر والوں پر روک ٹوک حفاظت کی غرض سے ہے ورنہ محض نماز کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور پانی کا جہاز کسی شہر کے ساحل سے لگا ہوا کھڑا ہو یا ائرپورٹ پر ہوائی جہاز کھڑا ہو تو اس کے مسافروں کے لئے جہاز کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہاں اذنِ عام کی شرط مفقود ہے۔ (درمختار مع الشامی، ۱/۷۶۱-۷۶۲، کتاب المسائل: ۴۲۵)

﴿۸۲۱﴾ وَالجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرِ الإِمَامِ وَلَوْ كَانُوْا عَبِيْدًا اَوْ مُسَافِرِيْنَ اَوْ مَرْضٰى.

عبید اس کا واحد عَبْدٌ ہے، غلام محکوم۔ مرضٰی جمع ہے مَرِیْضٌ کی، بیمار۔
ترجمہ اور جماعت اور وہ تین مردوں کا ہونا ہے امام کے علاوہ، اگر چہ وہ غلام یا مسافر یا بیمار ہی ہوں۔

جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ و جماعت میں شامل ہوں خواہ وہ غلام یا مسافر یا بیمار ہی کیوں نہ ہوں۔ وفی الشامی هذا عند ابی حنیفة ورجح الشارحون دلیله واختاره المحبوبی والنسفی کذا فی تصحیح الشیخ قاسم . (شامی کراچی: ۲/۱۶۵)

﴿۸۲۲﴾ وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الإِمَامِ حَتّٰى يَسْجُدَ فَاِنْ نَفَرُوْا بَعْدَ سُجُوْدِهٖ اَتَمَّهَا وَحْدَهٗ جُمُعَةً وَاِنْ نَفَرُوْا قَبْلَ سُجُوْدِهٖ بَطَلَتْ .

نفروا فعل ماضی معروف جمع مذکر غائب باب (ن) نَفْرًا و نُفُوْرًا بھاگنا، دور ہونا۔ سجودہ ضمیر کا مرجع امام ہے۔ اتمها ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔
ترجمہ اور شرط ان کا باقی رہنا امام کے ساتھ سجدہ کرنے تک چنانچہ اگر بھاگ جائیں اس کے سجدہ کے بعد تو مکمل کرے اس کو تنہا ہی نماز جمعہ کی حیثیت سے اور اگر بھاگ جائیں اس کے سجدہ کرنے سے پہلے تو باطل ہو جائے گی۔
تشریح مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز جمعہ شروع کرنے سے پہلے لوگ امام کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے تو بالاتفاق امام ظہر کی نماز پڑھے جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی اور اگر نماز جمعہ شروع کرنے کے بعد امام کے رکوع اور سجدہ کرنے سے پہلے لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت امام صاحب کے نزدیک امام اس صورت میں بھی از سر نو ظہر پڑھے اور صاحبین کے نزدیک امام جمعہ پر بناء کرے یعنی جمعہ ہی کی نماز پڑھے اور اگر امام کے رکوع اور ایک سجدہ کرنے کے بعد لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو پھر امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک جمعہ پر بناء کرے یعنی جمعہ کی نماز پوری کرے۔
(مستفاد اشرف الہدایہ ۲/۳۶۰، مراقی الفلاح: ۲۷۹)

﴿۸۲۳﴾ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ .

ترجمہ اور صحیح نہیں ہوتی ایک عورت یا بچہ سے دو مردوں کے ساتھ۔
تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے تین بالغ مردوں کا ہونا ضروری

ہے، اس وجہ سے دو بالغ مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں یا ایک بچہ کی موجودگی میں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔

﴿۸۲۴﴾ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيْضِ اَنْ يَّؤُمَّ فِيْهَا .

يَؤُمَّ فعل مضارع معروف باب (ن) أَمَّ أَمًّا امامت کرنا، امام بننا۔ فيها ضمیر کا مرجع جمعة ہے۔

ترجمہ اور جائز ہے غلام اور بیمار کیلئے کہ امامت کرے جمعہ میں۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ مسافر بیمار اور غلام پر اگر چہ جمعہ فرض نہیں ہے لیکن ان کو جمعہ میں امام بنانا جائز ہے۔

﴿۸۲۵﴾ وَالمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهٗ مُفْتٍ وَاَمِيْرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الاَحْكَامَ وَيُقِيْمُ الحُدُوْدَ وَبَلَغَتْ اَبْنِيَتُهٗ مِنٰى فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .

مفتٍ اسم فاعل ہے باب افعال سے اَفْتٰى يُفْتِي اِفْتَاءً فتویٰ دینا، مفتی وہ شخص ہے جو مسائل کا جواب دے سکے، ماہر علم فقہ، تعلیل مفتٍ اصل میں مُفْتِيٌ تھا، یا متحرک ماقبل مکسور ہے اور یا پر ضمہ دشوار ہے اس وجہ سے یا ساکن ہوگئی پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی مُفْتٍ ہوگیا، یہی تعلیل قاضٍ میں بھی ہوگی۔ منٰی کو منٰی کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چوں کہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا اس لئے اس مقام کا نام منٰی پڑ گیا کیونکہ عربی زبان میں امنٰی اور منٰی کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے لیکن آج کل جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہیں المعیصیم میں منتقل کردی گئی ہیں جو منٰی سے شمالی جانب واقع ہے اب منٰی کی حدود میں کوئی منحر (سلاٹر ہاؤس) نہیں رہا اور منٰی کی شرعی حدود کی نشانی کے طور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں ان سے بآسانی منٰی کی حدود کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ترجمہ اور مصر ہر ایسا مقام ہے جس کے لئے کوئی مفتی امیر اور ایسا قاضی ہو جو احکام نافذ کرے اور حدود قائم کرے اور پہنچ گئی ہوں اس کی عمارتیں منٰی (مقام منٰی کی عمارتوں کی مقدار) کو ظاہر روایت میں۔

جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

صحت جمعہ کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے اور اس کی تعیین میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں روزمرہ کی ضروریات کے لئے دوکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا نظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کرسکتا ہو مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہوجاتی ہیں لہٰذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا اور اس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا ان کو ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی وہ لوگ اگر ظہر چھوڑ کر جمعہ پڑھیں گے تو ان پر ظہر کا فریضہ باقی رہ جائے گا۔ (کتاب المسائل ص: ۴۲۲) اور اگر کوئی جگہ جی ٹی روڈ اور چوراہے پر واقع ہونے کی وجہ سے اس میں بازار شفا خانہ ڈاکخانہ تھانہ سب کچھ موجود ہیں تو

وہاں جمعہ کی نماز صحیح اور درست ہے اگر چہ وہاں کے باشندے تین ہزار سے کم کیوں نہ ہوں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۵/۴۴) اور شہر وقصبات سے دور دراز جنگل بیابان میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہاں صحت جمعہ کی شرط نہیں پائی جاتی اور شہر کے اطراف میں واقع کارخانہ میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے جبکہ وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور ایسا گاؤں جو شہر سے چند کلومیٹر پر واقع ہو اور اس کی آبادی شہر سے متصل نہ ہو تو وہاں جمعہ درست نہیں اگر چہ وہاں شہر کی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جامع مسجد یا کسی بڑی مسجد ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بڑی آبادی کے کسی میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنی درست ہے۔ (کتاب المسائل: ص: ۴۲۳، کبیری: ۵۱۱)

﴿۸۲۶﴾ وَاِذَا كَانَ الْقَاضِي اَوِ الْاَمِيْرُ مُفْتِيًا اَغْنٰى عَنِ التَّعْدَادِ .

اَغْنٰى فعل ماضی معروف باب افعال سے اِغناءٌ مصدر ہے جب صلہ میں عن آئے تو معنی ہوں گے بے نیاز کرنا، کفایت کرنا۔

ترجمہ اور جبکہ قاضی یا امیر ہی مفتی ہو تو بے نیاز کر دے گا تعداد سے۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب قاضی عالم ہو اس کے اندر فتویٰ دینے کی صلاحیت ہو تو پھر الگ سے ایک مفتی کی ضرورت نہیں ہے ایسے ہی اگر امیر عالم ہو فتویٰ دے سکتا ہو تو امیر بھی مفتی کا کام انجام دے سکتا ہے کسی دوسرے مفتی کی کوئی ضرورت نہ ہوگی ماقبل کی عبارت سے چونکہ اس کا وہم ہوتا تھا کہ تین آدمیوں کی ضرورت ہے اس وجہ سے صاحب کتاب نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صورت میں اس متعینہ تعداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۷۹)

﴿۸۲۷﴾ وَجَازَتِ الْجُمُعَةُ بِمِنٰى فِي الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيْفَةِ اَوْ اَمِيْرِ الْحِجَازِ .

ترجمہ اور جائز ہے جمعہ منیٰ میں موسم حج کے اندر خلیفہ یا امیر حجاز کے لئے۔

منیٰ میں جمعہ کا قیام

مسئلہ یہ ہے کہ شیخینؒ کے نزدیک ایام حج میں منیٰ کے اندر جمعہ کی نماز ادا کرنا جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ امیر حج وہ شخص ہو جو صوبۂ حجاز کا حاکم ہے، صرف حج کرانے کے لئے امیر نہ بنایا گیا ہو یا خلیفۃ المسلمین بذاتِ خود حج کے ارادے سے سفر کر کے یہاں موجود ہو خلیفہ کے ساتھ مسافر ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ خلیفہ اگر منیٰ میں مقیم ہو تو بدرجۂ اولیٰ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہوگا اور صاحب کتاب نے منیٰ کے اندر جواز جمعہ کے لئے امیر حجاز یا خلیفہ ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ جمعہ قائم کرنے کی ولایت انہیں دونوں کو ہے اور رہا وہ امیر جس کو امیر موسم کہتے ہیں وہ تو حج کے امور کا متولی ہوتا ہے نہ کہ اس کے علاوہ کا اس لئے اس کو ولایت جمعہ حاصل نہیں ہے۔

تنبیہ: اس عبارت میں منیٰ کے اندر جمعہ کے صحیح ہونے کو موسم حج کے ایام کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یہ قدیم زمانہ

کے اعتبار سے ہے جبکہ منیٰ کی آبادی صدیوں تک مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ رہی ہے اور دونوں کے درمیان صدیوں تک ویران میدان اور پہاڑوں کا فاصلہ رہا ہے جن میں کسی قسم کی آبادی اور عمارت نہیں تھی اس کے پیش نظر ماضی کے تمام فقہاء نے تسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیا تھا مگر ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیرنگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیانِ کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت نے اتصالِ آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہنچے کہ منیٰ کی حیثیت مکہ معظمہ کے ایک محلہ یا نائے شہر کی طرح ہوگئی ہے، اس لئے موسم حج ہو یا نہ ہو منیٰ کے اندر جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ (انوار رحمت: ۱۷) بریں بنا حجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہوکر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

﴿۸۲۸﴾ وَصَحَّ الإِقْتِصَارُ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى نَحْوِ تَسْبِيحَةٍ أَوْ تَحْمِيدَةٍ مَعَ الْكَرَاهَةِ .

ترجمہ اور صحیح ہے اکتفا کرنا خطبہ میں صرف تسبیح (سبحان اللہ) یا تحمید (الحمد للہ) پر کراہت کے ساتھ۔

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک مرتبہ الحمد للہ، سبحان اللہ، یا الٰہ الا اللہ کہنا ہے لیکن تین آیات قرآنیہ سے کم خطبہ پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور صاحبین کے نزدیک خطبہ کی کم سے کم مقدار تشہد کے بقدر ہے اس سے کم مکروہ ہے۔
(درمختار زکریا: ۳/۲۰)

﴿۸۲۹﴾ وَسُنَنُ الْخُطْبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا : اَلطَّهَارَةُ .

ترجمہ اور خطبہ کی سنتیں اٹھارہ چیزیں ہیں: پاکی

خطبہ کے سنن وآداب

یہاں سے صاحب کتاب خطبہ کے سنن وآداب کا آغاز کررہے ہیں جو بالترتیب آرہے ہیں، ان میں سے سب سے پہلی چیز طہارت ہے یعنی بلاوضو خطبہ دینا مکروہ ہے، اور اگر دیدیا تو خطبہ تو ہوجائے گا مگر مکروہ تحریمی ہے اور اگر حالت جنابت میں خطبہ دیا تو اس کا لوٹانا مستحب ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۸۰)

﴿۸۳۰﴾ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ .

ترجمہ اور ستر کا چھپا ہوا ہونا۔

تشریح ستر اگرچہ فی نفسہ فرض ہے لیکن خطبہ کی حالت میں مسنون ہے، لہٰذا اگر کسی نے بلاستر خطبہ دیا تو

کراہت تحریمی کے ساتھ ہو جائے گا۔ (حوالۂ بالا)

﴿۸۳۱﴾ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوْعِ فِي الْخُطْبَةِ .

ترجمہ اور بیٹھنا منبر پر خطبہ شروع کرنے سے پہلے۔

تشریح خطیب کا منبر پر پہنچنے کے بعد شروع میں بیٹھنا اذان پورا ہونے کے انتظار میں مستحب ہے۔

﴿۸۳۲﴾ وَالْاَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْاِقَامَةِ .

ترجمہ اور اذان پڑھنا اس کے سامنے تکبیر کی طرح۔

جمعہ کی اذانِ ثانی

جمعہ کی دوسری اذان منبر کے سامنے اور قریب ہونی چاہئے منبر سے قریب ہونے کا یہی مطلب نہیں کہ صف اول ہی میں ہو بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دو چار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی کہنی جائز ہے، البتہ یہ اذان مسجد کی حدود سے باہر دینا امت کے متوارث عمل کے خلاف ہے ایسے ہی نماز میں تکبیر کہنے والا کسی بھی صف میں کھڑے ہو کر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔

﴿۸۳۳﴾ ثُمَّ قِيَامُهٗ .

ترجمہ پھر اس کا کھڑا ہونا۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینا

جمعہ وعیدین کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے بیٹھ کر بلا عذر خطبہ دینا مکروہ ہے تاہم اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھ دے تو بھی خطبہ معتبر ہو جائے گا نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ منبر پر خطبہ دینا سنت ہے اگر منبر نہ ہو تو نیچے کھڑے ہو کر خطبہ دینا بھی جائز ہے اور منبر سے مراد ہر اونچی چیز ہے جیسے کرسی ٹیبل وغیرہ کسی بھی اونچی چیز سے خطبہ دیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ (بدائع الصنائع: ۱/۵۹۲)

﴿۸۳۴﴾ وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهٖ مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَبِدُوْنِهٖ فِي بَلْدَةٍ فُتِحَتْ صُلْحًا .

سیف جمع سُیوف تلوار، ساف یسیف سیفًا باب ضرب، تلوار سے مارنا۔ مُتَّکِئًا اسم فاعل باب افتعال

سے **اِتِّکَاءٌ** مصدر ہے، سہارا لگانا، ٹیک لگانا۔ **عنوۃ** زبردستی بروزن **عَنَا یعنو عَنْوَۃً** باب نصر زبردستی لینا۔

ترجمہ اور تلوار اس کے بائیں ہاتھ میں ہو اس حال میں کہ اس پر سہارا لگائے ہوئے ہو ہر اس شہر میں جو فتح کیا گیا ہو بطور غلبہ کے اور تلوار کے بغیر ہر اس شہر میں جو فتح کیا گیا ہو بطور صلح کے۔

ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ دینا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ خطیب ایسے شہر میں ہے کہ جسے غلبہ حاصل کر کے فتح کیا گیا ہو تو ایسے شہر میں ہاتھ میں تلوار لیکر خطبہ دینا مسنون ہے اور اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر تم اسلام سے پھروگے تو تم لوگ اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو وہ تم سے مقابلہ کریں گے نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایسے شہر میں تلوار کے علاوہ مثلاً لکڑی وغیرہ پر ٹیک لگانا بہتر نہیں البتہ اگر ایسا شہر ہے کہ جسے بلا جنگ فتح کیا گیا ہے تو اس شہر میں تلوار لیکر خطبہ نہیں دیا جائے گا، ہاں خطبہ کے دوران عصا ہاتھ میں لینا مستحب ہے لیکن اس کو ضروری قرار دینا اور نہ لینے والے کو ہدف ملامت بنانا (جیسا کہ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں التزام ہے) جائز نہیں ہے۔ (شامی:۱/۷۷۲)

﴿۸۳۵﴾ **وَاسْتِقْبَالُ الْقَوْمِ بِوَجْهِهٖ .**

ترجمہ اور اپنے چہرہ کا لوگوں کی طرف کرنا۔

قبلہ رُخ خطبہ دینے کا کیا حکم ہے؟

حاضرین کی جانب متوجہ ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے اور قبلہ رو ہو کر خطبہ دینا مکروہ ہے اور جب امام خطبہ دے تو لوگوں کو صفوں میں بیٹھے ہوئے امام کی طرف چہرہ پھیرنا چاہئے کیونکہ مقرر کے چہرہ کے اتار چڑھاؤ اور اس کے ہاتھوں کے اشارے سے بھی بات سمجھنے میں مدد ہوتی ہے اگر نیچے دیکھا جائے اور مقرر کو نہ دیکھا جائے تو بھی بات سمجھ میں آتی ہے مگر جتنی آنی چاہئے نہیں آتی۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۳۷۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۸۰) مگر یہ بات جب ہے کہ جب خطیب خطبہ زبانی پڑھ رہا ہو، اور اگر دیکھ کر پڑھ رہا ہو تو پھر یہ بات نہیں ہے۔

﴿۸۳۶﴾ **وَبِدَاءَتُهٗ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَالشَّهَادَتَانِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالعِظَةُ وَالتَّذْكِيْرُ وَقِرَاءَةُ اٰيَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ .**

عِظَةٌ وعظ ونصیحت جمع **عظات وَعَظَ یَعِظُ وعظًا** باب ضرب سے نصیحت کرنا۔ **تذکیر** باب تفعیل کا مصدر ہے یاد دلانا، نصیحت کرنا۔

ترجمہ اور اس کا شروع کرنا اللہ کی تعریف سے اور تعریف کرنا اللہ کی ایسی تعریف جو اس کی شایانِ شان ہو اور شہادت کے دونوں کلموں کو کہنا اور درود بھیجنا نبیؐ پر اور نصیحت کرنا اور آخرت کے عذاب وثواب کی یاددہانی اور کسی آیت کا پڑھنا قرآن میں سے۔

تشریح خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا اور حمد سے شروع کرنا اور خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور کلمۂ شہادت پڑھنا درود شریف پڑھنا لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا، قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا یہ تمام چیزیں مسنون ہیں۔

﴿۸۳۷﴾ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوْسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ .

ترجمہ اور دو خطبے اور بیٹھنا دونوں خطبوں کے بیچ میں۔

تشریح اولاً فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ میں دو خطبے سنت ہیں اگر ایک ہی خطبہ دیا گیا تب بھی خطبہ ہو جائے گا مگر ترک سنت کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہے، آگے فرماتے ہیں کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے نیز جمعہ کے دونوں خطبوں کا درمیانی وقفہ قبولیت کا وقت ہے اس میں دل دل میں دعا کرنی چاہئے زبان سے کوئی کلمہ ادا نہ کریں۔
(شامي ۱/۲۷۷، شامی زکریا: ۴۲/۳)

﴿۸۳۸﴾ وَاِعَادَةُ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْتِدَاءِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ .

ترجمہ اور حمد وثنا اور درود شریف کا دوبارہ پڑھنا دوسرے خطبہ کے شروع میں۔

تشریح فرماتے ہیں دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثنا اور درود شریف پڑھنا مسنون ہے اس کے بعد جاننا چاہئے کہ دورانِ خطبہ چونکہ زبان سے ذکر واذکار ممنوع ہے لہٰذا اگر نبیؐ کا نام نامی اسم گرامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (شامی مصری: ۷۶۸/۱، زکریا: ۳۵/۳)

تنبیہ: بعض جگہ رواج ہے کہ خطیب کے آیت درود ان اللہ وملٰئکته یصلون الخ پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔

﴿۸۳۹﴾ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ .

فیہا ضمیر کا مرجع خطبہ ثانیہ ہے۔ **بالاستغفار** باء مع کے معنی ہے۔

ترجمہ اور دعا کرنا اس میں مؤمن مردوں وعورتوں کے لئے ان کی مغفرت کے ساتھ۔

تشریح تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا بالخصوص خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کا ذکر کرنا بھی خطبہ ثانیہ میں مسنون ہے اور دعا کے اندر رحمت خداوندی کے حصول کی دعا آفات ومصائب سے حفاظت کی دعا کی جائے اور دشمنانِ اسلام پر فتح وکامرانی کی دعا کی جائے۔ (مراقی الفلاح: ۲۸۱)

﴿۸۴۰﴾ وَاَنْ یَّسْمَعَ الْقَوْمُ الْخُطْبَةَ .

ترجمہ اور یہ کہ سن لیں لوگ خطبہ کو۔

خطبہ کتنی زور سے پڑھے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خطیب اتنی زور سے خطبہ پڑھے کہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے چونکہ جمعہ میں مجمع زیادہ ہوتا ہے اس لئے بلند جگہ سے خطبہ دیا جائے تو سب کو آواز پہنچے گی اور سب خطیب کو دیکھ بھی سکیں گے مقرر کو دیکھنے سے اس کے اشاروں اور چہرے کے اتار چڑھاؤ کے ملاحظہ سے بھی بات سمجھنے میں بدد ملتی ہے۔

(تحفۃ الالمعی ج:۲، ص:۴۷۲)

اختیاری مطالعہ

جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟

جو شخص امام سے اتنی دور ہے کہ اسے خطبہ کی آواز بالکل سنائی نہ دے رہی ہو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ خاموش بیٹھا رہے اور تلاوت یا کسی ذکر واذکار میں مشغول نہ ہو۔ **فاما البعید منه اذا لم یسمع الخطبة کیف یصنع؟ قال محمد بن سلمه الانصات له اولی من قراءة القرآن .** (بدائع الصنائع ۱/۵۹۳، کتاب المسائل: ۴۳۰)

﴿۸۴۱﴾ وَتَخْفِیْفُ الْخُطْبَتَیْنِ بِقَدْرِ سُوْرَةٍ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ .

تخفیف باب تفعیل کا مصدر ہے ہلکا کرنا، معتدل بنانا۔

ترجمہ اور دونوں خطبوں کا مختصر کرنا طوالِ مفصل کی ایک سورت کی مقدار۔

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

بہتر یہ ہے کہ طوالِ مفصل کی کسی سورت کے بقدر ہو مسلم شریف میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کے سمجھ دار ہونے کی علامت ہے، (مراقی الفلاح: ۲۸۱) اس لئے کہ لمبی تقریر کرنا مشکل نہیں اور تھوڑے وقت میں اور کم الفاظ میں مافی الضمیر ادا کرنا اور اس کو سمجھا دینا مشکل کام ہے۔ آج کے

ائمہ کا عمل الٹا ہے ان کا خطبہ لمبا ہوتا ہے پھر نماز سورۂ والتین اور سورۂ قدر سے پڑھا دیتے ہیں اور دعویٰ مصلحت کا کرتے ہیں حالانکہ اگر لوگوں کی مصلحت کا اتنا ہی خیال ہے تو خطبہ مختصر دینا چاہئے اور نماز سنت کے مطابق پڑھانی چاہئے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿۸۴۲﴾ وَيُكْرَهُ التَّطْوِيْلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِّنَ السُّنَنِ .

تطویل باب تفعیل کا مصدر ہے لمبا کرنا، طول دینا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے لمبا کرنا اور سنتوں میں سے کسی کا چھوڑ دینا۔

خطبہ کو مقدار مسنون سے زیادہ کرنا

فرماتے ہیں کہ خطبہ کو مقدار مسنون سے لمبا کرنا مکروہ ہے کیونکہ جمعہ میں اور دنوں کے مقابلے میں مجمع بھی زیادہ ہوتا ہے اور بعض لوگ تندرست ہیں بعض بیمار ہیں ہر طرح کے لوگ حاضر ہیں پس ان کی رعایت میں مسنون مقدار سے زیادہ لمبا خطبہ نہ پڑھایا جائے اور ماقبل میں جن سنن کا تذکرہ آیا ہے ان میں سے کسی سنت کو چھوڑ دینا اور خطبہ کو زیادہ لمبا کرنا مکروہ ہے۔

﴿۸۴۳﴾ وَيَجِبُ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ بِالاذَانِ الاَوَّلْ فِي الاَصَحِّ .

السعی باب فتح کا مصدر ہے کسی کام کی کوشش کرنا۔

ترجمہ اور واجب ہے روانہ ہو جانا جمعہ کے لئے اور خرید و فروخت کا چھوڑ دینا پہلی اذان پر، صحیح ترین قول میں۔

اذانِ اول کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مؤذن جب پہلی اذان دے تو لوگ خرید و فروخت و دیگر مشاغل کو چھوڑ کر جمعہ کی طرف متوجہ ہو جائیں، رہ گئی یہ بات کہ وہ کونسی اذان ہے جس کے بعد خرید و فروخت و دیگر مشاغل حرام ہیں اور سعی واجب ہے، سو جاننا چاہئے کہ حضور اکرم اور صدیق اکبر اور فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں نماز جمعہ کے لئے صرف ایک اذان ہی دی جاتی تھی جو منبر کے سامنے ہوتی تھی جب حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی وسیع ہو گئی اور یہ اذان اطلاع عام کے لئے کافی نہ ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے اس ذان سے پہلے ایک اور اذان بڑھائی اور یہ تمام صحابہ کے مشورے اور اجماع سے ہوا اور یہ اذان بھی سنت ہو گئی، وہ لوگ جو اجماع امت کو حجت نہیں مانتے اور آثارِ صحابہ کو بھی حجت نہیں مانتے یعنی غیر مقلدین اس میں اختلاف کرتے ہیں اور وہ جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت عثمانی کہتے ہیں حالانکہ اس کو بدعت کہنا خود ضلالت و گمراہی ہے، اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ اذان اول سے مراد وہ اذان ہے جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بڑھائی

گئی۔ (شامی ۱/۷۷۰)

﴿۸۴۴﴾ وَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ فَلاَ صَلٰوةَ وَلاَ كَلاَمَ وَلاَ يَرُدُّ سَلاَمًا وَلاَ يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ .

یشمت فعل مضارع معروف باب تفعیل سے تشمیت مصدر ہے کہا جاتا ہے شَمَّتَ العاطِسَ وشمّت علیہ چھینکنے والے کو یرحمك الله کہہ کر دعا دینا یا کسی کے حق میں یہ دعا کرنا کہ وہ ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو کہ کوئی اس پر خوش ہو۔

ترجمہ اور جب امام آ جائے تو نہ نماز ہے اور نہ کلام اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دے تا آنکہ فارغ ہو جائے اپنی نماز سے۔

دورانِ خطبہ بات چیت

خطبہ سے پہلے یعنی جب امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اور ابھی خطبہ شروع نہ کیا ہو اس وقت اور خطبہ پورا ہونے کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے بات چیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے امام اعظمؒ کے نزدیک لوگوں کا باہم گفتگو کرنا جائز نہیں اور صاحبین وائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے ایسے ہی دورانِ خطبہ کوئی نماز پڑھنا بھی درست نہیں ہے بلکہ خطبہ سننا ضروری ہے، ہاں قضا نماز پڑھنا صاحب ترتیب کے لئے نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ خطبۂ جمعہ کے دوران اگر کوئی شخص سلام کرے یا کسی شخص کو چھینک آئے تو سننے والے پر جواب دینا واجب نہیں ہے اور اگر خطبہ سننے کے دوران کسی شخص کو چھینک آئے تو زبان سے الحمدللہ نہ کہے بلکہ دل دل میں پڑھ لے تا کہ خطبہ سننے میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ (مراقی الفلاح: ۲۸۲)

﴿۸۴۵﴾ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالإِلْتِفَاتُ .

عبث بے فائدہ اور لغو کام عَبَثَ يَعْبَثُ عَبَثًا باب فتح سے کھیل کود میں لگنا، لایعنی اور بے فائدہ کام میں لگنا۔

الالتفات باب افتعال کا مصدر ہے دائیں یا بائیں طرف منہ کرنا، بے توجہی اور بے رُخی کرنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے خطبہ میں حاضر شخص کے لئے کھانا پینا کھیلنا اور اِدھر اُدھر دیکھنا۔

دورانِ خطبہ بے توجہی

فرماتے ہیں کہ جو شخص خطبہ میں حاضر ہے اور اسے خطبہ کی آواز آ رہی ہے تو اسے بغور خطبہ سننا چاہئے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے خطبہ سننے میں خلل ہو مثلاً کوئی چیز کھانا پینا کھیلنا اور اِدھر اُدھر متوجہ ہونا۔

﴿۸۴۶﴾ وَلاَ يُسَلِّمُ الخَطِيْبُ عَلَى القَوْمِ اِذَا اسْتَوٰى عَلَى المِنْبَرِ .

ترجمہ اورسلام نہ کرے خطیب لوگوں کو جب سیدھا کھڑا ہو جائے منبر پر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جب خطیب منبر پر آئے تو اس وقت لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

﴿۸۴۷﴾ وَكُرِهَ الخُرُوْجُ مِنَ المِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ .

ترجمہ اور مکروہ ہے نکلنا شہر سے اذان کے بعد جب تک کہ نماز نہ پڑھ لے۔

جمعہ کے دن سفر کرنا

جس کے اوپر جمعہ کی نماز فرض ہے اس کے لئے جمعہ کے دن زوال سے پہلے سفر کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد یعنی زوال کے بعد جمعہ پڑھے بغیر سفر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر آگے جمعہ ملنے کی امید ہو یا مجبوری ہو مثلاً دس بجے کی ٹرین میں ریزرویشن کرایا تھا مگر ٹرین لیٹ آئی تو زوال کے بعد بھی سفر کرنا جائز ہے اور ضرورت کے بغیر اور آگے جمعہ ملنے کی امید بھی نہ ہو تو زوال کے بعد سفر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۴۰۱)

﴿۸۴۸﴾ وَمَنْ لَّا جُمُعَةَ عَلَيْهِ اِنْ اَدَّاهَا جَازَ عَنْ فَرْضِ الوَقْتِ .

ترجمہ اور جس شخص پر جمعہ فرض نہیں اگر ادا کرے اس کو تو جائز ہے وقتیہ فرض کی طرف سے۔

تشریح ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ غلام، عورت، نابالغ، بیمار، مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے، اب یہ فرماتے ہیں کہ اگر مذکورہ لوگوں نے جمعہ میں حاضر ہو کر لوگوں کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر لی تو ان کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہو جائے گا۔ (ظہر کی نماز کی طرف سے کافی ہو جائے گا)

﴿۸۴۹﴾ وَمَنْ لَّا عُذْرَ لَهٗ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَاِنْ سَعٰى اِلَيْهَا وَالاِمَامُ فِيْهَا بَطَلَ ظُهْرُهٗ وَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهَا .

قبلها ضمیر کا مرجع صلوٰۃ جمعہ ہے۔ الیها ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔ ظهره ضمیر کا مرجع من ہے۔ لم يدرك نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ادرك يدرك ادراكا باب افعال سے پانا، حاصل کرنا، پکڑ لینا۔ اور ها ضمیر جمعہ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور جس شخص کے لئے کوئی عذر نہیں اگر پڑھ لے ظہر کی نماز اس سے پہلے تو حرام ہے پھر اگر روانہ ہو

اس کی طرف اور امام جمعہ کی نماز میں ہے تو باطل ہوگئی اس کی ظہر اگر چہ نہ پائے اس کو۔

غیر معذور نے جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے جمعہ کے دن نمازِ جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لی حالانکہ اس کو کوئی عذر بھی نہیں تھا تو اس کی یہ نماز جائز تو ہوگئی مگر صاحب قدوری وصاحب کنز وصاحب ہدایہ کے بقول مکروہ ہوئی اور صاحب کتاب کے بقول حرام، بہرحال پھر آگے تفصیل یہ ہے کہ ظہر پڑھنے کے بعد اس کو خیال آیا کہ نماز جمعہ میں شرکت کرنی چاہئے اس ارادہ کے ساتھ یہ شخص جامع مسجد کی طرف چلدیا تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو امام کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک ہوجائے گا یا شریک نہ ہوسکے گا اگر اس نے امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پالی تو اس کی پڑھی ہوئی نماز ظہر باطل ہوجائے گی اور وہ نفل بن جائے گی اور اگر یہ شخص جمعہ کے لئے روانہ تو اس وقت ہوا تھا جبکہ امام نمازِ جمعہ میں تھا لیکن اس کے پہنچتے پہنچتے امام نمازِ جمعہ سے فارغ ہوگیا اور یہ شخص نمازِ جمعہ کو امام کے ساتھ نہیں پاسکا تو اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے چلنے کے ساتھ ہی اس کی نمازِ ظہر باطل ہوگئی تو اب اس کو دوبارہ پڑھے۔

﴿۸۵۰﴾ وَكُرِهَ لِلْمَعْذُوْرِ وَالْمَسْجُوْنِ اَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا .

معذور اسم مفعول ہے بہانہ کیا گیا، مجبور جمع معذورین اور عذر کے معنی وہ دلیل جس کے ذریعہ مجبوری ظاہر کی جائے۔ **مسجون** اسم مفعول ہے باب (ن) سَجَنَ يَسْجُنُ سَجْنًا قید کرنا۔ **یومَها** ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے معذور اور قیدی کے لئے ظہر کا ادا کرنا جماعت سے شہر میں جمعہ کے دن۔

معذورین کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ معذور لوگ مثلاً غلام مسافر بیمار جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے یا بعد میں ایسے مقام میں ہیں جہاں نماز جمعہ صحیح ہوجاتی ہے تو اس مقام میں باجماعت ظہر ادا کریں تو ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے یہی حکم جیل خانہ میں قیدیوں کا بھی ہے اس لئے کہ باجماعت ظہر ادا کرنے میں کھلم کھلا جمعہ کا مقابلہ معلوم ہوتا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۸۴)

﴿۸۵۱﴾ وَمَنْ اَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ اَوْ سُجُودِ السَّهْوِ اَتَمَّ جُمُعَةً . واللّٰه اعلم

ادرکھا، ھا، ضمیر جمعہ کی جانب لوٹ رہی ہے۔

ترجمہ اور جو شخص پالے اس کو التحیات میں یا سجدۂ سہو میں تو پوری کرے جمعہ کی نماز ہی اور اللہ ہی زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔

تشہد پانے والے کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے امام کو نمازِ جمعہ کے تشہد میں پایا یا سجدۂ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک یہ شخص جمعہ کی نماز پوری کرے یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ جمعہ کی دو رکعتیں پڑھے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک جمعہ پانے کے لئے کم از کم ایک رکعت پانا ضروری ہے جو شخص قعدۂ اخیرہ میں شریک ہوا یعنی جس کی دونوں رکعتیں فوت ہوگئیں اس کو جمعہ نہیں ملا پس وہ امام کے سلام کے بعد اسی تحریمہ سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے، فتویٰ شیخین کے قول پر ہے۔

(تحفۃ الالمعی: ۲/ ۳۹۸۔ انوار القدوری: ۱/ ۲۰۷، درمختار مع الشامی: ۱/ ۶۷۷)

بَابُ العِیْدَیْنِ

(عیدین کا بیان)

عید، خوشی میں اظہارِ بندگی

اسلام ایک ایسا مبارک مذہب ہے جس کی مذہبی تعلیمات کھیل کود سے کوسوں دور اور خرافات کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہیں، چنانچہ اسلامی شریعت نے جہاں انسانی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے متبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے نام پر خوشی و مسرت کے لئے تجویز کئے ہیں وہیں ان میں پر عظمت عبادت دوگانہ نمازِ عید واجب کرکے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداوندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف توجہ دلائی ہے، عید محض مذہبی تیوہار نہیں بلکہ انعاماتِ خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے عید کھیل کود کا دن نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے وہ منظر بڑا خوشنما اور عبرت آموز ہوتا ہے جب ایک ہی انداز میں اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ دنیا کے قریہ قریہ چپہ چپہ شہر در شہر مسجدوں میں میدانوں میں سڑکوں پر عیدگاہوں میں سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں نہیں بلکہ کروڑ ہا کروڑ فرزندانِ توحید بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوکر نہ صرف جذبۂ عبدیت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت کی بھی شاندار مثال پیش کرتے ہیں جب اجلے اجلے لباس پہنے بچے بوڑھے اور جوان عید کی خوشیاں مناتے اور اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید میں مشغول نظر آتے ہیں۔

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تیوہار اور خوشی کے دِنوں میں کھیل کود ناچ گانے شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں، ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں، اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس (حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن، عید نصاریٰ ۲۵ر دسمبر) کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے

معاصی اور منکرات میں مبتلا ہو کر اظہارِ مسرت کرتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں بھی یہی طریقہ رائج تھا مگر جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ المنورہ تشریف لائے تو آپ نے رسوماتِ جاہلیہ کو ختم فرما کر اللہ کے حکم سے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے اور حکم ہوا کہ مسلمان مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے اور شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی، یہی عید کی اصل روح ہے، بقیہ جو لوازمات ہیں جیسے نہانا دھونا خوشبو لگانا نئے کپڑے پہننا بشاشت ظاہر کرنا، یہ سب ضمنی چیزیں ہیں آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہے۔ (کتاب المسائل: ۴۳۴-۴۳۵)

ماقبل سے مناسبت: باب جمعہ کے ساتھ اس باب کی مناسبت یہ ہے کہ دونوں نمازیں عظیم جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ دونوں دن کی نمازیں ہیں، دونوں میں جہری قرأت ہے جس پر جمعہ واجب ہے اس پر عید کی نماز بھی واجب ہے چونکہ جمعہ فرض ہونے کی وجہ سے قوی ہے اور عیدین کی نماز فرض نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لئے اولاً احکام جمعہ بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۸۵۲﴾ صَلٰوةُ الْعِيْدِ وَاجِبَةٌ فِی الْاَصَحِّ عَلٰی مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَرَائِطِهَا سِوَی الْخُطْبَةِ فَتَصِحُّ بِدُوْنِهَا مَعَ الْاِسَاءَةِ كَمَا لَوْ قُدِّمَتِ الْخُطْبَةُ عَلٰی صَلٰوةِ الْعِيْدِ.

عید عود سے ہے جس کے معنی ہیں لوٹنا، بار بار آنا، چونکہ یہ مفہوم اس دن کے اندر موجود ہے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ کے انعام بندوں پر عائد اور مکرر ہوتے ہیں یہ دن ہر سال مسرت وخوشی کا پیغام لاتا ہے اس روز ہر شخص کی حسب حیثیت عزت وحرمت کا احساس ہر سال تازہ ہوتا ہے۔ عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے، **عید** دراصل **عِوْدٌ** تھا، اس کی جمع حسب قاعدہ **اَعْوَادٌ** ہونی چاہئے تھی، مگر **عَود** بمعنی لکڑی کی جمع سے فرق کرنے کے **اَعْیَادٌ** آتی ہے، وہ دن جس میں بڑی یاد، بڑی خوشی منائی جائے۔ **علٰی** چونکہ لزوم کے لئے آتا ہے اس لئے۔ **تجب** یہ فرض کے معنی میں ہے۔ **فی الاصح** اس قید کو لگا کر ان لوگوں کا مذہب رد کردیا ہے جو نماز عیدین کو سنت کہتے ہیں۔

بشرائطها یعنی جو جمعہ کی شرائط ہیں خواہ وہ شرط صحت واداء ہو یا وجوب کی وہی تمام شرائط عید کی نماز کے لئے ہیں۔

سوی الخطبة خطبہ عید میں شرط نہیں اس لئے اس کا استثناء کیا ہے اس میں خطبہ بعد میں ہے۔ **اساءة** مصدر ہے باب افعال سے خراب کرنا، برائی کرنا اور مجرد میں باب نصر سے **ساء یسوءُ سواءً** قبیح ہونا برا ہونا، اور اسائت کا درجہ مکروہ تحریمی سے نیچے اور مکروہ تنزیہی سے اوپر ہوتا ہے، گویا کہ وہ مکروہ تحریمی کے قریب تر ہے۔

ترجمہ عید کی نماز واجب ہے صحیح ترین قول میں ہر اس شخص پر کہ جس پر فرض ہے جمعہ اس کے شرائط کے ساتھ خطبہ کے علاوہ پس صحیح ہے اس کے بغیر اساءت کے ساتھ جیسا کہ اگر مقدم کردیا جائے خطبہ عید کی نماز پر۔

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو یا ضروریاتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عید کی نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، آگے فرماتے ہیں کہ جو شرائط جمعہ کے لئے ہیں وہی تمام شرائط عیدین کیلئے بھی ہیں علاوہ خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نمازِ جمعہ درست نہ ہوگی برخلاف عیدین کے خطبہ کے کہ ان کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے، اب اگر کسی نے بغیر خطبہ کے ہی نماز عید پڑھا دی تو مکروہِ تحریمی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے اگر کوئی شخص عیدین کے خطبے نماز سے پہلے دے دے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں وہ خطبہ محسوب (گنا ہوا) ہوگا اور ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ یہ عمل سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔

اختیاری مطالعہ

سوال عیدین میں خطبہ بعد میں کیوں ہے؟ اور جمعہ میں پہلے کیوں ہے؟

جواب عیدین میں لوگ دوگانہ ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں تقریر سننے کے لئے نہیں جاتے پس پہلے دوگانہ ادا کرنا چاہئے پھر خطیب کو جو تقریر کرنی ہو کرے غرض عیدین میں معاملہ اصل حالت پر ہے اور عیدین کی نوبت سال میں دو ہی مرتبہ آتی ہے اور اس میں خوب ذوق وشوق ہوتا ہے لوگ پہلے سے تیاری کر کے آتے ہیں اس لئے عیدین میں اصل کے مطابق عمل کیا جاتا ہے اور جمعہ ہفتہ واری اجتماع ہے اس میں اگرچہ ذوق وشوق ہوتا ہے مگر عیدین جیسا نہیں ہوتا بلکہ بعض لوگ سستی کرتے ہیں اور دیر سے آتے ہیں پس اگر خطبہ بعد میں ہوگا تو ان کی پوری نماز یا کوئی رکعت چھوٹ جائے گی اس لئے خطبہ مقدم کیا گیا تاکہ دیر سے آنے والے بھی نماز سے محروم نہ رہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۴۰۵)

﴿۸۵۳﴾ وَنَدُبَ فِي الفِطْرِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَنْ يَّأْكُلَ وَاَنْ يَّكُوْنَ المُأْكُوْلُ تَمْرًا وَوِتْرًا.

یاکل فعل مضارع مثبت معروف واحد مذکر غائب اور اَنْ کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے اور اس کو اَن ناصبہ کہتے ہیں جو فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اور **ماکول** اسم مفعول ہے باب نصر سے اَکَلَ یاکُلُ اکلاً کھانا۔ تمراً کھجور، چھوارہ، واحد تمرَۃٌ.

ترجمہ اور مستحب ہیں عید الفطر میں تیرہ چیزیں کھانا اور جو چیز کھائی جائے وہ کھجور یا چھوارہ ہو اور طاق عدد ہو۔

عید الفطر کا ایک مستحب عمل

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے، اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھالینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرنی کی تخصیص ثابت نہیں۔ (البحر الرائق: ۲/۱۷۱) اور عید الفطر میں صبح

صادق کے بعد کچھ کھانا اس لئے مستحب ہے تاکہ افطار متحقق ہو جائے یعنی عملی طور پر یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج روزہ نہیں ہے کیوں کہ روزوں کا مہینہ ختم ہو چکا۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۴۰۴)

﴿۸۵۴﴾ وَيَغْتَسِلَ وَيَسْتَاكَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَلْبَسَ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ .

يستاك فعل مضارع معروف، باب افتعال سے مسواک کرنا۔ **يتطيب** فعل مضارع معروف باب تفعل تَطَيُّبًا مصدر ہے عمدہ اور خوشبودار ہو جانا، خود خوشبو ملنا۔

ترجمہ اور غسل کرے مسواک کرے خوشبو لگائے اور پہنے اپنے کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے۔

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا مسواک کرنا اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۹)

﴿۸۵۵﴾ وَيُؤَدِّىَ صَدَقَةَ الفِطْرِ اِنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ .

ترجمہ اور ادا کرے صدقۂ فطر اگر واجب ہو اس پر۔

تشریح رمضان سے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے لیکن خلافِ احتیاط ہے اور رمضان میں ادا کرنا جائز اور درست ہے اور عید الفطر کی صبح کو ادا کرنا زیادہ افضل اور مستحب ہے اور عید کے دن سے مؤخر کرنا گناہ ہے لیکن جب ادا کرے گا تو گناہ نہ رہے گا۔ (طحطاوی: ص ۲۸۹)

﴿۸۵۶﴾ وَيُظْهِرَ الفَرَحَ وَالبَشَاشَةَ .

الفرح خوشی جمع اَفْرَاحٌ فَرِحَ يفرحُ فَرَحًا خوش ہونا۔ **البشاشة** باب (ف) کا مصدر ہے چہرہ کا کھلنا چمکنا، کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا۔

ترجمہ اور ظاہر کرے خوشی اور خندہ پیشانی۔

تشریح اس عبارت میں دو لفظ آرہے ہیں دونوں کو الگ الگ سمجھنا ہے: ۱ فرح بمعنی خوشی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر یہ ادا کرے اور اس چیز پر کہ اللہ نے اُسے یہ دن دکھلایا ہے کہ رحمت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور بڑے بڑے مجامع میں عاجزی انکساری کے ساتھ دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ رحمت خداوندی کے بے پایاں نزول کا سبب بن جاتے ہیں اور خوشی کا اظہار اس انداز میں کرے کہ وہ خوشی اس کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اٹھیں، اور بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا اطاعت گزار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔ ۲ بشاشت: اس کا مطالب یہ ہے کہ جس مسلمان بھائی

سے بھی ملاقات ہو خندہ پیشانی سے ملے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ملاقات کرے۔

اختیاری مطالعہ

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز ہے: والتهنئة بقوله تقبل الله منه ومنكم لا تنكر بل مستحبة لورود الاثر بها. (طحطاوی:۲۸۹، کتاب المسائل:۴۴۲)

عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (مجالس الابرار: ۲۹۸، کتاب المسائل:۴۴۳)

﴿۸۵۷﴾ وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ حَسْبَ طَاقَتِهِ .

ترجمہ اور خیرات زیادہ کرنا اپنی طاقت کے مطابق۔

عید کے دن صدقہ وخیرات

مطلب یہ ہے کہ عیدین کے دن زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کرنا چاہئے مگر اس بات کا خیال رہے کہ اپنی طاقت ووسعت سے زیادہ نہ ہو نیز اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو صدقۂ فطر اس پر واجب ہے اس سے کچھ زائد مقدار میں ہی دے اور یہ زیادتی اس کے لئے صدقہ نافلہ کے درجہ میں ہوگی۔

﴿۸۵۸﴾ وَالتَّبْكِيرُ وَهُوَ سُرْعَةُ الْاِنْتِبَاهِ وَالْاِبْتِكَارُ وَهُوَ الْمُسَارَعَةُ اِلَى الْمُصَلّٰى وَصَلٰوةُ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ .

تبکیر باب تفعیل کا مصدر ہے صبح سویرے اٹھنا، صبح کے وقت آنا۔ **ابتکار** باب افتعال کا مصدر ہے سویرے آنے یا جلدی آنے کی کوشش کرنا۔

ترجمہ اور تبکیر اور وہ جلدی اٹھنا ہے اور ابتکار اور وہ سویرے عیدگاہ جانا ہے اور صبح کی نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں۔

عید کے دن صبح سویرے اٹھنا

فرماتے ہیں صبح سویرے اٹھنا اور عیدگاہ میں سویرے جانا اور فجر کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا یہ سب عیدین کے مستحبات میں سے ہیں۔

﴿۸۵۹﴾ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمُصَلّٰى مَاشِيًا مُكَبِّرًا سِرًّا .

يَتَوَجَّهُ فعل مضارع مثبت معروف باب تفعل سے۔ علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے کہ یتوجہ رفع کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازِ عیدین کے لئے جانا واجب ہے مستحب نہیں، اسی وجہ سے اسلوب بدل کر ثم کے ساتھ عبارت بیان کی ہے کہ عیدین کے لئے روانگی مذکورہ افعال کے بعد سب سے اخیر میں ہوگی اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس کا عطف یاکل پر کر کے نصب بھی پڑھ سکتے ہیں، اس صورت میں تاویل اس طرح کریں گے کہ عیدگاہ جانا محض مستحب ہے اگرچہ عید کی نماز واجب ہے حتی کہ اگر کسی نے عید کی نماز مسجد میں ادا کرلی اور عیدگاہ نہیں گیا فقد ترک السنۃ۔ (البحر الرائق: ۱/۱۷۱)

ترجمہ پھر روانہ ہوجائے عیدگاہ کی طرف پیدل تکبیر کہتا ہوا آہستہ آہستہ۔

عیدگاہ پیدل جانا

نمازِ عیدین عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے اور شہر کی متعدد مسجدوں میں ادا کرنے کی بھی اجازت ہے اور عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے بلاضرورت سواری پر سوار ہوکر نہ جائے کیوں کہ پیدل جانے میں عاجزی ہے اور سوار ہوکر جانے میں شان کا اظہار ہے جو عبادت کے شایانِ شان نہیں اور وہاں سے واپسی میں سوار ہوکر آنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور عید الفطر میں آہستہ آواز سے اور بقرعید میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔

عیدگاہ کسے کہتے ہیں؟

شرعی طور پر عیدگاہ اس کو کہتے ہیں جو آبادی سے بالکل باہر ہو اور اگر آبادی سے باہر باقاعدہ عیدگاہ بنی ہوئی نہ ہو تو کھلے میدان و جنگل میں نمازِ عید ادا کی جائے تو وہ بھی وقتی طور پر عیدگاہ ہی کہلائے گی اور سنت کا ثواب حاصل ہوجائے گا اور شہر کی مساجد میں بھی نماز عید بلاکراہت درست ہے مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ عیدگاہ میں ہی نماز ادا کی جائے۔

(ایضاح المسائل: ۳۴)

﴿۸۶۰﴾ وَيَقْطَعُهٗ اِذَا انْتَهٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فِيْ رِوَايَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ .

انتھٰی ماضی معروف باب افتعال انتھاءً مصدر ہے مکمل ہونا، ختم ہونا اور جب صلہ میں إلٰی آئے تو معنی ہوں گے، کسی کے پاس پہنچنا۔ **مصلی** نماز ادا کرنے کی جگہ **مُصَلی العید** عیدگاہ جمع **مُصَلَّیَاتُ الاَعْیَادِ. افتتح** ماضی معروف باب افتعال مصدر اُفتتاحًا آغاز کرنا، شروع کرنا۔

ترجمہ اور ختم کردے اس کو جب پہنچ جائے عیدگاہ ایک روایت میں اور دوسری روایت میں ہے جب نماز شروع کردے۔

تکبیر تشریق کب ختم کرے؟

اس عبارت میں یہ بیان کررہے ہیں کہ تکبیر کب ختم کرے؟ صاحب کتاب نے دو روایتیں ذکر کی ہیں: ۱ جب عیدگاہ پہنچ جائے تو اس وقت تکبیر ختم کردے۔ ۲ جب جماعت کھڑی ہوجائے تو تکبیر ختم کردے، **کذا فی الکافی وعلیه عمل الناس قال ابو جعفر وبه نأخذ** . (مراقی الفلاح علی نورالایضاح ص: ۲۹۰)

﴿۸۶۱﴾ وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ .

ترجمہ اور لوٹے دوسرے راستہ سے۔

تشریح فرماتے ہیں ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے سے لوٹنا مسنون ہے کیونکہ حضور کا معمول یہ تھا کہ آپ ایک راستہ سے عیدگاہ جاتے تھے اور دوسرے سے واپس لوٹتے تھے۔

﴿۸۶۲﴾ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ قَبْلَ صَلٰوةِ العِيْدِ فِي الْمُصَلّٰى وَالْبَيْتِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى فَقَطْ عَلٰى اخْتِيَارِ الْجُمْهُوْرِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے نفل پڑھنا عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں اور گھر میں اور عید کے بعد عیدگاہ میں صرف اکثر علماء کے اختیار کردہ فتوے کے مطابق۔

عیدین سے پہلے اور بعد میں نفلیں نہیں

نماز عیدین سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔ (شامی زکریا: ۳/۵۰) صاحب نورالایضاح نے علی اختیار الجمھور کی قید لگا کر قاضی خاں اور صاحب تحفہ وغیرہ پر رد کردیا ہے کیونکہ یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں چار رکعتیں نفل پڑھنا جائز اور درست ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۲۹۰)

﴿۸۶۳﴾ وَوَقْتُ صِحَّةِ صَلٰوةِ العِيْدِ مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَيْنِ اِلٰى زَوَالِهَا

ارتفاع باب افتعال کا مصدر ہے بلند ہونا اور مجرد میں باب فتح سے رَفَعَ یَرْفَعُ رَفْعًا اٹھانا۔ رمح نیزہ (بارہ بالشت کی مقدار) جمع رِمَاحٌ اور عبارت میں اس سے مراد سورج کا اتنا بلند ہو جانا ہے کہ جب نوافل وغیرہ پڑھنا جائز ہو جائے۔ (طحطاوی: ۲۹۰) مثلاً سورج نکلنے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد۔ زوالھا ضمیر شمس کی جانب لوٹ رہی ہے۔

ترجمہ اور نمازِ عید کے صحیح ہونے کا وقت سورج کے بلند ہو جانے سے ایک یا دو نیزہ کی مقدار اس کے ڈھلنے تک ہے۔

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

اس عبارت میں عیدین کے وقت کی ابتداء اور انتہاء کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ عیدین کا ابتدائی وقت سورج کے ایک دو نیزہ کے برابر اونچا ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہے یعنی سورج نکلنے کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہو جاتا ہے لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاری کر کے بآسانی عیدگاہ میں حاضر ہو سکیں اور عیدین کی نماز پڑھنے کا آخری وقت سورج ڈھلنے سے پہلے تک ہے چنانچہ اگر وقت ہونے سے پہلے عیدین کی نماز پڑھ لی تو وہ درست نہ ہوگی ایسے ہی اگر عیدین کی نماز پڑھتے ہوئے سورج ڈھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی فاسد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز جو پڑھ رہا تھا وہ نہیں ہوگی بلکہ اسے نفل نماز کا ثواب مل جائے گا۔ (شامی: ۱/ ۷۷۹)

﴿۸۶۴﴾ وَكَيْفِيَّةُ صَلٰوتِهِمَا اَنْ يَّنْوِىَ صَلٰوةَ العِيْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيْمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى كُلِّ مِّنْهَا ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ يُسَمِّىْ سِرًّا ثُمَّ يَقْرَأُ الفَاتِحَةَ ثُمَّ سُوْرَةً وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاَعْلٰى ثُمَّ يَرْكَعُ فَاِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ اِبْتَدَأَ بِالبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالفَاتِحَةِ ثمَّ بِالسُّوْرَةِ وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سُوْرَةُ الغَاشِيَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْهَا كَمَا فِى الاُوْلٰى.

ترجمہ اور دونوں عیدوں کی نماز پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیت کرے عید کی نماز کی پھر تکبیر تحریمہ کہے پھر ثنا پڑھے پھر تین مرتبہ تکبیرات زوائد کہے اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو ان میں سے ہر ایک میں پھر اعوذ باللہ پڑھے پھر بسم اللہ پڑھے آہستہ پھر سورۂ فاتحہ پڑھے پھر سورت اور مستحب ہے یہ کہ ہو سبح اسم ربلك الاعلىٰ پھر رکوع کرے پھر جب کھڑا ہو دوسری رکعت کے لئے تو شروع کرے بسم اللہ سے پھر سورۂ فاتحہ اور پھر سورت اور مستحب ہے کہ ہو سورۂ غاشیہ پھر تکبیرات زوائد کہے تین مرتبہ اور اٹھائے اپنے ہاتھوں کو ان میں جیسا کہ پہلی رکعت میں۔

نمازِ عید کی نیت وترکیب نماز

اس عبارت میں نماز عیدین کی نیت اور ترکیب نماز اور مسنون قرأت بیان کر رہے ہیں:

۱۔ **نمازِ عید کی نیت:** نماز عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہو کر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے، باقی اگر کوئی ادا کر لے تو ناجائز بھی نہیں۔ (الاشباہ: ۱/۸۴)

۲۔ **ترکیب نمازِ عید:** نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد امام تعوذ وتسمیہ آہستہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت ملائے پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کر لیں، دوسری رکعت میں اولاً آہستہ بسم اللہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہیں جیسے پہلی رکعت میں کہی تھیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسب معمول پوری کریں، اس تفصیل کے مطابق تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیریں ملا کر دونوں رکعتوں میں کل نو تکبیریں ہیں: پہلی رکعت میں پانچ، ایک تکبیر تحریمہ تین تکبیرات زوائد اور ایک رکوع کی تکبیر اور دوسری رکعت میں چار ہیں تین تکبیراتِ زوائد اور ایک رکوع کی تکبیر۔ (حلبی کبیر: ۵۶۷)

۳۔ جب عیدین کی نمازوں میں لمبی قرأت کا ارادہ ہوتا تو آپؐ سورۂ قٓ اور سورۃ القمر پڑھتے تھے اور جب ہلکی قرأت کرنا مقصود ہوتا تو سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے، پہلی دو سورتوں میں اختصار کے ساتھ قرآنِ کریم کے تمام مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور بہت بڑے اجتماع کے موقع پر اسی کی ضرورت ہوتی ہے کہ جامعیت کے ساتھ دین کا خلاصہ لوگوں کے سامنے آجائے اور آخری دو سورتوں میں آخرت کی منظر کشی ہے اور آخرت کی زندگی کو بنانے کی ترغیب ہے یہ مضامین بھی اہم ہیں، اجتماع کے لئے مناسب ہیں اسی کے پیش نظر مصنفؒ نے فرمایا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھی جائے۔

﴿۸۶۵﴾ وَهٰذَا اَوْلٰى مِنْ تَقْدِيْمِ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَإِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيْرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فِيْهَا جَازَ .

اَولیٰ اسم تفضیل زیادہ حقدار، زیادہ لائق، تثنیہ اَولیان جمع اَوْلَوْن۔

ترجمہ اور یہ زیادہ افضل ہے تکبیراتِ زوائد کو مقدم کرنے سے دوسری رکعت میں قرأت پر پس اگر مقدم کرے تکبیرات کو قرأت پر دوسری رکعت میں تو (یہ بھی) جائز ہے۔

تکبیرات عیدین میں اختلافِ ائمہ

اس عبارت کو سمجھنے کے لئے اولاً یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام احمد امام شافعیؒ) کے

نزدیک عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرات ہیں پھر ان میں اختلاف ہے کہ پہلی رکعت میں جو سات تکبیریں ہیں وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات ہیں یا اس کے ساتھ سات ہیں؟ امام شافعی کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات ہیں اس لئے ان کے نزدیک زائد تکبیریں کل بارہ ہیں اور امام مالک واحمد کے نزدیک سات میں تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے پس ان کے نزدیک تکبیرات زوائد گیارہ ہیں۔

اب سمجھئے صاحب کتاب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دونوں رکعتوں کی قرأتوں کے درمیان تکبیراتِ زوائد سے فصل نہ کرنا اور ہر رکعت میں تین زائد تکبیریں کہنا (یعنی ترکیب نماز عید جو ماقبل میں بیان کی گئی ہے) یہ افضل اور بہتر ہے اس سے کہ ہر رکعت میں تین سے زائد تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے کہی جائیں (جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے) لیکن اگر کسی نے ایسا کر دیا تو بھی جائز ہے صرف غیر اولیٰ ہے اور رسول اللہ سے بارہ یا گیارہ تکبیرات زوائد بھی مروی ہیں اور چار چار بھی ثابت ہیں اور آپ کا آخری عمل چار چار تکبیریں کہنے کا تھا اس کے بعد جاننا چاہئے کہ یہ اختلاف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے جواز وعدم جواز کا نہیں احناف چار چار تکبیروں کو افضل قرار دیتے ہیں اور ائمہ ثلاثہ گیارہ یا بارہ تکبیروں کو افضل کہتے ہیں، اسی کی طرف صاحب کتاب یہاں عبارت میں رہنمائی کر رہے ہیں۔ (مراقی الفلاح:۲۹۱)

﴿۸۶۶﴾ ثُمَّ يَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيْهِمَا اَحكامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ .

ترجمہ پھر پڑھے امام دو خطبے نماز کے بعد بتائے ان میں صدقۃ الفطر کے احکام۔

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے، جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا اور عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹ مرتبہ لگاتار تکبیراتِ تشریق پڑھنا مستحب ہے جبکہ دوسرے خطبہ کے شروع میں سات تکبیرات پڑھنا منقول ہے۔ (درمختار:۱/۷۸۳)

آگے فرماتے ہیں کہ امام اپنے خطبہ میں لوگوں کو صدقۂ فطر کے احکام خمسہ کی تعلیم دے یعنی یہ بتائے کہ صدقۂ فطر کس پر واجب ہے کس کے لئے واجب ہے کب واجب ہے کتنا واجب ہے اور کس چیز سے واجب ہے۔

﴿۸۶۷﴾ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْإِمَامِ لَايَقْضِيْهَا .

فاتت ماضی معروف واحد مؤنث غائب باب (ن) مصدر فَوْتًا وَفَوَاتًا کوئی چیز چھوٹ جانا پھر اسے نہ پاسکنا جیسے فاتته الصلوٰة او الركعة الاولى ، فاتهُ القطارُ اس کی ٹرین چھوٹ گئی۔

ترجمہ اور جس شخص کی چھوٹ گئی نماز عید امام کے ساتھ تو اس کی قضا نہیں کرے گا۔

عیدین کی قضا

اگر کسی شخص سے نمازِ عیدین فوت ہوجائے تو پھر اس شخص کے حق میں قضا نہیں ہے اگرچہ اس کا فوت ہونا خود اس کے فاسد کرنے سے ہو اس طرح کہ ایک شخص امام کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہوا اور امام سے پہلے ہی فارغ ہوگیا، امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ فاسد کرنے کی صورت میں قضا لازم ہے مگر قول اول ہی اصح ہے۔ (شامی: ۱/۷۸۳) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ مع الامام، فاتت کی ضمیر سے حال واقع ہے اور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام نے تو نمازِ عید پڑھ لی حالانکہ مقتدی رہ گیا تو اب مقتدی قضاء نہ کرے گا اور اگر امام و مقتدی دونوں ہی کی نماز فوت ہوگئی تو پھر قضا لازم ہے۔
(حوالۂ بالا)

﴿۸۶۸﴾ وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ اِلَى الْغَدِ فَقَطْ .

تؤخر فعل مضارع مجہول واحد مؤنث غائب باب تفعیل سے تاخیراً مصدر ہے پیچھے کرنا، لیٹ کرنا، ملتوی کرنا۔ **غد** آئندہ کل کا دن۔ مستقبل وہ دن جو دور ہو لیکن اس کی آمد متوقع ہو۔

ترجمہ اور مؤخر کی جاسکتی ہے کسی عذر کے باعث صرف اگلے روز تک۔

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عیدالفطر کی نماز ایک دن مؤخر کرکے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔

﴿۸۶۹﴾ وَاَحْكَامُ الْاَضْحٰى كَالْفِطْرِ لٰكِنَّهٗ فِى الْاَضْحٰى يُؤَخِّرُ الْاَكْلَ عَنِ الصَّلٰوةِ .

اضحٰی یہ جمع ہے اس کا واحد اَضْحَاۃٌ ہے، یوم الاضحٰی قربانی کا دن۔

ترجمہ اور بقرعید کے احکام عیدالفطر جیسے ہیں لیکن بقرعید میں مؤخر کردے کھانے کو نماز سے۔

بقرعید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عیدالاضحٰی میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھائے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۷۸۴) کیونکہ بھوکا ہوگا تو قربانی کا گوشت رغبت سے کھائے گا البتہ چائے پی سکتا ہے اور پان کھا سکتا ہے کیونکہ اس سے پیٹ نہیں بھرتا، اسی طرح اگر قربانی کرنے میں بہت دیر ہوسکتی ہو تو ناشتہ بھی کرسکتا ہے، عرب تو خود ذبح کرتے تھے اور ان کا گوشت دس منٹ میں پک جاتا تھا اور ہمارے احوال ان سے مختلف ہیں) (تحفۃ الالمعی: ۲/۴۲۰)

﴿۸۷۰﴾ وَيُكَبِّرُ فِى الطَّرِيْقِ جَهْرًا وَيُعَلِّمُ الْاُضْحِيَّةَ وَتَكْبِيْرَ التَّشْرِيْقِ فِى الْخُطْبَةِ

وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ اِلٰی ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ .

تشریق لغوی معنی گوشت کو لٹکا دینا تا کہ سورج کی تپش سے خشک ہو جائے اور عرب میں لوگ قربانی کے گوشت کو سکھاتے ہیں، گیارہ بارہ تیرہ میں اس لئے ان ایام کو ایام تشریق کہا جاتا ہے (ہمارے یہاں بھی مختلف انداز میں لوگ مصالحہ جات وغیرہ ڈال کر کافی عرصہ تک گوشت رکھتے ہیں) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تشریق بمعنی التکبیر بالجہر ہے چونکہ ان ایام میں نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہی جاتی ہے اس لئے ان ایام کا نام ایام تشریق رکھ دیا گیا ہے۔

الاضحیۃ جمع اَضَاحِیّ قربانی کا جانور، ذبیحہ۔

ترجمہ اور تکبیر کہتا رہے راستہ میں بلند آواز سے اور بتلائے خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق اور مؤخر کی جاسکتی ہے عذر کی وجہ سے تین دن تک۔

بقرعید کی نماز کو ملتوی کرنا

فرماتے ہیں کہ عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں بآواز بلند تکبیر کہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور امام نماز عید کے بعد اپنے خطبوں میں لوگوں کو قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام سکھائے یعنی بتلائے کہ ہر عاقل بالغ آزاد مسلمان صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے اور قربانی کے لئے تین قسم کے جانور ہیں: (۱) اونٹ نر و مادہ یہ سب سے اعلیٰ ہے، جو پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ (۲) گائے، بیل، بھینس، کٹڑا، کٹڑی، بچھڑا اور بچھڑی یہ درمیانی ہیں پورے دو سال کے ہونے ضروری ہیں۔ (۳) بکری بکرا بھیڑ دنبہ یہ ادنیٰ ہیں جو ایک سال کے ہونے ضروری ہیں ہاں اگر بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ کے ہوں اور اتنے موٹے تازے ہوں کہ سال بھر کے معلوم ہوتے ہوں تو بھی قربانی درست ہے، (تکبیر تشریق اور احکام قربانی اس جمعہ میں سکھائے جو بقرعید سے پہلے آیا ہے یہ زیادہ مناسب ہے) اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

﴿۸۷۱﴾ وَالتَّعْرِیْفُ لَیْسَ بِشَیْءٍ

ترجمہ اور عرفات منانے کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔

تشریح لغت کے اعتبار سے تعریف عرفات میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں پر مراد یہ ہے کہ عرفہ کے دن لوگ کسی میدان میں جمع ہو کر حاجیوں کی طرح دعا کریں خوب گڑگڑائیں وغیرہ وغیرہ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر ثواب مرتب ہو بلکہ ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (شامی: ۱/۷۸۴)

﴿۸۷۲﴾ وَیَجِبُ تَکْبِیْرُ التَّشْرِیْقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَۃَ اِلٰی عَصْرِ الْعِیْدِ مَرَّۃً فَوْرَ کُلِّ

فَرْضٍ اُدِّيَ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلٰى اِمَامٍ مُقِيْمٍ بِمِصْرٍ وَعَلٰى مَنِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا اَوْ رَقِيْقًا اَوْ اُنْثٰى عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلٰى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا اَوْ مُسَافِرًا اَوْ قَرَوِيًّا اِلٰى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَبِهٖ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا بَاْسَ بِالتَّكْبِيْرِ عَقَبَ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ .

مستحبّة یہ قید احترازی ہے عورتوں اور ننگوں کی جماعت نکل گئی۔ رقیق غلام واحد وجمع کے لئے یکساں آتا ہے کبھی اس کی جمع اَرِقّاءُ لاتے ہیں، مؤنث کے لئے رقیق یا رقیقةٌ بولتے ہیں۔ انثٰی مادہ جمع اِناث ۔ قروی خلاف قیاس، قرية کی طرف منسوب، دیہاتی، گاؤں کا باشندہ۔ فور ہر چیز کا ابتدائی حصہ، فوراً علی الفور، اسی وقت فوری طور پر، ابھی، ہاتھ کے ہاتھ۔

ترجمہ اور واجب ہوتی ہے تکبیر تشریق عرفہ کی فجر کے بعد سے عید کی عصر تک ایک مرتبہ ہر ایسی فرض نماز کے فوراً بعد جو ادا کی گئی ہو مستحب جماعت سے ایسے امام پر جو مقیم ہو شہر میں اور ہر اس شخص پر جو اس کا مقتدی بنے اگر چہ یہ مقتدی مسافر ہو یا غلام یا عورت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور فرمایا صاحبینؒ نے کہ واجب ہوتی ہے ہر فرض نماز کے فوراً بعد اس شخص پر جو فرض نماز ادا کرے اگر چہ وہ تنہا نماز پڑھنے والا ہو یا مسافر ہو یا گاؤں کا رہنے والا ہو، ۹/ ذی الحجہ سے پانچویں دن کی عصر تک اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور کوئی حرج نہیں تکبیر تشریق پڑھنے میں عیدین کی نماز کے بعد۔

(۱) تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تشریق کی ابتداء عرفہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے ہوگی اور ان کا اختتام ۱۰/ ذی الحجہ کی نماز عصر کے بعد تک ہے، اس طرح امام صاحب کے نزدیک صرف آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر تشریق کہی جائے گی، نیز امام صاحب کے نزدیک عورتوں گاؤں والوں (جہاں نماز جمعہ نہیں) مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والوں پر تکبیر تشریق نہیں ہے، ہاں اگر کسی مسافر یا غلام یا عورت نے کسی امام کی اقتداء میں باجماعت نماز پڑھی تو اب تکبیر تشریق واجب ہے، صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآوازِ بلند اور عورتوں کیلئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے، کل ۲۳ نمازیں ہوجاتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے اور نماز عید الاضحیٰ کو ملا کر ۲۴ نمازیں ہوجاتی ہیں۔

(۲) تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیر تشریق اصلاً ایک مرتبہ واجب ہے تاہم کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(درمختار زکریا: ۳/ ۶۲، کتاب المسائل: ۴۴۴)

(۳) تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیر تشریق مقیم مسافر منفرد جماعت اہل شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر واجب ہے ایسے ہی عورتوں پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی اور مسبوق پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پوری کرنے کے بعد پڑھے گا، فتویٰ اور عمل صاحبین کے قول پر ہے، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

تکبیر تشریق بھول جانا

تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہو جائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کر لی یا جان بوجھ کر وضو توڑ دیا تو ان تمام صورتوں میں تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں لہٰذا احتیاطاً تکبیر کہہ لی جائے۔ (شامی زکریا: ۳/ ۶۳، احسن الفتاوی: ۴/ ۱۲۴، کتاب المسائل: ص ۴۴۵)

﴿۸۷۳﴾ وَالتَّكْبِيْرُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

ترجمہ اور تکبیر یہ ہے کہ کہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، اللہ عظیم تر ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں۔

تکبیر تشریق کی ابتداء کب سے ہوئی؟

تکبیر تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور تکبیر تشریق میں تین معزز اور مقرب بندوں کے الفاظ موجود ہیں: (۱) جب حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کیا جا رہا تھا اور حضرت جبرئیل امینؑ مینڈھا لیکر تشریف لا رہے تھے تو حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر (۲) جب حضرت ابراہیمؑ نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (۳) جب حضرت اسماعیلؑ کو فدیہ دینے کی خبر ہوئی تو فرمایا: اللہ اکبر وللہ الحمد. (شامی: ۱/ ۷۸۵)

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْاِفْزَاعِ

كُسوف اس کے لغوی معنی بے نور ہو جانا كَسَفَ يَكْسِفُ كُسُوْفًا سورج کو گہن لگنا۔ **خسوف** خَسَفَ

یخسِفُ خُسُوفًا (ض) وانخسفَ دھنس جانا، نیچے اتر جانا، چاند کو گہن لگنا۔ کسوف اور خسوف دونوں عام لفظ ہیں، سورج گہن اور چاند گہن دونوں پر دونوں کا اطلاق ہوجاتا ہے مگر عامۃً سورج گہن کے لئے کسوف اور چاند گہن کے لئے خسوف استعمال ہوتا ہے۔ الفزاع یہ جمع ہے اس کا واحد فَزَعٌ ہے، ڈر گھبراہٹ فَزِعَ یَفزَعُ فَزَعًا (س) ڈرنا گھبرا جانا سہمنا۔ جاننا چاہئے کہ صلوٰۃ الکسوف میں اضافت تعریف کے لئے ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت کرنا اس کے سبب کی جانب اور یہاں نماز کا سبب کسوف ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

ترجمہ سورج گہن، چاند گہن اور گھبراہٹ کی نماز کا بیان

﴿۸۷۴﴾ سُنَّ رَکْعَتَانِ کَھَیْئَۃِ النَّفْلِ لِلْکُسُوْفِ بِاِمَامِ الْجُمُعَۃِ اَوْ مَامُوْرِ السُّلْطَانِ .

ھیئۃ شکل وصورت، طریقہ جمع ھیئات ھاءَ یَھَاءُ ھَیْئَۃً باب (ف) اچھی شکل کا ہونا۔

ترجمہ سنت قرار دی گئی ہیں دو رکعت نوافل کی طرح سورج گرہن کے لئے جمعہ کے امام یا بادشاہ کے مامور کے ساتھ۔

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہوجائے تو کم از کم دو رکعت نماز با جماعت ادا کرنا مسنون ہے، دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہو تو اکیلے اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں، آگے فرماتے ہیں کہ جو شرطیں جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے ہیں وہی شرطیں سورج گرہن کی نماز کیلئے ہیں علاوہ خطبہ کے کہ اس میں خطبہ نہیں ہے، سورج گرہن کی نماز کے لئے تین چیزیں مستحب ہیں: (۱) امام کا ہونا۔ (۲) وقت کا ہونا یعنی وہ وقت نہ ہو کہ جس کے اندر نوافل مکروہ ہیں اگر مکروہ وقت مثلاً زوال یا عصر کے بعد سورج کا گرہن ہونا ظاہر ہو تو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں پڑھی جائے گی بلکہ لوگوں کو دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ (۳) جگہ کا ہونا جیسے عیدگاہ یا جامع مسجد۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۷۸۸-۷۸۹)

﴿۸۷۵﴾ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَۃٍ .

ترجمہ بغیر اذان اور تکبیر کے۔

نمازِ کسوف میں اذان واقامت

فرماتے ہیں کہ جیسے نفل نماز میں اذان اور تکبیر نہیں ہے ایسے ہی سورج گرہن کی نماز کے لئے باقاعدہ اذان اور تکبیر نہیں کہی جائے گی البتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرایا جائے گا۔

﴿۸۷۶﴾ وَلَا جَهْرٍ .

ترجمہ اور بغیر جہر کے۔

نمازِ کسوف میں قراءت جہراً ہوگی یا سرًّا؟

امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نمازِ کسوف میں امام آہستہ قراءت کرے گا کیونکہ وہ دن کی نماز ہے اور دن کی نمازیں گونگی ہوتی ہیں اور امام ابو یوسفؒ جہری قراءت کے قائل ہیں، اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نمازِ کسوف میں جہری قراءت کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وعن محمد روایتان۔ (شامی بیروت: ۳/۶۳)

فائدہ: چاند گرہن میں اگر جماعت کریں تو قراءت بالاتفاق جہراً ہوگی اس لئے کہ وہ رات کی نماز ہے۔

﴿۸۷۷﴾ وَلَا خُطْبَةٍ .

ترجمہ اور بغیر خطبہ کے۔

سورج گرہن کے موقع پر خطبہ ہے یا نہیں؟

فرماتے ہیں کہ سورج گرہن کے موقع پر نبیؐ نے اللہ کی بڑائی بیان کرنے نماز پڑھنے اور صدقہ خیرات کا حکم دیا ہے اور خطبہ کا آپؐ نے حکم نہیں فرمایا اور آپؐ نے نماز کے بعد جو خطبہ دیا تھا وہ ایک مخصوص تنبیہ تھی جو اس وقت کے مناسب تھی کیونکہ عربوں کے تصورات یہ تھے کہ جب کوئی حادثہ یا نئی بات پیش آتی ہے تو کائنات سوگ مناتی ہے چونکہ اس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تھا تو لوگوں میں یہ چرچا شروع ہوگیا کہ آج سورج نے بھی سوگ منایا، نبیؐ نے نماز کے بعد ایک مختصر تقریر فرمائی اور اس میں یہ بات واضح کی کہ سورج اور چاند کسی کی موت یا حیات پر گہن نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ مخلوق کو دکھاتے ہیں۔ (شامی: ۱/۷۸۹)

﴿۸۷۸﴾ بَلْ يُنَادَى الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ .

ینادیٰ فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب باب مفاعلۃ مصدر مُناداۃ پکارنا۔ **الصلوٰۃ جامعۃ** مسجد چلو جماعت ہورہی ہے، اس عبارت کو چار طریقہ سے پڑھ سکتے ہیں: (۱) دونوں کو نصب پڑھنا تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: احضروا الصلوٰۃ فی حال کونہا جامعۃ . نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ اس حال میں کہ وہ جمع کرنے والی ہے۔ (کھڑی ہونے والی ہے)

(۲) مبتداء اور خبر کی وجہ سے دونوں کو مرفوع پڑھنا (۳) اول کو فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب

پڑھنا اور ثانی کو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھنا، اصل عبارت ہوگی احضروا الصلوٰة هیَ جامعة نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ وہ جمع کرنے والی ہے۔ (۴) اول فاعل کی بنا پر مرفوع ہوگا اور دوسرا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا، اصل عبارت اس طرح ہوگی: حضرت الصلوٰة حال کونها جامعة . (شامی:۱/۷۸۹) نماز حاضر ہوگئی (جماعت کھڑی ہوگئی) اس حال میں کہ وہ اکٹھا کرنے والی ہے۔

ترجمہ بلکہ آواز لگائی جائے گی مسجد چلو جماعت ہو رہی ہے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سورج گرہن کی نماز کے لئے اذان تو نہیں دی جائے گی بلکہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے یہ اعلان کرایا جائے گا جو متن میں موجود ہے۔

﴿۸۷۹﴾ وَسُنَّ تَطْوِيْلُهُمَا وَتَطْوِيْلُ رُكُوْعِهِمَا وَسُجُوْدِهِمَا .

ترجمہ اور سنت قرار دیا گیا اس کی دونوں رکعتوں کا اور ان کے رکوع اور سجدوں کا لمبا کرنا۔

نمازِ کسوف میں قراءت کی مقدار

نمازِ کسوف میں امام کو چاہئے کہ لمبی قراءت کرے مثلاً سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران پڑھے، اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے جیسا کہ احادیث سے نبی کا عمل ثابت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت:۳/۶۳)

﴿۸۸۰﴾ ثُمَّ يَدْعُو الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِنْ شَاءَ أَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلَى دُعَائِهِ حَتّٰى يَكْمُلَ اِنْجِلَاءُ الشَّمْسِ .

یؤمنون فعل مضارع مثبت معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب تفعیل مصدر تامین آمین کہنا اور آمین اسم فعل ہے، بمعنی قبول کر، ایسا ہی ہو۔ انجلاء باب انفعال کا مصدر ہے ظاہر ہونا۔

ترجمہ پھر دعا مانگے امام قبلہ رُخ بیٹھ کر اگر چاہے یا کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف رُخ کر کے اور یہ زیادہ اچھا ہے اور آمین کہتے رہیں اس کی دعا پر تا آں کہ سورج مکمل طور پر کھل جائے۔

سورج گرہن کی اہمیت

بہتر یہ ہے کہ اتنی لمبی نماز ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہو جائے لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے تا آں کہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہو جائے اور اس وقت امام اگر چاہے تو لوگوں کی طرف رُخ کر کے جہری دعا بھی کرا سکتا ہے، وهو احسن اور لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے رہیں۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۶۴، کتاب المسائل:۴۶۸)

﴿۸۸۱﴾ وَاِنْ لَّمْ یَحْضُرِ الْاِمَامُ صَلُّوْا فُرَادٰی كَالْخُسُوْفِ وَالظُّلْمَةِ الْهَائِلَةِ نَهَارًا وَالرِّیْحِ الشَّدِیْدَةِ وَالْفَزَعِ.

ظلمة جمع **ظُلُمات** اندھیری۔ **هائلة** اسم فاعل باب نصر **هَالَ یَهُوْلُ هَوْلاً** گھبراہٹ میں ڈالنا ہائل کے معنی خوف ناک۔

ترجمہ اور اگر امام موجود نہ ہو تو نماز پڑھ لیں تنہا تنہا جیسا کہ چاند گرہن میں اور دن کے وقت خوفناک تاریکی میں اور سخت آندھی یا پریشانی کے وقت۔

تشریح تمام ائمہ متفق ہیں کہ سورج گرہن میں باجماعت نماز سنت ہے لیکن اگر امام نہ ہو تو تنہا پڑھنا جائز ہے جیسے چاند گرہن کے موقع پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز تو ہے مگر تنہا پڑھنا سنت ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھا جائے یا رات میں حیرت انگیز طور پر روشنی نظر آنے لگے یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آجائیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نمازیں پڑھنا بہتر ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۶۴-۶۵، کتاب المسائل: ۴۶۸)

اختیاری مطالعہ

اگر سورج گرہن کے درمیان افق پر بادل چھا جائے تو کیا کریں؟

اگر سورج گرہن کے وقت آسمان پر بادل چھا جائے یا گرد وغبار آجائے جس سے سورج گرہن کا مشاہدہ نہ ہو سکے تب بھی نماز کسوف پڑھی جائے گی۔ (شامی بیروت: ۳/۶۲، کتاب المسائل: ۴۶۷)

عورتیں نماز کسوف اکیلے پڑھیں گی

سورج گرہن ہونے کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز دعا وعبادت میں مشغول رہیں، جماعت میں شریک نہ ہوں۔ (شامی بیروت: ۳/۶۴، کتاب المسائل: ۴۶۸)

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

(بارش طلبی کا بیان)

استسقاء کے لغوی معنی: اللہ سے پانی مانگنا۔

اصطلاحی تعریف: قحط سالی کے موقع پر مخصوص کیفیت کے ساتھ دعا مانگنے یا نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔

استسقاء کی مشروعیت: اس کی مشروعیت ماہِ رمضان ۶ ہجری میں ہوئی۔ (عمدۃ القاری: ۵/ ۲۵۷)

﴿۸۸۲﴾ لَهُ صَلوٰةٌ مِنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَلَهُ اسْتِغْفَارٌ .

ترجمہ اس کے لئے نماز ہے بغیر جماعت کے اور اس کے لئے (صرف) استغفار (بھی) ہے۔

بارش طلبی کی صورتوں کا بیان

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے اور آب رسانی کے اسباب مفقود ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آ جائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے باجماعت نماز استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ روایات سے بارش طلبی کی تین صورتیں ثابت ہیں: (۱) لوگ بستی سے نکل کر کسی جگہ اکٹھے ہوں اور بارش کے لئے دعا کریں۔ (۲) جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعا کی جائے۔ (۳) نبی ﷺ لوگوں کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور وہاں جماعت سے دو رکعت ادا فرمائی اس کے بعد مختصر تقریر کی اس کے بعد دعا مانگی، اب یہ سمجھنا ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز باجماعت مسنون ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو نماز عید کا ہے یعنی اذان و اقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے گی بس فرق یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں، استسقاء میں نہیں ہوتی اور آبادی سے باہر جا کر دو رکعت نماز باجماعت جہری قراءت کے ساتھ پڑھیں۔

اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ بارش طلبی کے لئے نماز نہیں ہے عام طور پر امام اعظمؒ کے اس قول کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ آپ کے نزدیک نماز استسقاء مشروع نہیں اور فقہ حنفی کی اکثر کتابوں میں یہی بات لکھی ہے مگر یہ مطلب صحیح نہیں بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ استسقاء کے لئے نماز ضروری نہیں اس کے بغیر بھی استسقاء ہو سکتا ہے لوگ بارش کی دعا کرنے کے لئے کسی جگہ جمع ہوں اور دعا مانگیں تو بھی استسقاء ہے، فرض نمازوں کے بعد یا جمعہ کے بعد یا خطبہ میں بارش کے لئے دعا کریں تو یہ بھی استسقاء ہے اور باقاعدہ عیدگاہ جا کر دو رکعت پڑھیں پھر دعا مانگیں تو یہ بھی استسقاء ہے اور تمام صورتیں جائز ہیں صرف نماز پڑھنا ہی استسقاء کا طریقہ نہیں، امام صاحب کے قول کا صحیح مطلب یہی ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۰۰، تحفۃ الالمعی ۲/ ۴۳۷، نورالایضاح حاشیہ ۳)

اختیاری مطالعہ

نمازِ استسقاء اکیلے پڑھنا

اگر نماز باجماعت کا موقع نہ ہو تو لوگوں کا جمع ہو کر انفرادی طور پر استسقاء کی نماز پڑھنا یا صرف اجتماعی دعا کرنا بھی درست ہے (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۷۲)

اگر نماز استسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی

اگر نمازِ استسقاء کا اعلان کردیا گیا تھا لیکن ابھی لوگ جمع نہیں ہو پائے تھے کہ بارش ہوگئی تو بھی مستحب یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجالانے کے لئے حسب پروگرام لوگ جمع ہوکر نماز و دعا کا اہتمام کریں۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۷۳)

﴿۸۸۳﴾ وَيَسْتَحِبُّ الْخُرُوْجُ لَهٗ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُشَاةً فِي ثِيَابٍ خَلَقَةٍ غَسِيْلَةٍ اَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى نَاكِسِيْنَ رُؤُوْسَهُمْ مُقَدِّمِيْنَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِهِمْ وَيَسْتَحِبُّ اِخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشُّيُوْخِ الْكِبَارِ وَالْاَطْفَال .

له میں ہ ضمیر کا مرجع استسقاء ہے۔ مشاة یہ مَاشٍ کی جمع ہے پیدل، اور مُشاة کے معنی پیدل دستہ۔ مَشٰی يَمْشِيْ مَشْيًا باب ضرب سے چلنا۔ خلقة پرانا، کہتے ہیں خُلِقَ الثوبُ خَلَقًا وَخَلَاقَةً وَخُلُوقَةً پرانا ہونا۔ غسيلة یہ مؤنث ہے، اس کی جمع غسالٰی ہے اور غسِيل دھویا ہوا یا دھونے کے قابل کپڑا، اس کی جمع غسلٰی اور غُسَلَاءُ آتی ہے۔ مرقعة اسم مفعول ہے، باب تفعیل سے رَقَّعَ يُرَقِّعُ تَرْقِيْعًا پیوند لگانا، کپڑے کی گٹھائی کرنا اور مُرَقعةٌ کے معنی ہوں گے پیوند لگا ہوا۔ متذللين اسم فاعل جمع مذکر ہے باب تفعل سے تَذَلَّلَ يَتَذَلَّلُ تَذَلُّلًا فهو مُتَذَلِّلٌ عاجزی اختیار کرنا، ذلیل بننا۔ متواضعين اسم فاعل جمع ہے باب تفاعل سے تَوَاضَعَ تواضُعًا ذلیل و عاجز ہونا۔ خاشعين اسم فاعل جمع ہے خَشَعَ يخشعُ خُشُوعًا باب فتح سے گڑگڑانا، اظہارِ عجز کرنا، خود کو چھوٹا اور بے حیثیت بنانا۔ ناكسين اسم فاعل جمعہ کا صیغہ ہے باب نصر سے نَكَسَ يَنْكُسُ نَكْسًا ذلت و شرمندگی سے سر جھکانا۔ دواب یہ جمع ہے اس کا واحد دَابَّةٌ ہے، جانور مویشی چوپایہ شيوخ یہ جمع ہے اس کا واحد شَيْخٌ ہے بوڑھا، عمر رسیدہ شَاخ يشيخ شيخوخة باب ضرب بوڑھا ہونا۔ الكبار یہ کبیر کی جمع ہے بڑا، بلند مرتبہ اطفال یہ طفل کی جمع ہے بچہ۔

ترجمہ اور مستحب ہے نکلنا استسقاء کے لئے تین دن پیدل پرانے کپڑوں میں جو دھلے ہوئے ہوں یا پیوند لگے ہوئے ہوں، اس حال میں کہ عاجزی اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو عاجز سمجھتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے اللہ کے سامنے اپنے سروں کو جھکائے ہوئے ہر دن اپنے نکلنے سے پہلے صدقہ دے کر اور مستحب ہے جانوروں بڑے بوڑھوں اور بچوں کا لے جانا (بھی)۔

نمازِ استسقاء کے چند مستحبات

نماز استسقاء میں مندرجہ ذیل چیزوں کا اہتمام کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے: (۱) جب بارش کے موسم میں بالکل

بارش نہ ہو اور مخلوق خدا بے چین اور پریشان ہو تو امام نماز استسقاء سے پہلے لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دے پھر چوتھے دن سے نماز استسقاء شروع کرے اور تین دن لگا تار نماز استسقاء کا اہتمام کیا جائے۔ (۲) نمازِ استسقاء کے لئے لوگ پیدل چل کر جائیں۔ (۳) اس دن نئے کپڑوں کے بجائے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (۴) اللہ کے لئے تواضع اور خشوع وخضوع ظاہر کریں اور شرمندگی کے مارے سروں کو جھکائے رکھیں، فضول بات چیت اور ہنسی مذاق نہ کریں۔ (۵) ہر دن نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کریں۔ (۶) ہر آدمی دل سے سچی توبہ کرے اور اگر اس پر کسی دوسرے آدمی کا حق ہو تو اسے ادا کرے۔ (۷) تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عفو وکرم کی دعا کریں۔ (۸) اپنے کمزور اور بوڑھے اور بچوں کو آگے رکھیں اور ان سے دعا کرائیں اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ (۹) چھوٹے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کریں تاکہ ان کے رونے دھونے سے ماحول رقت آمیز ہو۔ (۱۰) یہ بھی مستحب ہے کہ بے زبان جانوروں کو اپنے ساتھ لائیں تاکہ وہ رحمت خداوندی متوجہ ہونے کا ذریعہ بنیں اگر مسجد میں نماز استسقاء ہو رہی ہو تو جانوروں کو باہر باندھیں۔

(مستفاد کتاب المسائل: ۴۷۱، در مختار مع الشامی: ۱/۷۹۲، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۰-۳۰۱)

﴿۸۸۴﴾ وَفِي مَكَّةَ وَبَيْتِ المَقْدِسِ فَفِي المَسْجِدِ الحَرَامِ وَالمَسْجِدِ الاَقْصٰى يَجْتَمِعُوْنَ وَيَنْبَغِي ذٰلِكَ اَيْضًا لِاَهْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مكة یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں علمیت اور تانیث لفظی ہے اور مکہ عرب کا وہ مشہور شہر ہے جہاں نبی کی ولادت باسعادت ہوئی تعظیماً مکہ معظمہ کہتے ہیں۔ بیت المقدس پاک گھر، متبرک مکان، مسجد اقصیٰ یروشلم کی عبادت گاہ جس کی بنیاد حضرت داؤدؑ نے ڈالی اور تکمیل حضرت سلیمانؑ نے کی۔ مسجد حرام یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بنی ہوئی مسجد ہے اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مدينة شہر جو تمام تہذیبی اور تمدنی ضروریات ولوازم کا جامع ہو جمع مَدَاينُ ومُدُنٌ. رسول اللہ کا شہر یثرب جہاں آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر قیام فرمایا اسی معنی میں اس کا زیادہ استعمال ہے۔

ترجمہ اور مکہ اور بیت المقدس میں چنانچہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہوں گے اور مدینۃ النبیؐ کے رہنے والوں کے لئے بھی یہی مناسب ہے (مسجد نبوی میں جمع ہوں)

نمازِ استسقاء کہاں پڑھی جائے؟

بہتر یہ ہے کہ نمازِ استسقاء کے لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا انتظام کیا جائے، البتہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں استسقاء کی نماز پڑھی جائے۔ (شامی زکریا: ۳/۷۲،

کتاب المسائل: ۴۷۰)

﴿۸۸۵﴾ وَيَقُوْمُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ رَافِعًا يدَيْهِ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِيْنَ القِبْلَةَ يُؤَمِّنُوْنَ علىٰ دُعَائِهٖ .

ترجمہ اور کھڑا ہوا امام قبلہ رُخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے اور لوگ بیٹھے ہوئے ہوں قبلہ رُخ آمین کہتے رہیں اس کی دعا پر۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام زمین پر کھڑے ہو کر ہی خطبہ دے اس کے بعد قبلہ رُخ کھڑے ہو کر نہایت گریہ وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور تمام نمازی بھی امام کی دعا پر آمین کہتے رہیں گے یا خود پوری توجہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔

اختیاری مطالعہ

دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی نے دعا استسقاء کے وقت عام دعاؤں کے برخلاف ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف اور ہاتھ کا اوپری حصہ آسمان کی طرف کر کے یعنی الٹے ہاتھ کر کے دعا فرمائی، اسی وجہ سے فقہاء نے بھی دعا استسقاء میں اسی کیفیت کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۱، کتاب المسائل: ۴۷۲)

﴿۸۸۶﴾ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا مُجَلِّلاً طَبَقًا دَائِمًا وَمَا اَشْبَهَهٗ سِرًّا اَوْ جَهْرًا .

اِسْقِ فعل امر حاضر معروف باب ضرب سقٰی یسقی سقیًا سیراب کرنا۔ غیث بارش جمع غُیُوثٌ اَغْیَاثٌ. مغیث میم کے ضمہ کے ساتھ سختی سے چھٹکارا دلانے والی۔ هنیئًا مد اور ہمزہ کے ساتھ اچھا انجام ہنئی اور مرئی کے درمیان فرق یہ ہے کہ اول ظاہری نفع کو کہتے ہیں اور ثانی باطنی نفع کو کہتے ہیں۔ مُریع میم کے ضمہ کے ساتھ، ہر چیز کی زیادتی کو لانے والی مَطَرٌ مُرِیعٌ سرسبزی وخوشحالی لانے والی بارش۔ غدقًا باب سمع کا مصدر ہے غَدِق یَغدَقُ غَدَقًا بارش بکثرت ہونا۔ مُجللاً اسم فاعل ہے باب تفعیل سے جَلَّلَ تجلیلاً ڈھانکنا یعنی تمام آسمان کو بادل سے چھپانے والی اور تمام زمین کو گھاس سے چھپانے والی۔ سَحًّا سین کے فتح کے ساتھ اور حا کی تشدید کے ساتھ سَحُّ الماءُ سُحُوحًا پانی بہنا، برسنا۔ طبقًا کسی چیز کا عام ہونا۔

ترجمہ کہے (اور امام یہ دعا پڑھے:) اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو مصیبت ختم کرنے والی

اور ظاہری و باطنی طور پر فائدہ مند ہو اور سرسبزی و شادابی لانے کا ذریعہ ہو اور خوب جل تھل کرنے والی ہو، جو تمام زمین کو ڈھانپنے والی ہو جاری ہونے والی ہو، عام ہو، ضرورت پورا ہونے تک ہمیشہ رہنے والی ہو، یا اور کوئی دعا جو ادائے مقصود میں اس کے مشابہ ہو، آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔

استسقاء کی خاص دعا

استسقاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے دعا کے متعدد کلمات ثابت ہیں جن میں سے متن میں ذکر کردہ کلمات یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

﴿۸۸۷﴾ وَلَيْسَ فِيْهِ قَلْبُ رِدَاءٍ .

قلب یہ باب ضرب کا مصدر ہے الٹنا پلٹنا الٹا کرنا۔ **رداء** جمع اَرْدِيَةٌ چادر۔ **فیہ** ضمیر استسقاء کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور نہیں ہے اس میں چادر کا پلٹنا۔

امام کا چادر وغیرہ پلٹنا

استسقاء کے خطبہ کے دوران امام کے لئے اپنی چادر کو الٹنا پلٹنا سنت (حدیث) سے ثابت ہے، اصل میں یہ حالت کے بدلنے کے لئے نیک فالی کے طور پر ہے اور چادر بدلنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ اوپر کی جانب یا دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرے یا اندرونی حصہ باہر اور باہری حصہ اندر کرے، الغرض جس طرح بھی الٹنا پلٹنا ممکن ہو اس کو عمل میں لائے حتی کہ اگر کوٹ وغیرہ پہنے ہو تو ظاہری حصہ اندر کی طرف اور استر کا حصہ باہر کردے۔ **قال الشامی بحثًا واختار القدوری قول محمد لانه علیه الصلوٰة والسلام فعل ذٰلك نهر وعلیه الفتویٰ .** (شامی زکریا: ۳/۷۱) **قال الطحطاوی وعن ابی یوسف روایتان وفی روایة اخری انه مع محمد وهو الاصح .** (طحطاوی: ۳۰۳)

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ صاحب نورالایضاح نے جس قول کو کتاب میں ذکر کیا ہے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے اور ایک روایت امام ابو یوسف کی بھی یہی ہے مگر یہ غیر اصح ہے جیسا کہ ماقبل کی تشریح سے معلوم ہو گیا ہے۔

﴿۸۸۸﴾ وَلَا يَحْضُرُهٗ ذِمِّيٌّ .

ذمی دارالاسلام میں جزیہ دیکر مستقل رہنے والا غیر مسلم۔ اور **یَحْضُرُهٗ** میں ہٗ ضمیر کا مرجع استسقاء ہے۔

ترجمہ اور حاضر نہ ہوں اس میں ذمی لوگ۔

تشریح فرماتے ہیں کہ استسقاء میں کفار حاضر نہ ہوں کیونکہ یہ وقت طلب رحمت کا ہے لیکن یہ بات ذہن میں

رہنی چاہئے کہ ذمی لوگ کسی ایک دن تنہا نہ نکلیں بلکہ جب وہ نکلیں تو کچھ مسلمان ان کے ساتھ ضرور نکلیں کیونکہ اگر وہ تنہا نکل گئے اور دعا کی اتفاق سے اس روز بارش ہوگئی تو بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

بَابُ صَلٰوةِ الخَوْفِ

(نمازِ خوف کا بیان)

﴿۸۸۹﴾ هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُوْرِ عَدُوٍّ وَبِخَوْفِ غَرْقٍ اَوْ حَرْقٍ .

عدو دشمن، مذکر و مؤنث اور واحد و جمع سب کے لئے کبھی اس کا تثنیہ اور مؤنث بھی استعمال ہوتا ہے، جمع عِدًی اور اَعْدَاء اور جمع الجمع اَعَادِ. غرق ڈوبنے کا فعل یا حالت غرق غرقًا باب (س) ڈوبنا۔ حرق آگ، آگ کی لپٹ۔

ترجمہ وہ جائز ہے دشمن کے سامنے آنے کے وقت اور ڈوبنے یا جلنے کے خوف کے وقت۔

نمازِ خوف کی مشروعیت

پوری امت متفق ہے کہ صلوٰۃ الخوف آج بھی مشروع ہے اور اُسے پڑھنا جائز ہے صرف امام ابو یوسف اختلاف کرتے ہیں وہ نمازِ خوف کی مشروعیت کو تسلیم نہیں کرتے، مصنف ؒ نے حضور کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ اگر صرف وہم و گمان ہو کہ دشمن ہے مثلاً گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھا اور حقیقت میں دشمن نہ ہو تو صلوٰۃ الخوف درست نہیں اور اگر دشمن سامنے ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نماز میں مشغول ہو گیا تو دشمن مجھ پر حملہ کر دے گا تو اس وقت نمازِ خوف جائز ہے، ایسے ہی سیلاب ہے یا کشتی میں ہے اور اسے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نماز پڑھنے میں لگ گیا تو ڈوب جاؤں گا یا ایسے ہی آگ میں جل جانے کا خطرہ ہے تو ان تمام صورتوں میں نمازِ خوف مشروع ہے۔

﴿۸۹۰﴾ وَاِذَا تَنَازَعَ القَوْمُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَّاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةً بِاِزَاءِ العَدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْاُخْرٰى رَكْعَةً مِنَ الثُّنَائِيَّةِ وَرَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ اَوِ المَغْرِبِ وَتَمْضِيْ هٰذِهٖ اِلَى العَدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلّٰى بِهِمْ مَا بَقِيَ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فَذَهَبُوْا اِلَى العَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْاُوْلٰى وَاَتَمُّوا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوْا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْاُخْرٰى اِنْ شَاءُوْا صَلُّوْا مَا بَقِيَ بِقِرَاءَةٍ .

تنازع فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب تفاعل سے باہم اختلاف کرنا۔ طائفتین یہ تثنیہ ہے اس کا واحد طائفة ہے، لوگوں کی جماعت جمع طائفاتٌ وطوائفُ . ازاءٌ مقابلہ، سامنے، کہا جاتا ہے جَلَسَ اِزائه

وبازائه وہ اس کے مقابل بیٹھا۔ آزیٰ مُوازاۃً الرجل ایک دوسرے کے مقابل اور قریب ہونا۔ عدوٌ دشمن جمع اَعداءٌ عاداہٗ مُعاداۃً دشمنی رکھنا اور باب افعال سے اعداءٌ مصدر ہے دشمن بنانا۔ ثُنائیٌ ڈبل دوہرا۔

ترجمہ اور جب جھگڑنے لگیں لوگ نماز پڑھنے میں کسی ایک امام کے پیچھے تو کردے امام ان کی دو جماعتیں ایک کو دشمن کے مقابل اور پڑھائے دوسری جماعت کو ایک رکعت دو رکعت والی نماز میں سے اور دو رکعت چار رکعت والی نماز میں سے یا مغرب میں سے اور چلی جائے یہ جماعت دشمن کی طرف پیدل (سوار ہو کر نہیں) اور آجائے وہ (جو دشمن کے مقابل ہیں) پس پڑھادے ان کو باقی نماز اور سلام پھیر دے امام تنہا (کیونکہ اس کی نماز پوری ہوگئی ہے) پھر چلے جائیں یہ لوگ دشمن کی جانب اور پھر آجائے پہلی جماعت اور پوری کرلیں بغیر قرأت کے (کیونکہ یہ لوگ لاحق ہیں اور لاحق پر قرأت نہیں ہے) اور سلام پھیر دیں اور چلے جائیں پھر آجائے دوسری جماعت اگر چاہے اور پڑھیں باقی نماز کو قرأت کے ساتھ۔

نمازِ خوف کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ نماز خوف مختلف طرح سے منقول ہے امام ابوداؤد نے ۸ طریقے ابن حزم نے ۱۴ طریقے اور ابوالفضل عراقی نے ۱۷ طریقے ذکر کئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ فوج کے دو حصے کئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابل کھڑا رہے اور دوسرے حصہ کو امام اگر مسافر ہے تو ایک رکعت اور مقیم ہے تو دو رکعتیں پڑھائے پھر یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابل ہے وہ آکر صف بنائے اور نماز شروع کرے پھر امام اس جماعت کو ایک یا دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے کیوں کہ امام کی دونوں رکعتیں ہوگئیں اور یہ جماعت سلام پھیرے بغیر دشمن کی طرف چلی جائے اور پہلی جماعت واپس آئے اور صف بنا کر لاحق کی طرح یعنی قرأت کے بغیر ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ کر نماز پوری کرے پھر وہ دشمن کے مقابل جائے اور پہلی جماعت آئے اور وہ بھی صف بنا کر مسبوق کی طرح یعنی قرأت کے ساتھ بقیہ نماز پوری کرے۔

﴿۸۹۱﴾ وَاِنِ اشْتَدَّ الخَوْفُ صَلُّوْا رُكْبَانًا فُرَادىٰ بالاِيْمَاءِ اِلىٰ اَىِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا .

رکبانٌ یہ جمع ہے اس کا واحد راکب ہے سوار۔ رَکِبَ رُکُوْبًا باب سمع سے، سوار ہونا۔ فُرادیٰ یہ خلاف قیاس فرد کی جمع ہے اور ترکیب میں حال ہے جیسا کہ رکباناً حال ہے۔ ایماء مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور اگر خوف سخت ہوجائے تو نماز پڑھ لیں سواری کی حالت میں ہی تنہا تنہا اشارہ سے جس جانب کی بھی طاقت رکھیں۔

سواری پر نمازِ خوف

اگر دشمن کا خوف اس قدر بڑھ گیا کہ وہ مسلمانوں کو سواری سے اتر کر نماز پڑھنے کا موقع نہیں دیتے تو اس صورت

میں مسلمانوں کے لئے سواری پر بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدے کے اشارے کے ساتھ تنہا تنہا نماز ادا کرنا جائز ہے اور اگر قبلہ کی طرف رُخ کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرف چاہیں منہ کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

﴿۸۹۲﴾ وَلَمْ تَجُزْ بِلاَ حُضُوْرِ عَدُوٍّ .

لم تجز نفی جحد بلم فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، اس میں ہی ضمیر پوشیدہ ہے جو لوٹ رہی ہے، صلوٰۃ الخوف کی جانب وہ ترکیب میں فاعل ہے۔

ترجمہ اور جائز نہیں ہے دشمن کے سامنے آئے بغیر۔

شرط صحت نمازِ خوف

تشریح فرماتے ہیں کہ بغیر دشمن کے موجود ہوئے صلوٰۃ خوف جائز نہیں، اس لئے کہ اس وقت اس کی ضرورت نہیں حتی کہ اگر مسلمان فوج نے گمان کیا کہ وہ دشمن کی فوج آ رہی ہے اور اس کی وجہ سے صلوٰۃ خوف پڑھ لیں بعد میں معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج نہ تھی تو اب یہ لوگ نماز کا اعادہ کریں گے۔ (مراقی الفلاح:۳۰۴)

﴿۸۹۳﴾ وَیَسْتَحِبُّ حَمْلُ السِّلاَحِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الْخَوْفِ .

ترجمہ اور مستحب ہے ہتھیاروں کو لگائے رکھنا نماز میں خوف کے وقت۔

تشریح نماز کی حالت میں خوف کے وقت ہتھیار کا ساتھ لے کر نماز ادا کرنا، احناف کے نزدیک مستحب اور افضل ہے۔

﴿۸۹۴﴾ وَاِنْ لَّمْ یَتَنَازَعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ خَلْفَ اِمَامٍ وَّاحِدٍ فَالاَفْضَلُ صَلٰوۃُ کُلِّ طَائِفَۃٍ بِاِمَامٍ مِثْلَ حَالَۃِ الاَمْنِ .

ترجمہ اور اگر اختلاف نہ کریں نماز پڑھنے میں ایک امام کے پیچھے تو افضل ہے ہر جماعت کا نماز پڑھنا الگ الگ امام کے ساتھ امن کی حالت کی طرح۔

نمازِ خوف الگ الگ اماموں کے پیچھے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے سلسلہ میں اختلاف نہ ہو تو پھر جس طرح حالت امن وسکون میں ایک امام کے پیچھے پوری نماز ادا کی جاتی ہے اسی طرح اس حالت میں بھی بہتر یہی ہے کہ ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی جائے اس طرح کہ ایک جماعت ایک امام کی اقتداء کرے اور اس کے فارغ ہونے کے بعد دوسرے امام کی دوسرے لوگ اقتداء کریں۔

بَابُ اَحْكَامِ الجَنَائِزِ

(جنازہ کے احکام کا بیان)

میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ہر انسان کو موت سے سابقہ پڑتا ہے امیر ہو یا غریب، فقیر ہو یا بادشاہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک دن موت یقینی ہے مرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ یہ اہم ترین مرحلہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نعش کو گھر میں رکھا نہیں جا سکتا، یقیناً اسے کہیں نہ کہیں منتقل کیا جائے گا تو اب اس بارے میں طریقے مختلف ہوگئے پارسیوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ مردے کی نعش کو حرام خور پرندوں کے حوالے کر دیتے ہیں، جو منٹوں میں اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتے ہیں اور ہمارے برادرانِ وطن ہندوؤں نے اپنے مردوں کی نعشوں کو آگ میں جلانے کا طریقہ اپنایا جس کی راکھ کو دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے لیکن تمام معروف آسمانی مذاہب کے یہاں مردوں کو زمین میں دفن کرنے کا طریقہ ہے اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب دنیا میں پہلی مرتبہ حادثۂ قتل رونما ہوا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو حیران ہوا کہ بھائی کی نعش کو کہاں ٹھکانے لگائے؟ چنانچہ پروردگارِ عالم نے اس کی رہنمائی کے لئے کوے کو بھیجا جس نے اپنے عمل سے اسے دفن کا طریقہ بتایا، اسی وقت سے اموات کی تدفین کا سلسلہ جاری ہوا اور یہ طریقہ ضرورت ماحول عزت اور تکریم ہر اعتبار سے عین مناسب تھا چنانچہ اسلام جو دینِ فطرت ہے اور انسانیت کے احترام کا سب سے بڑا علم بردار ہے اس نے بھی اپنے ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ تدفین کا حکم دیا بلکہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ مرض الموت سے لے کر تجہیز و تکفین اور پھر نمازِ جنازہ کے مسائل واضح طور پر بتائے ہیں۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۵۴۲)

ماقبل سے مناسبت: جب مصنفؒ ان نمازوں کے بیان سے فارغ ہوگئے جن کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے تو اب مناسب معلوم ہوا کہ ان احکامات کو بیان کریں جو انسان کے مرنے کے بعد کئے جائیں گے۔

جنائز کی تحقیق: یہ جنازہ کی جمع ہے جنازہ جیم کے فتحہ کے ساتھ میت کو کہا جاتا ہے اور جیم کے کسرہ کے ساتھ اس تختہ کو کہا جاتا ہے جس پر میت کو رکھا جاتا ہے۔

﴿۸۹۵﴾ يُسَنُّ تَوْجِيْهُ الْمُحْتَضَرِ لِلْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَجَازَ الْإِسْتِلْقَاءُ وَيُرْفَعُ رَأْسُهُ قَلِيْلاً

توجیہ باب تفعیل کا مصدر ہے کسی کا منہ قبلہ کی طرف کرنا، قبلہ رو کرنا۔ **محتضر** اسم مفعول باب افتعال

احتضار مصدر ہے قریب المرگ ہونا یا وہ شخص کہ جس کے پاس موت کے فرشتے حاضر ہو جائیں مجرد میں باب نصر سے حضر حضورًا آنا موجود ہونا۔ **استلقاء** باب استفعال کا مصدر ہے چت لٹانا۔

ترجمہ سنت قرار دیا گیا ہے قریب الوفات (جو شخص حالت نزع میں دم توڑ رہا ہو) کو قبلہ رو کر دینا داہنی کروٹ پر اور جائز ہے چت لٹانا اور اٹھا دیا جائے اس کا سر ہلکا سا۔

موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں؟

جب کوئی آدمی مرنے لگتا ہے تو موت کی کچھ علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں مثلاً دونوں پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے کنپٹی اندر کو دھنس جاتی ہے آنکھوں کی روشنی ختم ہو جاتی ہے زبان لڑکھڑانے لگتی ہے جب یہ حالت انسان پر طاری ہو جائے تو اس کا سر شمال کی طرف اور پیر جنوب کی طرف کر کے دائیں کروٹ پر لٹا دیں اور اگر اس طرح چت لٹایا جائے کہ قبلہ اس کی داہنی طرف ہو جائے اور اس کے چہرہ کو قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر قبلہ کی طرف رُخ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو پھر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں ایک صورت صاحب کتاب یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کا سر مشرق کی جانب کر دیں، اس صورت میں پیر قبلہ کی جانب ہوں گے یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اس کے سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ دیا جائے تا کہ اس کا چہرہ آسمان کی طرف نہ رہے بلکہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ (درمختار: ۷۹۵/۱)

﴿۸۹۶﴾ وَيُلَقَّنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَهُ مِنْ غَيْرِ اِلْحَاحِ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا .

یلقن فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے تلقین مصدر، سکھانا بتانا بالمشافہ سمجھانا، بار بار سنا کر، ذہن میں بٹھانا۔

الحاح اصرار، جماؤ، برقراری، باب افعال کا مصدر ہے مُصِر ہونا، اڑنا۔

ترجمہ اور تلقین کی جائے شہادت کے دونوں کلموں کو یاد کرنے کی اس کے پاس بغیر اصرار کے اور حکم نہ دیا جائے اس کا۔

جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

جب میت پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو اس کے پاس قدرے بلند آواز سے کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑھا جائے جب وہ کلمہ سنے گا تو وہ خود پڑھے گا مگر اس سے کلمہ پڑھنے کے لئے نہ کہا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس پریشانی اور بے چینی کے وقت میں اس کے منہ سے کوئی کلمہ اس کے خلاف نکل جائے یا وہ جھنجلا کر کلمہ پڑھنے سے انکار کر دے اور جب وہ ایک بار کلمہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں پھر اگر وہ کوئی دینی بات بولے یا ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں اور اگر دنیوی

بات بولے مثلاً استنجاء کرنے کے لئے کہے یا کسی سے ملنے کے لئے یا کچھ کھانے پینے کے لئے کہے تو دوبارہ تلقین کی جائے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۳۸۰، مراقی الفلاح: ۳۰۶)

﴿۸۹۷﴾ وَتَلْقِيْنُهُ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوْعٌ وَقِيْلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيْلَ لَا يُؤْمَرُ بِهِ وَلَا يُنْهٰى عَنْهُ .

تلقین باب تفعیل کا مصدر ہے کہا جاتا ہے: لَقَّنَه المیتَ مردہ کو دفن کرنے کے بعد وہ بات زور سے کہنا جسے مردہ قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتوں کے جواب میں کہے۔

ترجمہ اور اس کو تلقین کرنا قبر میں جائز ہے اور کہا گیا ہے کہ تلقین نہ کی جائے اور کہا گیا ہے کہ نہ اس کا حکم کیا جائے اور نہ اس سے روکا جائے۔

تلقین کا طریقہ

بریلویوں کے یہاں تلقین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی تدفین سے فارغ ہو کر ایک شخص سرہانے یا پائتی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا نام لے کر کہتا ہے: اے فلاں! یاد کر کہ تو مسلمان تھا اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل تھا، باقی پوری امت متفق ہے کہ جس شخص کا نزع شروع ہو چکا ہو جو تھوڑی دیر کے بعد مرنے والا ہے اس کو کلمہ کی تلقین کی جائے قبر میں تلقین کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اگر حالت ایمان میں مرا ہے تو اب اسے تلقین کی ضرورت نہیں ہے اور اگر حالت کفر میں اس کی روح پرواز کر گئی ہے تو اب تلقین سے کیا فائدہ ہوگا؟

قبر میں تلقین کے متعلق صاحب کتاب نے دو قول نقل کئے ہیں: (۱) جو لوگ نہیں کرتے انہیں کرنے کا حکم نہ دیا جائے۔ (۲) اور جو کرتے ہیں انہیں منع نہ کیا جائے۔

﴿۸۹۸﴾ وَيُسْتَحَبُّ لِاَقْرِبَاءِ الْمُحْتَضَرِ وَجِيْرَانِهِ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِ .

اقرباء قریب کی جمع ہے نزدیک، رشتہ دار قَرُبَ یقرُبُ قُرْبًا باب (ک) نزدیک ہونا۔ جیران جار کی جمع ہے پڑوسی۔

ترجمہ اور مستحب ہے مرنے والے کے رشتہ دار اور پڑوسیوں کے لئے اس کے پاس جانا۔

قریب المرگ کی عیادت

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی آدمی مرنے کے قریب ہو تو اس وقت اس کے رشتہ دار پڑوسی دوست واحباب اس کے پاس آئیں کیونکہ یہ اس کا آخری وقت ہے اور اس آخری وقت میں اس کا ساتھ دیں اس کی خدمت کریں، مریض کی عیادت پر بڑا ثواب وارد ہوا ہے اور آخری وقت میں پیاس وغیرہ کی شدت ہوتی ہے اسی وجہ سے

شیطان ٹھنڈا پانی لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ کہہ دے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ کو پانی پلا دوں گا، **نعوذ باللہ من ذلك** آس پاس بیٹھنے والے لوگ مرنے والے کو اعتماد دلائیں کہ اللہ تیرے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تم اللہ سے حسن ظن رکھو، حدیث میں آتا ہے **انا عند ظن عبد بی** یعنی میں بندہ کو اس کے گمان کے مطابق بدلہ دوں گا اگر اچھا گمان رکھے گا تو اچھا بدلہ ورنہ برا بدلہ۔ (مراقی الفلاح:۳۰۸)

﴿۸۹۹﴾ وَيَتلُوْنَ عِنْدَهٗ سُوْرَةَ يٰسٓ وَاسْتُحْسِنَ سُوْرَةُ الرَّعْدِ .

یتلون فعل مضارع ہے **تلاوة** سے باب (ن) پڑھنا۔ **استحسن** ماضی مجہول باب استفعال **استحساناً** پسند کرنا، اچھا سمجھنا۔

ترجمہ اور تلاوت کریں وہ لوگ جو اس کے پاس ہیں سورۂ یٰسین کی اور اچھا سمجھا گیا ہے سورۂ رعد کا پڑھنا (بھی)

تشریح فرماتے ہیں کہ میت کے قریب سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے اس سے روح کا نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿۹۰۰﴾ وَاخْتَلَفُوْا فِی اِخْرَاجِ الحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ من عِنْدِهٖ .

الحائض حاضت (ض) **حيضا محيضًا ومحاضًا وتحيضت المرأةُ** عورت کا ماہواری خون جاری ہونا صفت **حائض وحائضة** جمع **حُيّض وحوائض. نفساء** زچہ تثنیہ **نفساوان** جمع **نفاس نوَافس .**

ترجمہ اور اختلاف کیا ہے حیض اور نفاس والی عورتوں کے نکالنے میں اس کے پاس سے۔

ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو حیض اور نفاس والی عورتیں اور وہ شخص جس کو غسل کی ضرورت ہے اس میت کے پاس سے ان کو نکال دیا جائے یا وہیں رہنے دیا جائے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ نکال دیا جائے اور بعض عدم اخراج کے قائل ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں کہ نکال دینا ہی زیادہ بہتر ہے، ایسے ہی خود حیض ونفاس والی اور جنبی شخص کو چاہئے کہ وہ میت کے پاس نہ آئیں۔ (درمختار مع الشامی بیروت:۳/۷۸)

﴿۹۰۱﴾ فَاِذَا مَاتَ شُدَّ لَحْيَاهُ وَغُمِّضَ عَيْنَاهُ وَيَقُوْلُ مُغَمِّضُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَاءِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ .

شد ماضی مجہول باب نصر سے **شَدَّ يَشُدُّ شدًّا** باندھنا کھینچنا۔ **لحياه** لام کے فتحہ کے ساتھ یہ تثنیہ ہے۔ **لَحْیٌ**

کا، اضافت کی وجہ سے نون گرگیا، ڈاڑھی اگنے کی جگہ یا وہ ہڈی جس پر دانتوں کا دارومدار ہے یعنی جبڑا جمع لِحاءٌ ولُحِیٌّ. غمض ماضی مجہول باب تفعیل تغمیض مصدر ہے بند کرنا۔ عیناہ عین بمعنی آنکھ کا تثنیہ ہے نونِ اضافت کی وجہ سے گرگیا اور یہ ترکیب میں غمض کا نائب فاعل ہے جیسا کہ لحیاہ، شُدَّ کا نائب فاعل ہے۔ ملة مذہب جمع مِلَل . یسر فعل امر ہے باب تفعیل سے آسان کرنا۔ سھل یہ بھی فعل امر ہے تسہیل مصدر ہے کہا جاتا ہے، سھّل علیه آسان بنادینا، سہولت دینا۔ اسعد فعل امر ہے باب افعال اسعاد مصدر ہے خوش حال بنانا، خوش نصیب بنانا کامیاب بنانا، قسمت چمکانا، خوش کرنا۔ اور فاذا مات شرط ہے اور اگلا جملہ معطوف علیہ معطوف ہوکر جزا ہے۔

ترجمہ پھر جب مرجائے تو باندھ دیئے جائیں اس کے دونوں جبڑے اور بند کردی جائیں اس کی آنکھیں اور کہے اس کی آنکھوں کو بند کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ کے دین پر (یہ عمل انجام دیتا ہوں) اے اللہ! آسان فرما اس میت پر اس کا معاملہ اور آسان فرما اس پر بعد کے حالات اور اس کی قسمت چمکا دے اپنی ملاقات سے مشرف فرما کر اور بنا دے بہتر جہاں گیا ہے یعنی آخرت اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے یعنی دنیا۔

تشریح جب موت واقع ہوجائے تو کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعہ جبڑے باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کردیں اور آنکھیں بند کرنے والا وہ دعا پڑھے جو عبارت میں موجود ہے۔

﴿۹۰۲﴾ وَيُوْضَعُ عَلٰى بَطَنِهٖ حَدِيْدَةٌ لِئَلَّا يَنْتَفِخَ .

ینتفخ فعل مضارع معروف باب افتعال، انتفاخًا مصدر ہے، پھولنا، اوپر اٹھنا، اور اَنْ ناصبہ کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے۔

ترجمہ اور رکھ دیا جائے اس کے پیٹ پر ایک لوہے کا ٹکڑا تا کہ پھول نہ جائے۔

تشریح انتقال کے بعد اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز لوہا وغیرہ رکھ دیا جائے تا کہ اس کا پیٹ نہ پھولے۔

﴿۹۰۳﴾ وَتُوْضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَلَا يَجُوْزُ وَضْعُهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ .

توضع فعل مضارع مجہول اور یداہ یہ تثنیہ ہے اضافت کی وجہ سے نون گرگیا اور توضع کا نائب فاعل ہے۔ جنبیه جنب کا تثنیہ ہے، پہلو، کنارہ، آغوش۔ صدر جمع صُدُورٌ سینہ۔ لایجوز سے تعبیر حرمت کا فائدہ دے رہی ہے۔

ترجمہ اور رکھ دیئے جائیں اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں پہلوؤں میں اور جائز نہیں ان دونوں کو رکھنا اس کے سینہ پر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ انتقال کے بعد اس کے ہاتھ اس کے پہلو میں رکھ دیئے جائیں اس کے ہاتھوں کو اس کے سینہ پر رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اہل کتاب کی عادت ہے اور ہم کو ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ (مراقی الفلاح

مع الطحطاوی: ۳۰۸)

﴿۹۰۴﴾ وَتُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُغْسَلَ .

ترجمہ اور مکروہ ہے قرآن پڑھنا اس کے پاس جب تک کہ غسل نہ دیا جائے۔

میت کے پاس قرآن کی تلاوت

مرنے کے بعد جب تک میت کو غسل نہ دیدیا جائے اس کے پاس بلند آواز سے قرآنِ کریم نہ پڑھا جائے ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

﴿۹۰۵﴾ وَلَا بَأْسَ بِاِعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهٖ وَيُعَجَّلُ بِتَجْهِيْزِهٖ .

اعلام باب افعال کا مصدر ہے خبر دینا، اطلاع کرنا۔ **یعجّل** فعل مضارع مجہول باب تفعیل **تعجیلاً** مصدر ہے جلدی کرنا۔ **تجہیز** یہ باب تفعیل کا مصدر ہے مادہ جہز ہے تیار کرنا مہیا کرنا اور اصطلاح میں تجہیز میں وہ تمام امور داخل ہیں جن کی وفات کے بعد سے دفن تک ضرورت پڑتی ہے۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں لوگوں کو اس کی موت کی خبر دینے میں اور جلدی کی جائے اس کے کفن دفن میں۔

عزیز واقارب میں موت کی خبر کردیں

میت کے دوست واحباب پڑوسیوں اور رشتہ داروں اور میت سے تعلق رکھنے والے شاگردوں اور مریدوں کو اور نیک لوگوں کو موت کی خبر دینا تا کہ اس کی نماز میں زیادہ آدمی شریک ہوں اور اس کے لئے دعائے خیر کریں جائز ہے تاہم اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں بہت جلدی کی جائے بلاوجہ تاخیر نہ کی جائے۔ (ہندیہ: ۱/ ۱۵۷، کتاب المسائل: ۵۴۶)

﴿۹۰۶﴾ فَيُوْضَعُ كَمَا مَاتَ عَلٰى سَرِيْرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا .

فیوضع میں فا ماقبل کی عبارت میں **ویعجّل** کی تفسیر کے لئے ہے یا فا مفاجاۃ کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اس کے مرنے کا یقین ہوجائے تو اس کے بعد تاخیر نہ کی جائے بلکہ تجہیز وتکفین میں جلدی کی جائے۔ **سریر** جمع **سُرُرٌ واَسِرَّۃٌ** چارپائی، تخت۔ **مجمر** اسم مفعول ہے **تجمیر** مصدر ہے مادہ **جَمْرٌ** دہکتی ہوئی آگ انگارہ، یہاں پر مراد یہ ہے کہ لوبان وغیرہ خوشبو آگ پر رکھ کر اس کو جلانا اور جب دھواں اٹھنے لگے تو تخت کے اردگرد تین یا پانچ مرتبہ گھمادیا جائے۔

ترجمہ چناں چہ رکھ دیا جائے جیسے ہی وہ مرے ایک ایسے تخت پر جو طاق مرتبہ دھونی دیا گیا ہو۔

کفن ودفن میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

فرماتے ہیں کہ جب مرنے کا پختہ یقین ہوجائے تو فوراً ہی دھونی دئے ہوئے تختہ پر رکھ کر کفن دفن کا انتظام کیا جائے۔

فائدہ: مریض کے بارے میں ذرا احتیاط سے کام لیا جائے بسا اوقات کسی پر سکتہ طاری ہوجاتا ہے اور پتہ نہیں چلتا اور بد احتیاطی میں لوگ دفن کر دیتے ہیں اور موت حقیقی کا ادراک نہیں ہوتا اور اطباء نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ بہت سے سکتہ کے مریض ہوتے ہیں حقیقت میں ان کی موت نہیں ہوتی مگر انہیں مردہ سمجھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح:۳۱۰)

﴿۹۰۷﴾ وَيُوْضَعُ كَيْفَ اتَّفَقَ عَلَى الْاَصَحِّ .

ترجمہ اور رکھ دیا جائے جس جانب بھی اتفاق ہو صحیح ترین مذہب پر (تختہ پر رکھنے میں کسی رُخ کی قید نہیں)

میت کو غسل دیتے وقت پیر کدھر ہوں

میت کو غسل دیتے وقت تختہ پر رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو قبلہ کی جانب پاؤں کر کے لٹانا اور دوسرے قبلہ کی طرف منھ کرنا جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں جو صورت بھی آسان ہو اس کو اختیار کر لیں دونوں درست ہیں صحیح ترین قول یہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم:۱۴/ ۲۹۹، طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۱۰)

﴿۹۰۸﴾ وَيُسْتَرُ عَوْرَتُهٗ ثُمَّ جُرِّدَ عَنْ ثِيَابِهٖ وَوُضِّئَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ صَغِيْرًا لَا يَعْقِلُ الصَّلٰوةَ بِلَا مَضْمَضَةٍ وَاسْتِنْشَاقٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جُنُبًا وَصُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلًى بِسِدْرٍ اَوْ حُرْضٍ وَاِلَّا فَالْقُرَاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَيُغْسَلُ رَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ بِالْخِطْمِيِّ ثُمَّ يُضْجَعُ عَلٰى يَسَارِهٖ فَيُغْسَلُ حَتّٰى يَصِلَ الْمَاءُ اِلٰى مَا يَلِيَ التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ عَلٰى يَمِيْنِهٖ كَذٰلِكَ ثُمَّ اُجْلِسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَمَسَحَ بَطْنَهٗ رَفِيْقًا وَمَا خَرَجَ مِنْهُ غَسَلَهٗ وَلَمْ يُعِدْ غُسْلَهٗ ثُمَّ يُنَشَّفُ بِثَوْبٍ وَيُجْعَلُ الْحُنُوْطُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ وَرَاْسِهٖ وَالْكَافُوْرُ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ .

يستر فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب باب نصر سَتْرًا مصدر ہے چھپانا ڈھانکنا۔ عورة قابل پوشیدگی اعضائے جسم، ستر جمع عَورَات . جرد ماضی مجہول باب تفعیل سے تجرید مصدر ہے کسی کے کپڑے اتارنا، برہنہ کرنا۔ ثیاب واحد ثوب کپڑا۔ مضمضة منھ میں پانی ڈال کر پھرانا، کلی کرنا۔ استنشاق باب استفعال کا مصدر ہے ناک

میں پانی چڑھانا۔ صُبّ ماضی مجہول باب نصر سے صَبًّا مصدر ہے، پانی ڈالنا، بہانا۔ مغلی اسم مفعول ہے باب افعال سے مصدر اغلاءٌ ابالنا جوش دینا۔ غِلیٌ اور غلیان سے مشتق نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں مصدر لازم ہیں اور لازم سے اسم مفعول نہیں بنایا جاسکتا۔ مُغلٰی اصل میں مُغلَیٌ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا پھر دو ساکن جمع ہوگئے الف کو گرادیا اور رسم الخط میں یا کو باقی رکھا گیا۔ سدر بیری کا درخت یہاں پر مراد اس کے پتے ہیں۔ حرض حاء کے ضمہ کے ساتھ اور را پر سکون اور ضمہ دونوں پڑھنا درست ہے اُشنان (جڑی) جس سے کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ قراح بروزن سَحَابٌ خالص پانی جمع اقْرِحَةٌ. خطمی واحد خطمیة گل خیرو (نیلے رنگ کا ایک پھول جو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے) نیز ایک خوشبودار گھاس جو صابن جیسا کام کرتی ہے۔ یضجع فعل مضارع مجہول باب افعال سے پہلو پر لٹانا۔ ینشف فعل مضارع واحد مذکر غائب باب تفعیل مصدر تنشیف خشک کرنا۔ حنوط چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب جو مردے کو غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں۔ کافور کپور، ایک نہایت تیز خوشبو اور کڑوے ذائقہ کا سفید مادہ جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے اور کھلا رہنے سے اڑ جاتا ہے، ہمارے علاقہ میں عورتیں اس کی گولیاں کپڑوں میں رکھتی ہیں تاکہ ان کو دیمک وغیرہ نہ لگے۔

ترجمہ اور چھپا دیا جائے اس کا ستر پھر ننگا کر دیا جائے اس کے کپڑوں سے (یعنی اس کے کپڑے اتار لئے جائیں) اور وضو کرایا جائے مگر یہ کہ ایسا چھوٹا بچہ ہو جو نماز کو نہ سمجھتا ہو بلا کلی اور بلا ناک میں پانی دینے کے مگر یہ کہ جنبی ہو اور بہایا جائے اس پر ایسا پانی کہ جس کو جوش دیا گیا ہو بیری کے پتے یا اشنان ڈال کر ورنہ پھر خالص پانی اور دھویا جائے اس کا سر اور ڈاڑھی خطمی سے پھر لٹایا جائے اس کی بائیں کروٹ پر اور دھویا جائے تا آنکہ پہنچ جائے پانی اس حصہ تک جو تخت سے متصل ہے پھر اس کی داہنی کروٹ پر اسی طرح پھر بٹھایا جائے اپنی جانب سہارا دے کر اور ملے اس کے پیٹ کو ہلکے ہلکے اور جو کچھ اس کے پیٹ سے نکلے اس کو دھو دے اور نہ لوٹایا جائے اس کے غسل کو پھر پونچھ دیا جائے ایک کپڑے سے اور لگا دی جائے حنوط اس کی ڈاڑھی اور اس کے سر پر اور کافور اس کے سجدے کی جگہوں پر۔

غسل دینے کا طریقہ

جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رُخ کر کے یا جیسے بھی آسان ہو لٹایا جائے اس کے بعد میت کے بدن کے کپڑے چاک کر لیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتار لیں یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لے کر پنڈلی تک ہونا چاہئے تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے پھر بائیں ہاتھ میں دستانے پہن کر میت کو استنجا کرائیں، اور میت کو استنجا دستانے پہن کر کرانا ضروری ہے، کیونکہ جس جگہ کو زندگی میں ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں مرنے کے بعد بھی اس جگہ کو بلا دستانے پہنے ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں، اس کے بعد وضو کرائیں وضو میں نہ کلی کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں،

ہاں! البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر تر کر کے ہونٹوں دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کر دیں خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منہ اور ناک میں انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے اس کے بعد ناک منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں تا کہ وضو وغسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے وضو کرانے کے بعد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھو دیں پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہا دیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا جائے کہ پانی دائیں کروٹ تک پہنچ جائے نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے اگر میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اور پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھو ڈالیں وضو وغسل لوٹانے کی ضرورت نہیں اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفع ڈالیں پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیا جائے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۸۲-۸۴، کتاب المسائل: ۵۵۰) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بیری کے پتوں سے ابلا ہوا پانی جسم سے میل خوب صاف کرتا ہے اگر بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو صابن بھی کافی ہے، اور آخری مرتبہ کافور ملا ہوا پانی استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اس سے جسم جلدی خراب نہیں ہوتا کافور میں یہ خاصیت ہے کہ جس چیز میں وہ استعمال کیا جاتا ہے! اس میں جلدی تغیر نہیں آتا، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کافور لگانے سے موذی جانور کیڑے وغیرہ پاس نہیں آتے اسی لئے لوگ کتابوں اور کپڑوں میں کافور کی گولیاں رکھتے ہیں، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کافور تیز خوشبو ہے پس اگر اچھی طرح غسل دینے کے باوجود جسم میں کچھ بدبو رہ گئی تو وہ کافور کی خوشبو سے دب جائے گی۔ (تحفۃ الالمعی: ۴/۳۹۲)

غسل دینے کے بعد عطر لگانا

جب میت کو تولیہ وغیرہ سے صاف کر کے کفن پر رکھ دیا جائے تو سر اور ڈاڑھی پر اور عورت کے صرف سر پر عطر لگا دیں پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر کافور مل دیں (بعض لوگ کفن میں بھی عطر لگاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے) (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۸۴، البحر الرائق: ۲/۱۸۶)

الا ان یکون صغیراً اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بچہ بالکل ناسمجھ ہے اور نماز روزہ کو نہیں سمجھتا ہے تو! اس کو غسل دیتے وقت وضو نہیں کرائی جائے گی اور اگر سمجھ دار ہے تو پھر بالغوں کی طرح وضو کرائی جائے گی۔ (تاتارخانیہ: ۳/۶ مسئلہ ۳۵۹۰)

جاننا چاہئے کہ غسل دینے کا جو طریقہ بیان کیا ہے یہ مسنون ہے اگر کوئی اس طرح نہ نہلائے بلکہ سارے بدن پر صرف ایک مرتبہ پانی بہا دے تب بھی واجب غسل ادا ہو جائے گا۔ (بہشتی زیور: ۲/۱۱۴)

اختیاری مطالعہ

میت کو نہلانے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ کا جو بندہ دنیا سے رخصت ہوکر آخرت کی راہ لیتا ہے شریعت نے حکم دیا ہے کہ اس کو اعزاز واکرام کے ساتھ رخصت کیا جائے اور میت کی تعظیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اس کو نہایت پاکیزہ حالت میں نہلاکر اور اچھے کپڑے پہنا کر رخصت کیا جائے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۱)

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

(۱) میت کو اتنے گرم پانی سے نہ نہلایا جائے جس سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہو بلکہ اس کو نہلانے کے لئے صرف نیم گرم پانی یا سادہ ہی استعمال کیا جائے اس لئے کہ جس چیز سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اسی سے مردے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ (شامی بیروت: ۳/۸۰۳) (۲) غسل دینے والا اپنے قریب کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ) جلاکر رکھ لے۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۹) (۳) جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے اور زائد آدمیوں کو وہاں بالکل نہ رہنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۸) (۴) اگر نہلاتے وقت کوئی عیب دیکھیں مثلاً چہرہ بگڑ گیا ہو یا کالا ہوگیا ہو وغیرہ تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں ہاں اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں مثلاً چہرہ کی نورانیت یا جسم کی خوشبو وغیرہ تو اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا چاہئے۔ (کتاب المسائل: ۵۴۸، عالمگیری: ۱/۱۵۹) (۵) میت کو غسل دینے والوں کے لئے مستحب ہے کہ غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرلیں (شامی: ۱/۸۰۶) کیونکہ اس میں دو حکمتیں ہیں: (۱) میت کو نہلاتے وقت بدن پر چھینٹیں پڑتی ہیں اور وہ ناپاک ہوسکتی ہیں اور کہاں کہاں پڑیں ہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا اس لئے نہلانے والا نہالے تو جسم پاک ہوجائے گا۔ (۲) جو لوگ میت کو نہلانے کے عادی نہیں جب وہ کسی میت کو نہلاتے ہیں تو ان پر خوف اور گھبراہٹ طاری ہوتی ہے نہالینے سے یہ حالت بدل جائے گی نیز وساوس بھی منقطع ہوجائیں گے جیسے جانور کو ذبح کرتے وقت دوسرے جانور جو اس کے قریب ہوتے ہیں ان پر خوف طاری ہوتا ہے اسی طرح موت کا اثر مردہ کو غسل دینے والوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے ان کو غسل کا حکم دیا گیا ہے اور اٹھانے والوں پر اثر کم پڑتا ہے اس لئے ان کو وضو کرنے کا حکم ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۶)

﴿۹۰۹﴾ وَلَيْسَ فِي الْغُسْلِ اسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ.

ترجمہ اور ضروری نہیں ہے غسل میں روئی کا استعمال روایاتِ ظاہرہ میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ غسل میں روئی کا استعمال ضروری نہیں ہے اگر کوئی استعمال کرلے تو کوئی حرج نہیں مثلاً میت کا منہ کھلا ہوا ہو اس میں روئی رکھ دی جائے ایسے ہی ناک کان پر روئی رکھ دی جائے اور غسل کے بعد ہٹادی جائے۔

﴿۹۱۰﴾ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهُ وَشَعْرُهُ وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُهُ وَلِحْيَتُهُ.

یقص فعل مضارع مجہول باب نصر سے قصّ یقُصُّ قصًّا قینچی سے کترنا ناخن وغیرہ کاٹنا۔ **یسرح** فعل مضارع مجہول باب تفعیل تسریحًا مصدر ہے کنگھی کرنا۔

ترجمہ اور نہ کاٹے جائیں اس کے ناخن اور اس کے بال اور نہ کنگھی کی جائے اس کے بالوں اور ڈاڑھی میں

تشریح فرماتے ہیں کہ میت کے نہ ناخن کاٹے جائیں اور نہ کسی جگہ کے بال کاٹے جائیں بلکہ جس طرح بھی ہوں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے ایسے ہی میت کے بالوں اور ڈاڑھی میں بھی کنگھی نہ کی جائے۔

﴿۹۱۱﴾ وَالمَرْأةُ تَغْسِلُ زَوْجَهَا بِخِلَافِهِ كَاُمِّ الوَلَد لَا تَغْسِلُ سَيِّدهَا .

ترجمہ اور عورت غسل دے سکتی ہے اپنے شوہر کو برخلاف مرد کے جیسا کہ ام ولد نہیں غسل دے سکتی اپنے آقا کو۔

مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم

اس عبارت میں تین مسائل بیان کر رہے ہیں: (۱) کسی کا شوہر مر جائے تو بیوی کیلئے اس کا چہرہ دیکھنا نہلانا اور کفنانا درست ہے۔ (۲) اگر بیوی مر جائے تو شوہر کے لئے اس کو نہلانا اور بدن چھونا تو درست نہیں البتہ دیکھنا اور جنازہ اٹھانا جائز ہے۔ (۳) اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ام ولد کی تعریف کا جاننا ضروری ہے، ام ولد وہ باندی ہے جس کے ساتھ اس کے آقا نے صحبت کی ہو اور وہ حاملہ ہوگئی ہو پھر اس نے بچہ جنا ہو یہ باندی آقا کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی، اب صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر آقا کا انتقال ہو جائے تو ام ولد اپنے میت آقا کو غسل نہیں دے سکتی کیونکہ یہ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہوگئی اور اجنبیہ عورت کے مانند ہوگئی، اس لئے اپنے آقا کو غسل نہیں دے سکتی، اسی طرح شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱۳)

﴿۹۱۲﴾ وَلَوْ مَاتَتِ امْرأةٌ مَعَ الرِّجَالِ يَمَّمُوْهَا كَعَكْسِهِ بِخِرْقَةٍ وَاِنْ وُجِدَ ذُوْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ يَمَّمَ بلَاخِرْقَةٍ .

یَمَّمُوا فعل ماضی صیغہ جمع مذکر غائب باب تفعیل سے تیمّم کرانا۔ **خرقة** اس کی جمع خِرَقٌ چیتھڑا، دھجی، پرانے کپڑے کا ٹکڑا۔ **رحم** رشتہ قرابت (مذکر و مؤنث) جمع ارحام، **ذَوُو الارحام** رشتہ دار، وہ رشتہ دار جو نہ عصبہ میں سے ہوں اور نہ ذوی الفروض میں سے جیسے بھتیجیاں اور چچازاد بہنیں۔ **محرم** ایسا قریبی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو، وہ شخص جس سے پردہ ضروری نہ ہو، جیسے ماں خالہ بہن اور اگر نکاح جائز ہو تو اسے غیر محرم کہتے ہیں، جیسے پھوپھی زاد بہن ماموں زاد بہن چچازاد بہن۔

ترجمہ اور اگر مر جائے کوئی عورت مردوں کے ساتھ تو تیمم کرا دیں اس کو جیسا کہ اس کے عکس کی شکل میں ایک کپڑے کے ٹکڑے کے ذریعہ، اور اگر پایا جائے ذو رحم محرم تو تیمم کرایا جائے بغیر کپڑے کے ہی۔

میت کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو

اس عبارت کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور صرف عورتیں ہی عورتیں ہوں نہ کوئی مرد ہو نہ کوئی نابالغ لڑکا اور نہ نابالغ لڑکی تو ان عورتوں میں اگر کوئی ذو رحم محرم ہے کہ اس کا چھونا ناجائز نہیں تھا جیسے ماں خالہ بہن وغیرہ یا اس کی زرخرید باندی تو وہ اس کو بغیر کپڑے کے تیمم کرادے اور اگر کوئی عورت اس قسم کی نہیں ہے سب عورتیں محرمات ہیں جن کا چھونا جائز نہیں تھا تو وہ اس کو کپڑے کے ذریعہ سے تیمم کرائیں اور اگر عورت مردوں میں مر جائے یعنی سب مرد ہی مرد ہوں تب بھی یہی حکم ہے کہ جو مرد ذو رحم محرم ہو تو وہ تیمم کرادے بغیر کپڑے کے اور اگر کوئی مرد اس قسم کا نہ ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر یا دستانے پہن کر تیمم کرائیں اور اگر مرنے والے مرد کے ساتھ عورتوں کے علاوہ کافر مرد تھا یا نابالغ بچہ تھا یا نابالغ لڑکی تھی اور وہ سمجھدار ہیں تو یہ عورتیں ان کو غسل کا طریقہ سکھا دیں اور وہ غسل دیں اور یہ علیحدہ ہو جائیں اور اسی طرح اگر عورت مری ہے اور سب تو مرد ہیں مگر صرف ایک عورت کافر ہے یا سمجھدار نابالغ بچہ یا بچی ہے تب بھی یہی حکم ہے کہ اس عورت کو یا بچی کو غسل کا طریقہ سکھا دیں وہ غسل دیں۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۸۰۶)

﴿۹۱۳﴾ وَكَذَا الْخُنْثَى الْمُشْكِلُ يُمِّمَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .

یُمِّمَ ماضی مجہول باب تفعیل سے تیمم کرایا جائے۔

ترجمہ اور ایسے ہی خنثیٰ مشکل کو تیمم کرایا جائے ظاہر روایت میں۔

خنثیٰ کو غسل کون دے؟

اگر خنثیٰ مشکل میت بالغ یا قریب البلوغ ہو تو اس کو غسل نہیں دیں گے بلکہ صرف تیمم کرائیں گے البتہ اگر نابالغ ہو تو اس کا حکم چھوٹے بچے اور بچی کے مانند ہے یعنی اس کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۶۰)

فائدہ: خنثیٰ وہ شخص ہے جس کے ذکر و فرج دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو اگر دونوں اعضاء سے بیک وقت پیشاب نکلتا ہو تو بلوغ تک خنثیٰ مشکل کہلائے گا اور بلوغ کے بعد اگر مرد کی طرح خواب میں عورت سے مباشرت کرے اور احتلام ہو یا ڈاڑھی نکل آئے تو مذکر سمجھا جائے گا اور اگر عورت کی طرح پستان ابھر آئے یا پستان میں دودھ اترے یا حیض آنے لگے یا قابل جماع ہو جائے یا حاملہ ہو جائے تو مؤنث سمجھا جائے گا، اور اگر دونوں میں سے کوئی آلہ نہ ہو اور پیشاب کسی سوراخ سے آتا ہے جس کی شکل نہ ذکر کی ہے نہ فرج کی تو ایسا شخص بھی خنثیٰ مشکل کہلائے گا۔

(شریفیہ: ۱۲۵-۱۲۶، طرازی: ۲۶۲)

﴿۹۱۴﴾ وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يَشْتَهِيَا .

تغسیل باب تفعیل کا مصدر ہے خوب دھونا، صاف کرنا، مردے کو نہلانا۔ **لم یشتھیا** نفی جحد بلم فعل مضارع معروف صیغہ تثنیہ مذکر غائب باب افتعال اشتھی یشتھی اشتھاءً خواہش کرنا، دل چاہنا۔

ترجمہ اور جائز ہے مرد و عورت کے لئے ایسے بچہ اور بچی کو غسل دینا کہ جن کی طرف دل نہ کھنچتا ہو۔

بچہ و بچی کو کون غسل دے؟

اگر کسی ایسے چھوٹے نابالغ بچے کا انتقال ہوجائے جن کو دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو ایسے بچے کو عورتیں اور ایسی بچی کو مرد بھی غسل دے سکتے ہیں اور اگر بچے و بچی اتنے بڑے ہوں کہ ان کے دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورت ہی غسل دے۔ (طحطاوی: ۳۱۳، کتاب المسائل: ۵۴۸)

﴿۹۱۵﴾ وَلَا بَاسَ بِتَقْبِيْلِ الْمَيِّتِ .

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں میت کو بوسہ دینے میں۔

میت کو چومنا

جس طرح زندہ کو چومنا جائز ہے مردہ کو چومنا بھی جائز ہے مرنے کے بعد اگرچہ میت کا جسم ناپاک ہوجاتا ہے اس لئے غسل فرض ہے اس کے بغیر نمازِ جنازہ جائز نہیں مگر یہ نجاست حکمی ہے حقیقی نجاست نہیں، پس ظاہر بدن پاک ہے، اس لئے میت کو چوم سکتے ہیں نبیؐ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو ان کی وفات کے بعد چوما ہے جب حضرت عثمان کا انتقال ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ تشریف لے گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خود نبیؐ کو وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چوما ہے اور فرمایا: طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا آپ جب زندہ تھے تب بھی ستھرے تھے اور وفات کے بعد بھی ستھرے ہیں، غرض میت کی تقبیل جائز ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۴، تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۰)

﴿۹۱۶﴾ وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيْزُ امْرَأَتِهِ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْأَصَحِّ .

معسرًا اسم فاعل ہے باب افعال سے اعسار مصدر ہے تنگ دست ہونا، مفلس ہونا۔

ترجمہ اور شوہر پر ضروری ہے اپنی عورت کی تجہیز و تکفین اگرچہ وہ تنگدست ہو صحیح ترین قول میں۔

عورت کا کفن و دفن کس کے ذمہ ہے؟

میت کی ذات پر جو سب سے پہلے خرچ کیا جائے گا وہ کفن دفن کا خرچ ہے اور یہ خرچ بمنزلہ نفقہ کے ہے اسی وجہ سے عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اگرچہ عورت مالدار ہو اور شوہر غریب ہو کیونکہ عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، یہی

قول مفتیٰ بہ ہے۔ (طرازی: ۲۷، درمختار: ۱/۸۱۰)

﴿۹۱۷﴾ وَمَنْ لَا مَالَ لَهُ فَكَفَنُهُ عَلٰى مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ .

ترجمہ اور جس شخص کے پاس مال نہیں ہے تو اس کا کفن اس پر ہے جس پر اس کا نفقہ لازم (تھا)۔

مفلس کا کفن ودفن کس کے ذمہ ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے سب سے پہلے تجہیز وتکفین ہی کی جائے گی اس کا قرضہ اس کی وصیت اور میراث پر عمل بعد میں ہوگا، اور اگر مرنے والا بالکل غریب ہوکر مرا ہے تو پھر تجہیز وتکفین اس شخص پر لازم ہے جس پر زندگی میں اس کا خرچ لازم تھا، مثلاً غلام کا کفن اس کے آقا پر ہے اور گروی رکھی ہوئی چیز کا کفن ودفن گروی رکھنے والے پر ہے ایسے ہی اگر کسی شخص نے اپنا غلام بیچ دیا اور ابھی مشتری کے حوالہ نہیں کیا اور غلام بیچنے والے کے قبضہ میں ہی مر گیا تو اس کا کفن ودفن بائع پر لازم ہے۔ (البحر الرائق: ۲/۱۹۱، شامی: ۱/۸۱۰)

﴿۹۱۸﴾ وَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ .

ترجمہ اور اگر نہ ہو وہ شخص جس پر اس کا نفقہ واجب ہے تو بیت المال کے ذمہ ہے۔

بیت المال کے ذمہ کس کا کفن ودفن ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مر گیا اور وہ بالکل غریب تھا اور اس کا کوئی ایسا پرسانِ حال بھی نہیں تھا کہ جس پر زندگی میں اس کا خرچ لازم ہوتا یا ایسا شخص موجود ہے مگر وہ بھی اتنا غریب ہے کہ کفن ودفن کا انتظام نہیں کرسکتا تو مذکورہ دونوں صورتوں میں اس میت کا کفن ودفن بیت المال یعنی حکومت اسلامیہ کے خزانہ سے کیا جائے گا۔

﴿۹۱۹﴾ فَاِنْ لَمْ يُعْطِ عَجْزًا وَظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ .

لم یعط نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب افعال سے اعطاءٌ مصدر ہے دینا۔ عجزًا باب (ض) کا مصدر ہے ادائیگی سے معذور ہونا، بے بس ہونا۔

ترجمہ پھر اگر نہ دیا جائے عاجزی یا ظلم کے باعث تو مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

مسلمانوں کے ذمہ کفن ودفن کب ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر صورتِ حال اتنی خراب ہوچکی ہے کہ حکومت اسلامیہ کا خزانہ بھی خالی ہے یا حکومت اسلامیہ کا

منتظم ظالم ہے کہ مال مصارف اور مستحقین پر خرچ ہی نہیں کرتا ہے تو ایسی نازک ترین صورت میں مسلمانوں پر کفن ودفن کا انتظام ضروری ہے اور اگر کوئی بھی کفن ودفن کا انتظام نہ کرے تو سب کے سب لوگ گناہ گار ہوں گے۔ (شامی: ۱/ ۸۱۰)

﴿۹۲۰﴾ وَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيزَ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرَهُ .

یسال فعل مضارع معروف ہے اور دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے، لَهٗ یسال کے متعلق ہے اور ہ ضمیر میت کی جانب لوٹ رہی ہے، التجهيز یسال کا مفعول اول ہے اور من لا يقدر عليه فاعل ہے اور غيره مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ اور سوال کرے اس کے لئے تجہیز وتکفین کا وہ شخص جو قادر نہ ہو اس کے سامان کفن مہیا کرنے پر اپنے علاوہ کسی دوسرے شخص سے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کو یا چند لوگوں کو معلوم ہے کہ مرنے والا تنگدست ہے اور وہ شخص یا وہ لوگ بھی اس قدر غریب ہیں کہ اس کے کفن ودفن کا انتظام نہیں کر سکتے تو پھر ایسی صورت میں یہ ان لوگوں سے مانگ کر کفن ودفن کا انتظام کریں جو انتظام کی طاقت رکھتے ہیں۔ (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۲)

﴿۹۲۱﴾ وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةً قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيٰوتِهٖ .

إزار تہبند، لنگی (مذکر ومؤنث دونوں طرح مستعمل ہے) جمع أُزُر وآزِرَة . لفافة لپیٹنے کا کپڑا جمع لَفَائِفُ.

ترجمہ اور مرد کا کفن باعتبار سنت کے قمیص ازار اور لفافہ ہے اسی قسم کے کپڑوں میں سے جن کو وہ اپنی زندگی میں پہنتا ہے۔

مرد کا کفن

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) مرد کا کفن: مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں: ۱ قمیص ۲ ازار ۳ لفافہ۔ (۲) کفن کیسا ہو؟ کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا وہ (مردہ) اپنی زندگی میں جمعہ وعیدین وغیرہ کے موقع پر استعمال کرتا تھا اور عورت کو بھی اسی طرح کا کفن دیا جائے جو وہ اپنی زندگی میں میکے یا شادی وغیرہ میں جانے کے موقع پر استعمال کرتی تھی۔ (طحطاوی: ۳۱۵)

﴿۹۲۲﴾ وَكِفَايَةً إِزَارٌ وَلِفَافَةٌ .

ترجمہ اور باعتبار کفایت کے ازار اور لفافہ ہے۔

مرد کا کفن کفایت

مرد کے کفن میں اگر صرف دو کپڑے ہوں یعنی ازار اور لفافہ تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے اور اس کو کفن کفایت کہا

جاتا ہے۔

﴿۹۲۳﴾ وَفُضِّلَ البَيَاضُ مِنَ القُطْنِ .

قطن روئی کاٹن، قطني روئی کا، سوتی۔

ترجمہ اور افضل قرار دیا گیا سفید سوتی کپڑا۔

کفن کا رنگ کیسا ہو؟

سفید کپڑا کفن کے لئے سب سے بہتر ہے البتہ نیا پرانا (دھلا ہوا) سب برابر ہے۔ اور اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جو کپڑا زندگی میں پہننا جائز ہے اس میں کفن دینا بھی جائز ہے اور جس کپڑے کو پہننا زندگی میں مکروہ ہے اس میں کفن دینا بھی مکروہ ہے۔ اور جن کو پہننا حرام ہے اس میں کفن دینا بھی حرام ہے، جیسے عورت کو ریشمی کپڑے میں کفن دینا جائز ہے مرد کو حرام ہے۔

﴿۹۲۴﴾ وَكُلٌّ مِنَ الإِزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ القَرْنِ إِلَى القَدَمِ وَلاَ يُجْعَلُ لِقَمِيْصِهِ كُمٌّ وَلاَ دِخْرِيْصٌ وَلاَ جَيْبٌ وَلاَ تُكَفُّ أَطْرَافُهُ .

قرن سینگ، القرنُ في الانسان انسان کے سر کی وہ جگہ جہاں جانور کے سینگ اگتے ہیں جمع قُرُون. کُمّ آستین جمع اَکْمَامٌ و کِمَمَةٌ . دخریص کلی یعنی تین تراش کا کپڑا جو پاجاموں اور کرتوں وغیرہ میں ڈالتے ہیں۔

ترجمہ اور ازار اور لفافہ میں سے ہر ایک کنپٹی سے لے کر پیروں تک اور نہ بنائی جائے اس کی قمیص کے لئے آستین اور نہ کلی اور نہ جیب اور نہ سلا جائے اس کے کناروں کو۔

ازار لفافہ قمیص کی تفصیل

مسنون کفن مرد کے لئے تین کپڑے ہیں: (۱) ازار سر سے پاؤں تک، جس میں میت کو لپیٹا جا سکے۔ (۲) لفافہ، اس کو چادر بھی کہتے ہیں یہ سر کے کچھ اوپر سے پیر کے کچھ نیچے تک ہوتی ہے یعنی ازار سے ایک ڈیڑھ ہاتھ لمبی۔ (۳) قمیص کندھے سے قدم تک جیب، آستین اور کلی کے بغیر نہ وہ سلی ہوئی ہوتی ہے اس کا ایک حصہ میت کے اوپر ہوتا ہے اور دوسرا نیچے اور کندھے پر سے اُسے سی لیا جاتا ہے اور اوپر کے حصہ میں گریبان چیر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو گردن میں پہنایا جا سکے نیز ذہن میں رہے کہ جو چادر سب سے اوپر چار پائی پر بطور پردہ کے ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں کفن صرف اتنا ہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

﴿۹۲۵﴾ وَتُكْرَهُ العِمَامَةُ فِي الأَصَحِّ .

ترجمہ اور مکروہ ہے پگڑی صحیح ترین قول میں۔

تشریح مردہ کے سر پر پگڑی باندھنا مکروہ ہے اگرچہ بعض حضرات نے اس میت کے لئے جو عالم ہو یا زاہد ہو مستحسن قرار دیا ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں) والاصح ان تکرہ العمامةُ بکلِّ حالٍ کما فی الزاهدی۔
(شامی بیروت: ۳/۹۰، شامی مصری: ۱/۸۰۷)

﴿۹۲۶﴾ وَلُفَّ مِنْ يَّسَارِهٖ ثُمَّ يَمِيْنِهٖ وَعُقِدَ اِنْ خِيْفَ انْتِشَارُهٗ.

لُفَّ ماضی مجہول باب نصر لفًّا مصدر ہے، لپیٹنا، ڈھانپنا، پیک کرنا۔ عُقِدَ ماضی مجہول باب ضرب عَقَدَ يَعْقِدُ عقدًا گرہ لگانا۔ خيف ماضی مجہول باب سمع خَافَ يَخَافُ خوفًا ڈرنا۔ یسارہ اور یمینہ دونوں ضمیریں ازار کی جانب لوٹ رہی ہیں جو اس سے پہلی عبارت میں ہے اور اس عبارت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ازار اور لفافہ میں سے ہر ایک کو الگ الگ لپیٹے۔ انتشار باب افتعال کا مصدر ہے پھیلنا۔ (شامی بیروت: ۳/۹۰، شامی: ۱/۸۰۸)

ترجمہ اور لپیٹا جائے اس کی بائیں جانب سے پھر اس کی داہنی جانب سے اور باندھ دیا جائے اگر ڈر ہو اس کے کھل جانے کا۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار اس کے بعد کرتا پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف تاکہ داہنی طرف اوپر رہے پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیروں اور سر اور کمر کے پاس سے کفن کو باندھ دیں تاکہ راستہ میں کھل نہ جائے۔ (مراقی الفلاح: ۳۱۶)

﴿۹۲۷﴾ وَتُزَادُ الْمَرْأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا.

خمارًا خاء کے کسرہ کے ساتھ جمع اخمرة و خُمُرٌ و خُمْرٌ دوپٹا، اوڑھنی، سربند، یہاں مراد تین ہاتھ لمبی اوڑھنی ہے۔ خرقة جمع خِرَق چیتھڑا، دھجی پرانے کپڑے کا ٹکڑا، یہاں سینہ بند مراد ہے جو پستانوں سے رانوں تک ہوگا۔ ربط باب (ن) کا مصدر ہے باندھنا۔ ثدی پستان جمع اَثْدٍ و ثُدِيٌّ (شامی: ۱/۸۰۷، طحطاوی: ۳۱۶)

ترجمہ اور زیادہ کر دی جائے عورت کے مسنون کفن میں ایک اوڑھنی اس کے چہرہ کے لئے اور ایک سینہ بند اس کی پستانوں کو باندھنے کے لئے۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے مسنون کپڑے پانچ ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) قمیص بغیر آستین اور کلی کے (۴) سینہ بند

پستانوں سے رانوں تک (۵) خمار سر بند تین ہاتھ لمبا، خلاصہ یہ کہ تین کپڑے تو وہی ہیں جو مرد کے ہیں اور دو کپڑے سینہ بند اور سر بند زائد ہیں۔

﴿۹۲۸﴾ وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا .

ترجمہ اور کفن کفایت میں ایک اوڑھنی کو (زیادہ کردیا جائے)

عورت کا کفن کفایت

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مرد کے کفن کفایت میں ایک اوڑھنی کا اضافہ کردیا جائے تو وہ عورت کا کفن کفایت ہو جائے گا مثلاً قمیص لفافہ اور سر بند یا ازار لفافہ اور سر بند یہ عورت کا کفن کفایت ہے۔

﴿۹۲۹﴾ وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا .

ضفیرتین اس کا واحد **ضفیرۃ** ہے جمع **ضفائر وضُفُر** چوٹی **مضفور** جس کے بال گندھے ہوئے ہوں اور **علی صدرھا** یہ فعل محذوف کے متعلق ہے **ای توضعان علی صدرھا** .

ترجمہ اور کردی جائیں اس کے بالوں کی دو لٹیں (اور رکھ دی جائیں) اس کے سینہ پر کرتے کے اوپر پھر اوڑھنی اس کے اوپر لفافہ کے نیچے پھر سینہ بند اس کے اوپر۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں اس کے اوپر ازار پھر قمیص مردے کو کفن پر لے جاکر پہلے کرتا پہنائیں اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں، ایک حصہ داہنی طرف ایک حصہ بائیں طرف اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو نہ باندھیں نہ لپیٹیں پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف اس کے بعد پیر سر اور کمر کے پاس سے کفن پٹیوں سے باندھ دیں تاکہ ہوا وغیرہ سے راستہ میں کھل نہ جائے۔ (ہندیہ: ۱/۱۶۱، کتاب المسائل: ۵۵۶)

﴿۹۳۰﴾ وَتُجَمَّرُ الْاَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ اَنْ يُدْرَجَ فِيهَا .

اکفان جمع اس وجہ سے لائے ہیں کیونکہ کفن میں متعدد کپڑے ہوتے ہیں۔ **وترًا** یہ صفت ہے مصدر محذوف کی اصل عبارت یوں ہے: **تجميرا وترًا** . **يدرج** فعل مضارع مجہول باب افعال سے، ایک چیز کو دوسری میں داخل کرنا۔

ترجمہ اور دھونی دی جائے کفن کو طاق مرتبہ اس میں داخل کرنے سے پہلے۔

کفن کو دھونی دینا

کفن کو پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دی جائے اس کے بعد مردے کو کفنایا جائے پانچ مرتبہ سے زائد دھونی نہ دی جائے۔ (مراقی الفلاح: ۳۱۷، کتاب المسائل: ۵۵۴)

﴿۹۳۱﴾ وَكَفَنُ الضَّرُوْرَةِ مَا يُوْجَدُ.

ترجمہ اور کفن ضرورت وہ ہے جو میسر آ جائے۔

کفن ضرورت

مرد کو دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا اور عورت کو تین کپڑوں سے کم میں کفن دینا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر وقت پر جو کچھ بھی میسر ہو خواہ ایک ہی کپڑا ہو اس میں کفن دیدیا جائے **لما روی ان حمزةؓ كفن في ثوب واحد.** (طحطاوی: ۳۱۷)

اختیاری مطالعہ

قریب البلوغ لڑکا اور لڑکی بڑے مرد اور عورت کی طرح ہیں یعنی قریب البلوغ لڑکے کو مرد کی طرح تین کپڑوں میں اور قریب البلوغ لڑکی کو عورت کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے نیز بہت چھوٹے لڑکے اور لڑکی کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے گا، ہاں البتہ چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑے میں اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے۔
(درمختار مع الشامی: ۱/۸۰۹)

فَصْلٌ اَلصَّلاَةُ عَلَيْهِ

ماقبل سے مناسبت: جب صاحب کتابؒ میت کے غسل اور کفن کے بیان سے فارغ ہو گئے تو اب اس پر نماز کے بیان کو شروع کرتے ہیں کیونکہ غسل وکفن شرط ہے اور نماز مشروط ہے اور قاعدہ ہے: **الشرط يتقدم على المشروط.** (طحطاوی: ۳۱۷)

بارگاہِ حق میں میت کی سفارش

نماز جنازہ حقیقت میں اہل ایمان کی طرف سے اپنے مومن بھائی کے لئے بارگاہِ خداوندی میں مغفرت کی سفارش کی ایک باوقار شکل ہے اور اس سفارش کی قبولیت کا اللہ کی جانب سے وعدہ کیا گیا ہے، ایک روایت میں ہے کہ جس میت

پر چالیس ایمان والے نمازِ جنازہ پڑھیں تو ان کی سفارش اس میت کے حق میں بلاشبہ قبول کر لی جاتی ہے (مسلم شریف حدیث ۹۴۸) اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کی نمازِ جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ابوداؤد حدیث: ۳۱۶۶)

نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو خوشخبری

نہ صرف یہ کہ نماز جنازہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ خود نمازِ جنازہ پڑھنے والے بھی سعادت سے محروم نہیں رہتے اور ان کے لئے بھی مغفرت کا وعدہ ہے، چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلے بدلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۵۲۷، کتاب المسائل: ۵۶۸)

افسوس کا مقام

آج کل بہت افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر نمازِ جنازہ کے موقع پر یہ منظر نظر آتا ہے کہ کچھ لوگ نمازِ جنازہ کی جگہ سے دور کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہو رہے؟ تو کوئی ناپاکی کا عذر کر دیتا ہے اور کوئی دعا جنازہ یاد نہ ہونے کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ اعذار سب لچر اور کمزور ہیں اس لئے کہ پاکی حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں اور رہ گئی دعا کی بات تو یہ نمازِ جنازہ کے فرائض میں داخل نہیں ہے بلکہ اس کے فرائض صرف دو ہیں: ۱ قیام ۲ چار مرتبہ تکبیر کہنا۔ اتنی آسان عبادت کو محض غفلت کی وجہ سے انجام نہ دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ (کتاب المسائل: ۵۶۹)

﴿۹۳۲﴾ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فَرْضُ كِفَايَةٍ.

ترجمہ نماز پڑھنا اس پر فرضِ کفایہ ہے۔

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے اگر کسی نے بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور مسلمان میت کو نماز کے بغیر ہی دفنا دیا گیا تو جن کو معلوم ہے سب گناہگار ہوں گے اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نمازِ جنازہ پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہو گیا اور نمازِ جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۳۱۸، ہندیہ: ۱/۱۶۲، کتاب المسائل ۵۶۹)

﴿۹۳۳﴾ وَاَرْكَانُهَا التَّكْبِيْرَاتُ وَالْقِيَامُ.

ترجمہ اور اس کے ارکان تکبیریں ہیں اور قیام۔

نمازِ جنازہ کے فرائض

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ (۲) کھڑے ہونے کی قدرت رکھنے والے شخص کا نمازِ جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا۔

﴿۹۳۴﴾ وَشَرَائِطُهَا سِتَّةٌ اِسْلَامُ المَيِّتِ وَطَهَارَتُهٗ وَتَقَدُّمُهٗ وَحُضُوْرُهٗ اَوْ حُضُوْرُ اَكْثَرِ بَدَنِهٖ اَوْ نِصْفِهٖ مَعَ رَاْسِهٖ وَكَوْنُ المُصَلِّي عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلَاعُذْرٍ وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْاَرْضِ فَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ اَوْ عَلٰى اَيْدِى النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلٰوةُ عَلَى المُخْتَارِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ

ترجمہ اور اس کی شرطیں چھ ہیں میت کا مسلمان ہونا اور اس کا پاک ہونا اور اس کا آگے ہونا اور اس کا موجود ہونا یا اس کے بدن کے اکثر حصے یا اس کے آدھے حصے کا سر کے ساتھ موجود ہونا اور اس پر نماز پڑھنے والے کا سوار نہ ہونا بغیر کسی عذر کے اور میت کا زمین پر ہونا پس اگر ہو سواری پر یا لوگوں کے ہاتھوں پر تو نماز جائز نہ ہوگی مذہب مختار کی بناء پر مگر کسی عذر کے باعث۔

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں: (۱) وہ شرطیں جن کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے۔ (۲) وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے، چناں چہ جن شرطوں کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے وہ چھ ہیں: (۱) بدن کی پاکی (۲) کپڑے کی پاکی (۳) جگہ کی پاکی (۴) ستر چھپانا (۵) قبلہ کی طرف منھ کرنا (۶) نیت کرنا وقت اس کے لئے شرط نہیں۔

اور جن شرطوں کا میت میں پایا جانا ضروری ہے وہ بھی چھ ہیں اور اس عبارت میں انہیں کا بیان کرنا مقصود بھی ہے: (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست سے پاک ہونا، ہاں اگر نجاست اس کے بدن سے کفنانے کے بعد نکلے پھر کوئی حرج نہیں نماز درست ہے اس کا دھونا ضروری نہیں اور میت اگر کسی پاک چارپائی یا تخت یا کسی پاک گدے یا لحاف وغیرہ پر رکھی ہوئی ہو تو اب اس چارپائی وغیرہ کی زمین کا پاک ہونا شرط نہیں بلکہ اسی حالت میں نمازِ جنازہ اس پر درست ہے اور اگر چارپائی یا تخت وغیرہ بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر چارپائی کے ناپاک زمین پر رکھ دیا گیا ہو تو اب اس صورت میں میت کی جگہ کے پاک ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک شرط ہے لہٰذا اس

صورت میں نمازِ جنازہ صحیح نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہٰذا نماز صحیح ہوجائے گی۔ (البحر الرائق: ۲/۱۹۳) (۳) میت کے ستر کا چھپانا لہٰذا اگر میت بالکل برہنہ ہوتو اس کی نمازِ جنازہ درست نہ ہوگی، یہ شرط نمازی اور میت دونوں میں ہونا ضروری ہے اس شرط کو متن میں بیان نہیں کیا ہے۔ (۴) میت کا نمازیوں سے آگے ہونا لہٰذا اگر میت نمازیوں سے پیچھے ہو اور نمازی اس سے آگے ہوتو نمازِ جنازہ جائز نہ ہوگی۔ (شامی: ۱/۸۱۲) (۵) میت کا موجود ہونا لہٰذا اگر غائب پر نمازِ جنازہ پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی یا میت کے بدن کا نصف سے زائد یا نصف کا ہونا اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی میت کے بدن کا نصف سے زائد حصہ خواہ سر سمیت ہو یا سر کے بغیر ہو دستیاب ہوا تو اس کو باقاعدہ غسل دے کر کفن پہنا کر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد دفنایا جائے گا اور اگر صرف نصف حصہ دستیاب ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اس کے ساتھ سر ہے یا نہیں؟ اگر سر ہے تو اسے غسل دے کر تجہیز و تکفین کی جائے گی ورنہ ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے بغیر دفنا دیا جائے گا اور اگر کسی میت کا صرف سر یا بدن کا نصف سے کم دستیاب ہوا تو نہ اسے غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ اسے ویسے ہی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے گا۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۹، شامی: ۱/۸۰۴) (۶) میت کا یا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری (جانور وغیرہ) پر ہوتو نماز درست نہ ہوگی، ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً زمین پر کیچڑ ہو کہ میت وہاں پر نہیں رکھ سکتے تو ایسی مجبوری میں ہاتھوں میں یا میت کو سواری پر رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱۹)

وکون المصلی الخ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھنے والا سواری پر سوار نہ ہو ایسے ہی بیٹھ کر نمازِ جنازہ نہ پڑھے ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو تو سوار ہونے کی حالت میں نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے، صاحب کتابؒ نے اس کو شرط کے درجہ میں رکھا ہے اس طرح ملا کر کل سات شرطیں ہوگئی ہیں اور نمازِ جنازہ کے فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہیں: (۱) قدرت یعنی مصلی کا جنازہ کی نماز پڑھنے پر قادر ہونا۔ (۲) عقل لہٰذا مجنون پر جنازہ کی نماز فرض نہیں۔ (۳) بلوغ بچے پر نمازِ جنازہ پڑھنا فرض نہیں اسی وجہ سے اگر نابالغ کو امام بنا دیا جائے یا صرف کوئی نابالغ بچہ نمازِ جنازہ پڑھ لے تو بالغین کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔ (۴) اسلام یعنی نمازی کا مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر نمازِ جنازہ فرض نہیں۔ (۵) موت کا علم ہونا، لہٰذا جس کو میت کے مرنے کا پتہ نہ ہو وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (شامی: ۱/۸۱۱)

﴿۹۳۵﴾ وَسُنَنُهَا اَرْبَعٌ قِيَامُ الإِمَامِ بِحِذَاءِ صَدْرِ المَيِّتِ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الاُوْلٰى وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ .

ترجمہ اور اس کی سنتیں چار ہیں امام کا کھڑا ہونا میت کے سینہ کے سامنے میت مرد ہو یا عورت اور ثنا پڑھنا

پہلی تکبیر کے بعد اور درود شریف پڑھنا نبی پر، دوسری تکبیر کے بعد اور دعا کرنا میت کے لئے تیسری تکبیر کے بعد۔

نمازِ جنازہ کی سنتیں

نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا۔ (۲) نبیؐ پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۹۹)

صاحب نور الایضاحؒ نے نمازِ جنازہ میں چار چیزیں مسنون بتلائی ہیں، تین تو اوپر گزر چکی ہیں اور چوتھی یہ ہے کہ جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا نماز کے وقت امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو مگر علامہ شامی، صاحب بحر الرائق اور علامہ طحطاویؒ نے اس کو مستحب کے درجہ میں رکھا ہے چناں چہ فرمایا: وهذا ظاهر الرواية وهو بيان الاستحباب.
(طحطاوی: ۳۲۰، البحر الرائق: ۲/۲۰۰، شامی: ۱/۸۱۹)

﴿۹۳۶﴾ وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهُ شَيْءٌ وَاِنْ دَعَا بِالْمَاثُوْرِ فَهُوَ اَحْسَنُ وَاَبْلَغُ وَمِنْهُ مَا حَفِظَ "عَوْفٌ" مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ .

ماثور اسم مفعول باب ن، ض، أثَرَ أثرًا نقل کرنا، ماثور منقول۔ احسن اسم تفضیل ہے بہت اچھا۔ ابلغ اسم تفضیل ہے مقصود تک زیادہ پہنچانے والا بَلَغَ بُلوغًا باب نصر سے پہنچنا۔ عافه معافاةً سے امر حاضر معروف ہے، مراد یہ ہے کہ اس کو عذاب سے سلامتی اور امن عطا فرما۔ واعف عنه عَفَا يعفوا عفوًا (ن) معاف کرنا، درگزر کرنا، یعنی اس سے جو گناہوں کا ارتکاب ہوگیا ہے وہ درگزر فرما۔ نزل اصل میں ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو مہمان کے لئے مہیا کی جائیں، یہاں پر کثرتِ ثواب یا قبر کی نعمتیں مراد ہیں۔ مدخل جمع مَدَاخِل (ضد مَخْرَج) داخلہ کا دروازہ، گیٹ، اینٹری، یہاں مراد قبر ہے۔ ثلج اس کی جمع ثُلوج برف۔ بَرَدَ اَولہ، دنس نون کے فتحہ کے ساتھ میل کچیل، گندگی جمع ادناسؔ باب (س) سے مستعمل ہے۔ اهلا خيرا من اهله وزوجا خيرًا من زوجه اس عبارت میں اگر، اہل سے مراد زوج ہے تو پھر عطف تفسیری ہے اور اگر اہل سے مراد رحمت کے فرشتے اور وہ مسلمان پڑوسی جن کا انتقال ہو چکا ہے یا جنت کے باشندے مراد ہوں تو پھر ایک جملہ کا عطف دوسرے پر مغایرت کے لئے ہے۔ (طحطاوی: ۳۲۱) اَعِذْ فعل امر صیغہ واحد حاضر باب افعال سے محفوظ رکھ، پناہ میں رکھ۔

ترجمہ اور متعین نہیں دعا کے لئے کوئی خاص دعا اور اگر پڑھے منقول دعا تو بہت اچھا اور مقصود تک زیادہ

پہنچانے والا ہے، منجملہ ان کے وہ دعا ہے جس کو حضرت عوف بن مالکؓ نے نبیؐ سے یاد کیا ہے، اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اور اس کو عذاب سے سلامتی دے اور اس کے گناہ معاف فرما، اور معزز بنا، اس کی مہمانی کو اور کشادہ کردے اس کے داخل ہونے کی جگہ (قبر) کو اور اس کو دھوڈال پانی، برف اور اولوں سے (گناہوں سے پاک صاف کردے) اور پاک صاف کردے اس کو تمام خطاؤں سے جیسا کہ صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے اور اس کو ایسا مکان بدلہ میں عطا فرما جو بہتر ہو اس کے مکان سے اور ایسے اہل وعیال عطا فرما جو بہتر ہوں دنیاوی اہل وعیال سے اور ایسا جوڑا جو بہتر ہو اس کے جوڑے سے اور داخل کر اس کو جنت میں اور پناہ دے اس کو قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے۔

تیسری تکبیر کے بعد کیا دعا پڑھیں

نمازِ جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں، صرف اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس میں میت کے لئے دعائے مغفرت ہونی چاہئے، ایک دعا متن کے اندر موجود ہے جس کے بارے میں صاحب کتابؒ نے احسن اور ابلغ ہونے کا فیصلہ کیا ہے، یہ دعا حضرت عوف بن مالکؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: نبیؐ نے ایک جنازہ پڑھایا میں نے کان لگا کر سنا تو آپ نے یہ دعا پڑھی اللّٰھم الخ آگے وہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا سن کر میں یہ تمنا کرنے لگا کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۱، الدر المنضود: ۵/۲۶۶)

اہم فائدہ: واغسله بالماء والثلج والبرد الی قوله من الدنس.

اس عبارت کے بارے میں علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں استعارہ بالکنایہ ہے استعارہ بالکنایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ دل میں تشبیہ دے کر مشبہ کے علاوہ تمام ارکان تشبیہ (مشبہ بہ، وجہ شبہ، ادات تشبیہ) کو ترک کردیا گیا ہو، چناں چہ یہاں بھی میت کو ایسے کپڑے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کو دھویا جاتا ہے اور مشبہ کے علاوہ تمام ارکانِ تشبیہ کو ترک کردیا گیا ہے اور غسل کا ذکر استعارہ تخییلیہ ہے، استعارہ تخییلیہ کا مطلب یہ ہے کہ مشبہ بہ متروک کا کوئی لازم مشبہ مذکور کے لئے ثابت کردیا گیا ہو، چنانچہ یہاں پر بھی مشبہ بہ یعنی کپڑے کا لازم غسل مشبہ یعنی میت کے لئے ثابت کیا گیا ہے اور ماء برد اور ثلج استعارہ ترشیحیہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مشبہ بہ متروک کا کوئی مناسب مشبہ مذکور کے لئے ثابت کردیا گیا ہو۔ (طحطاوی: ۳۲۱)

﴿۹۳۷﴾ وَيُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .

ترجمہ اور سلام پھیر دے چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کسی دعا کے ظاہر روایت میں۔

چوتھی تکبیر کے بعد فوراً سلام پھیرنا

فرماتے ہیں کہ چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے اس میں کوئی دعا نہیں ہے، صحیح بات یہی ہے اگرچہ بعض مشائخ نے

فرمایا ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا الخ یا ربنا لا تزغ الخ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۱)

﴿۹۳۸﴾ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى .

ترجمہ اور نہ اٹھائے اپنے ہاتھ پہلی تکبیر کے علاوہ میں۔

پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھتے وقت پہلی تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں اور پھر اس کے بعد کی تین تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائے بلکہ بغیر ہاتھوں کو اٹھائے تکبیر کہتا رہے۔

﴿۹۳۹﴾ وَلَوْ كَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتَّبَعْ وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ سَلَامَهُ فِي الْمُخْتَارِ .

لم یتبع نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب افتعال مصدر اِتِّبَاعًا پیچھے چلنا، پیروی کرنا۔

ترجمہ اور اگر امام پانچ تکبیریں کہہ دے تو پیروی نہ کی جائے بلکہ انتظار کرے گا اس کے سلام کا پسندیدہ قول میں۔

اگر امام نمازِ جنازہ میں پانچ تکبیر کہہ دے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نے نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت پانچویں تکبیر کہی تو مقتدی اس پانچویں تکبیر میں امام کی پیروی نہ کرے، رہی یہ بات کہ مقتدی جب پانچویں تکبیر میں امام کی متابعت نہیں کریں گے تو پھر کیا کرے؟ اس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں: (۱) مقتدی فوراً سلام پھیر دیں تا کہ پانچویں تکبیر میں امام کی مخالفت ثابت ہو اور دوسری روایت یہ ہے کہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کریں تا کہ سلام کے اندر متابعت ہو جائے، مصنف کہتے ہیں کہ مختار یہی دوسری روایت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۱۰۶، مراقی الفلاح: ۳۲۲)

﴿۹۴۰﴾ وَلَا يُسْتَغْفَرُ لِمَجْنُوْنٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا .

فرطًا فا اور راء کے فتحہ کے ساتھ آگے جا کر ایسی چیزوں کا انتظام کرنے والا جو جنت میں ہمارے لئے بہتر ہوں۔

ذخرًا ذال کے ضمہ کے ساتھ اور خاء کے سکون کے ساتھ ذَخَرَ يَذْخَرُ ذَخْرًا وَذُخْرًا (ف) ذخیرہ کرنا جمع کرنا اسٹاک کرنا، کسی چیز کو بوقت ضرورت محفوظ رکھنا۔

ترجمہ اور استغفار نہیں کیا جائے گا پاگل اور بچہ کے لئے اور کہے اے اللہ! بنا دے اس کو ہمارے لئے آگے

چل کر انتظام کرنے والا اور بنادے اس کو ہمارے لئے ثواب اور ذخیرہ اور بنادے اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا۔

بچہ کی نمازِ جنازہ

جاننا چاہئے کہ دعا کرنا درحقیقت میت کے لئے مغفرت طلب کرنا ہے اور ثناء اور صلوٰۃ علی النبی سے ابتداء کرنا دعا کی سنت ہے، یہی وجہ ہے کہ پاگل اور نابالغ بچہ کے لئے استغفار نہ کرے کیونکہ مکلف نہ ہونے کی وجہ سے ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوا، ہاں ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو بڑوں پر نمازِ جنازہ کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں گے جو متن میں لکھی ہے اور اگر بچی ہو تو **اجعله** کے بجائے **اجعلها** پڑھیں اور **شافعًا** کے بجائے **شافعةً** اور **مشفعًا** کے بجائے **مشفعةً** پڑھیں گے۔

اختیاری مطالعہ

نمازِ جنازہ کی ترکیب

نمازِ جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر بالغ امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ دل میں یا زبان سے بھی یہ نیت کریں کہ میں اللہ کی رضا اور میت کے حق میں دعا کرنے کے لئے نمازِ جنازہ پڑھ رہا ہوں، اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں پھر ثنا یعنی **سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك وجل ثناءك ولا اله غيرك** پڑھے، اس کے بعد دوسری تکبیر کہیں اس کے بعد درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پڑھیں، یا بعض علماء کرام نے یہ درود شریف بھی لکھا ہے: **اللّٰهم صلِّ علٰى محمد وعلٰى ال محمد كما صليت وسلمت وباركت ورحمت وترحمت علٰى ابراهيم وعلٰى ال ابراهيم انك حميد مجيد** اس کو بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد تیسری تکبیر کہیں، تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں، میت اگر بالغ ہے مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں: **اللّٰهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا اللّٰهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان** اور اگر چاہے تو وہ دعا پڑھیں جو حضرت عوف بن مالکؓ سے منقول (مسئلہ ۹۳۲ میں) گزر چکی ہے، اگر بالغ عورت کا جنازہ ہو تو اس دعا میں مذکر کی ضمیروں کے بجائے مؤنث کی ضمیریں استعمال کریں اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو وہ دعا پڑھیں جو مسئلہ ۹۳۶ میں گزری ہے اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو **اجعله** کے بجائے **اجعلها** اور **شافعًا** کے بجائے **شافعةً** اور **مشفعًا** کے بجائے **مشفعةً** پڑھیں، اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں، اور اگر کسی شخص کو نمازِ جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو وہ صرف: **اللّٰهم اغفرلنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات** پڑھتا رہے اور اگر یہ بھی

یاد نہ ہوسکے تو صرف چار تکبیر کہنے سے نماز ہوجاتی ہے، لہٰذا بلا عذر نماز نہ چھوڑے۔ (درمختار مع الشامی مصری ۱/۸۱۶، بیروت: ۳/۱۰۳، طحطاوی: ۳۲۱، کتاب المسائل: ۳/۵۷۳)

فصل

﴿۹۴۱﴾ اَلسُّلْطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَائِبُهٗ ثُمَّ القَاضِیْ ثُمَّ اِمَامُ الحَیِّ ثُمَّ الوَلِیُّ .

السلطان حکمراں، بادشاہ، جمع سَلَاطِین . **الحَیّ** محلہ جمع اَحیَاءٌ .

ترجمہ بادشاہ سب سے زیادہ مستحق ہے اس کی نماز پڑھانے کا پھر اس کا نائب پھر قاضی پھر محلہ کا امام پھر ولی۔

نمازِ جنازہ میں امامت کا مستحق

اگر اسلامی حکومت ہو تو نمازِ جنازہ کی امامت کا اولین حق دار حاکم وقت ہے پھر اس کا نائب وہ نہ ہو تو قاضی شہر پھر اس کا نائب اور اگر یہ لوگ موجود نہ ہوں یا حکومت اسلامی نہ ہو (جیسے ہندوستان میں حکومت اسلامی نہیں ہے) تو زندگی میں جس محلہ کی مسجد میں میت نماز پڑھتا رہا ہو اور اس مسجد کے امام کی امامت سے خوش رہا ہو تو وہ امام ولی میت کے مقابلہ میں اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ علم وتقویٰ میں ولی میت پر فوقیت رکھتا ہو اور اگر میت اس امام سے خوش نہ رہا ہو یا اس امام کے مقابلہ میں ولی میت علم وتقویٰ میں افضل ہو تو پھر ولی ہی کو اولیت حاصل ہوگی، اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر میت کی نمازِ جنازہ اپنے محلہ کے علاوہ کسی دوسرے محلہ میں ادا کی جارہی ہے تو اس محلہ کی مسجد کے امام کو ولی پر مطلقاً اولیت حاصل نہ ہوگی، لہٰذا وہاں کے امام کو ولی کی اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ نہیں پڑھانی چاہئے بلکہ ولی کو حق ہے خواہ خود پڑھائے یا کسی دوسرے سے پڑھوائے۔ اور ولی کے لئے نمازِ جنازہ پڑھانے کا استحقاق نکاح کی ولایت کی ترتیب کے اعتبار سے ہوگا مگر فرق صرف اتنا ہے کہ نمازِ جنازہ کے استحقاق میں باپ بیٹے سے مقدم ہوگا ہاں اگر میت کا لڑکا عالم ہو اور باپ جاہل ہو تو پھر لڑکا ہی مقدم ہوگا اگر کوئی ولی نہیں تو پھر شوہر اور وہ بھی نہ ہو تو پھر پڑوسی کو حق حاصل ہے نیز اس ولایت میں وہی لوگ داخل ہیں جن کیلئے نمازِ جنازہ پڑھانی درست ہو، اسی وجہ سے عورت، بچے، پاگل وغیرہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۱۱۹-۱۲۰، مراقی الفلاح: ۳۲۳، کتاب المسائل: ۴/۵۷۴-۵۷۵)

﴿۹۴۲﴾ وَلِمَنْ لَهٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ اَنْ یَّاذَنَ لِغَیْرِہٖ .

یاذن فعل مضارع معروف باب (س) اِذْنًا مصدر ہے اجازت دینا۔

ترجمہ اور جس شخص کو آگے بڑھنے کا حق حاصل ہے اس کے لئے جائز ہے کہ اجازت دیدے اپنے غیر کو۔

کیا ولی دوسرے سے نمازِ جنازہ پڑھواسکتا ہے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق پہنچتا تھا وہ خود نہ پڑھا کر دوسرے سے پڑھوائے تو ایسا کرنا جائز ہے مثلاً ولی خود نہ پڑھا کر امام کو اجازت دیدے یا بادشاہ اپنے نائب کو اجازت دیدے تو یہ درست ہے۔

﴿۹۴۳﴾ فَإِنْ صَلّٰى غَيْرُهٗ أَعَادَهَا إِنْ شَاءَ وَلَا يُعِيْدُ مَعَهٗ مَنْ صَلّٰى مَعَ غَيْرِهٖ .

شاءَ ماضی معروف باب (ف)(م) شیئًا ارادہ کرنا، چاہنا۔ **غیرہ** ای الولی ممن لیس له حق التقدم **اعادھا** ای الصلوٰۃ ان شاءَ فالاعادۃ لیست بواجبۃ معه ای مع من له حق التقدم.

ترجمہ پس اگر نماز پڑھادے اس کے علاوہ تو لوٹالے اس کو اگر چاہے اور دوبارہ نہ پڑھے اس کے ساتھ وہ شخص جو پڑھ چکا ہے دوسرے کے ساتھ۔

جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا

اگر امامت کا مستحق شخص جنازہ کی نماز پڑھا چکا تو اب دوبارہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نمازِ جنازہ پڑھادی ہو تو اب ولی کے لئے نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے البتہ جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ ولی کی اقتداء میں دوبارہ نماز نہ پڑھیں۔ (کتاب المسائل: ۵۷۹، درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۱۲۴)

﴿۹۴۴﴾ وَمَنْ لَّهٗ وِلَايَةُ التَّقَدُّمِ فِيْهَا أَحَقُّ مِمَّنْ أَوْصٰى لَهُ الْمَيِّتُ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ .

اوصیٰ فعل ماضی معروف باب افعال ایصاءً مصدر ہے کسی کے لئے کسی چیز کی وصیت کرنا۔

ترجمہ اور جس شخص کو (حکم شریعت کے بموجب) تقدم کا حق حاصل ہے نمازِ جنازہ میں وہی زیادہ حقدار ہے اس شخص سے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے میت نے اس پر (یعنی میت پر) نماز پڑھانے کی مفتیٰ بہ قول پر۔

وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں پڑھائے

اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو اس وصیت کا پورا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ جو امامت کا مستحق ہے وہی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے تاہم اگر اولیاء میت اس سے نماز پڑھوانا چاہیں تو اس میں کوئی

حرج بھی نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۴)

﴿۹۴۵﴾ وَاِنْ دُفِنَ بِلَا صَلٰوۃٍ صُلِّیَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَاِنْ لَّمْ یُغْسَلْ مَا لَمْ یَتَفَسَّخْ.

لم یتفسخ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب تفعل تفسخ یتفسخ تفسُّخًا پھٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

ترجمہ اور اگر دفن کردیا جائے بغیر نماز کے تو نماز پڑھی جائے اس کی قبر پر اگرچہ غسل نہ دیا گیا ہو جب تک کہ وہ نہ پھٹے۔

قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا

اگر کسی میت کو نمازِ جنازہ کے بغیر دفن کردیا گیا تو جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اس وقت تک اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں اور نعش پھٹ جانے کی مدت ہر جگہ کے تفاوت کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، اسی طرح موسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۱۲۵)

غسل کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھادی گئی

اگر میت کو غسل دیئے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی گئی اور جنازہ ابھی دفن نہیں کیا گیا ہے تو دوبارہ اسے غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے، اور اگر میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اتارا جاچکا ہے لیکن ابھی مٹی نہیں دی ہے کہ پتہ چلا کہ اسے غسل نہیں دیا گیا تو نعش قبر سے نکال کر غسل دے کر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اگر مٹی بھی دی جاچکی ہے تو اب میت کو نکالا تو نہیں جائے گا لیکن اوپر سے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۴، کتاب المسائل: ۵۸۳)

اختیاری مطالعہ

(۱) کسی میت پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد پتہ چلا کہ جس امام نے نماز پڑھائی اس کا وضو نہیں تھا تو اس میت پر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اگر دفن کے بعد اس بات کا پتہ چلا ہو تو قبر کے اوپر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی جبکہ نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ (المحیط البرہانی: ۳/۹۸، کتاب المسائل: ۵۸۳)

(۲) اگر عمارت منہدم ہونے یا زلزلہ کی وجہ سے کوئی شخص ملبہ میں دب جائے اور کوشش کے باوجود اسے زندہ نہ نکالا جاسکے تو جب تک یہ غالب گمان ہو کہ اس کی لاش پھولی پھٹی نہ ہوگی اس کی نمازِ جنازہ اوپر سے پڑھی جاسکتی ہے۔

(شامی بیروت: ج ۳/۱۱۷)

﴿۹۴۶﴾ وَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاِفْرَادُ بِالصَّلٰوۃِ لِکُلٍّ مِّنْهَا اَوْلٰی وَیُقَدَّمُ الْاَفْضَلُ

فَالْاَفْضَلُ .

ترجمہ اور اگر اکٹھے ہو جائیں بہت سے جنازے تو ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نماز پڑھنا افضل ہے اور مقدم رکھا جائے گا سب سے افضل شخص کو پھر جو افضل ہو (جو باقی ماندہ میں افضل ہو)

بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی نمازِ جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اس صورت میں جو سب سے زیادہ علم و عمل میں افضل ہو اس کی نمازِ جنازہ سب سے پہلے پڑھی جائے اور اگر سب پر ایک ہی ساتھ نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے سب کے لئے ایک ہی نماز کافی ہو جائے گی۔

﴿۹۴۷﴾ وَاِنِ اجْتَمَعْنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهَا مَرَّةً جَعَلَهَا صَفًّا طَوِيْلًا مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ بِحَيْثُ يَكُوْنُ صَدْرُ كُلٍّ قُدَّامَ الإِمَامِ وَرَاعَى التَّرْتِيْبَ فَيَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِيَ الإِمَامَ ثُمَّ الصِّبْيَانَ بَعْدَهُمْ ثُمَّ الخَنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءَ .

یلی فعل مضارع معروف باب (ض) وَلْيًا (م) ہے، قریب ہونا، ملا ہوا ہونا۔ صدر سینہ جمع صُدُوْرٌ . صِبیان اس کا واحد صَبِیٌّ ہے بچہ۔ خناثٰی خُنثٰی بروزن فُعلٰی ہیجڑا جمع خِناثٌ و خَناثٰی بفتح الخاء یہ خَنْثٌ سے مشتق ہے، باب تفعیل کا اسم مفعول مُخَنَّثٌ بھی اسی سے ہے ہیجڑا، ایسا شخص جس میں لچک ہو اور اصطلاح میں خُنثٰی وہ شخص ہے جس کے ذکر و فرج دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو۔ (طرازی: ۲۶۱، شریفیہ: ۱۲۴)

ترجمہ اور اگر جمع ہو جائیں (بہت سے جنازے) اور نماز پڑھی جائے ان پر ایک مرتبہ تو کر دے ان کی (امام) ایک لمبی صف اس جانب میں جو متصل ہے قبلہ کے اس طرح کہ ہو جائے ہر ایک کا سینہ امام کے سامنے اور لحاظ رکھے ترتیب کا چناں چہ رکھے مردوں کو اس جانب میں جو متصل ہے امام سے پھر بچوں کو ان کے بعد پھر ہیجڑوں کو پھر عورتوں کو۔

جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب

اگر متعدد جنازوں پر ایک ہی نماز پڑھی جائے تو ان کے درمیان صف بندی کے تین طریقے ہیں: (۱) اس طرح صف بندی کی جائے کہ ایک جنازہ کی پائتی دوسرے کے سرہانے سے مل جائے۔

(۱) یعنی شمالاً جنوباً قطار بنائی جائے اولاً مرد کا جنازہ رکھیں اس کی پائتی پر نابالغ بچہ کا جنازہ اور اس کی پائتی پر عورت کا جنازہ اور پھر نابالغ بچی کا جنازہ اور امام سب سے مقدم میت کے پاس کھڑا ہوگا کیوں کہ ان جنازوں میں وہی افضل ہے اور افضلیت کی وجہ ہی سے اس کو مقدم رکھا گیا ہے، اس کی صورت اس طرح ہے:

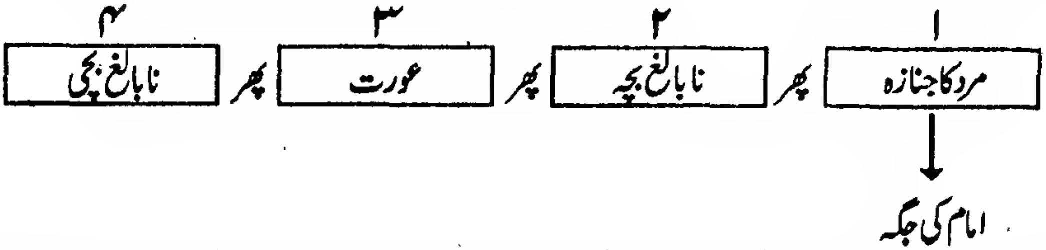
۱
مرد کا جنازہ
پھر
۲
نابالغ بچہ
پھر
۳
عورت
پھر
۴
نابالغ بچی
امام کی جگہ

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جنازوں کو اس طریقہ پر رکھا جائے کہ ہر ایک کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے اسی ترتیب پر عمل کرنا احسن ہے اور بہر صورت اموات میں جو شخص افضل ہو اسے امام سے قریب رکھا جائے۔ (در مختار مع الشامی: ۸۲۲/۱)

(۲) اس کی صورت اس طرح ہے:

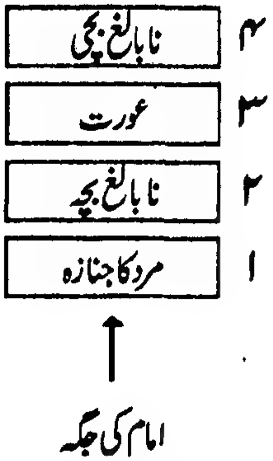
۴
نابالغ بچی
۳
عورت
۲
نابالغ بچہ
۱
مرد کا جنازہ
امام کی جگہ

(۳) یہ بھی جائز ہے کہ پہلے جنازے کے بعد دوسرا جنازہ تھوڑا نیچے ہٹا کر اس طرح رکھا جائے کہ دوسری میت کا سر پہلی میت کے کندھے کے پاس ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس ہو اور چوتھی میت کا سر تیسری میت کے کندھے کے پاس ہو، سیڑھی کی طرح، جس کی صورت یہ ہے:

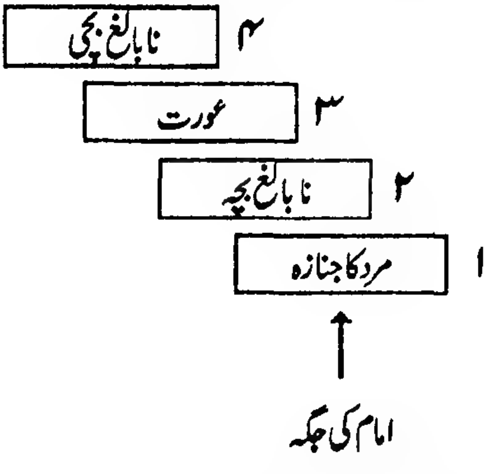
۴
نابالغ بچی
۳
عورت
۲
نابالغ بچہ
۱
مرد کا جنازہ
امام کی جگہ

سب جنازوں کے لئے دعا: اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا الخ کافی ہے، نابالغ جنازہ کے لئے اس دعا کے ساتھ نابالغ کی دعا شامل کرلے تو بہتر ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۸۲۲) مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۵، فتاویٰ رحیمیہ: ۵/۹۸)

نوٹ: مختلف جنازوں میں اگر خنثیٰ کا جنازہ بھی ہو تو عورت کے جنازے سے پہلے اس کا جنازہ رکھا جائے پھر عورت کا جنازہ رکھا جائے۔

پھر آگے صاحب کتاب صفوں کی ترتیب بیان کر رہے ہیں چناں چہ فرمایا کہ سب سے پہلے مردوں کے جنازے رکھے جائیں پھر بچوں کے پھر ہیجڑوں کے پھر عورتوں کے یعنی مردوں میں جو افضل ہو وہ سب سے مقدم رکھا جائے پھر اس سے کم افضل، وھلم جرًّا ایسے ہی بچوں میں جو افضل ہو پھر اس سے کم افضل ایسے ہی ہیجڑوں میں پھر عورتوں میں یہی ترتیب اختیار کریں گے۔

﴿۹۴۸﴾ وَلَوْ دَفَنُوا بِقَبْرٍ وَاحِدٍ وَضَعُوا عَلٰى عَكْسِ هٰذَا.

ترجمہ اور اگر دفن کریں ایک قبر میں تو رکھیں اس کے برعکس۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے وقت تو قبلہ کی جانب عورتوں کے جنازے رکھے گئے تھے اور قبلہ سے دور یعنی امام کے قریب اور امام سے ملے ہوئے بڑے مردوں کے جنازے رکھے گئے تھے اب تدفین کے وقت قبر میں قبلہ کی جانب بالغ مردوں کی نعش رکھی جائے گی پھر بچوں کی پھر ہیجڑوں کی اور قبلہ سے دور ان سب قسموں کے بعد عورتیں رکھی جائیں گی اور جیسا کہ امام سے ملا ہوا سب سے افضل شخص کا جنازہ تھا یہاں قبلہ سے ملا ہوا بھی سب سے افضل شخص کا جنازہ رہے گا اس کے بعد ترتیب وار۔

﴿۹۴۹﴾ وَلَا يَقْتَدِىْ بِالإمامِ مَنْ وَجَدَهٗ بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ بَلْ يَنْتَظِرُ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ فَيَدْخُلُ مَعَهٗ وَيُوَافِقُهٗ فِي دُعَائِهٖ ثُمَّ يَقْضِي مَافَاتَهٗ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ اور اقتداء نہ کرے امام کی وہ شخص کہ پائے اس کو دو تکبیروں کے درمیان بلکہ انتظار کرے امام کی (آئندہ) تکبیر کا پھر شامل ہو اس کے ساتھ اور موافقت کرے اس کی دعا میں پھر قضا کرے اس حصہ کی جو فوت ہوگیا جنازہ اٹھانے سے پہلے۔

نمازِ جنازہ میں مسبوق کا حکم

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ تکبیریں ہو چکی تھیں تو اس شخص کو اور نمازوں کی طرح آتے ہی نمازِ جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہئے بلکہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے جب امام اگلی تکبیر کہے تو یہ شخص بھی اب ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے، یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہے اور امام تکبیر کہہ کر جو دعا

پڑھے گا یہ بھی پڑھتا رہے پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد بقیہ تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے اور ان کے درمیان اس کے لئے کچھ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مسبوق آتے ہی امام کی تکبیر کا انتظار کئے بغیر نماز میں شریک ہوجائے تو یہ شرکت معتبر تو ہے لیکن چونکہ نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے اس لئے اس تکبیر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس تکبیر کو بھی امام کے سلام کے بعد دوبارہ کہنا ہوگا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ٣/١٠٨-١٠٩، کتاب المسائل: ٥٧٨)

﴿٩٥٠﴾ وَلَا يَنْتَظِرُ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ مَنْ حَضَرَ تَحْرِيْمَتَهٗ .

ترجمہ اور انتظار نہیں کرے گا امام کی تکبیر کا وہ شخص جو تحریمہ کے وقت موجود تھا۔

سستی کی وجہ سے تکبیر تحریمہ میں تاخیر کرنا

ایک شخص امام کی تکبیر تحریمہ کے وقت حاضر تھا لیکن غفلت یا نیت لمبی کرنے یا کسی اور وجہ سے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص امام کی دوسری تکبیر کہنے سے پہلے ہی امام کے ساتھ شریک ہوجائے امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے گویا یہ شخص مدرک کہلائے گا اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز مکمل کرے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٢٦، کتاب المسائل: ٥٧٩)

﴿٩٥١﴾ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الرَّابِعَةِ قَبْلَ السَّلَامِ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ فِي الصَّحِيْحِ .

ترجمہ اور جو شخص آیا چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے تو فوت ہوگئی اس کی نماز صحیح مذہب کے مطابق۔

چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا اب اگر یہ نماز میں شریک ہونا چاہتا ہے تو فوراً امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پہلے تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے پھر امام کے سلام کے بعد تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے، یہ حضرت امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام محمدؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے، اسی پر فتویٰ بھی ہے۔ قال الشامی بحثاً وذکر فی المحیط ان علیہ الفتویٰ (شامی بیروت: ٣/١١٠) اور صاحب نورالایضاحؒ کا رجحان یہ ہے کہ چار تکبیروں کے بعد آنے والا شخص شرکت کے بعد بھی نماز جنازہ پانے والا نہیں سمجھا جائے گا اور اسی کو مذہب اصح بتایا ہے لیکن علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: الا ان ما علیہ الفتویٰ مقدم علی غیرہٖ کما ذکروہ لما فیہ من التسہیل فی تحصیل العبادۃ لہٰذا مفتیٰ بہ قول وہی ہے جس کو علامہ شامی وطحطاویؒ وحلبی نے نقل فرمایا ہے۔ (حلبی کبیر: ٥٨٧، طحطاوی: ٣٢٦)

﴿۹۵۲﴾ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيْهِ اَوْ خَارِجَهٗ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے نماز اس پر جماعت کی مسجد میں حال یہ کہ وہ میت اس میں ہو یا اس کے باہر اور بعض لوگ مسجد میں مذہب مختار پر۔

نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنا

وہ مسجد جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو اس میں بلا عذر نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، اور اعذار کی صورت میں مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کرفیو لگا ہوا ہو اور باہر جمع ہونے کی اجازت نہ ہو تو مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح حرمین شریفین میں بھی عذر ہے وہاں لاکھوں نمازی ہوتے ہیں اگر دوسری جگہ جنازہ پڑھا جائے گا تو لوگوں کے لئے حرم میں فرض پڑھ کر جنازہ پڑھنے کے لئے دوسری جگہ جانا مشکل ہوگا، اس لئے حرمین میں جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

مسجد میں نمازِ جنازہ صحیح ہونے کی صورت

میت اور نمازی مسجد میں یا میت باہر اور امام سمیت سب نمازی مسجد میں ہوں تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے اور اگر جنازہ کے ساتھ امام اور کچھ لوگ مسجد کے باہر ہوں اور کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد (مثلاً خارج مسجد جگہ تنگ ہونے کی بنا پر) کے اندر ہوں تو صرف اندر والوں کی نماز مکروہ ہوگی اور یہ کراہت بھی مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگی۔ (ایضاح المسائل: ۵۷، کتاب المسائل: ۵۷۶، مجمع الانہر: ۱/ ۱۸۴، شامی: ۱/ ۸۲۸)

جاننا چاہئے کہ یہاں متن کی عبارت میں ''مسجد الجماعۃ'' کی قید لگائی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد میں نماز مکروہ نہیں ہے جس میں نماز نہ ہوتی ہو ایسے ہی عیدگاہ اور مدرسہ میں جنازہ رکھ کر نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔
(طحطاوی: ۳۲۶)

﴿۹۵۳﴾ وَمَنِ اسْتَهَلَّ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَهِلَّ غُسِلَ فِي الْمُخْتَارِ وَاُدْرِجَ فِي خِرْقَةٍ وَدُفِنَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ .

اِسْتَهَلَّ ماضی معروف اِستہلال مصدر ہے اس کے لغوی معنی ہیں آواز بلند کرنا اور اُسْتُهِلَّ الهِلَالُ اس وقت بولتے ہیں، جب نیا چاند نظر آئے اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہاں معنی اول مراد ہیں مگر آواز کا بلند کرنا شرط نہیں ہے بلکہ معنی شرعی مراد ہیں یعنی پیدا ہونے والے بچہ سے زندگی کے آثار ظاہر ہو جائیں خواہ حرکت سے یا آواز سے جبکہ اس کا

اکثر حصہ اور سینہ نکل گیا ہو اگر سر کی جانب سے پیدا ہو یا ناف تک نکل گیا ہو اگر پیروں کی جانب سے الٹا پیدا ہوا اور پیٹ میں حرکت وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے۔ (حاشیہ نورالایضاح) ادرج ماضی مجہول باب افعال سے ادراج مصدر ہے ایک شئ کو دوسری میں داخل کرنا، لپیٹنا۔

ترجمہ اور جو بچہ چلایا اس کا نام رکھا جائے غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر نہ چلائے تو غسل دیا جائے، مختار مذہب کی رو سے، اور لپیٹا جائے ایک کپڑے میں اور دفن کر دیا جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے

اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس میں زندگی کے آثار پائے گئے مثلاً حرکت ہوئی یا چھینکا یا جمائی لی، تو اس پر انتقال کے بعد زندوں کے احکام جاری ہوں گے یعنی اس کا نام رکھا جائے گا غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وراثت وغیرہ جاری ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۷، کتاب المسائل: ۵۵۲)

مرا ہوا بچہ پیدا ہوا

مذکورہ عبارت میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا یعنی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے گئے یا جو حمل ساقط ہو جائے یعنی گر جائے تو ایسے بچہ کا نہ تو نام رکھا جائے گا اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے کفنانے میں سنت طریقہ کی رعایت کرنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ اسے غسل دے کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا، صاحب کتاب نے فی المختار کی قید لگا کر ظاہر الروایت کو نکال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے بچہ کو غسل نہیں دیا جائے گا، اور وراثت وغیرہ بھی جاری نہ ہوگی مگر مذہب مختار وہی ہے جو مصنفؒ نے بیان کیا ہے۔

﴿۹۵۴﴾ كَصَبِيٍّ سُبِيَ مَعَ اَحَدِ اَبَوَيْهِ اِلَّا اَنْ يُسْلِمَ اَحَدُهُمَا اَوْ هُوَ اَوْ لَمْ يُسْبَ اَحَدُهُمَا مَعَهُ.

سبی ماضی مجہول صیغہ واحد غائب باب ضرب سَبٰی یسبی سبیًا و سِبَاءً قید کرنا۔ لم یُسب نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول۔

ترجمہ اس بچہ کی طرح سے جو قید کیا گیا ہو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ مگر یہ کہ مسلمان ہو جائے اُن دونوں میں سے کوئی ایک یا وہ خود یا قید نہ کیا گیا ہو ان دونوں میں سے کوئی ایک اس کے ساتھ۔

قیدی بچہ پر نمازِ جنازہ

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ دار الحرب سے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ گرفتار کر کے لایا گیا اور وہ بچہ

مرگیا تو اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ بچہ والدین کے تابع ہو کر کافر ہے، ہاں اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا یا وہ بچہ سمجھدار تھا خود ہی مسلمان ہو گیا یا بچہ تنہا ہی گرفتار کر کے لایا گیا اس کے ساتھ والدین نہیں ہیں تو اب تینوں صورتوں میں اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔

نوٹ: کصبی میں کاف تشبیہ کا ہے گویا کہ ماقبل کے مسئلہ کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

﴿۹۵۵﴾ وَاِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيْبٌ مُسْلِمٌ غَسَلَهُ كَغَسْلِ خِرْقَةٍ نَجِسَةٍ وَكَفَّنَهُ فِي خِرْقَةٍ وَاَلْقَاهُ فِي حُفْرَةٍ اَوْ دَفَعَهُ اِلٰى اَهْلِ مِلَّتِهِ .

حُفْرَة جمع حُفَرٌ گڑھا، حَفَرَ يَحْفِرُ حَفْرًا باب (ض) زمین میں گڑھا کھودنا۔ مِلَّة اس کی جمع مِلَلٌ ہے مذاہب، ادیان۔

ترجمہ اور اگر ہو کسی کافر کا کوئی رشتہ دار مسلمان (اور یہ کافر مر جائے) تو دھو دے اس کو ناپاک کپڑے کے دھونے کی طرح اور کفنا دے اس کو ایک کپڑے میں اور ڈال دے اس کو ایک گڑھے میں یا حوالے کر دے اس کو اس کے مذہب والوں کے۔

کسی مسلمان کا کوئی کافر رشتہ مر جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر مرا اور اس کے کفار اولیاء میں سے وہاں کوئی نہیں ہے البتہ مسلمان ولی ہے یعنی اس کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہے تو یہ مسلمان اس کو ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں ڈال دے یعنی نہ مسلمان میت کی طرح وضو کرایا جائے گا اور نہ دیگر مستحباب کا لحاظ ہوگا اور جیسے کفن میں تین کپڑے مسلمان کے لئے ہوتے ہیں نہ اس کا لحاظ ہوگا اور جیسی قبر مسلمان کے لئے بنائی جاتی ہے نہ ایسی قبر بنائی جائے گی بلکہ ایک گڑھا کھود کر اس میں دبا دیا جائے گا خواہ وہ کسی رُخ پر ہو، صاحب نورالایضاحؒ فرماتے ہیں کہ یا تو وہ مسلمان رشتہ دار وہ شکل اختیار کرے جو ماقبل میں آچکی ہے اور یا اس کے مذہب والوں کے حوالہ کر دے وہ اس کے ساتھ جو چاہیں معاملہ کریں۔

﴿۹۵۶﴾ وَلَا يُصَلِّي عَلٰى بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِيْقٍ قُتِلَ فِي حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ .

بَاغٍ جمع بغاة بَغٰى يبغي بُغَاءً وبَغْيًا باب ضرب سے نافرمانی کرنا، حق سے ہٹ جانا۔ قاطع طریق راستہ کاٹنے والا مراد ڈاکو۔ محاربة باب مفاعلة کا مصدر ہے جنگ کرنا اور مجرد میں باب سمع سے حَرِبَ يحرب حَرَبًا غضبناک ہونا، آگ بگولا ہونا۔

ترجمہ اور نماز نہ پڑھی جائے گی باغی اور ڈاکو پر جو مار دیا گیا ہو جنگ کی حالت میں۔

باغی اور ڈاکو پر نمازِ جنازہ

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص امامِ حق کی اطاعت سے باہر ہوکر بغاوت و سرکشی پر اتر آئے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود اطاعت و فرمانبرداری میں نہ آئے اور جنگ پر اتر آئے اور لڑائی میں مارا جائے تو نہ اس کو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی ایسے ہی اگر ڈاکو ڈاکہ ڈالتے وقت مارا جائے تو عبرت کے لئے اس کی بھی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کو غسل دیا جائے گا۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۸۱۴)

﴿۹۵۷﴾ وَقَاتِلٍ بِالْخَنْقِ غِيْلَةً.

خَنق باب نصر کا مصدر خَنَقَ يَخْنُقُ خَنْقًا گلا گھونٹنا، دم گھونٹنا، سانس روکنا غِيلة دھوکہ غَالَ يغولُ غولاً باب نصر سے ہے دھوکہ سے قتل کرنا، بے خبری میں مار ڈالنا۔ قاتلٍ اس کا عطف باغٍ پر ہے اور علی کے تحت ہے اسی وجہ سے مجرور ہے۔

ترجمہ اور (نہ نماز پڑھی جائے گی) دھوکہ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالنے والے (شخص پر)

قاتل پر نمازِ جنازہ

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص دھوکہ بازی سے لوگوں کا گلا گھونٹ کر قتل کرتا رہتا ہے جب وہ قاتل مارا جائے گا تو اُسے نہ غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

﴿۹۵۸﴾ وَمُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ لَيْلًا بِالسِّلَاحِ.

مکابر اسم فاعل ہے باب مفاعلۃ سے كَابَرَ يكابِرُ مُكابَرَةً دشمنی و عناد کرنا، غالب آنا۔ مراد یہاں پر وہ شخص ہے جو شہر میں بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کیلئے کھڑا رہتا ہے۔ سلاح ہتھیار جمع اسلحة. مکابر کا عطف بھی باغ پر ہے۔

ترجمہ (اور نہ نماز پڑھی جائے گی) رات کو ہتھیار لے کر شہر میں جرم کرنے والے پر۔

بے گناہ لوگوں کے قاتل کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص رات میں ہتھیار لے کر گھومتا ہے اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے اور مال ہڑپ کرنے کے پیچھے رہتا ہے اس کا حکم ڈاکو کی طرح ہے اگر یہ شخص مال لینے سے پہلے اور کسی کو قتل کرنے سے پہلے پکڑا گیا تو ایسی صورت میں حاکم اس کو اتنی مدت تک قید میں رکھے کہ وہ توبہ کرلے اور حرکات و سکنات سے محسوس ہو کہ اس نے جرم سے

توبہ کرلی ہے اور اگر مال لینے کے بعد پکڑا گیا تو دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا اور اگر اس نے کسی بے گناہ کو قتل کردیا اور مال نہیں لیا اور پکڑا گیا تو حاکم اس کو بطور حد قتل کرے گا نہ کہ قصاصا تو اس اعتبار سے کہ اس کی سزا قتل ہے اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی نیز ذہن میں رہے کہ متن میں بسلاح کی قید اتفاقی ہے، مقصود اس کی جانب سے قتل کا پایا جانا ہے خواہ ہتھیار سے مارے یا پتھر سے یا لاٹھی وغیرہ سے۔ (شامی:۱/ ۸۱۵، البحر الرائق:۲/ ۲۱۵)

﴿۹۵۹﴾ وَمَقْتُوْلِ عَصَبِيَّةٍ وَاِنْ غُسِلُوْا .

عصبيّة یہاں پر نسخے مختلف ہیں، نورالایضاح کے نسخہ میں عَصَبِيَّةٌ ہے اور تنویرالابصار کے نسخہ میں عُصْبَةٌ ہے اس کے معنی ہیں جماعت، ٹولی، گروہ اور عَصَبِيَّةٌ نسلی تعصب، گروہ بندی، طرفداری، متعصب جماعتی طرفداری کرنے والا، یہاں مراد وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی ظلم وتعدی پر مدد کرتا ہے اور اپنی برادری کے خلاف کوئی بات سننا نہیں چاہتا ہے اور اگر کوئی کہہ دے تو ناراض ہوجاتا ہے۔ (شامی:۱/۸۱۴)

ترجمہ (اور نماز نہیں پڑھی جائے گی) اس شخص کی جو عصبیت میں جنگ کرتا ہوا مارا گیا ہو اگرچہ غسل دیا جائے گا (ان سب کو)

عصبیت میں مارے جانے والے کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اپنی قوم اور برادری کی طرف داری کرتے ہوئے کوئی شخص مارا گیا یعنی قومی حمیت وغیرت میں اس نے جان دیدی تو ایسے شخص پر بھی نماز نہ پڑھی جائے گی، رہ گئی یہ بات غسل دیا جائے گا یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غسل نہیں دیا جائے گا اور صاحب نورالایضاح وغیرہ فرماتے ہیں کہ غسل دیا جائے گا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: حکم اهل عصبية ومكابر وخناق حكم البغاة في انهم لا يغسلون ولا يصلى عليهم واما في الدرر من قوله وان غسلوا اى البغاة والقطاع والمكابر فانه مبنى على الرواية الاخرىٰ وقدمنا ترجيحها . (۱/ ۸۱۵)

﴿۹۶۰﴾ وَقَاتِلُ نَفْسِهٖ يُغْسَلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ .

ترجمہ اور خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

خودکشی کرنے والے پر نمازِ جنازہ

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھنا لازم ہے اگرچہ خودکشی فی نفسہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (شامی:۱/ ۸۱۵، احسن الفتاوی:۴/ ۱۹۶، ایضاح المسائل:۷۵)

﴿۹۶۱﴾ لَا عَلٰی قَاتِلِ اَحَدِ اَبَوَیْهِ عَمَدًا .

ترجمہ نہ کہ (نہیں نماز پڑھی جائے گی) اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر۔

والدین کے قاتل کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے مسلمان والدین میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر ظلماً مار ڈالا اور پھر حاکم وقت نے اس شخص کو قصاصاً مارا تو اس شخص پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اگر جان بوجھ کر نہ مارا ہو بلکہ خطاءً قتل کا صدور ہو گیا اور حاکم وقت نے اس کے قتل کا فیصلہ کر دیا ہو تو پھر غسل بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی ایسے ہی اگر والدین مسلمان نہیں تھے بلکہ کافر تھے یا باغی تھے اور لڑکے نے ان کو قتل کر دیا تو پھر متن کا مذکورہ بالا حکم نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۱)

فَصْلٌ فِی حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا

(یہ فصل جنازہ اٹھانے کے بیان میں اور اس کو دفن کرنے کے بیان میں ہے)

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چل کر قبرستان تک جایا جائے، حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص جنازہ میں حاضر ہو، یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھی جائے تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن تک شریک ہو تو اس کے لئے دو قیراط اجر مقرر ہے تو آپ سے پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے بڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔ (بخاری شریف: ۱/ ۱۷۷)

دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے

میت کے غسل کفن اور جنازہ کی نماز کی طرح دفن کرنا بھی فرضِ کفایہ ہے اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنا ہگار ہوں گے۔ (طحطاوی: ۳۳۱)

﴿۹۶۲﴾ یُسَنُّ لِحَمْلِهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ .

یُسَنُّ فعل مضارع مجہول ہے۔ لحملها اس میں لام فی کے معنی میں ہے اور "حمل" یُسَنُّ کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ سنت جنازہ کے اٹھانے میں یہ ہے کہ اٹھائے اس کو چار مرد، اور "رجال" کی قید لگا کر عورتوں کو نکالنا مقصود ہے کیونکہ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

ترجمہ مسنون ہیں جنازہ اٹھانے میں چار مرد۔

بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

اگر میت بڑی ہو مرد ہو یا عورت تو اس کو چار پائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں، سرہانا آگے رکھیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے اور اگر میت چھوٹا بچہ ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں کہ ایک آدمی اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح اُدلتے بدلتے لے جائیں، اور بلا عذر جنازہ کو سواری پر لے جانا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً قبرستان بہت زیادہ دور ہو تو جنازہ کو سواری پر لے جانے کی گنجائش ہے اور جنازہ کو دو لکڑیوں کے درمیان اس طرح اٹھانا کہ اسے دو آدمیوں نے اٹھا رکھا ہو، یہ طریقہ مکروہ ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو درست ہے مثلاً راستہ تنگ ہو کہ چار پائی پر چار آدمی سنت کے مطابق نہ اٹھا سکیں۔

(البحر الرائق: ۲/ ۲۰۶، درمختار مع الشامی: ۱/ ۸۳۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۵۶۴)

﴿۹۶۳﴾ وَيَنْبَغِي حَمْلُهَا اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا الاَيْمَنِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَيَمِيْنُهَا مَا كَانَ جِهَةَ يَسَارِ الحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرِهَا الاَيْمَنِ عَلَيْهِ ثُمَّ مُقَدَّمِهَا الاَيْسَرِ عَلٰى يَسَارِهٖ ثُمَّ يَخْتِمُ الاَيْسَرَ عَلَيْهِ .

مقدم اسم مفعول ہے باب تفعیل سے اگلا حصہ۔ **یمین** جمع ایمَنُ وَاَیَامِنُ وَاَیَامِیْنُ داہنا ہاتھ، داہنی جانب۔ **یسار** بایاں جمع یُسُرٌ . **الایسر** بائیں جانب والا۔ **مؤخر** پچھلا حصہ اَخَرَّہٗ تاخیرًا پیچھے کرنا۔

ترجمہ اور مناسب ہے اس کا اٹھانا چالیس قدم شروع کرے جنازہ کے اگلے حصے داہنے سے اپنے داہنے پر اور جنازہ کی داہنی جانب وہ ہے جو اٹھانے والے کی بائیں جانب ہے پھر جنازہ کے پچھلے داہنے حصہ کو اپنے داہنے کندھے پر پھر جنازہ کے اگلے بائیں حصہ کو اپنے بائیں کندھے پر پھر ختم کرے جنازہ کی بائیں جانب کو اپنے بائیں کندھے پر۔

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ کو اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کی داہنی طرف کا اگلا پایہ اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر پچھلا پایہ اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر بائیں طرف کا اگلا پایہ اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے اور پھر پچھلا پایہ بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، حدیث شریف میں اس طرح اٹھانے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۵۶۷)

﴿۹۶۴﴾ وَيَسْتَحِبُّ الِاسْرَاعُ بها بلا خَبَبٍ وَهُوَ ما يُؤَدِّى اِلٰى اضْطِرَاب الْمَيِّتِ .

اسراع باب افعال کا مصدر ہے جلدی چلنا۔ خبب بفتح الخاء والباء الاولیٰ ایک قسم کی دوڑ اس کی علامت یہ ہے کہ مردہ کو جھٹکے لگیں۔ اضطراب گڑبڑ جمع اضطرابات.

ترجمہ اور مستحب ہے جنازہ کو تیز لے جانا بغیر دوڑ کے اور خبب وہ رفتار ہے جو پہنچادے میت کو ڈولا دینے کی طرف۔

جنازہ کو جلدی لے کر چلنا

جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے خراماں خراماں نہیں چلنا چاہئے مگر اتنا تیز نہیں کہ میت حرکت میں آجائے اس سے جنازہ کی بے وقعتی ہوتی ہے، شریعت کا حکم یہ ہے کہ قبرستان کی طرف جنازہ جلدی لے جایا جائے چنانچہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا جنازہ کو لے کر جلدی چلو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتر ٹھکانہ تک پہنچاؤ گے (جلدی ہی نعمتوں سے ہمکنار ہوگا) اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے برائی کو (جلد) ہٹاؤ گے (بری چیز سے جلدی پیچھا چھوٹ جائیگا) (بخاری شریف: ۱۳۱۵)

اختیاری مطالعه

بعض جگہوں پر جو یہ رواج ہے کہ قبرستان قریب ہونے کے باوجود محض کندھے لگانے والوں کی رعایت میں دور کے راستہ سے جنازہ کو قبرستان تک پہنچایا جاتا ہے مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ طریقہ صحیح نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ نمازِ جنازہ ہونے کے بعد بلاتاخیر جلد از جلد میت کو قبر میں پہنچادینا چاہئے اور بلا خاص عذر کے ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

فائدہ: چلنے کا پہلا درجہ مشیٌ (چلنا) ہے پھر هَروَلَةٌ (تیز چلنا) ہے، پھر اسراعٌ (اور تیز چلنا) ہے، پھر خَبَبٌ (ہلکا دوڑنا) ہے، پھر عَدْوٌ (تیز دوڑنا) ہے، پس جنازہ کے پیچھے تیز چلنا چاہئے اور جب لوگ تیز چلیں گے تو جنازہ بھی تیز چلے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۴۱۵)

﴿۹۶۵﴾ وَالمَشْیُ خَلْفَهَا اَفْضَلُ مِنَ المَشْیِ اَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلٰوةِ الفَرْضِ عَلٰى النَّفْلِ

ترجمہ اور چلنا اس کے پیچھے افضل ہے اس کے آگے چلنے سے فرض نماز کی فضیلت کی طرح نفل پر۔

جنازہ کے پیچھے چلنا

جنازہ کے پیچھے پیدل چلنا افضل ہے، اور ایک موقع پر حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا کہ جنازہ کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت آگے چلنے والے پر ایسی ہے جیسے فرض نماز کی فضیلت نفل پر اور

اگر چند آدمی آگے نکل جائیں اور جنازہ سے دور نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سب کے سب آدمی آگے بڑھ جائیں اور جنازہ پیچھے کردیں یا چند آدمی آگے نکل کر جنازہ سے دور ہوجائیں تو یہ مکروہ ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۸۳۴، البحرالرائق: ۲/۲۰۶، مراقی الفلاح: ۳۳۲)

جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں

بہتر یہ ہے کہ بلاضرورت جنازہ کے پیچھے سوار ہوکر نہ چلیں بلکہ پیدل چلنے کا اہتمام کریں اس لئے کہ فرشتے بھی مومن کے جنازہ کے ساتھ پیدل جاتے ہیں، حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی کی معیت میں نکلے تو آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا تو ارشاد فرمایا کیا آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی؟ اللہ کے فرشتے پیروں پر چل رہے ہیں اور تم سواریوں پر چڑھے بیٹھے ہو۔ (ترمذی: ۱/۱۹۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت جنازہ کے ساتھ سوار ہوکر جانا پسندیدہ نہیں ہے تاہم اگر ضرورت ہو مثلاً قبرستان بہت دور ہو یا جانے والا کمزور ہو یا بوڑھا ہو یا بیمار ہو تو سواری پر کوئی حرج نہیں ہے مگر سواری لوگوں کے پیچھے چلنی چاہئے تاکہ لوگوں کو چلنے میں دشواری نہ ہو اور قبرستان سے واپسی کے وقت سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۱۸، کتاب المسائل: ۵۶۳)

﴿۹۶۶﴾ وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ۔

جنازہ کے پیچھے کیا ذکر کرے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلتے وقت خاموش رہنا چاہئے اور اپنی موت کے بارے میں سوچے قبر کے سوال وجواب کے بارے میں غور وفکر کرے کہ ایک دن ہمیں مرنا ہے اور اپنے کرے کرائے کا حساب وکتاب دینا ہے اور اگر کچھ ذکر واذکار کرنا چاہتا ہے تو وہ آہستہ آواز سے ہو بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا یا کوئی دوسرا ذکر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی: ۳۳۲)

﴿۹۶۷﴾ وَالْجُلُوْسُ قَبْلَ وَضْعِهَا .

ترجمہ اور بیٹھنا اس کو رکھے جانے سے پہلے۔

قبرستان میں بیٹھنا

وضع کے دو مطلب ہیں ایک جنازہ کندھوں سے نیچے رکھنا، دوسرے جنازہ قبر میں اتارنا۔ جنازہ قبر میں اتارنے

سے پہلے بیٹھنا جائز ہے، اور جنازہ پہنچنے سے پہلے قبرستان بلاضرورت جاکر بیٹھنا مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کے کندھوں سے اترنے سے پہلے بھی بیٹھ جانا مکروہ ہے لیکن جنازہ کندھوں سے اتر جانے کے بعد بیٹھنا منع نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح: ۳۳۳)

﴿۹۶۸﴾ وَيُحْفَرُ القَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ اَوْ اِلَى الصَّدْرِ وَاِنْ زِيْدَ كَانَ حَسَنًا .

زِيْدَ ماضی مجہول ہے باب (ض) زَادَ يَزِيْدُ زِيَادَةً وَزَيْدًا زیادہ ہونا، زیادہ کرنا۔

ترجمہ اور کھودی جائے قبر آدھے قد کی برابر یا سینہ تک اور اگر زیادہ گہری کردی جائے تو بہت بہتر ہے۔

قبر کی گہرائی

قبر کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک وہ حصہ جس میں میت کو رکھا جاتا ہے اور ایک تختوں سے اوپر کا حصہ، تو فقہی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختوں سے اوپری حصہ کی گہرائی کم از کم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونی چاہئے اور اندر کے حصہ کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ اس پر تختہ رکھنے سے وہ تختے میت کے بدن سے نہ لگیں، یہ تفصیل صندوقی قبر بنانے کی ہے (اس کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے) (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۳۳، کتاب المسائل: ۵۸۶)

﴿۹۶۹﴾ وَيُلْحَدُ وَلَا يُشَقُّ اِلَّا فِيْ اَرْضٍ رِخْوَةٍ .

يُلْحَدُ فعل مضارع مجہول باب فتح سے لَحْدًا مصدر ہے، بغلی قبر کھودنا يُشَقُّ فعل مضارع مجہول باب نصر سے شَقًّا مصدر ہے، کسی چیز کا آدھا حصہ کرنا، صندوقی قبر بنانا۔ رِخْوَة رَخِيَ يَرْخىٰ رَخًا و رخوةً باب سمع نرم ہونا۔

ترجمہ اور بغلی قبر بنائی جائے اور صندوقی قبر نہ بنائی جائے مگر نرم زمین میں۔

بغلی قبر

اصل سنت بغلی قبر بنانا ہے جس کو لحد کہا جاتا ہے لہٰذا جس جگہ کی مٹی سخت ہو وہاں بغلی قبر بنانی چاہئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ قبر کھود کر قبلہ کی جانب اتنی جگہ مزید کھودی جائے جس میں بآسانی میت کو لٹایا جاسکے اس کے بعد کچی اینٹوں سے اس حصہ کو ڈھک دیا جائے۔ (طحطاوی: ۳۳۳، المحیط البرہانی: ۳/۸۹، کتاب المسائل: ۵۸۵)

صندوقی قبر

صندوقی قبر کو عربی میں شق کہا جاتا ہے جہاں کی زمین ایسی نرم ہو کہ بغلی قبر کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہاں صندوقی قبر بنائی جائے گی اور اس قبر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کے بیچوں بیچ ایک مزید گڑھا بنایا

جائے جس کی لمبائی چوڑائی میت کے بدن کے مناسب ہو اور اس کے اوپر سے تختوں وغیرہ سے ڈھک دیا جائے۔ (المحیط البرہانی: ۳/۹۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۳)

فائدہ: بغلی قبر بنانا شق کے مقابلہ میں افضل ہے کیونکہ بغلی قبر میں میت مردار خور جانوروں سے محفوظ رہتی ہے جانور نرم مٹی کھودتا رہتا ہے اور میت ایک طرف رہ جاتی ہے اس کے ہاتھ نہیں آتی، اسی عربی متن کے ذیل میں صاحب مراقی الفلاح نے ایک مسئلہ اور ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر زمین بہت زیادہ نرم ہو یا سیلاب زدہ ہو تو میت کو کسی صندوق یا تابوت میں رکھ کر دفن کریں، صندوق چاہے لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، سب جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے صندوق میں نیچے تھوڑی سی مٹی بچھادی جائے۔ (حوالۂ بالا)

﴿۹۷۰﴾ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ .

ترجمہ اور داخل کیا جائے میت کو قبلہ کی جانب سے۔

میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوں پھر میت کو اٹھا کر قبر میں اتار دیں۔ (مراقی الفلاح: ۳۳۴، کتاب المسائل: ۵۸۶)

﴿۹۷۱﴾ وَيَقُوْلُ وَاضِعُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ اور کہے اس کو رکھنے والا اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کے مذہب پر۔

قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں؟

میت کو قبر میں اتارتے وقت میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ پڑھیں: بسم الله وعلى ملة رسول اللهؐ یا بسم الله وبالله وعلى ملة رسول اللهؐ اور ایک روایت میں ہے وعلى سنة رسول اللهؐ.

﴿۹۷۲﴾ وَيُوَجَّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ .

جَنْب پہلو، سمت جمع جُنُوبٌ وأَجْنَابٌ .

ترجمہ اور رخ کر دیا جائے قبلہ کی جانب اس کی داہنی کروٹ پر۔

میت کو قبر میں کس طرح رکھا جائے

مردہ کو قبر میں دائیں کروٹ لٹانا چاہئے اور اگر داہنی کروٹ لٹانا ممکن نہ ہو تو چت لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔

﴿۹۷۳﴾ وَتُحَلُّ العُقَدُ .

عُقَد یہ جمع ہے اس کا واحد عُقْدَةٌ ہے، گرہ عَقَدَ یَعْقِدُ عَقْدًا باب (ض) گرہ لگانا۔

ترجمہ اور کھول دی جائیں گر ہیں۔

کفن کی گر ہیں کب کھولیں؟

فرماتے ہیں کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گر ہیں کھول دی جائیں کیونکہ اب کفن کے منتشر ہونے کا خوف باقی نہیں رہا۔

﴿۹۷۴﴾ وَیُسَوّٰی اللَّبِنُ عَلَیْهِ وَالقَصَبُ .

یُسَوی فعل مضارع مجہول باب تفعیل، تسویةٌ مصدر ہے برابر کرنا۔ اللبن اس میں دولغات ہیں: ایک بفتح اللام وکسر الباء جیسے لَبِنٌ اس کا واحد بھی اسی طرح ہے لَبِنَةٌ (۲) بکسر اللام وسکون الباء جیسے لِبْنٌ اس کا واحد لِبْنَةٌ ہے کچی اینٹ۔ (طحطاوی: ۳۳۴) القصب ہر وہ چیز جس میں پورو ے اور گر ہیں ہوں جیسے نرسل، بانس وغیرہ۔

ترجمہ اور برابر کردی جائیں کچی اینٹیں اس پر اور نرسل۔

قبر پر کچی اینٹیں لگانا

اس عبارت میں یہ بیان فرمارہے ہیں کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبر پر کچی اینٹیں کھڑی کردی جائیں اور نرسل وغیرہ ڈال دی جائیں اور اینٹوں ونرسل کے درمیان جو سوراخ وکشادگی رہ جائے اس کو بھی کچے ڈھیلوں پتھروں یا گارے سے بند کردیا جائے ان تمام چیزوں کا حکم اس وجہ سے ہے کہ اس میں میت کا زیادہ اکرام ہے، کیونکہ بے ضرورت میت کے چہرے پر مٹی ڈالنا بے ادبی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۴، شامی: ۱/ ۸۳۷ مصری)

﴿۹۷۵﴾ وَکُرِهَ الآجُرُّ وَالخَشَبُ .

آجر بمد الهمزةِ وتشدید الرّاء پختہ اینٹ۔ خشب جمع اخشابٌ لکڑی اور خَشَبَةٌ لکڑی کا تختہ۔

ترجمہ اور مکروہ ہے پکی اینٹیں اور لکڑی رکھنا۔

قبر اندر سے کیسی ہو؟

قبر کے اندر میت کے چاروں طرف پکی اینٹیں یا لکڑی کے تختے اور چٹائی وغیرہ بچھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ چیزیں

مضبوطی اور زینت کے لئے ہیں اور شانِ قبر کے غیر مناسب ہیں، البتہ اوپر سے تختے وغیرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے قال فی الحلیة وکرھوا الأجر الواح الخشب وقال الامام التمرتاشی ھذا اذ کان حول المیت فلو فوقه لا یکره لانه یکون عصمة من السبع . (شامی زکریا: ۳/۱۴۲، البحرالرائق: ۲/۲۰۹) اور بوقت ضرورت کپڑا یا چٹائی وغیرہ میت کے نیچے بچھا سکتے ہیں مثلاً بارش کی وجہ سے قبر کی اندر کی مٹی گیلی ہے یا نیچے سے پانی نکل رہا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۵۸)

﴿۹۷۶﴾ وَاَنْ يُسَجّٰى قَبْرُهَا لَا قَبْرُهٗ .

يُسَجّٰى فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب باب تفعیل سَجّٰى يُسَجِّيْ تَسْجِيَةً المَيِّتَ مردہ پر چادر ڈالنا، کپڑے میں لپیٹنا اور مجرد میں باب نصر سے ہے سَجَا یسجو سَجْوًا میت کو ڈھانپنا۔

ترجمہ اور (مستحب ہے) چھپالی جائے عورت کی قبر نہ کہ مرد کی قبر۔

میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ

اگر میت عورت ہے تو اسے قبر میں اتارتے وقت چاروں طرف سے چادر وغیرہ کے ذریعہ پردہ کرلیا جائے تاکہ نامحرموں کی نظر اس کے کفن پر نہ پڑے اور عورت کے محرم ہی اسے قبر میں اتاریں نامحرم وہاں سے ہٹ جائیں، جاننا چاہئے کہ میت اگر مرد ہو تو اسے قبر میں کوئی بھی مرد اتار سکتا ہے اور اگر عورت ہو تو ضروری ہے کہ اس کو اتارنے والے اس کے رشتہ دار ہوں جن سے اس کا نکاح حرام ہے یعنی ذی رحم محرم اور اگر یہ نہ ہوں تو اس کو قریبی رشتہ دار اتاریں یعنی ذی رحم غیر محرم اور اگر کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہ ہو تو اجنبی مرد بھی عورت کو قبر میں اتار سکتے ہیں عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے عورتوں کی ضرورت نہیں۔ (البحرالرائق: ۲/۲۰۸) آگے صاحب نورالایضاحؒ فرماتے ہیں کہ اگر میت مرد ہے تو اس کو قبر میں اتارتے وقت پردہ نہ کیا جائے کیونکہ مردوں کے حال کی بنیاد کشف پر ہے نہ کہ ستر پر، ہاں اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے پردہ کرلیا جائے یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (البحرالرائق: ۲/۲۰۹)

﴿۹۷۷﴾ وَيُهَالُ التُّرَابُ .

یھال فعل مضارع مجہول ھال یھیل ھیلاً علیه التراب مٹی ڈالنا، باب ضرب سے مستعمل ہے۔

ترجمہ اور ڈالدی جائے مٹی۔

قبر پر مٹی ڈالنا

جو مٹی قبر کھودتے ہوئے نکلے وہی دوبارہ قبر پر ڈال دی جائے اِدھر اُدھر سے اور زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے اور مٹی

ڈالنے والے میت کے سر کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ ڈالتے وقت ”منہا خلقناکم“ دوسری مرتبہ ”وفیہا نعیدکم“ اور تیسری مرتبہ ”ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ“ پڑھیں۔
(درمختار مع الشامی زکریا:۳/۱۴۳)

﴿۹۷۸﴾ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ .

یسنم فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے مصدر تسنیما کوہان نما بنانا اور کوہان اونٹ کی پیٹھ کی بلندی کو کہتے ہیں۔ **یربع** فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے مصدر تربیعًا چکور بنانا۔

ترجمہ اور قبر کوہان نما بنائی جائے چکور نہ بنائی جائے۔

قبر اوپر سے کیسی ہو؟

قبر کو اوپر سے اونٹ کی کوہان کے مشابہ بنایا جائے چکور نہ بنایا جائے، ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے، حضور نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (شامی زکریا:۳/۱۴۳)

﴿۹۷۹﴾ وَيَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزِّيْنَةِ .

ترجمہ اور حرام ہے تعمیر اس پر خوبصورتی کے لئے۔

قبر پر تعمیر جائز نہیں

قبر پر تعمیر کرنا قبہ وغیرہ بنانا بغرضِ زینت شرعاً جائز نہیں ہے، اور قبر تیار ہونے کے بعد پانی ڈال کر مٹی کو جمانا تاکہ ہوا سے مٹی اڑ نہ جائے یہ جائز ہے۔ (شامی زکریا:۳/۱۴۳)

نوٹ: جن بعض فقہی عبارتوں میں اس سلسلہ میں کچھ نرم باتیں لکھی گئی ہیں وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔

﴿۹۸۰﴾ وَيُكْرَهُ لِلْاِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے مضبوطی کیلئے دفن کے بعد۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد قبر پر تعمیر کرنا مضبوطی کے لئے مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ کسی چیز کی مضبوطی اس کو باقی رکھنے کے لئے ہے حالانکہ قبر ختم ہونے کے لئے ہے اور جب قبر کا نشان مٹ جائے گا تو وہ جگہ دوبارہ تدفین میں استعمال ہوسکے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۲۵)

﴿۹۸۱﴾ وَلَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الْأَثَرُ وَلَا يُمْتَهَنَ .

أثر دیرپا نشان، پرانی یادگار، جمع آثار۔ **یمتهن** فعل مضارع معروف۔ باب افتعال، **امتهان** مصدر ہے، حقیر سمجھنا، پامال کرنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں لکھنے میں (کتبہ لگانے میں) اس پر تاکہ نہ جاتی رہے پرانی یادگار اور تاکہ نہ حقیر سمجھی جائیں۔

قبر پر کتبہ

میت اگر بہت بڑا آدمی ہے اور دور دراز سے لوگ آتے ہیں تو ایسے آدمی کی قبر پر کتبہ لگانا جائز ہے تاکہ اجنبی لوگوں کے لئے پہچاننے میں آسانی ہو، یہ جزئیہ اگرچہ درمختار میں لکھا ہے اور یہاں صاحب کتاب کا کلام بھی اسی جانب مشیر ہے مگر اس بارے میں حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی نے تحفۃ الالمعی جلد ثالث میں اس بارے میں بڑی مفصل بحث لکھی ہے اور فرماتے ہیں کہ کتبہ لگانے کی ممانعت کے سلسلہ میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث موجود ہے، اس وجہ سے قبروں پر کتبہ لگانا ممنوع ہے اور رہ گئی یہ بات کہ اس کا امت میں تعامل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تعامل اس وقت حجت ہوتا ہے جب وہ نص کے خلاف نہ ہو۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۶۴)

﴿۹۸۲﴾ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْبُيُوْتِ لِاخْتِصَاصِهِ بِالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ .

ترجمہ اور مکروہ ہے دفن کرنا گھروں میں اس کے خاص ہونے کی وجہ سے انبیاء کے ساتھ۔

تدفین قبرستان میں ہونی چاہئے

گھر میں کسی نیک آدمی کی یا عام آدمی کی قبر بنانا جائز نہیں سب کی تدفین قبرستان میں ہونی چاہئے، آپ کا ارشاد ہے: صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبریں مت بناؤ یعنی گھروں میں نمازیں پڑھنی چاہئیں تاکہ گھروں میں برکت ہو اور گھر کے دیگر افراد کو بھی ترغیب ہو، اب اگر گھروں میں قبریں بھی ہوں گی تو ہوسکتا ہے کہ نماز میں قبر سامنے پڑے حالانکہ قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اور انبیاء کی روح جس جگہ قبض ہوتی ہے وہیں ان کو دفن کردیا جاتا ہے، یہ ان کی خصوصیت ہے جیسے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جس چارپائی پر آپ کی روح قبض ہوئی تھی ٹھیک اس کے نیچے قبر تیار کی گئی اور اسی جگہ آپ کی تدفین ہوئی یہ بھی آپؐ کی خصوصیت ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۲۲)

﴿۹۸۳﴾ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِيْ .

ترجمہ اور مکروہ ہے دفن کرنا فساقی میں۔

فساقی میں دفن

اولاً بطور تمہید یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ گزشتہ زمانہ میں زمین میں ایک گڑھا کھودلیا کرتے تھے اور اس کے چاروں طرف کمرہ نما عمارت بنالیا کرتے تھے اور مردوں کو اس میں دفن کرتے تھے، اس طرح کا رواج مصر وغیرہ میں تھا تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح مردوں کو دفن کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں چند خرابیاں ہیں (۱) وہ جگہ قبر کی طرح نہیں کھودتے تھے۔ (۲) بلاضرورت ایک ہی جگہ میں بہت سے لوگوں کو دفن کرنا۔ (۳) بلا حائل مردوں وعورتوں کا اختلاط۔ (۴) اس پر عمارت بنانا اور اس کو پختہ کرنا۔ (ہمارے دیار میں اس کا کہیں رواج نہیں ہے)
(البحرالرائق:۲/۲۰۹)

﴿۹۸۴﴾ وَلَا بَاسَ بِدَفْنِ اَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فِي قَبْرٍ لِلضَّرُوْرَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ .

یُحْجَزُ فعل مضارع مجہول باب (ن) حَجَزَ يَحْجُزُ حَجْزًا رکاوٹ کھڑی کرنا، چیزوں کے درمیان فصل کرنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں ایک سے زیادہ دفن کرنے میں ایک قبر میں ضرورت کی وجہ سے اور آڑ کردی جائے ہر دو کے درمیان مٹی سے۔

ایک قبر میں کئی میت دفن کرنا

ایک قبر میں کئی کئی میتیں ضرورت کی بنیاد پر دفن کرنا جائز ہے اور دولاشوں کے درمیان فصل کرنا چاہئے خواہ کپڑے کے ذریعہ فصل کیا جائے یا گھاس پتے یا کاغذ وغیرہ کے ذریعہ اور جس قبر میں متعدد اموات دفن کرنی ہوں اس کو کھودنے کے دو طریقے ہیں، ایک شمال جنوب، لمبی قبر کھودی جائے، اس کو پاٹنا آسان ہوتا ہے اور قبر کھودنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مشرق ومغرب چوڑی قبر کھودی جائے غزوۂ احد میں چوڑی قبریں کھودی گئی تھیں۔
(تحفۃ الالمعی:۳/۴۲۰، البحرالرائق:۲/۲۰۹، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۳۶)

﴿۹۸۵﴾ وَمَنْ مَّاتَ فِي سَفِيْنَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيْدًا اَوْ خِيْفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ .

سفينة کشتی، جہاز جمع سُفُنٌ . بَرٌّ خشکی خيف ماضی مجہول باب سمع سے مصدر خَوفًا ڈرنا۔ ضرر نقصان جمع اَضْرارٌ . بحرٌ سمندر، دریا جمع بِحارٌ .

ترجمہ اور جو مر جائے کشتی میں اور خشکی دور ہو یا ڈر ہو بگڑ جانے کا تو غسل دیا جائے اور کفن دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اس پر اور ڈال دیا جائے سمندر میں۔

سمندری سفر کے دوران وفات

اگر سمندری سفر کے دوران کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور کنارے تک پہنچنے میں اتنی دیر ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں میت کو حسب دستور غسل وکفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھ لی جائے گی اور اس کے بعد کوئی وزنی چیز باندھ کر میت کو سمندر کے حوالہ کر دیا جائے گا، قبر کا رُخ اس کی داہنی کروٹ پر ہو اور وزنی چیز اس وجہ سے باندھی جائے گی تا کہ لاش اوپر نہ تیرے اور اگر کنارہ قریب ہو تو تھوڑی دیر انتظار کیا جائے گا اور خشکی میں لاکر باقاعدہ تدفین کی جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۳۶، کتاب المسائل:۵۵۹)

﴿۹۸۶﴾ وَيَسْتَحِبُّ الدَّفَنُ فِي مَحَلِّ مَاتَ بِهِ اَوْ قُتِلَ فَاِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفَنِ قَدْرَ مِيلٍ اَوْ مِيْلَيْنِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكُرِهَ نَقْلُهٗ لِاَكْثَرَ مِنْهُ .

ترجمہ اور مستحب ہے دفن کرنا جس جگہ مرا ہے یا قتل کیا گیا ہے پھر اگر منتقل کیا جائے دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل کے فاصلہ پر تو کوئی حرج نہیں اور مکروہ ہے اس کا منتقل کرنا اس سے زیادہ۔

جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ میت کا جس شہر میں انتقال ہو وہیں تدفین کا انتظام کیا جائے اور اگر اس نے وصیت کی ہو کہ مجھ کو فلاں جگہ دفن کرنا تو اس وصیت پر عمل کرنا لازم نہیں شرعاً یہ وصیت باطل ہے، اور اس کے خلاف کسی کا بھی عمل حجت نہیں حجت قرآن وحدیث ہیں اور حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جس کا جہاں انتقال ہو وہیں اسے دفن کرنا چاہئے، دوسری جگہ منتقل نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے مثلاً اگر کوئی شخص بغرضِ علاج سہارنپور سے چنڈی گڑھ میرٹھ دہلی لے جایا گیا اور وہاں اس کا انتقال ہو جائے تو اس کو وہاں دفن کرنے میں مشقت زیادہ ہے کیونکہ وہاں کوئی جان پہچان نہیں ہے، اس وجہ سے وہاں سے جنازہ سہارنپور واپس لا سکتے ہیں اور اگر ممبئی، مدراس، سعودی عرب، دبئی وغیرہ میں انتقال ہوا ہے تو اب وہاں سے جنازہ واپس لانے میں مشقت زیادہ ہے اس لئے وہیں دفن کر دینا چاہئے، ہاں اگر بآسانی ہوائی جہاز وغیرہ سے بعجلت منتقل کیا جائے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

﴿۹۸۷﴾ وَلَا يَجُوْزُ نَقْلُهٗ بعدَ دَفْنِهٖ بِالْاِجْمَاعِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ مَغْصُوْبَةً اَوْ

أُخِذَتْ بِالشُّفْعَةِ.

مغصوبة اسم مفعول مؤنث ہے جبراً لی ہوئی چیز، غَصَبَ يَغْصِبُ غَصْبًا باب (ض) جبراً اور قہراً کوئی چیز لے لینا۔ **الشفعة** فقہاء اسلام کی مقرر کردہ شرائط پر پڑوسی کی جائداد کو جبراً ملکیت میں لینے کا حق شَفَعَ يَشْفَعُ شَفْعًا باب (ف) جوڑا بنانا (کسی چیز کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز ملانا)

ترجمہ اور جائز نہیں ہے اس کو منتقل کرنا اس کے دفن کے بعد بالاتفاق مگر یہ کہ وہ زمین چھینی ہوئی ہو (زبردستی قبضہ کیا ہوا ہو) یا لے لی گئی ہو شفعہ کے ذریعہ۔

میت کو بعد دفن منتقل کرنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ دفن کے بعد منتقل کرنے کی اجازت نہیں، علامہ طحطاوی نے دفن کے بعد منتقل کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں، ایک یہ کہ میت کو کسی غیر کی زمین میں بغیر اجازتِ مالک دفن کر دیا گیا جس سے وہ حصۂ زمین غصب ہو گیا اور مالک کسی طرح میت کے یہاں رہنے پر رضامند نہیں ہے بلکہ اس کے نکالنے پر مصر ہے تو ایسی حالت میں مجبوراً دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے ایسے ہی مثلاً زید نامی ایک شخص نے زمین خریدی تھی اس میں اس نے کسی میت کو دفن کر دیا تھا اس کے بعد اس زمین کے متعلق مثلاً عمر نے شفعہ کا دعویٰ کر دیا اور یہ زمین قانون شفعہ کے بموجب عمر کو دیدی گئی اور عمر کسی بھی طرح میت کے یہاں رہنے پر رضامند نہیں ہے تو مجبوراً اس مردہ کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے، علامہ طحطاوی نے دوسری صورت یہ لکھی ہے کہ میت کو دوسرے قبرستان میں منتقل کرنا مقصود ہے (خواہ میت کی عظمت ومحبت کی وجہ سے یا اس کی تمنا اور وصیت کی خاطر) یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی قبر پر پانی غالب آجائے جس سے میت محفوظ نہ رہ سکے، اس صورت میں بعض حضرات نے میت کو منتقل کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض نے منع کیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ٣٣٧، فتاویٰ محمودیہ قدیم: ٢/٤٠٢)

﴿٩٨٨﴾ وَاِنْ دُفِنَ فِي قَبْرٍ حُفِرَ لِغَيْرِهٖ ضَمِنَ قِيْمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ.

حفر ماضی مجہول باب (ض) حفرًا کھودنا۔

ترجمہ اور اگر دفن کر دیا جائے ایسی قبر میں جو کھودی جائے دوسرے کے لئے تو ضامن ہوگا کھدائی کی اجرت کا اور نکالا نہ جائے اس سے۔

قبر کھود کر میت نکالنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے زندگی میں اپنی قبر بنوا رکھی تھی اس میں کسی اور میت کو دفن کر دیا گیا تو اب میت

کوتو قبر کھود کر نہیں نکالا جائے گا، ہاں قبر کھودنے والے کی اجرت دینی پڑے گی اگر کسی جگہ اس کا رواج ہو اور قبر کی جگہ کی قیمت اگر کسی جگہ بے قیمت جگہ میسر نہ ہو اور یہ سب قیمت اولاً میت کے ترکہ میں سے ادا کی جائے گی ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال بھی نہ ہو تو مسلمانوں سے لی جائے گی۔

﴿۹۸۹﴾ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيْهِ وَلِكَفْنٍ مَغْصُوْبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ .

ینبش فعل مضارع مجہول باب نصر نَبَشَ يَنْبُشُ نبشًا مدفون کو نکالنا۔ **متاع** سامان جمع أَمْتِعَةٌ . **مغصوب** اسم مفعول ہے باب ضرب سے۔ غَصَبَ يَغْصِبُ غَصْبًا جبراً کوئی چیز لینا۔

ترجمہ اور قبر کھولی جاسکتی ہے کسی سامان کے باعث جو قبر میں گر گیا ہو اور زبردستی لئے ہوئے کفن کے باعث اور کسی مال کے باعث جو میت کے ساتھ (دفن ہو گیا)

قبر کب کھول سکتے ہیں؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر قبر میں کوئی گرانقدر سامان گر جائے یعنی ایسا قیمتی سامان کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے اور تدفین کے بعد یاد آئے تو مجبوراً قبر کھود کر اس سامان کو نکالنے کی گنجائش ہے ایسے ہی کسی شخص سے زبردستی کپڑا چھین کر میت کے کفن میں لگا دیا اب کپڑے کا مالک اس کا مطالبہ کر رہا ہے تو اگر وہ قیمت لینے پر راضی نہ ہو تو قبر کھول کر اس کا کپڑا دیا جائے گا، اسی طرح اگر مردہ کو دفن کیا گیا اور اس کے ساتھ مال و دولت بھی دفن ہو گیا تو اس مال کو حاصل کرنے کے لئے قبر کھولنے کی گنجائش ہے جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ابورغال کی قبر کو کھولنے کی اجازت دیدی تھی، سونے کی ایک چھڑی کی وجہ سے جو اس کے ساتھ رکھی گئی تھی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۸)

﴿۹۹۰﴾ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهٖ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ اَوْ عَلٰى يَسَارِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

ترجمہ اور قبر نہیں کھولی جاسکتی میت کو رکھنے کی وجہ سے غیر قبلہ پر یا بائیں کروٹ پر (لٹانے کی وجہ سے)

تشریح اصل مسئلہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو چت لٹا کر اس کا رخ قبلہ کی جانب کر دیا جائے مگر ہوا یوں کہ میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دیا یا اس کا رخ غیر قبلہ پر کر دیا تدفین کے بعد یاد آیا تو اب جانب قبلہ کرنے کے لئے قبر کا کھولنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

فَصْلٌ فِی زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ

یہ فصل ہے زیارتِ قبور کے بیان میں

﴿۹۹۱﴾ نُدِبَ زِیَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الْأَصَحِّ .

ترجمہ مستحب ہے قبور کی زیارت مردوں اور عورتوں کے لئے صحیح ترین قول پر۔

تشریح شروع میں زیارتِ قبور کے لئے قبرستان جانا مطلقاً ممنوع تھا اور یہ ممانعت حضور اقدس ﷺ کیلئے بھی تھی، آپ ﷺ کو اپنی والدہ کی قبر پر حاضری کی بڑی خواہش تھی مگر اجازت نہیں تھی، کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ کو والدہ ماجدہ کی قبر پر حاضری کی اجازت مل گئی، چناں چہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آپ لوگوں کو زیارتِ قبور سے روکا تھا، اب محمد ﷺ کو ان کی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت مل گئی ہے، لہٰذا آپ لوگ قبرستان جایا کریں اور شروع میں زیارتِ قبور سے اس لئے روکا گیا تھا کہ عام مسلمانوں کے دلوں میں ابھی توحید کا بیج پوری طرح جما نہیں تھا اس لئے اندیشہ تھا کہ قبرستان جانے سے قبور پرستی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا چناں چہ قبروں پر جانے سے منع کیا گیا پھر جب امت کا توحیدی مزاج بن گیا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات دلوں میں جڑ پکڑ گئیں اور دلوں میں شرک کی نفرت بیٹھ گئی اور قبور پر جانے میں شرک کا اندیشہ نہ رہا تو آپ نے قبور پر جانے کی اجازت دیدی اور جواز کی یہ وجہ بیان کی کہ زیارتِ قبور میں بڑا فائدہ ہے اس سے آدمی کو اپنی موت یاد آتی ہے اور دنیا سے دل اُکھڑتا ہے اور وہ انقلاباتِ زمانہ سے عبرت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اولیاء کی قبور پر جا کر اپنی موت کوئی یاد نہیں کرتا، یہ مقصد تو قبرستان میں جا کر پورا ہوتا ہے اب آگے ایک مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں قبرستان جاسکتی ہیں یا نہیں؟ یہاں صاحب کتاب کی عبارت سے مردوں اور عورتوں کے لئے قبرستان جانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور اسی کو اصح قول بتایا ہے، اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے امام اعظمؒ سے بھی دو روایتیں منقول ہیں جواز کی بھی اور عدم جواز کی بھی اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لئے قبرستان جانے سے احتراز ضروری ہے اور فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۱۸ میں ہے، راجح یہی ہے کہ عورت زیارتِ قبور کو نہ جاوے۔

آخری بات: عورتوں کے لئے بکثرت قبرستان آنا جانا ممنوع ہے کبھی کبھار کوئی عورت قبرستان جائے تو ممنوع نہیں اور بکثرت جانے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ وہ وہاں جا کر روئیں دھوئیں گی اور بے صبری کا مظاہرہ کریں گی، بال نوچیں گی منہ پیٹیں گی پردہ کا اہتمام نہیں کریں گی، اور عورتوں کے لئے بزرگوں کی قبروں پر جانے کی ممانعت کی وجہ فسادِ اعتقاد ہے وہ وہاں جائیں گی تو مرادیں مانگیں گی، قبروں کا طواف کریں گی، ان کو سجدہ کریں گی، ان پر چادر

ڈالیں گی، وہاں چراغ جلائیں گی، چڑھاوا چڑھائیں گی، غرض شرکیات و محرمات میں مبتلا ہوں گی جیسا کہ عامۃ اولیاء اللہ کے مزارات پر ہوتا ہے اور جن مردوں کا حال بھی عورتوں کی طرح ہو ان کو بھی منع کیا جائے گا، اور اگر کبھی کبھار رشتہ دار کی قبر پر چلی جائے تو اس کی گنجائش ہے (مستفاد تحفۃ الالمعی جلد ثالث) اور جہاں تک ہو سکے ان کو جانے سے روکنا ہی چاہئے اسی میں خیر ہے۔

﴿۹۹۲﴾ وَيَسْتَحِبُّ قِرائَةُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ اَنَّهٗ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَا فِيْهَا حَسَنَاتٌ.

یستحب فعل مضارع معروف باب استفعال سے پسند کرنا۔ **مقابر** اس کا واحد مقبرۃ قبرستان۔ **خفف** ماضی معروف باب تفعیل مصدر تخفیفاً ہلکا کرنا، کمی کرنا، آرام پہنچانا، اور بِعَدَدِ مَا میں ما، من کے معنی میں ہے۔ **حسنات** نیک اعمال نیکیاں واحد حَسَنَةٌ.

ترجمہ اور مستحب ہے سورۂ یٰس شریف کا پڑھنا کیونکہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور سورۂ یٰس پڑھے تو ہلکا کر دیتا ہے عذاب اللہ ان لوگوں سے (جو وہاں مدفون ہیں) اس دن اور ملتی ہیں اس پڑھنے والے کو نیکیاں ان تمام مردوں کے برابر جو اس میں ہیں۔

قبرستان جا کر کیا پڑھے؟

جب قبرستان جائے تو اولاً ان الفاظ میں سلام کرنا چاہئے اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہمارے پیش رَو ہو اور ہم تمہارے نشان قدم پر آ رہے ہیں، پھر سلام کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت (قبر) کی جانب منھ کر کے جتنا ہو سکے قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دیں مثلاً سورۂ فاتحہ سورۂ یٰس سورۃ الملک وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا دے اس عبارت میں سورۂ یٰس کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر یہ سورت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مردوں کے بقدر نیکیاں مرحمت فرمائیں گے اور اس روز تمام مردوں سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔

﴿۹۹۳﴾ وَلَا يُكْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاْةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور مکروہ نہیں ہے بیٹھنا پڑھنے کے لئے قبر پر مذہب مختار میں۔

قبر کے پاس بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ قبرستان جا کر قرآنِ کریم خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج

نہیں ہے، یہاں عبارت میں علیٰ عند کے معنی میں ہے کیونکہ قبر کے اوپر بیٹھنا خواہ پڑھنے کے لئے ہو یا ویسے ہی بہرصورت مکروہ تحریمی ہے۔

﴿۹۹۴﴾ وَكُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَى الْقُبُوْرِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا

وطوٴ باب (س) کا مصدر ہے، پیروں سے روندنا، کچلنا۔ **علیھا** ضمیر کا مرجع قبور ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے بیٹھنا قبروں پر بغیر قرأت کے اور ان کو روندنا اور سونا اور قضاء حاجت کرنا ان پر۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ قبروں کی توہین بھی نہیں کرنی چاہئے اور حد درجہ تعظیم بھی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان کے ساتھ اعتدال برتا جائے توہین یہ ہے کہ ان کو روندا جائے ان پر چلا جائے ان پر بیٹھا جائے ان پر قضاء حاجت کی جائے اور تعظیم یہ ہے کہ قبریں اونچی اونچی بنائی جائیں قبروں پر گنبد بنایا جائے ان پر کتبہ لگایا جائے ان پر پھول ڈالے جائیں ان پر چادریں چڑھائی جائیں اور ان پر چراغاں کیا جائے اور اعتدال یہ ہے کہ دل میں قبور کی قدر و منزلت ہو اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو سنت سے ثابت ہے یعنی قبروں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پاس کھڑے ہوکر ایصال ثواب کرنا اور دعائے مغفرت کرنا۔ فقط

﴿۹۹۵﴾ وَقَلْعُ الْحَشِيْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا.

قلع باب فتح کا مصدر ہے اکھاڑنا، جڑ سے نکالنا۔ **حشیش** ہری گھاس **یابس** اس کا واحد یَبْسٌ ہے خشک، تری کے بعد خشک شدہ۔ **منھما** تثنیہ کی ضمیر حشیش اور شجر کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور گھاس کاٹنا اور درخت اکھاڑنا قبرستان سے (مکروہ ہے) اور کوئی حرج نہیں گھاس اور درخت میں سے خشک شدہ کے کاٹنے میں۔

قبر کے آس پاس کی سبز گھاس کاٹنا

مستحب یہ ہے کہ قبر کے اوپر کی تر گھاس وغیرہ نہ کاٹی جائے، اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ ہری گھاس پھونس اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اور اس کے ذکر کرنے کی وجہ سے رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے، ہاں خشک ہونے کے بعد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر قبر کے آس پاس گھاس وغیرہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اسے کاٹ کر راستہ صاف کیا جاسکتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۴۲، فتاوی رحیمیہ: ۵/۱۰۵)

بَابُ اَحْکَامِ الشَّهِيْدِ

شہید کے احکام کا بیان

اسلام میں شہید کا مقام

راہِ حق میں اخلاص کے ساتھ اپنی جان قربان کر دینا یا بحالت مظلومی قتل ہو جانا جس کو اسلامی اصطلاح میں شہادت کہا جاتا ہے اسلام کی نظر میں بہت اونچے درجہ کا عمل ہے اور ایسا شخص اخروی زندگی کے اعتبار سے نہایت خوش نصیب اور نیک بخت قرار پاتا ہے، ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ نبی اکرمؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات اہم انعامات ہوتے ہیں: (۱) خون کا پہلا فوارہ نکلتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۲) جنت میں اس کا ٹھکانہ پہلے ہی دکھلا دیا جاتا ہے۔ (۳) اس کو ایمانی جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ (۴) اسے عذابِ قبر سے پناہ دی جاتی ہے اور وہ قیامت کی عظیم ہولناکی سے محفوظ رہے گا۔ (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک موتی دنیا و مافیہا سے زیادہ شاندار ہوگا۔ (۶) اس کی ۷۲ بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائی جائے گی۔ (۷) اس کے ۷۰ قریبی رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (**رواہ احمد المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح: ۲۵۵**) الغرض شہادت بہت بڑی سعادت ہے جس کی تمنا ہر مومن کو رہنی چاہئے چناں چہ حدیث میں وارد ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صدق دلی سے شہادت کا متمنی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں شہیدوں کے درجوں سے نوازیں گے گو کہ اس کی موت بستر پر آئی ہو۔ (مسلم شریف عن سہل بن حنیف، حدیث ۱۹۰۹، کتاب المسائل: ۵۹۳)۔

شہید کی قسمیں

انجام اور احکام کے اعتبار سے شہید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دنیوی و اخروی شہید (شہید کامل): یعنی وہ شخص جو ظلماً دھار دار آلہ سے قتل کیا جائے یا صدق دل سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہوئے شہادت کی سعادت حاصل کرے اس کو آخرت میں شہادت کا مرتبہ نصیب ہوگا اور دنیا میں بھی اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

(۲) اخروی شہید: یہ وہ شخص ہے جو جہاد وغیرہ میں شہادت نہ پائے لیکن اپنی جان و مال کے دفاع میں مارا جائے یا پیٹ کی بیماری میں وفات پائے یا طاعون وغیرہ میں مر جائے، مختلف روایات میں تقریباً ساٹھ آدمیوں کا تذکرہ آیا ہے یہ

سب روایات اوجزالمسالک میں جمع کی گئی ہیں۔

(۳) صرف دنیوی شہید: ایسا منافق یا بدنیت شخص جو محض دکھاوے کے لئے جہاد میں شریک ہوکر مارا جائے یا مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے یا خاندانی حمیت کی وجہ سے یا کسی اور دنیوی غرض سے لڑتا ہے اور مرتا ہے چونکہ دلوں کے بھید اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس لئے ان کو دنیوی احکام میں شہید مانا گیا ہے، ان کے ساتھ حقیقی شہداء جیسا معاملہ کیا جائے گا لیکن آخرت میں ایسے لوگوں کو شہادت کا مرتبہ حاصل نہ ہوگا۔ (مستفاد کتاب المسائل وتحفۃ الالمعی جلد ثالث)

﴿۹۹۶﴾ اَلشَّهِيْدُ الْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِاَجَلِهٖ عِنْدَنَا اَهْلِ السُّنَّةِ .

شہید فعیل کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں شہید کو دنیا ہی میں جنت الفردوس کی خوشخبری مل جاتی ہے اس وجہ سے اس کو شہید کہتے ہیں۔ **اجل** جمع آجال وقت مقرر، موت کا وقت۔

ترجمہ شہید مقتول مرتا ہے اپنی موت سے ہمارے یعنی اہل سنت والجماعت کے نزدیک۔

تشریح اس مسئلہ کا تعلق عقائد اور علم کلام سے ہے معتزلہ کا خیال یہ ہے کہ مقتول کی عمر ابھی باقی تھی قاتل نے اس کی عمر کو بیچ ہی میں ختم کر دیا ورنہ ابھی اس کا رزق باقی تھا جبکہ ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مقتول کی عمر اتنی ہی مقدر تھی وہ اپنی ہی موت مرا ہے، رہ گئی یہ بات کہ پھر قاتل پر قصاص کیوں واجب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تاکہ اجتماعی نظام امن وامان کے ساتھ باقی رہے۔

فائدہ: علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع ج۱/۷۷ پر اہل سنت والجماعت کی چار شرطیں نقل فرمائی ہیں: (۱) شیخین کو فضیلت دینا۔ (۲) ختنین سے محبت رکھنا۔ (۳) مسح علی الخفین کو جائز سمجھنا۔ (۴) نبیذ تمر کو حلال سمجھنا (کھجور کے پانی کو تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ حلال ہے بشرطیکہ نشہ نہ آیا ہو)

﴿۹۹۷﴾ وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْحَرْبِ اَوْ اَهْلُ الْبَغْيِ اَوْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ اَوِ اللُّصُوْصُ فِيْ مَنْزِلِهٖ لَيْلًا وَلَوْ بِمُثَقَّلٍ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ .

اهل الحرب اس سے مراد حربی کافر ہیں یعنی اس ملک کا باشندہ جہاں کفار کی حکومت ہے۔ **البغی** قانون شکنی، حد سے تجاوز۔ **قطاع** یہ قاطِعٌ کی جمع ہے اور قطاعُ الطریق کہتے ہیں ڈاکہ زنی کی وجہ سے لوگوں کا راستہ کاٹنے والے۔ **اللصوص** واحد لِصٌّ چور۔ **لیلاً** یہ قید اتفاقی ہے، مطلب یہ ہے کہ ڈاکو گھر پر چڑھ آئیں خواہ دن میں یا رات میں دونوں کا حکم برابر ہے۔ **مثقل** بھاری وزن دار۔ **مَعْرَكَةٌ** میدانِ جنگ جمع مَعَارِكُ .

ترجمہ اور شہید وہ شخص ہے جس کو مار دیا ہو حربی کافروں نے یا باغیوں نے یا ڈاکوؤں نے یا چوروں نے اس کے گھر میں رات کو اگرچہ بھاری چیز سے (مارا ہو) یا پایا گیا لڑائی میں اور اس پر زخم کے نشانات ہیں۔

شہید کامل کی شرائط

جس شہید کے ساتھ تجہیز وتکفین میں خصوصی معاملہ کیا جاتا ہے اس کے لئے سات شرائط پائی جانی لازم ہیں اگر یہ سب شرطیں پائی جائیں گی تو اس پر دنیا میں شہید کے احکامات جاری ہوں گے اور اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو جائے تو اس پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا مصنف نے چھ شرائط بیان کی ہیں، متن کی مذکورہ عبارت میں شرطِ اول کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مقتول کو قتل کرنے والا حربی کافر یا باغی یا ڈاکو ہو یا مقتول کے گھر پر ڈاکو چڑھ آئیں یا اسے راستہ میں گھیر کر مار ڈالیں خواہ کسی بھی طرح ماریں دھاردار آلہ سے یا بغیر دھاردار آلہ کے ہر صورت میں اس مقتول پر شہید کامل کے احکام جاری ہوں گے، آگے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی بھی شہید ہے جو میدانِ جنگ میں مردہ پایا گیا اور اس کے جسم پر زخم کے نشانات ہیں مثلاً کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہے یا ناک یا آنکھ سے خون بہہ رہا ہے یا جسم کے حصہ پر جلن کا اثر ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس کو مارا گیا ہے۔ (درمختار مع الشامی:۱/۸۴۹)

﴿۹۹۸﴾ اَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا بِمُحَدَّدٍ .

عَمْدٌ دیدہ دانستہ بالقصد **عَمَدَ يَعْمِدُ عَمْدًا** باب ضرب قصد کرنا، ارادہ کرنا۔ **مُحَدَّد** تیز دھاردار، **حَدَّدَ يُحَدِّدُ تَحْدِيْدًا** باب تفعیل دھار رکھنا، تیز کرنا۔

ترجمہ یا مارا ہو اس کو کسی مسلمان نے ظلم کے طور پر جان بوجھکر دھاردار آلہ سے۔

(۲) ظلماً مقتول ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے کسی مسلمان یا ذمی نے ناحق قتل کیا ہو زخمی کردینے والے دھاردار آلہ سے، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل ہو مثلاً اس پر قصاص لازم ہو یا خود بخود کسی حادثہ میں مارا جائے تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ نیز مسلمان یا ذمی کی قید سے اس صورت سے احتراز ہے جبکہ قتل کا واقعہ حربی کافر یا باغی یا ڈاکوؤں کی طرف سے پیش آیا ہو تو اس میں دھاردار آلہ سے قتل کرنا شرط نہیں بلکہ یہ لوگ جس طرح بھی ماریں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے اور آلہ دھاردار کی قید سے اس صورت کا استثناء مقصود ہے جبکہ پتھر وغیرہ مار کر قتل کیا ہو کہ اگر مسلمان یا ذمی آلہ دھاردار کے علاوہ سے کسی کو قتل کریں تو ایسے مقتول پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ (درمختار مع الشامی:۱/۸۴۹)

﴿۹۹۹﴾ وَكَانَ مُسْلِمًا .

ترجمہ اور وہ (مقتول) مسلمان ہو۔

(۳) مسلمان ہونا

شہید کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے لہٰذا غیر مسلم کے واسطے کسی قسم کی شہادت نہیں ہو سکتی۔

﴿۱۰۰۰﴾ بَالِغًا .

ترجمہ بالغ ہو۔

(۴) مکلّف ہونا

شہید وہی کہلائے گا جو شرعاً مکلف یعنی عاقل بالغ ہو لہٰذا اگر بچہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا یا پاگل شخص کو قتل کیا گیا ہو تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ (شامی زکریا: ۳/ ۱۵۸، کتاب المسائل: ۵۹۴)

﴿۱۰۰۱﴾ خَالِيًا عَنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَجَنَابَةٍ .

ترجمہ خالی ہو حیض نفاس اور جنابت سے۔

(۵) حدثِ اکبر سے پاک ہونا

شہید کامل کے احکام اسی شخص پر جاری ہوں گے جو شہادت کے وقت حالت جنابت میں نہ رہا ہو لہٰذا اگر کوئی جنبی شہید ہوا یا عورت حیض ونفاس کی حالت میں شہید ہوئی تو اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور عام میت کی طرح اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی۔ (شامی زکریا: ۳/ ۱۵۸، کتاب المسائل: ۵۹۵)

﴿۱۰۰۲﴾ وَلَمْ يَرْتَثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ .

لم یرتث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف ارتثاث سے اس کا مادہ رَثٌّ ہے، رَثٌّ اصل میں پرانی چیز کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ شہادت کے بارے میں ایسا نہیں ہوا جیسا کہ پرانا کپڑا ہو جاتا ہے۔ **انقضاءٌ** باب انفعال کا مصدر ہے ختم ہونا، پورا ہو جانا۔

ترجمہ اور پرانا نہ پڑے جنگ ختم ہونے کے بعد۔

(۶) زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا

شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد اور حالت جنگ میں معرکہ ختم ہونے کے بعد اپنی

زندگی سے معتد بہ نفع نہ اٹھا سکا ہو، باقی تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿۱۰۰۳﴾ فَيُكَفَّنُ بِدَمِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ وَيُنْزَعُ عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكَفَنِ كَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالسِّلَاحِ وَالدِّرْعِ وَيُزَادُ وَيُنْقَصُ فِي ثِيَابِهٖ وَكُرِهَ نَزْعُ جَمِيْعِهَا .

دَم جمع دِمَاءٌ خون، دَمِيَ يَدْمٰى دَمًى باب (س) خون آلود ہونا، خون ٹپکنا۔ **ینزع** فعل مضارع مجہول باب (ض) نَزَعَ يَنزِعُ نَزْعًا کپڑے اتارنا، نکالنا۔ **یُزادُ** فعل مضارع مجہول باب (ض) زِیادۃً مصدر ہے زیادہ کرنا۔ **فرو** کھال کا کوٹ، چمڑے کا چوغہ، جانور کی بالدار کھال جمع فِرَاءٌ ۔ **حشو** روئی سے بھرا ہوا کپڑا۔ **درع** دال کے کسرہ کے ساتھ اس کی جمع دُرُوْعٌ ہے، زرہ یعنی لوہے کا جالی دار کرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔ **عنہ** ضمیر کا مرجع شہید ہے **جمیعها ای ثیابه التی قتل فیها .**

ترجمہ چناں چہ کفن دیا جائے گا اس کے خون کے ساتھ اور اس کے کپڑوں کے ساتھ اور اس پر نماز پڑھی جائیگی بغیر غسل کے اور اتار لئے جائیں گے اس سے ایسے کپڑے جو کفن کے مناسب نہ ہوں جیسے پوستین روئی کے کپڑے ہتھیار اور زرہ اور زیادتی کی جائے گی (اگر اس کے کپڑے کم ہوں) اور کمی کی جائے گی (اگر زیادہ ہوں) اس کے کپڑوں میں اور مکروہ ہے ان تمام کا اتارنا۔ (یعنی وہ کپڑے جن میں وہ شہید کیا گیا)

شہید کے احکامات

شہید کامل کے احکامات درج ذیل ہیں: (۱) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ اس کے بدن پر لگا ہوا خون اس سے صاف کیا جائے گا البتہ اگر شہید کے بدن پر خون کے علاوہ کوئی اور ناپاکی لگی ہو تو اسے دھویا جائے گا۔ (۲) شہید شہادت کے وقت جو کپڑے شلوار وغیرہ پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے اتارا نہیں جائے گا۔ (۳) اگر وہ کپڑے مسنون عدد سے کم ہوں تو اس کے بقدر کپڑوں میں اضافہ کردیا جائے گا۔ (۴) اور اگر اس کے بدن کے کپڑے عدد مسنون سے زائد ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ (۵) اسی طرح اگر بدن پر ایسی چیز ہو جو کفن نہ بن سکے مثلاً چمڑے کا کوٹ یا ٹوپی یا جوتا یا ہتھیار وغیرہ تو انہیں بہر حال اتار لیا جائے گا، باقی سب احکام جو دوسرے مسلمانوں کے لئے ہیں مثلاً نمازِ جنازہ اور دفن وغیرہ وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے، اخیر میں صاحب کتاب یہ فرمارہے ہیں کہ شہید کے بدن کے وہ کپڑے جو شہادت کے وقت پہنے ہوئے ہیں وہ اتار کر دوسرے کپڑوں میں کفن دینا مکروہ ہے۔ (المحیط البرہانی: ۳/ ۶۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۴۴)

﴿۱۰۰۴﴾ وَيُغْسَلُ اِنْ قُتِلَ صَبِيًّا اَوْ مَجْنُوْنًا اَوْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ اَوْ جُنُبًا .

ترجمہ اور غسل دیا جائے گا اگر قتل کیا گیا بچہ یا پاگل یا حائضہ عورت یا نفاس والی یا جنبی۔

تشریح اگر کسی شہید میں مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا اس کی تفصیل مسئلہ ۱۰۰۰، ۱۰۰۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱۰۰۵﴾ اَوِ ارْتُثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الحَرْبِ بِاَنْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ نَامَ اَوْ تَدَاوىٰ اَوْ مَضٰى وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَعْقِلُ اَوْ نُقِلَ مِنَ المَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفِ وَطْئِ الخَيْلِ اَوْ اَوْصٰى اَوْ بَاعَ اَوِ اشْتَرىٰ اَوْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيْرٍ وَاِنْ وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الحَرْبِ لَا يَكُوْنُ مُرْتَثًّا .

اُرْتُثَّ ماضی مجہول ثاء کی تشدید کے ساتھ یعنی وہ شخص جسے میدانِ جنگ سے ایسی حالت میں منتقل کیا گیا کہ اس میں زندگی کی رمق باقی تھی اور اس کا نام مُرتث اس وجہ سے رکھا گیا کیونکہ شہادت کے حکم میں یہ پرانا ہوگیا، اسی وجہ سے اس پر دنیاوی احکامات مثلاً نماز وغیرہ لازم ہوگی جبکہ کسی نماز کا وقت ہوش وحواس میں گزرا ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۴۵) **وطیٔ** باب سمع سے ہے روندنا، کچلنا۔ **خیل** گھوڑے مجازاً گھوڑے سوار۔ **اوصی** فعل ماضی معروف باب افعال ایصاء مصدر ہے، وصیت کرنا اور وصیت کے لغوی معنی پند ونصائح کے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ نیک کام اور تبرعات ہیں جن کی تعلیق انسان اپنی موت پر کرتا ہے مثلاً کسی شخص کو یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد تم میری فلاں چیز کے مالک ہو۔ (تشریح السراجی: ۳۹)

ترجمہ یا پرانا پڑ جائے جنگ ختم ہونے کے بعد اس طرح کہ کھا لے یا پی لے یا سو جائے یا دوا کرلے یا گزر جائے نماز کا وقت اس حالت میں کہ وہ ہوش میں تھا یا منتقل کیا گیا میدانِ جنگ سے (مگر) گھوڑوں کے روند دینے کے خوف سے نہیں (یعنی اگر اس خوف سے منتقل کیا گیا تو یہ اس کی شہادت میں کوئی حرج پیدا نہیں کرے گا) یا وصیت کرے یا بیچے یا خریدے یا بہت سی باتیں کرے اور اگر پائی گئیں مذکورہ بالا چیزیں جنگ ختم ہونے سے پہلے تو مرتث نہیں ہوگا (یہ چیزیں تاخیر میں شمار نہ ہوں گی بلکہ اس کو شہید کامل کا درجہ حاصل ہوگا)

تشریح یہ مسئلہ ۱۰۰۲ کے اجمال کی تفصیل ہے، مطلب یہ ہے کہ شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد اور حالت جنگ میں معرکہ ختم ہونے کے بعد اپنی زندگی سے معتد بہ نفع نہ اٹھا سکا کما مرَّ مثلاً کھانے پینے یا دوا علاج کرنے کی مہلت اسے نہ ملی ہو اور نہ ہی ہوش وحواس کے ساتھ ایک نماز کا وقت یا ایک دن رات اس پر گزرے ہوں اور نہ ہی اسے جنگ ختم ہونے کے بعد بلا عذر جائے حادثہ یا مقام معرکہ سے اٹھا کر لایا گیا ہو اور اگر دورانِ جنگ اسے منتقل کیا جائے یا جنگ جاری رہتے ہوئے وہ زخمی ہونے کے بعد زندگی سے کچھ نفع اٹھائے تو شہادت کا حکم ساقط نہیں ہوتا اور اگر جنگ ختم ہونے کے بعد مذکورہ بالا چیزیں پائی جائیں تو شہادت کا حکم ختم ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۴۵-۲۴۶)

﴿۱۰۰۶﴾ وَيُغْسَلُ مَنْ قُتِلَ فِي المِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ اَنَّهُ قُتِلَ بِحَدِّ ظُلْمًا اَوْ قُتِلَ بِحَدِّ اَوْ قَوَدٍ

وَيُصَلّٰي عَلَيْهِ.

مصر شہر جمع اَمصارٌ . **حد** سزا جو شریعت اسلامیہ کے مطابق دی جائے۔ **قود** مصدر باب سمع قصاص مقتول کے بدلہ میں قاتل کا قتل۔

ترجمہ اور غسل دیا جائے گا اس شخص کو جو قتل کیا گیا ہو شہر میں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قتل کیا گیا کسی حد میں ظلما یا قتل کیا گیا کسی شرعی سزا میں یا قصاص میں اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

تشریح اگر کوئی شخص کسی آبادی یا آبادی کے قریب کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، یا زنا کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے مارا گیا یا قصاصاً مارا گیا تو اس پر بھی شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

عظمت رمضان

رمضان المبارک نہایت پُرعظمت اور بابرکت مہینہ ہے اسی بابرکت مہینہ میں قرآنِ کریم کا نزول ہوا اور اس مقدس مہینہ میں رحمت خداوندی مومنین کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوتی ہے، نفل عبادت کا ثواب فرض اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے، رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں، رمضان کے مہینہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ وہ روزوں کا مہینہ ہے رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہیں، روزہ انسان کو اللہ کی ہر آن نازل ہونے والی نعمتوں اور نوازشوں کی قدر و قیمت سے آگاہ کرتا ہے، روزہ مالدار کو فقراء کی بھوک اور محتاجوں کی محتاجی اور فقر کا احساس دلاتا ہے جس کے نتیجہ میں مالدار کا دل فقراء کے لئے نرم پڑتا ہے اور وہ ان کے تعاون کی ہر ممکن کوشش میں لگ جاتا ہے۔

ماقبل سے مناسبت: نماز چونکہ ایک بدنی عبادت ہے اور روزہ بھی بدنی عبادت ہے، اس لئے دونوں بدنی عبادتوں کو ایک دوسرے کے بعد بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۴۶)

صوم کی لغوی تعریف: کسی چیز سے رُکنا قول ہو یا فعل۔

مشروعیت صوم: روزہ کی مشروعیت نصف شعبان ۲ ہجری میں ہوئی۔

﴿۱۰۰۷﴾ هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطأً بَطْنًا أَوْ مَالَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ

وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرَجِ بِنِيَّةٍ مِنْ اَهْلِهٖ .

امساك مصدر ہے باب افعال سے رُکنا۔ **بطنا** پیٹ جمع بُطون یہ ادخالُ شيءٍ کا مفعول بہ ہے۔ **نهارًا** بمعنی دن، نہار کی دو قسمیں ہیں: (۱) نہار عرفی یہ سورج کے نکلنے سے سورج کے غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ (۲) نہار شرعی یہ صبح صادق سے سورج کے غروب ہونے تک کا زمانہ ہے، اس جگہ یہی مراد ہے۔

ترجمہ وہ رُکنا ہے دن کے وقت کسی چیز کو داخل کرنے سے جان بوجھ کر یا غلطی سے پیٹ میں یا (بدن کے) اس حصہ میں جو پیٹ کے حکم میں ہے اور شرمگاہ کی خواہش سے نیت کے ساتھ اس کے اہل سے (ایسے شخص سے جو اس کا اہل ہو)

تشریح اس عبارت میں روزہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان ہے، صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک اللہ کی رضا اور اللہ کے قرب کے ارادہ سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے، روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت غیر معذور پر فرض ہے۔

فوائد قیود: نهارًا اس قید کو لگا کر رات کو نکالنا مقصود ہے، کیونکہ روزہ دن میں مشروع ہے نہ کہ رات میں۔ **ادخال** اس قید کو لگا کر ان چیزوں کو نکالنا مقصود ہے جو بلا اختیار داخل ہو جائے جیسے اگربتی اور لوبان وغیرہ کا دھواں ایسے ہی غبار جو خود داخل ہو جاتا ہے ان سے روزہ نہ ٹوٹے گا ہاں اگر اتنا ہی غبار پھانک لے یا اگربتی وغیرہ جلا کر اپنے پاس رکھ کر سونگھے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ **عمدًا أو خطأ** اس قید کو لگا کر نسیان والی صورت کو نکالنا چاہتے ہیں یعنی اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں کھالے یا پی لے یا بیوی سے ہمبستری کر لے اور بعد میں یاد آجائے تو روزہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا، ہاں اگر جان بوجھ کر یا غلطی سے کسی چیز کو داخل کرے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ **ما له حكم الباطن** جیسے دماغ **عن شهوة الفرج** جماع ہو یا چھیڑ چھاڑ جس سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ **بنية** نیت کرنے سے مقصود عبادات کو عادات سے ممتاز کرنا ہے جیسے بھوکا رہنا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی بھوکا رہنا جب عبادت کی نیت سے ہو تو وہ روزہ بن جاتا ہے۔ **اهل** اس سے مراد عاقل بالغ مسلمان ہے اور حائضہ نفاس والی کافر دیوانہ سب نکل گئے۔ (مراقی الفلاح: ۳۴۶-۳۴۷)

﴿۱۰۰۸﴾ وَسَبَبُ وُجُوْبِ رَمَضَانَ شُهُوْدُ جُزْءٍ مِّنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِّنْهُ سَبَبٌ لِوُجُوْبِ اَدَائِهٖ

وجوب فرض کے معنی میں ہے اور یہاں عبارت میں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت اس طرح ہے: **سبب فرض صوم رمضان.** **رمضان** رَمْضٌ سے مشتق ہے کسی چیز کا جلنا، اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس ماہ میں گناہ جل جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، رمضان یہ علمیت اور الف نون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ **منه** دونوں جگہ ضمیر کا مرجع رمضان ہے، **ادائه ای لوجوب اداءِ ذٰلك اليوم.**

ترجمہ اور رمضان کے روزوں کے فرض ہونے کا سبب رمضان کے کسی جز کا آ جانا ہے اور رمضان کا ہر دن سبب ہے اس کی ادائیگی کی فرضیت کے لئے۔

روزہ کے واجب ہونے کا سبب

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے قبل بطور تمہید یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ سبب وجوب اور وجوب ادا یہ دو اصطلاحی الفاظ ہیں سبب وجوب (یعنی واجب ہونے کا سبب) کا مطلب یہ ہے کہ جس سے اصل چیز واجب ہو جائے اور سبب وجوب ادا (یعنی ادائیگی کے واجب ہونے کا سبب) کا مطلب یہ ہے کہ جس سے ادا کرنا واجب ہو جائے مثلاً قرض کا لینا یہ سبب ہے روپئے کے واجب ہونے کا مقروض کے اوپر اور پھر قرض خواہ کا مطالبہ کرنا یہ سبب ہے ادا کے واجب ہونے کا، اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ماہِ رمضان یعنی وقت رمضان روزہ واجب ہونے کا سبب ہے کیونکہ روزہ رمضان کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اضافت سببیت کی دلیل ہے اور ہر دن کے روزے کی فرضیت کا سبب وہ دن ہے کیونکہ ہر دن کا روزہ مستقل عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک روزہ کے فاسد ہونے سے دوسرے روزے فاسد نہیں ہوتے، پس جب ہر روزہ مستقل عبادت ہے تو ہر روزہ کا سبب ادا بھی مستقل ہوگا، اس لئے کہ مستقل مسببات کے لئے اسباب ہوتے ہیں۔

﴿۱۰۰۹﴾ وَهُوَ فَرْضٌ اَدَاءً وَقَضَاءً عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ اَلإسْلَامُ وَالعَقْلُ وَالبُلُوْغُ وَالعِلْمُ بِالوُجُوْبِ لِمَنْ اَسْلَمَ بِدَارِالحَرْبِ اَوِ الكَوْنُ بِدَارِالإسْلَامِ .

دار الحرب اس حکومت کو کہتے ہیں جس کا اقتدارِ اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے، اور نظام حکومت کو چلانے میں پورا اختیار غیر مسلموں کو ہے، جیسے امریکہ، برطانیہ، جرمنی۔ **دار الاسلام** اس حکومت کو کہا جاتا ہے جس کا اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور نظام حکومت چلانے میں پوری طاقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو جیسے سعودی عرب، مصر، بنگلہ دیش۔

ترجمہ اور وہ فرض ہے اداء اور قضا (دونوں اعتبار سے) اس شخص پر کہ جمع ہوں اس میں چار چیزیں اسلام، عقل بلوغ اور جاننا فرضیت کا اس شخص کے لئے جو اسلام لایا دار الحرب میں یا ہونا دار الاسلام میں۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چار چیزیں پائی جائیں اس پر رمضان المبارک کا روزہ رکھنا فرض ہے اگر ماہِ مبارک میں نہ رکھ سکا تو بعد میں قضا لازم ہے (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) اگر دار الحرب میں مسلمان ہوا ہے اور وہاں روزوں کی فرضیت کا پتہ چل گیا ہے تو روزے رکھنا لازم ہے اور اگر فرضیت رمضان سے بے خبر ہے تو

روزے فرض نہ ہوں گے اور علم کے بعد فوت شدہ روزوں کی قضا بھی لازم نہ ہوگی اور اگر دارالاسلام میں ہے تو پھر روزوں کی فرضیت سے واقف نہ ہونا عذر نہیں سمجھا جائے گا۔

﴿۱۰۱۰﴾ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ اَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَّرَضٍ وَحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَالْاِقَامَةُ .

ترجمہ اور شرط لگائی گئی ہے اس کی ادائیگی کے فرض ہونے کے لئے تندرست ہونے کی بیماری سے اور (خالی ہونا) حیض ونفاس سے اور مقیم ہونے کی۔

شرائط اداء

فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے ادا روزے رکھنے کے لئے چند شرطیں ہیں: (۱) بیمار نہ ہو لہٰذا اگر بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا بیماری بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (۲) عورت حالت حیض ونفاس میں نہ ہو اسی لئے حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔ (۳) مقیم ہونا، لہٰذا اگر کوئی شخص مسافر شرعی ہے تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔

﴿۱۰۱۱﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ اَدَائِهِ ثَلَاثَةٌ اَلنِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهُ .

ترجمہ اور شرط لگائی گئی ہے روزے کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے واسطے تین چیزوں کی، نیت اور خالی ہونا ان چیزوں سے جو روزے کے منافی ہیں یعنی حیض ونفاس اور ان چیزوں سے جو اس کو فاسد کردیتی ہیں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ روزہ جب صحیح ہوگا جب تین چیزیں پائی جائیں: (۱) نیت (۲) حیض ونفاس سے پاک ہونا (یہ ادائیگی کے فرض ہونے کے لئے بھی شرط ہے) (۳) روزہ کو فاسد کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

﴿۱۰۱۲﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ .

خُلُوّ باب (ن) کا مصدر ہے، خَلَا يَخْلُو خُلُوًّا وخَلَاءً خالی ہونا۔

ترجمہ اور شرط نہیں لگائی گئی ہے خالی ہونے کی ناپاکی سے۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ روزہ میں جنابت مضر نہیں لہٰذا اگر سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو مفسد صوم نہیں ایسے ہی حالت جنابت میں سحری کھانے سے اور صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا کیونکہ

جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے ہاں اگر عورت کی ماہواری کا دن ہو تو روزہ نہ ہوگا، یہی مسئلہ ایام نفاس کا ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۴۹)

﴿۱۰۱۳﴾ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَي الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا أُلْحِقَ بِهِمَا .

كف باب نصر کا مصدر ہے رُکنا۔ شهوتی یہ تثنیہ ہے شهوة کا یا ضمیر متکلم کی جانب اضافت کی وجہ سے نون گر گیا اس کے معنی لذت خواہش۔ ما الحق بهما یعنی وہ چیزیں جو پیٹ اور شرمگاہ کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہیں جیسے دوا۔

ترجمہ اور روزہ کا رکن پیٹ اور شرمگاہ کی لذتوں کے پورا کرنے سے رُک جانا اور ان چیزوں سے جو ان کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہیں۔

تشریح اس عبارت میں روزہ کا رکن بیان کیا ہے کہ نفسانی خواہشات ولذات سے اپنے آپ کو روک کر رکھنا روزہ کا رکن ہے۔

﴿۱۰۱۴﴾ وَحُكْمُهُ سُقُوْطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

ترجمہ اور اس کا حکم فرض کا ذمہ سے اتر جانا اور آخرت میں ثواب ملنا اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

روزہ کا حکم

حکم اس اثر کو کہتے ہیں جو کسی شئ پر مرتب ہوتا ہے یہاں اس عبارت میں روزہ کا حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فرض روزہ کی ادائیگی پر دنیا میں مکلف کے ذمہ سے واجب کا ساقط ہونا اور آخرت میں ثواب کا حاصل ہونا ہے اور اگر روزہ فرض نہیں ہے تو اس کا حکم فقط آخرت میں ثواب کا حاصل ہونا ہے۔

فَصْلٌ (فِيْ صِفَةِ الصَّوْمِ وَتَقْسِيْمِهِ)

(یہ فصل ہے روزہ کی کیفیت اور اس کی تقسیم کے بیان میں)

﴿۱۰۱۵﴾ يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلٰى سِتَّةِ أَقْسَامٍ فَرْضٌ وَوَاجِبٌ وَمَسْنُوْنٌ وَمَنْدُوْبٌ وَنَفْلٌ وَمَكْرُوْهٌ .

فَرْضٌ سے مَكْرُوْهٌ تک، ان تمام الفاظ کو سِتَّةُ أَقْسَامٍ سے بدل مان کر مجرور پڑھ سکتے ہیں اور مبتدا محذوف کی

خبر مان کر مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً اَحَدُهَا فرض وثَانِيُهَا واجب وثالثها مسنون الخ۔

ترجمہ منقسم ہوتا ہے روزہ چھ قسموں کی طرف (ان میں سے ایک) فرض ہے (دوسرا) واجب ہے، (تیسرا) مسنون ہے، (چوتھا) مندوب ہے، (پانچواں) نفل ہے، (چھٹا) مکروہ ہے۔

تشریح فرض: وہ حکم ہے جس میں زیادتی اور کمی کا احتمال نہ ہو اور ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہ ہو جیسے روزوں کی تعداد۔

واجب: وہ حکم شرعی ہے جس کا ثبوت فرض کے مقابلہ میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو جیسے رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔

مسنون: یعنی سنت وہ طریقہ ہے جو دین میں رائج ہو اور فرض، واجب کے علاوہ ہو جیسے پنج گانہ نماز باجماعت سے پہلے اذان دینا واقامت کہنا مسنون ہے۔

مندوب: یعنی مستحب وہ عمل ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا جیسے دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

نفل: وہ عمل ہے جس کے کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں، جیسے نمازِ اشراق وچاشت۔

مکروہ: بنیادی طور پر کراہت کی دو قسمیں ہیں: (۱) کراہت تحریمی اگر کوئی فعل ترک واجب کو شامل ہے تو اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا جیسے فرض نماز بلاضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا۔ (۲) کراہت تنزیہی اگر ممانعت کی دلیل ترک استحباب پر مبنی ہے تو وہ فعل مکروہ تنزیہی ہے جیسے نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

﴿۱۰۱۶﴾ اَمَّا الْفَرْضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ اَدَاءً وَقَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُوْرِ فِي الْاَظْهَرِ.

مَنْذُوْر اسم مفعول ہے باب (ن ض) نَذَرَ يَنْذُرُ نَذْرًا وَنُذُوْرًا کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لینا، نذر ماننا، منت ماننا (یہ کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اتنا مال غریبوں کو دے گا)

ترجمہ بہر حال فرض پس وہ رمضان کے روزے ہیں ادا ہوں یا قضا اور کفاروں کے روزے اور وہ روزے جن کی منت مانی گئی ہے ظاہر مذہب کے مطابق۔

فرض روزوں کی تعداد

اس عبارت میں فرض روزوں کی تعداد کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا رمضان کے روزے فرض ہیں اور ان کا وقت بھی مقرر ہے ان کو فرض معین یا اداء کہیں گے، اور اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے یا غفلت ولا پرواہی سے نہ رکھ سکا تو بعد میں

قضاء کرنا فرض ہے، مگر اس کے لئے کوئی دن یا تاریخ مقرر نہیں ہوتی جس قدر جلدی موقع ملے رکھ لے ان کو فرضِ غیر معین کہتے ہیں، ایسے ہی کفارۂ ظہار کفارۂ قتل خطاء کفارۂ قسم کے روزے ایسے ہی اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو تین روزے رکھوں گا پس جب وہ کام ہوجائے تو تین روزے رکھنے ظاہر ترین قول کے بموجب فرض ہیں یعنی فرض عملی ہیں کہ جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح ان روزوں کا رکھنا بھی لازم ہے مگر ان کا منکر کافر نہیں ہوتا برخلاف رمضان کے روزوں کے کہ ان کا منکر کافر ہے۔

﴿۱۰۱۷﴾ وَاَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَا اَفْسَدَهُ مِنْ صَوْمِ نَفْلٍ .

ترجمہ اور بہر حال واجب پس وہ قضا کرنا ہے اس نفل روزہ کو جس کو توڑ دیا تھا۔

نفل کا حکم

نفل روزہ شروع کرنے کے بعد لازم اور واجب ہوجاتا ہے اگر مکمل کرنے سے پہلے توڑ دے گا تو قضاء واجب ہوجاتی ہے اور یہی حکم نفل نماز کا بھی ہے۔

﴿۱۰۱۸﴾ واَمَّا الْمَسْنُوْنُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مَعَ التَّاسِعِ .

عاشوراء کو بالمد اور بالقصر دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں اور الف ممدودہ والف مقصورہ چونکہ دو سببوں کے قائم مقام ہے اس وجہ سے یہ لفظ غیر منصرف پڑھا جائے گا اور عاشورہ دس محرم کا نام ہے، تاسع کے معنی ۹ محرم الحرام ہے۔

ترجمہ اور بہر حال مسنون پس وہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے نویں کے ساتھ۔

صوم عاشوراء

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا جب رمضان کی فرضیت آئی تو عاشورہ کی فرضیت ختم ہوگئی اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حکم آسانی کے طور پر منسوخ کیا جاتا ہے، نسخ کے بعد بھی اس کا استحباب باقی رہتا ہے اور عاشورہ کے روزے کی فرضیت بھی آسانی کے لئے ختم کی گئی تھی کیونکہ ایک سال میں دو مرتبہ روزوں کی فرضیت امت پر بھاری ہے پس نفس استحباب باقی رہے گا اور جب یہ روزہ مستحب ہے تو نہ رکھنا بھی جائز ہے اور عاشورہ کا روزہ ۹ محرم الحرام سے شروع کرنا افضل ہے اگرچہ دس محرم اور گیارہ محرم کا بھی بلا کسی کراہت کے درست ہے، عاشورہ کے روزہ سے گزشتہ ایک سال کے گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں۔

﴿۱۰۱۹﴾ وَاَمَّا الْمَنْدُوْبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَنْدُبُ كَوْنُهَا الْاَيَّامَ الْبِيْضَ

وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالخَامِسَ عَشَرَ .

مندوب اصطلاح شریعت میں مستحب۔ **ایام بیض** بیض یہ ابیض کی جمع ہے یعنی سفید اور روشن دن چونکہ ۱۳/ ۱۴/۱۵/ تاریخوں میں چاند مکمل ہوجاتا ہے اور یہ راتیں مہینہ کی تمام راتوں میں سب سے زیادہ روشن ہوتی ہیں اس لئے ان تاریخوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ مراقی الفلاح مع الطحاوی: ۳۵۰) **کونها** ضمیر کا مرجع ثلاثة ہے۔

ترجمہ اور بہر حال مستحب پس وہ ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا ہے اور مستحب ہے ان تین دن کا ایام بیض میں سے ہونا اور وہ چاند کی تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ ہے۔

ایام بیض کے روزے

ہر ماہ تین روزے رکھنا مستحب ہے اور یہ صوم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) کی ایک شکل ہے اس لئے کہ **الحسنة بعشرة امثالها** کے قاعدہ سے تین روزے تیس روزے ہوگئے یعنی ایک دن کا روزہ دس دنوں کے روزوں کے برابر ہوگا پس ہر ماہ تین روزے رکھنے والا صائم الدہر ہوا اور رمضان کے روزوں کو دس میں ضرب نہیں دیں گے ان کو محفوظ رکھیں گے، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ تین روزے ایام بیض یعنی تیرہ چودہ پندرہ تاریخوں کے ہوں۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۰)

﴿۱۰۲۰﴾ وَصَوْمُ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ وَالخَمِيْسِ .

ترجمہ اور پیر و جمعرات کے دن کا روزہ۔

پیر اور جمعرات کا روزہ

مستحب روزوں میں سے یہ بھی ہے کہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا جائے، رسول اللہ نے فرمایا: بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو (بارگاہِ ایزدی میں) پیش کئے جاتے ہیں پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں درانحالیکہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی، مراقی الفلاح: ۳۵۰)

﴿۱۰۲۱﴾ وَصَوْمُ سِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ ثُمَّ قِيْلَ الاَفْضَلُ وَصْلُهَا وَقِيْلَ تَفْرِيْقُهَا .

وصل باب (ض) سے وَصَلَ يَصِلُ وَصْلاً ملانا، جوڑنا۔ **تفریق** باب تفعیل کا مصدر ہے الگ الگ کرنا۔ **وصلها تفريقها** دونوں میں ضمیریں ستٌ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور شوال کے چھ روزے رکھنا پھر کہا گیا ہے ان کو ملا کر رکھنا افضل ہے اور کہا گیا ہے ان کو علیحدہ علیحدہ

رکھنا افضل ہے۔

شوال کے چھ روزوں کا بیان

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے مستحب ہیں اور یہ صوم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنے) کی سب سے ادنیٰ شکل ہے اور یہ صوم الدہر اس طرح ہے کہ شوال کے چھ روزے رمضان کے تیس روزوں کے ساتھ مل کر ۳۶ ہو جائیں گے رمضان کے روزے اگر انتیس بھی ہوں گے تو حکماً تیس شمار ہوں گے کیونکہ حدیث میں آیا ہے **شهرا عيدٍ لا ينقصان** (ترمذی) یعنی اگر رمضان انتیس دن میں پورا ہو تو بھی ثواب پورے تیس دن کا ملے گا، پھر **الحسنة بعشرة امثالها** (یعنی ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے) کے قاعدہ سے ۳۶ کو دس میں ضرب دیں گے تو تین سو ساٹھ روزے ہو جائیں گے اس طرح وہ صائم الدہر ہو گیا۔

آگے فرماتے ہیں کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا بھی جائز ہے اور مسلسل بھی ابن المبارکؒ فرماتے ہیں اگر کوئی یہ چھ روزے شوال کے پورے مہینے میں رکھ لے تو جائز ہے یعنی وہ بھی حدیث پر عامل ہوگا اور فضیلت کا مستحق ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عید کے بعد فوراً شروع کر دیئے جائیں اور مسلسل رکھے جائیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۱۳۳/۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۱)

﴿۱۰۲۲﴾ وَكُلُّ صَوْمٍ ثَبَتَ طَلَبُهُ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسُّنَّةِ كَصَوْمِ دَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ وَاَحَبُّهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

ترجمہ اور ہر وہ روزہ جس کی طلب اور جس پر (ثواب کا) وعدہ سنت (رسول) سے ثابت ہو جیسے صوم داؤدی یعنی حضرت داؤدؑ کی طرح روزے رکھنا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے اور یہ تمام (نفلی) روزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے۔

صومِ داؤدیؑ

صوم الدہر کی ایک صورت صوم داؤدی ہے یعنی ایک دن روزہ رکھا جائے، دوسرے دن نہ رکھا جائے، اسی طرح سال بھر روزے رکھے حضورؐ نے اس کو پسند کیا ہے کیونکہ اس صورت میں نہ بھوکا رہنے کی عادت پڑے گی اور نہ روزہ سے کمزوری آئے گی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح روزہ رکھنا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

﴿۱۰۲۳﴾ وَاَمَّا النَّفْلُ فَهُوَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ كَرَاهِيَتُهُ .

ترجمہ اور بہر حال نفل پس وہ ان کے علاوہ ان روزوں میں سے (مذکورہ بالا روزوں کے علاوہ تمام روزے

ہیں) کہ جن کی کراہت ثابت نہیں ہوئی۔

تشریح ماقبل میں جن روزوں کا تذکرہ آیا ہے ان کے علاوہ اگر روزہ رکھا جائے تو وہ نفل کے درجہ میں ہے بشرطیکہ اس کی کراہت ثابت نہ ہو۔

﴿۱۰۲۴﴾ وَاَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا وَمَكْرُوْهٌ تَحْرِيْمًا اَلْاَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ وَالثَّانِيْ صَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامُ التَّشْرِيْقِ .

ترجمہ اور بہر حال مکروہ پس وہ دو قسمیں ہیں ۱ مکروہِ تنزیہی اور ۲ مکروہِ تحریمی۔ اول جیسے دس محرم کا روزہ نو کے بغیر، دوم جیسے عیدین اور ایام تشریق کے روزے۔

مکروہ تنزیہی وتحریمی روزوں کا بیان

اس عبارت میں مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی روزوں کو بیان کررہے ہیں چناں چہ فرمایا کہ صرف دس محرم الحرام کا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ نبی کو آپ کی حیات کے آخری سال یہ بات بتائی گئی کہ یہود بھی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں اور وہ اس وجہ سے رکھتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی تھی پس موسیٰ نے شکریہ کے طور پر دس محرم کا روزہ رکھا تھا اور ان کی اتباع میں پوری قوم اس دن کا روزہ رکھتی ہے آپ نے فرمایا: موسیٰ کی سنت کی پیروی کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں اور فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ رمحرم کا بھی روزہ رکھوں گا تا کہ یہود کے روزہ سے امتیاز ہو جائے، اس وجہ سے صرف ۱۰ رمحرم کا روزہ رکھنا مشابہت کی وجہ سے مکروہِ تنزیہی ہوگا، اس کے بعد وہ پانچ روزے بیان کررہے ہیں جو مکروہِ تحریمی ہے ان کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس طرح وہ پانچ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے ان میں سے اوقاتِ ثلاثہ میں ممانعت سخت ہے ان وقتوں میں قضا نماز بھی پڑھنا جائز نہیں اور عصر وفجر کے بعد نماز کی ممانعت ہلکی ہے اس لئے ان وقتوں میں قضا نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں روزوں کی ممانعت سخت ہے، ان دو دنوں میں روزوں کے جواز کا کوئی قائل نہیں اور ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ میں جو ممانعت ہے وہ ہلکی ہے چناں چہ بعض حضرات کے نزدیک ایام تشریق میں متمتع اور قارن کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۴۶)

﴿۱۰۲۵﴾ وَكُرِهَ اِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ النَّيْرُوْزِ اَوِ الْمِهْرَجَانِ اِلَّا اَنْ يُوَافِقَ عَادَتَهُ .

سبت سنیچر، بار، سَبَتَ سَبْتًا باب نصر ضرب سنیچر کے دن مذہبی تقریب کرنا۔ نَيْرُوْزٌ اس کی اصل نوروز تھی

جب یہ کلام عرب کے اوزان پر نہیں آ رہا تھا تو اس میں یہ تعلیل کی کہ واو کو یا سے بدل دیا، موسم بہار کا آخری دن۔ ایرانی شمسی سال کا پہلا دن جو ۲۱ / مارچ کو ہوتا ہے، عیدالنیر وز اہل فارس کا سب سے بڑا تیوہار۔ **مہر جان** پت جھڑ کے موسم کا آخری دن، جشن، کسی قابل ذکر واقعہ یا خاص خوشی منانے کی تقریب یہ فارسی کا لفظ مہر اور جان کا مرکب ہے مہر کے معنی سورج کے ہیں جمع مہر جانان۔

ترجمہ اور مکروہ ہے صرف جمعہ کا روزہ رکھنا اور صرف سنیچر کا روزہ رکھنا اور نیروز یا مہرجان کا روزہ رکھنا مگر یہ کہ موافق ہو جائے اس کی عادت کے۔

نیروز و مہرجان کے روزے

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) جمعہ کا روزہ بالاتفاق مستحب ہے البتہ اگر تخصیص سے فضیلت کا وہم پیدا ہو کہ آدمی جمعہ کے آگے پیچھے روزہ رکھنا جائز ہی نہ سمجھے تو صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جیسے نماز میں منقول سورتیں پڑھنا جائز ہے مگر التزام کی صورت میں یعنی آدمی دوسری سورتیں پڑھنا جائز ہی نہ سمجھے تو مکروہ ہے۔ (۲) سنیچر میں روزہ رکھنا فی نفسہ جائز ہے نبی نے اس دن میں روزہ رکھا ہے اور سنیچر کا روزہ جمعہ یا اتوار کے ساتھ ملا کر رکھنا بھی جائز ہے اور تنہا سنیچر کا روزہ بھی رکھ سکتے ہیں مگر چونکہ سنیچر کا روزہ یہودی رکھتے ہیں اس لئے جہاں یہودی ہوں وہاں سنیچر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس میں ان کی مشابہت لازم آئے گی۔ (۳) نیروز اور مہرجان یہ دونوں دن ایرانیوں کے تیوہار تھے ان دنوں کے اندر وہ لوگ روزے رکھتے تھے ان کی تعظیم میں کیونکہ انہیں سے موسم بدلتا تھا اس لئے ہمیں نیروز اور مہرجان میں روزہ رکھنے سے روک دیا گیا، آگے فرماتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص کی عادت ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کی تھی اور اتفاق سے نیروز اور مہرجان جمعرات کا دن پڑ گیا تو اس شخص کیلئے روزہ رکھنا جائز ہے، اس لئے کہ وہ ان کی مشابہت میں روزہ نہیں رکھ رہا ہے بلکہ اپنا معمول پورا کر رہا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۱)

﴿۱۰۲۶﴾ وَكُرِهَ صوْمُ الْوِصالِ وَلَوْ يوْمَيْنِ وَهُوَ اَنْ لَّا يُفْطِرَ بعدَ الغُرُوْبِ اَصْلاً حَتّٰى يَتَّصِلَ صوْمُ الغَدِ بِالْاَمْسِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے صوم وصال اگرچہ دو ہی دن کا ہو اور وہ یہ ہے کہ افطار نہ کرے غروب کے بعد بالکل یہاں تک مل جائے اگلے دن کا روزہ پچھلے دن کے روزہ سے۔

صومِ وصال

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ صوم وصال مکروہ ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص رات دن روزہ رکھتا رہے

سورج غروب ہونے کے بعد بھی افطار نہ کرے اور سحری کے وقت سحری بھی نہ کھائے پھر اگلے دن کا روزہ شروع ہوجائے، صوم وصال فی نفسہ جائز ہے مگر عموماً امت کے لئے مکروہ ہے اور نبیؐ نے امت کو شفقۃً صوم وصال سے روکا ہے چناں چہ اگر کوئی شخص طاقت رکھتا ہو تو اس کے لئے صوم وصال جائز ہے مگر عام لوگوں کے لئے دشواری ہے اس لئے ان کو صوم وصال نہیں رکھنا چاہئے۔

﴿۱۰۲۷﴾ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے ہمیشہ روزہ رکھنا۔

صوم الدہر

حقیقی صوم الدہر مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پورے سال کے روزے رکھے حتی کہ ان پانچ دنوں کے بھی روزے رکھے جن میں روزے حرام ہیں اور اگر پانچ ممنوع دنوں کو چھوڑ کر باقی دنوں کے روزے رکھے تو یہ صورت جائز ہے مگر شریعت کو پسند نہیں، اس لئے کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس کی صبح صادق سے پہلے کھانے کی اور غروب کے بعد کھانے کی عادت ہوجاتی ہے درمیان میں اسے کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوتی، پس روزے کی جو مشقت ہے وہ اس کو حاصل نہیں ہوتی پس روزہ بے فائدہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۳۵۱)

فَصْلٌ فِيْمَا يَشْتَرِطُ تَبْيِيْتُ النِّيَّةِ وَتَعْيِيْنُهَا فِيْهِ وَمَا لَا يَشْتَرِطُ

(یہ فصل ہے ان روزوں کے بیان میں کہ جن میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اور ان کو معین کرنا شرط ہے اور ان روزوں کے بیان میں کہ جن میں یہ شرط نہیں ہے)

﴿۱۰۲۸﴾ اَمَّا الْقِسْمُ الَّذِیْ لَا یُشْتَرَطُ فِیْهِ تَعْیِیْنُ النِّیَّةِ وَلَا تَبْیِیْتُهَا فَهُوَ اَدَاءُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَیَّنُ زَمَانُهٗ وَالنَّفَلُ فَیَصِحُّ بِنِیَّةٍ مِّنَ اللَّیْلِ اِلٰی مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ عَلَی الْاَصَحِّ .

تبییت باب تفعیل کا مصدر ہے رات کو نیت کرنا۔

ترجمہ بہر حال وہ قسم کہ شرط نہیں ہے اس میں نیت کی تعیین اور نہ رات سے نیت کرنا وہ رمضان کے ادا روزے اور ایسی نذر کا روزہ کہ جس کا زمانہ متعین ہو اور نفلی روزہ ہے، چناں چہ صحیح ہے رات کی نیت سے آدھے دن سے پہلے تک صحیح ترین قول پر۔

نیت کس طرح کرے؟

جو روزے اللہ کی طرف سے متعین ہیں جیسے رمضان کے روزے یا بندے کی طرف سے متعین ہیں جیسے نذر معین کے روزے اور نفل روزے ان میں صرف روزے کا ارادہ کر لینا کافی ہے تعیین ضروری نہیں چناں چہ اگر رمضان شریف میں یا نذر معین کے دن صرف روزے کا ارادہ کر لے تو نفل نہیں بلکہ رمضان شریف میں رمضان کا اور نذر معین کے دن اس نذر کا روزہ ہوگا اور باقی دنوں میں نفل روزہ ہوگا۔

وقت

متن میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ رمضان شریف اور نذر معین اور نفل روزوں کی نیت رات سے لیکر یا صبح کو آدھے دن سے پہلے پہلے کر لے تو جائز ہے۔

فائدہ: تعیین النیة اس عبارت میں مصدر کی اضافت اس کے مفعول کی طرف ہے اور متن میں نفل سے مراد فرض اور واجب کے علاوہ روزے مراد ہیں جیسے مسنون مندوب مکروہ روزے۔

﴿۱۰۲۹﴾ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوْعِ الفَجْرِ اِلٰى وَقْتِ الضَّحْوَةِ الكُبْرىٰ.

الضحوة الكبرىٰ چاشت کا وقت جبکہ سورج خوب چڑھ آیا ہو، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس وقت سورج کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے، ضحوۃ کے معنی روشنی اور کبریٰ کے معنی مکمل اور یہاں عبارت میں ضحوہ کبریٰ سے مراد نصف النہار شرعی ہے جس سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے تاکہ اکثر نہار میں نیت عبادت پائی جائے، اس کے بعد نیت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ترجمہ اور نصف النہار صبح صادق کے طلوع ہونے سے ضحوہ کبریٰ کے وقت تک ہے۔

دن سے مراد

اس عبارت میں اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ ماقبل میں جو نہار (دن) آیا ہے اس سے کونسا دن مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی دن مراد ہے جو صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہے مثلاً اگر چار بجے صبح صادق ہوا اور چھ بجے آفتاب غروب ہوا تو شرعی دن چودہ گھنٹہ کا ہوا اور آدھا دن گیارہ بجے ہوا تو گیارہ بجے سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔ عرفی دن طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک ہے۔

﴿۱۰۳۰﴾ وَيَصِحُّ اَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ النَّفْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا اَوْ مَرِيْضًا فِي

الاَصَحِّ .

ترجمہ اور صحیح ہے مطلق نیت اور نفل کی نیت سے بھی اگر چہ وہ مسافر ہو یا مریض ہو صحیح ترین قول میں۔

کیا رمضان کے روزوں میں تعیین ضروری ہے؟

فرماتے ہیں کہ رمضان میں روزہ رکھنے کیلئے تعیین کی نیت کرنا شرط نہیں ہے یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں کل آئندہ رمضان کا روزہ رکھوں گا بلکہ صرف یہ کہنا کہ میں کل آئندہ روزہ رکھوں گا کافی ہے کیونکہ رمضان میں غیر رمضان کا روزہ مشروع نہیں ہے بلکہ صرف رمضان کا روزہ مشروع ہے اس لئے یہاں تعیین کی نیت شرط قرار نہیں دی گئی ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص رمضان میں نفل روزے کی نیت کر لے تو رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا، نفل کا روزہ ادا نہ ہوگا، خواہ وہ شخص مسافر ہو یعنی اگر مسافر بھی نفل روزے کی نیت کرتا ہے تو اس کی نیت کے مطابق نفلی روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ موجودہ رمضان کا روزہ ادا ہوگا، صحیح ترین قول یہی ہے، اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ مسافر کی نیت کے مطابق نفل کا روزہ ادا ہو جائے گا، ایسے ہی اگر مریض نے رمضان میں نفلی روزے کی نیت کی تو نفل روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ موجودہ رمضان کا روزہ ہی ادا ہوگا کیونکہ مریض کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت حقیقی عجز کے ساتھ متعلق ہے اور اس کا روزہ رکھنا اس کے عاجز نہ ہونے کی دلیل ہے اور جب وہ عاجز نہیں ہے تو اس پر موجودہ رمضان کا روزہ واجب ہوگا، یہی صحیح ترین قول ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مریض کی رخصت احتمالی عجز کے ساتھ متعلق ہے اور احتمالی عجز بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے یعنی اگر مریض کو روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور جب روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس نے رکھ لیا تو نیت کے مطابق ہی فیصلہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۱﴾ وَيَصِحُّ اَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ اٰخَرَ لِمَنْ كَانَ صَحِيْحًا مُقِيْمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَاِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ .

ترجمہ اور درست ہے رمضان کا ادا (روزہ) کسی دوسرے واجب کی نیت سے اس شخص کے لئے جو تندرست اور مقیم ہو برخلاف مسافر کے کیونکہ ادا ہوگا اسی واجب کا جس کی وہ نیت کرلے۔

رمضان میں نذر یا قضا کا روزہ

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تندرست ہے اور مقیم ہے اور وہ رمضان میں نذر یا قضا کے کسی روزہ کی نیت کر لے تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا اس قضا یا نذر کا روزہ نہ ہوگا کیونکہ رمضان کے مہینہ میں واجب آخر کا روزہ مشروع نہیں ہے ہاں اگر مسافر رمضان میں کسی واجب آخر یعنی قضاء یا کفارہ کی نیت کر لے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جس

واجب کی نیت کی ہے وہی ادا ہوگا، رمضان کا روزہ ادا نہ ہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ رمضان میں اگر مسافر بھی واجب آخر کی نیت کرے گا تو اس کی طرف سے بھی موجودہ رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا اور واجب آخر کا روزہ ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۲﴾ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوىٰ وَاجِبًا اٰخَرَ فِي رَمَضَانَ.

ترجمہ اور مختلف ہوگئی ہے ترجیح مریض کے بارے میں جبکہ وہ نیت کرے کسی دوسرے واجب کی رمضان میں۔

مریض رمضان میں کسی واجب آخر کی نیت کرے تو؟

فرماتے ہیں کہ اگر مریض نے رمضان میں کسی واجب آخر مثلاً قضا یا کفارہ کے روزے کی نیت کی تو واجب آخر کا ادا ہوگا یا رمضان کا اس بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہوا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ موجودہ رمضان کا روزہ ہی ادا ہوگا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ نیت کے مطابق ہی روزہ ادا ہوگا اور رمضان کا روزہ ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۳﴾ وَلَا يَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهٖ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ.

ترجمہ اور صحیح نہیں ہے اس نذر کا روزہ جس کا زمانہ متعین کیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی واجب کی نیت سے بلکہ واقع ہوگا اسی واجب کا جس کی نیت کی ہے اس میں۔

نذرِ معین کے روزہ کے لئے کیا تعیین ضروری ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ نذر معین کا روزہ مطلق نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور نفل کے روزے کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے جیسے رمضان کا روزہ مطلق نیت اور نفل کے روزے کی نیت سے ادا ہو جاتا ہے لیکن نذر معین کا روزہ واجب آخر یعنی قضا اور کفارہ کی نیت سے ادا نہیں ہوگا اگر چہ رمضان کا روزہ واجب آخر کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور وجہ فرق یہ ہے کہ نذرِ معین کا روزہ بندے کا واجب کردہ ہے اور رمضان کا روزہ اللہ تعالیٰ کا واجب کردہ ہے، اللہ کا واجب کردہ روزہ چونکہ زیادہ اہم ہے اس لئے وہ واجب آخر کی نیت سے ادا ہو جائے گا اور بندے کا واجب کردہ نذرِ معین کا روزہ چونکہ اس قدر اہم نہیں ہے اس لئے وہ واجب آخر کی نیت سے ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۴﴾ وَاَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِيْ وَهُوَ مَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيْتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا اَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ بِاَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُوْرُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهٖ اِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِيْ فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ.

شفٰی فعل ماضی معروف باب (ض) شفٰی یشفی شِفاءً تندرستی عطا کرنا، اچھا کرنا۔

ترجمہ اور بہر حال دوسری قسم وہ ہے کہ ضروری ہے اس میں نیت کو متعین کرنا اور رات سے نیت کرنا وہ رمضان کے قضا روزے اور اس نفل کی قضا کہ جس کو رکھ کر توڑ دیا اور کفارے کے روزے اس کی تمام اقسام کے ساتھ اور نذر مطلق کے روزے جیسے اس کا قول اگر اللہ شفا دیدے میرے بیمار کو تو میرے ذمہ ایک دن کا روزہ ہے پھر شفا ہوگئی۔

تعیین نیت

اس عبارت میں ان روزوں کا بیان ہے جن میں تعیین نیت اور رات سے نیت کرنا لازم ہے اور ایسے روزے چار قسم کے ہیں: (۱) رمضان کی قضا کا روزہ (۲) کسی نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ (۳) کفاروں کے روزے۔ (۴) نذر غیر معین کے روزے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا چاروں قسم کے روزوں میں تعیین کی نیت کرنا شرط ہے یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قضائے رمضان کی نیت کی یا میں نے نذر مطلق کے روزے کی نیت کی یا قسم کے کفارے کے روزے کی نیت کی اگر مطلقاً روزے کی نیت کی یا نفل کے روزے کی نیت کی یا واجب آخر کفارہ وغیرہ کے روزے کی نیت کی تو اس سے قضاء رمضان اور نذرِ مطلق کا روزہ ادا نہ ہوگا ایسے ہی اگر کسی نے نفل روزہ رکھا اور پھر توڑ دیا تو بعد میں قضا کرتے وقت تعیین ضروری ۔ ہے، دوسری بات یہ بیان کر رہے ہیں کہ مذکورہ بالا روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے صبح صادق کے بعد ان کی نیت نہیں ہوسکتی۔

فَصْلٌ فِيمَا يَثْبُتُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ اَىْ كَصَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جن سے چاند کا ثبوت ہوتا ہے
اور یوم شک وغیرہ جیسے مہینہ کے آخری دو دِنوں کے روزے کے بیان میں)

﴿۱۰۳۵﴾ يَثْبُتُ رَمَضَانُ بِرُؤْيَةِ هِلَالِهِ اَوْ بِعَدِّ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِنْ غُمَّ الْهِلَالُ .

ھلال نیا چاند، پہلی رات کا چاند۔ **عَدٌّ** باب نصر کا مصدر ہے شمار کرنا، گننا، شمار میں لانا۔ **غُمَّ** ماضی مجہول باب نصر سے غمًّا مصدر ہے پوشیدہ رہنا۔

ترجمہ ثابت ہوتا ہے رمضان اس کے چاند کو دیکھ لینے سے یا شعبان کے تیس دن گن لینے سے اگر چاند چھپا رہ جائے۔

رمضان کا دار و مدار

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کی ابتداء کا مدار چاند دیکھنے پر ہے اگر انتیس شعبان میں چاند نظر آ جائے تو رمضان شروع کر دیں گے اور اگر انتیس شعبان کو مطلع صاف نہ ہو بادل گہرا غبار یا تیز سرخی ہو جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے روزے شروع کریں گے۔

﴿۱۰۳۶﴾ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا يَلِيَ التَّاسِعَ وَالعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدِ اسْتَوىٰ فِيْهِ طَرفُ العِلْمِ وَالجَهْلِ بِان غُمَّ الهِلَالُ .

استویٰ ماضی معروف باب افتعال سے استواءً مصدر ہے برابر ہونا۔ اور یہاں سے یوم کی اضافت جو شک کی جانب ہو رہی ہے اس کی وجہ کا بیان ہے۔ طرف جمع اَطْرَاف کنارہ، ہر چیز کی آخری حد۔ علم باب سمع کا مصدر ہے، حقیقت کا جاننا، واقفیت۔ جهل باب سمع کا مصدر ہے ناواقفیت، بے خبری۔ باَنْ اس میں باسبیت کے لئے ہے۔

ترجمہ اور یوم شک شعبان کا وہ دن جو انتیس شعبان سے متصل ہو اور تحقیق کہ برابر ہو اس میں جاننے اور نہ جاننے کا پہلو بایں معنی کہ چاند چھپا رہ جائے۔

یوم الشک

اگر انتیس شعبان کو مطلع صاف نہ ہو بادل گہرا غبار یا تیز سرخی ہو جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو اگلا دن یوم الشک ہے کیونکہ اس میں دو احتمال ہیں ایک ممکن ہے آسمان کے کنارے پر چاند ہو اور علت کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو پس وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہو گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ چاند نہ ہو پس وہ شعبان کی تیس تاریخ ہو گی اس لئے یہ یوم الشک ہے۔

﴿۱۰۳۷﴾ وَكُرِهَ فِيْهِ كُلُّ صَوْمٍ اِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهٖ بِلَا تَرْدِيْدٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ صَوْمٍ آخَرَ وَاِنْ ظَهَرَ اَنَّهٗ مِنْ رَمَضَانَ اَجْزَأَ عَنْهُ مَا صَامَهٗ وَاِنْ رَدَّدَ فِيْهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُوْنُ صَائِمًا .

جزم ماضی معروف باب (ض) جَزْمًا مصدر ہے پختہ ارادہ کرنا۔ تردید باب تفعیل کا مصدر ہے پس و پیش کرنا، ایک رُخ پر نہ جمنا۔ اجزاء ماضی معروف باب افعال سے کافی ہونا، کفایت کرنا۔ فیه ضمیر کا مرجع یوم الشک ہے۔ عنه ضمیر کا مرجع رمضان ہے رَدَّدَ ای الشخص . فيه ای فی یوم الشك.

ترجمہ اور مکروہ ہے اس میں ہر روزہ مگر وہ نفل روزہ جس کا ارادہ پختگی سے کیا ہو بغیر تذبذب کے نفل روزہ اور دوسرے روزے کے درمیان اور اگر ظاہر ہو جائے کہ یہ (دن) رمضان (کا دن) ہے، تو کافی ہو جائے گا رمضان کی

طرف سے جو روزہ اس نے رکھا ہے اور اگر شش و پنج کرے اس میں روزہ اور افطار کے درمیان تو وہ روزہ دار نہیں سمجھا جائے گا۔

یوم الشک میں روزہ رکھنے کی چند صورتوں کا بیان

فرماتے ہیں کہ یوم شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس دن کے روزہ میں دو احتمال ہیں اگر وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے تو روزہ فرض ہوگا ورنہ نفل ہوگا پھر روزہ رکھنے کی چند صورتیں ہیں: (۱) یقینی طور پر نفل کی نیت سے روزہ رکھا یہ صورت جائز ہے، اس صورت میں اگر رمضان المبارک کا ثبوت ہوگیا تو یہ روزہ رمضان کا مانا جائے گا ورنہ نفل ہوگا۔
(۲) مشکوک طور پر نیت کی کہ اگر رمضان ہوا تو روزہ سے رہوں گا ورنہ نہیں تو اس صورت میں روزہ نہ ہوگا خواہ رمضان ہو یا نہ ہو کیونکہ یقینی طور پر نیت ہی نہیں پائی گئی اور اگر اس طرح نیت کی کہ چاند ہوگیا تو رمضان کا روزہ ہوگا نہیں تو نفل کا ہو جائے گا، یہ مکروہ ہے۔

﴿۱۰۳۸﴾ وَكُرِهَ صَوْمُ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ آخِرِ شَعْبَانَ وَلَا يَكْرَهُ مَا فَوْقَهُمَا .

فوق ظرف مکان (ضد تحت) بلندی وارتفاع کے بیان کے لئے، اضافت کی صورت میں منصوب ہوتا ہے جیسے السماءُ فوق الارض اور اگر لفظاً مضاف نہ ہو صرف معنیً مضاف ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے جیسے السماءُ من فوق آسمان ہمارے اوپر ہے۔

ترجمہ اور ناپسند سمجھا گیا ایک دن یا دو دن کا روزہ رکھنا شعبان کے آخر میں اور مکروہ نہیں ہے دونوں سے زیادہ۔

۲۹؍ یا ۳۰؍ شعبان میں روزہ رکھنا

شریعت نے جو عبادت جتنی مشروع کی ہے اتنی ہی بجالانی چاہئے نہ اس میں کمی کرنی چاہئے نہ زیادتی۔ کمی کرنے کی خرابی تو ظاہر ہے اور زیادتی کرنے میں برائی یہ ہے کہ جب احتیاط کے نام پر اضافہ کیا جائے گا تو وہ اضافہ بڑھتا جائے گا پھر جب بوجھ ناقابل برداشت ہو جائے گا تو لوگ اصل کو بھی چھوڑ دیں گے، اب سنئے! صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے یعنی ۲۹؍ یا ۳۰؍ شعبان میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر اس سے زائد رکھے تین چار پانچ اس کی اجازت ہے جس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ممانعت اصل میں ان روزوں کی ہے جو بطور احتیاط کے رکھے جائیں یعنی رمضان کے روزوں میں احتیاط اور احتیاط جو عام طور سے ہوسکتی ہے ایک دو روزوں ہی سے ہوتی ہے لہٰذا کوئی زائد رکھے تو اس کی اجازت ہوگی علت منع کے مفقود ہونے کی وجہ سے ہاں اگر کسی شخص کا معمول ہر ماہ کی آخری تاریخ میں روزہ رکھنے کا ہے تو اس کے لئے انتیس یا تیس شعبان میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

﴿۱۰۳۹﴾ وَيَامُرُ الْمُفْتِي الْعَامَّةَ بِالتَّلَوُّمِ يَوْمَ الشَّكِّ ثُمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْحَالُ وَيَصُوْمُ فِيْهِ الْمُفْتِيْ وَالْقَاضِيْ وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَّتَمَكَّنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهٖ عَنِ التَّرْدِيْدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ كَوْنِهٖ عَنِ الْفَرْضِ .

العامّۃ عوام (خلاف الخاصّۃ) جمع عَوَامٌّ جاء القومُ عامّۃً سب لوگ آئے۔ التلوم باب تفعّل کا مصدر ہے انتظار کرنا، توقف کرنا۔ یتمکن فعل مضارع معروف باب تفعل سے تَمَکُّنًا مصدر ہے جب اس کے صلہ میں مِن آئے تو معنی ہوں گے کسی چیز پر قادر ہونا۔ ضبط باب (ن) کا مصدر ہے قابو میں لانا، کنٹرول کرنا۔ ملاحظۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے لحاظ کرنا، خیال رکھنا۔

ترجمہ اور حکم دے مفتی عوام کو شک کے دن انتظار کرنے کا پھر افطار کرنے کا جب جاتا رہے نیت کا وقت اور متعین نہ ہو کوئی حالت اور روزہ رکھے اس میں مفتی اور قاضی اور وہ شخص جو خواص میں سے ہو اور خاص وہ ہے جو قادر ہو اپنے نفس کو ضبط کرنے پر نیت میں ہیر پھیر کرنے سے اور (قادر ہو اس روزہ کا) فرض روزہ ہونے کے لحاظ کرنے پر۔

یوم الشک میں عوام وخواص کے احکامات

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ یوم الشک میں مفتی عام لوگوں کو حکم دے کہ وہ انتظار کریں یعنی بغیر روزے کی نیت کے زوال کے قریب تک اس کے بعد افطار کریں اور علماء اور خواص اس دن میں روزہ رکھیں یعنی جو لوگ استحکام نیت پر قادر ہوں تردد میں نہ واقع ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یوم الشک میں عوام کے لئے روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ خواص رکھ سکتے ہیں پھر اگر اتفاق سے وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہو تو یہ روزہ فرض ہو جائے گا مگر ضروری ہے کہ یوم الشک کا روزہ نفل کی نیت سے رکھا جائے رمضان کا کوئی تصور نہ ہو اور یہی خاص اور عام کا معیار ہے جو شخص نفل کی پختہ نیت کر سکتا ہے وہ خاص ہے اور نیت پختہ نہ ہو، یہ خیال آئے کہ اگر رمضان ہوگا تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا وہ عامی ہے۔

﴿۱۰۴۰﴾ وَمَنْ رَاٰى هِلَالَ رَمَضَانَ اَوِ الْفِطْرِ وَحْدَهٗ وَرُدَّ قَوْلُهٗ لَزِمَهُ الصِّيَامُ وَلَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهٖ هِلَالَ شَوَّالٍ وَاِنْ اَفْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ قَضٰى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهٗ قَبْلَ مَا رَدَّهُ الْقَاضِيْ فِي الصَّحِيْحِ .

ترجمہ اور جس نے دیکھا رمضان یا عید کا چاند تنہا اور رد کر دیا گیا اس کا قول تو لازم ہے اس کو روزہ رکھنا اور جائز نہیں اس کے لئے افطار کرنا اس کے شوال کے چاند کا یقین کرنے کے بعد (بھی) اور اگر افطار کھولے دونوں وقتوں میں تو قضا کرے اور کفارہ نہیں ہے اس پر اگر چہ ہو اس کا افطار کرنا اس سے پہلے ہی کہ واپس کرے اس کو قاضی صحیح ترین قول میں۔

تنہا چاند دیکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) اگر تنہا ایک شخص نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا اور کسی وجہ سے امام نے اس کا قول قبول نہیں کیا اور روزہ کا فیصلہ نہیں کیا تو اس تنہا دیکھنے والے کو روزہ رکھنا چاہئے اس میں جماعت کی موافقت نہ کرے۔ (۲) اگر ایک شخص نے عید کا چاند دیکھ لیا ہو اور دوسرے حضرات کو نظر نہ آیا ہو اور قاضی صاحب نے ایک گواہ کا اعتبار نہ کیا ہو اور اس پر عید کا فیصلہ نہ کیا تو اس چاند دیکھنے والے کو اپنی رویت کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر تنہا چاند دیکھنے والے نے روزہ نہ رکھا تو بعد میں اس پر روزہ کی قضا لازم ہوگی، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا، صاحب نور الایضاح نے فی الصحیح کی قید لگا کر ان بعض حضرات کے قول کو رد کر دیا ہے۔

﴿۱۰۴۱﴾ وَاِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ اَوْ غُبَارٍ اَوْ نَحْوِهٖ قُبِلَ خَبَرُ وَاحِدٍ عَدْلٍ اَوْ مَسْتُوْرٍ فِي الصَّحِيْحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلٰى شَهَادَةِ وَاحِدٍ مِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ اُنْثٰى اَوْ رَقِيْقًا اَوْ مَحْدُوْدًا فِي قَذْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ.

غیم بادل جمع غیُوْمٌ . عدل انصاف پرور، منصف جمع عُدُول عادل وہ شخص ہے جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں اور عدل ایک روحانی قوت ہے جو انسان کو تقویٰ پر آمادہ کرتی ہے جس میں یہ قوت ہو وہ عادل ہے۔ مستور اسم مفعول باب نصر سے سترٌ امصدر چھپانا، مستور کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ اور اصطلاحاً ایسا شخص جس کی حالت پوشیدہ ہو نہ اس کا تقویٰ ظاہر ہو نہ فسق و فجور۔ محدودًا فی قذف وہ شخص جسے تہمت کے سلسلہ میں حد لگائی گئی ہو۔

ترجمہ اور اگر آسمان میں کوئی علت ہو یعنی بادل یا غبار یا اس جیسی کوئی چیز تو قبول کر لی جائے گی رمضان کے لئے ایک عادل آدمی کی خبر یا مستور الحال کی صحیح مذہب کے مطابق اگر چہ گواہی دی ہو اس نے اپنے جیسے کسی ایک شخص کی گواہی پر اگر چہ وہ عورت ہو یا غلام یا تہمت زنا کے معاملہ میں سزا یافتہ شخص جو توبہ کر چکا۔

اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے چاند کا کیا حکم ہے؟

رمضان کی ابتداء کا مدار جو رویت پر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فی الجملہ رویت ضروری ہے اگر کسی کو بھی چاند نظر آیا اور وہ رویت کی گواہی دے تو چاند کا ثبوت ہو جائے گا، ہر شخص کے لئے چاند دیکھنا ضروری نہیں پھر اگر مطلع صاف نہ ہو بادل گرد و غبار یا تیز سرخی ہو تو رمضان کے چاند میں ایک عادل مسلمان یا مستور الحال کی گواہی کافی ہے۔ صحیح مذہب یہی ہے ظاہر الروایت یہ ہے کہ مستور الحال کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ ولو شهد علی شهادة الخ اس عبارت کا مطلب یہ

ہے کہ اصل گواہ خود قاضی کی عدالت میں حاضر نہ ہوسکا یا تو اس وجہ سے کہ وہ بیمار ہے یا اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے اور اس نے کسی کے سامنے گواہی دی تا کہ وہ یہ گواہی قاضی کی مجلس میں دے۔ کہ تو رمضان کے چاند کی گواہی میں تعداد یعنی دو گواہ کی ضرورت نہیں ہے ایک ہی کافی ہے خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت او محدوداً الخ جاننا چاہئے کہ کسی پر زنا کی تہمت لگانا شرعاً جرم ہے ایسے شخص پر ہتک عزت کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، جس کے نتیجہ میں تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور آئندہ کے لئے عدالت میں اس کی گواہی قبول نہ ہوگی البتہ ایسا شخص اگر توبہ کرلے تو دینی امور میں اس کی روایت یا خبر قبول کی جاسکے گی چونکہ رمضان کے چاند کی گواہی بھی دینی امر ہے اس لئے اس بارے میں بھی اس کی گواہی قبول ہو جائے گی۔

﴿۱۰۴۲﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوىٰ .

ترجمہ اور شرط نہیں لگائی گئی ہے شہادت کے لفظ کی اور نہ دعویٰ کی۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چاند دیکھنے والے کے لئے قاضی کی عدالت میں یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج چاند دیکھا ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے حاکم کے پاس گواہی دی اور دوسرے کسی شخص نے اس کی گواہی کو سنا اور گواہی دینے والا بظاہر عادل ہے تو سننے والے پر ضروری ہے کہ روزہ رکھے حاکم کے فیصلہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ایسے ہی پہلے سے دعویٰ دائر کرنا اور پھر اس پر گواہی دینا یہ سب بھی ضروری نہیں ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۵۸)

﴿۱۰۴۳﴾ وَشُرِطَ لِهِلَالِ الْفِطْرِ اِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حُرَّيْنِ اَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ بِلَا دَعْوىٰ .

ترجمہ اور شرط لگائی گئی عید کے چاند کے لئے جب کہ ہو آسمان میں کوئی علت لفظ شہادت کی جو دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی جانب سے ہو بغیر دعویٰ کے۔

عید کے چاند کا حکم

فرماتے ہیں کہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو عید کے چاند میں تعداد دو گواہ بھی شرط ہیں اور ان کا دیندار ہونا بھی شرط ہے اسی طرح لفظ شہادت یا ہر زبان میں اس کا مترادف لفظ بولنا ضروری ہے، متن کی عبارت میں بلا دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کے یہاں یعنی جج کی عدالت میں کوئی گواہی اس وقت پیش ہوتی ہے جب کوئی دعویٰ ہوا ہو اس ضابطہ کو پورا کرنے کے لئے ایک شکل نکالی جاسکتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی پر دعویٰ دائر کرے کہ اس نے میرا قرض نہیں دیا جبکہ اس نے وعدہ

کیا تھا کہ چاند دیکھنے کے بعد ادا کروں گا، اس صورت میں چاند دیکھنے کے گواہ ہونے چاہئیں جو باضابطہ عدالت میں ہوسکتے ہیں، یہاں یہی بتایا جارہا ہے کہ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے اس طرح کے دعوے کی ضرورت نہیں بلکہ بلاکسی دعوے کے گواہ گواہی دیں گے۔

﴿۱۰۴۴﴾ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ فَلَابُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِیْمٍ لِرَمَضَانَ وَالفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ العَظِیْمِ مُفَوَّضٌ لِرأیِ الإمَامِ فِی الاَصَحِّ.

مفوض اسم مفعول باب تفعیل سے تفویض مصدر ہے سپرد کرنا، سونپنا، کسی معاملہ میں تصرف کا اختیار دینا۔

ترجمہ اور اگر نہ ہو آسمان میں کوئی علت تو ضروری ہے ایک بڑی جماعت کا ہونا رمضان اور عید کے لئے اور جماعت عظیم کی مقدار سپرد کردی گئی ہے امام کی رائے کے، صحیح ترین مذہب میں۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعیدین کے چاند کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مطلع صاف ہو یعنی گرد وغبار دھواں تیز سرخی نہ ہو اس کے باوجود بستی یا شہر کے عام لوگوں کو چاند نظر نہیں آیا تو ایسی صورت میں رمضان وعیدین کے چاند کے لئے صرف دو چار گواہوں کے اس بیان کا اعتبار نہ ہوگا کہ ہم نے اس بستی یا شہر میں چاند دیکھا ہے بلکہ اس صورت میں ایک بڑی جماعت کی گواہی ضروری ہوگی یعنی اتنی بڑی جماعت کہ قاضی کو ان کی گواہی سے یقین حاصل ہوجائے کہ واقعی انہوں نے چاند دیکھا ہے ان کو دھوکا نہیں ہوا ہے اس جماعت کی تعداد کے متعلق فقہاء کے مختلف اقوال ہیں، ایک روایت امام ابو یوسف سے یہ ہے کہ انہوں نے پچاس کی تعداد بیان فرمائی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر مسجد جماعت سے ایک دو آدمی ہونے چاہئیں مگر صحیح بات یہ ہے کہ کوئی خاص تعداد شرعاً متعین نہیں جتنی تعداد سے یہ یقین ہوجائے کہ یہ سب مل کر جھوٹ نہیں بول سکتے وہی تعداد کافی ہے خواہ پچاس ہو یا کم وبیش۔ (الدرالمنضود: ۴/ ۱۹۲، انوارالقدوری: ۱/ ۲۷۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۹)

﴿۱۰۴۵﴾ وَاِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ یُرَ هِلَالُ الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مَصْحِیَّةٌ لَا یَحِلُّ لَهُ الفِطْرُ.

لم یُر نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب فتح سے رأیًا مصدر ہے دیکھنا۔ مصحیة اسم مفعول مؤنث بروزن مَرْمِیَّةٌ اصل میں مَصْحُوْیَةٌ تھا، واو اور یا ایک جگہ جمع ہوگئے، ان میں سے پہلا ساکن تھا، واو کو یا سے بدل دیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کردیا اور میم کے ضمہ کو یا کی مناسبت سے کسرہ سے بدل دیا مَصْحِیَّةٌ ہوگیا، بے بادل والا دن، صاف ستھرا دن۔

ترجمہ اور جب پوری ہوجائے گنتی ایک شخص کی گواہی سے اور نظر نہ آئے عید کا چاند حالانکہ آسمان صاف ستھرا ہے تو جائز نہیں اس کے لئے افطار کرنا۔

ایک کی گواہی کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر رمضان کے چاند کی صرف ایک شخص نے گواہی دی تھی اسی کی بنا پر روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا اب مہینہ ختم ہوگیا تیس دن روزے رکھ چکے مگر چاند نظر نہیں آیا اور آسمان بھی صاف ہے تو عید منانی صحیح نہ ہوگی اور قاضی کو حق ہوگا اس پر مقدمہ چلائے اور سزا دے۔

﴿۱۰۴۶﴾ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِيْمَا اِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ .

ترجمہ اور مختلف ہوگئی ترجیح (اختلاف ہوا ہے قولِ راجح کے قرار دینے میں) اس صورت میں جب کہ ہو دو دیندار نیک آدمیوں کی گواہی سے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے چاند کی گواہی دو معتبر لوگوں نے دی تھی اس بنیاد پر روزے شروع کر دیئے گئے تھے، اب ماہِ مبارک ختم ہوگیا یعنی تیس دن مکمل ہوگئے اور آسمان بالکل صاف ہے پھر بھی چاند نظر نہ آیا تو اگلے دن عید منائی جائے گی یا نہیں؟ تو ایک قول یہ ہے کہ عید منائی جائے گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ عید نہیں منائی جائے گی۔ بعض نے قولِ اول کو راجح قرار دیا ہے اور بعض نے قولِ ثانی کو۔ (مراقی الفلاح:۳۵۹)

﴿۱۰۴۷﴾ وَلَا خِلَافَ فِي حِلِّ الْفِطْرِ اِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ وَلَوْ ثَبَتَ رَمَضَانُ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ .

فَرْدٌ انسان وغیرہ کا ایک فرد جمع اَفْرَادٌ وفِرَادٌ.

ترجمہ اور کوئی اختلاف نہیں افطار کے جائز ہونے میں (عید الفطر کے تسلیم کر لینے میں) جبکہ آسمان میں کوئی علت ہو اگرچہ ثابت ہو رمضان ایک شخص کی گواہی سے۔

دو کی گواہی کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے چاند کی گواہی دو معتبر آدمیوں نے دی تھی جس کی بنا پر رمضان کے روزے شروع کر دیئے گئے تھے، آج تیس روزے مکمل ہوگئے ہیں مگر آسمان پر گرد وغبار یا تیز سرخی ہے جس کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو اگلے روز عید منائی جائے گی اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ متفق علیہ مسئلہ ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ رمضان کا ثبوت ایک شخص کی گواہی کی بنیاد پر ہوا ہو۔ (مراقی الفلاح:۳۵۹)

﴿۱۰۴۸﴾ وَهِلَالُ الْاَضْحٰى كَالْفِطْرِ .

ترجمہ اور بقر عید کا چاند عید الفطر کے مانند ہے۔ (احکامات میں دونوں برابر ہیں)

تشریح اگر مطلع صاف نہ ہو تو عید الفطر کے چاند کے ثبوت کے لئے دو گواہ بھی ضروری ہیں اور ان کا دیندار ہونا بھی لازم ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر ایک بڑی جماعت کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوگا، ایسے ہی ذی الحجہ کے چاند کا حکم ہے۔ تفصیل ۱۰۴۳، ۱۰۴۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱۰۴۹﴾ وَيُشْتَرَطُ لِبَقِيَّةِ الاَهِلَّةِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ اَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ غَيْرِ مَحْدُوْدَيْنِ فِي قَذْفٍ.

اھلۃ یہ جمع ہے اس کا واحد ھِلالٌ پہلی رات کا چاند۔ **محدودین** اسم مفعول جمع باب (ن) حَدًّا مصدر ہے سزا دینا، حد جاری کرنا۔ **قذف** باب (ض) کا مصدر ہے کسی پر کسی بات کی تہمت لگانا، یا کسی برائی کی طرف منسوب کرنا۔

ترجمہ اور شرط لگائی گئی ہے باقی چاندوں کے لئے دو عادل آزاد مرد یا ایک آزاد عادل مرد اور دو آزاد عادل عورتیں جو تہمت کے سلسلہ میں سزا یافتہ نہ ہوں۔

رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر مطلع صاف نہ ہو بادل گرد و غبار یا تیز سرخی ہو تو رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوگا بشرطیکہ گواہوں کے اوصاف ان میں موجود ہوں اور خود چاند دیکھنے کی گواہی دیں یا اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی کے سامنے گواہ پیش ہوئے، قاضی نے گواہی کو قبول کر کے اعلانِ عام کر دیا اور اگر مطلع صاف ہو تو ثبوتِ ہلال کے لئے ضروری ہے کہ اتنی بڑی تعداد چاند دیکھے جس سے یقین ہو جائے کہ واقعی انہوں نے چاند دیکھا ہے ان کو دھوکا نہیں ہوا ہے۔

﴿۱۰۵۰﴾ وَاِذَا ثَبَتَ فِي مَطْلَعِ قُطْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَاَكْثَرُ الْمَشَائِخِ .

مطلع اس کی جمع مطالع ہے اس کے معنی ہیں طلوع ہونے کی جگہ۔ **قُطْرٌ** ملک، کنٹری، (مختلف شہروں اور آبادیوں پر مشتمل وہ مجموعہ جو کسی خاص نام سے مشہور ہو) جمع اَقْطَارٌ.

ترجمہ اور جب ثبوت ہو گیا (چاند کا) کسی ملک کے مطلع میں تو لازم ہو جائے گا تمام لوگوں پر ظاہر مذہب میں اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مذہب ہے۔

اختلاف مطالع کا بیان

اس عبارت میں اختلاف مطالع کا بیان ہے مطالع مطلع کی جمع ہے اس کے معنی ہیں طلوع ہونے کی جگہ چونکہ زمین گول ہے اس لئے چاند سورج ہر جگہ الگ الگ اوقات میں نکلتے چھپتے ہیں۔ رمضان میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اعتبار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ کے لئے وہیں کی رویت کا اعتبار ہوگا، ایک جگہ کی رویت کا دوسری جگہ اعتبار نہ ہوگا اور اعتبار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کا ایک مطلع ہے، کسی بھی جگہ چاند نظر آجائے تو اس کو ہر جگہ مان لیا جائے یعنی جہاں تک معتبر ذریعہ سے رویت کی خبر پہنچے اس کو مان لیا جائے، پہلے راجح قول یہ تھا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں البتہ بعض حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے تھے مثلاً حنفیہ میں سے امام قدوری اور امام زیلعی اور بعض شوافع وغیرہ مگر چاروں فقہوں میں فتویٰ اس پر تھا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ایک جگہ کی چاند دیکھنے کی خبر معتبر ذریعہ سے جہاں تک پہنچے اس کو ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جیسا کہ صاحب کتاب نے اسی بات کو بیان کیا ہے لیکن جب نقل وحمل اور مواصلات کے ذرائع وسیع ہوئے اب آدمی ۲۴ گھنٹے میں پوری زمین کا چکر لگا سکتا ہے اور دو چار منٹ میں ایک کونے کی خبر دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہے تو علماء کا فتویٰ بدل گیا اگر چہ اب بھی بعض لوگ پرانی رائے کے قائل ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں مگر اس زمانہ میں ننانوے فیصد علماء کی رائے یہ ہے کہ اب ممالک بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے البتہ ممالک قریبہ میں اعتبار نہیں اور ایسی دو جگہیں جہاں کی چاند کی تاریخیں ہمیشہ یا اکثر ایک رہتی ہیں وہ ممالک قریبہ ہیں جیسے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور جن جگہوں کی تاریخوں میں ہمیشہ یا اکثر اختلاف ہوتا ہے جیسے ہندوستان اور سعودیہ وہ ممالک بعیدہ ہیں اس وجہ سے پاکستان کی رویت اہل ہند کے لئے معتبر ہوگی اور عرب ممالک کی معتبر نہ ہوگی۔ (مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۶۳، الدر المنضود: ۴/۱۸۴، ایضاح المسائل: ص ۷۹)

﴿۱۰۵۱﴾ **وَلَا عِبْرَةَ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ نَهَارًا سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ اَوْ بَعْدَهُ وَهُوَ اللَّيْلَةُ الْمُسْتَقْبِلَةُ فِي الْمُخْتَارِ .**

ترجمہ اور کوئی اعتبار نہیں چاند دیکھنے کا دن میں برابر ہے سورج ڈھلنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد میں اور وہ چاند آنے والی رات کا ہے پسندیدہ مذہب میں۔

اگر دن میں چاند نظر آجائے تو؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ چاند قبل الزوال دیکھا جائے یا بعد الزوال دونوں صورتوں میں اس دن کے حق میں یہ رویت معتبر نہ ہوگی اور دونوں صورتوں میں روزہ توڑنا درست نہ ہوگا اور توڑنے کی صورت میں قضا و کفارہ اس پر واجب ہے خواہ روزہ قبل الزوال توڑے خواہ بعد الزوال ہر حال میں ممنوع ہوگا اور یہ چاند آنے والی رات کا سمجھا جائے گا، یہی حضرت

امام ابوحنیفہ وامام محمد کا قول ہے، یہی مختار اور مفتیٰ بہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۶/ ۱۶۱، درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۲۲، فتاویٰ محمودیہ قدیم: ۷/ ۲۷۸)

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

(ان چیزوں کا بیان جو روزہ کو نہیں توڑتی)

﴿۱۰۵۲﴾ وَهُوَ اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ شَيْئًا مَا لَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا .

جامع ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مُجامعۃ مصدر ہے صحبت کرنا، ہم بستری کرنا۔

ترجمہ اور وہ چوبیس چیزیں ہیں کوئی چیز اگر کھالے یا پی لے یا صحبت کرلے بھول کر۔

بھول سے کھانا

رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں کھالیا یا پی لیا یا بیوی سے ہمبستری کرلی اور بعد میں یاد آجائے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ روزہ بدستور باقی رہے گا۔ (درمختار بیروت: ۳/ ۳۲۶)

﴿۱۰۵۳﴾ وَاِنْ كَانَ لِلنَّاسِيْ قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهٗ بِهٖ مَنْ رَّاٰهُ يَاْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ قُوَّةٌ فَالْاَوْلٰى عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ .

ترجمہ اور اگر ہو بھولنے والے شخص کے لئے روزہ پر طاقت تو یاد دلا دے اس کو وہ شخص جو دیکھے اس کو کھاتا ہوا اور مکروہ تحریمی ہے اس کو یاد نہ دلانا اور اگر اس میں طاقت نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے اس کو یاد نہ دلانا۔

بھول کر کھانے والے کو روزہ یاد دلانا چاہیئے یا نہیں؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص بھول کر کھا پی رہا ہے اور کسی شخص نے اس کو دیکھ لیا تو اگر دیکھنے والے کو اندازہ ہو کہ روزہ دار شام تک بلا کسی پریشانی کے روزہ پورا کرسکتا ہے تو اسے بتا دینا ضروری ہے اور اگر یہ اندازہ ہو کہ یہ روزہ پورا نہیں کرسکتا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اسے تھوڑا کھانے پینے دے اور علامہ زیلعی نے اس طرح تعبیر کی ہے کہ اگر بھول کر کھانے پینے والا جوان ہے تو یاد دلانا ضروری ہے اور اگر بوڑھا ہے تو یاد نہ دلانا بہتر ہے۔ (شامی بیروت: ۳/ ۳۲۷)

﴿۱۰۵۴﴾ اَوْ اَنْزَلَ بِنَظَرٍ اَوْ فِكْرٍ وَاِنْ اَدَامَ النَّظْرَ وَالْفِكْرَ .

ترجمہ یا انزال ہو جائے دیکھنے کے باعث یا خیال کرنے کے باعث اگر مسلسل دیکھتا رہا اور سوچتا رہا۔

نظر کرنے سے انزال

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) اگر اتفاق سے روزہ کی حالت میں کسی حسین عورت پر نظر پڑ جائے اور کمزوری کی وجہ سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ مسلسل دیکھتے رہنا جائز نہیں ہے۔ (۲) کسی عورت کے بارے میں غور و فکر کیا اور کرتا ہی رہا اور پھر غور فکر کی وجہ سے انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اس عورت کا دل میں خیال جمالینا جائز نہیں ہے۔ (درمختار: ۲/۱۴۴)

﴿۱۰۵۵﴾ اَوِ ادَّهَنَ .

اِدَّھَنَ ماضی معروف باب افتعال سے اِدّھان مصدر ہے اصل میں اِدْدَھَنَ تھا ایک جنس کے دو حرف ایک کلمہ میں جمع ہو گئے ان میں سے پہلا ساکن ہے ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا اِدَّھَنَ ہو گیا۔

ترجمہ یا تیل لگائے۔

سر میں تیل لگانا

روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (ایضاح المسائل: ۸۵)

﴿۱۰۵۶﴾ اَوِ اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهٗ فِي حَلْقِهٖ .

اکتحل فعل ماضی معروف باب افتعال اکتحال مصدر ہے سرمہ لگانا، **طَعْمٌ** ذائقہ، لذت، مزہ، ٹیسٹ، مرغوب کھانا جمع طُعُومٌ. اور ہ ضمیر کا مرجع الکحل ہے۔

ترجمہ یا سرمہ لگالے اگرچہ پائے اس کا مزہ اپنے حلق میں۔

آنکھ میں دوا

آنکھ میں دوا ڈالنے اور سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی روزہ بدستور باقی رہتا ہے اگرچہ اس کا اثر حلق میں محسوس کیوں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۱، ایضاح المسائل: ۸۵)

﴿۱۰۵۷﴾ اَوِ احْتَجَمَ .

احتجم فعل ماضی معروف باب افتعال مصدر احتجام پچھنے لگوانا، سینگی لگوانا، بذریعہ آلہ فاسد خون نکلوانا، یہ

طریقہ دنیا میں آج بھی رائج ہے اور مختلف طریقوں سے بدن سے فاسد خون نکالا جاتا ہے۔

ترجمہ یا خون نکلوائے۔

روزہ میں خون نکلوانا

روزہ کی حالت میں خون نکلوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر ایسی کمزوری کا خطرہ ہے کہ روزہ کی طاقت باقی نہ رہے تو مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی: ۴/۴۲۵، طحطاوی: ۳۶۱، ایضاح المسائل: ۸۷)

﴿۱۰۵۸﴾ اَو اغتَابَ .

اغتاب فعل ماضی معروف باب افتعال اغتیاباً مصدر ہے غیبت کرنا، اغتاب اصل میں اغتیَبَ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا، اِغتَابَ ہوگیا۔

ترجمہ یا غیبت کرے۔

روزہ میں غیبت کرنا

غیبت کے معنی ہیں وصفُ الرجلِ فی غَیبتِہٖ بما یکرہُ اذا سَمِعَہ یعنی کسی آدمی کے متعلق اس کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو ناراض ہو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ بات واقعی ہو؟ آپ نے فرمایا جبھی تو غیبت ہے ورنہ تو وہ بہتان ہے۔ (طحطاوی: ۳۶۱) اب اس کے بعد صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ کھانا پینا اور صحبت چھوڑنے کا نام ہے اور یہ تینوں کام مباح ہیں پس جب روزہ دار اللہ کی خوشنودی کے لئے مباح چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کو ممنوعات شرعیہ سے بدرجہ اولیٰ احتراز کرنا چاہئے پھر بھی اگر کوئی کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کا روزہ فاسد تو نہ ہوگا مگر وہ شخص گناہ گار ہوگا۔

﴿۱۰۵۹﴾ اَوْ نَوَی الفِطْرَ وَلَمْ یُفْطِرْ .

ترجمہ یا ارادہ کرے افطار کا اور افطار نہ کرے۔

قصد افطار کا حکم

فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص روزہ دار ہے اور اس نے افطار کا وقت ہونے سے پہلے ہی افطار کا ارادہ کرلیا مگر افطار نہیں کیا تو صرف نیت کرلینے سے اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا ہاں اگر افطار کا پختہ ارادہ کرلیا تھا تو روزہ تو نہ ٹوٹے گا البتہ گناہگار ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۱)

﴿۱۰۶۰﴾ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ دُخَانٌ بِلَا صُنْعِهٖ .

دخان دھواں جمع دَوَاخِن۔ **صُنع** کام، عمل (حیوان یا پتھر کی طرف منسوب نہ ہوگا)

ترجمہ یا داخل ہو جائے اس کے حلق میں دھواں بغیر اس کے کسی فعل کے۔

اگربتی کے دھوئیں کا حکم

اگربتی اور لوبان وغیرہ جلا کر اگر اپنے پاس رکھ کر سونگھتا ہے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن اگر بالقصد سونگھتا نہیں بلکہ بلا اختیار داخل ہو جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا لہٰذا جمعہ وغیرہ میں مساجد میں رمضان کے موقع پر اگربتی وغیرہ جلانے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ (ایضاح المسائل: ۸۶) البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب کا پھول وغیرہ اور خوشبو کا سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔ (مراقی: ۳۶۱-۳۶۲)

﴿۱۰۶۱﴾ اَوْ غُبَارٌ وَلَوْ غُبَارَ الطَّاحُوْنِ .

طاحون جمع طَوَاحِینُ آٹا پیسنے کی چکی یا مشین، آٹا مل۔

ترجمہ یا غبار اگرچہ چکی کا غبار ہو۔

تشریح فرماتے ہیں کہ وہ گرد و غبار جو خود بخود داخل ہو جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں اگر گرد و غبار پھانک لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ایسے ہی آٹا پیسنے کی چکی کے چلنے سے جو آٹے کا گرد و غبار اڑ رہا ہے وہ بھی اگر بلا اختیار داخل ہو جائے تو بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۶۲﴾ اَوْ ذُبَابٌ .

ترجمہ یا مکھی گھس جائے۔

تشریح حلق میں بلا اختیار مکھی کے چلے جانے سے بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۶۳﴾ اَوْ اَثَرُ طَعْمِ الْاَدْوِيَةِ فِيْهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهٖ .

الْاَدْوِيَة یہ جمع ہے اس کا واحد اَلدَّوَاءُ ہے، دوا۔ **فیہ** ضمیر کا مرجع حلق ہے۔

ترجمہ یا (چلا جائے) دواؤں کے مزہ کا اثر حلق میں حالانکہ وہ اپنے روزہ کو یاد رکھنے والا ہے۔

دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو تو کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں دوائی کوٹ رہا ہے اور اس کا اثر اسے حلق میں محسوس ہو رہا ہے

جبکہ روزہ بھی یاد ہے تو بھی روزہ نہ ٹوٹے گا ایسے ہی خوشبو سونگھنے سے بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۶۴﴾ اَوْ اَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوْ اسْتَمَرَّ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ .

ترجمہ یا صبح کی حالت جنابت میں اگرچہ پورے دن جنابت کے ساتھ ہی رہا۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں

جو شخص جنبی ہو خواہ بیوی سے صحبت کی وجہ سے یا احتلام کی وجہ سے اور وہ رمضان کا یا غیر رمضان کا روزہ رکھنا چاہے اور صبح صادق کے بعد غسل کرلے تو درست ہے اس لئے کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں روزہ کی حالت میں اگر احتلام ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس حالت کے اندر پورے دن رہنا حرام ہے اور ناپاک رہ کر نحوست مول نہیں لینی چاہئے۔

﴿۱۰۶۵﴾ اَوْ صَبَّ فِيْ اِحْلِيْلِهِ مَاءً اَوْ دُهْنًا .

صبّ ماضی معروف صیغہ واحد غائب باب نصر صبًّا مصدر ہے پانی ڈالنا، بہانا۔ احلیل پیشاب نکلنے کا سوراخ جمع اَحالیل .

ترجمہ یا ڈالے اپنے ذکر کے سوراخ میں پانی یا تیل۔

ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالنے کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے ذکر میں پانی یا تیل یا دوا وغیرہ ڈال لی اور وہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر مثانہ تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، (ہندیہ:۱/۲۰۴) اور احلیل کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کی شرمگاہ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۶۲)

اختیاری مطالعہ

اگر کسی مرض کی تشخیص یا مدت وضع حمل کا اندازہ لگانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر کسی عورت کی شرمگاہ میں ہاتھ ڈالے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ خشک ہاتھ ڈالے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اور اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری:۱/۲۰۴)

﴿۱۰۶۶﴾ اَوْ خَاضَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ اُذُنَهٗ .

خاض فعل ماضی معروف باب نصر سے خَوضًا مصدر ہے پانی میں گھسنا۔ اذن کان جمع آذان.

ترجمہ یا گھس جائے نہر میں اور داخل ہو جائے پانی اس کے کان میں۔

کان میں پانی چلے جانے کا حکم

فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں کسی نے نہر میں غوطہ لگایا اور اس کے کان میں پانی داخل ہو گیا تو روزہ نہ ٹوٹے گا، لیکن اگر باقاعدہ کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (طحطاوی: ۳۶۲) لہٰذا احتیاط ضروری ہے۔

﴿۱۰۶۷﴾ اَوْ حَكَّ اُذُنَهٗ بِعُوْدٍ فَخَرَجَ عَلَيْهِ دَرَنٌ ثُمَّ اَدْخَلَهٗ مِرَارًا اِلٰى اُذُنِهٖ .

حَكَّ فعل ماضی معروف باب نصر سے حَكًّا مصدر ہے کھجانا۔

ترجمہ یا کھجایا اپنے کان کو کسی لکڑی سے اور اس پر میل کچیل نکلا پھر داخل کیا اس کو کئی بار اپنے کان میں۔

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنا کان کسی لکڑی سے کھجایا اور سوراخ کے اندر سے میل نکالا پھر میل لگی ہوئی لکڑی کو بار بار کان میں داخل کیا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

﴿۱۰۶۸﴾ اَوْ دَخَلَ اَنْفَهٗ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَهٗ عَمَدًا اَوِ ابْتَلَعَهٗ وَيَنْبَغِىْ اِلْقَاءُ النُّخَامَةِ حَتّٰى لَا يَفْسُدَ صَوْمُهٗ عَلٰى قَوْلِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

مخاط ناک کی رینٹ، سینک۔ **استنشق** ماضی معروف باب استفعال سے مصدر **استنشاق** ناک میں کوئی چیز چڑھانا، **ابتلع** ماضی معروف باب افتعال سے اور مجرد میں باب فتح سے بَلَعَ يبلَعُ بَلْعًا نگلنا۔ **النخامة** کھنکار، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ متن میں او دخل انفه کے بجائے او نزل الى انفه کہنا زیادہ بہتر تھا۔ حتّٰى تفریعیہ ہے اور فعل اس کے بعد مرفوع ہے۔

ترجمہ یا آیا اس کی ناک میں سینک اور سُڑک لیا اس کو جان بوجھ کر یا نگل گیا اس کو اور مناسب ہے رینٹ کا پھینک دینا (تھوک دینا) تاکہ نہ ٹوٹے اس کا روزہ حضرت امام شافعیؒ کے قول کے مطابق۔

رینٹ کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار کے ناک میں سینک آئی اس نے قصداً اوپر چڑھالی کہ حلق میں چلی گئی یا اس کو نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ناک کی رینٹ کا باہر پھینک دینا مناسب ہے تاکہ امام شافعی

کے اختلاف سے نکل جائے کیونکہ ان کے نزدیک نگل لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اختیاری مطالعہ

منہ کی رال نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہوکر ٹپکنے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے بھی روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر ٹپک گئی پھر نگل گیا تو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۲)

﴿۱۰۶۹﴾ اَوْ ذَرَعَهُ القَئُ وَعَادَ بِغَيرِ صُنْعِهٖ وَلَوْ مَلَأَ فَاهُ فِي الصَّحِيْحِ اَوِ اسْتِقَاءَ اَقَلَّ مِنْ مِلْأ فِيْهِ عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَوْ اَعَادَهٗ فِي الصَّحِيْحِ .

ذرعه القئ کے معنی ہیں اس کو الٹی ہوگئی۔ **استقاء** کے معنی ہیں قی طلب کی یعنی بالقصد کی۔ سین طلب کے لئے ہے۔

ترجمہ یا اس کو قئ ہوئی اور لوٹ گئی بغیر اس کے فعل کے (خود بخود) اگرچہ بھر دیا ہو اس کا منہ صحیح ترین قول میں یا قصداً قئ کی اپنے منہ بھر سے کم صحیح ترین قول پر اگرچہ اس کو واپس کر لیا ہو صحیح ترین قول میں۔

قے کا کیا حکم ہے؟

اس عبارت میں صاحب کتاب حالت صوم میں قئ کا حکم بیان فرماتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اگر خود بخود قئ ہو جائے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ تو روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس میں بندے کا دخل نہیں، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قئ ہوئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی چاہے منہ بھر کر بھی ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا صحیح قول یہی ہے یعنی امام محمد کے نزدیک، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر منہ بھر کر ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر جان بوجھ کر لوٹا لیا تو امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جائے گا، امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اور اگر روزہ کی حالت میں قصداً قئ کی تو منہ بھر کر قئ ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۳۵۰) اور اگر اس کو لوٹا لیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اور امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جائے گا۔

﴿۱۰۷۰﴾ اَوْ اَكَلَ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَكَانَ دُوْنَ الحِمَّصَةِ .

اسنان اس کا واحد سِنّ دانت۔ **حمصة** چنا۔

ترجمہ یا کھا لے اس چیز کو جو اس کے دانتوں کے بیچ میں ہے اور وہ چنے سے کم تھی۔

چنے سے کم غذا کا حکم

اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منھ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ہندیہ: ۱/۲۰۲)

﴿۱۰۷۱﴾ اَوْ مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ حَتّٰى تَلَاشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا طَعْمًا فِي حَلْقِهٖ.

مضغ فعل ماضی معروف صیغہ واحد غائب باب فتح مضغ یمضغ مضغًا چبانا۔ سِمسِمَة تل، تھوڑی سی چیز۔ تلاشت ماضی معروف ہے، تلاشی سے اور وہ لاشی کی ایک خاص شکل ہے یعنی کوئی چیز نہیں رہی بلکہ رَل مل گئی۔

ترجمہ یا چبائے تل جیسی کوئی چیز اپنے منھ کے باہر سے حتی کہ وہ رَل مل گئی اور نہ پائے اس کا کوئی مزہ اپنے حلق میں۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ تل جیسی کوئی چیز روزہ دار نے منھ میں ڈال کر چبائی اور وہ منھ میں رَل مل گئی اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر اس چیز کو نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۶۳)

بَابُ مَا يُفْسِدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

(ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ان کی وجہ سے کفارہ قضا کے ساتھ)

﴿۱۰۷۲﴾ وَهُوَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ شَيْئًا اِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ.

طائعًا خوشی سے، اختیاری طور پر۔ متعمدًا جان بوجھ کر، ارادہ سے۔ مُضطرٌّ اسم مفعول باب افتعال سے مصدر اضطرار مجبور کرنا اور مضطر کے معنی ہیں بے تاب، بے قرار، بے چین، پریشان۔ کفارہ گناہ کا شرعی اتار یعنی شریعت نے گناہ کی سزا سے محفوظ رکھنے کے لئے جو بدلہ بصورتِ صوم یا صدقہ یا باندی وغلام کی آزادی کی تجویز فرمادی ہے اسے کفارہ کہتے ہیں۔

ترجمہ اور وہ بائیس چیزیں ہیں جب کرے روزہ داران میں سے کسی ایک کو خوشی سے جان بوجھ کر اس حال

میں کہ وہ بے تاب نہ ہو تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے۔

تشریح کفارہ واجب ہونے کے لئے چند صورتیں ہیں: (۱) رمضان شریف کا روزہ ہو۔ (۲) روزہ دار مکلف ہو۔ (۳) روزہ توڑنا اس کی مرضی اور اختیار سے ہو، اگر کسی بیماری وغیرہ یا جبر و اکراہ کی وجہ سے مجبور ہو کر روزہ توڑا تو کفارہ نہ ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ یہاں عبارت میں صاحب کتاب نے جو بائیس کی تعداد بیان کی ہے یہ تقریبا ہے انہیں میں انحصار مقصود نہیں ہے اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہیں۔

فوائد قیود: طائعًا اس قید کو لگا کر مکرَہ (جس پر زبردستی کی گئی ہو) کو نکالنا مقصود ہے کیونکہ اگر کسی پر زبردستی کر کے روزہ تڑوایا تو اس پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔ متعمدا یہ قید بھی احترازی ہے اس سے ناسی (بھولنے والا) اور مخطئ (غلطی کرنے والا) کو نکالنا مقصود ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص بھول سے کھا پی لے تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر غلطی ہوگئی مثلاً کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۳) غیر مضطر اس قید کو لگا کر مضطر کو نکالنا مقصود ہے یعنی اگر روزہ دار کو کسی عمل کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہوگیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے اور بعد میں صرف قضا لازم ہوگی اور اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گناہگار بھی ہوگا۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۳۵۸)

﴿۱۰۷۳﴾ وَهِيَ الجِمَاعُ فِي اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ عَلَى الفَاعِلِ وَالمَفْعُوْلِ بِهٖ .

ترجمہ اور وہ صحبت کرنا ہے دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک میں (اس سے کفارہ واجب ہوتا ہے) فاعل پر (بھی) اور مفعول پر (بھی)۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزہ میں باقاعدہ روزہ دار بیوی سے ہمبستری کر لی ہے تو قضاء کے ساتھ ساتھ دونوں پر کفارہ بھی واجب ہوگا اور اس دن کھانا پینا بھی جائز نہ ہوگا ایسے ہی لواطت کرنے میں جب سپاری چھپ جائے اگرچہ منی نہ نکلی ہو یعنی انزال نہ ہوا ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر بے روزہ دار مرد نے روزہ دار بیوی سے صحبت کر لی تو کفارہ عورت پر لازم ہے اور اگر عورت کے ساتھ مرد زبردستی صحبت کر لے تو عورت پر صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۷۴﴾ وَالاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيْهِ مَا يُتَغَذّٰى بِهٖ اَوْ يُتَدَاوٰى بِهٖ .

یتغذیٰ فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب باب تفعل سے تَغَذّٰى تَغَذِّيًا غذا حاصل کرنا اور غذا وہ کھانے پینے کی چیز جس کی طرف طبیعت کو رغبت ہو اور پیٹ کی خواہش اس سے پوری ہو جائے جیسے گیہوں روٹی گوشت پانی۔ یتداویٰ فعل مضارع مجہول یعنی وہ چیز جو دوا کے کام آتی ہو اور دوا سے ایسی چیز مراد ہے جس سے بدن کی درستگی ہو۔

ترجمہ اور کھانا اور پینا برابر ہیں اس میں وہ چیز جس کے ذریعہ غذا حاصل کی جاتی ہے یا دوا کی جاتی ہے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھا پی کر روزہ کو فاسد کر دے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (عالمگیری: ۲۰۶-۲۰۵)

اختیاری مطالعہ

امراضِ قلب میں جو گولی زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے اور وہ وہیں جذب ہو کر تحلیل ہو جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر دوا کے اجزاء لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے راستہ سے اندر چلے جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(شامی: ۱۳۴/۲)

﴿۱۰۷۵﴾ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ اِلٰی فَمِہٖ.

ابتلاع باب افتعال کا مصدر ہے اور مجرد میں باب (س ف) سے مستعمل ہے نگلنا۔

ترجمہ اور بارش (کی بوند) کا نگل جانا جو اس کے منہ میں داخل ہو گئی ہو۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے بارش ہوتے ہوئے اپنا منہ آسمان کی جانب اٹھا کر کھول دیا اور بارش کا قطرہ منہ میں آ گیا اور وہ اس کو نگل گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے برف اور اولہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۴)

اختیاری مطالعہ

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ہندیہ: ۲۰۳/۱)

﴿۱۰۷۶﴾ وَاَكْلُ اللَّحْمِ النَّيْءِ اِلَّا اِذَا دَوَّدَ.

اللحم گوشت جمع لُحُومٌ. النیئ ناءَ ینیئُ نیئًا باب ضرب کچا رہنا، (جو بھی پکا نہ ہو) اور نئی کی تفسیر حاشیہ میں یہ لکھی ہے وھو اللحم الذی لم تسمہ النار ولم ینضج وہ گوشت جسے آگ نے نہ چھوا ہو اور نہ پکایا یعنی کچا گوشت۔ دَوَّدَ ماضی معروف کہا جاتا ہے دَوَّدَ الشیئُ تدویدًا کیڑے پڑنا کیڑا پیدا ہونا، کیڑا لگنا۔

ترجمہ اور کچے گوشت کا کھا لینا مگر جبکہ کیڑے پڑ جائیں۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں عمداً کچا گوشت اور کچا چاول کھانے سے بھی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے اس سے بحث نہیں کہ گوشت حلال جانور کا ہے یا حرام کا ایسے ہی جھٹکے کا گوشت ہو یا شرعاً ذبح کیا ہوا ہر صورت میں کھانے سے ر[illegible] آگے فرماتے ہیں کہ اگر گوشت میں کیڑے پڑ گئے یا بدبو پیدا ہو گئی اس کے سڑنے کی وجہ سے [illegible] ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں کیونکہ اس میں غذا کے معنی

نہیں رہے اب وہ بدن کو نقصان ہی پہنچا سکتا ہے۔ (شامی بیروت: ۳/ ۳۴۵، طحطاوی: ۳۶۴)

﴿۱۰۷۷﴾ وَاَكْلُ الشَّحْمِ فِي اخْتِيَارِ الفَقِيْهِ اَبِي اللَّيْثِ .

الشحم چربی، چکنائی جمع شُحُومٌ شَحِمَ يَشْحَمُ شحمًا باب (س) چربی دار ہونا، فربہ ہونا، چربی سے بھرا ہوا ہونا۔

ترجمہ اور چربی کا کھانا فقیہ ابو اللیث کے اختیار کردہ قول میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے چربی کھالی تو فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

﴿۱۰۷۸﴾ وَقَدِيْدِ اللَّحْمِ بِالاِتِّفَاقِ .

قدید ٹکڑے کیا ہوا گوشت، یا گوشت کا لمبا پارچہ جسے نمک لگا کر سکھا لیا گیا ہو۔

ترجمہ اور سوکھے گوشت کا (کھالینا) بالاتفاق۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سکھایا ہوا گوشت کھانے سے بالاتفاق قضا و کفارہ دونوں لازم ہو جائیں گے۔

﴿۱۰۷۹﴾ وَاَكْلُ الحِنْطَةِ وَقَضمُهَا اِلَّا اَنْ يُمْضَغَ قَمْحَةً فَتَلَاشَتْ .

حنطة گیہوں جمع حِنَطٌ ۔ **قضم** باب ض، س، دانتوں کی نوک سے چبا کر کھانا۔ **یمضغ** فعل مضارع معروف باب (ف ن) مضغًا دانتوں سے چبانا۔ **قمحة** گیہوں کا دانہ، آدھی رتی برابر۔

ترجمہ اور گیہوں کا کھالینا اور اس کا چبانا مگر یہ چبائے ایک دانہ کہ وہ رَل رَلا جائے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے گیہوں کھالئے یا ان کو دانتوں سے چبا کر کھالیا تو قضا و کفارہ دونوں ہوں گے لیکن اگر گیہوں کا ایک دانہ منھ میں ڈالا اور اسے چبایا اور وہ وہیں پر جذب ہو کر دانتوں اور زبان ہی میں رہ گیا اندر نہیں گیا اور اس کا مزہ ی حلق میں محسوس نہیں ہوا تو اس صورت میں نہ روزہ ٹوٹے گا اور نہ قضاء و کفارہ لازم ہوگا۔

﴿۱۰۸۰﴾ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ حِنْطَةٍ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ سِمْسِمَةٍ اَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجِ فَمِهِ فِي المُخْتَارِ .

ترجمہ اور گیہوں کے ایک دانہ کا نگل جانا اور تل یا اس جیسے کسی غلہ کے ایک دانہ کا اپنے منھ کے باہر سے لیکر نگل جانا پسندیدہ قول میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے گیہوں کا دانہ یا تل وغیرہ کا دانہ نگل لیا یعنی باہر سے اٹھا کر منھ میں ڈالا

اور نگل گیا تو بالاتفاق اس کا روزہ ٹوٹ گیا مگر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا لازم ہے مگر مفتیٰ بہٖ قول یہ ہے کہ قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۵)

﴿۱۰۸۱﴾ وَاَكْلُ الطِّيْنِ الارمنيّ مُطلقًا وَالطِّيْنِ غَيرِ الارمنِي كالطِّفْلِ اِن اعْتَادَ اَكْلَهٗ .

الطین الارمنی ایک قسم کی سیاہی مائل سرخ مٹی۔

ترجمہ اور ارمنی مٹی کا کھانا مطلقاً اور ارمنی مٹی کے علاوہ کسی اور مٹی کا کھانا جیسے طین طفل اگر عادت ہو اس کے کھانے کی۔

تشریح فرماتے ہیں ارمنی مٹی کے کھانے کا عادی ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کے کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا وکفارہ دونوں لازم ہوں گے کیونکہ اس کو دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے اور عالمگیری کے حوالہ سے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر دوا کے طور پر کھا کر روزہ توڑ دیا تو قضا وکفارہ دونوں ہوں گے اور ارمنی مٹی کے علاوہ دوسری مٹی موجب کفارہ اس وقت ہوگی کہ جب وہ کھانے والا شخص اس کا عادی ہو ورنہ نہیں یعنی بے فائدہ مٹی کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا مگر صرف قضا لازم ہوگی۔

﴿۱۰۸۲﴾ وَالمِلْحِ القَلِيْلِ فِي المُخْتَارِ .

ملح نمک جمع اَملاحٌ .

ترجمہ اور تھوڑا سا نمک مذہب مختار کے بموجب (موجب کفارہ ہے)

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے تھوڑا سا نمک کھا لیا تو قضا وکفارہ دونوں لازم ہوں گے کیونکہ زیادہ نمک کی نہ خواہش ہوتی ہے اور نہ دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے۔

﴿۱۰۸۳﴾ وَابْتِلاَعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهٖ اَوْ صَدِيْقِهٖ لاَ غَيْرِهِمَا .

ابتلاع باب افتعال کا مصدر ہے نگلنا۔ **بزاق** تھوک باب نصر سے بَذَقَ يَبْذُقُ بَذْقًا وَبُزَاقًا تھوکنا۔

ترجمہ اور نگل جانا اپنی بیوی یا اپنے دوست کے تھوک کو نہ کہ ان دونوں کے علاوہ۔

تشریح اگر کوئی شخص دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر اپنے پسندیدہ شخص مثلاً بیوی یا دوست کا تھوک ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (شامی: ۲/ ۱۴۸)

اختیاری مطالعہ

روزہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا و کفارہ اس پر لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۶/ ۴۳۲، شامی بیروت: ۳/ ۳۴۵)

﴿۱۰۸۴﴾ وَاَكْلُهٗ عَمَدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ اَوْ بَعْدَ حَجَامَةٍ اَوْ بَعْدَ مَسٍّ اَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ اَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ اَوْ بَعْدَ دُهْنِ شَارِبِهٖ ظَانًّا اَنَّهٗ اَفْطَرَ بِذٰلِكَ اِلَّا اِذَا اَفْتَاهُ فَقِيْهٌ اَوْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَاوِيْلَهٗ عَلَى الْمَذْهَبِ وَاِنْ عَرَفَ تَاوِيْلَهٗ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ .

قبلة بوسہ جمع قُبَلٌ و قُبُلاتٌ . **مضاجعة** باب مفاعلة کا مصدر ہے اردو میں اس کے معنی ہیں صحبت کرنا اور عربی میں اس کے معنی ہیں بدن سے بدن لگانا یہاں روزہ کی حالت میں بیوی کو ساتھ لٹانا مراد ہے۔ **دهن** تیل جمع ادهان . **شارب** مونچھ جمع شوارِبُ . **تاويل** باب تفعیل کا مصدر ہے جمع تاويلات. ظاہری مطلب سے کسی بات کو پھیر دینا۔

ترجمہ اور اس کا کھا لینا جان بوجھ کر غیبت کے بعد یا فاسد خون نکلوانے کے بعد یا چھونے کے بعد یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینے کے بعد یا ساتھ لٹانے کے بعد بغیر انزال کے یا اپنی مونچھوں پر تیل لگانے کے بعد یہ خیال کر کے کہ ان چیزوں سے روزہ ٹوٹ گیا مگر جبکہ اس کو کسی فقیہ نے فتویٰ دیا ہو یا حدیث کو سنا ہو اور نہ پہچان سکے اس کی تاویل کو اپنے مذہب کے مطابق اور اگر پہچان لے اس کی تاویل کو تو اس پر کفارہ واجب ہو گیا۔

تشریح اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس شخص نے غیبت کی اس کا روزہ ٹوٹ گیا، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں ثواب کم ہو جاتا ہے اب اگر کسی شخص نے اس حدیث کو سنا اور اس کی تفسیر نہ سمجھی اور اس نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی اور پھر یہ سمجھ کر کہ غیبت کرنے سے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جان بوجھ کر کھا لیا تو اب تک تو روزہ نہ ٹوٹا تھا مگر جب کھا لیا تو اب روزہ ٹوٹ گیا اب قضا بھی لازم ہوگی اور کفارہ بھی۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۵) (۲) روزہ کی حالت میں خون نکلوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر روزہ دار نے یہ سوچ کر کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے جان بوجھ کر کھا لیا تو اب حقیقت میں روزہ فاسد ہو گیا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (۳) روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے چھونے یا ساتھ لٹانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر کسی روزہ دار نے یہ سمجھا کہ ان افعال کو کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہی سوچ کر اس نے کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (۴) روزہ کی حالت میں مونچھوں پر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر روزہ دار نے سمجھا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۴۷) **الا اذا افتاه الخ** اولاً یہ سمجھیں حَجَامَةٌ کے معنی ہیں سینگی لگوانا پچھنے لگوانا یعنی بدن سے فاسد خون نکلوانا، یہ طریقہ دنیا میں آج بھی

رائج ہے اور مختلف طریقوں سے بدن سے فاسد خون نکالا جاتا ہے اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوانے یا کسی اور طریقہ سے بدن سے خون نکلوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے امام احمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے دیگر فقہاء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا، اب صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص روزے سے ہے اور اس نے پچھنے لگوائے پھر کسی حنبلی عالم سے مسئلہ پوچھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟ حنبلی مفتی صاحب نے اپنے مذہب کے مطابق جواب دیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اب اس شخص پر صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں، کیونکہ اس پر ضروری ہے کہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کرے۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۳۴۶)

او سمع الحدیث حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو پچھنے لگا رہا ہے اس کا بھی روزہ ٹوٹ گیا اور جو لگوا رہا ہے اس کا بھی روزہ ٹوٹ گیا۔ اب صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے فاسد خون نکلوایا اور پھر حدیث کی روشنی میں یہ سوچا کہ روزہ تو ٹوٹ گیا اب جان بوجھ کر کھا لیا اور حدیث کی تاویل کا اسے علم نہیں ہے تو اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں، اور اگر حدیث کی تاویل کو جانتا ہے تو پھر قضا و کفارہ دونوں ہوں گے۔

(درمختار مع الشامی: ۳/ ۳۴۶، مراقی الفلاح: ۳۶۵)

اختیاری مطالعہ

ماقبل میں پچھنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں: (۱) **افطر الحاجم والمحجوم** میں **افطر کاد ان یفطِرَ** کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ عمل حجامت سے دونوں کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا حاجم کا تو اس لئے کہ وہ خون چوستا ہے پس خون کے حلق میں چلے جانے کا اندیشہ ہے اور محجوم کا اس لئے کہ اس کو خون نکلنے کی وجہ سے کمزوری لاحق ہو سکتی ہے اسے فوری دوا لینی پڑ سکتی ہے اور روزہ توڑنا پڑ سکتا ہے۔ (۲) **الحاجم والمحجوم** میں ال عہدی ہے اور مراد دو مخصوص آدمی ہیں جو حجامت کے دوران غیبت کر رہے تھے ان کے بارے میں آپ نے فرمایا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا یعنی دونوں کے روزوں کا ثواب ضائع ہو گیا اور ضیاعِ ثواب کی علت حجامت نہیں ہے بلکہ غیبت ہے۔ (شامی: ۳/ ۳۴۷) (۳) **افطر الحاجم والمحجوم** اگرچہ جملہ خبریہ ہے مگر اس میں انشاء مضمر ہے اور وہی مقصود ہے یعنی آپ نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ روزہ کی حالت میں پچھنے نہ لگوائیں اور یہ ممانعت شفقۃً تھی حرمت کے طور پر نہیں تھی کیونکہ اس سے کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۴۸)

﴿۱۰۸۵﴾ وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرَهًا .

طاوعت فعل ماضی معروف واحد مؤنث غائب باب مفاعلۃ سے اس نے موافقت کی اس نے ساتھ دیا **مکرَھًا** بفتح الراء اسم مفعول باب افعال سے مجبور کیا ہوا۔

ترجمہ اورواجب ہوگا کفارہ اس عورت پر جس نے موافقت کی مجبور کئے ہوے کی۔

تشریح ایک شخص نے روزہ دار کو جان سے مارنے کی یا کسی عضو کو کاٹنے کی دھمکی دیکر کہا کہ فلاں عورت سے جو تیری بیوی ہے صحبت کر وہ عورت بخوشی آمادہ ہوگئی یعنی اس پر کوئی زبردستی نہ کی گئی تو کفارہ صرف عورت پر ہوگا مرد پر نہیں۔

فَصْلٌ فِی الكَفَّارَةِ وَمَا يُسْقِطُهَا عَنِ الذِّمَّةِ

(فصل کفارہ کے بیان میں اوران چیزوں کے بیان میں جو ساقط کر دیتی ہیں کفارہ کو ذمہ سے)

﴿۱۰۸۶﴾ تَسْقُطُ الكَفَّارَةُ بِطُرُوِّ حَيْضٍ اَوْ نِفَاسٍ اَوْ مَرَضٍ مُبِيْحٍ لِلْفِطْرِ فِي يَوْمِهٖ.

طرو ، طَرَأَ يَطْرَأُ طَرَأً وَطُرُوْءًا باب فتح سے طاری ہونا پیش آنا رونما ہونا، اچانک پیش آنا۔ مبیح اسم فاعل باب افعال سے مصدر اِبَاحَةٌ جائز کرنا۔

ترجمہ ساقط ہو جاتا ہے کفارہ حیض یا نفاس یا ایسی بیماری کے اچانک پیش آجانے سے جو جائز کرنے والی ہو روزہ توڑنے کو اسی دن میں۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی عورت روزہ دار تھی اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا جس کی وجہ سے اس کا روزہ فاسد ہوگیا، اب اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے پھر اسی دن عورت کو حیض آگیا یا نفاس تو قضاء لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا یا کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر ایسا بیمار ہوگیا کہ اگر روزہ دار ہوتا تو روزہ توڑنا جائز ہو جاتا تو صرف قضا لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (درمختار:۲/۱۵۱)

فوائد قیود: مرض مبیح ماقبل کا مسئلہ اس وقت ہے جب کہ یہ بیماری اس نے خود پیدا نہ کی ہو چناں چہ اگر خود کو زخمی کرلیا یا اپنے آپ کو پہاڑ یا چھت پر سے نیچے گرادیا یا ایسا کوئی کام کیا جس کی وجہ سے بیحد پیاس لگ گئی تو ان تمام صورتوں میں اگر روزہ توڑے گا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح:۳۶۶، وحاشیہ نورالایضاح) فی یومہ ماقبل کا مسئلہ اس وقت ہے کہ جب حیض ونفاس یا بیماری اسی دن پیش آئی جس دن روزہ توڑا تھا اور اگر اس دن سے پہلے یا اس دن کے بعد یہ امور پیش آئے تو پھر کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (حاشیہ نورالایضاح، مراقی الفلاح:۳۶۶)

﴿۱۰۸۷﴾ وَلَا تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوْفِرَ بِهٖ كُرْهًا بَعْدَ لُزُوْمِهَا عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

سُوفر ماضی مجہول باب مفاعلۃ سے مُسَافَرَةٌ وَسِفَارًا مصدر ہے، سفر کرنا، اور یہاں پر با کے ذریعہ متعدی کیا گیا تو معنی ہوں گے سفر میں لے جانا۔ کُرْهًا جبراً مجبوراً بادل ناخواستہ۔

ترجمہ اور معاف نہیں ہوگا اس شخص سے کہ جس کو سفر میں لے جایا گیا زبردستی کفارہ واجب ہو جانے کے بعد

اس پر ظاہر روایت میں۔

تشریح کسی شخص نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا اس کے بعد کوئی شخص اسے زبردستی سفر میں لے جاتا ہے تو اس سے کفارہ ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب اپنے اختیار سے سفر میں جائے ہاں اگر روزہ کی حالت میں ہی سفر میں چلا گیا خواہ خود گیا ہو یا کوئی زبردستی لے گیا ہو اور وہاں جاکر روزہ توڑ دیا ہو تو اب کفارہ ساقط ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٦٦، درمختار مع الشامی: ٢/١٥١)

﴿١٠٨٨﴾ وَالكَفَّارَةُ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤمِنَةٍ فَاِنْ عَجِزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيْهِمَا يَوْمُ عِيْدٍ وَلَا اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ اَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا يُغَدِّيْهِمْ وَيُعَشِّيْهِمْ غَدَاءً وَعَشَاءً مُشْبِعِيْنَ اَوْ غَدَاءَيْنِ اوْ عِشَاءَيْنِ اَوْ عِشَاءً وَسُحُوْرًا اَوْ يُعْطِي كُلَّ فَقِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهٖ اَوْ سَوِيْقِهٖ اَوْ صَاعَ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ قِيْمَتَهٗ.

متتابعین یہ تثنیہ ہے اس کا واحد مُتَتَابِعٌ ہے اور تَتَابع مصدر ہے مسلسل لگاتار۔ یغدیھم فعل مضارع معروف غَدّٰی تَغْدِيَةً صبح کا کھانا کھلانا لنچ دینا۔ غداء اصل میں صبح کے کھانے کو کہتے ہیں اور عرب میں صبح کا کھانا دس گیارہ بجے کھایا جاتا تھا جیسے ہمارے یہاں دوپہر کا کھانا، لنچ۔ یعشیھم عَشّٰی تَعْشِيَةً رات کا کھانا کھلانا۔ عَشاء رات کا کھانا، ڈِنر۔ مشبعین اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے باب افعال سے اشبعَ يُشبِعُ اِشْبَاعًا شکم سیر کرنا۔ سَحور سحر کا کھانا سحری۔ نصف صاع اس کا وزن ١٣٥/تولہ ہوتا ہے، اور ١٢/ماشہ کا ایک تولہ گیارہ گرام ٦٦٤ ملی گرام ہوتا ہے، لہٰذا نصف صاع کا وزن موجودہ اوزان کے اعتبار سے ڈیڑھ کلو ٤٧ گرام، ٦٤٠ ملی گرام ہوتا ہے، احتیاطاً ایک کلو ٥٧٥ گرام گیہوں یا اس کی قیمت۔ دقیق آٹا جمع اَدِقَّة و اَدِقَّاءُ دَقَّ يَدُقُّ دَقًّا باب (ن) باریک کرنا، پیسنا۔ سویق ستو، جو گیہوں جو وغیرہ کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے جمع اَسوِقَةٌ.

ترجمہ اور کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو پس اگر عاجز ہو اس سے تو روزے رکھے دو مہینے کے لگاتار کہ ان میں عید اور ایام تشریق نہ ہوں پھر اگر طاقت نہ ہو روزے کی تو کھلائے ساٹھ مسکینوں کو صبح کو بھی اور شام کو بھی یعنی صبح کو صبح کا کھانا اور شام کو شام کا کھانا سیر کر کے یا دو دن صبح کے وقت یعنی دن کا کھانا کھلادے یا دو دن رات کا کھانا کھلادے یا ایک شام اور سحری کھلادے یا دیدے ہر ایک فقیر کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو یا ایک صاع کھجور یا جو یا اس کی قیمت۔

کفارہ کا بیان

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے خواہ کافر ہو یا مسلمان بالغ ہو یا نابالغ کیونکہ

آیت میں تحریر رقبۃ ہے جو عام ہے البتہ مومن غلام کا آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر غلام کا آزاد کرنا ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو اگر درمیان میں بقرعید اور تین دن اس کے بعد آگئے تو اس فاصلہ کی وجہ سے متواتر روزوں میں فرق آئے گا لہٰذا کفارہ میں جو پہلے روزے رکھے گئے ہیں وہ شمار نہ ہوں گے بلکہ ۱۴ ذی الحجہ سے از سر نو روزے رکھنے ہوں گے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر عورت پر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کی ماہواری (ناپاکی) کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دِنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پاکی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو لاعلاج بیماری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا وے اور اس میں تسلسل ضروری نہیں ہے بلکہ دو متفرق اوقات میں بھی مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے مثلاً دو دن صبح کو کھلا دے یا دو دن شام کو کھلا دے یا اسی طرح ایک دن شام کو کھلا دے اور ایک وقت سحری میں کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے دن جن ساٹھ مسکینوں کو کھلایا ہے اگلے دن یا اگلے وقت میں بھی وہی فقیر ہوں اگر الگ الگ ہو گئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۶) (۲) ہر مسکین کو آدھا صاع گیہوں یا آٹا یا ستو یا ایک صاع کھجور یا جو یا اس کی قیمت دے اور اگر قیمت ادا کرنا چاہے تو بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوگا کہ اگر اس قیمت سے فقیر گیہوں خریدنا چاہے تو بآسانی بازار سے خرید سکے لہٰذا کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۵/۱۷۱)

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح شام کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (۲) آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ تملیکاً دیدے مثلاً نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہر ایک بچہ کی ملک کر دی جائے تو درست ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۸۰۲-۸۰۳)

﴿۱۰۸۹﴾ وَكَفَتْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ جِمَاعٍ وَاَكْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِي اَيَّامٍ لَمْ يَتَخَلَّلْهُ تَكْفِيْرٌ وَلَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصَّحِيْحِ فَاِنْ تَخَلَّلَ التَّكْفِيْرُ لَا تَكْفِيْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

كفت ماضی معروف باب (ض) كِفَايَةً (م) ہے کافی ہونا، کفایت کرنا، دوسری چیز سے بے نیاز کرنا۔ **لم يتخلل** نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب تفعل تَخَلَّلَ يتخلَّلُ تَخَلُّلاً درمیان سے نکلنا، وقفہ ہونا۔ **تكفير** باب تفعیل کا مصدر ہے تدارک کرنا، تلافی کرنا۔

ترجمہ اور کافی ہوگا ایک کفارہ متعدد جماع اور متعدد مرتبہ کھانا کھا لینے سے ایسے چند دِنوں میں کہ ان میں

کفارہ درمیان میں نہیں آیا اگر چہ دو رمضان سے ہوں صحیح مذہب پر پس اگر درمیان میں کفارہ ادا کر دے تو کافی نہ ہوگا، ایک کفارہ ظاہر روایت میں۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر جماع کرنے یا کھانا کھا پینے وغیرہ کے بعد کفارہ ادا کر دیا پھر دوسری مرتبہ جماع کیا یا کھانا کھایا تو کفارہ دوبارہ دینا پڑے گا اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے اس وقت تک اگر کئی مرتبہ جماع کرے یا کھانا کھالے خواہ ایک رمضان میں یا چند رمضان میں تو صرف ایک کفارہ آخر میں ادا کرنا کافی ہو جائے گا مگر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ (حاشیہ نور الایضاح، مراقی الفلاح: ۳۶۷)

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ

(ان چیزوں کا بیان جو روزہ کو فاسد کر دیتی ہیں بغیر کفارہ کے)

﴿۱۰۹۰﴾ وَهُوَ سَبْعَةٌ وَّخَمْسُوْنَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أُرُزًّانِيًّا أَوْ عَجِيْنًا أَوْ دَقِيْقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً أَوْ طِيْنًا غَيْرَ أَرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهُ أَوْ نَوَاةً أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغَذًا أَوْ سَفَرْجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ حَدِيْدًا أَوْ تُرَابًا أَوْ حَجَرًا.

ارزانیا کچا چاول۔ عجین گندھا ہوا آٹا، جمع عُجُنٌ. عَجَنَ يَعْجِنُ عجنًا باب (ض) آٹے میں پانی ڈال کر ہاتھوں یا مشین سے ملانا۔ نواۃ گٹھلی جمع نَوَيات ونوًى. قطن روئی، کاٹن۔ سفرجل ایک پھل کا نام جو سیب کے مشابہ ہے اور کابل وکشمیر میں پیدا ہوتا ہے، جمع سفارجُ واحد سَفَرْجَلَةٌ. جوزۃ اخروٹ، جَوْزٌ کا واحد ہے۔ حصاۃ کنکر، پتھری جمع حَصًى وحُصِيٌّ حَصَى يحصي حَصْيًا باب (ض) کسی کو کنکر مارنا یا کسی پر کنکریاں پھینکنا۔

ترجمہ اور وہ ستاون (۵۷) چیزیں ہیں جب کھائے روزہ دار کچے چاول یا گندھا ہوا آٹا یا پسا ہوا آٹا یا بہت سا نمک ایک مرتبہ یا ارمنی مٹی کے علاوہ (کوئی اور مٹی) جس کے کھانے کی اس کو عادت نہ ہو یا گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا بہی (اور ابھی تک) پکی نہیں تھی یا ہرا اخروٹ یا نگل گیا کنکر یا لوہا یا مٹی یا پتھر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے کچے چاول کھا لئے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے امام محمد کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا، فتویٰ اسی قول پر ہے۔ ایسے ہی اگر گندھا ہوا آٹا یا خشک آٹا کھا لیا تو قضا لازم ہوگی اور اگر گھی میں ملا ہوا تھا یا شکر ملی ہوئی تھی تو اب کفارہ بھی لازم ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے بہت سا نمک کھا لیا ایک ہی دفعہ تو صرف قضا ہوگی اور اگر کئی مرتبہ میں کھا لیا تھوڑا تھوڑا کر کے تو پہلی ہی

مرتبہ کھانے سے قضا وکفارہ دونوں لازم ہوں گے، فرماتے ہیں کاغذ کھانے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی ایسے ہی سفرجل کھانے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف سفرجل ہی مراد نہیں بلکہ ایسا پھل مراد ہے جو کچا نہ کھایا جاتا ہو، آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایسا اخروٹ کھایا کہ جس میں گری نہیں ہے تو صرف قضا ہے اور اگر اس میں گری تھی تو اب دو صورتیں ہیں اولاً حلق میں چھلکا پہنچا ہوگا یا گری اگر چھلکا پہنچا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں ورنہ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں کہ پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا لازم ہوگی ایسے ہی پیتل سونا چاندی لوہا وغیرہ کھانے سے بھی قضا لازم ہوگی۔

﴿۱۰۹۱﴾ اَوْ احْتَقَنَ .

احتقن ماضی معروف باب افتعال احتقان (م) ہے اکٹھا ہونا اور نہ نکلنا۔

ترجمہ یا حقنہ کرائے۔

حقنہ کا حکم

پیٹ کی صفائی کے لئے پیچھے کے راستہ سے جو دوا چڑھائی جاتی ہے جس کو "انیما" کہا جاتا ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہے۔

﴿۱۰۹۲﴾ اَوْ اسْتَعَطَ .

استعط ماضی معروف واحد غائب باب افتعال اِسْتِعَاطاً مصدر ہے ناک میں دوا ڈالنا، یہ لغوی معنی ہے مگر حکم صرف دوا ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر پانی ڈالا تو بھی یہی حکم ہے جیسا کہ تشریح کے تحت آرہا ہے۔

ترجمہ یا ناک میں دوا ڈالے۔

ناک میں دوا ڈالنا

روزہ کی حالت میں ناک میں دوا ڈالنے اور پانی پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے روزہ کی حالت میں وضو اور غسل کرتے وقت ناک میں پانی احتیاط سے چڑھانا چاہئے اگر پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ ناک سے آگے منھ کی طرف بھی سوراخ ہے اور دماغ کی طرف بھی پھر دماغ سے پیٹ کی طرف الگ سوراخ ہے اور احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ سانس روک کر پانی چڑھائے دماغ میں پانی نہیں چڑھے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۶۱، طحطاوی: ۳۶۷)

﴿۱۰۹۳﴾ اَوْ اَوْجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِيْ حَلْقِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ .

اوجر ماضی معروف باب افعال سے مصدر ایجارًا مادہ وَجْرٌ ہے، کوئی چیز منہ میں ڈالنا اور اس کی تفسیر صاحب کتاب نے بصب شيء في حلقه کہہ کر کی ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بصب کے شروع مین جو با ہے وہ اوجر کی منظر کشی کے لئے ہے اور صَبٌّ باب (ن) کا مصدر ہے ڈالنا۔

ترجمہ یا ڈالے کوئی چیز اپنے حلق میں صحیح مذہب کے مطابق۔

حلق میں کوئی چیز ڈال لینا

مسئلہ یہ ہے کہ نلکی وغیرہ کے ذریعہ کوئی چیز حلق میں ڈال کر اندر پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں صحیح ترین مذہب یہی ہے۔

فائدہ: علی الاصح اس قید کا تعلق احتقن ، استعط، اوجر تینوں سے ہے اور اس قید کو لگا کر امام ابو یوسف کے قول سے احتراز ہے کہ وہ تینوں صورتوں میں کفارہ کے بھی قائل ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٦٧)

﴿١٠٩٤﴾ اَوْ اَقْطَرَ فِي اُذُنِهٖ دُهْنًا اَوْ مَاءً فِي الْاَصَحِّ.

اقطر علامہ شامیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ دو طریقے سے پڑھ سکتے ہیں: (١) معروف (٢) مجهول۔ مجہول پڑھنے کی صورت میں في اذنه اس کا نائب فاعل ہے اور اگلا جملہ مفعول ثانی ہے اور معروف پڑھنے کی صورت میں دهنا اس کا مفعول ہے، اور في اذنه اقطر کے متعلق ہے۔ اور معروف پڑھنا ہی اولی ہے جیسا کہ مصنف کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ یا ٹپکائے اپنے کان میں تیل یا پانی صحیح ترین قول میں۔

کان میں تیل یا دوا ڈالنا

روزہ کی حالت میں کان میں تیل اور دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں اور کان میں خود بخود پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر باقاعدہ کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ٣٦٨) خلاصہ یہ نکلا کہ تیل اور دوا کے ڈالنے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور پانی کے خود بخود چلے جانے سے بالاتفاق نہ ٹوٹے گا اور داخل کرنے سے ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں: (١) نہیں ٹوٹے گا اختاره في الهدايه والتبيين وصححه في المحيط وفي الولوالجية انه المختار. (٢) ٹوٹ جائے گا مثله في البزازيه واستظهره في الفتح والبرهان. (شامی بیروت: ٣/ ٣٢٨)

اختیاری مطالعہ

حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کان میں سیال دوا ڈالنے سے بعض حضرات

کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کان سے آگے منہ کی طرف تو بالاتفاق سوراخ نہیں مگر دماغ کی طرف سوراخ ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے جن حضرات کے نزدیک سوراخ ہے ان کے نزدیک کان میں دوا ڈالنا مفسد صوم ہے اور جن کے نزدیک سوراخ نہیں وہ عدم نقض کے قائل ہیں اور میرے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں کان میں دوا نہ ڈالے لیکن اگر کوئی ڈال لے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۶۱)

﴿۱۰۹۵﴾ اَوْ دَاوىٰ جَائِفَةً اَوْ اٰمَّةً بِدَوَاءٍ وَّوَصَلَ اِلٰى جَوْفِهٖ اَوْ دِمَاغِهٖ .

داویٰ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب مفاعلۃ سے داویٰ مُدَاوَاۃً علاج کرنا، دوا دارو کرنا۔ **جائفة** پیٹ میں کوئی ایسا زخم ہوگیا جو معدہ کے اندر تک جاتا ہے اور وہ مستقل سوراخ بن گیا ہے اس کو جائفہ کہتے ہیں جمع جَوَائِفُ ۔ **آمّة** سر کا وہ زخم جو اندرونِ دماغ تک پہنچ گیا ہو اور الی جوفه کا تعلق جائفة سے ہے اور الی دماغه کا تعلق آمّة سے ہے۔

ترجمہ یا علاج کرے پیٹ کے زخم یا دماغ کے زخم کا کسی دوا سے اور وہ پہنچ جائے اس کے پیٹ یا دماغ کے اندر تک۔

زخم پر دوا لگانا

فرماتے ہیں کہ اگر پیٹ میں کوئی زخم ہوگیا اور اس پر دوا لگانے یا ڈالنے سے وہ دوا معدہ کے اندر پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دوا تر ہو یا خشک ہو، دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے، ایسے ہی اگر سر پر زخم ہے اور اس پر دوا لگائی وہ دماغ تک پہنچ گئی تو بھی) روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ جو چیز دماغ میں پہنچتی ہے وہ وہاں نہیں ٹھہرتی وہ ضرور پیٹ میں اتر جاتی ہے، علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں کہ دماغ اور پیٹ کے درمیان اصلی سوراخ ہے اور دماغ میں چڑھنے والی ہر چیز پیٹ میں اتر جاتی ہے پس اصل ناقض جوفِ معدہ میں کسی چیز کا پہنچنا ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ۲/۳۰۰، طحطاوی: ۳۶۸)

﴿۱۰۹۶﴾ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ مَطَرٌ اَوْ ثَلْجٌ فِى الْاَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهٖ .

ترجمہ یا داخل ہو جائے اس کے حلق میں بارش یا برف صحیح ترین قول میں اور نہ نگلے اس کو اپنے فعل سے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ میں بلا اختیار بارش کی بوند یا برف چلا گیا اور اس نے اسے نہیں نگلا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی اور اگر اپنے اختیار سے نگل گیا تو پھر کفارہ بھی ہوگا۔

﴿۱۰۹۷﴾ اَوْ اَفْطَرَ خَطَأً بِسَبْقِ مَاءِ الْمَضْمَضَةِ اِلٰى جَوْفِهٖ .

ترجمہ یا ٹوٹ جائے غلطی سے کلی کے پانی کے چلے جانے کے باعث اس کے پیٹ تک۔

حلق میں پانی چلا جائے

اگر وضو وغیرہ کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ نہیں لیکن پھر بھی دن بھر کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ (شامی بیروت: ۳/۳۴۴، امداد الفتاویٰ: ۲/ ۱۳۶)

﴿۱۰۹۸﴾ اَوْ اَفْطَرَ مُکْرَهًا وَلَوْ بِالْجِمَاعِ اَوْ اُکْرِهَتْ عَلَی الْجِمَاعِ .

ترجمہ یا توڑ دے اس حالت میں کہ زبردستی کی گئی ہو، اگرچہ جماع کے ذریعہ سے ہو یا مجبور کی گئی جماع پر۔

روزہ فاسد کرانے کا حکم

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) کسی نے دھمکی دے کر کسی روزہ دار کا روزہ فاسد کرا دیا یعنی مثلاً صحبت کرنے پر مجبور کر دیا تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ (۲) کسی عورت کو مجبور کیا گیا اور اس سے زبردستی مجامعت کی گئی تو عورت پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۹۹﴾ اَوْ اَفْطَرَتْ خَوْفًا عَلٰی نَفْسِهَا مِنْ اَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ اَمَةً كَانَتْ اَوْ مَنْكُوْحَةً .

ترجمہ یا توڑ دے اپنی جان پر خوف کرتے ہوئے اس بات کا کہ وہ بیمار ہو جائے گی خدمت کرنے سے خواہ باندی ہو یا منکوحہ۔

خدمت کرنے کی وجہ سے روزہ توڑنے کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار باندی کو اس بات کا پختہ یقین ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کی وجہ سے بیمار پڑ جائے گی اس نے یہ سوچ کر روزہ توڑ دیا یا آزاد عورت کو اس بات کا یقین ہے کہ شوہر کی خدمت کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جائے گی، یہ خیال کر کے اس نے روزہ توڑ دیا تو ان دونوں صورتوں میں محض قضا لازم ہے۔

﴿۱۱۰۰﴾ اَوْ صَبَّ اَحَدٌ فِيْ جَوْفِهٖ مَاءً وَهُوَ نَائِمٌ .

صَبَّ ماضی معروف واحد مذکر غائب باب (ن) **صَبًّا** مصدر ہے پانی ڈالنا، بہانا اور **ھو** ضمیر صائم کی جانب لوٹ رہی ہے اور یہ جملہ حال واقع ہو رہا ہے۔ **جوف** پیٹ، ہر چیز کا اندرونی کھوکھلا حصہ جمع **اجواف**.

ترجمہ یا ڈال دے کوئی اس کے منہ میں پانی اس حال میں کہ وہ سویا ہوا ہے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار سویا ہوا تھا کسی نے اس کے منہ میں پانی ڈال دیا جو اندر پہنچ گیا تو اس کا روزہ فاسد ہوگیا اور اب قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۱۰۱﴾ أَوْ أَكَلَ عَمَدًا بَعْدَ أَكْلِهِ نَاسِيًا وَلَوْ عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَى الْأَصَحِّ .

ترجمہ یا کھالے جان بوجھ کر اس کے بھول کر کھانے کے بعد اگر چہ وہ حدیث کو جان لے صحیح ترین قول میں۔

بھولنے کے بعد جان بوجھ کر کھانے والے کا حکم

اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں کھالیا یا پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اب ایک شخص روزہ دار ہے اس نے بھول سے کھا پی لیا اور اسے اس بات کا علم بھی ہے کہ بھول سے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا علم نہیں بہر حال پھر اس نے جان بوجھ کر کھالیا تو اب اس شخص پر قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے یا صرف قضا؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں مفتیٰ بہ قول یہی ہے اگر چہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ کفارہ بھی لازم ہوگا اور کفارہ لازم نہ ہونے کی علت حضرت امام مالکؒ کا اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اس مسئلہ میں صرف امام مالک کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں بھول کر کھانے پینے سے نفل روزہ نہیں ٹوٹتا رمضان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس اختلاف کی بنیاد پر مسئلہ میں نرمی ہوگی ورنہ کفارہ لازم ہوتا۔

(شامی: ۳/۳۳۵)

فائدہ: متن کی عبارت میں خبر سے مراد حدیث رسولؐ ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے بھول کر کھایا یا پیا وہ روزہ نہ توڑے اس لئے کہ وہ کھانا اور پینا ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (ترمذی)

کفارہ واجب نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ بھول کر کھانے والا اشتباہ میں پڑ گیا اور اس نے یہ سوچا کہ جان بوجھ کر کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے تو اس نے نسیان کو عمد پر قیاس کرلیا اور یہ خیال کیا کہ کھانا روزہ کے منافی ہے خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر اور حدیث جس کا تذکرہ ماقبل میں آچکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا تو اس شبہ کی وجہ سے کفارہ ساقط ہوگیا۔ (شامی بیروت: ۳/۳۳۵)

﴿۱۱۰۲﴾ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا .

ترجمہ یا صحبت کرلے بھول کر پھر صحبت کرلے جان بوجھ کر۔

تشریح اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں بیوی سے صحبت کرلی تو اس کا روزہ بدستور باقی رہے گا لیکن اگر اس نے یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا اب جان بوجھ کر صحبت کرلی تو صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿١١٠٣﴾ اَوْ اَكَلَ بَعْدَ مَا نَوىٰ نَهَارًا وَلَمْ يُبَيِّتْ نِيَّتَهٗ .

لم یبیت نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب تفعیل سے بَیَّتَ، تبییتًا رات میں کسی کام کو انجام دینا۔

ترجمہ یا کھالے دن میں نیت کرنے کے بعد درانحالیکہ رات سے اس کی نیت نہ کی ہو۔

صبح صادق کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟

اس عبارت کو حل کرنے کے لئے اولاً یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ رمضان کے ادا روزے اور نذر معین کے روزے ان میں حضرت امام مالک وشافعی واحمد کے نزدیک صبح صادق سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح صادق ہوگئی اور نیت نہیں کی تو روزہ نہیں ہوگا اور احناف کے نزدیک صبح صادق کے بعد بھی نیت کر سکتے ہیں۔ (اوجز المسالک: ١٣/٣، عمدۃ القاری: ٢٧/٨) اب سنئے صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ماہِ مبارک میں ایک شخص نے صبح صادق کے بعد روزہ کی نیت کی اور اس کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا یا صحبت کر لی تو اس کا روزہ فاسد ہوگیا اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ ائمہ ثلاثہ کے مذہب کے مطابق صبح صادق کے بعد نیت کرنے کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہے، اس لئے وہ روزہ دار ہی نہیں سمجھا جائے گا اب جو اس نے کھایا پیا ہے وہ غیر روزہ دار ہونے کی حالت میں کھایا پیا ہے تو ائمہ ثلاثہ کے اس مذہب کی بنیاد پر اس کے افطار کے جرم میں کمزوری آ گئی اس کمزوری کی بنا پر کفارہ کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ کفارہ ایک سزا ہے اور سزا شبہ کی صورت میں لازم نہیں ہوتی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٦٩)

﴿١١٠٤﴾ اَوْ اَصْبَحَ مُسَافِرًا فَنَوىٰ الْاِقَامَةَ ثُمَّ اَكَلَ .

ترجمہ یا صبح کرے مسافر ہونے کی حالت میں پھر نیت کرلے ٹھہرنے کی پھر کھالے

مسافر شرعی نے پندرہ روز قیام کی نیت کر لی تو کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص صبح کے وقت مسافر شرعی تھا اور اس نے صبح صادق سے پہلے روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ کرلیا یا صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی (دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے) پھر اس نے پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا اس کے بعد اس نے کھا پی کر روزہ فاسد کر دیا یا پہلے روزہ توڑ دیا پھر اقامت کی نیت کی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا، صرف قضا لازم ہے اور اب بقیہ دن کھانا پینا حرام ہے کفارہ لازم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے سے مسافر تھا لہٰذا اس کو افطار کرنا جائز تھا اور کفارہ شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ٣٦٩)

﴿١١٠٥﴾ اَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا اَصْبَحَ مُقِيْمًا فَاَكَلَ .

ترجمہ یا سفر کرے صبح کے بعد اس حال میں کہ وہ مقیم تھا پھر کھالے۔

روزہ دار مقیم مسافر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مقیم تھا اور روزہ سے تھا وہ صبح صادق کے بعد سفر میں چلا گیا اور پھر حالت سفر میں اس نے کھا پی کر یا جماع کر کے روزہ فاسد کر دیا یہ خیال کر کے کہ اب تو مسافر ہے تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں کیوں کہ سفر شروع ہو جانے کے بعد رخصت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے شبہ پیدا ہوا پس کفارہ واجب نہیں، ہاں اگر کسی ضرورت کی بنا پر درمیان سفر سے وطن واپس آ گیا اور پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اب قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ واپس لوٹنے کی وجہ سے اس کا سفر ختم ہو گیا یا سفر کی نیت، سے چل دیا مگر ابھی اپنے جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے نہیں بڑھا بلکہ گھر یا محلہ سے ہی نکلا تھا اور جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ ابھی تک وہ مسافر شرعی ہی نہ ہوا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۶۹)

﴿۱۱۰۶﴾ اَوْ اَمْسَكَ بِلَا نِيَّةِ صَوْمٍ وَلَا نِيَّةِ فِطْرٍ .

ترجمہ یا رُکا رہے بغیر روزہ کی نیت کے اور بغیر روزہ نہ رکھنے کی نیت کے۔

بلا نیت بھوکا پیاسا رہنے سے کیا روزہ ہو جائے گا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے رمضان شریف میں تمام دن یونہی گزار دیا بغیر کھائے پئے نہ روزہ کی نیت کی اور نہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی تو اس صورت میں اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہوگی نہ کہ کفارہ کیونکہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے اور یہاں نیت نہیں پائی گئی اور شرط کے ختم ہو جانے سے مشروط ختم ہو جاتی ہے اور کفارہ اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو روزہ رکھنے کے بعد اس کو توڑ دے اور یہاں نیت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ بالکل نہیں پایا گیا اس لئے کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۶۹)

﴿۱۱۰۷﴾ اَوْ تَسَحَّرَ اَوْ جَامَعَ شَاكًّا فِي طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ اَوْ اَفْطَرَ بِظَنِّ الْغُرُوْبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ .

تسحر ماضی معروف باب تفعل سے سحری کھانا۔ شاکا شک وشبہ میں مبتلا شَكَّ يشك شكًّا باب (ن) جب صلہ میں فی آئے تو معنی ہوں گے شک کرنا، شبہ کرنا۔

ترجمہ یا سحری کھائے یا صحبت کرے درانحالیکہ شک کرنے والا ہو صبح صادق کے طلوع میں حالانکہ وہ طلوع ہو چکی یا افطار کرلے (سورج) چھپ جانے کے گمان پر حالانکہ (ابھی) سورج موجود ہے۔

صبح صادق کے بعد غلطی سے کھانے والے کا حکم

اس عبارت میں تین مسئلے بیان کررہے ہیں: (۱) اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا روزہ رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پئے نہیں اور روزہ داروں کی طرح رہے۔ (۲) سحری کے بعد کسی نے اپنی بیوی سے صحبت کی اور اس کو یہ شک تھا کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی ہے حالانکہ صبح صادق ہو چکی تھی اور سحری کا وقت ختم ہو گیا تھا تو اب اس صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ (۳) اگر سورج غروب ہونے کے گمان سے روزہ کھول لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی چند منٹ باقی تھے تو روزہ جاتا رہا، اس کی قضا کرلے کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کھانا پینا درست نہیں۔

﴿۱۱۰۸﴾ اَوْ اَنْزَلَ بِوَطْئِ مَیْتَةٍ اَوْ بَهِیْمَةٍ اَوْ بِتَفْخِیْذٍ اَوْ بِتَبْطِیْنٍ .

ترجمہ یا انزال ہو جائے مردہ یا جانور سے وطی کرنے سے یا ران یا پیٹ پر رگڑنے سے۔

جانور سے وطی کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے کسی مردہ عورت سے صحبت کی یا جانور سے تو چونکہ جانبین سے مکمل قضاء شہوت نہیں ہے اس لئے صرف قضا لازم ہے یا ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پیٹ یا ران پر اپنے عضو تناسل کو رکھ کر رگڑ دیا جس کی وجہ سے انزال ہو گیا تو اس صورت میں صرف روزہ کی قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا۔

(درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۴۸، درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۴۲)

﴿۱۱۰۹﴾ اَوْ قُبْلَةٍ اَوْ لَمْسٍ .

قبلة بوسہ جمع قُبَلٌ.

ترجمہ یا بوسہ لینے یا چھونے (کے سبب)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ایک شخص نے ماہِ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے بوس وکنار کیا جس سے انزال ہو گیا تو اس صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا بعد میں ایک روزہ قضاء کرنا واجب ہوگا، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ٦/ ۴١٧، درمختار: ۳/ ۳۴۸)

﴿۱۱۱۰﴾ اَوْ اَفْسَدَ صَوْمَ غَیْرِ اَدَاءِ رَمَضَانَ .

ترجمہ یا فاسد کردے رمضان کے ادا روزہ کے علاوہ۔

غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دے تو کیا حکم ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر غیر رمضان میں روزہ رکھ کر اس کو جان بوجھ کر توڑ دیا تو اس کی وجہ سے اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا صرف قضا لازم ہوگی۔

تنبیه: جاننا چاہئے کہ یہاں عبارت میں اداء کی قید لگا کر یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ رمضان کے قضا روزہ کے فاسد کرنے میں کفارہ نہ ہوگا، ادا کی قید اس بات کو بیان کرنے کے لئے نہیں لگائی گئی ہے کہ قضاء رمضان کے فاسد کرنے میں قضا بھی نہ ہوگی۔ (شامی بیروت: ۳/۳۴۸)

﴿۱۱۱۱﴾ اَوْ وُطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ .

ترجمہ یا صحبت کرلی گئی اس حال میں کہ وہ سوئی ہوئی ہے۔

سوئی بیوی سے صحبت کرنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ عورت سوئی ہوئی تھی شوہر نے اسی حال میں اس سے وطی کرلی تو روزہ فاسد ہوگیا اور عورت پر صرف قضا لازم ہے اور شوہر پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (شامی: ۲/۱۴۳، شامی بیروت: ۳/۳۴۹)

﴿۱۱۱۲﴾ اَوْ اَقْطَرَتْ فِي فَرْجِهَا عَلَى الاَصَحِّ .

اقطرت ماضی معروف باب افعال سے ٹپکانا، تھوڑا تھوڑا بہانا۔

ترجمہ یا ٹپکالے (کوئی عورت) اپنی شرمگاہ میں صحیح مذہب پر۔

شرمگاہ میں دوا ڈالنا

اگر کوئی عورت شرمگاہ میں دوا ڈال لے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور روزہ کی قضاء بغیر کفارہ کے لازم ہوگی۔ (البحر الرائق: ۲/۳۰۱)

﴿۱۱۱۳﴾ اَوْ اَدْخَلَ اِصْبَعَهُ مَبْلُوْلَةً بِمَاءٍ اَوْ دُهْنٍ فِي دُبُرِهٖ .

مبلولة اسم مفعول مؤنث باب نصر سے بَلَّ بَلًّا بھگونا، تر کرنا، مبلولة کے معنی بھیگی ہوئی۔

ترجمہ یا داخل کرلے اپنی انگلی اس حال میں کہ وہ بھیگی ہوئی ہے پانی یا تیل سے اپنے پاخانہ کے مقام میں۔

دبر میں انگلی داخل کرنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کسی روزہ دار نے اپنے پیچھے کے راستہ میں انگلی ڈالی تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر خشک انگلی داخل کرے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۰)

﴿۱۱۱۴﴾ اَوْ اَدْخَلَتْهُ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي الْمُخْتَارِ .

ترجمہ یا داخل کرلے کوئی عورت بھیگی ہوئی انگلی کو اپنی شرمگاہ کے اندر کے حصہ میں پسندیدہ قول کے مطابق۔

عورت کا شرمگاہ میں انگلی داخل کرنا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کسی عورت نے اپنی فرج کے اندرونی حصہ میں بھیگی ہوئی انگلی داخل کرلی تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (شامی مصری: ۲/ ۱۳۵، شامی بیروت: ۳/ ۳۲۹)

﴿۱۱۱۵﴾ اَوْ اَدْخَلَ قُطْنَةً فِيْ دُبُرِهٖ اَوْ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيَّبَهَا .

قطنة روئی کا ٹکڑا، پھایہ۔ غَيَّبَ ماضی معروف باب تفعیل سے چھپانا، غائب کرنا۔

ترجمہ یا داخل کرلے روئی کا ٹکڑا اپنے پاخانہ کی جگہ میں یا (داخل کرلے اس کو) عورت اپنی اندرونی شرمگاہ میں اور اسے غائب کردے۔

دُبر میں روئی وغیرہ داخل کرنا

مسئلہ یہ ہے کہ کسی مرد نے اپنے پیچھے کے راستہ میں روئی یا کوئی چیتھڑا یا لکڑی داخل کرلی یا عورت نے اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کرکے اس کو مکمل اندر پہنچا دیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا لازم ہوگی۔

﴿۱۱۱۶﴾ اَوْ اَدْخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانًا بِصُنْعِهٖ .

ترجمہ یا داخل کرلے اپنے حلق میں دھواں اپنے فعل سے۔

قصداً دھواں سونگھنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگربتی اور لوبان وغیرہ کا دھواں یا کوئی بھی بھاپ ناک یا منہ میں داخل کرے تو

روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (شامی مصری: ۲/۱۳۳، شامی بیروت: ۳/۳۲۷) اور حقہ بیڑی پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے یعنی اگر اسے نفع بخش سمجھا تب تو کفارہ وقضا دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۶/۴۱۹، شامی: ۲/۱۳۴، شامی بیروت: ۳/۳۲۷)

﴿۱۱۱۷﴾ اَوِ استقاءَ وَلو دُونَ مِلءِ الفَمِ فِی ظَاهِرِ الرِّوایَةِ وَشَرَطَ اَبُوْ یُوْسُفَ مِلْءَ الفَمِ وهُوَ الصَّحِیْحُ.

دُوْنَ ظرف مکان منصوب، مضاف الیہ کے مطابق اس کے معنی مختلف ہیں یہاں پر مراد کم، کم درجہ جیسے **هذا الشيء دُوْنَ كَذَا** یہ چیز اس سے کم درجہ کی ہے۔

ترجمہ یا جان بوجھ کر قے کردے اگرچہ منہ بھر سے کم ہی ہو، ظاہر روایت میں اور شرط لگائی امام ابو یوسف نے منہ بھر کی اور یہی صحیح ہے۔

روزہ میں قے ہونا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر قے ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ (شامی مصری: ۲/۱۵۲)

﴿۱۱۱۸﴾ اَوْ اَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ القَیءِ وَكَانَ مِلءَ الفَمِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ.

ذرعهُ القيء بے اختیار قے آجانا۔

ترجمہ یا لوٹالے اس قے کو جو خود بخود ہوئی اور وہ منہ بھر تھی حالانکہ اس کو روزہ یاد ہے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں کسی کو خود بخود قے آئی اور وہ منہ بھر کر تھی پھر اس نے اسے قصداً لوٹالیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی اور اگر منہ بھر سے کم تھی اور پھر قصداً لوٹالیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے (۱/۲۰۴) مگر علامہ طحطاوی نے عدم فساد کو اصح کہا ہے۔

﴿۱۱۱۹﴾ اَوْ اَكَلَ مَا بَیْنَ اَسْنَانِهِ وَكَانَ قَدرَ الحِمَّصَةِ.

مِنْ جمع أسنان دانت۔ **حِمَّصٌ وحِمَّصَةٌ** چنا۔

ترجمہ یا کھالے اس چیز کو جو اس کے دانتوں میں ہے اور وہ چنے کی مقدار تھی۔

تشریح اگر کوئی غذا چنے کی بقدر دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی اور اگر منہ سے باہر نکال لیا پھر کھایا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

﴿١١٢٠﴾ اَوْ نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَ مَا اَكَلَ نَاسِيًا قَبْلَ اِيْجَادِ نِيَّتِهٖ مِنَ النَّهَارِ .

ترجمہ یا نیت کرے روزہ کی دن میں بھول کر کھانے کے بعد دن کے وقت روزہ کی نیت کو وجود میں لانے سے پہلے۔

بھول کر کھانے کے بعد نیت کر لی تو کیا حکم ہے:

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان شریف میں کسی نے بھول سے کھالیا یا پی لیا اس کے بعد رمضان کا خیال آیا تو روزے کا ارادہ کرلیا اور بھول کر کھانے پینے سے پہلے اس نے روزہ کی نیت بالکل نہیں کی تھی تو اگر چہ یہ کھانا پینا بھول کر کھایا گیا مگر پھر بھی اس پر قضا لازم ہوگی ہاں اگر روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا اور پھر بھول کر کھالیا یا پی لیا تو اب روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٧٠)

﴿١١٢١﴾ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ وَلَوْ جَمِيْعَ الشَّهْرِ اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيْهِ الْاِغْمَاءُ او حَدَثَ فِي لَيْلَتِهٖ .

اغمی ماضی مجہول باب افعال سے اِغْمَاءٌ مصدر ہے غشی طاری ہونا، بے ہوش ہونا اور اغماء ایک بیماری ہے جس میں انسان کے قویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ حدث ماضی معروف باب (ن) حُدُوْثًا (م) ہے پیش آنا۔

ترجمہ یا بے ہوشی طاری ہو جائے اس پر اگر چہ تمام مہینہ ہو مگر یہ کہ قضا نہیں کرے گا اس دن کی کہ جس دن بے ہوشی طاری ہوئی یا طاری ہوئی اس دن کی رات میں۔

روزہ کی نیت کے بعد بے ہوش ہو جائے

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے سحری کھائی اور روزہ کی نیت بھی کر لی اس کے بعد دن میں یا اسی رات میں اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور کئی دن تک بے ہوش رہا یا پورا ماہ بے ہوش رہا تو جس دن بے ہوشی شروع ہوئی ہے اس دن کی قضا تو نہ کرے لیکن اس کے بعد کے دِنوں کی قضا کرنا واجب ہوگا چونکہ جس دان بے ہوش رہا اس دن روزے کی نیت کے ساتھ روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے باز رہا اس لئے اس دن کی قضا واجب نہ ہوگی اور اس کے بعد کے دِنوں میں نیت نہیں پائی گئی، اس لئے ان دِنوں میں روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے رکنا روزہ شمار نہ ہوگا اور نیت اس لئے نہیں پائی گئی کہ بے ہوشی طاری ہونا مانع نیت ہے۔ (انوارالقدوری: ١/٢٨٦، مراقی الفلاح: ٣٧٠)

﴿١١٢٢﴾ اَوْ جُنَّ غَيْرَ مُمْتَدٍّ جَمِيْعَ الشَّهْرِ .

جُنَّ جُنُوْنًا وَتَجَنَّنَ پاگل ہونا، دیوانہ بننا، آپے سے باہر ہونا اور **جِنَّۃٌ** بمعنی دیوانگی پاگل پن آسیب کا اثر۔
ممتد پھیلایا گیا، دراز کیا گیا، لمبا، طویل۔

ترجمہ یا پاگل ہو جائے اس حالت میں کہ (اس کا جنوں) تمام ماہ ممتد نہ رہا ہو۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر مجنون کو رمضان کے کسی حصہ میں افاقہ ہو گیا تو گزرے ہوئے دنوں کی قضا کرے گا اور آئندہ دِنوں کے روزے رکھے گا حتی کہ اگر رمضان کے آخری دن میں زوال سے پہلے بھی اس کو آرام ہو گیا تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہوگی جن میں وہ پاگل رہا اور اگر سارا رمضان گزر گیا اور اس کو آرام نہیں ہوا تو اس پر قضا نہیں وہ غیر مکلّف ہو گیا۔

﴿۱۱۲۳﴾ وَلَا یَلْزَمُہٗ قَضَاؤُہٗ بِاِفَاقَتِہٖ لَیْلًا اَوْ نَھَارًا بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّیَّۃِ فِی الصَّحِیْحِ .

اِفَاقَۃ باب افعال کا مصدر ہے اصلی حالت پر آنا، **اَفَاقَ المجنونُ من جنونہٖ** دیوانہ کو ہوش آنا، دیوانگی دور ہونا۔

ترجمہ اور لازم نہ ہوگی اس پر قضا اس کے ہوش میں آ جانے سے رات کو یا دن کو نیت کا وقت ختم ہو جانے کے بعد صحیح مذہب کے مطابق۔

اگر مجنون کو جنوں سے افاقہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری دن میں زوال کے بعد یعنی نیت کا آخری وقت گزر جانے کے بعد کسی مجنون کو جو پورے مہینہ مجنون رہا آرام ہوا تو اس پر قضا نہیں ہے۔ ایسے ہی اگر رات میں آرام ہوا تب بھی قضا نہ ہوگی، صاحب مراقی الفلاح نے لکھا ہے **وعلیہ الفتویٰ لان اللیل لا یصام فیہ ولا فیما بعد الزوال کما فی مجموع النوازل والمجتبی والنہایۃ وغیرھا وھو مختار شمس الائمۃ** . (مراقی الفلاح: ۳۷۰)

فصل

﴿۱۱۲۴﴾ یَجِبُ الْاِمْسَاکُ بَقِیَّۃَ الْیَوْمِ عَلٰی مَنْ فَسَدَ صَوْمُہٗ .

ترجمہ واجب ہے رُکے رہنا دن کے باقی حصہ میں اس شخص پر کہ جس کا روزہ فاسد ہو گیا۔

فسادِ روزہ کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا روزہ فاسد ہو گیا تو دن کا جو حصہ باقی بچا ہوا ہے اس میں کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کرے اور شام تک روزہ داروں کی طرح رہے اور روزہ کا فاسد ہونا خواہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے۔

﴿۱۱۲۵﴾ وَعَلٰی حَائِضٍ وَنُفَسَاءَ طَهُرَتَا بَعْدَ طُلُوْعِ الفَجْرِ .

ترجمہ اور اس حیض ونفاس والی عورت پر جو پاک ہوئی صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد۔

تشریح اگر کوئی عورت رمضان کے دن میں حیض ونفاس سے پاک ہوگئی تو اس پر دن کے باقی حصہ میں روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے رکنا واجب ہے۔

﴿۱۱۲۶﴾ وَعَلٰی صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ اَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ القَضَاءُ اِلَّا الاٰخِرَيْنِ .

ترجمہ اور اس بچہ پر جو بالغ ہوا اور اس کافر پر جو مسلمان ہوا اور ان سب پر قضا لازم ہوگی مگر اخیر کے دو آدمیوں پر۔

بچہ اور کافر کا مسئلہ

رمضان کے دن میں ایک نابالغ بچہ بالغ ہوگیا یا کافر مسلمان ہوگیا تو یہ دونوں بقیہ دن میں کھانے پینے اور صحبت وغیرہ سے پرہیز کریں تاکہ روزہ داروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے رمضان کے مقدس وقت کا حق پورا پورا ادا ہوجائے لیکن اس کے باوجود اگر کچھ کھاپی لیا تو ان پر اس دن کی قضاء واجب نہ ہوگی، ہاں اس دن کے بعد جو رمضان کے ایام ہیں ان کے روزے ان پر فرض ہوں گے کیونکہ اب ان کے اندر روزہ کی اہلیت موجود ہے کہ عاقل بالغ مسلمان ہیں اور شرعی اعذار سے پاک ہیں، اور حیض ونفاس سے پاک ہونے والی عورتوں پر اس دن کی قضاء بھی بعد میں لازم ہوگی جس دن وہ پاک ہوئی ہیں لیکن بالغ ہونے والے بچہ اور مسلمان ہونے والے کافر پر اس دن کی قضا نہ ہوگی۔

فصلٌ فِيمَا يُكرَهُ لِلصَّائِمِ وَفِيمَا لاَ يُكرهُ وَمَا يَستَحِبُّ

(یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جو روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں
اور جو مکروہ نہیں اور وہ چیزیں جو مستحب ہیں)

﴿۱۱۲۷﴾ كُرِهَ لِلصَّائِمِ سَبْعَةُ اَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ وَمَضْغُهٗ بِلَا عُذْرٍ .

ذوق باب (ن) چکھنا، ذائقہ معلوم کرنا۔ مضغه مَضَغَ يمضَغُ مَضْغًا چبانا، باب فتح۔

ترجمہ مکروہ ہے روزہ دار کے لئے سات چیزیں چکھنا کسی چیز کا اور اس کا چبانا بلا عذر۔

تشریح بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت تحریمی آجاتی ہے، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے، مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہو تو کھانے کا نمک چکھ لیا کرے اور پھر تھوک دے یا اپنے شیر خوار

بچہ کو کوئی چیز چبا کر کھلانا چاہے اور وہاں کوئی غیر روزہ دار نہ ہو تو بچہ کی حفاظت کی خاطر عورت چبا سکتی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۷۱)

﴿۱۱۲۸﴾ وَمَضْغُ العِلْكِ .

عِلْك درخت کا گوند جو چبانے سے نہ گھلے، جمع عُلوك و اَعْلَاك واحد عِلْكَة.

ترجمہ اور گوند کا چبانا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار گوند چبالے تو اس کا روزہ فاسد تو نہ ہوگا البتہ روزہ دار کے لئے گوند چبانا مکروہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کچھ اجزاء حلق سے نیچے اتر جائیں اور اگر زبان سے لفافہ کا گوند چاٹ کر تھوک دیتا ہے اور پھر اس کے بعد تھوک نگل جاتا ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بغیر تھوکے نگلتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/۴۴۲، ایضاح المسائل: ۸٦، درمختار: ۲/۱۵۴، درمختار بیروت: ۳/۳۵۳)

﴿۱۱۲۹﴾ وَالقُبْلَةُ وَالمُبَاشَرَةُ اِنْ لَّمْ يَامَنْ فِيْهِمَا عَلٰى نَفْسِهِ الإِنْزَالَ اَوِ الجِمَاعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

ترجمہ اور بوسہ لینا اور ساتھ لٹانا اگر اطمینان نہ ہو دونوں میں اپنے نفس پر انزال یا جماع سے، ظاہر روایت میں۔

بحالت صوم بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بوس و کنار ہونا اور ساتھ لیٹنا ایسے آدمی کے لئے مکروہ ہے جس کو انزال یا ہمبستری کا خطرہ ہو لیکن جس شخص کو خطرہ نہ ہو وہ لیٹ سکتا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۱۵۴، درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۳۵۳)

﴿۱۱۳۰﴾ وَجَمْعُ الرِّيْقِ فِي الفَمِ ثُمَّ ابتلَاعُهُ .

رِيْق جمع اَرْيَاق و رِيَاق تھوک، لعاب۔

ترجمہ اور تھوک کا اکٹھا کر لینا منہ میں پھر اس کو نگل جانا۔

تھوک نگلنا

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے۔ (ہندیہ: ۱/۱۹۱)

﴿۱۱۳۱﴾ وَمَا ظَنَّ اَنَّهُ يُضْعِفُهُ كَالفَصْدِ وَالحَجَامَةِ .

فصد فَصَدَ يَفْصِدُ فَصْدًا باب ضرب فصد کرنا، فاسد خون نکالنا، رگ کھول کر۔ **حجامة** حَجَمَ يَحْجُمُ حَجْمًا بذریعہ آلہ فاسد خون نکالنا۔

ترجمہ اور وہ چیز (کہ جس کے متعلق یہ خیال ہو) کہ اس کو کمزور کر دے گی جیسے فصد اور سینگی لگوانا۔

خون نکلوانا

روزہ کی حالت میں ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑ دینا پڑ جائے گا اختیار کرنا مکروہ ہے اور کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے مثلاً شوگر ٹیسٹ کرنے کے لئے خون دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں تھوڑا سا خون لیا جاتا ہے اور روزہ میں خاص طور پر فرض روزہ میں کسی مریض کو خون کی بوتل دینا مکروہ ہے، ایسے ہی سینگی لگوانا یا فصد کرانا کیونکہ کمزوری کا اندیشہ ہے اور فوری دوا لینی پڑ سکتی ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۴۸، عالمگیری: ۱/ ۱۹۹، قاضی خاں: ۱/ ۲۰۸)

﴿۱۱۳۲﴾ وَتِسْعَةُ اَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْاَمْنِ .

ترجمہ اور نو چیزیں مکروہ نہیں روزہ دار کیلئے بوسہ لینا اور ساتھ لیٹنا بحالت امن۔

تشریح روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بوس و کنار ہونا اور ساتھ لیٹنا ایسے آدمی کے لئے بلا کراہت جائز ہے جس کو انزال یا ہمبستری کا خطرہ نہ ہو، لہٰذا بوڑھے آدمی کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۱۳۳﴾ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحَجَامَةُ وَالْفَصْدُ .

ترجمہ اور مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ لگانا اور پچھنے لگوانا اور فصد کرانا۔

تشریح روزہ کی حالت میں مونچھوں پر تیل لگانا بلا کراہت جائز ہے، ایسے ہی آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی، روزہ بدستور باقی رہتا ہے، ایسے ہی سینگی لگوانا یا فصد کرانا بلا کراہت درست ہے جبکہ غیر معمولی کمزوری نہ پیدا کرے۔

﴿۱۱۳۴﴾ وَالسِّوَاكُ اٰخِرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَاَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا اَوْ مَبْلُوْلًا بِالْمَاءِ .

ترجمہ اور مسواک کرنا دن کے آخر حصہ میں بلکہ وہ مسنون ہے جیسے دن کے اول (حصہ) میں اگرچہ مسواک ہری ہو یا پانی میں بھیگی ہوئی ہو۔

روزہ میں مسواک کا حکم

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نمازوں سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲/ ۳۷۲) روزہ کی حالت میں بھی ہر وضو میں مسواک کرنا سنت ہے روزہ دار کے

منھ کی جو بو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسواک اس سے مانع نہیں ہے۔ (ہدایہ: ۱/۲۲۱) حضرت امام شافعیؒ نے زوال کے بعد مسواک کرنے کو مکروہ فرمایا ہے انہیں کے مذہب کو رد کرنے کیلئے صاحب کتاب نے ”اخر النھار“ کی قید لگائی ہے، اور فرمایا ہے کہ مسواک ہر وقت کرسکتے ہیں۔ (طحطاوی: ۳۷۲)

اختیاری مطالعہ

اگر مسواک کرتے وقت اس کا ریشہ حلق میں داخل ہوکر پیٹ میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/ ۴۳۵)

﴿۱۱۳۵﴾ وَالمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوْءٍ .

ترجمہ اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے علاوہ کے لئے۔

تشریح روزہ کی حالت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا جبکہ اس کا ارادہ وضو کا نہیں ہے محض ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ایسا کرنا بلا کراہت درست ہے مگر ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔ (ہندیہ: ۱/۱۹۹)

﴿۱۱۳۶﴾ وَالاِغْتِسالُ وَالتَّلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ لِلتَبَرُّدِ عَلَى المُفْتَى بِهِ .

تلفف باب تفعل سے ہے لپٹنا۔ **تبرد** باب تفعل کا مصدر ہے ٹھنڈک چاہنا، کہا جاتا ہے نَزَلَ من الماءِ يَتَبَرَّدُ وہ ٹھنڈک کی خاطر پانی میں اترا۔

ترجمہ اور غسل کرنا اور لپٹنا بھیگے ہوئے کپڑے میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے مفتیٰ بہ مذہب کے مطابق

تشریح گرمی یا پیاس کی وجہ سے روزہ کی حالت میں بار بار غسل کرنا بلا کراہت درست ہے، ایسے ہی روزہ کی حالت میں رومال بھگوکر سر پر رکھنا اور بھیگے ہوئے کپڑوں میں لپٹنا بلا کراہت جائز ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۱۵۶)

﴿۱۱۳۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ لَهُ ثَلاثَةُ اَشْيَاءَ السَّحُوْرُ وَتَاخِيْرُهُ وَتَعْجِيْلُ الفِطْرِ فِي غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ

سحور (سین کے زبر کے ساتھ) کے معنی ہیں سحری کا کھانا اور سُحور (بالضم) کے معنی ہیں سحری کھانا۔ غَیم بادل جمع غُیُوم۔

ترجمہ اور مستحب ہے اس کے لئے (روزہ دار کے لئے) تین چیزیں سحری کھانا اور اس کو لیٹ کرنا اور افطار میں جلدی کرنا بادل کے دن کے علاوہ میں۔

☆☆☆

مستحباتِ روزہ کا بیان

اس عبارت میں تین مستحبات روزہ کو بیان کررہے ہیں: (۱) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھایا جائے خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو، نبیؐ نے فرمایا سحری کھایا کرو، بیشک سحری کے کھانے میں یا سحری کھانے میں برکت ہے، سحری میں پیٹ بھر کھانا ضروری نہیں، مسند احمد میں روایت ہے جس نے ایک لقمہ کھایا اس نے سحری کھائی اور سنن سعید بن منصور میں روایت ہے: جس نے ایک گھونٹ پیا اس نے سحری کھائی اور ایک حدیث میں ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق، سحری کا ایک لقمہ ہے اور سحری کھانے میں برکت یہ ہے کہ دل نہیں دُکھتا جس نے کسی وجہ سے سحری نہیں کھائی اس کا دل دوپہر تک دُکھتا رہتا ہے اور زوال کے بعد مسلسل افطار کا انتظار رہتا ہے نیز کھانا پینا روزہ میں مددگار ہوتا ہے اور سحری کھانے سے مسلم اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان امتیاز ہوتا ہے، نیز اس میں سنت کی اتباع نشاط میں زیادتی اور دعا قبول ہونے کی گھڑی میں دعا کا موقع ملنا اور دیگر بہت سے فوائد ہیں۔ (۲) صبح صادق کے قریب سحری کھانا مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔ (۳) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے میرے بندوں میں وہ بندے زیادہ پسند ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا لوگ برابر خیر میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

(ترمذی ج:۱، باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

فَصْلٌ فِی الْعَوَارِضِ

(فصل عوارض کے بیان میں یعنی وہ اعذار جن کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے)

﴿۱۱۳۸﴾ لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرْضِ اَوْ بُطْءَ الْبُرْءِ وَلِحَامِلٍ وَمُرْضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ اَوِ الْهَلَاكَ اَوِ الْمَرَضَ عَلٰى نَفْسِهِمَا نَسَبًا كَانَ اَوْ رَضَاعًا .

بُطْءَ بَطُو (ک) بُطًا وبِطَاءً وبُطُوءًا سست پڑنا، سست رفتار ہونا۔ بُرْءٌ وَبُرُوْءٌ شفا، صحتیابی۔ بَرِئَ يَبْرَاءُ بَرْئًا وبُرْئًا باب (س) صحتیاب ہونا۔ مُرْضِع دودھ پلانے والی (ماں) رِضَاعًا راء پر فتحہ اور کسرہ دونوں لغت ہیں مگر راء کا فتحہ اصل ہے فصیح لغت میں باب (س) سے ہے اور اہل نجد نے کہا ہے کہ باب (ض) سے ہے لغت میں رضاعت چھاتی سے دودھ چوسنے کو کہتے ہیں۔ نفسهما تثنیہ کی ضمیر کا مرجع حامل اور مرضع ہے۔

ترجمہ (روزہ نہ رکھنا جائز ہے) اس شخص کے لئے جو خوف کرے بیماری کے بڑھ جانے کا یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لئے کہ خوف کرے عقل کے نقصان کا یا ہلاکت کا یا بیماری کا اپنے اوپر بچہ نسبی ہو یا رضاعی۔

اعذارِ مبیحہ

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) روزہ رکھنے کی وجہ سے جس کی بیماری بڑھ جاتی ہے تو ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے، پھر جب تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو اس کی قضا کرے۔ (۲) اگر روزہ رکھتا ہے تو زیادہ دیر میں صحت یاب ہوگا تو ایسے مریض کے لئے بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (۳) حالت حمل میں عورت کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا کرے۔ (۴) اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا یعنی وہ بچہ ماں کے دودھ پر اکتفا کرتا ہے باہر کی غذا نہیں لیتا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی یا زوال عقل کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا کرے، آگے فرماتے ہیں کہ بچہ نسبی ہو یا کسی کا دودھ پیتا لے رکھا ہو۔

﴿۱۱۳۹﴾ وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَنَدًا لِغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ اَوْ اِخْبَارِ طَبِيْبٍ مُسْلِمٍ حَاذِقٍ عَدْلٍ .

تجربہ آزمائش جانچ، کسی کام کو کر کے دیکھنا تا کہ اس میں نقص باقی نہ رہے جمع تَجَارِبُ . **حاذق** باکمال، ماہر، ہوشیار جمع حُذَّاق .

ترجمہ اور خوف جس کا اعتبار کیا جاتا ہے وہ خوف ہے جو تصدیق شدہ ہو غالب گمان سے (یہ غالب گمان) تجربہ کے ذریعہ ہو یا دیندار مسلمان ماہر حکیم کے خبر دینے سے ہو۔

تشریح جس خوف کا تذکرہ اس سے پہلی عبارت میں آیا ہے اُس خوف سے مراد یہ ہے کہ مریض کو خود غالب گمان ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے جان خطرہ میں پڑ جائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی یا ماہر طبیب مسلم نے خبر دیدی ہے تو ایسے مریض کو روزہ نہ رکھنے کی شرعی اجازت ہے۔

﴿۱۱۴۰﴾ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهُ عَطَشٌ شَدِيْدٌ اَوْ جُوْعٌ يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ .

عطش پیاس۔ عَطِشَ يَعْطَشُ عَطَشًا باب سمع سے، پیاس لگنا، پیاسا ہونا۔ **جوع** بھوک، فاقہ جَاعَ يَجُوْعُ جَوْعًا وَجَوْعَةً وَمَجَاعَةً باب (ن) بھوکا ہونا، بھوک لگنا، فاقہ مست ہونا۔

ترجمہ اور اس شخص کے لئے کہ جس کو سخت پیاس یا بھوک لگی ہو کہ جس سے مر جانے کا خطرہ ہو۔

تشریح کسی عمل کی وجہ سے بے حد بھوک پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہو گیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گناہ گار ہوگا اور کفارہ ادا

کرنے کے بارے میں دوقول ہیں ایک قول یہ ہے کہ لازم ہوگا اور دوسرا قول یہ ہے کہ لازم نہ ہوگا۔ (درمختار مصری: ۲/۱۵۸، بیروت: ۳/۳۵۸)

﴿۱۱۴۱﴾ وَلِلْمُسَافِرِ الفِطْرُ وَصَوْمُهٗ اَحَبُّ اِنْ لَّمْ يَضُرَّهٗ وَلَمْ تَكُنْ عَامَّةُ رُفْقَتِهٖ مُفْطِرِيْنَ وَلَا مُشْتَرِكِيْنَ فِي النَّفَقَةِ فَاِنْ كَانُوْا مُشْتَرِكِيْنَ اَوْ مُفْطِرِيْنَ فَالْاَفْضَلُ فِطْرُهٗ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ

لم یضرہ نفی جحد بلم درفعل مستقبل معروف ضَرَّ یَضُرُّ ضَرًّا نقصان دینا، اور یہاں ضرر سے مراد وہ ضرر ہے کہ جس میں جان کا خطرہ نہیں ہے کیونکہ اگر جان کا خطرہ ہے تو پھر مسافر کے لئے روزہ توڑنا واجب ہے رُفْقَةٌ ساتھیوں کی جماعت، جمع رُفَقٌ و رِفَاقٌ جمع الجمع اَرْفَاقٌ.

ترجمہ اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا (جائز ہے) اور اس کو روزہ رکھنا افضل ہے اگر نقصان نہ دے اس کو اور نہ ہو اس کے ساتھیوں کی اکثریت روزہ نہ رکھنے والی اور نہ خرچ میں شریک چناں چہ اگر شریک ہوں یا روزہ نہ رکھنے والے ہوں تو افضل ہے اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جماعت کی موافقت حاصل کرنے کے لئے۔

مسافر کے لئے کیا حکم ہے؟

سفر میں رمضان میں روزے نہ رکھنا جائز ہے اور اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو بہتر روزے رکھنا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر ساتھیوں کی اکثریت روزہ دار ہو اور ساتھیوں کا توشۂ سفر اکٹھا نہ ہو بلکہ سب کے پاس اپنا الگ الگ ہو تو بھی روزے رکھنا بہتر ہے لیکن اگر ساتھیوں کی اکثریت غیر روزہ دار ہو یا توشۂ سفر سب کا اکٹھا ہو تو ساتھیوں کی رعایت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیونکہ اگر ان کی عدم موافقت کرتے ہوئے روزہ رکھے گا تو ان پر شاق گزرے گا ایسے ہی اگر توشۂ سفر ایک ساتھ ہوگا تو اس کو تقسیم کرکے دینا بھی ان پر شاق گزرے گا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۳/۳۶۱)

﴿۱۱۴۲﴾ وَلَا يَجِبُ الْاِيْصَاءُ عَلٰى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهٖ بِمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَنَحْوِهٖ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوْا عَلٰى قَضَائِهٖ بِقَدْرِ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ.

ترجمہ اور واجب نہیں (فدیہ ادا کرنے کی) وصیت کرنا اس شخص پر جو مر جائے اپنے مرض اور سفر اور اس جیسے عذر کے دور ہونے سے پہلے جیسا کہ پہلے گذر گیا اور قضا کریں اتنے روزوں کی کہ جن کی قضا پر وہ قادر ہو جائیں اقامت اور تندرستی کی مقدار۔

بیمار کا حکم

اگر بیمار بیماری کی حالت میں مرگیا اور مسافر بحالت سفر مرگیا تو ان کے ذمہ قضا لازم نہ ہوگی کیونکہ ان پر قضا کا وجوب اس وقت ہے جب کہ مرض اور سفر ختم ہونے کے بعد اتنا زمانہ پالیں جس میں روزے رکھے جاسکیں اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ ان کو قضا کا وقت بالکل نہیں مل سکا اس لئے ان پر قضا لازم نہ ہوگی لیکن اگر بیمار تندرست ہوگیا اور مسافر مقیم ہوگیا پھر وہ مرگئے تو ان پر قضا کرنا لازم ہوگا یعنی اگر تندرست ہونے کے بعد اور مقیم ہونے کے بعد اتنے دن زندہ رہا جتنے دن کے روزے فوت ہوئے تھے تو فوت شدہ تمام روزوں کی قضا لازم ہے ورنہ مرتے وقت وصیت کرنا ضروری ہے اور اگر چند دن زندہ رہا تو بقدر صحت اور بقدر اقامت روزوں کی قضا لازم ہوگی مثلاً ایک شخص تمام ماہِ رمضان سفر میں رہا اب سفر سے فارغ ہوکر مکان پر آیا اور دس روز بعد اس کا انتقال ہوگیا تو یہاں صرف دس روز کی قضا کرنی واجب ہوگی یعنی اتنے روزوں کے فدیہ ادا کرنے کی مرتے وقت وصیت کرنا واجب ہوگا۔

﴿۱۱۴۳﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ قَدَّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا فِدْيَةَ بِالتَّاخِيرِ إِلَيْهِ.

تتابع مسلسل پے درپے، باری باری۔ **فدیۃ** نقد معاوضہ، عبادت میں کوتاہی یا غلطی کا بدل جو اللہ کے لئے پیش کیا جائے۔ **الیہ** ضمیر کا مرجع رمضان آخر ہے۔

ترجمہ اور شرط نہیں لگائی گئی لگاتار روزے رکھنے کی قضاء میں پھر اگر آجائے دوسرا رمضان تو مقدم کرے قضاء پر اور فدیہ نہیں ہے مؤخر کردینے سے دوسرے رمضان تک۔

قضا روزے لگاتار رکھنا ضروری نہیں

اگر کسی کے رمضان کے روزے قضا ہوگئے ہوں خواہ سفر کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا حیض ونفاس کی وجہ سے تو ان کی قضاء میں اختیار ہے اگر چاہے سب کو لگاتار رکھ لے یا تھوڑے تھوڑے کرکے رکھ لے مثلاً اگر چار روزے قضاء ہوئے تو ان کو ایک ہفتہ میں یا ایک ماہ میں کچھ دن بیچ میں چھوڑ کر قضاء کرسکتا ہے، البتہ مستحب یہی ہے کہ جیسے ہی قضا کا موقع ملے بلا توقف لگاتار ادا کرے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ رمضان کے قضا روزے جن کو تاخیر سے قضا کرنا بھی درست تھا اس نے بلا عذر اتنی تاخیر کردی کہ دوسرا رمضان آپہنچا تو اب موجودہ رمضان کے روزے رکھے اور انہیں بعد رمضان رکھے اور اس طرح تاخیر کرنے سے اس پر صرف قضاء ہے فدیہ واجب نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۵)

﴿۱۱۴۴﴾ وَيَجُوْزُ الفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوْزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الاَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ لِاشْتِغَالِهٖ بِالمَعِيْشَةِ يُفْطِرُ وَيَفْدِى فَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهٖ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَسْتَقِيْلُهٗ.

شیخ فانی اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور موت کے قریب پہنچ گیا ہے عمر کی کوئی تعیین نہیں ہے قوت و عدم قوت پر دارومدار ہے۔ عَجُوزٌ بڑھیا جمع عُجُزٌ و عَجَائزُ. معیشة گزربسر کا سامان روزینہ (کھانا پینا آمدنی وغیرہ) جمع مَعَایِشُ. عُسرَةٌ تنگدستی، مالی پریشانی۔ یستقیل فعل مضارع معروف باب استفعال سے استقالاً مصدر ہے کسی سے کہنا کہ اس کی خطاء سے درگزر کرے یہاں پر مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی غلطیوں وکوتاہیوں کی معافی چاہنا۔

ترجمہ اور جائز ہے روزہ نہ رکھنا ایسے شخص کے لئے جو قریب الفناء ہے اور ایسی بڑھیا کے لئے جو مرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے اور لازم ہوگا ان دونوں پر فدیہ ہر دن کے عوض میں نصف صاع گندم اس شخص کی طرح جس نے منت مان لی ہمیشہ روزہ رکھنے کی پھر عاجز ہوگیا اس سے اس کے مشغول ہونے کی وجہ سے گزربسر کے سامان میں افطار کرتا رہے اور فدیہ دیتا رہے پھر اگر قادر نہ ہو فدیہ پر اپنی تنگدستی کے باعث تو استغفار کرے اللہ سے اور درگزر کی درخواست کرے۔

شیخ فانی وفانیہ کا کیا حکم ہے؟

شیخ فانی وفانیہ جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے ان کو فدیہ دینا لازم ہے اور فدیہ ان کے ذمہ دین ہے جس وقت ہوادا کرے ورنہ مرتے وقت وصیت کرے کہ میرے ترکہ میں سے روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے فدیہ کی مقدار یہ ہے کہ ہر ایک روزہ کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت فقراء کو دی جائے اور ایک صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے یعنی ایک کلو ۵۷۵ گرام۔ آگے فرماتے ہیں کہ شیخ فانی پر جو فدیہ ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی شخص نے نذر مانی کہ اگر میرے اولاد ہو (خداوند کریم مجھ کو اولاد بخشے) تو ہمیشہ روزے رکھا کروں گا اب اولاد ہوگئی اور وہ شخص اپنے گزربسر کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتا تو اس وقت سے ہی فدیہ ادا کرتا رہے اور اگر زندگی میں فدیہ ادا نہ کرسکا تو مرتے وقت وصیت کر جائے اور اگر وہ شخص بے انتہا تنگدست ہے کوئی مال ومتاع اس کے پاس نہیں ہے تو اللہ سے توبہ واستغفار کرے اور معافی مانگتا رہے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ آخرت کے مواخذہ سے بچ جائے گا۔

﴿۱۱۴۵﴾ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ اَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهٖ مِنْ عِتْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَانٍ اَوْ لَمْ يَصُمْ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا لَا يَجُوْزُ لَهُ الفِدْيَةُ لِاَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهٖ.

ترجمہ اور اگر واجب ہو اس پر قسم یا قتل (خطا) کا کفارہ پھر نہ پائے اس چیز کو جس سے کفارہ ادا کرے یعنی

غلام آزاد کرنا اور وہ شیخ فانی ہے یا روزے نہیں رکھے یہاں تک ہو گیا قریب الفناء تو جائز نہیں اس کے لئے فدیہ ادا کرنا کیونکہ روزہ یہاں دوسری چیز کا بدل ہے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص پر قسم کا کفارہ لازم تھا یا قتل خطاء کا کفارہ لازم تھا اور وہ غلام آزاد کرنے پر قادر تھا مگر اس نے آزاد نہیں کیا یا غلام آزاد کرنے پر تو قادر نہ تھا مگر روزے رکھ سکتا تھا اور اس نے روزے نہیں رکھے حتی کہ وہ اب روزے رکھنے سے بھی معذور ہو گیا تو ایسے شخص کیلئے فدیہ ادا کرنا جائز نہیں یا بصورتِ دیگر فدیہ کی وصیت کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو غلام آزاد کرنے کی وصیت کرنی ہوگی کیونکہ روزہ کے بجائے فدیہ اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے کہ روزہ مستقل طور پر فرض ہو کسی کے قائم مقام کی حیثیت سے فرض نہ ہو اور یہاں روزہ آزادی غلام کے بدلہ میں ہے۔

﴿۱۱۴۶﴾ وَيَجُوزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الفِطْرُ بِلَاعُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ .

المتطوع اسم فاعل ہے باب تفعل سے تطوّعاً مصدر ہے نفل پڑھنا، یعنی غیر مفروضہ عبادت کرنا۔

ترجمہ اور جائز ہے نفل روزہ رکھنے والے کے لئے افطار کرنا بغیر عذر کے ایک روایت میں۔

نفل روزہ توڑنا کیسا ہے؟

اس عبارت میں مسئلہ یہ ہے کہ نفل روزہ توڑنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نفل روزہ توڑنا بلا کراہت جائز ہے خواہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو اور اس کی قضا واجب نہیں، البتہ امام مالک کے نزدیک قضا واجب ہے اور حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں مشہور قول یہ ہے کہ عذر کے بغیر نفل روزہ توڑنا مکروہ ہے اور اگر کوئی معقول عذر ہو تو توڑ سکتے ہیں اور دوسرا قول وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ کا ہے مگر یہ غیر مشہور قول ہے اور دونوں صورتوں میں قضاء واجب ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۰۵، البحر الرائق: ۲/۳۰۹)

﴿۱۱۴۷﴾ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الأَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيفِ وَلَهُ الْبَشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الجَلِيْلَةِ.

الضیافۃ مہمان نوازی، میزبانی۔ الضیف مہمان ملاقاتی (یہ چونکہ مصدر ہے اس لئے اس میں مفرد و تثنیہ و جمع اور مذکر و مؤنث برابر ہیں) جمع اضیاف و ضیوف ضیافۃ ضیف دونوں باب (ض) کے مصدر ہیں۔ **البشارۃ** خوشخبری جمع بَشَائِرُ بَشَرَ يبشر بَشْرًا باب (ن) خوش ہونا۔

ترجمہ اور میزبانی عذر ہے ظاہر روایت کے مطابق مہمان اور میزبان (دونوں کے) لئے اور اس کے لئے

خوشخبری ہے اس فائدۂ جلیلہ کی وجہ سے۔

روزہ دار کو دعوت قبول کرنی چاہئے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ روزے سے ہو تو بھی دعوت قبول کرے پھر تقریب میں پہنچے اور صاحب خانہ سے معذرت کرے اگر عذر قبول ہو جائے تو دعائیں دے کر واپس آ جائے اور اگر میزبان کھانے پر اصرار کرے تو روزہ توڑ کر دعوت کھا لے اور میزبان کی خاطر مہمان کا نفل روزہ توڑنا یا مہمان کی خاطر میزبان کا نفل روزہ توڑنا جائز ہے، صاحب مراقی الفلاح نے تجنیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے احترام میں نفل روزہ توڑ دے تو اسے ہر روزہ کے بدلہ میں ایک ہزار روزوں کا ثواب ملے گا اور جب قضا کرے گا تو ہر روزہ کے بدلہ میں دو ہزار روزوں کا ثواب ہوگا۔ متن میں بشارت سے یہی مراد ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۷۷)

﴿۱۱۴۸﴾ وَاِذَا اَفْطَرَ علیٰ اَیِّ حالٍ علیہِ القضاءُ اِلَّا اِذَا شرَعَ مُتَطَوِّعاً فِیْ خَمْسَةِ اَیَّامٍ یوْمَیِ العِیْدَیْنِ وَاَیَّامِ التَّشْرِیْقِ فَلَا یَلْزَمُهٗ قَضَاؤُهَا بِاِفْسَادِهَا فِی ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

ترجمہ اور جب توڑ دے کسی بھی حالت پر تو اس پر قضا ہے مگر جبکہ شروع کرے نفلی روزہ رکھنے والا پانچ دنوں میں عید کے دو دن اور تشریق کے تین دن تو لازم نہیں ان روزوں کی قضا ان کے فاسد کرنے سے ظاہر روایت میں اور اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

ایام خمسہ میں روزوں کا بیان

فرماتے ہیں کہ نفل روزہ خواہ عذر کی بنیاد پر توڑا ہو یا بغیر عذر کے دونوں صورتوں میں قضا واجب ہے مگر پانچ ایام کے روزے ایسے ہیں کہ اگر انہیں شروع کر دیا تو ان کا پورا کرنا واجب نہ ہوگا بلکہ ان کو توڑنا اور چھوڑنا واجب ہوگا چناں چہ اگر ان کو درمیان میں چھوڑ دیا تو ان کی قضا واجب نہ ہوگی اور قضا واجب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شروع کرنے کے بعد پورا کرنا اس لئے واجب ہوتا ہے تا کہ شروع کی ہوئی چیز کی وہ مقدار جو ادا کی گئی ہے اس کی حفاظت ہو سکے مگر چونکہ ایام خمسہ میں روزہ شروع کرنے کے بعد ممانعت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ادا کی ہوئی مقدار کی حفاظت کرنا واجب نہیں ہوتا اس لئے ادا کی ہوئی مقدار کی حفاظت کرنے کے لئے اس کا پورا کرنا بھی واجب نہ ہوگا اور جب شروع کردہ روزوں کو پورا کرنا واجب نہیں ہے تو درمیان میں توڑنے اور چھوڑنے کی وجہ سے اس کی قضا بھی واجب نہ ہوگی کیونکہ قضا اسی چیز کو درمیان میں چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے جس کو شروع کرنے کے بعد پورا کرنا بھی واجب ہو۔ (نور الانوار: ۶۱ حاشیہ ۲۳، مبحث النہی)

بَابُ مَا يَلْزَمُ الوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَنْذُوْرِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَنَحْوِهِمَا

(ان عبادتوں کا بیان جن کا پورا کرنا لازم ہے یعنی نذر کردہ روزے اور نماز اور ان جیسی عبادتیں) یعنی آزادی اور اعتکاف

﴿۱۱۴۹﴾ اِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الوَفَاءُ بِهٖ اِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَاَنْ يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا وَاَنْ يَكُوْنَ لَيْسَ وَاجِبًا .

نَذَرَ ماضی معروف باب (ن ض) نذرًا ونُذُورًا کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لینا، منت ماننا (یہ کہ اس کا فلاں کام ہوگیا تو وہ اتنا مال غریبوں کو دے گا) الوفاء وفٰی یفی وفاءً باب (ض) پورا کرنا۔

ترجمہ جب منت مان لے کسی چیز کی تو لازم ہے پورا کرنا اس چیز کا جب پائی جائیں اس میں تین شرطیں یہ کہ ہو اس کی جنس سے کوئی واجب اور یہ کہ ہو مقصود اور یہ کہ نہ ہو واجب۔

نذر پوری کرنے کے شرائط اور تفریعات کا بیان

اولاً نذر کی تعریف کا سمجھنا ضروری ہے، نذر کہتے ہیں انسان کا اپنے اوپر کسی ایسی چیز کو واجب قرار دے دینا جو اس پر واجب نہ تھی کسی امر کے پائے جانے کے وقت جیسے یوں کہے کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہوگیا تو میرے ذمہ ایک روزہ ہے یہاں پر روزہ جو غیر واجب تھا اپنے اوپر واجب کیا گیا ہے امتحان میں کامیابی کے پائے جانے پر، اب سمجھئے صورت مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسی چیز کی نذر مانی کہ جس کا وجود مطلوب ہو جیسے اِنْ شَفَى اللّٰهُ مريضي فَعَلَيَّ كَذَا تو ایسی نذر کا پورا کرنا ہی واجب ہے مگر آگے فرماتے ہیں کہ نذر کا پورا کرنا اس وقت لازم ہے جبکہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط پائی جائے: (۱) اس کی جنس کی کوئی واجب عبادت ہو اگر ایسا ہوگا تو نذر صحیح ہے ورنہ نہیں بالفاظِ دیگر کسی ایسی عبادت کو اپنی ذمہ لازم کرنا اور اس کو سر لینا جس کی جنس سے کوئی واجب عبادت ہو جیسے روزہ نماز وغیرہ کی منت مانی اور شرط پائی گئی تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے اور اگر نذر مانی کہ اگر اس کا کام ہوگیا تو وہ ایک کلو ٹماٹر کھائے گا ظاہر ہے کہ یہ کام مباح ہے اس کی جنس سے کوئی واجب عبادت نہیں اس لئے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ (۲) جس عبادت کی نذر ماننا چاہتا ہے وہ مقصود ہو ذریعہ اور شرط نہ ہو بعض چیزیں کسی فرض کو ادا کرنے کے لئے ذریعہ اور سبب ہوتی ہیں وہ بھی عبادت ہوا کرتی ہیں، ان کی نذر ماننا صحیح نہیں مثلاً کپڑے پاک کرنا غسل کرنا وضو کرنا ظاہر ہے کہ یہ چیزیں مقصود نہیں مقصود نماز پڑھنا ہے۔ (۳) وہ عبادت جس کی منت مان رہا ہے بذاتِ خود واجب اور فرض نہ ہو جیسے نفل نماز کہ اس قسم کی عبادت یعنی نماز فرض تو ہے مگر یہ نفل نماز فرض نہیں لہٰذا اس کی منت ماننا صحیح ہوگا اور فرض نماز کی منت ماننا

درست نہیں۔

﴿۱۱۵۰﴾ فَلَا یَلْزَمُ الْوُضُوْءُ بِنَذْرِهٖ .

ترجمہ پس لازم نہ ہوگا وضو کرنا وضو کی منت ماننے سے۔

تشریح ماقبل میں نذر کے صحیح اور درست ہونے کے لئے تین شرطیں بیان کی گئی ہیں، اب یہاں سے تفریعات اور مثالوں کو بیان کررہے ہیں مگر شرائط کی ترتیب کے اعتبار سے نہیں ہے اس عبارت کا تعلق شرط ثانی سے ہے چناں چہ فرماتے ہیں کہ وضو کی منت ماننے سے وضو کرنا لازم نہ ہوگا کیونکہ وضو کرنا عبادت مقصودہ نہیں بلکہ ادائیگی نماز کے لئے صرف ذریعہ اور وسیلہ یا شرط ہے۔

﴿۱۱۵۱﴾ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ .

ترجمہ اور نہ سجدۂ تلاوت۔

تشریح اس عبارت کا تعلق شرط ثالث سے ہے چونکہ سجدۂ تلاوت آیت سجدہ پڑھنے کے بعد خود ہی اللہ کی طرف سے واجب ہوجاتا ہے اور جو پہلے سے واجب ہو اس کی منت ماننا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۱۵۲﴾ وَلَا عِیَادَةُ الْمَرِیْضِ .

ترجمہ اور نہ مریض کی مزاج پرسی۔

تشریح اس عبارت کا تعلق شرطِ اول سے ہے چنانچہ مریض کی مزاج پرسی اگرچہ نیک کام ہے جس پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے مگر فرض نہیں، دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ نذر ایسی عبادتوں کی ہونی چاہئے جو حقوق اللہ میں سے ہوں اور مزاج پرسی بندوں کے حقوق میں سے ہے۔

﴿۱۱۵۳﴾ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِهَا .

ترجمہ اور نہ واجب عبادتیں ان کی نذر ماننے سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جو عبادتیں ایسی ہیں کہ وہ واجب اور فرض ہیں ان کی نذر ماننا بھی صحیح نہیں ہے جیسے پنجگانہ نمازیں نمازِ وتر رمضان کے روزے کیونکہ جو چیزیں پہلے سے لازم ہیں ان کو اپنے اوپر پھر لازم کرنا محال ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ کی جانب سے فرضیت زیادہ اہم ہے، اس فرضیت اور لزومیت کے مقابلہ میں جو بندہ کی جانب سے ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۹)

﴿۱۱۵۴﴾ وَیَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْاِعْتِکَافِ وَالصَّلٰوةِ غَیْرِ الْمَفْرُوْضَةِ وَالصَّوْمِ .

ترجمہ اور صحیح ہے (نذر ماننا) غلام آزاد کرنے کی اور اعتکاف کرنے اور فرض کے علاوہ دوسری نماز کے پڑھنے اور روزہ رکھنے کی۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں غلام آزاد کروں گا تو اس طرح نذر ماننا درست ہے ایسے ہی اعتکاف کی نذر ماننا صحیح ہے کیونکہ جنس اعتکاف میں قعدۂ اخیرہ ہے جو کہ فرض ہے اور اعتکاف نماز کے لئے بیٹھ کر انتظار کرنا ہے گویا کہ وہ نماز ہی ہے اور قعدۂ اخیرہ بھی نماز ہی کے اندر ہوتا ہے اسی وجہ سے اعتکاف کی نذر صحیح ہے، ایسے ہی بعض عبادتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو فرض واجب نفل اور مستحب بھی ہوتی ہیں جیسے نماز روزے وغیرہ کہ پانچوں وقتوں کی نمازیں اور رمضان کے روزے فرض ہیں نماز عیدین نماز وتر واجب ہیں اور ان کے علاوہ روزے یا نمازیں فرض نہیں وہ نفل ہیں پس جو عبادتیں نوافل ہیں خواہ نمازیں ہوں یا روزے ان کی نذر ماننا درست ہے۔

﴿۱۱۵۵﴾ فَاِنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا اَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ .

ترجمہ پس اگر نذر مانے نذر مطلق یا معلق کسی شرط کے ساتھ اور وہ پائی گئی تو لازم ہے اس کا پورا کرنا۔

نذر مطلق و معلق کا بیان

اولاً نذر مطلق و نذر معلق کی تعریف سمجھئے، نذر مطلق کا مطلب یہ ہے کہ تاریخ اور دن کی تعیین کے بغیر منت مانی جائے اور اس میں کسی قسم کی شرط نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ خدا کے لئے میرے اوپر لازم ہے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور نذر معلق کا مطلب یہ ہے کہ تاریخ اور دن کی تعیین کے ساتھ نذر مانے اور کسی شرط پر معلق کر دے مثلاً اگر فلاں بیمار اچھا ہوگیا تو میں آنے والی جمعرات کو روزہ رکھوں گا۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نذر مطلق ہو یا نذر معلق ان کا پورا کرنا لازم ہے مگر نذر معلق کا پورا کرنا اس وقت لازم ہے جب وہ شرط پائی جائے اگر شرط نہ پائی گئی تو نذر پورا کرنا لازم نہیں۔

فائدہ: جاننا چاہئے معلق منت ماننا اگرچہ صحیح ہے مگر پسندیدہ نہیں اور نذر مطلق بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۱۵۶﴾ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فِى الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا وَاِنْ صَامَهَا اَجْزَاهُ مَعَ الْحُرْمَةِ .

ترجمہ اور صحیح ہے عیدین کے روزوں اور ایام تشریق کے روزوں کی نذر مذہب مختار میں اور واجب ہے ان کو توڑنا اور ان کی قضا کرنا اور اگر رکھ ہی لئے تو کافی جائیں گے اس کو کراہت تحریمی کے ساتھ۔

ایام خمسہ میں نذر کا بیان

فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ۹ر ذی الحجہ کو یوں کہا کہ میں کل روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ میں اللہ کے لئے نذر مانتا

ہوں کہ دس ذی الحجہ کا روزہ رکھوں گا یا عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی یا ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے لیکن ان دِنوں میں روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں ان کی قضا کرے اور اگر شرعی ممانعت کے باوجود مذکورہ دِنوں میں نذر کا روزہ رکھ لیا تو نذر پوری ہو جائے گی مگر کراہت تحریمی کے ساتھ اور اس پر بعد میں قضا واجب نہ ہوگی کیونکہ جیسا روزہ اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا ویسا ہی ادا کرلیا ہے اور مذکورہ دِنوں میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا اس لئے درست ہوگا کہ اللہ کے لئے روزہ رکھنے کی نذر ماننا فی نفسہٖ طاعت ہے اور محض اس کہنے میں کہ مذکورہ دِنوں کے روزہ کی نذر کرتا ہوں نہ کوئی فساد ہے اور نہ کوئی قباحت ہے کیونکہ گناہ تو اللہ کی میزبانی سے اعراض کرنے میں ہے اور محض روزہ کا ذکر کرنے اور نذر کرنے سے اعراض لازم نہیں آتا اس لئے نذر ماننے میں بھی کوئی فساد نہ ہوگا فساد اور معصیت تو اس میں ہے کہ روزہ رکھا جائے پس جب مذکورہ ایام میں روزے رکھنا برا اور گناہ ہے تو یہ شخص روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں ان کی قضا کرے، اسی پر فتویٰ ہے لیکن اگر اس کے باوجود روزے رکھ لئے تو نذر پوری ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۹-۳۸۰)

﴿۱۱۵۷﴾ وَاَلْغَیْنَا تَعْیِیْنَ الزَّمَان وَالْمَکَان وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِیْرِ فَیُجْزِئُهٗ صَوْمُ رَجَبَ عَنْ نَذْرِهٖ صَوْمَ شَعْبَانَ وَیُجْزِئُهٗ صَلوٰةُ رَکْعَتَیْنِ بِمِصْرِ نَذَرَ اَدَاءَهُمَا بِمَکَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَیَّنَهٗ لَهٗ وَالتَّصَرُّفُ لِزَیْدِ الْفَقِیْرِ بِنَذْرِهٖ لِعَمْرٍو .

اَلْغَیْنَا فعل ماضی معروف جمع متکلم باب افعال اِلْغاءٌ مصدر ہے، کالعدم کرنا، باطل قرار دینا، ختم کرنا۔ عَیَّنَ باب تفعیل سے فعل ماضی معروف ہے تعیین مصدر ہے تعیین و تخصیص کرنا۔

ترجمہ اور ہم نے لغو قرار دیدیا زمان مکان درہم اور فقیر کی تعیین کو چنانچہ کافی ہے اس کو رجب کا روزہ اس کے نذر ماننے کی طرف سے شعبان کے روزہ کی اور کافی ہے اس کو دو رکعت نماز مصر میں کہ نذر مانی تھی ان کی ادائیگی کی مکہ میں اور صدقہ کر دینا کسی (دوسرے) درہم کا اس درہم کے بدلہ میں جس کو نذر کے لئے متعین کیا تھا اور خرچ کر دینا زید فقیر کے لئے اس کے منت ماننے سے عمرو کے لئے۔

نذر میں تعیین الزمان والمکان

حنفیہ کے نزدیک نذر کے اندر تعیین الزمان والمکان معتبر نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص کسی خاص مسجد میں نماز کی نذر مانے یا کسی خاص زمانہ میں روزہ کی نذر مانے تو نفس نماز اور نفس روزہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے ایسے ہی درہم اور فقیر کی تعیین بھی غیر معتبر ہے ان سب چیزوں کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ماہِ شعبان کے روزوں کی نذر مانی تھی اور اس نے وہ روزے ماہِ رجب میں رکھ لئے تو کافی ہے کیونکہ خاص زمانہ کی نیت لغو ہے اور ایسے

ہی اگر مکہ مکرمہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی اب مصر میں وہ دو رکعت پڑھ لے تو صحیح ہو جائے گی کیونکہ خاص مکان یا جگہ کا اعتبار نہیں اور اس درہم کے بدلہ میں جس کو نذر کے لئے خاص کیا تھا کسی دوسرے درہم کا صدقہ کر دینا جائز ہوگا، کیونکہ درہم یا روپئے پیسے کے خاص کر دینے کا کچھ اعتبار نہیں اور ایسے ہی اگر عمر فقیر کو دینے کی منت مانی تھی اس کے بجائے زید فقیر کے واسطے خرچ کر دینا جائز ہوگا کیونکہ فقیر کو مقرر کرنے کا کچھ اعتبار نہیں۔

﴿۱۱۵۸﴾ وَاِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وُجُوْدِ شَرْطِهٖ.

ترجمہ اور اگر معلق کر دے نذر کو کسی شرط کے ساتھ تو کافی نہ ہوگا اس کو اس نذر کی طرف سے وہ کام جس کو اس نے کیا اس کی شرط کے پائے جانے سے پہلے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے نذر معلق کی تو جب تک وہ شرط نہیں پائی جائے گی نذر پوری کرنا بھی لازم نہ ہوگا اور اگر شرط کے پائے جانے سے قبل نذر پوری کر دی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً لڑکا ہونے کے متعلق کوئی منت مانی تھی تو جب تک لڑکا نہ ہو جائے نذر کا پورا کرنا صحیح نہ ہوگا لڑکا ہونے پر ہی صحت کا حکم لگے گا۔

بَابُ الاِعْتِكَافِ (اعتکاف کا بیان)

ماقبل سے مناسبت مصنفؒ نے کتاب الصوم کی تکمیل کے لئے اخیر میں اعتکاف کا باب قائم کیا اس لئے کہ جس طرح صوم فرض کا تعلق ماہِ رمضان سے ہے اسی طرح اعتکاف بھی اسی ماہ کے عشرۂ اخیرہ کی سنت ہے۔ (الدر المنضود: ۴/۲۶۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۸۱)

اعتکاف کی فضیلت جو شخص خلوص کے ساتھ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملتا ہے نیز چالیس دن تک سرحدِ اسلام کے محافظ ہونے کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور جو چالیس دن تک سرحدِ اسلام کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کردیتا ہے جیسا کہ نومولود بچہ کا حال ہوتا ہے۔ (ایضاح المسائل: ۹۱)

اعتکاف کے لغوی معنیٰ لزوم الشيء وحبس النفس عليه کسی چیز کو لازم پکڑنا اور اپنے نفس کو اس پر جمانا۔

﴿۱۱۵۹﴾ هُوَ الْإِقَامَةُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلٰوتِ الْخَمْسِ فَلَا يَصِحُّ فِيْ مَسْجِدٍ لَا تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْمُخْتَارِ.

هو اس کا مرجع اعتکاف ہے۔ بنیتہ ضمیر کا مرجع اعتکاف ہے۔ فیہ ضمیر کا مرجع مسجد ہے۔

ترجمہ وہ ٹھہرنا ہے اعتکاف کی نیت سے کسی ایسی مسجد میں جس میں جماعت قائم کی جاتی ہو بالفعل پانچوں نمازوں کے لئے چناں چہ صحیح نہیں ایسی مسجد میں کہ جس میں جماعت قائم نہ کی جاتی ہو نماز کے لئے، مذہب مختار پر۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اعتکاف کے شرعی معنی یہ ہیں کہ عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا جائے پھر آگے مسئلہ یہ ہے کہ کونسی مسجد ضروری ہے؟ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسجد جماعۃ یعنی جس کے لئے امام اور مؤذن متعین ہوں پانچوں وقت کی نماز ادا ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، اس میں دونوں قول ہیں اور امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ اعتکاف واجب کے لئے مسجد جماعت ضروری ہے اور اعتکاف نفل کے لئے مطلق مسجد کافی ہے۔ (الدر المنضود: ۴/۲۶۷، مراقی الفلاح: ۳۸۲)

﴿۱۱۶۰﴾ وَلِلْمَرْأَةِ الْاِعْتِكَافُ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلٰوةِ فِيْهِ.

ترجمہ اور عورت کے لئے اعتکاف ہے اپنے گھر کی مسجد میں اور (گھر کی مسجد سے مراد) وہ جگہ ہے کہ جس کو اس نے نماز پڑھنے کے لئے متعین کرلیا ہو۔

عورت کا اعتکاف

مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا اعتکاف مسجد بیت میں صحیح ہے مسجد بیت سے مراد گھر میں وہ جگہ ہے جس کو وہ اپنی نماز کیلئے متعین کرے اور اگر عورت مسجد جماعت میں اعتکاف کرے تو اس کا اعتکاف صحیح بھی ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس میں ہمارے یہاں دونوں قول ہیں جواز اور عدم جواز۔ (الدر المنضود: ۴/ ۲۶۷)

﴿۱۱۶۱﴾ وَالإِعْتِكَافُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَنْذُوْرِ .

ترجمہ اور اعتکاف تین قسم پر ہے واجب منت مانی ہوئی صورت میں۔

اعتکاف کے اقسامِ ثلٰثہ کا بیان

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب اعتکاف: منت کا اعتکاف ہے اور منت و نذر دو ہیں: (۱) نذر معلق (۲) نذر منجز۔ نذر معلق یہ ہے کہ آدمی اعتکاف کو کسی کام پر معلق کرے کہ اگر اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اعتکاف کرے گا پھر وہ کام ہو گیا تو اعتکاف کرنا واجب ہے۔ (۲) نذر منجز یہ ہے کہ کسی چیز پر معلق کئے بغیر اللہ کے لئے اعتکاف کی نذر مانے، اس صورت میں بھی اعتکاف واجب ہے اور نذر میں زبان سے لِلّٰهِ عَلَيَّ یعنی مجھ پر اللہ کے لئے واجب ہے یا ہر زبان میں جو کلمہ اس کے مترادف ہو وہ بولنا ضروری ہے محض نیت کرنے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۶۳، مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۶۲﴾ وَسُنَّةٌ كِفَايَةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ .

ترجمہ اور سنت مؤکدہ کفایہ ہے رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں۔

تشریح اس عبارت میں دوسری قسم کا بیان ہے یعنی سنت مؤکدہ علی الکفایہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے اور علی الکفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو آدمی بھی اعتکاف کرلیں تو سارے محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب پر ترکِ سنت کا وبال ہوگا یہاں سے معلوم ہوا کہ سنت کے ترک پر بھی عذاب ہے، درمختار میں ہے اگر کوئی شخص دائمی طور پر سنن مؤکدہ کا تارک ہو جائے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوگا یعنی تارک سنت کے لئے بھی سزا ہے اور اس کے اندر روزہ شرط ہے نیز بیس رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں داخل ہونا لازم ہے۔

(درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۷۷، شامی بیروت: ۳/ ۳۸۳)

﴿۱۱۶۳﴾ وَمُسْتَحَبٌّ فِيْمَا سِوَاهُ .

سواہ ضمیر کا مرجع العشر الاخیر ہے۔

ترجمہ اور مستحب ہے اس کے ماسوا زمانہ میں۔

تشریح مذکورہ دو اعتکافوں کے علاوہ جو بھی اعتکاف ہے وہ مستحب ہے۔

﴿۱۱۶۴﴾ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُوْرِ فَقَطْ .

فقط بس، صرف فحَسْبُ کے معنی میں اسے عدد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ اب گویا کہ اس کے بعد کچھ نہیں کہا جاتا ہے، قرأتُ هذا فقط میں نے صرف یہ پڑھا۔

ترجمہ اور روزہ شرط ہے صرف منت مانے ہوئے اعتکاف کی صحت کے لئے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ واجب اعتکاف میں روزہ شرط ہے خواہ روزے کی منت مانی ہو یا نہ مانی ہو، روزے کے بغیر واجب اعتکاف نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص رمضان میں نذر کا اعتکاف کرے تو رمضان کا روزہ کافی ہو جائے گا۔

﴿۱۱۶۵﴾ وَاَقَلُّهٗ نفلاً مُدَّةٌ يَسِيْرَةٌ وَلَوْ كَانَ مَاشِيًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ .

اقله ای اقل الاعتکاف حال کونه نفلاً یعنی حال کی بنا پر نفلاً منصوب ہے۔ یسیرة تھوڑا سا، ذرا سا شيء یسیرٌ تھوڑی سی چیز۔

ترجمہ اور کم سے کم اعتکاف اس حال میں کہ وہ نفل ہو تھوڑی سی مدت ہے اگرچہ چلتے ہوئے ہی ہو، مفتیٰ بہ قول پر۔

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کے لئے وقت کی تحدید ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام اعظم کے نزدیک نفل اعتکاف کا زمانہ کم از کم ایک دن ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دن کا اکثر حصہ ہے اور امام محمد کے نزدیک تحدید نہیں ہے، ایک گھڑی کا بھی اعتکاف صحیح ہے حتی کہ مسجد سے گزرتے ہوئے اعتکاف کی نیت سے کچھ توقف کیا بیٹھا نہیں تو بھی اعتکاف ہو گیا، فتوی امام محمد کے قول پر ہے۔ (شامی: ۲/ ۱۷۷، البحر الرائق: ۲/ ۳۲۴، عینی شرح کنز: ۱۰۶، شامی بیروت: ۳/ ۳۸۳، تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۶۴) اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے۔

تنبیہ: ولو کان ماشیا الخ جاننا چاہئے کہ مسجد کو گزرگاہ بنانے کی ممانعت ہے، اس عبارت سے اس جانب اشارہ ہے کہ جو شخص مسجد کے اندر سے گزر کر دوسری جانب جانا چاہے تو وہ اعتکاف کی نیت سے گزرے تو اس طرح حیلہ کرنے سے ممانعت نہ رہے گی۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۶۶﴾ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ .

ترجمہ اور نہ نکلے اس سے مگر شرعی ضرورت کے لئے جیسے جمعہ۔

معتکف کب باہر نکل سکتا ہے؟

اعتکاف نذر اور اخیر عشرہ کے اعتکاف میں بلاضرورت شرعیہ مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں جیسے جمعہ پڑھنے کے لئے جاسکتا ہے یعنی اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا جائز ہے البتہ معتکف کو چاہئے کہ وہ مسجد سے کم سے کم غیر حاضر رہے، جمعہ کے بالکل قریب مسجد سے نکلے اور جمعہ پڑھ کر فوراً واپس آجائے، فضول وقت نہ گزارے اور سنتیں اپنی مسجد میں پڑھے اور اگر دیہات کی مسجد میں اعتکاف کیا ہے تو جمعہ کے لئے باہر نکلنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی: ۴/۲۳۲، فتاویٰ محمودیہ: ۳/۱۷۵، ایضاح المسائل: ۹۲) اور دیگر حاجاتِ شرعیہ مثلاً مریض کی عیادت کے لئے جنازہ پڑھنے کے لئے یا سبق میں حاضر ہونے کے لئے اس وقت نکل سکتا ہے جب اعتکاف کرتے وقت ان کاموں کا استثناء کیا ہے ورنہ نہیں مگر اس پر فتویٰ نہ دیا جائے تاکہ لوگ اعتکاف کو تماشہ نہ بنالیں۔

﴿۱۱۶۷﴾ اَوْ طَبْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ .

ترجمہ یا کسی طبعی (ضرورت کے لئے) جیسے پیشاب۔

طبعی ضرورت کے لئے نکلنا

فرماتے ہیں کہ غسل واجب اور پیشاب پاخانہ کے لئے بقدر ضرورت معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

﴿۱۱۶۸﴾ اَوْ ضَرُوْرِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَاِخْرَاجِ ظَالِمٍ كُرْهًا وَتَفَرُّقِ اَهْلِهٖ وَخَوْفٍ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ مَتَاعِهٖ مِنَ الْمُكَابِرِيْنَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهٗ مِنْ سَاعَتِهٖ .

انهدام باب انفعال کا مصدر ہے گرجانا۔ کرهًا مجبوراً ناخوشی سے۔ متاع سامان لگیج جمع اَمْتِعَةٌ. مُکابرین اسم فاعل باب مفاعلۃ سے کابَرَہٗ مُکابرۃً دشمنی وعناد کرنا، غالب آنا۔

ترجمہ یا کسی اضطراری (ضرورت سے) جیسے مسجد کا منہدم ہوجانا اور کسی ظالم کا زبردستی نکال دینا اور اس مسجد کے لوگوں کا منتشر ہوجانا اور اپنی جان یا اپنے مال پر خطرہ ہونا ظالموں کی جانب سے چناں چہ چلا جائے کسی دوسری مسجد میں اسی وقت۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سخت مجبوری میں بھی معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے جیسا کہ اس کی چند مثالیں متن میں موجود ہیں مگر شرط یہ ہے کہ دوسری مسجد میں جانے کی نیت سے نکلے اور راستہ میں کہیں فضول وقت نہ گزارے تو یہ نکلنا اور چلنا بھی اعتکاف مانا جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۶۹﴾ فَاِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَاعُذْرٍ فَسَدَ الوَاجِبُ وَانْتَهٰى بِهٖ غَيْرُهٗ.

ترجمہ پھر اگر نکل جائے تھوڑی سی دیر بغیر کسی عذر کے تو واجب فاسد ہو گیا اور ختم ہو گیا اس کی وجہ سے اس کے علاوہ (جو واجب نہ ہو وہ اس نکلنے سے ختم ہو جائے گا واجب کچھ نہ ہو گا)

ضرورتِ شدیدہ کے بغیر مسجد سے نکلنا کیا حکم رکھتا ہے؟

اعتکاف نذر اور اخیر عشرہ کے اعتکاف میں ضرورتِ شدیدہ کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا حرام اور مفسد اعتکاف ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اعتکاف شروع کر کے توڑ دے خواہ وہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہو یا واجب یا ایسا نفل اعتکاف ہو جس میں وقت کی تعیین کر کے مثلاً چوبیس گھنٹے کی نیت کر کے اعتکاف شروع کیا ہو اور اسے پورا کرنے سے پہلے توڑ دے تو امام اعظمؒ کے نزدیک قضا واجب ہے اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر دو یا زیادہ دنوں کا اعتکاف کیا جائے تو ہر دن کا اعتکاف مستقل عبادت ہے پس جو شخص اعتکاف توڑے گا اس پر صرف چوبیس گھنٹے کی قضا واجب ہوگی مثلاً ایک شخص نے تین دن کا نفل اعتکاف کیا اور دوسرے دن اعتکاف توڑ دیا یا رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کیا اور پچیسویں دن اعتکاف توڑ دیا تو صرف چوبیس گھنٹے کی قضا واجب ہوگی، اس لئے کہ گزشتہ ایام کے اعتکاف صحیح ہو گئے اور آئندہ کا اعتکاف شروع نہیں ہوا پس جس دن کا اعتکاف توڑا ہے اسی کی قضا واجب ہوگی کیوں کہ ہر دن کا اعتکاف مستقل ہے اور اگر ٹھیک غروب کے وقت اٹھ جائے تو پھر کوئی قضا واجب نہیں ہے اور قضا اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اگر کوئی رمضان میں قضا کرے تو رمضان کا روزہ کافی ہے اور اگر نفل اعتکاف میں وقت کی تعیین نہ کی ہو تو مسجد سے نکلتے ہی اعتکاف منتہی ہو جائے گا اس کی کوئی قضا واجب نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۷۹، البحر الرائق: ۲/۳۲۶، مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۷۰﴾ وَاَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهٗ وَنَوْمُهٗ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهٗ لِنَفْسِهٖ اَوْ عِيَالِهٖ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ اِحْضَارُ الْمَبِيْعِ فِيْهِ وَكُرِهَ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ.

ترجمہ اور معتکف کا کھانا اور اس کا پینا اور اس کا سونا اور ایسی چیزوں کے بیچنے یا خریدنے کا معاملہ کرنا کہ جس کی خود اس کو یا اس کے بال بچوں کو ضرورت ہے مسجد میں اور مکروہ ہے مبیع کا لانا مسجد میں اور مکروہ ہے ان چیزوں کا معاملہ کرنا جو تجارت کے لئے ہیں۔

معتکف کے لئے مسجد میں خرید وفروخت

فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی حالت میں معتکف کھانا پینا سونا سب مسجد میں ہی کرے گا اور تجارتی یا غیر تجارتی سامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا معتکف کے لئے ناجائز ہے البتہ خرید وفروخت کا معاملہ جو اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کے لئے ضروری ہے مسجد میں کیا جائے تو جائز ہے لیکن سامان مسجد میں نہ لائے۔

اختیاری مطالعه

اگر کوئی کھانا لانے والا نہیں ہے یا کسی سے کہنے کی ہمت نہیں ہے تو کھانا لانے کے لئے بھی باہر نکل سکتا ہے اس میں دیر نہ لگائے اور کھانا مسجد میں لاکر کھائے۔ (طحطاوی:۳۸۴)

﴿۱۱۷۱﴾ وَكُرِهَ الصَّمْتُ اِنِ اعْتَقَدَهٗ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمُ اِلَّا بِخَيْرٍ .

صمت باب نصر کا مصدر ہے صَمَتَ يَصْمُتُ صَمْتًا وَصُمُوْتًا خاموش ہونا اور سکوت کے بجائے صمت کا استعمال اس وجہ سے کیا ہے کہ دونوں میں فرق ہے، سکوت نام ہے دونوں ہونٹوں کو ملانے کا اور اگر یہ ملانا لمبا ہو جائے تو صمت ہے۔ قربة اللہ کی خوشنودی کا حصول۔ (شامی:۲/ ۱۸۵)

ترجمہ اور مکروہ ہے خاموش رہنا اگر سمجھے اس کو اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ اور (اسی طرح) بولتے رہنا (بھی مکروہ ہے) مگر اچھی بات۔

معتکف کا خاموش رہنا

مسجد میں بری بات بولنا تو سبھی کے لئے ناجائز ہے مگر معتکف کے لئے خاص طور سے ممنوع ہے اعتکاف کے آداب میں سے یہ ہے کہ اچھی بات کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے اور چپ چاپ گم صم بیٹھنا اس خیال سے کہ اس میں ثواب زیادہ ہے اعتکاف میں مکروہ ہے اگر یہ خیال نہیں تھا تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خاموش رہنا زبان کے گناہ سے بچنے کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے۔ (اللباب:۱/ ۱۶۳، انوار القدوری:۱/ ۲۹۰، مراقی الفلاح:۳۸۴)

﴿۱۱۷۲﴾ وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيْهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهٖ وَبِالْاِنْزَالِ بِدَوَاعِيْهِ .

وَطَأَ وَطِئَ يَطَأُ وَطْأً باب سمع سے روندنا، کچلنا۔ دواعیه زنا پر ابھارنے والی چیزیں مثلاً عورت کا بوسہ لینا شہوت کے ساتھ اس کو چھونا۔ اور ضمیر کا مرجع وَطْءٌ ہے۔

ترجمہ اور حرام ہے صحبت کرنا اور صحبت پر ابھارنے والی چیزوں کا اختیار کرنا اور باطل ہو جائے گا اس کے صحبت کرنے سے اور اس انزال سے جو محرمات جماع کی وجہ سے ہو۔

حالت اعتکاف میں ہمبستری

حالت اعتکاف میں ہمبستری کرنا حرام ہے دن میں ہو یا رات میں ہو یا جان بوجھ کر خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا ایسے ہی معتکف نے شرمگاہ کے علاوہ بیوی کے کسی دوسرے حصۂ بدن کے ساتھ مباشرت کی یا بوس و کنار کیا تو اگر انزال ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں اور قضا لازم ہوگی جس کی تفصیل (مسئلہ ۱۱۶۳) میں گزر چکی ہے۔

﴿۱۱۷۳﴾ وَلَزِمَتْهُ اللَّيَالِي اَيْضًا بِنَذْرِ اِعْتِكَافِ اَيَّامٍ وَلَزِمَتْهُ الاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِي مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَّمْ يَشْتَرِطُ التَّتَابُعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتْهُ لَيْلَتَان بِنَذْرِ يَوْمَيْنِ .

ترجمہ اور لازم ہو جائے گا راتوں کا اعتکاف کرنا بھی چند دنوں کے اعتکاف کی نذر کرنے سے اور لازم ہو جائیں گے دن راتوں کے اعتکاف کی نذر کرنے سے لگاتار اگرچہ شرط نہ لگائی ہو لگاتار کی، ظاہر روایت میں اور لازم ہو جائیں گی دو راتیں دو دن کے اعتکاف کی نذر کرنے سے۔

کیا دِنوں کے اعتکاف کی نذر سے راتوں کا بھی لازم ہے؟

اگر کسی نے چند دِنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کیا مثلاً اس طرح کہا اللہ کے واسطے مجھ پر دس دن کا اعتکاف لازم ہے تو دس دن کا اعتکاف ان کی راتوں کے ساتھ لازم ہوگا ایسے ہی برعکس کی صورت میں اور پے در پے لازم ہوگا اگرچہ پے در پے کی شرط نہ لگائی ہو کیونکہ اعتکاف کا دار و مدار ہی تسلسل پر ہے اور دِنوں کے ذکر سے راتیں اور راتوں کے ذکر سے دن اس وجہ سے شامل ہوں گے کیونکہ قاعدہ ہے کہ بصیغہ جمع ایام یا لیالی کا ذکر اپنے مقابل کو شامل ہوتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۸۵) اور اگر دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو دو راتیں بھی اسی میں شامل ہوں گی چنانچہ پہلی رات غروب سے قبل داخل ہو جائے اور دو دن گزرنے پر غروب کے بعد نکل جائے۔

﴿۱۱۷۴﴾ وَصَحَّ نِيَّةُ النُّهُرِ خَاصَّةً دُوْنَ اللَّيَالِي .

ترجمہ اور صحیح ہے صرف دنوں (کے اعتکاف) کی نیت نہ کہ راتوں کی۔

تشریح ماقبل کی عبارت میں جو مسئلہ آیا ہے کہ اگر دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرلیا تو راتیں بھی شامل ہوں گی ایسے ہی اگر راتوں کا لازم کرلیا تو دن بھی شامل ہوں گے، یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جبکہ دنوں کے ساتھ راتوں کی بھی نیت کی تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت کی تھی یا بالکل نیت نہیں کی تھی، اب اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی نے صرف دنوں کے اعتکاف کی نیت کی راتوں کے بغیر تو اس کی نیت صحیح ہے اور صرف دنوں کا

اعتکاف ہی اس کے ذمہ ہے نیز لگاتار بھی ضروری نہیں ہے ہاں اگر شرط لگائی تو پھر لگاتار کرنا ضروری ہے اور اس اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز صبح صادق کے بعد مسجد میں داخل ہو اور غروبِ شمس کے بعد نکل جائے یہ اس وقت ہے جب وہ ایک ماہ سے کم کے اعتکاف کی نظر کرے تو وہ نیت کے مطابق عمل کرے گا **کقوله نذرتُ اعتكاف عشرين يومًا ونوىٰ بياض النهار خاصّةً منها صحت نيته**۔ (مراقی الفلاح:١٨٠)

﴿١١٧٥﴾ وَاِنْ نَذَرَ اِعْتِكَافَ شَهْرٍ وَنَوَى النُّهُرَ خَاصَّةً اَوِ اللَّيَالِي خَاصَّةً لَاتَعْمَلُ نِيَّتُهٗ اِلَّا اَنْ يُّصَرِّحَ بِالْاِسْتِثْنَاءِ.

نُهُرٌ نَهَارٌ کی جمع ہے دن، طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کا وقت۔ **یصرح** فعل مضارع معروف باب تفعیل سے تصریحاً (م) ہے صاف لفظوں میں کہنا، کھول کر بیان کرنا۔ **الاستثناء** عام قاعدہ یا حکم سے نکالنا، باب استفعال کا (م) ہے۔

ترجمہ اور اگر نذر مانے ایک مہینہ کے اعتکاف کی اور نیت کرے دنوں کی خاص طور پر یا راتوں کی خاص طور پر تو کارآمد نہ ہوگی اس کی نیت مگر یہ کہ صراحت کر دے استثناء کی۔

ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر ماننے کا کیا حکم ہے؟

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس نے صرف دنوں کی نیت کی یا صرف راتوں کی نیت کی تو اس کی نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور رات دن اعتکاف کرنا ہوگا کیونکہ مہینہ رات اور دن دونوں کو شامل ہونے کا نام ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر اس نے راتوں کا استثناء کر دیا تو صرف دنوں کا اعتکاف لازم ہوگا اور اگر دنوں کا استثناء کر دیا اور یہ کہا کہ میرے ذمہ اللہ کے لئے ایک ماہ کی راتوں کا اعتکاف ہے تو اب اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے کیونکہ ایام کا استثناء کرنے کے بعد محض راتیں رہ گئیں اور راتوں میں سنت کا اعتکاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اعتکاف منذور میں روزہ شرط ہے اور راتیں روزہ کا محل نہیں ہیں۔ (درمختار مع الشامی مصری:٢/ ١٨٧، بیروت:٣/٣٩۴، البحر الرائق:٢/ ٣٢٨، مراقی الفلاح:٣٨٦)

﴿١١٧٦﴾ وَالْاِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

ترجمہ اور اعتکاف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔

اعتکاف کی مشروعیت

فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی مشروعیت قرآنِ کریم سے ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے **ولا تباشروهن وانتم**

عاکفون فی المساجد یعنی ان بیویوں سے اپنا بدن بھی نہ ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں، ایسے ہی اعتکاف کا ثبوت حدیث رسول سے بھی ہے حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک آپ کا انتقال ہوگیا۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۶) اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔

﴿۱۱۷۷﴾ وَهُوَ مِنْ اَشْرَفِ الْاَعْمَالِ اِذَا كَانَ عَنْ اِخْلَاصٍ وَمِنْ مَّحَاسِنِهٖ اَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمِ النَّفْسِ اِلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَالتَّحَصُّنَ بِحِصْنِهٖ .

اشرف اسم تفضیل اعلیٰ وافضل۔ **محاسن** یہ حُسْنٌ کی جمع ہے (خلاف قیاس) اچھائیاں، خوبیاں، بھلائیاں۔ **تفریغ** باب تفعیل کا مصدر ہے خالی کرنا۔ **تحصن** باب تفعل کا مصدر ہے قلعہ بند ہونا۔ **حِصن** جمع **حُصُونٌ** و **اَحْصَانٌ** قلعہ، محفوظ جگہ۔

ترجمہ اور وہ افضل کاموں میں سے ہے جبکہ وہ اخلاص سے ہو اور اس کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ اس میں دل کو خالی کرنا ہے دنیوی معاملات سے اور نفس کو سونپ دینا ہے مولیٰ کی طرف اور اس کی عبادت کو لازم کر لینا اسی کے گھر میں اور اس کے قلعہ میں محفوظ ہو جانا ہے۔

اعتکاف افضل ترین عمل

فرماتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے اس کی خصوصیتیں حدِ احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے، نیز اس میں اللہ کے گھر میں پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

﴿۱۱۷۸﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلَ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ يَّخْتَلِفُ عَلٰى بَابِ عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعتَكِفُ يَقُوْلُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرْلِيْ .

یختلف فعل مضارع باب افتعال سے اختلاف مصدر ہے آمد و رفت رکھنا۔ **لا ابرح** فعل مضارع منفی معروف واحد متکلم باب سمع سے بَرِحَ یبرح بَرِحًا الگ ہونا، لا ابرح کے معنی ہوں گے لگاتار، برابر۔

ترجمہ اور فرمایا حضرت عطاءؒ نے معتکف کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو (کسی بہت بڑے سردار کے) بڑے

دروازے پر کسی ضرورت کے لئے آتا رہتا ہے پس معتکف (زبانِ حال سے یوں) کہتا ہے کہ میں (یہاں سے) نہیں ہٹوں گا جب تک میری مغفرت نہ ہو جائے۔

معتکف کی مثال

حضرت عطاء بن ابی رباح جو جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد رشید ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ صاحب المذہب کے استاذ محترم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنا میری درخواست قبول نہ ہو میں نہیں ٹلوں گا، نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے، یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے۔ اگر حقیقتاً یہی حال ہو تو پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے اور اللہ جل شانہ کی کریم ذات بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتی ہے۔

﴿١١٧٩﴾ وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ وَّالَاهُ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُتَوَسِّلِيْنَ اَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَاَنْ يَّنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَمِيْمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ :

تیسر ماضی معروف باب تفعل سے، سہل اور آسان ہو جانا۔ **حقیر** بے حیثیت، معمولی۔ **عناية** توجہ، اہتمام۔ **والاہ** فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مُوالاۃ مصدر ہے مدد کرنا۔ **متوسلین** تَوَسُّل سے ہے وسیلہ ڈھونڈنا، کسی کو بیچ میں ڈالنا، ذریعہ، سفارش۔ **یجزل** فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال سے خوب دینا، بخشش کرنا، دل کھول کر دینا۔ **جسیم** بھاری بھرکم، زبردست۔

ترجمہ اور یہ (جو کچھ بیان کیا گیا) آسان ہوا اس بے حیثیت عاجز کے لئے اپنے طاقتور قدرت والے آقا کی توجہ سے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو ہدایت عطا فرمائی اس تالیف کی اور ہم کبھی راستہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہمیں راستہ نہ بتاتا اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمدؐ پر جو تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں (آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، صرف حضرت عیسیٰؑ کہ وہ بھی پیدا نہ ہوں گے جو خاتم النبیین کے لقب میں نقصان آئے بلکہ آسمان سے اتریں گے نبوت ان کو پہلے مل چکی تھی قربِ قیامت امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے) اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اصحاب پر اور ذریت پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کی مدد کی اور درخواست کرتے ہیں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وسیلہ اختیار کرتے ہوئے کہ وہ اس کتاب کو اپنی ذاتِ کریم کے لئے خاص کرے اور اس کے ذریعہ عام نفع عنایت فرمائے اور اس کے ذریعہ سے بہت بڑا ثواب عطا

فرمائے۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نماز روزے وغیرہ کے جو مسائل پیش کئے گئے ہیں وہ پروردگار عالم کی بے پناہ توجہات کا ثمرہ ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں تھا اور مصنفؒ نے اولاً کتاب نورالایضاح یہاں تک لکھی تھی جیسا کہ اس آخری حمد و ثنا سے معلوم ہو رہا ہے بعد میں خیال آیا کہ لگے ہاتھوں زکوٰۃ و حج کے مسائل کا بھی اضافہ کرنا چاہئے، بریں بنا باقی حصہ میں زکوٰۃ و حج کے مسائل پیش کئے جا رہے ہیں۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ (زکوٰۃ کی کتاب)

فریضۂ زکوٰۃ

ہر مسلمان کو خصوصاً یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ بھی دولت وثروت ملی ہے اس کا اصل مالک وہ خود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ملکیت میں بطور نیابت تصرف کرنے کا حق دے رکھا ہے جب اللہ ہی اس کا مالک ہے اور اسی کی قدرت کی بنا پر ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے تو اگر وہ اپنے بندوں کو یہ حکم کرتا کہ وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیں تو ہمیں شکایت یا اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا کیونکہ اس کی چیز ہے وہ جہاں اور جتنی چاہے خرچ کرے مگر یہ بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے جہاں ہمیں خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں پورا مال نہیں بلکہ کچھ حصہ خرچ کرنا ضروری قرار دیا۔

شکر ادا کیجئے

پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ صدقہ کا مال کسی جگہ رکھ دیا جاتا اور آسمان سے آگ آکر اسے جلا کر خاکستر کر دیتی گویا صدقہ کا مال کسی دوسرے بھائی کے کام نہ آسکتا تھا بلکہ اس کا آگ سے بھسم ہو جانا ہی اصل مقصود سمجھا جاتا تھا لیکن اللہ نے اس امت مرحومہ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے زکوٰۃ کی شکل میں وصول کیا ہوا مال اسی کے ضرورت مند افراد پر خرچ کر دیا جاتا ہے اس حکم کی وجہ سے زکوٰۃ دینا اور آسان ہو گیا کہ ہم اپنے مال کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی بھائیوں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

زکوٰۃ وصدقہ مال میں اضافہ کا سبب ہے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور صدقہ خیرات کرنے سے مال گھٹ جاتا ہے لیکن قرآن وحدیث کی صراحت یہ ہے کہ صدقہ سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، سوال یہ ہے کہ بظاہر دیکھنے میں تو جب زکوٰۃ یا صدقہ نکالا جاتا ہے تو مال گھٹتا ہوا نظر آتا ہے پھر یہ کیوں کہا گیا کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال کم ہوتا دکھائی دیتا ہے مگر اس کی بنا پر من جانب خداوندی جو برکت ہوتی ہے خواہ بعد میں کاروبار میں اضافہ کی صورت میں ہو یا نقصان ومصائب سے حفاظت کی صورت میں وہ صدقہ کی مقدار کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

نقد فائدہ:

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اکثر عبادات کے ثواب اور نتیجہ کا وعدہ آخرت کی زندگی میں کیا گیا ہے مثلاً نماز سے جنت میں فلاں نعمت ملے گی، روزہ داروں کو فلاں ثواب کا مستحق بنایا جائے گا مگر زکوٰۃ وصدقات کے لئے جہاں آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب کا ذکر ہے وہیں دنیوی نقد فائدہ کو بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلا دی جاتی ہیں۔

آخرت کا نفع

(۱) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات گنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۱)

(۲) صدقہ ہمارے لئے قیامت کے دن حجت بنے گا۔ (مسلم شریف: ۱/۱۱۸)

(۳) زکوٰۃ وصدقہ کے (معمولی حصہ) ایک کھجور کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے جیسے انسان اپنی اونٹنی کے بچہ کی پرورش کرتا ہے تا آں کہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر تک پہنچ جاتی ہے۔ (مسلم شریف: ۱/۳۶۶) خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس کو اللہ نے نصاب کا مالک بنا رکھا ہے اس کے ساتھ کتنے فضل عظیم کا معاملہ فرمایا ہے اس کے باوجود بھی اگر ہم زکوٰۃ ادا کرتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں اور اسے جبری ٹیکس تصور کریں تو اس سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے، اسلئے اس فرض کی انجام دہی میں قطعاً تغافل اور ٹال مٹول سے کام نہ لیں، خاص کر ماہِ مبارک میں فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماقبل سے مناسبت: صلوٰۃ وصوم دونوں عبادتِ بدنیہ ہیں اور زکوٰۃ عبادتِ مالیہ ہے نیز اصح قول کی بنا پر صوم کی فرضیت مقدم ہے زکوٰۃ پر اس وجہ سے صاحب کتاب نے اولاً کتاب الصلوٰۃ پھر کتاب الصوم اور پھر کتاب الزکوٰۃ کو بیان کیا ہے، زکوٰۃ کے معنی لغت میں بڑھوتری کے آتے ہیں نیز پاک وصاف کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس کو زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مالدار کے مال میں زیادتی، خیر وبرکت اور پاکیزگی پیدا کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت: زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی دور میں فرض کی گئی تھی، سورۂ مزمل جو ابتدائی سورتوں میں سے ہے اس کی آخری آیت میں زکوٰۃ کا ذکر ہے ارشادِ پاک ہے **واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ** مگر مکی دور میں زکوٰۃ کی تفصیلات نازل نہیں ہوئی تھیں، صحابہ نے دریافت بھی کیا تھا: **یسئلونك ماذا ینفقون؟ قل العفوَ** لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ جواب دیں اپنی ضرورت سے زائد کو خرچ کرو، مال کی کوئی مقدار متعین نہیں کی، جب ہجرت کے بعد سن ۲ر ہجری میں اسلامی حکومت قائم ہوئی اور اسلامی نظام وجود میں آیا تو زکوٰۃ کی تفصیلات نازل ہوئیں۔ (تحفۃ

الاکمی: ۲/ ۵۰۷)

زکوٰۃ کا حکم: زکوٰۃ کی فرضیت پر تمام امت کا اتفاق ہے جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے گا اس پر کفر کا فتویٰ لگے گا۔ (عینی شرح ہدایہ: ۱/ ۱۱۵)

﴿۱۱۸۰﴾ هِيَ تَمْلِيْكُ مَالٍ مَخْصُوْصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوْصٍ .

ترجمہ وہ مخصوص مال کا کسی مخصوص شخص کو مالک بنانا ہے۔

زکوٰۃ کی تعریف

اس عبارت میں زکوٰۃ کی تعریف کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مال جس پر سال گزر جائے اور نصاب کے بقدر ہو اس میں سے چالیسویں حصہ کا ایسے مسلم شخص کو مالک بنا دینا جو فقیر ہو اور ہاشمی یا ہاشمی کا آزاد کردہ نہ ہو اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے۔ زکوٰۃ کی تعریف سے معلوم ہوا کہ اس کی حقیقت تملیک ہے لہٰذا جہاں تملیک کے معنی نہیں پائے جائیں گے وہ زکوٰۃ شرعی نہ ہوگی مثلاً مسجد میں خرچ کرنا کفنِ میت میں دینا رفاہِ عام میں لگانا جیسے مہمان خانہ مسافر خانہ وغیرہ بنوانا، ایسے ہی اگر فقیر کو مکان ایک مدت تک رہنے کے لئے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور ایسے ہی اگر مستحق فقراء کو ایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے (بعض مدارس میں یکجا بٹھا کر طلبہ کو کھانا کھلانے کا رواج ہے تو منتظمین کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کر کے کھانے میں خرچ کریں ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) (طحطاوی: ۳۸۹، درمختار مصری: ۲/ ۳، درمختار بیروت: ۳/ ۱۶۱)

﴿۱۱۸۱﴾ فُرِضَتْ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا اَوْ حُلِيًّا اَوْ اٰنِيَةً اَوْ مَا يُسَاوِيْ قِيْمَتَهٗ مِنْ عُرُوْضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيْرًا .

نصاب اس کے معنی اصل کے ہیں اور شریعت میں مال اسباب اور جانوروں کی اس مقدار کا نام ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ تبرٌ سونے چاندی کا ڈلا جو ڈھلا ہوا نہ ہو۔ حُلِیٌّ اس کا واحد حَلْیٌ حاء کے فتحہ اور لام کے سکون کے ساتھ ہے بمعنی زیور خواہ سونے چاندی کا ہو یا کسی قیمتی پتھر موتی وغیرہ کا مگر یہاں سونے چاندی ہی کا مراد ہے کیونکہ مسئلہ زکوٰۃ اسی سے متعلق ہے اور جو زیورات جواہر سے بنائے گئے ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ آنیة برتن جمع اَوانیُ عروض بضم العین عَرض کی جمع ہے جیسے فلوس فلس کی جمع، سامان اور ہر چیز سونے چاندی کے علاوہ اور بعض نے لکھا ہے عرض وہ سامان جو کیل وموزون نہ ہو اور نہ وہ حیوان ہو نہ زمین (المصباح المنیر) نام ایسا مال جس میں بڑھنے کی

صلاحیت ہو۔

ترجمہ فرض کی گئی ہے آزاد مسلمان مکلف پر جو نقد کے نصاب کا مالک ہو خواہ وہ کچا سونا چاندی ہو یا زیور یا برتن یا سامانِ تجارت ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو قرض سے خالی ہو اور اپنی ضرورت اصلی سے زائد ہو بڑھنے والا ہو اگرچہ (اس کا بڑھنا فرضاً اور) تقدیراً ہی ہو۔

تشریح اس عبارت میں زکوٰۃ کی فرضیت کی اہلیت اور شرائط وجوب زکوٰۃ کو بیان کر رہے ہیں۔

زکوٰۃ کی فرضیت کی اہلیت

زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں درجِ ذیل اہلیتیں پائی جائیں: (۱) آزاد ہو، غلام باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (۲) مسلمان ہو، کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں۔ (۳) بالغ ہو، بچہ پر زکوٰۃ فرض نہیں، لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ (۴) سمجھ دار ہو پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں جبکہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو اور اگر کوئی شخص بے ہوش ہو مگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو تو اگرچہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (عالمگیری: ۱/۱۷۲) (۵) اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہو خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص۔ (درِ مختار مصری: ۲/۴-۵، بیروت: ۳/۱۶۲-۱۶۳)

شرائط وجوبِ زکوٰۃ

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے درجِ ذیل شرائط کا پایا جانا لازم ہے: (۱) مال بقدر نصاب ہو، مثلاً سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب دو سو درہم وغیرہ اور سونے چاندی کی ہر چیز اور زیورات پر زکوٰۃ فرض ہوگی خواہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے تراش کر بنے ہوں یا پگھلا کر برتن ہوں یا کچھ اور استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ (۲) ملکیت تام ہو لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سر دست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں۔ (۳) نصاب قرض سے خالی ہو یعنی قرض کی رقم مجرا کرنے کے بعد بقیہ مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (۴) نصاب ضرورت اصلی سے زائد ہو استعمالی ساز و سامان پر زکوٰۃ نہیں ہے جیسے استعمالی کپڑے چادریں فرش وغیرہ، فرج کولر واشنگ مشین گاڑی موٹر سائیکل اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ سجاوٹ کے برتن مطالعہ کی کتابیں۔ صنعت کاروں کے اوزار مشین، کارخانے فیکٹریاں کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشتکار حضرات کے ٹریکٹر اور آلات زراعت وغیرہ (نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو) (عالمگیری: ۱/۱۷۲) (۵) مال نامی ہو یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) پیدائشی مالِ نامی ہو یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مالِ نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہیں۔ (۲) عملی مالِ نامی یعنی وہ مال جسے تجارت کی نیت سے

خریدا گیا ہو۔ (درمختار مع الشامی: ۲/ ۸، بیروت: ۳/ ١٦٧)

او ما یساوی قیمته من عروض تجارة فقہاء تجارتی مال کو عروضِ تجارت کہتے ہیں اور اس سے مراد سونے چاندی کے علاوہ ہر وہ سامان ہوتا ہے جو تجارت کے لئے مہیا کیا گیا ہو خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو مثلاً آلات اور مشینیں ہوں استعمالی سامان ہو یا کپڑے ہوں، کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا زیورات ہوں، حیوانات و نباتات ہوں، غرض جو چیزیں فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید و فروخت کے لئے مہیا کی گئی ہیں وہ سامانِ تجارت ہیں جس کسی کے پاس سامانِ تجارت ہو اور اس پر سال گزر جائے اور اس کی قیمت بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی یعنی سامان کی قیمت کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصد جس طرح سونے و چاندی کی زکوٰۃ کا حساب ہوتا ہے۔ (انوار القدوری: ۱/ ۲۵۵، مؤلف: راقم الحروف)

﴿۱۱۸۲﴾ وَشَرْطُ وُجُوْبِ اَدَائِهَا حَوْلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْاَصْلِيِّ.

ترجمہ اور اس کی ادائیگی کے وجوب کی شرط سال بھر کا گزر جانا نصاب اصلی پر۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت تو اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب سے نصاب کا مالک ہوتا ہے البتہ اس کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوگا جب سال پورا ہو جائے، اس درمیان میں اگر مال نہ رہے یا صاحبِ مال نہ رہے تو گناہ گار نہ ہوگا کیونکہ ابھی تک ادا کرنا اس کے اوپر فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۳، بیروت: ۳/ ۱۷۳)

﴿۱۱۸۳﴾ وَاَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي اَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ اِلٰى مُجَانِسِهٖ وَيُزَكّٰى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْاَصْلِيِّ سَوَاءٌ اُسْتُفِيْدَ بِتِجَارَةٍ اَوْ مِيْرَاثٍ اَوْ غَيْرِهٖ.

مستفاد بڑھوتری، پرافٹ، نیا حاصل شدہ مال۔ **اثناءَ** جمع ہے اثنیٰ کی درمیان، کہا جاتا ہے **جاءُوا فی اثناء الامر** وہ کام کے درمیان میں آئے۔ **مجانسة** مشابہ ہونا، باب مفاعلة کا مصدر ہے۔

ترجمہ اور بہرحال وہ مال جو بڑھ گیا ہو درمیان سال میں وہ ملایا جائے گا اس کے ہم جنس کی طرف اور زکوٰۃ دی جائے گی اصلی سال کے ختم پر برابر ہے مال بڑھ گیا ہو تجارت سے یا میراث کے ذریعہ یا اس کے علاوہ (کسی اور صورت سے حاصل ہوا ہو)

اضافہ شدہ مال نصاب میں شامل ہوگا

دورانِ سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر اخیر سال میں زکوٰۃ واجب ہوگی یعنی جس دن سال پورا ہو

اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکوٰۃ واجب ہوگی یعنی درمیان سال میں جو مال حاصل ہوا خواہ وہ خریدنے سے ہو یا جانوروں کے بچے دینے سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے تو وہ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی مثلاً شروع سال میں پچیس اونٹ تھے سال کے درمیان میں ان کے پچیس بچے ہو گئے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی ان اونٹوں کے ساتھ ملا دئے جائیں گے اور کل اونٹوں کی زکوٰۃ میں تین سالہ اونٹنی دینی ہوگی اگرچہ ان بچوں پر ابھی سال نہیں گزرا یا پندرہ ہزار کا تجارت کا مال تھا اس میں نفع ہوا اور بیس ہزار کا ہو گیا تو سال پورا ہونے پر بیس ہزار کی زکوٰۃ واجب ہوگی اس صورت میں مال مستفاد پر الگ سے سال گزرنا ضروری نہیں۔ جاننا چاہئے کہ اداء زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی سال کا۔ (طحطاوی: ۳۹۱)

اختیاری مطالعہ

تنبیہ: اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری سال کی ابتداء وانتہاء (مارچ اپریل) کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہیں اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا اس لئے زکوٰۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جس تاریخ سے صاحب نصاب ہوتے ہیں اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوٰۃ کا حساب لگایا کریں۔ (تلخیص المسائل: ۸۲، مؤلف راقم الحروف)

﴿۱۱۸۴﴾ وَلَوْ عَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِیْنَ صَحَّ.

عَجَّلَ باب تفعیل سے ماضی معروف **تعجیلاً** مصدر ہے، جلدی کرنا۔ **ذُوْ** والا جمع **ذَوُوْ**. یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے یہ اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے جو عموماً جنس ہوتا ہے اور ذو کے ذریعہ اس اسم جنس کو صفت بنایا جاتا ہے جیسے **ذُومالٍ رجُلٌ** کی صفت ہے، اور مال اسم ظاہر ہے اور جنس ہے اس کی طرف ذو کو مضاف کیا گیا ہے کبھی ذو بنی طے کی لغت میں بمعنی اَلَّذِی بھی آتا ہے جیسے شاعر کے قول **وبئری ذو حفرتُ وذو طویتُ** میرا کنواں جسے میں نے کھودا اور جسے میں نے پاٹا۔ (مُدَوَّر کیا، گول کیا)

ترجمہ اور اگر پیشگی دے دے صاحب نصاب چند سالوں کے لئے تو صحیح ہے۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

اگر کسی شخص نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سالوں کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہو جائے گی تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو اسی حساب سے مزید زکوٰۃ نکالنی ہوگی اور اگر نصاب مکمل ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دے تو ادائیگی درست نہ ہوگی اور اس خرچ کرنے کی حیثیت نفلی خیرات کے

مانند ہوگی۔ (طحطاوی: ۳۸۹، انوار القدوری: ۱/ ۲۵۱)

﴿۱۱۸۵﴾ وَشَرْطُ صِحَّةِ اَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارَنَةٌ لِاَدَائِهَا لِلْفَقِيْرِ اَوْ وَكِيْلِهٖ اَوْ لِعَزْلِ مَا وَجَبَ وَلَوْ مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كما لوْ دَفَعَ بلاَ نِيَّةٍ ثُمَّ نوٰى وَالمالُ قائمٌ بيدِ الفَقِيْرِ .

مقارنة قارنه قرانًا ومُقارنةً باب مفاعلة کسی کے ساتھ اور متصل رہنا۔ وکیل کسی کا قائم مقام اور ذمہ دار جمع وُكَلَاءُ. عزل علیحدگی عَزَلَ يعزِلُ عَزلاً باب (ض) الگ کرنا۔

ترجمہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرط ایسی نیت ہے جو متصل ہو فقیر کو زکوٰۃ ادا کرنے یا اپنے وکیل کو یا واجب مقدار کو علیحدہ کرنے کے لئے اگر چہ اتصال حکمی ہو (اتصالِ حکمی کی مثال) جیسا کہ اگر دیدی بغیر نیت کے پھر نیت کی درانحالیکہ مال موجود ہے فقیر کے قبضہ میں۔

تشریح اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) فقیر کو زکوٰۃ دیتے وقت یا وکیل کو سپرد کرتے وقت یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے۔ (۲) اگر دیتے وقت نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور ابھی مال فقیر کے قبضہ میں موجود ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر فقیر کے پاس سے مال خرچ ہو جانے یا ضائع ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۰)

اختیاری مطالعه

(۱) مال دیئے بغیر زکوٰۃ کا وکیل بنانا

اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا بلکہ کہا کہ میری طرف سے ادا کردے تو اس کے ادا کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(۲) وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے

اگر ایک شخص کو مالک نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنادیا تو بھی جائز ہے۔ (شامی مصری: ۲/ ۱۵، بیروت: ۳/ ۱۷۶)

﴿۱۱۸۶﴾ وَلاَ يُشْتَرَطُ عِلْمُ الفَقِيْرِ اَنَّهَا زَكوٰةٌ عَلَى الاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ اَعْطَاهُ شيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً اَوْ قَرْضًا وَنوٰى بِهِ الزَّكٰوةَ صَحَّتْ .

هبة ہبہ اصل میں وَهَبَ يهبُ باب (ض) کا مصدر ہے شروع سے واؤ کو حذف کر کے اخیر میں ہاء تانیث زیادہ کردی گئی ہے جیسے وعد یعد سے عدة ہے، لغت میں ہبہ اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کو ایسی چیز دی جائے جو اس کے

لئے نفع بخش ہو وہ مال ہو یا غیر مال۔

ترجمہ اور شرط نہیں ہے فقیر کا جاننا اس بات کو کہ یہ زکوٰۃ ہے صحیح ترین مذہب پر حتی کہ اگر دیدے اس کو کچھ اور نام رکھے اس کا ہبہ یا قرض اور نیت کرلے اس سے زکوٰۃ کی تو صحیح ہوگئی۔

زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نیت تو یہ ہو کہ زکوٰۃ ادا کر رہا ہوں لیکن لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ اس کو معلوم ہو کہ میں زکوٰۃ لے رہا ہوں حتی کہ اگر ہبہ یا قرض کے نام سے زکوٰۃ کی رقم دی جبکہ نیت زکوٰۃ ہی کی ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی بعد میں اس کو کہہ دے کہ میں نے قرض معاف کر دیا ہے تاکہ اس کو سکون ہو جائے ایسے ہی عیدی کے عنوان سے مستحق زکوٰۃ حضرات کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ٣٩٠)

﴿١١٨٧﴾ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكوٰةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا.

ترجمہ اور اگر خیرات کردے اپنا سارا مال اور زکوٰۃ کی نیت نہ کرے تو ساقط ہوگیا اس سے زکوٰۃ کا فریضہ۔

پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہوا پھر اس نے وہ سارا مال خیرات کر دیا مگر زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو بطور استحسان اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی یعنی قیاس کا تقاضہ تو یہی تھا کہ نیت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہو مگر چونکہ اب اس کے پاس کوئی مالیت باقی نہیں رہی اس لئے اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضۂ زکوٰۃ ساقط ہوگیا۔ (فتاویٰ عالمگیری: ١/١٧١)

﴿١١٨٨﴾ وَزَكوٰةُ الدَّيْنِ عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنَّهٗ قَوِيٌّ وَوَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ اِذَا قَبَضَهٗ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَلَوْ مُفْلِسًا اَوْ عَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوْبُ الْاَدَاءِ اِلٰى اَنْ يَّقْبِضَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَفِيْهَا دِرْهَمٌ لِاَنَّ مَا دُوْنَ الْخُمْسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكوٰةَ فِيْهِ وَكَذَا فِيْمَا زَادَ بِحِسَابِهٖ.

قرض جمع قُروض اُدھار۔ مفلسا وہ شخص جس میں قرض ادا نہ کر سکنے کی طاقت ہو، بے انتہا غریب، یہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے یعنی وہ شخص کہ جسے قاضی نے مفلس اور دیوالیہ قرار دیدیا۔ جاحد اسم فاعل باب فتح سے

جَحَدَ يجحَدُ جحدًا و جُحودًا انکار کرنا، جھٹلانا۔ الخُمسُ پانچواں حصہ (۱/۵) جمع اخماسٌ.

ترجمہ اور قرض کی زکوٰۃ چند قسم پر ہے کیونکہ (ایک) قرض قوی ہے، (دوسرا) قرض متوسط، (تیسرا) قرضِ ضعیف، پس قوی وہ قرض کا بدل اور مالِ تجارت کا بدل ہے جب قبضہ کرے اس پر اور ہو اقرار کرنے والے پر اگرچہ وہ بے انتہا غریب ہو یا ہو انکار کرنے والے پر (مگر) قرض خواہ کے پاس گواہ ہیں زکوٰۃ دے اس کی جو وقت گزر چکا اور ملتوی رہے گا زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب یہاں تک وصول کر لے چالیس درہم چناں چہ ان میں ایک درہم ہے کیونکہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم معاف ہے اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں اور ایسے ہی جو زیادہ ہو اس میں اس کے حساب سے ہے۔

قرض کی اقسام ثلٰثہ کا بیان

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کا کسی آدمی پر قرض ہے تو اس کی زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرض کی تین قسمیں ہیں: (۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف۔ اس عبارت میں قرض قوی کی زکوٰۃ کا بیان ہے، تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی نے ادھار کسی کو مال دے رکھا ہے اور اس کے وصول ہونے کی امید ہے مثلاً قرض لینے والا قرض کا اقرار کرتا ہے بھلے ہی فی الحال اس کے پاس ادا کرنے کو نہیں ہے یا قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت ہو (یعنی قرض قوی کی یہ چند صورتیں ہیں) تو ایسے قرض کی زکوٰۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے ایسے ہی تجارتی قرض کی زکوٰۃ کا مسئلہ ہے یعنی اگر تھوک میں مال بھیجا جائے اور اس کی رقم حاصل ہونے کی امید رہتی ہے لیکن دیر میں وصول ہوتی ہے تو ایسے قرض کے وصول ہونے پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے جیسا کہ آج کل عام طور پر تجارت اور کاروبار کا یہی طریقہ رائج ہے، اس کے بعد صاحب کتاب نے اس مسئلہ کو ایک مثال بیان کر کے اچھی طرح واضح کیا ہے مثلاً چالیس درہم وصول ہوئے تو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ایک درہم زکوٰۃ ہوگی پھر جب مزید چالیس درہم وصول ہوں گے تو ایک درہم زکوٰۃ کا واجب ہوگا چالیس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، پھر آگے ہر چالیس پر ایک درہم واجب ہوتا رہے گا، یہاں تک دو سو درہم میں پانچ درہم لازم ہوں گے اور اگر دو سو چالیس ہوں تو ان میں چھ درہم لازم ہوں گے وَهَلُمَّ جَرًّا اور گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ علامہ شامی نے ایک مثال سے واضح کیا ہے مثلاً کسی نے کسی کو بطور قرض تین سو درہم دئے اور ان پر تین سال گزر گئے، مالک نے دو سو درہم وصول کر لئے تو اب پہلے سال کی زکوٰۃ پانچ درہم اور دوسرے و تیسرے کی چار چار درہم لازم ہوگی ایک سو ساٹھ میں سے کیونکہ پانچ ادا کرنے کے بعد چالیس سے کم بچ گئے۔ (شامی مصری: ۲/ ۴۷، شامی بیروت: ۳/ ۲۱۷)

﴿۱۸۹﴾ وَالْوَسْطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ

وَدَارِ السُّکْنٰی لَا تَجِبُ الزَّکٰوۃُ فِیْہِ مَا لَمْ یَقْبِضْ نِصَابًا وَیُعْتَبَرُ لِمَا مَضٰی مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لُزُوْمِہٖ لِلذِّمَّۃِ الْمُشْتَرِیْ فِیْ صَحِیْحِ الرِّوَایَۃِ ۔

البذلة بوقت کام پہننے کے کپڑے جمع بِذَلٌ بَذَلَ یَبْذُلُ بَذْلًا باب (ن) کام کے وقت کا لباس پہننا۔
السُّکْنٰی رہائش، رہائش گاہ، مسکن۔

ترجمہ اور (قرض) متوسط اور وہ اس چیز کا بدل ہے جو تجارت کے لئے نہیں ہیں جیسے استعمال کے کپڑوں اور خدمت کے غلام اور رہنے کے مکان کی قیمت زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس میں جب تک کہ ایک نصاب وصول نہ کرلے اور اعتبار کیا جائے گا اس حصہ کا جو گزر گیا سال سے اس کے لازم ہونے کے وقت سے مشتری کے ذمہ صحیح روایت میں۔

تشریح اس عبارت میں قرض متوسط کی زکوٰۃ کا بیان ہے اور قرض متوسط سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کا معاوضہ جو تجارت کی چیزیں نہ تھیں جیسے خرچ اور استعمال کے کپڑوں کی قیمت اور خدمتگار غلام اور رہنے کے مکان کی قیمت، تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے استعمالی کپڑے بیچ ڈالے جن کی قیمت ایک نصاب کے برابر تھی یا خدمتگار غلام تھا یا رہنے کا مکان تھا اسے بیچ دیا اور وہ رقم اتنی ہے جو بقدر نصاب ہے اس کے بعد ایک سال گزر گیا رقم وصول نہیں ہوئی تو ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جب کم از کم ایک نصاب کے برابر رقم وصول ہوگی تب زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور سال کا آغاز بیچنے کے وقت سے لگایا جائے گا یعنی جب سے کسی شخص نے ان چیزوں کو خریدا ہے اور اس پر قیمت واجب ہوئی ہے اس وقت سے مال کا حساب لیا جائے گا اب اگر خریدار نے ڈیڑھ سال بعد روپیہ دیا ہے تو وصول ہوتے ہی گزشتہ سال کی زکوٰۃ مالک کو ادا کرنی پڑے گی اور پھر چھ ماہ بعد سال رواں کی زکوٰۃ دے گا، جاننا چاہئے کہ دین متوسط کے سلسلہ میں دو روایتیں ہیں: (۱) اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور ادائیگی کا حکم اس وقت دیا جائے گا جب بقدر نصاب رقم وصول ہو جائے جیسا کہ تشریح کے تحت آچکا ہے، یہی صحیح روایت ہے۔ (۲) محمد بن سماعہ کی حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ جب بقدر نصاب رقم وصول ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تب زکوٰۃ ہوگی یعنی قبضہ کرنے کے بعد نیا سال گزرنا ضروری ہے۔ (شامی مصری: ۲/ ۴۸، شامی بیروت: ۳/ ۲۱۸)

﴿۱۱۹۰﴾ وَالضَّعِیْفُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَیْسَ بِمَالٍ کَالْمَهْرِ وَالْوَصِیَّةِ وَبَدَلِ الْخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمَدِ وَالدِّیَةِ وَبَدَلِ الْکِتَابَةِ وَالسِّعَایَةِ لَاتَجِبُ فِیْهِ الزَّکٰوةُ مَا لَمْ یَقْبِضْ نِصَابًا وَیَحُوْلُ عَلَیْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ الْقَبْضِ ۔

مھر روپیہ یا جنس جو مسلمانوں کے نکاح کے وقت مرد کے ذمے عورت کو دینا مقرر کیا جاتا ہے، حق زوجیت کا

ہین، جمع مُهُوْرٌ و مُهُوْرَةٌ. وصیة اس کی جمع وصایا ہے وہ نیک کام جن کو انسان اپنی موت پر معلق کرتا ہے مثلاً کسی شخص کو یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد تم میری فلاں چیز کے مالک ہو۔ بدل خلع زوجیت کو مال کے بدلہ میں نکال دینا خلع ہے، بالفاظ دیگر شوہر کا بیوی سے مال لے کر طلاق دینا۔ دیة اس کی جمع دیات ہے خون بہا، دیت میں تا واؤ کے عوض میں ہے کیونکہ یہ ودیٌ سے مشتق ہے شریعت میں اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کا بدل قرار دیا گیا ہے یعنی مقتول کے ولی کو قاتل کی طرف سے جان کے بدلہ دیا جانے والا مال سعایة. غلام کو آزاد کرنے کے لئے بقدر غلامی کام کرانا (غلام کا کچھ حصہ آزاد کرنا باقی ہے تو اس کو ایسے کام کا مکلّف کرنا جو اس کا بدل ہو جائے اور وہ مکمل آزادی حاصل کر لے۔

ترجمہ اور ضعیف اور وہ ان چیزوں کا بدلہ ہے جو مال نہیں جیسے مہر وصیت بدلِ خلع اور قصداً قتل کرنے کی وجہ سے صلح کا مال اور خون بہا، بدلِ کتابت بدلِ سعایت ان سب میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک کہ ایک نصاب وصول نہ کر لے اور اس پر سال بھر نہ گزر جائے قبضہ کرنے کے بعد۔

تشریح اس عبارت میں قرض ضعیف کی زکوٰۃ کا بیان ہے اور قرض ضعیف سے مراد ان چیزوں کا بدلہ ہے جو مال نہیں، اس کی چند مثالیں مصنف نورالایضاح بیان کر رہے ہیں: (۱) جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اور قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے اس وقت تک اس کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ (۲) ایک شخص نے اپنے وارثین کو مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے ایک ہزار درہم زید کو دیدینا وارثین نے ایک سال تک وہ رقم زید کے حوالہ نہیں کی تو قبضہ سے پہلے زید پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ جب قبضہ کے بعد سال بھر گزر جائے گا تب زکوٰۃ لازم ہوگی۔ (۳) عورت نے شوہر سے اس شرط پر طلاق حاصل کی کہ اس کو ایک ہزار روپے دے گی، یہ رقم بدلِ خلع ہے عورت نے ایک سال تک یہ رقم نہیں دی تو ابھی شوہر پر زکوٰۃ بھی لازم نہ ہوگی۔ (۴) زید نے عمر کو قصداً دھار دار آلہ سے قتل کر دیا اور عمر کے اولیاء نے مثلاً ایک ہزار پر صلح کر لی مگر ایک سال تک انہیں وہ ہزار نہ مل سکے تو جب تک قبضہ کے بعد ایک سال نہ گزر جائے زکوٰۃ نہ ہوگی۔ (۵) کسی نے غلطی سے کسی کو قتل کر دیا مثلاً شکار پر گولی چلائی وہ کسی آدمی کو لگ گئی، اس صورت میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے اور وہ ایک سال تک نہ مل سکی تو جب تک قبضہ کے بعد ایک سال نہ گزر جائے زکوٰۃ نہ ہوگی۔

(٦) آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک ہزار درہم ادا کر دو آزاد ہو جاؤ گے، غلام نے ایک سال تک ادا نہ کئے تو آقا پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ (۷) دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خریدا تھا ان میں سے ایک نے اپنے حصہ کے بقدر غلام آزاد کر دیا اور دوسرا شخص تنگ دست اور غیر مستطیع ہونے کے باعث آزاد کرنے سے معذور ہے، تو غلام مزدوری کر کے دوسرے شخص کے حصہ کی رقم ادا کرے گا اس رقم کا نام بدلِ سعایت ہے، اس غلام نے وہ رقم ایک مدت تک ادا نہ کی تو جب تک وہ رقم اس شخص کے قبضہ میں نہ آ جائے اور سال بھر نہ گزر جائے اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ (مستفاد حاشیہ نورالایضاح:۵، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۹۰)

﴿١١٩١﴾ وَهٰذَا عِنْدَ الإِمَامِ وَاَوْجَبَا عَنِ المَقْبُوْضِ مِنَ الدُّيُوْنِ الثَّلاَثَةِ بِحِسَابِهٖ مُطْلَقًا .

ترجمہ اور یہ (تفصیل) امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور واجب کیا ہے صاحبین نے تینوں قرضوں کے وصول شدہ حصہ کی اس کے حساب کے مطابق مطلقاً۔

تشریح ماقبل میں دیونِ ثلاثہ سے متعلق جو تفصیل گزر چکی ہے یہ امام صاحب کے نزدیک تھی، صاحبین فرماتے ہیں کہ جس قدر رقم وصول ہوتی رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے خواہ وصول شدہ رقم نصاب کے برابر ہو یا نہ ہو اور خواہ نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں زکوٰۃ لازم ہوگی۔

﴿١١٩٢﴾ وَاِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لاَتَجِبُ زَكٰوةُ السِّنِيْنَ المَاضِيَةِ وَهُوَ كَاٰبِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي البَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِي مَفَازَةٍ اَوْ دَارٍ عَظِيْمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهٗ وَمَاخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لاَيَعْرِفُهٗ وَدَيْنٍ لاَ بَيِّنَةَ عَلَيْهِ .

مال ضمار اس سے مراد ایسا مال ہے جس کی وصول یابی دشوار ہو۔ **آبق** اسم فاعل باب (س، ن، ض) فرار ہونا، غلام کا آقا کے پاس سے بھاگ جانا، ازراہِ شرارت یعنی بغیر کسی ظلم و زیادتی کے اور اگر آقا کے ظلم و زیادتی سے بھاگتا ہے تو اس کو ہارب کہیں گے۔ **مفقود** اسم مفعول ضائع شدہ، گمشدہ، باب (ض) فَقْدًا وَفُقْدَانًا مصدر ہے کسی کے پاس سے کوئی چیز گم یا ضائع ہو جانا۔ **مغصوب** اسم مفعول باب ضرب غَصْبًا مصدر ہے جبراً کوئی چیز لینا، ناجائز قبضہ کرنا۔ **مفازۃ** جنگل بے آب و گیاہ چٹیل میدان جمع مَفَاوِزُ . **مصادرۃ** باب مفاعلۃ کا مصدر ہے ضبط کرنا، اصرار کے ساتھ مطالبہ کرنا۔ **مودَع** بفتح الدال جس کے پاس امانت رکھی جائے، یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے ایداعًا (م) ہے، امانت رکھنا۔

ترجمہ اور جب قابض ہو جائے مالِ ضمار پر تو واجب نہ ہوگی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ (مالِ ضمار کی مثالیں) جیسے بھاگا ہوا غلام گم شدہ اور غصب کیا ہوا مال جس پر گواہ موجود نہ ہوں اور (جیسے) دریا میں گرا ہوا مال اور جنگل میں دفن کیا ہوا یا کسی بڑی حویلی میں درانحالیکہ اس کی جگہ بھول گیا اور وہ مال جو لے لیا گیا ہو بطور تاوان اور وہ مال جو امانت رکھ دیا گیا ہو ایسے شخص کے پاس جس کو یہ نہیں پہچانتا اور وہ قرضہ جس پر گواہ نہ ہوں۔

جس مال کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں

جاننا چاہئے کہ مالِ ضمار سے مراد ایسا مال ہے جس کا مالک تو ہے مگر یہ مال اس کے قبضہ میں نہیں اور اس کا حاصل کرنا بھی سخت مشکل ہے، اس کی کئی مثالیں صاحب کتاب نے بیان فرمائی ہیں: مثلاً کوئی شخص تجارت کی نیت سے غلام خرید کر لایا تھا اور وہ بھاگ گیا یا اس کا کوئی سامان گم ہو گیا اور وہ بقدر نصاب تھا یا کسی نے چھین لیا اور مالک کے پاس شرعی

ثبوت نہیں ہے کہ اس پر جا کر گواہی دیدے کہ یہ اس کا مال تھا یا مال دریا میں گر گیا یا جنگل و بیابان یا کسی بڑے مکان میں دفن کردیا تھا اور وہ جگہ یاد نہ رہی یا کسی حاکم نے اس پر جرمانہ لازم کردیا اور مال تاوان میں چلا گیا یا مال کسی ایسے شخص کے پاس بطور امانت رکھ دیا جس کو پہچانتا نہیں یعنی کسی اجنبی کے پاس، یا قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو تو ان تمام صورتوں کا حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ لازم نہیں البتہ اگر بعد میں کسی طرح یہ تمام اموال مل جائیں، تو اب سال گزرنے کے بعد یا دیگر نصاب کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(درمختار مع الشامی مصری: ۲/۱۱، بیروت: ۳/۱۷۱)

﴿۱۱۹۳﴾ وَلَا يُجْزِئُ عَنِ الزَّكٰوةِ دَيْنٌ اُبْرِئَ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا.

دَیْنٌ قرض جو مدت معینہ کے ساتھ ہو بلا مدت معینہ کو عربی میں قرض کہیں گے دَین نہیں۔ **ابریٔ** ماضی مجہول باب افعال سے ابراءٌ مصدر ہے سبکدوش کرنا اور اخیر تک یہ پورا جملہ ماقبل کی صفت بنے گا۔ **عنہ** ضمیر کا مرجع دین ہے۔ **بنیتھا** ضمیر کا مرجع زکوٰۃ ہے۔

ترجمہ اور کافی نہیں ہوسکتا زکوٰۃ کی طرف سے ایسا قرض کہ جس سے فقیر بری کردیا گیا ہو اس کی نیت سے۔

فقیر کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

اگر خالد کا قرض راشد پر ہے اور راشد اپنی غربت کی وجہ سے قرض ادا کرنے سے عاجز ہے اور خالد پر زکوٰۃ واجب ہے تو کیا خالد اپنے مقروض فقیر راشد سے زکوٰۃ کی نیت سے قرض ساقط کردینے سے زکوٰۃ ادا کرنے والا سمجھا جائے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، ہاں البتہ اس کے لئے ایک حل ہے کہ اولاً زکوٰۃ کی نیت سے بقدر قرض راشد کو دیدے اور پھر اسی مجلس میں ہاتھ در ہاتھ اپنے قرض کے نام سے راشد سے واپس لے لیا جائے تو ایسی صورت میں، خالد کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اور راشد کا قرض بھی ادا ہوجائے گا۔ (درمختار مصری: ۲/۱۶، ایضاح المسائل: ۱۱۲، طحطاوی: ۳۹۰، درمختار بیروت: ۳/۱۷۷)

اختیاری مطالعہ

مذکورہ بالا حیلہ اختیار کرنے میں اگر خالد کو یہ خطرہ ہو کہ راشد کے ہاتھ میں رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا یا بھاگ جائے گا تو اس کے حل کیلئے دو طریقے ہیں: (۱) راشد مقروض کو زکوٰۃ کا روپیہ دے کر فوراً اپنا ہاتھ بڑھا کر از خود اپنے قرض کے نام سے قبضہ کر لے اس لئے کہ راشد شرعاً ٹال مٹول کرنے والا بن گیا ہے اور ایسے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کرلینا جائز ہے۔ (۲) خالد کے کسی خادم یا نوکر کو راشد زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے وہ وکیل راشد کی طرف سے قبضہ کرے اور پھر راشد کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر بنام قرض خالد کو دیدے تو اس طرح زکوٰۃ و قرض دونوں ادا ہوجائیں گے۔ (مستفاد ایضاح المسائل: ۱۱۲، درمختار مع الشامی: ۲/۱۶، درمختار

بیروت: ٣/١٧٧)

﴿١١٩٤﴾ وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضٍ وَمَكِيْلٍ وَمَوْزُوْنٍ عَنْ زَكٰوةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ .

عرض سامان جمع عُروض ۔ **مکیل** وہ چیزیں جن کا لین دین پیمانہ سے اندازہ کر کے ہوتا ہو۔ **موزون** وہ چیزیں جن کا لین دین تول سے ہوتا ہو۔ **نقدین** اس سے مراد سونا و چاندی ہے۔

ترجمہ اور صحیح ہے سامان اور مکیلی اور موزونی چیزوں کا دینا سونے اور چاندی کی زکوۃ کے عوض میں قیمت کے حساب سے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ سامان اور وہ چیزیں جو ناپ کر بیچی جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو تول کر بیچی جاتی ہیں سونے چاندی کی زکوۃ میں قیمت کے حساب سے دیدینا صحیح اور جائز ہے مثلاً زیور کی زکوۃ میں زکوۃ کی قیمت کا غلہ دیدیا جائے۔

﴿١١٩٥﴾ وَاِنْ اَدّٰى مِنْ عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا اَدَاءً كَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا .

ترجمہ اور اگر ادا کرے خاص سونے چاندی سے تو معتبر ان دونوں کا وزن ہے ادا کی حیثیت سے جیسا کہ اعتبار کیا گیا واجب ہونے کے لحاظ سے۔

سونے اور چاندی میں وزن کا اعتبار

فرماتے ہیں کہ اگر عینِ چاندی یا عین سونا سے زکوۃ ادا کی جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کا نصاب بیس مثقال ہے تو اس کا چالیسواں حصہ نصف مثقال واجب ہوگا ایسے ہی چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے تو اس کا چالیسواں حصہ پانچ درہم لازم ہوں گے اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ٨ تولہ ٧ گرام ٤٨٠ ملی گرام سونے کا نصاب بنے گا تو اس کا چالیسواں حصہ ٢ گرام ١٨٧ ملی گرام سونا نکالنا فرض ہوگا، ایسے ہی ٦١٢ گرام ٣٦٠ ملی گرام چاندی کا نصاب بنے گا تو اس کا چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہوگا، یعنی ١٥ گرام ١٢ ملی گرام، جیسا کہ زکوۃ واجب ہونے میں بھی اسی نصاب کا اعتبار ہے یعنی صاحب نصاب ہونے کے لئے دوسو درہم چاندی کا مالک ہو یا بیس مثقال سونے کا مالک ہو۔

اختیاری مطالعہ

سونے چاندی میں خرید کی قیمت کا اعتبار

سونے چاندی میں زکوۃ اصلاً وزن کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے مثلاً ٤٠ گرام سونے میں ایک گرام سونا واجب ہوگا اب اگر اس کی ادائیگی روپیہ کے ذریعہ کرنے کا ارادہ ہے تو واجب شدہ وزن کی بازار سے خرید کی قیمت نکالنا واجب

ہوگا فروخت کی قیمت معتبر نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۴۰، بیروت: ۳/۲۰۹)

﴿۱۱۹۶﴾ وَتُضَمُّ قِيمَةُ الْعُرُوْضِ إِلَى الثَّمَنَيْنِ وَالذَّهَبِ إِلَى الْفِضَّةِ قِيمَةً .

ترجمہ اور ملائی جائے گی سامان کی قیمت سونے اور چاندی کی طرف اور سونے کی چاندی کی طرف قیمت کے اعتبار سے۔

تجارتی سامان سونا اور چاندی کا الگ الگ نصاب اگر پورا نہ ہو تو کیا کرے؟

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) زیور کے ساتھ اگر روپیہ یا سامانِ تجارت ہو تو اگرچہ زیور کا وزن نصاب تک نہ پہنچتا ہو لیکن سب ملا کر قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مثلاً ایک تولہ سونا ہے اور ساتھ میں پانچ ہزار روپے ہیں یا مالِ تجارت ہے تو کل کی قیمت چونکہ چاندی کے نصاب تک پہنچ رہی ہے اس لئے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۲) اگر سونا اور چاندی دونوں کے زیورات ملکیت میں ہوں لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہو تو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہو گیا ہے اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور ۵ تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مستفاد تلخیص المسائل، مؤلف راقم الحروف: ۸۳، درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۴۵-۴۶، بیروت: ۳/۲۵۱)

﴿۱۱۹۷﴾ وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ إِنْ كَمُلَ فِي طَرَفَيْهِ .

حَولٌ سال جمع اَحْوَالٌ ۔ **كَمُلَ** ماضی معروف باب (ک) مکمل ہونا، کامل ہونا، پورا ہونا۔ **طرفیہ** ضمیر کا مرجع حول ہے۔

ترجمہ اور نصاب کا کم ہو جانا سال کے اندر نقصان دہ نہیں اگر کامل رہے اس کی دونوں جانب میں۔

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۹۹)

﴿۱۱۹۸﴾ فَإِنْ تَمَلَّكَ عَرَضًا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِيْ نِصَابًا وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيمَتُهُ نِصَابًا فِي اٰخِرِ الْحَوْلِ لَا تَجِبُ زَكٰوتُهُ لِذٰلِكَ الْحَوْلِ .

تملك ماضی معروف باب تفعل سے تملکًا (م) ہے، مالک ہونا۔ **یساوی** فعل مضارع معروف باب مفاعلۃ سے کسی کے برابر ہونا۔

ترجمہ پھر اگر مالک ہوجائے کسی سامان کا تجارت کی نیت سے اور وہ برابر نہیں نصاب کے اور نہیں ہے اس کے پاس اس کے علاوہ (کوئی اور مال) پھر پہنچ جائے اس کی قیمت نصاب کو سال کے آخر میں تو واجب نہیں ہوگی اس کی زکوٰۃ اس سال کی۔

تشریح ماقبل کے مسئلہ پر تفریع ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے تجارت شروع کی اور اس وقت مال بقدر نصاب نہ تھا لیکن اخیر سال میں نصاب کے بقدر ہوگیا تو اس مال کی زکوٰۃ اس سال واجب نہ ہوگی بلکہ جب سے نصاب کے بقدر ہوا ہے اس وقت سے ایک سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۱)

﴿۱۱۹۹﴾ وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالاً وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي كُلُّ عَشَرَةٍ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ.

مائتا درهم اس سے چاندی کا نصاب بتلایا ہے وہ دوسو درہم ہے درہم یہ یونانی کلمہ ہے چاندی کا سکہ ایک درہم = ۳ گرام ۶۲ ملی گرام کا ہوتا ہے، حضرت مفتی رشید احمد صاحب احسن الفتاویٰ کے نزدیک ایک درہم کا وزن ۳ گرام ۳۰۲ ملی گرام ہے۔

ترجمہ اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اور چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے ان درہموں میں سے کہ ان میں سے ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے ہوں۔

سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا دوسو درہم ہے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور بیس مثقال میں چالیسواں حصہ واجب ہے، بالفاظ دیگر ڈھائی فیصد واجب ہے یعنی آدھا مثقال ہے اور ایک مثقال کا وزن ۴ ماشہ ۴ رتی اور گراموں کے حساب سے ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ایک مثقال کا وزن ہوگا، لہٰذا بیس مثقال کا وزن ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام ہوگا۔ اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۸ تولہ ۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونے کا نصاب بنے گا۔ لہٰذا اگر کسی شخص کے پاس ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونا ہے جو کہ بیس مثقال کا وزن ہے تو اس میں آدھا مثقال یعنی ۲ گرام ۱۸۷ ملی گرام سونا نکالنا فرض ہوگا۔ (انوار القدوری: ۱/۴۲۵)

چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے دوسو میں ایک پائی بھی کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں اور دوسو درہم میں چالیسویں حصہ کے حساب سے پانچ درہم واجب ہیں، اور حضورؐ کے زمانہ میں جزیرۃ العرب میں درہم نہیں ڈھلتے تھے بلکہ روم وایران

سے ڈھل کر آتے تھے اور وہ تین قسم کے تھے: ۱ دس قیراط کا۔ ۲ بارہ قیراط کا۔ ۳ بیس قیراط کا (ایک قیراط پانچ جو کے دانوں کے برابر ہوتا ہے) اور نبیؑ نے دوسو درہم چاندی کی زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ چھوٹے درہم کا اعتبار کیا جائے یا بڑے کا یا درمیانی کا؟ فاروقِ اعظمؓ نے جب اپنے دورِ خلافت میں درہم ڈھالنے کا ارادہ کیا تو تینوں درہموں کو پگھلا کر برابر حصوں میں تقسیم کیا تو ایک حصہ چودہ قیراط بنا (دس، بارہ اور بیس کا مجموعہ ۴۲ ہے، اور اس کا ایک تہائی چودہ ہے) پس آپؓ نے چودہ قیراط کا سکہ ڈھال دیا، اب چاروں فقہاء احکامِ شرعیہ میں اسی چودہ قیراط والے درہم کا اعتبار کرتے ہیں، اب دس بارہ اور بیس قیراط والے درہموں کا اعتبار نہیں اور یہاں کتاب میں ہے کہ دراہم میں معتبر وزن سبعہ ہے یعنی جو دس درہم سات دینار کے ہم وزن ہو جائیں ان کا اعتبار ہے اور وہ چودہ قیراط والا درہم ہے، چاروں فقہاء کے نزدیک یہی درہم معتبر ہے۔ (حاشیہ نور الایضاح وتحفۃ الالمعی: ۲/ ۵۳۷) اور دس درہم میں موجودہ گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۳ تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، لہٰذا دوسو درہم میں ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی ہوگی اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۶۱ تولہ ۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی کا نصاب بنے گا اس لئے اگر کسی کے پاس ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی ہو اور اس پر سال بھر گزر جائے تو ۱۵ گرام ۱۲ ملی گرام چاندی نکالنی زکوٰۃ میں ضروری ہے۔ (ایضاح المسائل: ۱۰۲)

﴿۱۲۰۰﴾ وَمَا زَادَ عَلٰى نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمْسًا زَكَّاهُ بِحِسَابِهٖ.

ترجمہ اور جو مال کہ نصاب سے زائد ہو اور پہنچ جائے نصاب کے پانچویں حصہ کو (مثلاً دوسو درہم میں چالیس درہم) تو زکوٰۃ دے اس کی اس کے حساب سے۔

نصاب پر زیادتی کا حکم

ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے، اب یہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر دوسو درہم پر زیادتی ہو جائے تو زیادتی میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر یہ کہ زیادتی کی مقدار چالیس درہم کو پہنچ جائے چنانچہ اگر دوسو چالیس درہم ہوں تو ان میں چھ درہم واجب ہوں گے پھر ہر چالیس میں ایک درہم واجب ہوتا رہے گا ایسے ہی اگر بیس مثقال پر چار مثقال سے کم کا اضافہ ہوتا ہے تو اس زیادتی میں کوئی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، یہ تفصیل امام صاحب کے نزدیک ہے اور اسی کو صاحب نور الایضاح یہاں پر بیان فرمارہے ہیں، اس بارے میں صاحبین فرماتے ہیں کہ دوسو درہم سے جتنے زائد ہوں گے ان میں ان کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی حتی کہ اگر دوسو سے ایک درہم بھی زائد ہوگا تو ان کی زکوٰۃ پانچ درہم اور ایک درہم کا چالیسواں حصہ واجب ہوگی، ایسے ہی بیس مثقال سے اگر ایک مثقال زیادہ ہو تو زکوٰۃ میں آدھا مثقال اور آدھا قیراط واجب ہوگا کیونکہ بیس مثقال کا چالیسواں حصہ آدھا مثقال ہے اور ایک مثقال کا چالیسواں حصہ آدھا قیراط ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں نصاب پورا ہونے کے بعد عفو

نہیں ہے بلکہ ما زاد علی النصاب قلیل ہو یا کثیر اس کے بقدر زکوۃ واجب ہوگی۔ (انوار القدوری: ۱/۲۵۲، ۲۵۳، الدر المنضود: ۳/۴۱)

﴿۱۲۰۱﴾ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ مِنَ النَّقْدَيْنِ .

غش باب نصر سے ملاوٹ کرنا، کھوٹا اور غیر خالص بنانا۔

ترجمہ اور جو غالب ہو کھوٹ پر تو وہ خالص سونے اور چاندی کے مانند ہے۔

کھوٹ کا حکم

ڈھلے ہوئے سکہ میں اگر چاندی غالب ہو اور کھوٹ یعنی دوسری دھات مغلوب ہو تو وہ سکہ چاندی کے حکم میں ہوگا اور اس میں چاندی کی زکوۃ واجب ہوگی یہی حکم سونے کا ہے اور اگر کھوٹ غالب ہو اور چاندی یا سونا مغلوب ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہوگا چنانچہ اس کی قیمت کا اندازہ کر کے دیکھا جائے گا اگر وہ مقدار نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ (انوار القدوری: ۱/۲۵۳)

﴿۱۲۰۲﴾ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّآلِي اِلَّا اَنْ يَّتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ .

جواہر جوھر کی جمع ہے قیمتی پتھر جس کے نگینے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ لآلی موتی واحد لُؤْلُؤَةٌ ..

ترجمہ اور زکوۃ نہیں جواہر اور موتیوں میں مگر یہ کہ مالک ہو جائے ان کا تجارت کی نیت سے تمام سامانوں کی طرح

استعمالی ہیرے موتی پر زکوۃ واجب نہیں

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرض استعمال خریدا ہے ان پر زکوۃ نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں البتہ اگر ہیروں وغیرہ کی تجارت کرتا ہے تو مال تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔

(مراقی الفلاح: ۳۹۱)

﴿۱۲۰۳﴾ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلٰى مَكِيْلٍ اَوْ مَوْزُوْنٍ فَغَلَا سِعْرُهٗ وَرَخُصَ فَاَدّٰى مِنْ عَيْنِهٖ رُبْعَ عُشْرِهٖ اَجْزَاهُ وَاِنْ اَدّٰى مِنْ قِيْمَتِهٖ تُعْتَبَرُ قِيْمَتُهٗ يَوْمَ الْوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْاِمَامِ وَقَالَا يَوْمَ الْاَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا .

غَلَا السِّعْرُ غَلَاءً باب نصر سے بھاؤ بڑھنا، گرانی ہونا، حد سے متجاوز ہونا۔ رَخُصَ باب کرم سے رُخْصًا

مصدر ہے سستا ہونا، ارزاں ہونا۔ **ربع عشر** دسویں کا چوتھائی یعنی چالیسواں حصہ۔ **مصرف** مستحق زکوٰۃ حضرات (بیان آگے آرہا ہے)

ترجمہ اور اگر مکمل ہو جائے سال مکیلی یا موزونی چیزوں پر پھر اس کا بھاؤ بڑھ جائے یا سستا ہو جائے پس ادا کر دے خاص اسی چیز میں سے اس کے دسویں حصہ کا چوتھائی یعنی چالیسواں حصہ تو اس کو کافی ہوگا اور اگر ادا کرے اس کی قیمت سے تو اعتبار کیا جائے گا اس کی قیمت کا واجب ہونے کے دن اور وہ سال کا ختم ہونا ہے، امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا ادائیگی کے دن اس کے مستحق کے لئے۔

موزونی کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی مکیلی یا موزونی چیز تجارت کی غرض سے خریدی پھر کچھ وقت کے بعد وہ چیز مہنگی ہوگئی یا سستی ہوگئی اور اس سامان پر ایک سال بھی گزر گیا ہے اب مالک اس کی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر بعینہ وہی چیز زکوٰۃ میں دینا چاہتا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ ادا کر دے تو زکوٰۃ صحیح ہو جائے گی۔ (۲) اگر قیمت کے اعتبار سے دینا چاہتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا سال کب مکمل ہوا ہے اس دن اس سامان کی بازاری قیمت کیا تھی؟ اسی کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالنی ہوگی، یہ تفصیل امام صاحب سے منقول ہے اور صاحبین نے فرمایا ہے کہ جس روز زکوٰۃ اس شخص کو دے گا جو زکوٰۃ کا مصرف ہے یعنی جس کو زکوٰۃ دینی چاہے اس روز دیکھا جائے گا کہ اس چیز کی کیا قیمت ہے۔

اختیاری مطالعہ

مالِ تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار

تجارتی سامان کی زکوٰۃ میں یہ دیکھا جائے گا کہ وجوبِ زکوٰۃ کے وقت اس کی بازاری قیمت کیا ہے؟ اسی قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی تاجر کی خرید کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً کسی تاجر نے سو روپیہ میں سامان خریدا اور دوکان پر لاکر وہ نفع کے ساتھ دوسو روپیہ میں فروخت کرتا ہے تو وہ فروختگی کی قیمت کے اعتبار سے ہی زکوٰۃ نکالے گا۔
(تلخیص المسائل حصہ اول: ۹۰)

﴿۱۲۰۴﴾ وَلَا يَضْمَنُ الزَّكٰوةَ مُفْرِطٌ غيرُ مُتلفٍ فَهَلَاكُ المَالِ بَعْدَ الحَوْلِ يُسْقِطُ الوَاجِبَ وَهَلَاكُ البَعْضِ حِصَّتَهٗ .

مفرط اس میں دو لغت ہیں ایک راء کی تشدید کے ساتھ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے سستی اور کاہلی کرنے والا۔ دوسری راء کی تخفیف کے ساتھ باب افعال سے اسم فاعل ہے زیادتی کرنے والا، اس موقع پر دونوں لغات کی گنجائش

ہے۔ **معلف** اسم فاعل باب افعال سے **اتلاف** مصدر ہے ضائع کرنا، برباد کرنا۔

ترجمہ اور ضامن نہیں ہوگا زکوٰۃ کا سستی کرنے والا جو مال کو برباد کرنے والا نہ ہو چنانچہ مال کا ضائع ہو جانا سال گزرنے کے بعد واجب کو ختم کر دیتا ہے اور بعض کا ہلاک ہو جانا اس کے ایک حصہ کو۔

سستی کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر سال ختم ہونے پر سستی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی حتی کہ وہ مال ہلاک ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اگرچہ اس تاخیر کی بناء پر گناہ گار رہوگا نیز اگر سارا مال زکوٰۃ کی نیت کے بغیر فقراء پر لٹا دیتا ہے تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی لیکن اگر اس نے مال کو خود ہلاک اور ختم کر دیا تو اس صورت میں زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، آگے فرماتے ہیں کہ سال گزرنے کے بعد اگر پورا مال نصاب ضائع ہو گیا تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی کیونکہ مال نصاب ضائع ہونے کے باوجود اگر مکلف پر زکوٰۃ باقی رکھی گئی تو یہ مکلف پر ایک طرح کا تاوان ہوگا، اس لئے زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی اور اگر نصاب کا ایک حصہ ہلاک ہو گیا تو باقی ماندہ حصہ کی زکوٰۃ باقی رہے گی اور ہلاک شدہ کی ساقط ہو جائے گی۔

﴿١٢٠٥﴾ وَيُصْرَفُ الهَالِكُ إلَى العَفْوِ فَإنْ لَمْ يُجَاوِزْهُ فَالوَاجِبُ عَلٰى حَالِهِ .

ترجمہ اور پھیرا جائے گا ہلاک شدہ مال عفو کی طرف (یعنی اس مقدار کی طرف جس پر کچھ واجب نہیں) پھر اگر عفو سے تجاوز نہ کیا ہو تو واجب اپنی حالت پر ہے۔

زکوٰۃ کا تعلق نصاب سے یا عفو سے

مال کا ایک نصاب ہوتا ہے اور ایک عفو ہوتا ہے مثلاً چالیس بکریوں میں ایک بکری واجب ہے اور ایک سو بیس تک ایک ہی رہتی ہے جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو دو بکری ہیں چنانچہ چالیس بکری تو نصاب ہے لیکن درمیان میں اکتالیس سے ایک سو بیس تک عفو ہے، اب سمجھئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کچھ بکریاں ضائع ہو جائیں تو اگر وہ عفو سے زائد ہیں تب تو نصاب میں سے منہا کی جائیں گی ورنہ عفو میں کٹوتی ہوگی اور نصاب پر بدستور زکوٰۃ واجب رہے گی، مثلاً کسی کے پاس اسی بکریاں ہیں سال گزرنے کے بعد ان میں ایک بکری واجب ہوتی ہے لیکن سال گزرنے کے بعد چالیس بکریاں مر گئیں تو باقی چالیس بکریاں پورا نصاب ہے، ان میں جو ایک بکری واجب تھی وہ واجب رہے گی اور یہ مانا جائے گا کہ عفو ضائع ہو گیا عفو کو نظر انداز کر کے اصل نصاب میں سے کٹوتی نہ ہوگی اور اگر اکتالیس بکری مر گئیں تو چالیس عفو میں سے اور ایک اصل نصاب میں سے شمار کر کے کل کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی مصری: ٢/ ٢٧، بیروت: ٣/ ١٩٢)

﴿١٢٠٦﴾ وَلَا تُؤخَذُ الزَّكٰوةُ جَبْرًا .

جبراً زبردستی بلا مرضی، مجبوراً۔

ترجمہ اور نہ لی جائے زکوٰۃ زبردستی۔

جبراً زکوٰۃ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے زبردستی نہ لے اور اگر زبردستی لے لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ اس کے بغیر اختیار کے لی ہے ہاں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف قانونی کارروائی کر کے اسے قید خانہ میں بھجوا سکتا ہے تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرے۔
(البحر الرائق: ۲/ ۲۲۷)

﴿۱۲۰۷﴾ وَلَا مِنْ تَرِكَتِهٖ اِلَّا اَنْ يُّوْصِيْ بِهَا فَتَكُوْنُ مِنْ ثُلُثِهٖ.

ترکۃ اس میں ایک لغت تا کا فتحہ اور راء کا کسرہ ہے، دوسری تا کا کسرہ اور راء کا سکون ہے نیز بکسر التاء بھی جائز ہے ترکہ کے معنی ہیں چھوڑی ہوئی چیز اور اصطلاح میں ترکہ وہ مال کہلاتا ہے کثیر ہو یا قلیل منقول ہو یا غیر منقول جس کو میت نے اپنی ملکیت صحیحہ میں ایسے طریقہ پر چھوڑا ہو کہ اس کی ذات کے ساتھ غیر کا حق وابستہ نہ ہو۔
(تشریح السراجی: ۳۳)

ترجمہ اور نہ اس کے ترکہ میں سے مگر یہ کہ وصیت کر جائے اس کی تو ہوگی اس کے ایک تہائی میں سے۔

ترکہ سے زکوٰۃ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص صاحب نصاب تھا اس پر زکوٰۃ فرض تھی وہ بغیر ادا کئے ہی مر گیا تو اب اس کے ترکہ میں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے نیت کا پایا جانا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے ہاں اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ میرے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے تم لوگ ادا کر دینا تو تہائی میں میت کی وصیت نافذ ہوگی باقی دو تہائی وارثین کا حق ہے، اس میں میت کو کسی طرح کا دخل دینے کا اختیار نہیں ہے، وصیت کے نفاذ میں تہائی کی قید اس صورت میں ہے کہ میت کے ذمہ جو زکوٰۃ ہے وہ تہائی مال سے زائد ہے مگر وارثین تہائی سے زیادہ میں اس کو جائز نہیں رکھتے تو اس صورت میں صرف ۱/۳ کی حد تک وصیت نافذ ہوگی اور اگر تہائی سے زیادہ ہے اور ورثہ جو عاقل و بالغ ہوں وہ اس کو جائز رکھیں تو تہائی سے زائد میں بھی وصیت نافذ ہو جائے گی نابالغ ورثہ کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

﴿۱۲۰۸﴾ وَيُجِيْزُ اَبُوْ يُوْسُفَ الْحِيْلَةَ لِدَفْعِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

یجیز فعل مضارع معروف باب افعال **اجازۃ** مصدر ہے جائز قرار دینا۔ **الحیلۃ** تدبیر، ترکیب، چالاکی، ہوشیاری، ایسا ماہرانہ طریقہ جو ظاہر سے ہٹ کر مقصد تک پہنچنے کی حکمت عملی پر مبنی ہو جمع حِیَلٌ و حِوَلٌ۔

ترجمہ اور جائز قرار دیتے ہیں امام ابو یوسف حیلہ کو زکوٰۃ کے وجوب کو ہٹانے کے لئے اور مکروہ سمجھا ہے اس کو امام محمدؒ نے۔

زکوٰۃ واجب ہونے سے قبل اس کو ساقط کرنے کا حیلہ

علامہ طحطاوی نے البحرالرائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے سال مکمل ہونے سے پہلے بقدر نصاب مال کسی شخص کو بطور ہدیہ دیدیا پھر سال مکمل ہو گیا اور وہ مال موہوب لہ (جسے ھدیۃً دیا گیا ہے) کے پاس ہے پھر واہب نے (ہدیۃً دینے والا) وہ اپنا دیا ہوا مال واپس لے لیا خواہ قانونی کارروائی سے لیا ہو یا بغیر قانونی کارروائی کے لیا ہو تو ایسی صورت میں نہ زکوٰۃ واہب پر ہے اور نہ موہوب لہ پر اور یہ زکوٰۃ واجب ہونے سے قبل اس کو ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہے اس حیلہ کی اجازت امام ابو یوسفؒ کے یہاں ہے اور امام محمد اس کو ناپسند سمجھتے ہیں، اور اگر فرض کو ساقط کرنے کی غرض سے حیلہ کرتا ہے یا بخل اور کنجوسی کی بنا پر ایسی صورت نکالتا ہے کہ زکوٰۃ ہی واجب نہ ہو تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی: ۳۹۱)

باب المصرف (مستحقِ زکوٰۃ کا بیان)

اسلام کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صدقہ وخیرات کی رقم خود اپنے ہی ہم جنسوں پر خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہے چنانچہ قرآنِ کریم میں زکوٰۃ وصدقات کے مصارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے: انما الصدقات للفقراء الخ اس آیت شریفہ میں آٹھ مصارف زکوٰۃ وصدقات بیان کئے گئے ہیں اور مؤلفۃ القلوب والا مصرف اب باقی نہیں رہا اس لئے کہ اسلام کے غلبہ اور اس کی تعلیمات عام ہو جانے کے بعد اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی گویا کہ ان کو دینے کی علت ضعف اسلام تھی جب یہ علت ختم ہو گئی تو مصرف بھی ختم ہو گیا (لہٰذا محض نومسلم ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ صرف نہ ہو گی البتہ اگر وہ فقیر یا مسکین ہوں تو اس اعتبار سے انہیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے) اگر قیامت سے پہلے بھی علت لوٹ آئے جیسا کہ حدیث میں ہے **بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بداءَ** یعنی اسلام کس مپرسی کی حالت میں شروع ہوا ہے اور آئندہ اس کا وہی حال ہو جائے گا جو شروع میں تھا پس اگر اسلام دور اول کی طرح کفار کی دلجوئی کا محتاج ہو جائے تو مؤلفۃ القلوب کا حصہ دوبارہ شروع ہو جائے گا، بہر حال اب مصارف زکوٰۃ وصدقات صرف سات ہیں جن کا یہاں سے بیان شروع ہوتا ہے۔

مصرف اس کی جمع **مصارف** ہے خرچ کرنے کی جگہ، یہ اسم مکان ہے اور اصطلاح میں مصرف سے مراد ہر وہ

مسلمان ہے کہ جس پر شرعاً زکوٰۃ وصدقات کا خرچ کرنا صحیح اور درست ہے۔

﴿۱۲۰۹﴾ هُوَ الفَقِيْرُ وَهُوَ مَنْ يَّمْلِكُ مَالاً يَبْلُغُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهُ مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا .

فقیر معمولی روزی کا مالک، غریب جمع فُقَرَاءُ و فُقُرٌ فَقُرَ يَفْقُرُ فَقْرًا غریب ہونا، نادار ہونا باب (ک) سے ہے۔ **مکتسبًا** اسم فاعل ہے باب افتعال سے اِکْتِسَابًا مصدر ہے کمانا۔

ترجمہ وہ (جس کو زکوٰۃ دینی جائز ہے) فقیر ہے اور فقیر وہ شخص ہے جو (بہت سے بہت) اتنے مال کا مالک ہو جو نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کسی نصاب کی قیمت کو خواہ کسی مال سے ہو اگر چہ وہ تندرست اور کما سکنے والا ہو۔

تشریح اس عبارت میں مصارفِ زکوٰۃ میں سے اول شخص کا بیان ہے اور وہ فقیر ہے، فقیر وہ شخص ہے جو صاحب نصاب نہ ہو یا صاحب نصاب تو ہو لیکن وہ مالِ غیر نامی ہو یا نامی بھی ہو مگر اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد نہ ہو اگر چہ وہ فقیر صحیح تندرست طاقتور اور کمانے کے لائق ہو پھر بھی اس کے لئے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ حلال اور جائز ہے مگر ایسے تندرست کے لئے زکوٰۃ کا سوال کرنا اور زکوٰۃ لینا جائز تو ہے مگر مناسب نہیں اس لئے کہ جو صحیح الاعضاء ہے اور کما سکتا ہے اُسے زکوٰۃ کے ٹکڑوں پر گزارہ نہیں کرنا چاہئے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۹۲)

اختیاری مطالعہ

اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ جو شخص غریب اور فقیر ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے، لیکن آج کل غریب بچیوں کی شادی کے نام پر جو باقاعدہ چندہ کیا جاتا ہے اس میں یہ شرعی خرابی پیش آتی ہے کہ اولاً دو ایک اصحابِ خیر کے تعاون سے نصاب کے بقدر رقم جمع ہو جاتی ہے لیکن واہی تباہی رسومات اور لمبی چوڑی دعوتوں کے انتظام کے لئے مزید رقم کا سوال جاری رہتا ہے تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بقدر نصاب مال حاصل ہونے کے بعد مزید زکوٰۃ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں ہے اور دینے والے کو اگر اصل صورتِ حال معلوم ہو تو اس کے لئے دینا بھی درست نہیں ہے اس لئے ایسی جگہوں پر اگر خرچ ضروری ہی ہو جائے تو امدادی رقم سے تعاون کیا جائے زکوٰۃ نہ دی جائے، احوط یہی ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۴-۹۵)

﴿۱۲۱۰﴾ وَالمِسْكِيْنُ وَهُوَ مَنْ لَّا شَيْءَ لَهُ .

ترجمہ اور مسکین وہ شخص ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

تشریح زکوٰۃ کا دوسرا مصرف مسکین ہے اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس چوبیس گھنٹے کا گزارہ بھی نہیں، یہ شخص زکوٰۃ کا سوال کرسکتا ہے اور اس کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے۔

﴿۱۲۱۱﴾ وَالمُكَاتَبُ .

ترجمہ اور مکاتب

تشریح اس عبارت میں تیسرا مصرفِ زکوٰۃ بیان کیا ہے یعنی وہ غلام جس کے مالک نے اس کو یہ کہہ دیا ہو کہ اتنے روپیہ کے ادا کرنے پر تو آزاد ہو جائے گا تو زکوٰۃ کی رقم سے ایسے مکاتب کا تعاون کرنا جائز ہے تاکہ وہ بدلِ کتابت ادا کر کے اپنی گردن کو غلامی سے رہا کر سکے، تحریر رقبۃ یعنی خالص غلام کو آزاد کرنا اس میں داخل نہیں۔

﴿۱۲۱۲﴾ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِىْ لَا يَمْلِكُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهٗ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهٖ.

ترجمہ اور وہ قرض دار جو کسی ایسے نصاب کا مالک نہیں ہے اور نہ نصاب کی قیمت کا جو اس کے قرض سے بچا ہوا ہو (قرض سے زائد نہ اس کے پاس کسی مال کا نصاب ہو اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو)

تشریح مدیون سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس مال ہے لیکن اس کا سارا مال یا بعض مال قرض میں گھرا ہوا ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بقدر نصاب باقی نہیں رہتا، یہ شخص اگرچہ بظاہر مالدار ہے مگر حقیقت میں فقیر ہے اس لئے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس کے لئے لینا بھی جائز ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کوئی شخص بہت زیادہ مقروض ہے اور قرض ادا کرنے کے لئے اس کو زکوٰۃ کی رقم دینے میں یہ خطرہ ہے کہ خود کھا جائے گا اور قرض ادا نہیں کرے گا تو مقروض فقیر سے اس کا قرض ادا کرنے کی اجازت لے کر مالدار آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم سے قرضدار فقیر کا قرض ادا کر دے گا تو فقیر کا قرض اور مالدار کی زکوٰۃ دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ: ۲۵۰/۴)

﴿۱۲۱۳﴾ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ اَوِ الْحَاجِّ.

منقطع اسم فاعل ہے باب انفعال سے انقطاعٌ مصدر ہے کٹنا۔ غُزاۃ غازی کی جمع ہے حملہ آور، مجاہد۔ حاجّ حاجی حج کے ارکان ادا کرنے والا جمع حُجَّاجٌ.

ترجمہ اور اللہ کے راستہ میں یعنی وہ شخص جو مجاہدین سے یا حاجیوں سے علیحدہ رہ گیا ہو۔

تشریح منقطع طاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور غُزاۃ غازی کی جمع ہے اور فی سبیل اللہ کی تفسیر عند الجمہور مجاہدین کے ساتھ کی گئی ہے، فقر اور ضرورت کی قید کے بغیر اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف کی رائے بھی یہی ہے لیکن بقید حاجت وفقر یعنی وہ مجاہدین جو جہاد میں جانا چاہتے ہیں لیکن وہ سامانِ جہاد کے مہیا کرنے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے مجاہدین کی جماعت سے منقطع ہو رہے ہیں ایسے شخص کا زکوٰۃ کی رقم سے تعاون کرنا درست ہے اسی کو منقطع الغزاۃ سے تعبیر کیا ہے، بالفاظ دیگر وہ غازیانِ اسلام اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں گویا جہاد کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے مجاہدین کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد منقطع الحاج

ہے یعنی وہ شخص جس پر حج فرض ہو چکا تھا لیکن فی الحال فقیر ہے ایسے شخص کو حج فرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ (طحطاوی:۳۸۲، شامی:۲/۸۳، شامی بیروت:۳/۲۶۱)

﴿۱۲۱۴﴾ وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِي وَطَنِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ .

ترجمہ اور ابن السبیل یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس اس کے وطن میں تو مال ہو لیکن اس کے ساتھ مال نہ ہو۔

تشریح اس عبارت میں چھٹے مصرف کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے کہ وہ مسافر جو اپنے وطن میں مالدار ہو اور راستہ میں کسی وجہ سے ضرورتمند ہو جائے تو اس کے لئے زکوٰۃ لینے کے بجائے مناسب یہ ہے کہ کسی سے قرض لے لے اور وطن پہنچ کر ادا کردے اور اگر زکوٰۃ لینا ناگزیر ہو تو صرف ضرورت کے بقدر ہی لے اس سے زائد لینا اس کے لئے درست نہیں لیکن اگر اندازہ لگا کر بقدرِ ضرورت لیا پھر وطن واپسی تک خرچ سے کچھ روپئے بچ گئے تو یہ باقی ماندہ رقم صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ (شامی مصری:۲/۸۴، البحر الرائق:۲/۲۶۰، شامی بیروت:۳/۲۶۲)

﴿۱۲۱۵﴾ وَالعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطَى قَدْرَ مَا يَسَعُهُ وَاَعْوَانَهُ .

عاملَ کام کرنے والا، باب (س) سے اسم فاعل ہے، کہا جاتا ہے **عَمِلَ فُلَانٌ علی الصَّدَقَةِ** صدقہ کی وصولیابی کا کام کرنا، مُحَصِّل بننا۔ **یسع** فعل مضارع معروف باب سمع سے **سَعَةً** مصدر ہے گنجائش ہونا۔ **اعوان** **عَون** کی جمع ہے مددگار، ہر معاون چیز (مذکر ومؤنث)۔ **علیھا** ضمیر کا مرجع زکوٰۃ ہے۔ **یسعه واعوانه** دونوں ضمیریں عامل کی جانب راجع ہیں۔

ترجمہ اور کام کرنے والا اس پر (زکوٰۃ کی تحصیل پر) دیا جائے گا اتنا کہ جو کافی ومناسب ہو اس کو اور اس کے مددگاروں کو۔

تشریح عامل وہ شخص ہے جو اسلامی حکومت کی جانب سے زکوٰۃ وصدقات کی وصولیابی کے لئے مقرر کیا جائے اس کو بقدرِ کفایت زکوٰۃ کی رقم میں سے دیا جاتا ہے لیکن اگر مالِ زکوٰۃ صرف اتنا ہے کہ اگر عامل کو بقدرِ کفایت دیا جائے تو ساری زکوٰۃ اسی میں صرف ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کو صرف نصف دیں گے اس سے زائد نہیں اور جو کچھ اس کو دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ خدمت کا حق اور معاوضۂ عمل کے طور پر دیا جاتا ہے اسی لئے عامل کو ہر حال میں دیا جاتا ہے خواہ وہ مالدار ہو یا فقیر جملہ مصارفِ زکوٰۃ میں سے صرف یہی ایک مصرف ایسا ہے جس کو زکوٰۃ معاوضۂ خدمت کے طور پر دی جاتی ہے ورنہ تو زکوٰۃ کہتے ہی ہیں اس عطیہ کو جو فقراء کو بغیر کسی معاوضۂ خدمت کے دیا جائے۔ (الدر المنضود:۳/۹۸)

اختیاری مطالعہ

حضورؐ کے زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد وہیں غریبوں میں تقسیم بھی کردیا کرتا تھا،

خالی ہاتھ جاتا تھا اور خالی ہاتھ لوٹ آتا تھا اور اگر زکوۃ کا مال زیادہ ہوتا اور غریب کم ہوتے اور تقسیم سے مال بچ جاتا تو وہ مدینہ منورہ لے آتا، غرض دورِ اول میں وصولی کا محکمہ اور تقسیم کا محکمہ ایک ساتھ تھا بعد میں یہ دونوں محکمے الگ الگ ہو گئے، اب وصولی کرنے والے صرف وصولی کریں گے اور تقسیم کرنے والے تقسیم کریں گے، ان کے پاس ملک کے غرباء کی فہرست ہوگی اور وہ ہر ایک کا حصہ پہنچائیں گے اور یہ دونوں وصولی کرنے والے اور تقسیم کرنے والے العاملین علیہا ہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۵۶۴)

﴿۱۲۱٦﴾ وَلِلْمُزَكِّي الدَّفْعُ اِلٰى كُلِّ الاَصْنَافِ وَلَهُ الاِقْتِصَارُ عَلٰى وَاحِدٍ مَعَ وُجُوْدِ بَاقِي الاَصْنَافِ.

مزکی اسم فاعل باب تفعیل سے زکوۃ دینے والا۔ اصناف صِنفٌ کی جمع ہے قسم، نوع۔

ترجمہ اور زکوۃ دینے والے کے لئے جائز ہے اقسامِ مذکورہ میں سے ہر ایک کو دینا اور باقی اقسام کے موجود ہوتے ہوئے صرف ایک قسم پر اکتفا کرنا اور بس کرنا۔

تشریح مصارفِ زکوۃ کی جو سات قسمیں بیان کی گئی ہیں اگر ان میں سے صرف ایک قسم مثلاً مسکین یا مسافر تو موجود ہے اور دوسری قسم کے لوگ موجود ہی نہیں تب تو صرف موجود قسم کے لوگوں کو دینا بلا شبہ جائز ہے لیکن اگر دوسری قسم کے لوگ موجود ہوں تب بھی صرف ایک قسم کے مستحقین کو مثلاً صرف مسافر کو یا مکاتب کو پوری زکوۃ دے دینی جائز ہے، مگر ایک مستحق زکوۃ کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہِ تحریمی ہے البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے بڑی رقم دی تو کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۸۸)

اختیاری مطالعہ

بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکوۃ ہو گئے، اس لئے زکوۃ کے مال سے ہمیں قرض کی ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت جائیداد گاڑیاں وغیرہ فروخت کر کے اپنا قرض ادا کریں اور اس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہو تو اب تعاون کا مطالبہ کریں اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکوۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی سخت حق تلفی ہے۔

﴿۱۲۱۷﴾ وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ.

ترجمہ اور صحیح نہیں زکوۃ کا دینا کسی کافر کو۔

تشریح غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی اس لئے زکوۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز

نہیں ہے البتہ اس کو نفلی خیرات دے سکتے ہیں۔

﴿۱۲۱۸﴾ وَغَنِيٍّ يَمْلِكُ نِصَابًا اَوْ مَا يُسَاوِي قِيْمَتَهٗ مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلٍ عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ.

فاضل زائد از ضرورت فَضَلَ يَفْضُلُ فضلاً باب (ن) ضرورت سے زائد ہونا، باقی بچنا، مقولہ ہے اَنْفِقْ مِنْ مَالِكَ مَا فَضَلَ تمہارا مال جتنا زائد از ضرورت ہو اسے خرچ کرو۔

ترجمہ اور (صحیح نہیں) ایسے مالدار کو جو ایک نصاب یا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو خواہ کسی مال سے ہو (بشرطیکہ یہ نصاب یا قیمت نصاب) اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو۔

تشریح جو شخص نصاب نامی یا غیر نامی کا مالک ہے وہ غنی ہے اور غنی کے لئے نہ تو زکوٰۃ کا سوال کرنا جائز ہے اور نہ زکوٰۃ لینا جائز ہے اور غنی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا بھی نہیں ہوتی۔

﴿۱۲۱۹﴾ وَطِفْلِ غَنِيٍّ.

ترجمہ اور (صحیح نہیں) مالدار کے بچہ کو۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ مالدار کے نابالغ بچہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے خواہ وہ سمجھ دار ہو یا ناسمجھ کیونکہ نابالغ اولاد اپنے باپ کے مالدار ہونے سے مالدار شمار ہوتی ہے۔ (شامی: ۲/۹۰، شامی بیروت: ۳/۲۶۹) اور اگر فقیر کے ناسمجھ بچہ کو زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ اگر اس کا ولی اس کی طرف سے قبضہ کرلے تو زکوٰۃ درست ہو جائے گی اور اگر فقیر باپ کے سمجھ دار بچہ کو زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۶، بیروت: ۳/۲۷۷)

﴿۱۲۲۰﴾ وَبَنِي هَاشِمٍ وَمَوَالِيْهِمْ وَاخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِي هَاشِمٍ.

ترجمہ اور (صحیح نہیں) بنو ہاشم اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو اور پسند کیا طحاوی نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا۔

سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو زکوٰۃ وصدقات واجبہ کے استعمال سے منع فرمایا ہے لہٰذا سادات اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا کسی حال میں درست نہ ہوگا، اس مسئلہ کے بارے میں ابوعصمہؒ کے حوالہ سے امام ابوحنیفہؒ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ جہاں حکومت اسلامی کی طرف سے بنو ہاشم کے وظائف مقرر نہ ہوں وہاں انہیں زکوٰۃ دینا درست ہے اسی کو امام طحاوی نے پسند کیا ہے، مگر یہ قول فقہاء کے نزدیک مرجوح اور ناقابل اعتبار ہے صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں ہے البتہ زکوٰۃ وصدقات واجبہ کے علاوہ نفلی

صدقات سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے بلکہ پیغمبرؐ سے نسبی نسبت کی بناء پر ان کی مالی خدمت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔
(شامی: ۲/ ۹۱، البحر الرائق: ۲/ ۲۶۶، طحطاوی: ۳۹۳، شامی بیروت: ۳/ ۲۶۹)

بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟

بنو ہاشم سے درجِ ذیل ۵ خاندان کے افراد مراد ہیں: (۱) حضرت علیؓ کی تمام اولاد۔ (۲) حضرت عباسؓ کی تمام اولاد۔ (۳) حضرت جعفر کی تمام اولاد۔ (۴) حضرت عقیلؓ کی تمام اولاد۔ (۵) حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد۔ اور ابولہب اگرچہ بنو ہاشم میں سے ہے لیکن اس کو اور اس کی اولاد کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ (البحر الرائق: ۲/ ۲۶۵)

﴿۱۲۲۱﴾ وَاَصْلِ الْمُزَكِّيْ وَفَرْعِهٖ وَزَوْجَتِهٖ وَمَمْلُوْكِهٖ وَمُكَاتَبِهٖ وَمُعْتَقِ بَعْضِهٖ.

ترجمہ اور زکوٰۃ دینے والے کے اصول اور اس کے فروع اور اس کی بیوی اور اس کے غلام اور اس کے مکاتب اور ایسے غلام کو کہ جس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

دو قسم کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، ایک وہ جن کے ساتھ ولادت کا تعلق ہے یعنی اصول باپ دادا نانا پرنانا الخ، اسی طرح ماں نانی پرنانی اوپر تک دادی پردادی اوپر تک اور فروع یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نیچے تک، دوسرے وہ جن سے نکاح کا تعلق ہے یعنی میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ان دو رشتہ داروں کے علاوہ تمام رشتہ داروں کو اگر وہ غریب ہوں زکوٰۃ دینا جائز ہے، لہٰذا آدمی اپنی سوتیلی ماں بہو (بیٹے کی بیوی) یا داماد (بیٹی کے شوہر) کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جبکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں ایسے ہی بھائی بہن کو ان کی اولاد کو چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ سب کو زکوٰۃ دے سکتا ہے اور زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس میں دوگنا ثواب ہے ایک زکوٰۃ دینے کا دوسرا صلہ رحمی کا یعنی خاندان کو جوڑنے کا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا۔ (طحطاوی: ۳۹۳) مگر عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اپنے لوگوں کو دینے میں کیا ثواب؟ اس لئے وہ دور کی جگہوں میں اور اجنبیوں پر شوق سے خرچ کرتے ہیں غیر علاقہ کی مسجد یا مدرسہ ہو تو شوق سے چندہ دیں گے اجنبی کی بلا تکلف مدد کریں گے مگر اپنے گاؤں کی مسجد اور مدرسہ کو چندہ دینے میں اور رشتہ داروں کی مدد کرنے میں ان پر بوجھ پڑتا ہے، یہ مزاج ٹھیک نہیں، رشتہ داروں کا اور گاؤں کی مسجد و مدرسہ کا حق مقدم ہے پس چندہ دینے میں اور مدد کرنے میں ان کو مقدم رکھنا چاہئے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اپنے غلام اور اپنے مکاتب کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ مکاتب کی کمائی میں آقا کا حق ہوتا ہے ایسے ہی غلام کی کمائی اس کے آقا کے لئے ہوتی ہے چنانچہ ان کو زکوٰۃ دینا اپنے آپ کو دینا ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ خود اپنے آپ کو دینے سے ادا نہیں ہوتی، ایسے ہی وہ غلام کہ جس کے بعض حصہ کو آزاد کر دیا ہے اور بعض کو نہیں اس کو بھی زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔
(طحطاوی: ۳۹۳)

﴿۱۲۲۲﴾ وَكَفَنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ .

قِنّ خالص غلام (جومکاتب ومدبر نہ ہو) جمع اقنان اور دینہ ضمیر کا مرجع میت ہے۔

ترجمہ اور میت کے کفن اور اس کے قرض کی ادائیگی اور ایسے غلام کی قیمت میں جس کو آزاد کیا جائے گا۔

زکوٰۃ کی رقم مسجد اور کفن میت میں خرچ کرنے کا حکم

فرماتے ہیں زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز وتکفین کرنا جائز نہیں ہے ایسے ہی زکوٰۃ کی رقم سے میت کے قرض کو ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بلاعوض اور بلا خدمت فقیر کو مالک بنانا شرط ہے اور یہ بات مذکورہ امور میں نہیں ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر زکوٰۃ کے مال سے غلام یا باندی خرید کر آزاد کردئے جائیں تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ کا رکن مالک بنانا ہے اور آزاد کرنے میں مالک بنانے کے معنی نہیں پائے جاتے بلکہ ملک ساقط کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں پھر آگے صاحب بحر نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے ایک حیلہ لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی فقیر کو دیدی جائے اور پھر اس کو مذکورہ امور میں خرچ کرنے کو کہہ دے تو اس طرح مالک کی زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی اور فقیر کو مذکورہ امور میں خرچ کرنے پر ثواب بھی ملے گا۔ (البحر الرائق: ۲/۲۶۱)

﴿۱۲۲۳﴾ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهُ مَصْرَفاً فَظَهَرَ بِخِلَافِهِ أَجزَأَهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَبْدَهُ وَمُكَاتَبَهُ .

ترجمہ اور اگر دیدے غور وفکر کر کے اس شخص کو کہ سمجھا اس کو مستحق زکوٰۃ پھر ظاہر ہوا اس کے خلاف تو کافی ہے اس کو مگر یہ کہ ہو اس کا غلام اور اس کا مکاتب۔

فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مالدار ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کسی شخص کو فقیر سمجھ کر دی مثلاً وہ شخص فقراء کی لائن میں کھڑا تھا یا فقیروں جیسا حلیہ اس نے اختیار کر رکھا تھا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ لینے والا شخص مستحق زکوٰۃ نہ تھا مثلاً وہ مالدار ہے یا ہاشمی گھرانے سے تعلق رکھتا ہے یا کافر ہے یا زکوٰۃ دینے والے کا باپ ہے یا اس کا بیٹا ہے یا اس کی بیوی ہے تو ان تمام صورتوں میں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی ہے وہ اس کا غلام ہے یا اس کا مکاتب ہے تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ غلام اور مکاتب کے اندر مالک بنانا نہیں پایا گیا حالانکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا رکن ہی مالک بنانا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۲، ۹۳، انوار القدوری: ۱/ ۲۶۸ مؤلف راقم الحروف، شامی بیروت: ۳/۲۷۳)

﴿۱۲۲۴﴾ وَكُرِهَ الإِغْنَاءُ وَهُوَ أَنْ يَفْضُلَ لِلْفَقِيْرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ دَيْنِهِ وَبَعْدَ إِعْطَاءِ

كُلِّ فَرْدٍ مِنْ عَيَالِهٖ دُوْنَ نِصَابٍ مِنَ الْمَدْفُوْعِ اِلَيْهِ وَاِلَّا فَلَا يُكْرَهُ .

الاغناءُ اَغنٰی اِغناءً مالدار بنانا، مالدار کرنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے مالدار بنادینا اور وہ یہ ہے کہ بچ جائے فقیر کے پاس ایک نصاب اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد اور اس کے اہل وعیال میں سے ہر ایک کو دینے کے بعد اس نصاب سے کم جو اس شخص کے پاس ہے جس کو یہ رقم دی گئی ہے ورنہ تو مکروہ نہیں۔

ایک فقیر کو مقدارِ نصاب سے زائد دینا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ فقیر کو مالدار بنادینا مکروہِ تحریمی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص مستحق زکوٰۃ ہے اور وہ مقروض بھی ہے کسی نے اس کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی کہ اس نے اپنا قرض بھی ادا کردیا اور پھر بھی اس کے پاس مقدارِ نصاب مال بچ گیا تو اس طرح دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہوجائیگی لیکن ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ مقصد شریعت کے موافق نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ سے فقیر کو مالدار بنانا مقصد نہیں ہے بلکہ پیٹ بھرنا مقصد ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ ایک شخص مستحق زکوٰۃ ہے اور وہ کنبہ دار بھی ہے کسی نے اس کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی کہ اگر وہ سب گھر والوں پر اس کو مقدارِ نصاب سے کم تقسیم کرے تو اس کے پاس ایک نصاب کے بقدر بچ جائے تو اس طرح دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہوجائے گی مگر ایسا کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور اگر مقدارِ نصاب سے کم بچے تو مکروہ نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۳، حاشیہ نورالایضاح، درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۲۷۴)

﴿۱۲۲۵﴾ وَنَدُبَ اِغْنَاؤُهٗ عَنِ السُّوَالِ .

ترجمہ اور مستحب ہے اس کو بے نیاز کردینا سوال سے۔

مستحق کو کتنی رقم دی جائے

فرماتے ہیں کہ مستحق زکوٰۃ کو کم از کم اتنی رقم دی جائے کہ اس روز اس کو سوال کی ضرورت نہ رہے اور افضل اور بہتر یہ ہے کہ اس کے اہل وعیال اور قرض وغیرہ کی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے زکوٰۃ دے۔ (طحطاوی علی المراقی: ۳۹۳)

﴿۱۲۲۶﴾ وَكُرِهَ نَقْلُهَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ اٰخَرَ لِغَيْرِ قَرِيْبٍ وَاَحْوَجَ وَاَوْرَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَعْلِيْمٍ .

احوج اسم تفضیل ہے زیادہ محتاج۔ **اورع** زیادہ پرہیزگار، ورع پرہیزگاری، تقویٰ۔ **انفع** زیادہ نفع بخش۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اس کا (زکوٰۃ کا) منتقل کرنا سال پورا ہونے کے بعد کسی دوسرے شہر کی جانب کسی ایسے شخص کے لئے جو رشتہ دار زیادہ محتاج زیادہ متقی اور تعلیم کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع بخش نہ ہو۔

زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل کرنا

جس شہر اور جس علاقہ سے زکوٰۃ لی جائے اسی شہر اور اسی علاقہ کے فقراء پر خرچ کی جائے، دوسری جگہ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکوٰۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں یا بہت سے مدارس ایسے پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لئے ضروری ہے تو وہاں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۳، بیروت: ۳/۲۷۴)

﴿۱۲۲۷﴾ وَالاَفْضَلُ صَرْفُهَا لِلاَقْرَبِ فَالاَقْرَبُ مِنْ كُلِّ ذِىْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ ثُمَّ لِجِيْرَانِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ مَحَلَّتِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ حِرْفَتِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ بَلَدتِهٖ وَقَالَ الشَّيْخُ اَبُوْحَفْصِ الكَبِيْرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَاتُقْبَلُ صَدَقَةُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُهٗ مَحَاوِيْجُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِهِمْ فَيَسُدُّ حَاجَتَهُمْ.

جیران پڑوسی واحد جار۔ اهل حرفة پیشہ ور، کاریگر۔ ذی رحم محرم وہ نسبی رشتہ دار جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے ماں باپ دادا نانا بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ، مگر یہاں پر مراد بھائی بہن ان کی اولاد، چچا پھوپھی اور ماموں خالہ وغیرہ ہیں جبکہ یہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ محاویج اس کا واحد مَحْوَجٌ ہے ضرورتمند۔

ترجمہ اور افضل ہے اس کا خرچ کرنا قریب تر رشتہ دار کے لئے پھر (اس سے) قریب تر (کے لئے) اپنے ذی رحم محرم میں سے ہر ایک سے پھر اپنے پڑوسیوں کے لئے پھر اپنے محلہ والوں کے لئے پھر اپنے ہم پیشہ لوگوں کے لئے پھر اپنے شہر والوں کے لئے اور فرمایا شیخ ابوحفص کبیرؒ نے نہیں قبول کیا جاسکتا کسی شخص کا صدقہ درانحالیکہ اس کے رشتہ دار ضرورت مند ہوں تا آں کہ شروع کرے ان سے اور ان کی ضرورت پوری کرے۔

قریبی رشتہ داروں کا حق

قریبی رشتہ دار زکوٰۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں ان کو زکوٰۃ دینے میں دوگنا ثواب ہے ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا، واضح رہے کہ اصول وفروع (تذکرہ ماقبل میں آچکا ہے) کے علاوہ بقیہ سب ضرورتمند رشتہ داروں مثلاً بھائی بہن ان کی اولاد چچا چچی پھوپھی ماموں خالہ اور بھانجے وغیرہ کو زکوٰۃ دینا شرعاً درست ہے بلکہ افضل ہے پھر پڑوسیوں کا حق ہے پھر محلہ والے پھر اپنے ہم پیشہ پھر اپنے شہر والے۔ صاحب نورالایضاحؒ نے شیخ ابوحفص کبیرؒ کا ایک

قول نقل کیا ہے اس سلسلہ میں علامہ شامیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک مرفوع روایت وضاحت سے نقل کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: اے امت محمد! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے صدقہ وخیرات کو قبول نہیں فرمائیں گے (یعنی اس خرچ کرنے پر اسے ثواب نہیں ملے گا اگرچہ فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا) کہ جس کا رشتہ دار ضرورتمند ہو اور وہ شخص غیروں پر خرچ کرے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔ (شامی: ۲/۹۳، بیروت: ۳/۲۷۴)

بَابُ صَدَقَةِ الفِطْرِ

(صدقۂ فطر کا بیان)

روزہ کی زکوٰۃ

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن لغو کلام فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر کے نام سے گویا روزہ کی زکوٰۃ الگ سے واجب قرار دی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ مقبول زکوٰۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔ (ابوداؤد شریف، حدیث ۱۶۰۹)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام، تاکہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں، اسی لئے پیغمبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَغْنُوهُمْ عن السُّؤال فی هٰذَا اليوم (منہاج المسلم: ۴۳۴) یعنی اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ سوال سے بے نیاز ہوجائیں۔ اس لئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کردیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف: حدیث ۱۶۱۰) اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔

ایک اہم فائدہ: صدقۃ الفطر میں مسبب کی سبب کی طرف اضافت ہے یعنی یہ صدقۂ فطر کی وجہ سے

واجب ہوتا ہے اس فطر کے کیا معنی ہیں؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں، اس فطر کے بھی وہی معنی ہیں جو ہر دن فطر کے ہیں یعنی روزہ کھولنا یعنی رمضان کی آخری تاریخ کا روزہ کھولنا، پس جب سورج غروب ہوگا تو فطرہ واجب ہوگا کیونکہ آخری روزہ اسی وقت کھلتا ہے اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں، اس طرح روزہ تو رمضان کے ہر دن میں کھلتا ہے پس ہر دن فطرہ واجب ہونا چاہئے بلکہ یہاں فطر کے دوسرے معنی ہیں یعنی روزہ نہ ہونا، عیدالفطر کے دن روزہ حرام ہے یہ فطر مراد ہے اور اسی کی خوشی میں فطرہ واجب ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۶۰۳)

ماقبل سے مناسبت: زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دونوں عباداتِ مالیہ ہیں لیکن صدقۃ الفطر واجب ہے اور زکوٰۃ فرض ہے اس وجہ سے صدقۂ فطر کے احکام کو زکوٰۃ کے احکام کے بعد میں ذکر کیا گیا۔

صدقہ کے معنی: عطیہ لیکن یہاں پر مراد وہ عطیہ ہے جو اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی امید پر دیا جائے۔

صدقۂ فطر کی مشروعیت: **صدقۂ فطر** کی مشروعیت زکوٰۃ سے پہلے ۲ ہجری میں عید سے دو دن قبل ہوئی۔ (اوجز المسالک: ۳/۲۷۶)

﴿۱۲۲۸﴾ تَجِبُ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ اَوْ قِيْمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الاَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهٖ .

ترجمہ واجب ہے ہر آزاد مسلمان پر جو مالک ہو نصاب کا یا اس کی قیمت کا اگرچہ نہ گزرا ہو اس پر سال عیدالفطر کے دن کی صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت اور نہ ہو تجارت کے لئے زائد ہو قرض سے اور اس کی ضرورتِ اصلیہ اور اپنے بال بچوں کی ضرورتوں سے۔

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے تین شرطیں ہیں: (۱) آزاد ہونا۔ (۲) مسلمان ہونا (۳) صاحب نصاب ہونا۔ تفصیل اس طرح ہے کہ اتنا مالدار مسلمان جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں ہوتی لیکن رہائشی مکان اور ضروری اسباب وآلات واوزار کے علاوہ اتنی قیمت کا زائد مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے تو اس پر عیدالفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے چاہے اس مال پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اور تجارت کا مال ہو یا تجارت کا نہ ہو، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے وجوب میں تھوڑا سا فرق ہے زکوٰۃ میں مالِ نامی ہونا لازمی ہے، صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں ہے اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب سال گزرنے کے بعد ہوتا ہے، صدقۂ فطر فوراً واجب ہوجاتا ہے وغیرہ البتہ اس معاملہ میں زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر متحد ہیں کہ یہ مال قرض اور ضرورتِ اصلی سے زائد ہونا چاہئے ورنہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر

واجب نہ ہوگا۔ عبارت میں عند طلوع فجر یوم الفطر سے صدقۂ فطر کے وقت وجوب کا بیان ہے اور عند تجب کا مفعول فیہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۹۴)

«۱۲۲۹» وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيرُ وَهِيَ مَسْكَنُهُ وَاَثَاثُهُ وَثِيَابُهُ وَفَرَسُهُ وَسِلَاحُهُ وَعَبِيْدُهُ لِلْخِدْمَةِ .

مسکن رہائشی مکان۔ اثاث گھر کا آرائشی سامان، سامانِ زینت۔ ثیاب ثوبٌ کی جمع ہے کپڑا۔ فرس جمع افراسٌ گھوڑا۔ سلاح جمع اسلحۃ ہتھیار۔ عبید عبد کی جمع ہے غلام۔

ترجمہ اور معتبر اس میں کفایت ہے نہ کہ فرض کر لینا اور وہ اس کا گھر اور اس کا گھریلو سامان اور اس کے کپڑے اور اس کے گھوڑے اور اس کے ہتھیار اور اس کے خدمت گار غلام ہیں۔

کن عبادتوں میں صرف امکان شرط ہے؟

اصولِ فقہ کے اعتبار سے بعض عبادتوں میں تو صرف امکان شرط ہے مثلاً زکوۃ کے نصاب میں مالِ نامی شرط ہے خواہ حقیقتاً ہو یا تقدیراً تفصیل پہلے گزر چکی ہے ایسے ہی سفر میں فرض کر لیا گیا ہے کہ تکلیف ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ حقیقت میں تکلیف ہو راحت و آرام سے سفر کرنے والا بھی اسی طرح قصر کرے گا جیسا کہ زحمت اور مشقت کے ساتھ سفر کرنے والا قصر کرے گا اور بعض عبادتوں میں قدرت میسرہ شرط ہے یعنی کہ اس وقت اس کے پاس وہ سہولت موجود ہو جیسے صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بال بچوں کی ضرورت اور اپنی لازمی ضرورت کے لئے فی الواقع کافی ہو رہا ہو، صرف کافی ہو سکنے کا امکان کافی نہیں، شروع عبارت میں اسی قاعدہ کی جانب اشارہ کیا ہے، اس کے بعد انسان کی لازمی ضرورتیں بیان کر رہے ہیں مثلاً رہنے کا گھر گھر کا ساز و سامان جیسے فرج کولر واشنگ مشین وغیرہ، استعمالی کپڑے سواریاں گاڑی موٹر سائیکل وغیرہ اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار، غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔ جاننا چاہئے کہ اگر کسی کے پاس دو مکان ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی پڑا ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے لیکن اگر وہ مکان کرایہ پر دے رکھا ہے اور اس پر اس کا گزارہ ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی دولت نہیں ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور مجلد: ۳/۲۵۹) اگر کسی کے پاس عمدہ عمدہ قیمتی جوڑے ہیں اور ان کو کبھی کبھار استعمال میں لاتا ہے ان کے علاوہ زائد مال نہیں ہے تو ایسے مال پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (ایضاح المسائل: ۹۷)

«۱۲۳۰» فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهِ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ .

ترجمہ چناں چہ نکالے گا اس کو اپنی جانب سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے جو فقیر ہوں اور اگر وہ مالدار ہوں تو نکالے گا اس کو ان کے مال سے۔

صدقۂ فطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے؟

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ نابالغ بچے خود کسی نصاب کے مالک نہ ہوں اور اگر وہ بچے خود صاحبِ نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا، محشیؒ کے بقول یہاں سے صدقۃ الفطر کے سبب وجوب کا بیان شروع ہوتا ہے اور وہ رأسٌ یمونُہٗ ویَلی عَلَیہ ہے یعنی ایسی ذات جس کا وہ خرچ برداشت کرتا ہے اور وہ ذات اس کی سرپرستی میں ہے اور جس پر اس کو ولایتِ تامہ حاصل ہو اس کا اولیں مصداق تو آدمی کی خود اپنی ذات ہے کیونکہ آدمی اپنا بھی خرچ برداشت کرتا ہے اور اپنی بھی سرپرستی کرتا ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی بھی سرپرستی کرتا ہے اور ان کے بُرے بھلے کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

﴿۱۲۳۱﴾ وَلَا تَجِبُ عَلَى الجَدِّ فِی ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ وَاخْتِیْرَ اَنَّ الجَدَّ کَالاَبِ عِنْدَ فَقْدِهٖ اَوْ فَقْرِهٖ.

اُخْتِیْرَ ماضی مجہول اصل میں اُخْتُیِرَ تھا، ضمہ کے بعد یا پر کسرہ دشوار ہونے کی وجہ سے نقل کر کے ماقبل کو دے دیا ہے تاکہ ضمہ کو ہٹا کر اُخْتِیْرَ ہو گیا۔

ترجمہ اور واجب نہیں ہوتا دادا پر ظاہر روایت میں اور پسند کیا گیا ہے کہ دادا باپ جیسا ہی ہے اس کے نہ ہونے کے وقت یا اس کے محتاج ہونے کے وقت۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر باپ نہ ہو اور پوتے چھوٹے ہوں تو ظاہر روایت یہ ہے کہ دادا پر ان کا صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا کیونکہ دادا کی ولایت مطلق نہیں ہوتی، مگر مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ دادا باپ کے مانند ہے اگر باپ موجود نہ ہو یا موجود تو ہو مگر محتاج اور فقیر ہو تو دونوں صورتوں میں دادا پر نابالغ پوتوں و پوتیوں کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

﴿۱۲۳۲﴾ وَعَنْ مَمَالِیْکِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهٖ وَاُمِّ وَلَدِهٖ وَلَوْ کُفَّارًا لَا عَنْ مُکَاتَبِهٖ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الکَبِیْرِ وَزَوْجَتِهٖ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَابِقٍ اِلَّا بَعْدَ عَوْدِهٖ وَکَذَا المَغْصُوْبُ وَالمَاسُوْرُ.

ممالیك اس کا واحد مملوک ہے غلام۔ **مدبر** وہ غلام جس سے آقا نے یہ کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ **ام ولد** وہ باندی جس سے اس کے آقا نے صحبت کی ہو اور اس سے اولاد پیدا ہو گئی ہو۔ **مکاتب** وہ غلام جس سے آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ ایک ہزار روپئے کما کر دیدے تو آزاد ہے۔ **قِن** غلام جمع اَقْنَانٌ **ابق** اسم فاعل ہے باب

(س، ن، ض) فرار ہونا غلام کا آقا کے پاس سے بھاگ جانا۔ **مغصوب** اسم مفعول باب ضرب سے غَصْبًا مصدر ہے جبراً کوئی چیز لینا۔ **ماسور** اسم مفعول ہے باب ضرب سے أَسَرَ يَاسِرُ أَسْرًا وإِسَارًا قید کرنا، غلام بنانا۔

ترجمہ اور اپنے ان غلاموں کی جانب سے جو خدمت کے لئے ہیں اور اپنے مدبر اور ام ولد کی جانب سے اگر چہ یہ لوگ کافر ہی ہوں نہ کہ اپنے مکاتب کی طرف سے اور نہ اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے اور نہ اپنی بیوی کی طرف سے اور نہ مشترک غلام کی طرف سے اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے مگر اس کے واپس آنے کے بعد اور ایسے ہی چھینا ہوا غلام اور قیدی غلام ہے۔ (گزشتہ ایام کا صدقۂ فطر واجب ہوگا)

صدقۂ فطر کا سببِ وجوب

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ صدقۃ الفطر کا سببِ وجوب وہ ذات ہے جس کا انسان خرچ برداشت کرتا ہے اور وہ اس کی سرپرستی میں ہے اسی کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ غلاموں کا صدقۂ فطر آقا کے ذمہ ہے کیوں کہ ان کے برے بھلے کا آقا ذمہ دار ہے اور اس بات میں سب غلام باندی یکساں ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں پس ہر غلام باندی کا صدقہ آقا پر واجب ہے مسلم اور غیر مسلم میں تفریق درست نہیں اور یہ مسئلہ اب غیر اہم ہے کیونکہ اب غلام باندی نہیں رہے، اور بالغ اولاد کا خرچ باپ پر واجب نہیں اور نہ وہ باپ کی سرپرستی میں ہیں باپ اخلاقاً ان کی سرپرستی کرتا ہے اور ان پر خرچ بھی کرتا ہے مگر ان کا خرچ باپ پر واجب نہیں اس لئے ان کا صدقۂ فطر بھی باپ پر واجب نہیں لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کردے تو درست ہو جائے گا ایسے ہی بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے اگر بیوی صاحبِ نصاب ہے تو اس کا صدقہ اسی پر واجب ہے لیکن اگر اس کی طرف سے شوہر ادا کردے تو ادا ہو جائے گا خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو، اگر کوئی بچہ عقل کے اعتبار سے کمزور ہے یا پاگل ہے تو اس کی طرف سے بھی اس کا باپ صدقۂ فطر ادا کرے گا اگر چہ وہ بڑی عمر کا ہو۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو دونوں میں سے کسی پر بھی اس غلام کا صدقۃ الفطر واجب نہ ہوگا کیوں کہ دونوں میں سے کسی کو بھی ولایتِ تامہ نہیں ہے اور ایسے ہی نفقۂ کاملہ بھی نہیں ہے حالانکہ دونوں چیزیں صدقۃ الفطر کے وجوب کا سبب ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر غلام بھاگ گیا یا کوئی زبردستی چھین کر لے گیا یا غلام قید میں ہے تو واپس آنے کے بعد گزشتہ ایام کا صدقۃ الفطر واجب ہوگا۔

﴿۱۲۳۳﴾ وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهٖ اَوْ سَوِيْقِهٖ اَوْ صَاعُ تَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ شَعِيْرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالعِرَاقِي .

ترجمہ اور وہ آدھا صاع ہے گیہوں سے یا اس کے آٹے سے یا اس کے ستو سے یا کھجور یا کشمش یا جو کا ایک

صاع ہے اور وہ آٹھ رطل عراقی کا ہے۔

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر غلہ کا خواہ وہ منصوص ہو یا غیر منصوص یعنی حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہو یا نہ آیا ہو صدقۃ الفطر ایک صاع ہے اور احناف کے نزدیک گیہوں اور کشمش میں راجح قول کے مطابق نصف صاع ہے اور باقی غلوں میں ایک صاع ہے اور کشمش میں احناف کا دوسرا قول ایک صاع کا بھی ہے اور غیر منصوص غلوں میں جیسے چاول چنے وغیرہ میں نصف صاع گیہوں کی قیمت یا دوسرے غلوں کے ایک صاع کی قیمت کے برابر واجب ہے، اور نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴ گرام ۶۴۰ ملی گرام ہوتی ہے، اور ایک صاع کی مقدار ۳ کلو ۱۴۹ گرام ۲۸۰ ملی گرام ہوگی۔ اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوتا ہے کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار نہیں ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ایک صاع، آٹھ رطل عراقی کا ہوتا ہے اور ایک رطل ۳۹۸ گرام ۳۴ ملی گرام کا ہوتا ہے اس اعتبار سے ایک صاع ۳ کلو ۱۸۴ گرام اور ۲۷۲ ملی گرام کا ہوگا اور نصف صاع ایک کلو ۵۹۲ گرام ۱۳۶ ملی گرام کا ہوگا، یہ وزن مثقال کے اعتبار سے نکالا گیا ہے اور اس سے پہلے صاع اور نصف صاع کا وزن درہم کے اعتبار سے نکالا گیا ہے۔

نوٹ: ایک مثقال = ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام۔ ایک درہم = ۳ گرام ۶۲ ملی گرام۔ (امدادالاوزان)

اختیاری مطالعہ

صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار ۲۰-۲۵ روپے بیٹھتی ہے جو بڑے مالداروں کے لئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی اس لئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع ۳ کلو ڈیڑھ سو گرام کھجور یا کشمش کا حساب لگایا کریں اس میں ان کو زیادہ ثواب ملے گا اور فقراء کو نفع زیادہ ہوگا، روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے جو ہر آزاد غلام مرد عورت چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے لیکن جب حضرت علیؓ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے اس لئے اگر تم صدقۂ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد حدیث ۱۶۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ وسعت رکھنے والے صاحب حیثیت لوگوں کو اضافہ کے ساتھ صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔

﴿۱۲۳۴﴾ وَيَجُوزُ دَفْعُ القِيمَةِ وَهِيَ اَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهُ لِاَنَّهَا اَسْرَعُ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الفَقِيرِ وَاِنْ كَانَ زَمَنَ شِدَّةٍ فَالحِنْطَةُ وَالشَّعِيرُ وَمَا يُؤْكَلُ اَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ .

ترجمہ اور جائز ہے قیمت کا ادا کرنا اور وہ افضل ہے اس چیز کے ملنے کے وقت جس کی اس کو ضرورت ہو رہی ہے کیونکہ ان چیزوں کی قیمت فقیر کی ضرورت کو پوری کرنے کے لئے بہت جلد کام آنے والی ہے اور اگر سختی کا زمانہ ہو تو گیہوں اور جو اور جو چیز کہ کھائی جاتی ہے افضل ہے دراہم سے۔

صدقۃ الفطر میں کیا دیا جائے

فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر میں مذکورہ بالا چیزوں کی قیمت دینا بھی جائز ہے بلکہ اس وقت قیمت دینا ہی افضل ہے جبکہ فقیر کو کسی خاص چیز کی ضرورت ہو اور وہ بازار وغیرہ میں مل رہی ہو اور افضل اس وجہ سے ہے کہ فقیر اپنی من پسند چیز خرید لے گا اور غلہ وغیرہ دینے میں یہ بات حاصل نہ ہوگی، ہاں اگر قحط سالی ہو اور لوگوں کو غلہ وغیرہ کی ہی زیادہ ضرورت ہو تو پھر وہی دینا افضل ہے۔

﴿۱۲۳۵﴾ وَوَقْتُ الوُجُوبِ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الفِطْرِ فَمَنْ مَاتَ اَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهُ اَوْ اَسْلَمَ اَوْ اغْتَنٰى اَوْ وُلِدَ بَعْدَهُ لَا تَلْزَمُهُ .

افتقر فعل ماضی معروف باب افتعال (م) افتقارًا فَقُرَ يَفْقُرُ فَقْرًا وَافْتَقَرَ محتاج ہونا، نادار ہونا، مفلس ہونا۔

اغتنٰی ماضی معروف باب افتعال سے اِغْتِنَاءٌ مصدر ہے مالدار ہونا۔

ترجمہ اور وجوب کا وقت عیدالفطر کے دن کے صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت ہے چناں چہ جو مرجائے یا محتاج ہوجائے اس سے پہلے یا مسلمان ہوجائے یا مالدار ہوجائے یا پیدا ہو اس کے بعد تو اس پر صدقۂ فطر لازم نہ ہوگا۔

صدقۃ الفطر کب ادا کیا جائے

احناف کے نزدیک یکم شوال کی صبح صادق کے وقت صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے چناں چہ جو شخص اس وقت موجود تھا اسی پر صدقۃ الفطر واجب ہوگا اور جو شخص اس سے قبل مرجائے یا اس سے پہلے فقیر محتاج ہوجائے یا اس وقت کے گزرنے کے بعد مسلمان ہو یا مالدار ہو یا جو بچہ اس وقت کے گزرنے کے بعد پیدا ہو تو اس کا فطرہ واجب نہیں۔

﴿۱۲۳۶﴾ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُهَا قَبْلَ الخُرُوْجِ اِلَى المُصَلّٰى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ اَوْ اَخَّرَ

وَالتَّاخِيْرُ مَكْرُوْهٌ.

ترجمہ اور مستحب ہے اس کا نکالنا عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے اور صحیح ہے اگر مقدم کردے یا مؤخر کردے اور تاخیر مکروہ ہے۔

تشریح افضل اور مستحب یہ ہے کہ صدقۃ الفطر عید کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کردیں اگر رمضان سے قبل ادا کردیا تو جائز ہے لیکن خلافِ احتیاط ہے اور رمضان میں ادا کرنا جائز اور درست ہے اور اگر عید کا دن گزر گیا اور صدقہ ادا نہ کیا تو اس وقت ادا نہ کرنے سے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ نکالنا واجب رہے گا خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے اور اگر عید کے دن سے تاخیر کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

﴿۱۲۳۷﴾ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهُ لِفَقِيْرٍ وَاحِدٍ وَاخْتُلِفَ فِي جَوَازِ تَفْرِيْقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلٰى اَكْثَرِ مِنْ فَقِيْرٍ وَيَجُوْزُ دَفْعُ مَا عَلٰى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ.

یدفع فعل مضارع معروف باب (ف) دَفْعًا ادا کرنا، دینا۔ فِطْرَةٌ صدقۂ فطر جمع فِطَرٌ۔

ترجمہ اور دے ہر آدمی اپنا فطرہ ایک ہی فقیر کو اور اختلاف ہوا ہے ایک فطرے کو ایک سے زائد فقیروں پر متفرق کرنے کے جائز ہونے میں اور جائز ہے اس صدقہ کا دیدینا جو ایک جماعت پر واجب ہے ایک شخص کو صحیح مذہب پر اور اللہ ہی درست باتوں کی توفیق دینے والا ہے۔

ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں

بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی مستحق فقیر کو دیا جائے اور ایک صدقۂ فطر متعدد فقراء کو تقسیم کر کے دینا کم از کم مکروہِ تنزیہی ہے، البتہ کئی لوگوں پر واجب ہونے والا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(درمختار مع الشامی مصری: ۲/۱۰۶، بیروت: ۳/۲۹۱)

كِتَابُ الْحَجِّ

(حج کی کتاب)

ماقبل سے مناسبت: عبادات تین قسم کی ہیں: (۱) صرف بدنیہ (۲) صرف مالیہ (۳) بدنیہ و مالیہ مشترک۔ پس اسی ترتیب سے مصنفؒ نے ان کو ذکر کیا ہے۔

حج : بکسر الحاء وفتحها دونوں لغت ہیں قال اللّٰہ تعالیٰ وللّٰہ علی الناس حِجُّ البَیْتِ اس میں بھی دونوں قرأتیں ہیں، پھر بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بالکسر مصدر ہے اور بالفتح اسم مصدر وقیل بعکسہ . حَجَّ (ن) حَجًّا کے لغوی معنی ہیں قصد کرنا اور اصطلاحی معنی ہیں کعبہ شریف کی زیارت کا قصد کرنا بالفاظ دیگر مخصوص زمانہ میں مخصوص مقامات میں جا کر مخصوص افعال کو مخصوص طریقہ سے ادا کرنا۔

حج کس سن میں فرض ہوا ؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، علامہ شامیؒ نے ۹ ہجری کے آخر میں حج کی فرضیت والے قول کو ترجیح دی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس سال حج اس وجہ سے نہیں کیا کہ حج کی فرضیت حج کا وقت گزرنے کے بعد ہوئی گویا آپ نے حج کرنے میں تاخیر بالکل نہیں کی۔ (شامی مصری:۲/۱۹۰)

حج کی فرضیت: حج کی فرضیت قرآنِ کریم سے ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا** اور اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے) یعنی اس شخص کے لئے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچنے) کے سبیل کی، ایسے ہی حدیث سے بھی ثبوت ہے، نبیؐ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو۔ (مسلم شریف:۱/۴۳۲)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم وصفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرضِ عین: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔

(۲) واجب: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔

(۳) نفل: جو حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قسم سے نہ ہو، تو اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔

(۴) حرام: نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔

(۵) مکروہِ تحریمی: مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر جانا یا اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر سفر میں چلا جانا۔ (غنیۃ الناسک:۱۰)

﴿۱۲۳۸﴾ هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوْصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوْصٍ فِيْ أَشْهُرِهٖ .

بِقَاع یہ جمع ہے اس کا واحد بُقْعَةٌ ہے، زمین کا ایک حصہ، یہاں پر مراد کعبہ اور عرفات ہے۔

ترجمہ وہ زیارت کرنا ہے مخصوص جگہوں کی مخصوص فعل کے ساتھ اس کے مہینوں میں۔

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال ومناسک (وقوف عرفہ اور طواف زیارت وغیرہ) کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ (غنیۃ الناسک: ۱۰)

﴿۱۲۳۹﴾ وَهِيَ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ .

شوّال عربی مہینہ ماہِ رمضان کے بعد آتا ہے، قمری سال کا دسواں مہینہ، اس پر کبھی الف لام بھی داخل کر دیتے ہیں جمع شَوَاوِيْلُ وشَوَاوِلُ . **ذو القعدة** قمری سال کا گیارہواں مہینہ، یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ عرب لوگ اس مہینہ میں گھر بیٹھ جاتے تھے نہ سفر کرتے تھے نہ لڑائی وغیرہ جمع ذَوَاتُ القعدَةِ. **ذو الحجة** قمری سال کا آخری مہینہ حج کا مہینہ جمع ذواتُ الحِجّةِ.

ترجمہ اور وہ (حج کے مہینے) شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔

میقاتِ زمانی

حج کے ارکان کی ادائیگی کے لئے شرعاً وقت مقرر ہے جس کو میقات زمانی کہا جاتا ہے یہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طوافِ زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہِ تحریمی ہے اسلئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۹، طحطاوی: ۳۹۶)

﴿۱۲۴۰﴾ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ .

علی الفور ہاتھ کے ہاتھ، جلدی ہی۔

ترجمہ فرض کیا گیا ایک مرتبہ جلدی ہی صحیح ترین مذہب میں۔

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنا ہگار ہوگا، اس لئے ایسے تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ جن پر حج فرض ہو چکا ہے تاخیر نہ کریں اور عذاب الٰہی سے اپنی حفاظت کریں تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کرلیا تو انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے، مگر ایسے موقع کا کیا یقین ہے موت تو ہمہ وقت پیچھے لگی ہوئی ہے، نیز مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے اس سے زائد کوئی کرے تو وہ نفل ہے اور

جو شخص حج فرض ہونے کے بعد ادا کرے اس کا فرض ادا ہو گیا۔

قولہ فی الاصح ادائے حج کے سلسلہ میں حضرت امام ابو یوسف نے تنگیٔ وقت کا اعتبار کیا ہے اور امام محمد نے وسعت وقت کا اعتبار کیا ہے یعنی حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک پہلے سال کے حج کے مہینے حج ادا کرنے کے لئے متعین ہیں یعنی پہلے ہی سال احتیاطاً حج کرنا ضروری ہے تاکہ حج فوت ہونے کا امکان باقی نہ رہے حضرت امام محمد کے نزدیک پہلے سال کے حج کے مہینے ادائے حج کے لئے متعین نہیں ہیں بلکہ آئندہ سالوں تک حج کو مؤخر کرنے کی اجازت ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ حج فوت نہ ہو جائے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے جب چاہے حج کرے اس تاخیر سے گناہ گار نہ ہوگا صاحب کتاب نے فی الاصح کہہ کر امام ابو یوسف کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۹۶)

اختیاری مطالعہ

(۱) بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر: جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار ہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہٰذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کر کے حج کو چلے جانا چاہئے۔

(۲) والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش: اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار ہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کر دے اور والدین کی خدمت بجالائے۔

(۳) چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر: اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر جائز ہے۔

(۴) کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کرے گا؟ جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی ٹھنڈک بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضہ حج ادا کرنا چاہئے، بلڈ پریشر کے مریض وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے) (غنیۃ الناسک:۱۲)

﴿۱۲۴۱﴾ وَشُرُوْطُ فَرْضِيَّتِهٖ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ الْاِسْلَامُ.

شُرُوْط شرائط و قیود واحد شَرْط اور شرط اس قید کو کہتے ہیں جس کے بغیر کوئی چیز مکمل نہ ہو لیکن اس کی حقیقت سے خارج ہو۔

ترجمہ اور اس کے فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں صحیح ترین مذہب پر مسلمان ہونا۔

حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط سات ہیں: (۱) مسلمان ہونا، لہٰذا جو شخص کھلم کھلا کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں، اور نہ ہی کسی غیر مسلم کے لئے حدودِ حرم کے دائرہ میں داخل ہونا جائز ہے، اور اگر کافر رہتے ہوئے حج کو چلا بھی جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۲)

﴿۱۲۴۲﴾ وَالعَقلُ .

ترجمہ اور عاقل ہونا۔

تشریح دوسری شرط عاقل ہونا ہے، لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں ہے اور اگر مجنون اور پاگل کی طرف سے اس کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر اس سے ارکان ادا کرائیں تو اس کی طرف سے نفلی حج ادا ہوجائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا اور اگر پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہوگیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکانِ حج ادا کرے اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضۂ حج معتبر نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

﴿۱۲۴۳﴾ وَالبُلُوغُ .

ترجمہ اور بالغ ہونا۔

تشریح تیسری شرط بالغ ہونا ہے لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو لہٰذا جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہوجاتا ہے لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

اختیاری مطالعہ

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا نا سمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی مثلاً والدین میں سے کسی نے باندھا ہو اور وقوفِ عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہوجائے تو مذکورہ احرام سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کرلی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

(۲) اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چٹور پن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھ دار شخصوں کے مانند ہے تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کرکے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ (غنیۃ

الناسک: ۱۵)

﴿۱۲۴۴﴾ وَالْحُرِّيَّةُ .

ترجمہ اور آزاد ہونا۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ حج واجب ہونے کے لئے آزاد ہونا شرط ہے لہٰذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا بلکہ آزاد ہونے کے بعد اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

﴿۱۲۴۵﴾ وَالْوَقْتُ .

ترجمہ اور وقت ہونا۔

تشریح پانچویں شرط حج کا وقت پانا ہے یعنی حج کے مہینوں شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں پانا جس میں سفر کر کے وہ حج کر سکے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۲)

﴿۱۲۴۶﴾ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسْطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلٰى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهٖ اَوْ عَلٰى شِقِّ مَحْمِلٍ بِالْمِلْكِ وَالْاِجَارَةِ لَا الْاِبَاحَةِ وَالْاعَارَةِ لِغَيْرِ اَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ اِذَا اَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلَامَشَقَّةٍ وَاِلَّا فَلَابُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهٖ وَنَفَقَةِ عِيَالِهٖ اِلٰى حِيْنِ عَوْدِهٖ وَعَمَّا لَابُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَاَثَاثِهٖ وَاٰلَاتِ الْمُحْتَرِفِيْنَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ .

زاد توشۂ سفر، راشن، اشیائے خوردنی جمع اَزْوَادٌ وَاَزْوِدَةٌ . **نَفَقَةٌ** خرچ کی جانے والی مال کی مقدار زادِ راہ، جمع نَفَقَاتٌ . **راحلة** سواری کے لائق اونٹ، سفر و بار برداری کے لئے طاقت ور اونٹ یا اونٹنی (مذکر و مؤنث ہر دو کے لئے) تا مبالغہ کی ہے جمع رَوَاحِل خچر یا گدھا مراد نہیں ہے اور عبارت میں مختص کی قید لگا کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ مشترک سواری پر قدرت ہونے سے حج فرض نہ ہوگا۔ **مَحْمِلٌ** جمع مَحَامِل ڈولی پالکی، چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے۔ **مِلك** قابل تصرف مملوکہ شئ جمع اَمْلَاكٌ مَلَكَ يَمْلِكُ مِلْكًا باب (ض) مالک ہونا (قبضہ کے ساتھ حسب منشا تنہا تصرف کرنا)۔ **اجارہ** ایسا معاملہ ہے جو منافع پر مال کے عوض ہوتا ہے اور منافع جس قدر پائے جائیں اسی حساب سے اجارہ منعقد ہوتا رہتا ہے۔ **اباحة** کسی چیز سے مفت نفع اٹھانا۔ **اعارہ** یعنی عاریت کہ کسی چیز کو مفت استعمال کرنے کے لئے دے اور بعد میں اس کو واپس لے لے۔ **حولَ** اطراف، چہار جانب جمع اَحْوَال.

امکن ماضی معروف باب افعال، امکان، مصدر ہے کسی چیز پر کسی کو قادر بنانا، قدم پاؤں قدم (مؤنث ہے کبھی مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے) ٹانگ کا وہ حصہ جو زمین پر ٹکتا ہے اس کے اوپر پنڈلی ہوتی ہے۔ مَشَقَّة کلفت، دشواری جمع مَشَاق ومَشَقَّاتُ. لابُدَّ منه اس سے چھٹکارا نہیں یعنی وہ ضروری ہے جمع اَبْدَاد وَبِدَدَةٌ. منزل رہائش گاہ، مکان جمع منازل. اَثَاث آرائشی سامان، فرنیچر، فرش وغیرہ جمع اُثُثٌ. محترفین اس کا واحد مُحْتَرِف پیشہ ور، اِحْتَرَفَ يَحْتَرِفُ اِحْتِرَافًا مصدر ہے پیشہ اختیار کرنا۔

ترجمہ اور قادر ہونا توشۂ سفر پر اگرچہ مکہ ہی میں ہو درمیانی خرچ کے ساتھ اور قادر ہونا ایسی سواری پر جو خاص اسی کے لئے ہو یا پالکی کے ایک حصہ پر ملکیت یا کرایہ کے طور پر نہ کہ اباحت اور عاریت کے طور پر غیر اہل مکہ کے لئے اور وہ لوگ جو مکہ مکرمہ یا اس کے اطراف میں رہتے ہوں (ان پر حج اس وقت فرض ہوگا) جبکہ ممکن ہو ان کیلئے چلنا پیدل اور طاقت بلا کسی مشقت کے ورنہ ضروری ہوگی سواری مطلقاً اور وہ قدرت (یعنی توشۂ سفر اور خرچ پر جو قدرت ہو وہ) زائد ہو اس کے خرچ سے اور اس کے بال بچوں کے خرچ سے اس کے واپس آنے کے وقت تک اور ان چیزوں سے (بھی فاضل ہونی چاہئے) جو لازمی اور ضروری ہیں جیسے مکان اور اس کا سامان اور پیشہ وروں (دست کاروں) کے اوزار وآلات اور قرض کی ادائیگی۔

استطاعت سے کیا مراد ہے؟

چھٹی شرط حج کے سفر پر قادر ہونا یعنی بدنی طاقت سواری اور توشہ کا ہونا اگر یہ استطاعت نہیں تو حج واجب نہیں استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ۔ الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفر حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے یہی حال زادِ راہ کے سلسلہ میں ہے جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو، سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہو جانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ١٦)

زادِ سفر حوائج اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری (جس کا بیان اوپر آچکا ہے) سے مکہ معظمہ آمد ورفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی

ضروریات میں مکان، سواری، کاری گری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں، پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز وسامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ (غنیۃ الناسک:۱۹)

ایام سفر میں اہل وعیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو لہٰذا جس شخص کے پاس زادِ سفر تو ہے لیکن اہل وعیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک:۱۸)

قولہ علی راحلۃ مختصۃ : اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حج پر قدرت جبھی سمجھی جائے گی جبکہ سواری اسی کی ہو یا کرایہ پر لی ہو اس میں) کوئی دوسرا شریک نہ ہو چنانچہ اگر دو آدمیوں نے ملکر سواری کرایہ پر لی اور یہ طے کرلیا کہ ترتیب وار ایک ایک منزل سوار ہوتے ہوئے جائیں گے تو قدرت علی الحج نہیں سمجھی جائے گی۔ **او علی شق محمل** فرماتے ہیں کہ یا تو پوری سواری پر قدرت ہو یا بشکل دیگر پالکی اور ڈولی کے دو حصوں میں سے ایک پر قدرت ہو کیونکہ ایک جانب ایک سوار کے لئے کافی ہو جائے گی لہٰذا اتنے حصہ پر قدرت ہونے سے بھی قدرت علی الحج سمجھی جائے گی۔ **لا الاباحۃ والاعارۃ** : یعنی اباحت اور عاریت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات یا سواری کی پیش کش کرے تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک:۲۱)

اختیاری مطالعہ

حج کے لئے حوائج اصلیہ کو نہیں بیچا جائے گا

گھر کے ضروری ساز وسامان مثلاً فرج کولر وغیرہ اگرچہ کتنے ہی قیمتی ہوں ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا لہٰذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں بلکہ حج کے وجوب کے لئے حوائج اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے۔
(غنیۃ الناسک:۲۰)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جنریٹر خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آگیا ہو تو جنریٹر نہ خریدے بلکہ پہلے حج کرکے آئے اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جنریٹر خرید سکتا ہے اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک:۲۰)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آجائے تو اولاً حج کرے اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی، یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، (غنیۃ الناسک: ٢٠) یہ بات جو مشہور ہے کہ جس گھر میں بالغ بچی نکاح کے قابل موجود ہو اس پر بچی کا نکاح کئے بغیر حج کو جانا لازم نہیں، تو یہ بات محض غلط ہے۔ (انوار مناسک: ١٦٨)

﴿١٢٤٧﴾ وَيُشْتَرَطُ العِلمُ بِفَرْضِيَّةِ الحَجِّ لِمَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الحَرْبِ اَوِ الكَوْنُ بِدَارِ الاِسْلَامِ.

ترجمہ اور شرط ہے جاننا حج کی فرضیت کا اس شخص کے لئے جو اسلام لایا دارالحرب میں یا ہونا دارالاسلام میں

تشریح ساتویں اور آخری شرط یہ ہے کہ حج کی فرضیت کا علم ہو خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا اور جس شخص کی پرورش دارالحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہو سکا تو اس پر حج فرض نہیں لیکن اگر اس نے کرلیا تب بھی اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ١٣٠)

﴿١٢٤٨﴾ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِ الاَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الاَصَحِّ صِحَّةُ البَدَنِ وَزَوَالُ المَانِعِ الحِسِّيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَجِّ وَاَمْنُ الطَّرِيْقِ.

زوال باب (ن) کا مصدر ہے، سرکنا، اور جب صلہ میں عن آئے تو معنی ہوں گے ختم ہونا۔ **مانع حسی** مثلاً قید خانہ میں بند ہے یا حکومت کی جانب سے وارنٹ ہے۔ **ذہاب** باب (ف) کا مصدر ہے جانا۔

ترجمہ اور ادا کے وجوب کی شرطیں پانچ ہیں صحیح مذہب کی بناء پر، بدن کا صحیح وسالم ہونا اور مانع حسی کا ختم ہو جانا حج کے لئے جانے سے اور راستہ کا محفوظ ہونا۔

حج کی ادائیگی کی شرائط کا بیان

اب تک شرائط وجوب کو بیان کررہے تھے، اب یہاں سے حج کی ادائیگی کی شرائط کو بیان کرتے ہیں چنانچہ مذکورہ عبارت میں تین شرائط کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ ہر اس شخص پر حج کی ادائیگی ہے (١) جو کہ تندرست ہو لنگڑا اپاہج وغیرہ

نہ ہو (۲) اور راستہ کی ساری رکاوٹیں بھی ختم ہوں مثلاً حکومت کی طرف سے سفر کی منظوری ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی (۳) اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہونا۔

﴿۱۲۴۹﴾ وَعَدَمُ قِيَامِ العِدَّةِ .

ترجمہ اور عدت کا نہ رہنا۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا یا طلاق دیدی ہو تو جس وقت تک وہ عدت میں رہے گی اس وقت تک حج کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

﴿۱۲۵۰﴾ وَخُرُوْجُ مَحْرَمٍ وَلَوْ مِنْ رَضَاعٍ اَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَامُوْنٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ اَوْ زَوْجٍ لِامْرَاَةٍ فِي سَفَرٍ .

مَحْرَم وہ مرد یا عورت جو ایک دوسرے کے لئے محرم ہوں یعنی قرابت کی وجہ سے نکاح جائز نہ ہو اور ان میں پردہ نہ ہو جمع مَحَارِمُ ۔ **رضاع** رضائی اخوت، دودھ شریک بھائی بہن رَضَعَ يَرْضَعُ رَضْعًا باب فتح دودھ پینا۔ **مُصَاهرة** باب مفاعلۃ کا مصدر ہے ازدواجی رشتہ قائم کرنا، داماد بننا، یا داماد بنانا۔

ترجمہ اور محرم کا نکلنا اگرچہ رضاعت کے باعث ہو یا سسرالی تعلقات کی وجہ سے ہو (اور وہ شخص) مسلمان ہو مامون ہو عاقل بالغ ہو یا عورت کا شوہر ہو ہر سفر میں۔

عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

اس عبارت میں وجوب ادا کی پانچویں شرط کا بیان ہے، مطلب یہ ہے کہ عورت پر حج فرض ہونے کیلئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا سفر خرچ بھی مہیا ہونا لازم ہے ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (ہدایہ: ۱/۲۱۳، ایضاح المناسک: ۶۳)

عورت کے محارم

عورت اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے اور شوہر کے علاوہ ان تمام محرم مردوں کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوتا مثلاً باپ دادا، پردادا، سکڑ دادا، لکڑ دادا، بیٹے، پوتے، پڑپوتے، سکڑ پوتے، لکڑ پوتے، نواسے، داماد، خسر، خسر کا باپ، شوہر کا نانا، حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، ماں شریک بھائی، رضائی بھائی، رضائی باپ، حقیقی چچا، تایا، ماموں، نانا وغیرہ سب عورت کے ایسے محارم ہیں کہ جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے لہٰذا ان میں سے ہر

ایک کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے مگر تایازاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی شرعی محرم نہیں ہیں اس لئے ان کے ساتھ تین روز سے زائد مسافت کا سفر جائز نہیں ہے۔ (ایضاح المناسک: ۶۳، معلم الحجاج: ۸۴)

تین دن سے کم کی مسافت کا سفر

اگر مسافت سفر تین دن سے کم کی ہے یعنی سوا ستتر کلومیٹر سے کم کی مسافت کی ہے اور فتنہ و معصیت کا خطرہ بھی نہیں ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مشہور قول کے مطابق عورت کے لئے بلا محرم اور بلا شوہر سفر کر کے حج کرنا بلا کراہت جائز ہے اور غیر مشہور قول کے مطابق ایسی صورت میں بھی محرم یا شوہر کے بغیر حج کا سفر کرنا مکروہ ہے اور فساد زمانہ کی وجہ سے اسی غیر مشہور قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ (شامی مصری: ۲/ ۱۹۹، کراچی: ۲/ ۴۶۵، بیروت: ۳/ ۴۱۱)

تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر

اگر سفر تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا ہے یعنی سوا ستتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ کا ہے تو حنفی مذہب کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کا سفر طے کر کے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کرے گی تو اس کا حج صحیح ہو جائے گا البتہ کراہت تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا۔ (درمختار مصری: ۲/ ۲۰۰، بیروت: ۳/ ۴۱۲)

فوائد قیود: مسلم علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ مسلم کی قید کے بجائے اگر ”غیر مجوسی“ کی قید ہوتی تو زیادہ بہتر تھا کیونکہ محرم اگر ذمی ہو تو بھی کافی ہے۔

مامون، عاقل بالغ: اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی جانب سے اطمینان ہو وہ بدمعاش نہ ہو جس کی بدخلقی کا ایسی حالت میں بھی خوف ہو اور اس قید کو لگا کر وہ مجوسی نکل گیا جو محرم عورتوں سے نکاح کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہے ایسے ہی وہ مسلمان رشتہ دار جس کی جانب سے اطمینان نہ ہو ایسے ہی وہ بچہ جو بالغ نہیں ہوا اور مجنون و دیوانہ یہ چاروں اس وجہ سے نکل گئے کہ محرم کا مقصد حفاظت ہے اور مذکورہ بالا لوگوں میں یہ مفقود ہے۔ (البحر الرائق: ۲/ ۳۳۹)

﴿۱۲۵۱﴾ وَالعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا عَلَى المُفْتَى بِهٖ.

اَلْبَرُّ خشکی جمع بُرُوْرٌ. اَلْبَحْرُ سمندر، دریا جمع اَبْحُرٌ وبُحُوْرٌ.

ترجمہ اور اعتبار ہے اکثر صحیح سالم واپس آجانے کا خشکی اور تری سے مفتیٰ بہ قول پر۔

راستہ کے پُرامن ہونے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار ہے

اس عبارت میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ راستہ کے پُرامن ہونے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار ہے

چناں چہ فرماتے ہیں کہ اس میں اکثر صحیح سالم واپس آجانے کا اعتبار ہے علامہ ابن نجیمؒ نے فتح القدیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غلبہ سلامت کا مطلب خوف کا نہ ہونا حتی کہ اگر لٹیروں کی جانب سے خوف ہو اور وہ لوگ کئی بار غالب آچکے اور ان کو دبدبہ حاصل ہے اور مسافرین بذاتِ خود کمزور ہیں تو ایسی صورت میں حج واجب نہ ہوگا پھر آگے فرماتے ہیں کہ اگر سفر حج کا راستہ سمندر سے ہی گزرتا ہو اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو حج ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ادائیگی ساقط ہو جائے گی مگر اس سلسلہ میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اگر صحیح سالم واپس آنے کا غالب گمان ہے تو حج واجب ہوگا ورنہ نہیں اسی کو صاحب کتاب بیان فرما رہے ہیں اور یہی قول اصح اور مفتیٰ بہ ہے۔ (البحر الرائق: ۲/ ۳۳۸)

﴿۱۲۵۲﴾ وَيَصِحُّ اَدَاءُ فَرْضِ الحَجِّ بِاَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الإِحْرَامُ وَالإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الوُقُوْفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ اِلٰى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الجِمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِي هُوَ اَكْثَرُ طَوَافِ الإِفَاضَةِ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ النَّحْرِ.

لحظة مختصر وقفہ ذرا سی دیر جمع لَحَظَاتٌ. **زوالٌ** سورج ڈھلنے کا وقت۔

ترجمہ اور صحیح ہو جاتا ہے فریضہ حج کا ادا کرنا چار چیزوں سے آزاد شخص کے لئے احرام اور اسلام اور یہ دونوں شرطیں ہیں پھر ادا کرنا حج کے دو رکنوں کا اور وہ ٹھہرنا حالت احرام میں میدانِ عرفات میں ایک لحہ کے لئے نویں ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک صحبت نہ ہونے کی شرط کے ساتھ اس سے پہلے حالت احرام میں اور دوسرا رکن وہ طواف افاضہ کا اکثر حصہ اس کے وقت میں ادا کرنا اور وہ دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے ہے۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دو طرح کے اعمال شامل ہیں ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں: (۱) احرام باندھنا: یہ شرط ہے احرام کے بغیر حج درست نہیں ہو سکتا (اگر چہ کتب فقہ میں شرط کہا ہے مگر یہ درحقیقت فرض ہے) اور احرام کی حقیقت یہ ہے کہ حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے لہٰذا احرام کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے اور نہ ہی صرف تلبیہ بلکہ جس طرح نماز میں داخل ہونے کے لئے تکبیر تحریمہ اور نیت دونوں کا ایک ساتھ ہونا شرط ہے اسی طرح حج یا عمرہ میں داخل ہونے کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں کا ایک ساتھ ہونا شرط ہے، احرام کی جو دو چادریں ہوتی ہیں وہ احرام نہیں ہیں بلکہ بنا سلے ہوئے احرام کے کپڑے ان کو مجازاً احرام کہہ دیتے ہیں، حج

یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہو جاتا ہے۔ اور فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مسلمان ہونا بھی شرط ہے، یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ (۲) ۹/ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (۳) طوافِ زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لیکر بارہویں ذی الحجہ تک کیا جاتا ہے۔ ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۴-۴۵)

ملحق بہ فرائض

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں: (۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا کیوں کہ اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی البتہ وقوف عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۵) (۲) احرام وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت میں ترتیب کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا۔ (انوارِ مناسک: ۲۶۹)

طوافِ زیارت کے اسماء

طوافِ زیارت جو حج کے اندر اہم ترین رکن ہے اس کے چھ نام مشہور ہیں جو حسب ذیل ہیں: طوافِ زیارت، طوافِ فرض، طوافِ افاضہ، طوافِ رکن، طوافِ یوم النحر، طوافِ مفروض۔ اور طوافِ زیارت کے صحیح ہونے کے لئے بہت سی شرائط ہیں ان میں سے صاحب کتاب نے صرف ایک شرط بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم چار چکروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض اور شرط ہے ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا اس کے بعد تین چکر واجب ہیں فرض یا شرط نہیں ہیں، باقی جملہ شرائط کے لئے ایضاح المناسک: ۹۸ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

﴿۱۲۵۳﴾ وَوَاجِبَاتُ الحَجِّ.

ترجمہ اور حج کے واجبات۔

واجباتِ حج

حج میں ہر وہ کام واجب ہے جس کو چھوڑ دینے کے بعد اعادہ نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جاتی ہو واجبات حج اصلاً چھ ہیں: (۱) وقوفِ مزدلفہ (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) رمی جمار کرنا (۴) قارن و متمتع کو دم شکر دینا۔ (۵) حلق یا قصر کرانا (۶) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔ (غنیۃ الناسک: ۴۵)

تنبیہ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کیے ہیں وہ حقیقت میں بلاواسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں مثلاً بعض احرام کے ہیں بعض طواف کے ہیں اور ان میں واجباتِ حج اور شرائط حج کے واجبات کو بھی شمار کرلیا ہے حج کے واجبات بلاواسطہ صرف چھ ہیں، یہاں صاحبِ کتاب نے بھی واجبات حج اور ملحقات واجب ۲۲ تک ذکر کیے ہیں۔ (غنیۃ الناسک: ۴۶، مناسک علی قاری: ۷۲)

﴿۱۲۵۴﴾ اِنْشَاءُ الاِحْرَامِ مِنَ المِیْقَاتِ .

ترجمہ میقات سے احرام کا شروع کرنا۔

میقاتِ مکانی

(۱) میقات اس کی جمع مواقیت ہے، میقات وقت سے ماخوذ ہے، کسی کام کے لئے جو وقت متعین کیا جائے وہ اس کی میقات ہے پھر بعد میں اس میں مزید وسعت وگنجائش نکال کر میقات کا استعمال اس جگہ پر بھی کیا گیا جو کسی کام کے لئے معین ومقرر کیا جائے، لہٰذا میقات کے معنی ہوئے زمان معین یا مکان معین۔ حج کے لئے میقات زمانی بھی ہے جس کا بیان گزر چکا ہے اور میقات مکانی بھی اور یہاں یہی معنی مراد ہیں، مواقیت الحج کہتے ہیں مواضع احرام کو مکہ مکرمہ کے چاروں طرف معین جگہیں ہیں جن پر سے بغیر احرام کے گزرنا اس شخص کے لئے ممنوع ہے جس کا ارادہ حرم مکہ میں دخول کا ہو معلوم ہوا کہ میقات ہی سے احرام باندھنا واجب ہے۔

اختیاری مطالعہ

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب وضوابط ہوتے ہیں اسی اعتبار سے احکم الحاکمین رب العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں، میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربار خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے جس میں آدمی اپنی سب شان وشوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔

﴿۱۲۵۵﴾ وَمَدُّ الوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ اِلَى الغُرُوْبِ .

ترجمہ اور وقوفِ عرفات کو کھینچنا غروب تک۔

غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے نکلنا

(۲) نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات پہنچ جانے کے بعد زوال شمس سے قبل وقوف صحیح نہیں ہوتا زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے اس درمیان میں دعاؤں میں مشغول ہوجانا اور ذکر وتلبیہ پڑھتے رہنا مسنون ہے، اب صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ غروبِ آفتاب ہوجانے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، للہذا اگر غروب سے قبل عرفات سے نکلے گا تو ترک واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی: ۲/۵۱۲، مصری: ۲/۲۴۱)

﴿۱۲۵۶﴾ وَالوُقُوْفُ بِالمُزْدَلِفَةِ فِيمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ .

ترجمہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے تک۔

وقوفِ مزدلفہ کا وقت

(۳) وقوف مزدلفہ کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہے للہذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے قبل یا طلوع شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرے گا تو اس کا وقوف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح نہ ہوگا۔ (شامی مصری: ۲/۲۴۴، کراچی: ۲/۵۱۱)

مزدلفہ: یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک بڑا میدان ہے جس کے تین جانب پہاڑ ہے عرفات سے واپسی میں اسی میدان میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ (ایضاح المناسک: ۴۴)

مزدلفہ کے حدود متعین ہیں اس کے اندر ہی قیام لازم ہے بہت لوگ حدودِ مزدلفہ سے پہلے قیام کرتے اور رات گزارتے ہیں اور سورج نکلنے کے بعد اب حدود مزدلفہ سے گزرتے ہیں ان کا وقوفِ مزدلفہ فوت ہوجاتا ہے اور ان پر دم واجب ہے۔

﴿۱۲۵۷﴾ وَرَمْيُ الجِمَارِ .

جمار یہ منیٰ کے وہ تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

ترجمہ اور جمروں پر کنکریاں پھینکنا۔

تشریح (۴) جمرات کی رمی کرنا واجب ہے ایک دن کی رمی ترک کردی ہو یا تینوں دن کی رمی ترک کردی ہو ایک ہی دم واجب ہوتا ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۹۷)

﴿۱۲۵۸﴾ وَذِبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ .

ترجمہ اور قارن اور متمتع کا ذبح کرنا۔

تشریح (۵) قارن و متمتع کا قربانی کرنا واجب ہے لہٰذا اگر قربانی کئے بغیر احرام کھول لیں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی اور کرنی لازم ہو جائے گی۔ (فتح القدیر: ۹۵/۳)

جو لوگ مکہ مکرمہ میں اتنے پہلے پہنچ جائیں کہ وہ وہاں جا کر مقیم ہو جائیں تو ان پر صاحب نصاب ہونے کی قربانی بھی دم تمتع اور دم قرآن کے علاوہ واجب ہے یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا اور مقیم ذی استطاعت حاجی پر حج کی قربانی کے علاوہ مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے۔

﴿۱۲۵۹﴾ وَالْحَلْقُ .

ترجمہ اور سر منڈوانا (یا سر کے بال کٹوانا)

تشریح حج یا عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے سر کا منڈانا یا کتروانا لازم ہے یعنی حج یا عمرہ کے تمام ارکان سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھولنے کی نیت سے سر کے بال صاف کر لئے جائیں۔

﴿۱۲۶۰﴾ وَتَخْصِيْصُهُ بِالْحَرَمِ وَاَيَّامِ النَّحْرِ .

تخصیصہ ضمیر کا مرجع حلق ہے۔ **حرم** یہ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور دور تک زمین ہے اور اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، جو تقریبا ۵۵۰ مربع کلو میٹر پر مشتمل ہے، ان نشانات کے اندرونی حصہ کو حرم کہا جاتا ہے۔ **ایام النحر** دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک تین دن ہیں۔

ترجمہ اور اس کو خاص کرنا حرم میں اور ایام نحر میں۔

حدودِ حرم میں ایام نحر کے اندر حلق کرنا

حدود حرم میں ایام النحر کے گزر جانے سے قبل سر کے بال صاف کر کے احرام کھول دینا واجب ہے لہٰذا اگر حدودِ حرم سے باہر بال صاف کرے گا یا بارہویں ذی الحجہ گزر جانے کے بعد حلق یا قصر کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔

(درمختار مصری: ۲۸۴/۲، ایضاح المناسک: ۵۹، درمختار کراچی: ۴۷۰/۲)

﴿۱۲۶۱﴾ وَتَقْدِيْمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ .

ترجمہ اور کنکریوں کے پھینکنے کو سر منڈانے سے پہلے کر لینا۔

جمرہ عقبہ کی رمی وقربانی وحلق میں ترتیب

جمرۂ عقبہ (منی میں حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں) کی رمی قربانی حلق رأس کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے اور ترتیب اس طرح ہے کہ یوم النحر میں اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی اس کے بعد قربانی (اگر قربانی لازم ہے) اس کے بعد حلق یا قصر لہٰذا اگر رمی سے قبل قربانی یا حلق کرے گا یا قربانی سے قبل حلق کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (درمختار: ۲/ ۲۸۶، ایضاح المناسک: ۵۸، درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۷۰)

﴿۱۲۶۲﴾ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا.

نحر سینہ کے قریب کی رگوں کو نیزہ وغیرہ سے اس طریقہ سے کاٹنا کہ ایک ہی بار میں کام تمام ہو جائے۔ **قارن** حج قران کرنے والے کو کہتے ہیں اور قران حج کی اس قسم کو کہتے ہیں کہ جس میں میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھ کر جاتے ہیں۔ **متمتع** حج تمتع کرنے والا اور تمتع اس حج کو کہتے ہیں کہ جس میں حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے پھر ارکان عمرہ کر کے احرام کھول دیا جائے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا جائے۔

ترجمہ اور نحر کرنا قارن اور متمتع کا دونوں کے درمیان (رمی جمار اور حلق کے درمیان)

قربانی کو حلق پر مقدم کرنا

متمتع اور قارن کا قربانی کو حلق پر مقدم کرنا واجب ہے لہٰذا اگر حلق کو مقدم کرے گا تو جرمانہ کا دم دینا لازم ہوگا۔
(ایضاح المناسک: ۶۰، معلم الحجاج: ۲۴۷، فتح القدیر: ۳: ۶۵، شامی کراچی: ۲/ ۴۶۷)

﴿۱۲۶۳﴾ وَإِيْقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ.

ترجمہ اور طواف زیارت کرنا ایام نحر میں۔

طوافِ زیارت ایام نحر کے اندر کرنا

طوافِ زیارت ایام النحر یعنی دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان کر لینا واجب ہے یعنی ان تین دنوں میں سے کسی بھی دن کرے گا تو موجب جرمانہ نہ ہوگا۔ (ایضاح المناسک: ۵۸، درمختار کراچی: ۲/ ۴۷۰)

﴿۱۲۶۴﴾ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ.

سعی صفا و مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے چلنا۔ **صفا** یہ بیت اللہ شریف کی مشرقی جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اسی سے سعی کی ابتدا کی جاتی ہے۔ **مروہ** یہ بیت اللہ شریف کی شمال مشرقی جانب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو صفا پہاڑی کے مقابل میں ہے یہاں پر سعی ختم ہو جاتی ہے۔

ترجمہ اور سعی کرنا صفا اور مروہ کے درمیان حج کے مہینوں میں۔

تشریح صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے اس کے ترک کر دینے سے جرمانہ لازم ہوتا ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ رکن اور فرض میں داخل ہے۔ (درمختار: ۲/ ۴۶۸)

﴿۱۲۶۵﴾ وَحُصُوْلُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍّ بِهٖ .

حصول باب (ن) کا مصدر ہے واقع ہونا، ثابت ہونا اور ضمیر کا مرجع سعی ہے۔ **معتد** اسم مفعول باب افتعال اعتداد مصدر ہے شمار میں آنا۔

ترجمہ اور اس کا واقع ہونا ایسے طواف کے بعد جس کا اعتبار کیا جا سکے۔

سعی سے قبل طواف

سعی بین الصفا والمروہ کا کسی بھی طواف کے بعد ہونا، لہٰذا ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا واجب ہے چاہے طواف قدوم ہو یا طواف زیارت ہو یا طوافِ نفل، لہٰذا اگر بغیر کسی طواف کے سعی کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (ایضاح المناسک: ۵۹)

﴿۱۲۶۶﴾ وَالْمَشْيُ فِيْهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهٗ .

ترجمہ اور پیدل چلنا اس میں اس شخص کو جس کے لئے کوئی (معقول) عذر نہ ہو۔

غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا

غیر معذور تندرست آدمی کا سعی میں پیدل چلنا واجب ہے، لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر سعی کرے گا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (درمختار: ۲/ ۲۸۴، درمختار کراچی: ۲/ ۴۶۹، ایضاح المناسک: ۵۸)

﴿۱۲۶۷﴾ وَبَدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا .

بداءۃ باب (ف) کا مصدر ہے شروع کرنا، آغاز کرنا۔

ترجمہ اور سعی کا شروع کرنا صفا سے۔

صفا پہاڑی سے سعی کی ابتداء

صفا و مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا پہاڑی سے کرنے کو بعض علماء نے واجب کہا ہے اور بعض نے سنت مگر صفا سے ابتداء نہ کرنے میں کسی کے نزدیک دم واجب نہیں ہے جو پھیری مروہ سے کی ہے اس کا اعادہ کر لے گا تو کوئی جرمانہ نہیں اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج: ۱۴۷، ایضاح المناسک: ۶۲)

﴿۱۲۶۸﴾ وَطَوَافُ الوَدَاعِ .

ترجمہ اور رخصتی کا طواف۔

تشریح آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت طواف وداع کرنا واجب ہے اس کو طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ (معلم الحجاج: ۱۹۰)

آفاقی کی تعریف

یہ اس حاجی کے لئے بولتے ہیں جو میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے لئے حرم شریف پہنچتا ہے جیسا کہ ہندوستانی پاکستانی افغانستانی یمنی مصری وغیرہ۔

﴿۱۲۶۹﴾ وَبَدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالبَيْتِ مِنَ الحَجَرِ الأَسْوَدِ .

ترجمہ اور بیت اللہ کے گرد ہر طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔

حجر اسود سے طواف کی ابتداء

حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا اس کو صاحب در مختار نے واجب کہا ہے اور اکثر علماء نے سنت کہا ہے اس کے ترک کرنے سے راجح قول کے مطابق دم واجب نہیں ہوتا۔

حجر اسود: ترمذی شریف: ۱/۱۷۷، میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حجر اسود جنت کے یاقوت کا ایک پتھر ہے اس کے نور کو اللہ نے ختم کر کے دنیا میں اتارا ہے اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق و مغرب اس کی روشنی سے منور ہو جاتے جس وقت اس کو اتارا گیا تھا بالکل دودھ کی طرح سفید تھا مگر جب انسانوں نے اس کا استلام کیا بعض بندے گناہ گار بھی ہوتے ہیں اس لئے ان کے گناہوں کا اثر اس پر پڑا اور وہ میلا ہو گیا، یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر دیوار میں گڑا ہوا ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے اور چھوٹے بڑے گیارہ ٹکڑے اس وقت چاندی کے حلقے کے اندر جڑے ہوئے

ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۳۷)

اختیاری مطالعہ

سوال نیک لوگوں کی نیکیوں نے پتھر کو اور سفید کیوں نہیں کیا؟ گناہگاروں کے گناہوں نے اس کو کالا کیوں کیا؟ یعنی نیکیوں کا اس پر اثر کیوں نہ پڑا؟

جواب نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے اگر دودھ میں پیشاب کا قطرہ گر جائے تو وہ دودھ نہیں بن جاتا بلکہ دودھ پیشاب بن کر ناپاک ہو جاتا ہے علاوہ ازیں کسی چیز کو لوگ مسلسل ہاتھ لگاتے رہیں تو بھی جگہ میلی ہو جاتی ہے کوہِ نور کو لوگ دس ہزار سال تک مسلسل چھوتے رہیں تو وہ بھی میلا ہو جائے گا یہ ایک فطری بات ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۲۷۷)

﴿۱۲۷۰﴾ وَالتَّيَامُنُ فِيْهِ .

ترجمہ اور داہنی جانب سے شروع کرنا اس میں۔

تشریح طواف جس طرح حجر اسود سے شروع کرنا واجب ہے اسی طرح دائیں جانب سے طواف کرنا واجب ہے یعنی کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کرے یعنی اس کو چھوئے پھر دائیں جانب چلے اور سات چکر لگائے یہ ایک طواف ہوا۔

﴿۱۲۷۱﴾ وَالْمَشْيُ فِيْهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ .

ترجمہ اور پیدل چلنا طواف میں اس آدمی کو جس کے لئے کوئی عذر نہ ہو۔

طواف میں پیدل چلنا

طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے لہٰذا اگر قدرت ہوتے ہوئے سواری پر طواف کرے گا تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔

﴿۱۲۷۲﴾ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ .

ترجمہ اور پاک ہونا دونوں حدثوں سے۔

باوضو طواف کرنا

حدث اور ناپاکی سے پاک صاف ہو کر طواف کرنا واجب ہے۔

﴿۱۲۷۳﴾ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ .

ترجمہ اور ستر چھپانا۔

طواف میں سترعورت

سترعورت یعنی بحالت طواف ستر کے اعضاء کو چھپانا واجب ہے، لہٰذا ننگے طواف کرنا موجب دم ہوگا۔

﴿۱۲۷۴﴾ وَاَقَلُّ الْاَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْاَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ .

ترجمہ اور طواف زیارت کے اکثر چکر کو (ایام نحر میں) ادا کرنے کے بعد کم یعنی تین چکر ادا کرنا۔

تشریح کم از کم چار پھیروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض ہے ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں فرض نہیں ہیں اور یہ سب ایام نحر میں ہی ہونے چاہئیں۔

﴿۱۲۷۵﴾ وَتَرْكُ الْمَحْظُوْرَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمَخِيْطِ وَسَتْرِ رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَسَتْرِ الْمَرْاَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثِ وَالْفُسُوْقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْاِشَارَةِ اِلَيْهِ وَالدَّلَالَةِ عَلَيْهِ .

محظورات اس کا واحد محظور ہے، ہر وہ چیز جس سے بچا جائے، پرہیز کیا جائے، ممنوع، ناجائز۔ **رفث** میاں بیوی کے درمیان مذاق سے تعلق رکھنے والی باتیں رفث کہلاتی ہیں، حالت احرام میں اس کی بھی گنجائش نہیں، رَفَثَ يَرْفُثُ رَفْثًا باب (ن) گندی باتیں کرنا۔ **فسوق** فسق اور فسوق دونوں مصدر ہیں اور ان کے معنی ہیں حق وصلاح کے راستہ سے ہٹ جانا اور مادے کے اصل معنی ہیں کسی چیز سے نکل جانا کہتے ہیں فَسَقَتِ الرُّطَبَةُ عَنْ قِشْرِهٖ کھجور اپنے گابھے سے نکل آئی پس جو بندہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہے وہ فاسق ہے یعنی دینداری کے دائرہ سے باہر ہوگیا اس لئے حج میں فسق یعنی معصیت سے بچنا ضروری ہے ورنہ حج مقبول نہ ہوگا۔ **جدال** ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران اس سے بچنا بھی ضروری ہے، جَدَلَ يَجْدَلُ جَدَلاً بہت جھگڑالو ہونا۔ **اشارۃ** شکار سامنے موجود ہو اور اس کی طرف محرم اشارہ کرے یہ ناجائز ہے۔ **دلالۃ** شکار تو سامنے موجود نہیں لیکن شکار کے بارے میں محرم جانتا ہے وہ کسی غیر محرم کو بتلائے یہ رہنمائی بھی حرام ہے۔

ترجمہ اور ممنوع چیزوں کا چھوڑ دینا جیسے مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا اور اپنے سر اور چہرے کو چھپانا اور عورت کا اپنے چہرے کو چھپانا اور ہنسی مذاق گناہ اور لڑائی جھگڑے سے بچنا اور شکار کرنے اور اس کی جانب اشارہ کرنے سے اور اس پر رہنمائی کرنے سے۔

احرام کی پابندیاں اور امورِ ممنوعہ

فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں ممنوعات احرام سے بچنا جیسے مردوں کے لئے سلے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے

بچنا سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا ایسے ہی حالت احرام میں عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے، البتہ اگر اجنبیوں سے پردہ کرنے کی نیت سے اس طرح چہرے پر کپڑا ڈال لیتی ہے کہ کپڑا چہرے سے مس نہ کرے اور کپڑا چہرے سے دور رہے تو جائز ہے اور اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے۔ نیز احرام باندھ کر ان تمام باتوں سے پرہیز کرے جن سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی حالت احرام میں جماع اور دواعی جماع کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میاں بیوی کے درمیان جو مذاق کی باتیں ہوتی ہیں ان کی بھی گنجائش نہیں البتہ اگر بیوی ساتھ نہیں ہے اور حالت احرام میں کوئی عشقیہ بات بولی یا عشقیہ شعر پڑھا تو حنفیہ کے نزدیک رفث نہیں ہے، ایسے ہی ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران اس سے بچنا بھی ضروری ہے حج کے سفر میں معمولی باتوں پر جھگڑا ہو جاتا ہے پس اس سے بچنے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، ایسے ہی خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے نہ کسی غیر محرم کو شکار کی جانب اشارہ کرے اور نہ رہنمائی کرے۔

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلا عذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہو جائے گا چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ (غنیۃ الناسک: ۴۶)

نوٹ: مذکورہ واجبات میں اگر باریک بینی سے کام لیا جائے گا تو واجبات کی تعداد ۳۵ تک پہنچ جاتی ہے۔

﴿۱۲۷۶﴾ وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاِغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ اَوِ الْوُضُوْءُ اِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ.

ترجمہ اور حج کی سنتیں منجملہ ان کے غسل کرنا ہے اگر چہ عورت کو حیض یا نفاس ہی ہو یا وضو کرنا ہے جبکہ ارادہ کرے احرام کا۔

احرام سے قبل غسل یا وضو

جاننا چاہئے کہ فقہاء سنن بولکر مستحبات و سنن دونوں بھی مراد لیتے ہیں اور کبھی اس کا برعکس بھی مراد لیتے ہیں یہاں پر بھی سنن کے ذیل میں بعض مستحبات کا ذکر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ بعض چیزیں تو حج کی سنتیں ہیں اور بعض احرام کی یہاں پر دونوں کو ملا جلا کر بیان کر دیا ہے میں حتی الامکان دونوں کی جانب رہنمائی کرنے کی کوشش کروں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے غسل کرلے یا وضو کرلے اور غسل کرنا افضل ہے اور غسل یا وضو کرنا حج و احرام دونوں کی سنت ہے، اس لئے احرام شعائر اللہ میں سے ہے اس کے ذریعہ توحید کا شہرہ پھیلتا ہے پس نہا کر احرام باندھنے میں اس کی تعظیم ہے جیسے قرآن کو باوضو ہاتھ لگانے میں اس کی تعظیم ہے اور اگر نہانے کا

موقع نہ ہو تو بغیر نہائے بھی احرام باندھنے میں کچھ حرج نہیں جیسے آج کل ہوائی جہاز سے سفر ہوتا ہے اور کسی ائیر پورٹ پر نہانے کا انتظام نہ ہو تو گھر سے روانہ ہوتے وقت نہالینا کافی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ ماہواری ونفاس کی حالت میں احرام باندھنا اور طواف کے علاوہ سارے امور انجام دینا بلاکراہت جائز ہے یعنی حیض ونفاس احرام وغیرہ سے مانع نہیں ہے۔

﴿۱۲۷۷﴾ وَلُبْسُ اِزَارٍ وَرِدَاءٍ جَدِيْدَيْنِ اَبْيَضَيْنِ .

لُبس باب سمع کا مصدر ہے پہننا، ازار تہبند، لنگی (مذکر ومؤنث دونوں طرح مستعمل ہے) جمع اُزُرٌ . رِدَاءٌ چادر، بالائی لباس، جیسے جبہ وغیرہ جمع اَرْدِيَةٌ.

ترجمہ تہبند اور چادر کا پہننا جو نئے ہوں اور سفید ہوں۔

احرام کے کپڑے

فرماتے ہیں کہ غسل یا وضو کے بعد احرام کے دو کپڑے ایک چادر اور ایک لنگی پہننا مردوں کے لئے احرام کی سنت ہے اور دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے یہ احرام کے مستحبات میں سے ہے اور احرام میں سفید کپڑوں کا استعمال ہی افضل ہے تاہم اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا لال پیلا یا ہرا وغیرہ استعمال کرلیا تو بھی درست ہے یا رنگین اونی چادر یا رزائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

﴿۱۲۷۸﴾ وَالتَّطَيُّبُ .

ترجمہ اور خوشبو لگانا۔

بدن پر خوشبو لگانے کا حکم

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے جبکہ خوشبو بسہولت میسر ہو اور احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا مثلاً جما ہوا مشک جس کا اثر بعد تک باقی رہے ناجائز ہے البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اور اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے اس کا کپڑوں پر لگانا گوکہ جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔

(غنیۃ الناسک: ۷۰)

﴿۱۲۷۹﴾ وَصَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ .

ترجمہ اور دو رکعت نفل پڑھنا۔

دو رکعت صلوٰۃ احرام

دو رکعت نماز ادا کرنا احرام کی سنت ہے اور پہلی رکعت میں **قل یا ایھا الکافرون** اور دوسری رکعت میں **قل ھو اللہ احد** پڑھے، اور اگر کسی نے مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۶۷)

﴿۱۲۸۰﴾ وَالْإِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ .

اکثار باب افعال کا مصدر ہے، کثیر بنانا، تعداد بڑھانا۔

ترجمہ اور تلبیہ کو کثرت سے کہنا احرام کے بعد۔

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا مسنون ہے اور زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا مستحب ہے یعنی ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔

﴿۱۲۸۱﴾ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ .

ترجمہ اس حال میں کہ بلند کرنے والا ہو اس کے ذریعہ اپنی آواز کو۔

مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں

احرام کی ایک سنت یہ ہے کہ مرد تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھے مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہو جائے اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴)

﴿۱۲۸۲﴾ مَتٰى صَلّٰى اَوْ عَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ .

عَلَا ماضی معروف باب (ن) عُلُوًّا مصدر ہے بلند ہونا، اوپر ہونا۔ **شرفًا** باب سمع سے ہے **شَرِفَ یَشْرَفُ شَرَفًا** بلند ہونا۔ **ھبط** ماضی معروف باب (ض) **ھُبُوْطًا** مصدر ہے اترنا، نیچے آنا۔ **وادیًا** پہاڑوں یا ٹیلوں کے درمیان کا فاصلہ جو سیلاب کے بہنے کی جگہ ہو یہاں پر مراد پست جگہ ہے۔ **رکبًا** یہ راکب کی جمع ہے، دس یا زیادہ سواروں کا قافلہ۔ **اسحار** جمع ہے سَحَرٌ کی رات کا اخیر اور فجر سے کچھ پہلے کا وقت۔

ترجمہ جس وقت نماز پڑھے یا چڑھے کسی بلند جگہ پر یا اترے کسی پست زمین میں یا ملے قافلہ سے اور صبح کے وقت۔

اوقات واحوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے مگر احوال اور اوقات کی تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت صبح اور شام اور فرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۵)

﴿۱۲۸۳﴾ وَتَكْرِيْرُهَا كُلَّمَا اَخَذَ فِيْهَا .

تکریر باب تفعیل کا مصدر ہے بار بار دہرانا، اعادہ کرنا۔ **اَخَذَ** ماضی معروف باب (ن) **اَخْذًا** مصدر ہے، جب صلہ میں فی آئے تو شروع کرنے کے معنی ہوں گے۔

ترجمہ اور اس کو بار بار کہنا جس وقت بھی تلبیہ کہنا شروع کرے۔

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴)

﴿۱۲۸۴﴾ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْاَبْرَارِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ النَّارِ .

جنۃ آخرت کی نعمتوں کا گھر، مومنوں کا ٹھکانہ، جمع جنانٌ. **صحبۃ** ساتھ ہونا، ساتھ رہنا۔ **ابرار** بارٌّ کی جمع ہے بھلائی کرنے والا، بڑا نیک، سچا۔ **استعاذۃ** باب استفعال کا مصدر ہے پناہ چاہنا، حفاظت میں آنا۔ **نار،** آگ، جلا دینے والی حرارت یا دکھائی دینے والی لپٹ، جہنم جمع نیرانٌ.

ترجمہ اور درود شریف پڑھنا نبیؐ پر اور جنت کا اور نیک لوگوں کی صحبت کا (کثرت سے) سوال کرنا اور (کثرت سے) دوزخ سے پناہ مانگنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ کثرت سے درود وسلام پڑھتا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک رہے اور جنت کی طلب اور نیک لوگوں کا پڑوس جنت الفردوس میں اور دوزخ سے پناہ مانگتا رہے۔

﴿۱۲۸۵﴾ وَالْغُسْلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ وَدُخُوْلُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ نَهَارًا .

ترجمہ اور غسل کرنا مکہ میں داخل ہونے کے وقت اور مکہ میں داخل ہونا باب معلاۃ سے دن کے وقت۔

مکہ مکرمہ میں دخول کے وقت غسل کرنا

حضورؐ کے زمانہ میں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ دس دن میں پہنچتے تھے اور سارا علاقہ ریتیلا تھا، ہوائیں چلتی تھیں گرد وغبار اڑتا تھا اور آدمی کا برا حال ہوجاتا تھا اس لئے سنت یہ ہے کہ جب مکہ قریب آئے تو نہائے دھوئے اور احرام کی صاف ستھری چادریں پہنے پھر مکہ میں داخل ہو اور طواف کرے اس میں کعبہ شریف کی تعظیم ہے لیکن اب صورت حال مختلف ہے لوگ بسوں میں سفر کرتے ہیں اور بے بس ہوتے ہیں اس لئے موقع ہو تو جدہ میں نہالے ورنہ مکہ پہنچ کر نہائے وہاں نہانے کا معقول انتظام ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی مشرقی اور مغربی جانبوں میں پہاڑی سلسلہ ہے جو بہت دور تک چلا گیا ہے اور ان کے بیچ میں وادی مکہ ہے، حضورؐ جب حجۃ الوداع کیلئے تشریف لے گئے تو آپ نے مکہ سے قریب ذی طویٰ میں قیام فرمایا اور اگلے دن ۴؍ ذی الحجہ کی صبح میں غسل کیا پھر مکہ شریف کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے، بیت اللہ سے منیٰ کی جانب بالائی حصہ ہے اور مکہ کا مشہور قبرستان حجون اسی طرف ہے اور جب حج سے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو مکہ کے زیریں حصہ سے نکلے، اسی کو صاحب کتاب من باب المعلاۃ سے بیان فرماتے ہیں، آج کل لوگ بسوں میں سفر کرتے ہیں اس لئے جس راستہ سے بس جائے گی اسی جانب سے دخول مکہ ہوگا ہاں اگر اپنی پرائیویٹ گاڑی میں سفر کررہے ہوں کہ جس راستہ سے جانا چاہیں جاسکتے ہیں تو مکہ میں داخلہ بالائی حصہ سے کرنا مستحب اور افضل ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضور دن میں مکہ میں داخل ہوئے تھے اور اس کی متعدد وجوہ تھیں اس لئے دن میں داخل ہونا مسنون ہے مگر آج کل صورت حال مختلف ہے۔

﴿۱۲۸۶﴾ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ تِلْقَاءَ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا اَحَبَّ عِنْدَ رُؤْيَتِهٖ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ .

تِلْقَاءَ باب (س) کا مصدر ہے کسی سے ملاقات ہونا، ملنا۔ مستجاب اسم مفعول ہے باب استفعال اِسْتِجَابَۃً مصدر ہے قبول کرنا۔

ترجمہ اور تکبیر اور تہلیل کہنا خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت اور دعا مانگنا اس چیز کی جو محبوب ہو اس کو دیکھنے کے وقت کیونکہ اس وقت دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

تشریح جب مسجد حرام میں داخل ہو اور کعبہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے اپنی دلی مراد کے مطابق ضرور دعا کرے وہ قبولیت دعا کا موقع ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۵۲)

﴿۱۲۸۷﴾ وَطَوَافُ الْقُدُوْمِ وَلَوْ فِيْ غَيْرِ اَشْهُرِ الْحَجِّ .

ترجمہ اور طواف قدوم کرنا اگرچہ حج کے مہینوں کے علاوہ میں ہی ہو۔

طواف قدوم مسنون ہے

طواف قدوم اس کو طواف لقاء اور طواف درود بھی کہتے ہیں حج کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ وہ آفاقی جو مفرد بالحج یا قارن ہو اس کے لئے طواف قدوم مسنون ہے اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے یہ طواف مسنون نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنے والے مفرد بالحج یا قارن حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف بطور نفل کرلیں گے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۹٦)

﴿۱۲۸۸﴾ وَالاِضْطِبَاعُ فِيْهِ وَالرَّمَلُ اِنْ سَعٰى بَعْدَهٗ فِي اَشْهُرِ الحَجِّ .

اضطباع باب افتعال کا مصدر ہے دائیں بغل سے چادر وغیرہ نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ رمل مونڈھے ہلاتے ہوئے تیز چلنا رَمَلَ یَرْمُلُ رَمَلاً وَرَمَلَانًا (باب (ن) لپک کر چلنا۔

ترجمہ اور اضطباع کرنا اس میں اور رمل اگر سعی کرے اس کے بعد حج کے مہینوں میں۔

اضطباع کا حکم

اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا رہنے دینا اور اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں کرنا مسنون ہے اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کی جاتی ہو جیسے طواف قدوم طواف عمرہ طواف زیارت اور اضطباع صرف مردوں کے لئے مسنون ہے عورتوں کے لئے نہیں اور اضطباع حالت رمل میں سہولت کے لئے ہے رمل کے معنی طواف کے دوران سینہ تان کر کندھے ہلاتے ہوئے ذرا تیز قدموں سے چلنا جیسے پہلوان جب وہ اکھاڑے میں اترتا ہے تو چلتا ہے اور رمل صرف مرد کریں گے عورتیں رمل نہیں کریں گی اور اگر کوئی شخص بالقصد رمل نہ کرے یا بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں اس لئے کہ رمل سنت ہے، احناف کے نزدیک، قاعدہ یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہے اس میں رمل ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں عمرہ کے طواف کے بعد چونکہ سعی ہے اس لئے عمرہ کے طواف میں رمل کریں گے اور حج میں اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہے تو رمل کریں گے پھر طواف زیارت میں رمل نہیں کریں گے کیونکہ حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کی جاچکی ہے پس طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرے گا اس لئے رمل بھی نہیں کرے گا اور اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہیں تو اس طواف میں رمل نہیں کرے گا بلکہ طواف زیارت میں رمل کرے گا اور یہ قاعدہ کلیہ مکی اور آفاقی سب کے لئے ہے، جاننا چاہئے کہ رمل صرف تین چکروں میں مسنون ہے اور اضطباع ساتوں چکروں میں مسنون ہے اور یہ حج کی سنتیں ہیں۔

(مستفاد تحفۃ الالمعی جلد ثالث وایضاح المناسک)

﴿۱۲۸۹﴾ وَالْهَرْوَلَةُ فِيمَا بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلٰى هَيْنَةٍ فِي بَاقِي السَّعْيِ .

هرولة تیز چلنا۔ لپکنا (عام چال اور دوڑنے کے درمیان کی چال) **مشی** چلنا، باب (ض) کا مصدر ہے۔ **هينة** هَوْنٌ سے ہے علی هون آہستہ نرمی سے۔

ترجمہ اور تیز چلنا میلین اخضرین کے درمیان مردوں کے لئے اور چلنا باقی سعی میں (اپنی فطری) حالت پر

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا مروہ کے درمیان دو ہرے کھمبے ہیں ان کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہنچ جائے خوب تیز چلے اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے، باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے اور یہ حج کی سنت ہے، عورتوں بوڑھوں اور بیماروں کے لئے دوڑنا نہیں ہے اور یہ حضرت ہاجرہ کی ایک یادگار ہے جسے مناسک میں شامل کیا گیا ہے وہ جگہ جو دو ہرے نشانوں کے درمیان ہے پہلے وہاں نالہ تھا یہ کعبہ شریف تعمیر ہونے سے پہلے کی بات ہے اور مکہ کی ایک جانب اونچی ہے جب بارش ہوتی ہے تو بالائی حصہ کا پانی اسی نالہ سے زیریں حصہ میں آتا ہے، حضرت ہاجرہ نے جب پانی کی تلاش میں صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کے چکر لگائے تھے تو وہ اس ڈھلان میں دوڑ کر اترتی تھیں اور دوڑ کر سامنے چڑھ جاتی تھیں، ان کا یہ دوڑنا اللہ کو پسند آیا چنانچہ اس کو مناسک میں لے لیا گیا۔

﴿۱۲۹۰﴾ وَالْإِكْثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّفْلِ لِلْآفَاقِيِّ .

ترجمہ اور زیادہ سے زیادہ طواف کرتے رہنا اور وہ افضل ہے نفل نماز سے آفاقی کے لئے۔

نفل طواف نفل نماز سے افضل

یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ مسجد حرام میں نفل نماز افضل ہے یا نفل طواف؟ تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ موسم حج میں اہل مکہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے اور موسم حج کے علاوہ دیگر ایام میں مکی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۲) پس جو شخص بتوفیق الٰہی حرم شریف پہنچے اسے وہاں زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں، حدیث میں پچاس طوافوں کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس تعداد میں نفل فرض واجب سب طواف شامل

ہیں نیز یہ پچاس طواف ایک سفر میں کرنے ضروری نہیں پوری زندگی کے طوافوں کا مجموعہ اگر پچاس ہو جائے تو بھی اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۶۶)

﴿۱۲۹۱﴾ وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحِجَّةِ بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلَا جُلُوْسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيْهَا .

مَنَاسِكُ مَنْسِك کی جمع ہے حج کی عبادات (افعال وارکان)

ترجمہ اور خطبہ دینا ظہر کی نماز کے بعد ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو مکہ میں اور یہ ایک ہی خطبہ ہے بغیر بیٹھے سکھلائے مناسک حج اس میں۔

امام تین مقام پر خطبہ دے گا

حج کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ امام تین مقام پر خطبہ دے گا: (۱) ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں۔ (۲) نویں کو عرفہ میں۔ (۳) گیارہویں کو منیٰ میں۔ اس عبارت میں اول کا بیان ہے فرماتے ہیں ساتویں ذی الحجہ کو ظہر کی نماز کے بعد امام ایک خطبہ دے گا جس میں وہ لوگوں کو افعالِ حج کی تعلیم دے۔

﴿۱۲۹۲﴾ وَالْخُرُوْجُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَّكَّةَ لِمِنًى وَالْمَبِيْتُ بِهَا ثُمَّ الْخُرُوْجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَةَ اِلٰى عَرَفَاتٍ .

يوم التروية آٹھویں ذی الحجہ، اس کو یوم الترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ (البحر العمیق: ۳/۱۴۰۴) **منیٰ** یہ وادیٔ محسر سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے اور یہ میدان مسجد حرام سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ **مَبِیت** باب (ض) کا مصدر ہے رات گزارنا۔

ترجمہ اور نکلنا سورج نکلنے کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے منیٰ کی طرف اور منیٰ میں رات گزارنا پھر نکلنا منیٰ سے عرفہ کے دن سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال

آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ جانا اور ظہر عصر مغرب عشاء اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منیٰ میں گزارنا نویں کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہو جانا، یہ سب حج کی

سنتیں ہیں اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ (احکام حج: ٦٠)

نوٹ: لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا نظام ہو اس کی پابندی کریں اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔

﴿۱۲۹۳﴾ فَيَخْطُبُ الإمَامُ بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ مَجْمُوْعَةً جَمْعَ تَقْدِيْمٍ مَعَ الظُّهْرِ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا .

مجموعۃ جمع مَجموعَات یکجا کی ہوئی چیز یہ العصر سے حال ہونے کی بنا پر منصوب پڑھا جا رہا ہے۔

ترجمہ پھر خطبہ دے امام سورج ڈھلنے کے بعد ظہر اور (نیز) عصر کی نماز سے پہلے اس حال میں کہ جمع کی گئی ہو عصر ظہر کے ساتھ ساتھ جمع تقدیم کے طور پر (یعنی اپنے وقت سے مقدم کر کے پڑھی جائے گی) دو خطبے بیٹھے ان دونوں کے درمیان۔

عرفات میں ظہر وعصر

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جب نویں ذی الحجہ کو زوال ہو جائے تو فوراً ظہر کی اذان ہوگی اور اذان کے بعد امام جمعہ کے خطبہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دے گا اور عیدین کے خطبہ کی طرح پہلے خطبہ کے شروع میں نو مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور تکبیر تشریق پڑھے گا اور خطبہ سے فارغ ہو کر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا، یہ جمع تقدیم ہے نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۹، درمختار مع الشامی: ۲/ ۲۳۷)

﴿۱۲۹۴﴾ وَالاجْتِهَادُ فِي التَّضَرُّعِ وَالخُشُوْعِ وَالبُكَاءِ بِالدُّمُوْعِ وَالدُّعَاءُ لِلنَّفْسِ وَالوَالِدَيْنِ وَالإِخْوَانِ المُؤْمِنِيْنَ بِمَا شَاءَ مِنْ اَمْرِ الدَّارَيْنِ فِي الجَمْعَيْنِ .

الاجتهاد باب افتعال کا مصدر ہے پوری کوشش کرنا محنت کرنا۔ **تضرع** باب تفعل کا مصدر ہے گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا، اپنی لاچاری و بے بسی کا اظہار کرنا اور خشوع کے معنی بھی یہی ہیں۔ **دموع** **دمع** کی جمع ہے آنسو۔ **دَمَعَ يَدْمَعُ دَمْعًا وَدَمْعَانًا** آنکھ سے آنسو جاری ہونا۔ **فی الجمعین** جار مجرور سے مل کر اجتہاد مصدر کے متعلق ہے۔

ترجمہ اور خوب کوشش کرنا گڑگڑانے اور اظہار عجز کرنے اور آنسوؤں کے ساتھ رونے میں اور دعا کرنا خود اپنے لئے والدین اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دین اور دنیا کے کاموں میں سے جو چاہے دونوں جگہوں میں۔

وقوفِ عرفہ کا مسنون طریقہ

دورانِ وقوفِ عرفہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر تکبیر تہلیل تسبیح حمد وثنا اور حضورؐ پر درود شریف استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضورِ قلبی کے ساتھ اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اعزاء واقارب ودوست احباب اور تمام مومنین ومومنات کے لئے رو رو کر دعائیں مانگیں اور اسی طریقہ پر دعائیں بار بار مانگتے رہیں۔

(غنیۃ الناسک:۸۰)

﴿۱۲۹۵﴾ وَالدَّفْعُ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ مِنْ عَرَفَاتٍ .

ترجمہ اور روانہ ہونا سنجیدگی اور وقار کے ساتھ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے۔

تشریح عرفات کے دن حجاج کے لئے غروبِ شمس سے قبل حدودِ عرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے جب سورج غروب ہوجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہوجائے اور سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ تکبیر تہلیل ذکر دعائیں درود شریف پڑھتے ہوئے چلے۔

﴿۱۲۹۶﴾ وَالنُّزُوْلُ بِمُزْدَلِفَةَ مُرْتَفِعًا عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ .

مزدلفۃ اس کو مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں **ازدلاف** کے معنی قرب کے ہیں حجاج وہاں وقوف کر کے اور رات گزار کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں او۔ یا اس لئے کہ وہاں پہنچ کر حاجی لوگ منیٰ کے قریب ہوجاتے ہیں برخلاف عرفات کے کہ جب وہاں تھے تو منیٰ سے دور تھے۔ (درمنضود:۳/۲۶۹)

جبل قزح یہ میدانِ مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کے دامن پر مسجد مشعر حرام بنی ہوئی ہے اور اس پہاڑ کے آثار معمولی درجہ کے باقی ہیں جب عرفات سے مزدلفہ کو چلیں گے تو دائیں بائیں اونچے اونچے دو پہاڑ ہیں جب دونوں پہاڑوں کے درمیان سے گزریں گے تو پہاڑ کا حصہ ختم ہوجانے کے بعد مزدلفہ کا حصہ شروع ہوجاتا ہے اور سامنے ہی جبل قزح اور مسجد مشعر حرام نظر آئے گی۔ (ایضاح المناسک:۴۴) قزح قاف کے ضمہ اور زا کے فتحہ کے ساتھ ہے بروزن عمر، غیر منصرف ہے علمیت اور عدل کی بناء پر قازح سے معدول بمعنی بلندی۔ (طحطاوی:۳۹۸)

ترجمہ اور اترنا مقام مزدلفہ میں بطن وادی سے اوپر ہٹ کر جبل قزح کے قریب۔

وقوفِ مزدلفہ کہاں افضل ہے؟

وقوفِ مزدلفہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے لہٰذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے پہلے یا طلوعِ شمس کے بعد وقوف کرے گا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب مزدلفہ

پہنچ جائے تو جبل قزح کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔

﴿۱۲۹۷﴾ وَالْمَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ .

ترجمہ اور ذی الحجہ کی دسویں رات کو مزدلفہ ہی میں گزارنا۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نویں ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف جائیں گے اور آنے والی رات یعنی دس ذی الحجہ یہیں مزدلفہ میں گزارنی سنت ہے، اور وقوف جس کا بیان اوپر والے مسئلہ میں آچکا ہے وہ واجب ہے۔

﴿۱۲۹۸﴾ وَبِمِنًى اَيَّامَ مِنًى بِجَمِيْعِ اَمْتِعَتِهٖ .

جَمِيْع سب، کل، برائے تاکید لفظی۔ **اَمْتِعَةٌ مَتَاعٌ** کی جمع ہے ہر قابل استفادہ چیز۔

ترجمہ اور منیٰ میں (گزارنا) ایام منیٰ کو اپنے پورے سامان کے ساتھ۔

ایام منیٰ اور لیالی منیٰ

درحقیقت حج کے کل پانچ دن ہیں آٹھویں نویں دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ ان پانچ دنوں میں سے چار دن ایام منیٰ ہیں یعنی نویں ذی الحجہ ایام منیٰ میں سے نہیں ہے بلکہ یہ یوم عرفہ ہے اور منیٰ کی کل تین راتیں ہیں ان راتوں کا منیٰ میں گزارنا سنت ہے (۱) آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات۔ (۲) دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی رات۔ (۳) گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی رات۔ (ایضاح المناسک: ۱۴۹)

﴿۱۲۹۹﴾ وَكُرِهَ تَقْدِيْمُ ثِقْلِهٖ اِلٰى مَكَّةَ اِذْ ذَاكَ.

ثِقَل جمع **اَثْقَالٌ** وزن، بوجھ، لوڈ، **ثَقُلَ يَثْقُلُ ثِقَلاً وَثَقَالَةً** بھاری اور وزنی ہونا، باب (ک)۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اپنے سامان کو پہلے سے بھیج دینا مکہ میں ان دنوں میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ منیٰ سے روانہ ہونے سے پہلے اپنا سارا سامان مکہ روانہ کردینا مکروہ ہے کیونکہ دل افعالِ حج سے غافل ہوکر سامان کی طرف مشغول ہوجاتا ہے، مگر آج کل سامان مکۃ المکرمہ میں بحفاظت رہائش گاہ پر ہی ہوتا ہے اور حاجی لوگ ضرورت کے بقدر ہی اپنا اوڑھنا بچھونا ساتھ لے جاتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

﴿۱۳۰۰﴾ وَيَجْعَلُ مِنًى عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَمَكَّةَ عَنْ يَّسَارِهٖ حَالَةَ الْوُقُوْفِ لِرَمْيِ الْجِمَارِ .

ترجمہ اور کرے منیٰ کو اپنی داہنی جانب اور مکہ کو اپنی بائیں جانب، رمی جمار کے لئے کھڑے ہونے کے وقت۔

رمی کے وقت کھڑے ہونے کا طریقہ

جمرات کی رمی چاروں طرف سے درست ہے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی اور رمی کرنے کے لئے آپ اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ کعبہ شریف آپ کی بائیں جانب اور منیٰ دائیں جانب اسی کے پیش نظر مصنف کی عبارت ہے مگر اب وہاں نہ وادی ہے نہ اس کا بیچ البتہ رمی کا راستہ سنت کا لحاظ کر کے بنایا گیا ہے۔

(مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۳۰۲)

﴿۱۳۰۱﴾ وَكَوْنُهُ رَاكِبًا حَالَةَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِي كُلِّ الْأَيَّامِ مَاشِيًا فِي الْجَمْرَةِ الْأُوْلٰى الَّتِي تَلِيَ الْمَسْجِدَ وَالْوُسْطٰى .

جمرۂ عقبہ منیٰ میں جو تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں ان میں سے حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ جمرۃ الکبریٰ جمرۃ الاخریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ جمرۃ اولیٰ منیٰ میں جو مسجد خیف ہے ہے اس سے قریب کا جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ اولیٰ کہتے ہیں۔ جمرۂ وسطیٰ جمرۂ عقبہ کے بعد دوسرے نمبر پر جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ وسطیٰ کہتے ہیں۔

ترجمہ اور اس کا سوار ہونا جمرۂ عقبہ پر رمی کرنے کے وقت تمام دِنوں میں (اور) پیدل ہونا جمرۂ اولیٰ یعنی جو جمرہ مسجد خیف سے متصل ہے اور جمرۂ وسطیٰ پر۔ (رمی کے وقت)

کیا رمی سوار ہوکر کی جائے گی؟

جاننا چاہئے کہ دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے گی اور گیارہویں اور بارہویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اب سنئے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمرۂ عقبہ کی رمی تمام ایام میں سوار ہوکر کرنا اور جمرۂ وسطیٰ وجمرۂ اولیٰ کی رمی پیدل کرنا افضل ہے اسی کی روشنی میں حنفیہ نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ جس رمی کے بعد رمی ہے وہ پیدل کرنا افضل ہے اور جس کے بعد رمی نہیں وہ سوار ہوکر کرنا افضل ہے مگر اب سب پیدل ہی رمی کرتے ہیں جانور پر سوار ہوکر رمی کرنے کی اب کوئی صورت نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۰۱)

﴿۱۳۰۲﴾ وَالْقِيَامُ فِي بَطْنِ الْوَادِي حَالَةَ الرَّمْيِ .

ترجمہ اور کھڑا ہونا وادی کے بیچ میں رمی کے وقت۔

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ ۱۳۰۰ کے تحت گزر چکی ہے کہ نبیؐ نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی اس لئے یہی مسنون ہے مگر اب وہاں وہ وادی ہے نہ اس کا بیچ۔

﴿۱۳۰۳﴾ وَكَوْنُ الرَّمْيِ فِي اليَوْمِ الاَوَّلِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَزَوَالِهَا وَفِيمَا بَيْنَ الزَّوَالِ وَغُرُوْبِ الشَّمْسِ فِي بَاقِي الاَيَّامِ وَكُرِهَ الرَّمْيُ فِي اليَوْمِ الاَوَّلِ وَالرَّابِعِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الفَجْرِ وَالشَّمْسِ .

ترجمہ اور رمی کا ہونا پہلے دن طلوع شمس اور اس کے زوال کے درمیان اور باقی دِنوں میں زوال اور سورج غروب کے درمیان اور مکروہ ہے رمی پہلے اور چوتھے دن صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان۔

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

چاروں اماموں کے نزدیک جمرۂ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد زوال سے قبل ہی کرنا افضل اور اولیٰ ہے اور گیارہویں وبارہویں دونوں دِنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہوجاتا ہے، آگے فرماتے ہیں کہ دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد رمی کرنا صحیح تندرست اور کمزور وضعیف سب کے لئے مکروہ ہے مگر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے، یہی مسئلہ تیرہ ذی الحجہ کا ہے یعنی تیرہ ذی الحجہ میں امام صاحب کے نزدیک رمی کا وقت صبح صادق ہوجانے کے بعد سے غروب تک ہے مگر زوال سے پہلے مکروہ ہے اور زوال کے بعد مسنون ہے۔

﴿۱۳۰۴﴾ وَكُرِهَ فِي اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَصَحَّ لَانَّ اللَّيَالِيَ كُلَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مِنَ الاَيَّامِ اِلَّا اللَّيْلَةَ الَّتِي تَلِي عَرَفَةَ حَتّٰى صَحَّ فِيهَا الوُقُوْفُ بِعَرَفَاتٍ وَهِيَ لَيْلَةُ العِيْدِ وَلَيَالِي رَمْيِ الثَّلَاثِ فَاِنَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا قَبْلَهَا .

ترجمہ اور مکروہ ہے تینوں راتوں میں اور (لیکن اگر کرلی جائے تو) صحیح ہے کیونکہ تمام راتیں تابع ہیں ان دِنوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں مگر صرف وہ رات جو یوم عرفہ سے متصل ہے یہاں تک کہ صحیح ہے اس میں ٹھہرنا عرفات میں اور یہ (وہی رات ہے جو) عید کی رات ہے اور تینوں جمروں پر رمی کرنے کی راتیں (یعنی گیارہویں اور بارہویں شب) تو یہ راتیں اپنے ماقبل دِنوں کے تابع ہیں۔

تشریح شریعت میں رات کو دن سے پہلے مانا گیا ہے مثلاً جمعہ کی رات پہلے آئے گی، دن بعد میں، اس قاعدہ کی بنا پر لازم آتا ہے کہ عرفہ اور رمی کی بھی راتیں پہلے ہوں اور دن بعد میں، مگر مصنف فرماتے ہیں کہ ان ایام میں یہ بات نہیں چناں چہ نویں تاریخ یوم عرفہ ہے عام قاعدہ کے لحاظ سے نویں شب ہی شب عرفہ ہونی چاہئے مگر دسویں رات جو عید

کی رات کہلاتی ہے وہ شب عرفہ ہے، اسی طرح رمی کے تینوں دن پہلے ہوں گے اور ان کے بعد ان کی رات آئے گی، اب سمجھیں صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد کرنا افضل اور اولیٰ ہے اور طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا مکروہ ہے اور صبح صادق سے قبل رات میں رمی کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، گیارہویں اور بارہویں دونوں دِنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہوجاتا ہے اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رمی دن میں ہی کرنی چاہئے اگر رمی رات میں کی جائے گی تو مکروہ ہے لیکن اگر دن میں زبردست بھیڑ کی وجہ سے جمرات تک پہنچنا دشوار ہوجائے تو رات میں رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۳۰۵﴾ وَالْمُبَاحُ مِنْ اَوْقَاتِ الرَّمْيِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الْاَوَّلِ.

ترجمہ اور مباح رمی کے اوقات سے زوال کے بعد سے آفتاب غروب ہونے کے وقت تک ہے پہلے دن سے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے غروب سے پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلاف سنت ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۹۱)

﴿۱۳۰۶﴾ وَبِهٰذَا عُلِمَتْ اَوْقَاتُ الرَّمْيِ كُلُّهَا جَوَازًا وَكَرَاهَةً وَاِسْتِحْبَابًا.

ترجمہ اور اس سے معلوم ہوگئے رمی کے تمام اوقات جواز کراہت اور استحباب کے اعتبار سے۔

تشریح ماقبل میں مسئلہ (۱۳۰۳) سے یہاں تک جو عبارت ہے اس پوری عبارت سے رمی کے اوقات جواز کراہت اور استحباب کے اعتبار سے معلوم ہوگئے یعنی کب رمی کرنا جائز ہے کب مکروہ ہے اور کب مستحب ہے اختصاراً سب کو نقل کرتا ہوں تو سنئے دسویں ذی الحجہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد زوال سے قبل کرنا افضل اور مستحب ہے اور طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا مکروہ ہے اور صبح صادق سے قبل رات میں کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور زوال کے بعد سے غروب سے پہلے پہلے تک تاخیر کی جائے تب بھی بلا کراہت جائز ہے البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلاف سنت ہے اور غروب ہوجانے کے بعد رمی کرنا بھی مکروہ ہے گیارہویں اور بارہویں ان دونوں دِنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہوکر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہوجاتا ہے اور رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک رہتا ہے اس کے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور اگر تیرہویں ذی الحجہ کو بھی منیٰ میں رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک زوال سے پہلے رمی جائز نہ ہوگی اگر زوال سے قبل رمی کرے گا تو اعادہ لازم ہوگا یعنی زوال کے بعد اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر اعادہ نہ کیا تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہوجائے گی اور امام ابوحنیفہ

کے نزدیک تیرہویں تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کرنے کی صورت میں اعادہ نہیں ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ: ۱/۱۹۷، وحاشیہ نورالایضاح)

﴿۱۳۰۷﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْىُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْاَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ.

ترجمہ اور سنتوں میں سے یہ ہے کہ مفرد بالحج کا ہدی (کوئی جانور ذبح) کرنا اور اس سے کھانا اور صرف نفلی متعہ اور قران کی ہدی میں سے کھانا۔

قربانی کا وجوب کس پر ہے؟

حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران۔ حج اِفراد: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، باقی دو کی تفصیل مسئلہ (۱۲۵۵) کے حل لغات کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ صورتِ مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کوئی حاجی حج تمتع یا حج قران کرتا ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے لیکن اگر حج فراد کرتا ہے تو اس پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے البتہ سنت اور مستحب یہ ہے کہ وہ بھی قربانی کرے اور اپنی اس قربانی کا گوشت بھی کھا سکتا ہے ایسے ہی حج تمتع و حج قران کی قربانی کا گوشت بھی کھا سکتا ہے البتہ اگر کوئی قربانی کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر کی جارہی ہے تو اس کے مستحق صرف فقراء ہی ہیں خود کھانا اور مالداروں کو کھلانا درست نہیں ہے۔

﴿۱۳۰۸﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْاُوْلٰى يُعَلِّمُ فِيها بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ.

ترجمہ اور سنت میں سے خطبہ ہے یوم النحر میں پہلے خطبہ کی طرح سکھائے اس میں حج کے باقی ارکان اور یہ خطبۂ حج کے خطبوں میں تیسرا ہے۔

خطب الحج

یہاں عبارت میں یوم النحر سے مراد گیارہ ذی الحجہ ہے خطب الحج کی تعداد میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک تین ہیں ۷رذی الحجہ ۹رذی الحجہ ۱۱رذی الحجہ اور شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک چار ہیں ۷ر۹ر۱۰ر۱۲ر اور امام زفرؒ کے نزدیک تین ہیں ۸ر۹ر۱۰رذی الحجہ۔ (الدر المنضود: ۳/۲۶۵)

﴿۱۳۰۹﴾ وَتَعْجِيْلُ النَّفْرِ اِذَا اَرَادَهٗ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِى عَشَرَ

وَاِنْ اَقَامَ بِهَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِی عَشَرَ فَلَا شَیْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ اَسَاءَ وَاِنْ اَقَامَ بِمِنٰی اِلٰی طُلُوْعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهٗ رَمْيُهٗ .

تعجیل باب تفعیل کا مصدر ہے جلدی کرنا۔ **نفر** باب (ض) کا مصدر ہے، کسی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا، یہاں پر مراد حاجی کا منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آنا۔ **اساءَ** ماضی معروف باب افعال اِساءۃ مصدر ہے برا یا غلط کام کرنا۔

ترجمہ اور کوچ کا جلدی کرنا جبکہ ارادہ کرے اس کا منیٰ سے سورج غروب ہونے سے پہلے بارہویں تاریخ سے اور اگر ٹھہرا رہے اس میں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے بارہویں تاریخ کا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس نے برا کیا اور اگر ٹھہر جائے منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق تک تو ضروری ہوگی اس کی رمی۔

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانہ ہو جانا

بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کے بعد غروب سے پہلے منیٰ سے روانہ ہو جانا بلا کراہت جائز ہے اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے اور تیرہویں کو صبح صادق کے بعد تک اگر رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے لہٰذا اگر جمرات کی رمی کئے بغیر روانہ ہو جائے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (معلم الحجاج: ۱۸۲، ایضاح المناسک: ۱۶۱)

﴿۱۳۱۰﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ اَلنُّزُوْلُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهٖ مِنْ مِنٰی .

محصب جاننا چاہئے کہ ابطح بطحاء اور خیف بنی کنانہ اور محصب ایک ہی جگہ کے نام ہیں اور یہ وہی میدان ہے جہاں قریش نے قسمیں کھائی تھیں اور آپ ﷺ کا ابو طالب کا بنو ہاشم کا اور بنو عبد المطلب کا بائیکاٹ کیا تھا کہ جب تک وہ نبی کو ہمیں نہ سونپ دیں گے ان کے ساتھ کوئی راہ و رسم نہیں رکھی جائے گی، نہ شادی بیاہ کے معاملات ہوں گے نہ خرید و فروخت ہوگی چنانچہ تین سال آپ نے اور آپ کے خاندان نے مشقت کے ساتھ گزارے تھے پھر آپ نے اطلاع دی کہ قریش نے جس عہد نامہ کو خانہ کعبہ میں لٹکایا ہے اس کو دیمک نے چاٹ لیا ہے سوائے اللہ کے نام کے، صرف اللہ کا نام باقی ہے تب جا کر قید سے چھٹکارا ملا اور بائیکاٹ ختم ہوا۔ **ارتحال** مصدر ہے باب افتعال سے سفر کرنا روانہ ہونا۔ **منیٰ** بکسر المیم اور بضم المیم دونوں طرح درست ہے۔

ترجمہ اور سنت ہے اترنا محصب میں تھوڑی دیر اس کے منیٰ سے روانہ ہونے کے بعد۔

محصب میں اترنے کا بیان

حضورؐ جب تیرہویں کی رمی کر کے منیٰ سے لوٹے تو مکہ سے باہر محصب نامی میدان میں پڑاؤ کیا تھا ظہر تو منیٰ میں

ادا فرمائی تھی عصر تا عشاء چار نمازیں یہاں محصب میں ادا فرمائیں اور عشاء کے بعد طواف وداع کر کے آدھی رات کے قریب مدینہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ آپ کا پڑاؤ محصب میں عادت کے طور پر تھا یا عبادت کے طور پر؟ یعنی یہ نزول مناسک میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے ابن عمر اس کو سنت کہتے ہیں اور ابن عباس وغیرہ محض راستہ کی ایک منزل قرار دیتے ہیں یعنی مناسک میں شمار نہیں کرتے، غرض ائمہ اربعہ کے نزدیک محصب میں اترنا مناسک میں داخل نہیں مگر چونکہ آپ اور حضرات شیخین وہاں اترے تھے اس لئے اکثر علماء کے نزدیک محصب میں اترنا مستحب ہے مگر اب وہاں مکانات بن گئے ہیں وہاں اترنے کی اب کوئی صورت نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۳۲۵)

﴿۱۳۱۱﴾ وَشُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ.

زَمْزَمْ (غیر منصرف) مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ سے متصل بابرکت کنواں جس کا شیریں پانی حجاج پیتے ہیں اور بطور تبرک اپنے وطن لے جاتے ہیں۔ تضلع اس کا مادہ ضَلْعٌ ہے بمعنی پسلی تضلع کے معنی خوب سیر یا سیراب ہونا۔

ترجمہ اور زمزم کا پانی پینا اور اس سے خوب سیرابی حاصل کرنا۔

تشریح اللہ تبارک وتعالیٰ نے بئرِ زمزم میں ایسی برکت ودیعت رکھی ہے جس کی انتہاء نہیں ہے اس پانی میں اللہ تعالیٰ نے غذائیت رکھی ہے اور اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفا بنایا ہے اس لئے اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے خوب سیر ہو کر پیئے۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۰)

﴿۱۳۱۲﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظْرُ اِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ مِنْهُ عَلٰى رَاسِهٖ وَسَائِرِ جَسَدِهٖ.

صَبٌّ انڈیلا ہوا پانی اوپر سے ڈالا ہوا پانی صَبَّ يَصُبُّ صَبًّا باب (ن) ڈالنا، انڈیلنا۔

ترجمہ اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا اور اسے دیکھنا اس حال میں کہ کھڑا ہو اور بہانا اس سے اپنے سر اور اپنے تمام بدن پر۔

آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا

آبِ زمزم پینے کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر پیا جائے، حضورؐ نے بھی کھڑے ہو کر نوش فرمایا ہے اور پیتے وقت اپنی مرادوں پر دھیان کیا جائے اور اپنے بدن پر بھی ڈال لے۔

(ایضاح المناسک: ۱۳۰)

﴿۱۳۱۳﴾ وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ اور وہ اس چیز کے واسطے ہے جس کے لئے وہ پیا جائے دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ زمزم کے پانی میں پروردگارِ عالم نے ایسی برکت اور تاثیر رکھی ہے کہ اس کے استعمال کے وقت جو بھی نیت کی جائے وہ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی چنانچہ علما نے بڑے بڑے کاموں کے لئے ماءِ زمزم استعمال کیا اور ان کا مطلب حل ہوگیا۔

﴿۱۳۱۴﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ اِلْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ اَنْ يَّضَعَ صَدْرَهٗ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ .

التزام چمٹنا باب افتعال کا مصدر ہے۔ **یضع** فعل مضارع معروف باب (ف) وَضعًا مصدر ہے رکھنا۔ **صَدْرٌ** سینہ (گردن کے نیچے سے پیٹ تک) جمع صُدُوْرٌ.

ترجمہ اور سنت میں سے ہے ملتزم کو چمٹنا اور وہ یہ ہے کہ رکھے اپنے سینہ اور چہرہ کو اس پر۔

ملتزم پر دعا

ملتزم یہ کعبۃ اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیانی حصہ کا نام ہے اس سے لپٹ کر دعا مانگنا مسنون اور مقبول ہے اور لپٹنے کی صورت یہ ہے کہ اس جگہ اپنے رخسار اور سینے اور دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کو پھیلا کر اس حصہ سے ملادے اور رو رو کر دعائیں مانگے، تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے حضرت سہارنپوری فرماتے تھے کہ ملتزم پر میں نے اللہ سے تین دعائیں مانگی تینوں قبول ہوئیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں الدر المنضود: ۲۴۲/۳۔

﴿۱۳۱۵﴾ وَالتَّشَبُّثُ بِالْاَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهٗ بِالْاَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ .

تشبث باب تفعل کا مصدر ہے چمٹنا، لگنا، وابستہ ہونا، تھامنا۔ **استار** پردے، واحد سِتْرٌ. **عتبۃ** چوکھٹ آستانہ جمع عَتَبٌ و عَتَبَاتٌ . **ادب** سلیقہ، تہذیب جمع آدابٌ.

ترجمہ اور تھامنا (خانہ کعبہ کے) پردوں کو تھوڑی دیر کے لئے اس حال میں کہ دعا مانگنے والا ہو اس چیز کی جو وہ چاہے اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور اس میں داخل ہونا سلیقہ اور احترام سے۔

خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر دعا کرنا

فرماتے ہیں خانہ کعبہ کے پردے کو چمٹ کر رونے کی شکل بنائے، یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کا پکڑنا ممکن ہو اور اگر اس کا پکڑنا ممکن نہ ہو تو اپنے ہاتھوں کو کھول کر اپنے سر پر دیوار پر رکھے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی مرادیں مانگے مناسک حج کی کتابوں میں امام نووی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ طواف وداع سے فارغ ہونے کے بعد حاجی کے لئے مستحب ہے کہ بیت اللہ کے دروازہ کی چوکھٹ کو چومے اور اگر بیت اللہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے

تو غایت درجہ ادب اور تعظیم سے داخل ہونا چاہئے اور وہاں جا کر دعا مانگنی چاہئے ۔ اور اگر موقع ہو تو نماز پڑھنا بھی مستحب ہے، جاننا چاہئے کہ بیت اللہ میں داخل ہونا مناسک حج میں داخل نہیں ہے۔

﴿۱۳۱۶﴾ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ اِلاَّ اَعْظَمَ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَيَنْوِيْهَا عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ سَبِيْكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلاً عَلٰى حِدَتِهٖ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

لم یبق نفی جحد بلم بَقِيَ يبقٰى بقاءً باب (س) باقی رہنا، بچ جانا۔ قربات واحد قُرْبَةٌ نیک کام۔

ترجمہ پھر نہیں باقی رہا اس پر مگر ایک سب سے بڑی عبادت اور سب سے زیادہ ثواب کا کام اور وہ نبی اکرمؐ اور آپ کے اصحاب کی زیارت ہے چنانچہ نیت کرے اس کی جس وقت کہ باب سبیکہ سے ہو کر ثنیہ سفلیٰ میں گزرتا ہوا مکہ معظمہ سے نکلے اور ہم عنقریب ذکر کریں گے زیارت سے متعلق ایک مستقل فصل اگر اللہ نے چاہا۔

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسول اکرم کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے کوئی بھی صاحب ایمان ایسا نہیں کرسکتا کہ دیارِ قدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے اور وہاں جانے کے بعد روضۂ اطہر کی زیارت کرنا واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ موقع اور گنجائش کے باوجود جس نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھے تکلیف دی اور مجھے ناراض کیا، باقی تفصیل مستقل فصل کے تحت آرہی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانگی مکہ کے زیریں حصہ (مسفلہ) سے گزرتا ہوا جب مکہ سے باہر نکلے تو روضۂ اطہر کی نیت کرلے آج کل چونکہ بسوں میں سفر ہوتا ہے اور جس راستہ سے وہ لوگ لے جائیں گے جانا پڑے گا، انسان بے بس ہوتا ہے اور اگر اپنی ذاتی گاڑی سے آدمی سفر کر رہا ہے تو پھر مسفلہ سے ہی گزرے، ثنیہ سفلیٰ کا نام کدیٰ بضم الکاف والقصر بھی ہے۔

فَصْلٌ فِيْ كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ اَفْعَالِ الْحَجِّ

(یہ فصل ہے افعالِ حج کو ترکیب دینے کی صورت اور طریقہ کے بیان میں)

﴿۱۳۱۷﴾ اِذَا اَرَادَ الدخولَ فِي الْحَجِّ اَحْرَمَ مِنَ الْمِيْقَاتِ كَرَابِغَ .

رابغ جو لوگ مصر و شام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں ان کے لئے جحفہ میقات ہے اس زمانہ میں یہ مقام

ویران سا ہوگیا ہے اور آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے اس لئے اس کے قریب رابغ نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے جو طریق بدر پر واقع ہے اس جگہ سے مکہ معظمہ کی مسافت ۱۸۷ کلومیٹر ہے۔

ترجمہ جب ارادہ کرے حج میں داخل ہونے کا تو احرام باندھے میقات سے جیسا کہ مقام رابغ ہے۔

میقات سے بغیر احرام گزرنے کا کیا حکم ہے؟

میقات سے باہر رہنے والا مکلف مسلمان اگر مکہ یا حدود حرم کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے اگر نہ لوٹے تو گناہ گار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۶۰)

﴿۱۳۱۸﴾ فَيَغْتَسِلُ اَوْ يَتَوَضَّأُ وَالغُسلُ وَهُوَ اَحَبُّ لِلتَّنْظِيْفِ فَتَغْتَسِلُ المَرْاَةُ الحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ اِذَا لَمْ يَضُرَّهَا .

تنظیف باب تفعیل کا مصدر ہے صفائی ستھرائی کرنا۔ لم یضر نفی جحد بلم ضَرَّ يَضُرُّ ضَرًّا وضَرَرًا تکلیف پہنچانا، نقصان دینا۔

ترجمہ چناں چہ غسل کرے یا وضو کرے اور غسل اور وہ زیادہ پسندیدہ ہے صفائی ستھرائی کے لئے چناں چہ غسل کرے حائضہ عورت اور نفاس والی اگر نقصان نہ دے اس کو۔

احرام باندھنے سے قبل غسل کس مقصد کے لئے ہے؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے غسل کرے یا وضو کرے لیکن غسل کرنا افضل ہے اور یہ غسل صفائی ستھرائی کے لئے ہے، یہ نہیں کہ ناپاکی کو دور کرنے کے لئے ہو، اسی وجہ سے حالت حیض میں مبتلا عورت بھی یہ غسل کرے گی ایسے ہی اگر نفاس والی عورت کو غسل کرنا نقصان دہ نہ ہو تو وہ بھی کرے گی اور اگر نہانے کا موقع نہ ہو تو بغیر نہائے بھی احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ: حائضہ کہتے ہیں اس عورت کو کہ جو ایام حیض میں چل رہی ہو اور ایسے ہی حاملہ کہتے ہیں اس عورت کو جو حمل سے ہو اور حائض بغیر تاء کے اس عورت کو کہتے ہیں جو حیض کی حد کو پہنچ گئی ہو یعنی جس میں حیض آنے کی صلاحیت ہو اور حامل مجرد عن التاء کہتے ہیں اس عورت کو جو حد حمل کو پہنچ گئی ہو یعنی جس میں استقرار حمل کی صلاحیت ہو۔ (حاشیہ ہدایۃ النحو: ۴۷، واحیاء النحو: ۲۴۹)

﴿۱۳۱۹﴾ وَيَسْتَحِبُّ كَمَالُ النَّظَافَةِ بِقِصِّ الظُّفرِ وَالشَّارِبِ وَنَتْفِ الاِبِطِ وَحَلْقِ العَانَةِ

وَجِمَاعِ الأَهْلِ وَالدُّهْنِ وَلَوْ مُطَيِّبًا .

نظافة نظف الشيء نظافةً باب کرم سے صاف ستھرا ہونا۔ قصّ از باب (ن) کاٹنا۔ ظفر ناخن جمع اَظْفَارٌ. شارب مونچھ جمع شوارب. ابط بغل جمع آباط. عانة پیڑو، ناف جمع عانات. مُطَيّب خوشبودار کیا ہوا اور تیل کو خوشبودار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بے خوشبو کے تیل میں مثلاً گلاب کے پتے ڈال کر پکائیں یہاں تک کہ وہ پتے جل جائیں پھر چھان کر تیل نکال لیں تو وہ خوشبودار ہو جائے گا۔

ترجمہ اور مستحب ہے پوری صفائی حاصل کرنا ناخن اور مونچھ کاٹ کر بغل کے بال اکھاڑ کر اور ناف کے نیچے کے بال صاف کر کے اور بیوی سے صحبت کر کے اور تیل لگا کر اگرچہ خوشبودار ہی ہو۔

احرام کے بعض مستحبات

یہاں سے احرام کے بعض مستحبات کو بیان کرتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ صفائی ستھرائی اعلیٰ درجہ کی ہونی چاہئے مثلاً ناخن تراشنا مونچھ کترنا بغل صاف کرنا موئے زیر ناف صاف کرنا اگر بیوی پاس ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے جماع کرنا تاکہ احرام کے دوران دل فارغ رہے، احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا سر اور ڈاڑھی میں تیل لگانا بھی مستحب ہے وہ تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ (غنیۃ الناسک: ۶۸، ۷۰)

﴿۱۳۲۰﴾ وَيَلْبَسُ الرَّجُلُ إِزَارًا وَرِدَاءً جَدِيْدَيْنِ أَوْ غَسِيْلَيْنِ وَالْجَدِيْدُ الأَبْيَضُ أَفْضَلُ .

ترجمہ اور پہنے مرد ایک تہبند اور چادر جو دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے اور نئے سفید بہتر ہیں۔

احرام کا کپڑا

فرماتے ہیں کہ غسل یا وضو کرنے کے بعد احرام کے دو کپڑے ایک چادر اور ایک لنگی پہننا مردوں کیلئے احرام کی سنت ہے اور چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور بدن کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہ ہو اور لنگی (ازار) ایسی ہو کہ جس سے ستر اچھی طرح چھپ جائے اور ازار و رداء دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے، یہ احرام کے مستحبات میں سے ہیں اور احرام میں سفید کپڑوں کا استعمال ہی افضل ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

اختیاری مطالعہ

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے: ناسمجھ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر لنگی پہنا دی جائے۔ (غنیۃ الناسک: ۸۴)

﴿۱۳۲۱﴾ وَلَا يَزُرُّهُ وَلَا يَعْقِدُهُ وَلَا يُخَلِّلُهُ فَإِنْ فَعَلَ كُرِهَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .

یزر فعل مضارع معروف زَرَّ القمیص زرًا باب نصر کا مصدر ہے گھنڈی لگانا بٹن لگانا اور زِرٌّ زا کے کسرہ کے ساتھ جمع اَزْرَارٌ بٹن۔ **یعقد** فعل مضارع معروف باب ضرب عَقْدًا مصدر ہے گرہ لگانا۔ **یخلل** فعل مضارع معروف باب تفعیل سے، کپڑے کو پھاڑ کر گلے میں ڈالنا۔

ترجمہ اور نہ اس میں گھنڈی لگائے اور نہ اس کو باندھے اور نہ اس کو پھاڑ کر گلے میں ڈالے پھر اگر کر لے تو مکروہ ہے اور اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں لیکن اگر کسی نے کشف عورت کے خطرہ سے لنگی کے ایک کونہ کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوالیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

﴿۱۳۲۲﴾ وَتَطَيَّبْ .

ترجمہ اور خوشبو لگائیے۔

احرام کا غسل کرنے کے بعد عطر لگانا

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے جبکہ خوشبو بسہولت میسر ہو اور احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا مثلاً جما ہوا مشک جس کا اثر بعد تک باقی رہے ناجائز ہے البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے اس کا کپڑوں میں لگانا گو جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔

اختیاری مطالعہ

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے، ایسے ہی سر اور داڑھی میں تیل لگا لینا بھی مستحب ہے، وہ تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ (غنیۃ الناسک: ۷۰)

﴿۱۳۲۳﴾ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ .

ترجمہ اور دو رکعت پڑھئے۔

تشریح دو رکعت نماز ادا کرنا احرام کی سنت ہے لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا۔ (غنیۃ الناسک: ٦٧)

﴿۱۳۲۴﴾ وَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ .

اللّٰھم اے اللہ! بمعنی یَا اللّٰہُ. **یَسِّرْ** فعل امر باب تفعیل تیسیرًا مصدر ہے آسان کرنا۔ **تقبل** فعل امر باب تفعل تقبلاً مصدر ہے قبول کرنا۔

ترجمہ اور کہئے اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما

احرام کی دعا

حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ان الفاظ سے دعا مانگے جو یہاں متن میں مذکور ہیں۔

﴿۱۳۲۵﴾ وَلَبِّ دُبُرَ صَلٰوتِكَ تَنْوِی بِهَا الحَجَّ .

لَبِّ فعل امر ہے تلْبِیَۃٌ سے باب تفعیل تلبیہ پڑھنا جس کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے۔ **دُبُر** ہر چیز کا پچھلا حصہ جمع أَدْبَارٌ.

ترجمہ اور تلبیہ پڑھے اپنی نماز کے بعد اس حالت میں کہ اس تلبیہ سے حج کی نیت کرے۔

پہلا تلبیہ کس وقت پڑھا جائے

دو رکعت صلوٰۃ احرام ادا کرنے کے بعد نماز کا سلام پھیرتے ہی متصلا اسی مجلس میں احرام کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا جائے لہٰذا احرام کی نماز اور احرام کی نیت و تلبیہ کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اگر بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے گا تو سنت طریقہ سے احرام باندھنے کا جو حکم ہے اس پر عمل نہ ہوگا اور سنت طریقہ کے ثواب سے بھی محروم ہو جائے گا۔
(تبیین الحقائق: ۲/۹)

جاننا چاہئے کہ حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریبا ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی۔

﴿۱۳۲۶﴾ وَهِیَ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالمُلْكَ لَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ.

ترجمہ اور تلبیہ یہ ہے: میں بار بار حاضر ہوں خداوندا تیرے حضور میں بار بار حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ کے حضور میں بار بار حاضر ہوں بیشک تمام حمد و ثنا ساری نعمتیں اور فرماں روائی بھی آپ ہی کے لئے ہے آپ کا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے الفاظ

اس تلبیہ میں چار جگہ وقف مستحب ہے، عبارت میں علامت وقف کے ذریعہ اس کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور تلبیہ

میں یہ الفاظ اس لئے پسند کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کی بندگی پر برقرار رہنے کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس کو یہ بات بھی یاد دلاتے ہیں کہ اب وہ بندگی کے لئے کمربستہ ہے پس اس کو عبادت کا پورا پورا حق ادا کرنا چاہئے اور تلبیہ میں دو مرتبہ لاشریک لک شامل کیا گیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے بتوں کی تعظیم کرتے تھے اور تلبیہ میں ان کا بھی تذکرہ کرتے تھے وہ کہتے تھے **لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك** یعنی آپ کا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو آپ کا ہے جس کے آپ مالک ہیں اور وہ مالک نہیں چنانچہ مشرکین کی تردید کے لئے اور مسلمانوں کے تلبیہ کو مشرکین کے تلبیہ سے جدا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ میں یہ جملہ بڑھایا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۲۰)

اختیاری مطالعه

(۱) احناف کے نزدیک کوئی بھی ذکر تلبیہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے یعنی حج یا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد کوئی بھی اللہ کا ذکر کیا جائے مثلاً الحمد للہ کہا یا سبحان اللہ کہا تو احرام شروع ہو گیا، یہ ذکر تلبیہ کے قائم مقام ہو جائے گا یعنی گویا کہ اس نے تلبیہ پڑھ لیا، اور عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھ سکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔ (شامی: ۲/۲۱۷)

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

(۲) تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم از کم خود سن رہا ہوں اگر دل دل میں تلبیہ پڑھا یا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف تو صحیح ہو گئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴)

(۳) گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے، گونگے کو تلبیہ پڑھتے وقت صرف زبان ہلانا کافی ہے۔ (غنیۃ: ۷۵)

(۴) ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے، ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے اور اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی۔ (غنیۃ: ۷۵)

﴿۱۳۲۷﴾ وَلَا تنقُصُ مِنْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ شَيْئًا وَزِدْ فِيْهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرُّغْبٰى اِلَيْكَ وَالزِّيَادَةُ سُنَّةٌ.

تنقص فعل مضارع معروف باب (ن) نقصًا ونُقصانًا کم کرنا۔ **زد** فعل امر باب (ض) زَيدًا وزِيَادَةً مصدر ہے، بڑھانا، زیادہ کرنا، اضافہ کرنا۔ **سعديك** سَعْدٌ کا تثنیہ ہے اور کاف ضمیر مخاطب کی ہے جمع اَسْعُدٌ وسُعُوْدٌ خوش بختی (نیکی اور بھلائی حاصل کرنے کی منجانب اللہ توفیق واعانت)۔ **يد** ہاتھ، یہاں پر مراد ملکیت اور قبضہ ہے۔ **رُغبیٰ** باب (س) کا مصدر ہے عاجزی وخواری سے مانگنا، التجا کرنا۔

ترجمہ اور کم نہ کرے ان الفاظ سے کچھ اور ان میں اضافہ کر لے میں بار بار حاضر ہوں اور آپ کی عبادت کو نیک بختی تصور کرتا ہوں اور تمام بھلائی آپ کے اختیار میں ہے میں بار بار حاضر ہوں اور پوری رغبت آپ کی طرف ہے اور زیادتی سنت ہے۔

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا اور اسی طرح سے تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھنا شروع کیا وہ کہہ رہے تھے **لبيك اللهم لبيك ...... الى قوله ...... لا شريك لك** نافع کہتے ہیں ابن عمرؓ فرماتے تھے یہ نبی کا تلبیہ ہے اور ابن عمر اپنی طرف سے نبیؐ کے تلبیہ کے بعد بڑھاتے تھے **لبيك لبيك وسعديك الى آخره** معلوم ہوا کہ اگر کوئی ابن عمرؓ نے جو جملے بڑھائے ہیں وہ یا اپنی طرف سے کوئی اور جملہ بڑھائے جس میں اللہ کی تعظیم ہو تو جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۲۱)

﴿۱۳۲۸﴾ فَاِذَا لَبَّيْتَ نَاوِيًا فَقَدْ اَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفثَ وَهُوَ الجِمَاعُ وَقِيْلَ ذِكْرُهُ بِحَضْرَةِ النِّسَاءِ وَالكَلَامُ الفَاحِشُ وَالفُسُوْقُ وَالمَعَاصِى والجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَاءِ وَالخَدَمِ وَقَتْلَ صَيْدِ البَرّ وَالإشَارَةَ اِلَيْهِ وَالدلالةَ عَلَيْهِ.

اتق فعل امر باب افتعال اتقاءٌ مصدر ہے سزا سے ڈر کر اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا۔ **الفاحش** اسم فاعل باب (ن) فُحشًا مصدر ہے قابل مذمت ہونا، انتہائی برا ہونا۔ **معاصی** واحد معصية گناہ خطاء۔ **رفقاء** رفیق کی جمع ہے ساتھی۔ **خدم** خادم کی جمع ہے خدمتگار۔

ترجمہ جب نیت کرتے ہوئے آپ نے تلبیہ کہہ لیا تو آپ محرم ہو گئے تو بچے رفث سے اور وہ جماع ہے اور کہا گیا ہے جماع کا ذکر کرنا عورتوں کی موجودگی میں اور فحش کلام کرنا اور بے ہودہ بات کہنے سے اور گناہوں سے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے ساتھیوں اور خدمتگاروں کے ساتھ اور جنگل کا شکار مارنے سے اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اس پر راہنمائی کرنے سے۔

حالت احرام میں معصیتوں سے پرہیز

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ احرام باندھ کر ان تمام باتوں سے پرہیز کرے جن سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی زبان سے گندی اور بیہودہ بات نکالنا اور معصیت وگناہ کرنا جماع یا دواعی جماع کرنا ایسے ہی اپنے ساتھیوں وخدمتگاروں

سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران ان تمام باتوں سے بچے ایسے ہی حالت احرام میں خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے نیز محرم کے لئے نہ شکار کی طرف اشارہ کرنا جائز ہے یعنی شکار سامنے موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ کرے یہ نا جائز ہے اور اگر شکار تو سامنے موجود نہیں ہے لیکن شکار کے بارے میں محرم جانتا ہے اب وہ کسی غیر محرم سے یوں کہے کہ فلاں جگہ شکار ہے تو یہ رہنمائی بھی حرام ہے۔

فائدہ: والفسوق والمعاصی اس عبارت کے بارے میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہاں عطف تفسیری ہے یعنی فسوق کی تفسیر معاصی سے ہے اور محشی حضرت مولانا اعزاز علیؒ نے لکھا ہے کہ معاصی کے شروع میں حرف واؤ تاسخین کا اضافہ ہے اصل عبارت الفسوق المعاصی یعنی بغیر واؤ کے ہے کما علیه عامة الكتب الفقهية. (حاشیہ نورالایضاح)

اختیاری مطالعہ

بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچایا جائے:

ولی کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچائے رکھے تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرلے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک: ۸۴)

﴿۱۳۲۹﴾ وَلُبْسَ الْمَخِيْطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ وَتغطِيَةَ الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيْبِ وَحَلْقَ الرَّأْسِ وَالشَّعْرِ.

ترجمہ اور سلا ہوا کپڑا پہننے پگڑی باندھنے موزے پہننے اور سر و چہرہ چھپانے اور خوشبو لگانے اور سر اور بالوں کے منڈوانے سے (بچے)

احرام کی پابندیاں مردوں کے لئے

حالت احرام میں مرد کے لئے ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور نا جائز ہے جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنالیا گیا ہو جیسے کرتا جبہ پائجامہ پتلون بنیان چڈی نیکر جانگیہ جرسی ٹوپی پگڑی وغیرہ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے تو اس کا پہننا بلا کراہت جائز ہے لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا جائز ہے ایسے ہی پیروں میں بھی احرام ہے لہٰذا احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسے موزے و جوتے پہننا منع ہے جس سے قدم کے اوپر ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے لہٰذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں ایسے ہی سر اور چہرہ نہ ڈھانکے اور حالت احرام میں خوشبو استعمال نہ کرے نیز بدن و کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے ہر وہ کپڑا جو خوشبودار رنگ میں رنگا گیا ہو یا خوشبو میں بسایا گیا ہو محرم نہیں پہن سکتا نہ مرد پہن سکتا ہے نہ عورت، ایسے ہی

محرم اپنے سر اور بدن کے بال بھی نہ مونڈے۔

• **تنبیہ:** بعض لوگ احرام میں ہوائی چپل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

احرام کی پابندیاں عورتوں کے لئے

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کیلئے ہیں البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے اسی طرح سر حسب دستور ڈھانپے گی لیکن چہرہ کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے تاہم اجنبیوں سے پردہ کرنا ضروری ہے عورت اگر اپنے سر پر ہیٹ رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لے تو زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں دو کام ایک ساتھ ہو جائیں گے: (۱) اجنبی مردوں سے پردہ۔ (۲) ہیٹ کی وجہ سے چہرہ سے نقاب کا کپڑا لگنے نہیں پائے گا اور ایسی صورت میں اگر بلا اختیار ہوا وغیرہ سے نقاب کا کپڑا اتفاق سے لگتا رہے اور عورت ہٹانے کی کوشش کرتی رہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا اور حالت احرام میں ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے مرد و عورت دونوں کے لئے دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اور عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے مگر احتیاطاً نہ پہننا اولیٰ ہے۔ (مستفاد غنیۃ الناسک وتحفۃ الالمعی وایضاح المناسک)

اختیاری مطالعہ

(۱) کان گدی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سر یا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا جاتا ہے مثلاً چھتری لکڑی لوہا پیتل اور شیشہ وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔

(۳) احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالت احرام چہرے پر ماسک لگانا عام ہو گیا ہے تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ماسک پہننا بلاشبہ ممنوع ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۴-۲۵۵)

﴿۱۳۳۰﴾ وَيَجُوْزُ الْاِغْتِسَالُ وَالْاِسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِهِمَا .

استظلال باب استفعال سے سایہ حاصل کرنا۔ **خیمة** بانس پھونس وغیرہ کا سایہ کے لئے بنایا ہوا گھر، جھونپڑی، سوتی یا اونی کپڑے کا بنایا ہوا عارضی گھر جو بلیوں اور لکڑیوں پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ جمع خِیَامٌ. **محمل** میم اولیٰ کے فتحہ کے ساتھ اور دوسرے میم کے کسرہ کے ساتھ یا اول میم کے کسرہ کے ساتھ اور دوسرے میم کے فتحہ کے ساتھ دونوں لغت صحیح ہیں، کجاوہ۔

ترجمہ اور جائز ہے غسل کرنا اور سایہ حاصل کرنا خیمہ اور کجاوہ اور ان کے علاوہ سے۔

محرم کے لئے سایہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

حالت احرام میں محرم غسل کرسکتا ہے عندالجمہور والائمۃ الثلاثۃ اس میں کوئی حرج نہیں اس میں امام مالک کا اختلاف ہے ان کے نزدیک مکروہ ہے، آگے فرماتے ہیں کہ کسی چھت کے نیچے یا خیمہ کے اندر بیٹھ کر سایہ حاصل کرنا محرم کے لئے درست ہے اور احرام کی حالت میں عذر یا بلا عذر سر پر دوپٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رکھا تو دم لازم ہوگا۔

﴿۱۳۳۱﴾ وَشَدُّ الهِمْيَانِ فِي الوَسْطِ .

همیان ہا کے کسرہ کے ساتھ، تھیلی جو کمر سے باندھی جاتی ہے اور اس میں نقدی وغیرہ رکھی جاتی ہے جمع هَمَايِين وهَمَايِنُ.

ترجمہ اور ہمیانی کا کمر میں باندھنا۔

پرس کمر میں باندھنا

روپے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹکا یا پرس وغیرہ باندھنا بلا کراہت درست ہے بالفاظِ دیگر عبارت کی تعبیر اس طرح بھی کرسکتے ہیں کہ احرام کی چادر یا لنگی میں روپیہ پیسہ پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کی حفاظت کے لئے جیب لگانا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (معلم الحجاج: ۱۱۵، غنیۃ الناسک: ۷۲)

﴿۱۳۳۲﴾ وَاَكْثِرِ التَّلْبِيَةَ مَتٰى صَلَّيْتَ اَوْ عَلَوْتَ شَرَفًا اَوْ هَبَطْتَّ وَادِيًا اَوْ لَقِيْتَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ رَافِعًا صَوْتَكَ بِلَا جُهْدٍ مُضِرٍّ .

ترجمہ اور کثرت سے پڑھئے تلبیہ کو جس وقت تو نماز پڑھے یا چڑھے کسی بلندی پر یا اترے کسی پست زمین میں یا ملے کسی قافلے سے اور صبح کے وقت اس حال میں کہ بلند کرنے والا ہو اپنی آواز کو بغیر نقصان پہنچانے والی تکلیف کے۔

تلبیہ زیادہ سے زیادہ مطلوب ہے

احرام کی حالت میں زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا چاہئے محرم کے اعمال میں اللہ کو سب سے زیادہ پسند تلبیہ اور قربانی ہے تلبیہ ہر مخلوق کو اتنا پسند ہے کہ وہ تلبیہ پڑھنے والے کی موافقت کرتی ہے جیسے داؤدؑ کے ذکر میں پہاڑ اور پرندے ہمنوائی کرتے تھے، عورتیں تلبیہ سرًّا پڑھیں اور سرًّا سے دل میں پڑھنا مراد نہیں بلکہ حروف کی ادائیگی کے ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھیں کہ ان کا پڑھنا ان کے کان سنیں اور مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں مگر چلائیں نہیں باقی مذکورہ بالا عبارت کی تفصیل مسئلہ ۱۲۸۰ تا ۱۲۸۲ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اختیاری مطالعہ

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذاتِ خود تلبیہ پڑھے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۵)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے دورانِ سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

﴿۱۳۳۳﴾ وَاِذَا وَصلتَ اِلٰی مَکَّۃَ یَسْتَحِبُّ اَنْ تَغْتَسِلَ وَتدْخُلَهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلّٰی لِتَکُوْنَ مُسْتَقْبِلًا فِیْ دُخُوْلِكَ بَابَ الْبَیْتِ الشَّرِیْفِ تَعْظِیْمًا .

باب المعلی جاننا چاہئے کہ دخولِ مکہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ثنیۃ العلیا سے داخل ہو اور ثنیۃ السفلیٰ سے خارج ہو، ثنیہ علیا کا نام کداء ہے بفتح الکاف والمد اسی کا نام حجون بھی ہے اور یہ راستہ جنت المعلیٰ جو کہ اہل مکہ کا قبرستان ہے اس پر اتر رہا ہے اور آج کل یہ مقام معاہدہ کے نام سے مشہور ہے اسی جگہ قصر الملک بھی ہے اور رابطہ عالم اسلامی کا مرکز۔ (درمنضود: ۳/ ۲۲۸)

ترجمہ اور جب پہنچ جائے مکۃ المکرمہ تو مستحب ہے کہ غسل کرے اور داخل ہو مکہ میں باب معلیٰ سے تاکہ رخ رہے تیرے داخل ہونے میں تعظیم کے لحاظ سے بیت اللہ شریف کے دروازہ کا۔

تشریح میقات سے احرام باندھنے کے بعد محرم مکہ معظمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے، کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور والہانہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے اور ممکن ہو تو سواری سے اتر کر پیدل ہو جائے اور دعاؤں واستغفار کا اہتمام رکھے۔

تنبیه: آج کل حکومت کا نظام حجاج ومعتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے، اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیدل چلنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے

ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۹۶)

مشورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے حج ٹرمنل میں ہی اس نیت سے غسل کرلیا جائے وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

مکہ معظّمہ میں کس طرف سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مکہ معظمہ میں ثنیہ کدا کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہوا جائے)

مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں

اگر چہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے لیکن موجودہ زمانہ کی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درجِ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کر کے چڑھا دیا جاتا ہے اور قیامگاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہوسکتی ہے۔ (۲) عموماً اب قیامگاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں اس لئے قیامگاہ کا جائے وقوع اور آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔ (۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش رُبا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جاسکتا اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر حرم میں داخل ہونا چاہئے، البتہ اگر کوئی شخص واقعتاً اس طرح مکہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیامگاہ بھی آسان ہو سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ورنہ خلاف اولیٰ ہوگا۔

﴿۱۳۳۴﴾ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ مُلَبِّيًا فِي دُخُوْلِكَ حَتّٰى تَأْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُلَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُصَلِّيًا

عَلَى النَّبِيِّ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا اَحْبَبْتُ فَاِنَّهُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ .

باب السلام یہ مسجد حرام کے اس دروازہ کا نام ہے جو صفا مروہ کی طرف سے داخل ہونے میں پڑتا ہے، بیت اللہ شریف میں سب سے پہلے اسی دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے اور صفا مروہ کی طرف سے بہت سے دروازے ہیں ہر دروازہ پر نام لکھا ہوا ہے۔ **مسجد حرام** یہ بیت اللہ کے چاروں طرف بنی ہوئی مسجد ہے اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ کعبہ شریف جس کا طواف کرتے ہیں درحقیقت مسجد ہے اس کے اردگرد جو جگہ ہے وہ مطاف کہلاتی ہے پہلے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی جاتی تھی حضرت ابراہیم نے کعبہ کے دو دروازے بنائے تھے، اور دونوں زمین سے لگے ہوئے تھے بعد میں قریش نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کیلئے ایک دروازہ کر دیا اور اس کو قد آدم اونچا کر دیا تا کہ جسے چاہیں داخل ہونے دیں پھر باہر نماز ہونے لگی اور مطاف کو بلکہ اس کے بعد جو مسجد بنی ہوئی ہے اس کو مسجد حرام کہنے لگے ورنہ اصل مسجد کعبہ شریف ہے۔ **متواضعًا خاشعًا** گڑگڑانا، اظہارِ عجز کرنا۔ **مُلاحظًا** لَاحَظَ يُلاحِظُ مُلَاحَظَةً باب مفاعلۃ کا مصدر ہے دیکھنا، ملاحظہ کرنا، تکنا۔ **جلالۃ** عظمت۔ **متلطفًا** اسم فاعل ہے باب تفعل سے تَلَطَّفَ يَتَلَطَّفُ تَلَطُّفًا نرم بننا، نرمی برتنا، مہربانی کرنا۔ **مزاحم** زَاحَمَهُ مُزَاحَمَةً مقابلہ کرنا، رکاوٹ بننا، ٹکر لینا۔

ترجمہ اور مستحب ہے کہ داخل ہوتے وقت برابر تلبیہ کہتا رہے یہاں تک کہ باب السلام پر آئے پھر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو اس حال میں کہ گڑگڑاتے تلبیہ پڑھتے مقدس جگہ کی عظمت وجلالت کا دل میں پورے طریقہ سے لحاظ رکھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے حضورؐ پر درود پڑھتے ہوئے نرمی کرتے ہوئے رکاوٹ بننے والے سے دعا مانگتے ہوئے اس چیز کی جو تو پسند کرے کیونکہ بیت اللہ شریف کی زیارت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کا ادب

فرماتے ہیں کہ جب مسجد حرام میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو افضل یہ ہے کہ باب السلام سے داخل ہو (لیکن اب حرم ماشاء اللہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالے بلکہ قیامگاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہو اور اس سے واپس ہو) اور تواضع وانکساری کرتے ہوئے اس متبرک اور عظیم الشان جگہ کا دل میں پورا لحاظ وخیال کرتے ہوئے کہ کسی طرح کی بے ادبی نہ ہو جائے تکبیر وتہلیل اور درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور اگر بھیڑ بھاڑ ہو تو مہربانی وشفقت اختیار کرتے ہوئے چلتا رہے اور اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اسے درگزر کرے اور بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت تین مرتبہ اللہ اکبر اور

تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھادے اور خوب دل لگا کر اہتمام سے دعا کرے کیونکہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿۱۳۳۵﴾ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الحَجَرَ الاَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً رَافِعًا يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَهُمَا عَلَى الحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلَاصَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذٰلِكَ اِلَّا بِاِيْذَاءٍ تَرَكَهُ وَمَسَّ الحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهُ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ پھر منہ کیجئے حجر اسود کی جانب تکبیر تہلیل کہتا ہوا اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ نماز میں رکھے ان دونوں کو پتھر پر اور بوسہ دیجئے اس کو بغیر آواز نکالے پس جو شخص عاجز ہو اس سے مگر تکلیف پہنچا کر تو اس کو چھوڑ دے اور چھوئے حجر اسود کو کسی چیز سے اور اس کو بوسہ دے یا اشارہ کرے اس کی طرف دور ہی سے اس حالت میں کہ تکبیر تہلیل تعریف درود پڑھتا ہوا نبی پر۔

طواف کی ابتداء میں حجر اسود کی طرف سینہ اور منہ کر کے ہاتھ اٹھانا

حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر باقاعدہ سینہ اور چہرہ کو حجر اسود کی طرف کر کے نماز میں تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں یا مونڈھوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے اور ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف ہو اور طواف کی نیت بھی حجر اسود کے استقبال کے وقت کرنا مسنون ہے، پھر آگے صاحب کتاب حجر اسود کے استلام کے مسئلہ کو بیان کر رہے ہیں، استلام کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر اس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے دے اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منھ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے اور اگر بھیڑ ہو تو حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر استقبال کرے اور اس کو چومے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور ہی سے ہاتھ سے اشارہ کر کے اس کو چومے اور تکبیر تہلیل کہے اللہ کی تعریف کرے اور نبی پر درود شریف پڑھے۔

﴿۱۳۳۶﴾ ثُمَّ طُفْ اٰخِذًا عَنْ يَمِيْنِكَ مِمَّا يَلِيَ البَابَ مُضْطَبِعًا وَهُوَ اَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الاِبِطِ الاَيْمَنِ وَتُلْقِيَ طَرَفَيْهِ عَلَى الاَيْسَرِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيْهَا بِمَا شِئْتَ وَطُفْ وَرَاءَ الحَطِيْمِ.

طف فعل امر باب (ن) طَوْفًا وَطَوَافًا اردگرد، گھومنا، چکر لگانا، اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بنیت طواف بیت اللہ کے کم از کم ۴ چکروں سے لے کر ۷ چکر لگانے پر ہوتا ہے لہٰذا ۴ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔ مضطبعًا باب افتعال سے اسم فاعل ہے اس کا مادہ ضبعٌ بمعنی بازو چونکہ اضطباع میں آدمی کے دونوں بازو اور ایک مونڈھا کھلا رہتا ہے اس لئے اس کو اضطباع کہتے ہیں۔ تلقی فعل مضارع معروف باب افعال القاءً مصدر ہے ڈالنا۔ حطیم یہ بیت اللہ شریف کی جانب شمال میں بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے گھرا ہوا حصہ ہے جب نبیؐ کی عمر مبارک ۳۵ برس کی تھی اس وقت قریش نے کعبہ شریف تعمیر کیا تھا کعبہ شریف بوسیدہ ہو گیا تھا آپؐ خود بنائے کعبہ میں شریک تھے، اس وقت تعمیر کعبہ کے لئے چندہ کیا گیا تھا اور شرط یہ رکھی گئی تھی کہ صرف حلال وطیب مال ہی چندہ میں دیا جائے چنانچہ چندہ تھوڑا ہوا اس لئے قریش نے کعبہ چھوٹا بنایا اور حطیم کی طرف کا حصہ کعبہ سے باہر نکال دیا، غرض حطیم کعبہ کا جز ہے۔

ترجمہ پھر طواف کر شروع کرتے ہوئے اپنی داہنی جانب سے یعنی خانہ کعبہ کے اس حصہ سے جو دروازہ سے ملا ہوا ہے، اس حال میں کہ اضطباع کئے ہوئے ہو اور وہ یہ ہے کہ کرے تو چادر کو داہنی بغل کے نیچے اور ڈال لے اس کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر سات چکر اس حال میں کہ کرنے والا ہو اس میں جو چاہے اور طواف کر حطیم سمیت۔

طواف کا طریقہ

طواف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کرے یعنی اس کو چھوئے پھر دائیں جانب چلے اور سات چکر لگائے یہ ایک طواف ہوا اور ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرے، یہ مستحب ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ طواف کے ساتوں چکروں میں اضطباع بھی کرے اور اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر اس کے ایک سرے کو آگے سینے کی جانب سے اور دوسرے سرے کو پیچھے کمر کی جانب سے بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا ہوا رہنے دینا اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کی جاتی ہو۔ آگے فرماتے ہیں کہ طواف حطیم کے باہر سے کیا جائے نہ کہ حطیم کے اندر داخل ہو کر چنانچہ اگر طواف کرنے والا اس کشادگی میں داخل ہوا جو حطیم اور بیت اللہ کے درمیان ہے تو طواف صحیح نہ ہوگا، اور ترک واجب کی وجہ سے جزا لازم ہوگی۔

﴿۱۳۳۷﴾ وَاِنْ اَرَدْتَّ اَنْ تَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ عَقْبَ الطَّوَافِ فَارْمَلْ فِی الثَّلَاثَۃِ الْاَشْوَاطِ الْاُوَلِ وَھُوَ الْمَشْیُ بِسُرْعَۃٍ مَعَ ھَزِّ الْکَتِفَیْنِ کَالْمُبَارِزِ یَتَبَخْتَرُ بَیْنَ الصَّفَّیْنِ فَاِنْ زَحَمَہُ النَّاسُ وَقَفَ فَاِذَا وَجَدَ فُرْجَۃً رَمَلَ لَابُدَّ لَہٗ مِنْہُ فَیَقِفُ حَتّٰی یُقِیْمَہٗ عَلَی الْوَجْہِ الْمَسْنُوْنِ بِخِلَافِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ لِاَنَّ لَہٗ بَدَلًا وَھُوَ اسْتِقْبَالُہٗ وَیَسْتَلِمُ الْحَجَرَ کُلَّمَا

مَرَّ بِهٖ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهٖ بِرَكْعَتَيْنِ فِى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَعَا فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهٰذَا طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ لِلْاٰفَاقِى .

هَزَّ باب نصر سے هَزَّ يَهُزُّ هَزًّا ہلانا۔ **كَتِفٌ** کندھا جمع اَكْتَاف . **مبارز** مقابل مردِ میدان، اس کا مادہ بَرْزٌ ہے ظاہر ہونا، ابھرنا۔ چونکہ وہ شخص جو میدانِ جنگ میں اپنے مقابل کے سامنے آتا ہے اور صفوں سے باہر نکلتا ہے اس کی بہادری اور طاقت ظاہر ہوتی ہے، اس لئے اس کو مبارز کہتے ہیں۔ **يتبختر** فعل مضارع معروف باب تَفَعْلُلٌ مصدر تبخترًا ہے اترانا، اترا کر چلنا۔ **يستلم** اس کا مصدر استلام ہے اور استلام یا تو سلام بمعنی تحية سے ماخوذ ہے گویا پتھر کو چھونا اس کی تعظیم اور سلام کرنا ہے یا سِلام بکسر السین سے بمعنی الحجارة یعنی مس الحجارة اور کہا گیا ہے کہ یہ ماخوذ ہے لامه سے بمعنی سلاح وہتھیار تو جس طرح انسان ہتھیار پہن کر دشمن سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح جو شخص حجر اسود کا مس کرتا ہے وہ گویا عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (اوجز) **مقام ابراهيم** اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا یہ پتھر آج بھی اپنی حالت پر باقی ہے اور اس میں دو قدم بنے ہوئے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات ہیں کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے اس پتھر کو شیشے میں رکھا گیا ہے اور پھر اس شیشے کو پیتل اور تانبے کی جالی سے گھیر دیا گیا ہے اور یہ جنت کے پتھروں میں سے ہے اللہ نے اس کی روشنی ماند کر دی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی روشنی ماند نہ کرتا تو مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ (ایضاح المناسک: ۴۳) **طوافِ قدوم** میقات کے باہر سے آنے والے مفرد بالحج یا قارن حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف بطور نفل کریں گے اس کو طوافِ قدوم طوافِ لقاء طوافِ ورود کہتے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۹۶)

ترجمہ اور اگر ارادہ کرے تو کہ سعی کرے صفا مروہ کے درمیان طواف کے بعد تو رمل کر پہلے تین چکروں میں اور وہ چلنا ہے تیزی کے ساتھ مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے اس شخص کے مانند جو مقابلہ کے لئے نکلا ہو اور اکڑ کر چلتا ہے صفوں کے بیچ میں پھر اگر رکاوٹ بنے اس سے لوگ تو ٹھہر جائے پس جب پائے کشادگی تو رمل کرے ضروری ہے اس کیلئے رمل کرنا ہی بس اتنی دیر ٹھہر جائے کہ مسنون طریقہ پر رمل کر سکے برخلاف حجر اسود کے چومنے کے کیونکہ اس کے لئے ایک بدلہ ہے اور وہ اس کی طرف منہ کرنا ہے اور بوسہ دے حجر اسود کو جب جب بھی اس کے پاس سے گزرے اور بوسہ ہی کے ساتھ طواف ختم کرے دو رکعتوں کے ساتھ مقام ابراہیم میں یا جہاں بھی آسان ہو مسجد حرام میں پھر دعا مانگے پھر حجر اسود کو چومے اور یہ طوافِ قدوم ہے اور وہ سنت ہے آفاقی کے لئے۔

متعلقات طواف

مذکورہ بالا عبارت میں طواف ہی سے متعلق چند مسائل بیان کر رہے ہیں: (۱) **رمل کا حکم**: رمل بفتحتین از باب نصر اس کے معنی ہیں طواف کے دوران سینہ تان کر مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ ذرا تیز رفتار چلنا

جس طرح مقابلہ کے وقت پہلوان چلتے ہیں، ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے جس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو اور صرف شروع کے تین چکروں میں رمل ہے بقیہ چار میں نہیں اور رمل صرف مردوں کے لئے مسنون ہے عورتوں کیلئے نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بالارادہ رمل نہ کرے یا بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں اس لئے کہ رمل سنت ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں، اگر شروع کے تین چکروں میں نہ کیا ہو تو پھر اس کی قضا اور تلافی باقی چکروں میں نہیں کی جائے گی اس لئے کہ باقی چکروں میں سکون اور وقار کی ہیئت اختیار کرنا ہی مسنون ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ حتی الامکان رمل کی کوشش کرے اگر بھیڑ بھاڑ ہو اور کچھ دیر توقف کا موقع ہو تو ایسا ہی کرے اور پھر رمل ورنہ بصورتِ دیگر رمل ترک کردے، آگے فرماتے ہیں کہ رمل کی تلافی کی رمل کے علاوہ اور کوئی شکل نہیں ہے، برخلاف حجر اسود کے استلام کے اصل تو یہی ہے کہ جب بھی طواف کرنے والا حجر اسود کے پاس سے گزرے اس کو چھوئے اور چومے لیکن اگر بھیڑ ہو اور چومنا مشکل ہو تو اس کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے اور یہ بھی دشوار ہو تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے اور تکبیر کہے، طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر یہ آیت پڑھے: واتخذوا من مقام ابراهيم مُصلّٰى (تم مقام ابراہیم کے پاس اپنا مصلّٰی بناؤ) یہ آیت پڑھ کر پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت صلوٰۃ طواف پڑھے اسی جگہ پڑھنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے اور اگر اس کے پاس جگہ نہ ہو تو حطیم کے اندر میزابِ رحمت کے نیچے پڑھی جائے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حطیم کے اندر میزابِ رحمت کے برابر یا حطیم کے اندر کہیں بھی پڑھ لیں اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو پوری مسجد حرام میں جہاں بھی جگہ مل جائے وہاں پڑھ لیں اور ہر طواف کے بعد یہ دو رکعت پڑھنا واجب ہے اس کا ترک کر دینا بہت بڑا گناہ ہے طواف خواہ فرض ہو یا واجب یا نفل سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔ طواف کے دوگانہ سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آکر چمٹ کر دعا کرے اور دیوارِ کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے اس کے بعد زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پیے، پھر حجر اسود کا استلام کرے اس طرح طواف کا اختتام بھی استلام پر ہی ہوگا، لہٰذا ایک طواف میں آٹھ مرتبہ استلام پایا جائے گا۔ آگے فرماتے ہیں کہ اس طواف کا نام طوافِ قدوم ہے اور یہ اس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو مفرد بالحج یا قارن ہو اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے یہ طواف مسنون نہیں ہے۔

(البحر الرائق: ۲/۳۶۳)

﴿۱۳۳۸﴾ ثُمَّ تَخْرجُ اِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُوْمُ عَلَيْهَا حَتّٰى ترى البيت فَتَسْتَقبِلُهٗ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوْطَتَيْنِ ثُمَّ تَهبِطُ نحوَ الْمَرْوَةِ عَلٰى هِينَةٍ فَاِذَا وَصَلَ بَطنَ الوَادِى سَعٰى بَيْنَ المِيلَيْنِ الاَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَثِيْثًا فَاِذَا تَجَاوَزَ بَطنَ الوَادِى مَشٰى عَلٰى هِينَةٍ حَتّٰى يَاتِىَ المَرْوَةَ فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ البَيْتَ

مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا بَاسِطًا يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهٰذَا شَوْطٌ، ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدَ الصَّفَا فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَاتِيَ الصَّفَا فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَاتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ اَوَّلاً وَهٰذَا شَوْطٌ ثَانٍ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى فِي بَطْنِ الْوَادِي فِي كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا.

مکبرا اسم فاعل باب تفعیل سے تکبیر مصدر ہے، اللہ کی بڑائی، اللہ اکبر کی صدا بلند کرنا۔ **مهللا** اسم فاعل باب تفعیل تہلیل مصدر ہے **لا الٰه الا اللّٰه** کہنا۔ **ملبیا** اسم فاعل ہے باب تفعیل سے تلبیۃ مصدر ہے حج میں **اَللّٰهُمَّ لَبَّيك** کہنا۔ **مبسوطتین** اسم مفعول تثنیہ مؤنث باب (ن) **بَسْطًا** پھیلانا، کشادہ کرنا۔ **هینة** اس کا تلفظ مختلف طریقوں سے کیا گیا ہے، بہتر **بکسر الهاء** ہے جو **هون بفتح الهاء** سے ماخوذ ہے وقار اور سکون سے چلنا **هینة** اصل میں **هِوْنَةٌ** تھا واو کو یا سے بدل دیا واد کے ساکن ہونے اور ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے **هینة** ہوگیا۔ **بطن وادی** دونوں پہاڑوں کے درمیان کا وہ حصہ جو ہموار ہے جس میں اتار اور چڑھائی نہیں اور جہاں سے چڑھائی شروع ہو وہاں دوڑنا سنت نہیں ہے، بلکہ چلنا ہے آجکل تقریباً سارا ہی حصہ ہموار کر دیا گیا ہے، اس لئے بطن وادی میں دو ہرے نشان لگا دئے گئے ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ **حثیثا** تیز، کہتے ہیں **ولی حثیثا** وہ تیزی سے واپس پھرا، جمع **حِثَاثٌ**۔ **شوط** بیت اللہ شریف کے طواف کے ہر چکر کو شوط کہتے ہیں، اسی طرح صفا مروہ کے درمیان کے ہر چکر کو بھی شوط کہا جاتا ہے، یہاں عبارت میں دوسرے معنی ہی مراد ہیں۔

ترجمہ: پھر چلے صفا کی طرف پس اس پر چڑھے اور کھڑا ہو یہاں تک دیکھے بیت اللہ کو پھر اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اس حال میں کہ تکبیر کہتا ہوا ہو **لا الٰه الا اللّٰه** تلبیہ پڑھتا ہوا ہو درود شریف پڑھتا ہوا دعا مانگتا ہوا اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے اس طرح کہ دونوں پھیلے ہوئے ہوں پھر اترے مروہ کی طرف سکون اور اطمینان کے ساتھ پس جب پہنچے بطن وادی میں تو دوڑے میلین اخضرین کے درمیان تیزی کے ساتھ دوڑنا پھر جب گزر جائے بطن وادی سے تو سکون سے چلے یہاں تک کہ مروہ تک آئے پھر اس پر چڑھے اور کرے جیسا کہ کیا صفا پر یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تکبیر تہلیل تلبیہ درود پڑھتا ہوا دعا مانگتا ہوا اس طرح کہ پھیلائے ہوئے ہوا اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اور یہ ایک چکر ہے، پھر لوٹے صفا پر جانے کے ارادہ سے جب پہنچے میلین اخضرین پر تو دوڑے پھر چلے اطمینان اور سکون سے یہاں تک کہ صفا پر آئے پھر اس پر چڑھ جائے اور کرے جیسا کہ کیا تھا پہلی مرتبہ اور یہ دوسرا چکر ہے پس سات چکر لگائے شروع کرے صفا سے ختم کرے مروہ پر اور دوڑے بطن وادی میں ساتوں چکروں میں سے ہر ایک چکر میں۔

سعی کا طریقہ

سعی کا طریقہ یہ ہے کہ طواف سے فارغ ہو کر صلاۃ طواف اور دعا کے بعد آب زمزم پی لیجئے، اس کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے مسجد حرام سے نکلے اس کے بعد صفا پہاڑی کے دامن پر کھڑے ہو کر۔ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگے اور تکبیر و تہلیل پڑھ کر سعی شروع کر دے اور جب ہرے کھمبے کے پاس پہنچ جائے تو دوڑنے کے قریب تیز چلے جب مروہ پر پہنچے گا تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا پھر اسی طرح مروہ سے صفا پر آئے تو دوسرا چکر پورا ہو جائے گا اس طرح سات چکر مروہ پر جا کر پورے ہو جائیں گے اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالی سے مرادیں مانگے اور تکبیر اور تہلیل پڑھے۔

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا اور مروہ کے درمیان دو ہرے کھمبے ہیں ان کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے، (صفا و مروہ کے درمیان وادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت چھت میں ہری لائٹیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہنچ جائے تو خوب تیز چلے اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے، اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی یہ یادگار ہے حضرت ہاجرہؓ کی جو پانی کی تلاش میں اس جگہ دوڑی تھیں واقعہ مشہور ہے۔

فائدہ : علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ عبارت میں جو مروہ پر کھڑے ہو کر قبلہ کی جانب رخ کرنے کی بات آئی ہے، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مروہ اور بیت اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی اور مروہ سے بیت اللہ صاف نظر آتا تھا، مگر اب صورت حال مختلف ہے درمیان میں عمارت آگئی ہے مگر پھر بھی حکم یہ ہے کہ بیت اللہ کی جانب ہی رخ کر کے کھڑا ہو بھلے ہی نظر نہ آئے۔ (طحطاوی: ۴۰۰)

جدید مسعی: آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کر دی گئی اور اسے کئی منزلہ بنا دیا گیا ہے اور آنے جانے کے راستے الگ کر دیئے گئے ہیں تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا و مروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلا تردد درست ہے۔

﴿۱۳۳۹﴾ ثُمَّ يُقِيمُ بِمَكَّةَ مُحْرِمًا وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَأَ لَهُ.

یقیم فعل مضارع معروف باب افعال سے قیام کرنا، ٹھہرنا، سکونت اختیار کرنا۔ بدأ ماضی معروف باب (ف) بَدْأ ظاہر ہونا۔

ترجمہ پھر ٹھہرا رہے مکہ میں احرام باندھے ہوئے اور طواف کرتا رہے بیت اللہ کا جب اس کی طبیعت

چاہے۔

تشریح: طواف قدوم اور سعی سے فراغت کے بعد یہ شخص بحالت احرام مکۃ المکرمہ میں قیام کرے کیوں کہ اس نے حج کرنے کے ارادہ سے احرام باندھا ہے اس لئے بغیر افعال حج ادا کئے احرام سے نہ نکلے اور اس مدت قیام میں جب جی چاہے طواف کرتا رہے۔

﴿۱۳۴۰﴾ وَهُوَ اَفْضَلُ منَ الصَّلٰوةِ نَفْلاً لِلاٰفَاقي.

آفاقی دنیا میں گھومنے والا۔ اَفَقَ یَاْفِقُ اَفْقًا باب (ض) دنیا کی سیر کرنا۔

ترجمہ: اور وہ افضل ہے نفل نماز سے آفاقی کے لئے۔

نفل طواف نفل نماز سے افضل

حرم شریف میں سب سے افضل عبادت طواف ہے نوافل ذکر و اذکار اور قرآن کی تلاوت وغیرہ دوسرے نمبر پر ہیں اور موسم حج میں اہل مکہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے، اور مکی وغیر مکی کے درمیان یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ اہل مکہ کو پورے سال نفل طواف کے لئے موقع ملتا ہے اور آنے والے مسافروں کو صرف موسم حج میں ملتا ہے، اب اگر موسم حج میں مکہ والے آکر بھیڑ لگائیں گے تو بیچارے دور سے آنے والے مسافروں کو موقع نہیں ملے گا، اس مسئلہ کی کچھ تفصیل (مسئلہ ۱۲۹۰) میں گزر چکی ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۲)

﴿۱۳۴۱﴾ فَاِذَا صَلَّى الفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِى الحِجَّةِ تَاَهَّبَ لِلْخرُوْجِ اِلٰى مِنٰى فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنٰى وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَّةَ فِى اَحْوَالِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِى الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنٰى اِلٰى اَنْ يُصَلِّيَ الفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الخَيْفِ.

ثامن آٹھواں ثَمَنَ یثمُنُ ثمنًا باب (ن) کسی چیز کا آٹھواں حصہ لینا۔ تاھب، ماضی ہے باب تفعل سے تَاَھُّبًا مصدر ہے تیار ہونا۔ یمکث فعل مضارع معروف باب (ن) مکثًا و مُکوثًا ٹھہرنا، قیام کرنا۔ غلس آخر رات کی تاریکی جمع اَغلاسٌ مسجد خیف یہ منٰی میں جمرات کے قریب ایک بہت بڑی مسجد ہے، اس کا مسجد حرام سے فاصلہ ۹ کلومیٹر ہے۔

ترجمہ: پھر جب پڑھ لے، فجر کی نماز آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ میں تو تیاری کرے، منٰی کی طرف چلنے کی چنانچہ

نکلے وہاں سے سورج نکلنے کے بعد اور مستحب ہے کہ پڑھے ظہر منی میں اور نہ چھوڑے تلبیہ کسی بھی حالت میں مگر طواف میں اور ٹھہرا رہے منٰی میں یہاں تک کہ پڑھ لے فجر منٰی کے اندر اندھیرے میں اور اترے مسجد خیف کے قریب

آٹھویں ذی الحجہ کو منٰی کے افعال

آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر سے پہلے منٰی پہنچ جانا اور ظہر عصر مغرب عشاء اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منٰی میں گزارنا نویں کو طلوع آفتاب کے بعد منٰی سے عرفات کو روانہ ہو جانا سنت ہے، اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ (احکام حج ٦٠) صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ منٰی میں مسجد خیف کے قریب ٹھہرے آج کل انتظامیہ کی جانب سے میدان منٰی میں خیمے لگا دیئے جاتے ہیں اور جس کو جہاں ٹھہرانا ہے اس کا وہ خیمہ متعین کر دیا جاتا ہے، اس لئے اپنے خیمہ میں ہی قیام کرے، اور اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدودِ منٰی میں قیام کی جگہ نہ ملے تو اس کے لئے منٰی کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے خواہ وہ حدودِ مکہ میں اپنی قیامگاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ (انوارِ مناسک: ۴۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے (رسول اللہ کا طریقۂ حج) درمیان عبارت میں تلبیہ سے متعلق یہ بیان کررہے ہیں کہ تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۴)

تنبیہ: بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طواف زیارت کے دوران تلبیہ کا ورد رکھتے ہیں، تو یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

﴿۱۳۴۲﴾ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَاتِى مَسْجِدَ نَمِرَةَ فَيُصَلِّى مَعَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا.

عرفات عرفہ بہت وسیع میدان ہے اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، اس پورے میدان میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے۔ **مسجد نمرة** یہ میدان عرفات کی وسیع وعریض مسجد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر ایک ساتھ پڑھائی تھیں، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی اسی جگہ یہ مسجد نمرہ ہے۔ **یخطب** فعل مضارع معروف باب (ن) خُطْبَةً تقریر کرنا، خطبہ دینا۔

ترجمہ پھر سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وہاں ٹھہرے پھر جب سورج ڈھل جائے تو مسجد نمرہ میں آئے اور پڑھے امام اعظم یا اس کے نائب کے ساتھ ظہر اور عصر کی بعد اس کے کہ پڑھے دو خطبے بیٹھے ان کے درمیان۔

عرفات کے لئے روانہ ہونے کا مسنون طریقہ

نویں ذی الحجہ کو منٰی سے عرفات کے لئے روانہ ہونیکا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہو جانے کا انتظار کرے اور جب سورج کی روشنی جبل ثبیر (منٰی سے جب عرفات کی طرف منہ کریں گے تو بائیں ہاتھ کو پڑے گا اور یہ پہاڑ بہت اونچا اور لمبا ہے، سورج اس پہاڑ کی طرف سے طلوع ہوتا ہے) کے اوپر سے نظر آجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہو جائے، اور سکون وقار کے ساتھ تلبیہ تکبیر تہلیل ذکر دعائیں درود شریف پڑھتے ہوئے چلے میدان عرفات میں پہنچ جانے کے بعد سورج ڈھلنے سے پہلے وقوف صحیح نہیں ہوتا زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے، اس درمیان دعاؤں میں مشغول رہنا اور درود شریف وغیرہ پڑھتے رہنا مسنون ہے، جب زوال ہو جائے تو فوراً ظہر کی اذان ہو جاتی ہے، اور اذان کے بعد امام، جمعہ کے خطبہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دے گا، اور عیدین کے خطبے کی طرح پہلے خطبے کے شروع میں نو مرتبہ تکبیر پڑھیگا اور دوسرے خطبے کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ مرتبہ تکبیر پڑھے گا، اور خطبے سے فارغ ہو کر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔

﴿۱۳۴۳﴾ وَيُصَلِّي الفَرْضَيْنِ بِاَذَان وَاِقَامَتَيْن وَلَايَجْمَعُ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِشَرْطَيْنِ الاَحْرَام وَالاِمَامِ الاَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِنَافِلَةٍ وَاِنْ لَمْ يُدْرِكِ الاِمَامَ الاَعْظَمَ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِي وَقْتِهَا المُعْتَادِ.

يفصِلَ فعل مضارع معروف باب (ض) **فَصْلًا وفُصُوْلًا** (م) ہے، دو چیزوں کو الگ الگ کرنا۔ **لم يدرك** نفی حجد بلم باب افعال سے **اَدْرَكَ، يُدْرِكُ اِدْرَاكًا** پانا۔ **المعتادُ** معمول کے مطابق، حسب عادت۔

ترجمہ اور پڑھے دونوں فرضوں کو ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ اور جمع نہ کرے ان دونوں کے درمیان مگر دو شرطوں کے ساتھ احرام اور امام اعظم کا ہونا اور فاصلہ نہ کرے دونوں نمازوں کے درمیان نفل نماز پڑھ کر اور اگر نہ پائے امام اعظم کو تو پڑھ لے ہر ایک نماز کو اس کے مقررہ وقت میں۔

عرفات میں ظہرین کو جمع کرنے کی شرائط

عرفات میں ظہرین کو جمع کرنے کے لئے بالاتفاق احرام شرط ہے، اور امیر الموسم کی اقتداء میں نماز پڑھنا شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک یہ بھی شرط ہے، لہٰذا جو شخص مسجد نمرہ میں امام کے پیچھے نماز ادا کرے گا وہی جمع بین الصلاتین کرسکتا ہے، اور جو مرد وعورت اپنے خیموں میں نماز پڑھیں گے خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں

یا تنہا پڑھیں ان کے لئے جمع کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان کے لئے ہر نماز اس کے وقت میں پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں اور مسجد نمرہ میں جمع بین الصلاتین کا حکم اس وجہ سے ہے کہ وہاں مجبوری ہے، اگر لوگ پہلے ظہر کی نماز مسجد میں اداء کریں گے پھر جبل رحمت پر جا کر وقوف کریں گے، پھر عصر کے وقت میں دوبارہ مسجد میں آ کر عصر ادا کریں گے پھر جبل رحمت پر جا کر وقوف کریں گے تو سارا وقت آنے جانے میں خرچ ہو جائے گا، اس لئے شریعت نے مسجد نمرہ میں جمع بین الصلاتین کی اجازت دی اور جو اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے لئے کیا مجبوری ہے؟ پس اس کے لئے جمع کرنے کی اجازت نہیں (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۸۹) صاحب کتاب نے ایک مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ ظہر و عصر دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، ایسے ہی دونوں نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد پھر شام تک کسی قسم کی کوئی نماز مشروع نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک/۸۰)

﴿۱۳۴۴﴾ فَإِذَا صَلّٰى مَعَ الإِمَامِ يَتَوَجَّهُ إِلَى المَوْقِفِ وَعَرَفَاتٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ.

الموقف ٹھہرنے کی جگہ، جمع مَوَاقِفُ وَقَفَ يَقِفُ وُقُوْفًا باب (ض) رکنا، ٹھہرنا۔ **عرنة** عرفات میں ایک وادی ہے اس کی تصغیر عُرینہ ہے عُرینہ ایک قبیلہ ہے، جس کی طرف عرنیون منسوب ہیں، اور عرنہ تانیث اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے، اس جگہ وقوف کرنے کی ممانعت ہے۔

ترجمہ: پس جب نماز پڑھ چکے امام کے ساتھ تو آئے موقف (ٹھہرنے کی جگہ) کی طرف اور پورا میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے سوائے بطن عرنہ کے۔

پورا میدان عرفات موقف ہے

عرفہ بہت وسیع میدان ہے، اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، اس پورے میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے، اور مزدلفہ کی طرف سے جب عرفات کے میدان میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے ایک برساتی نالہ آتا ہے، یہ بطن عرنہ کہلاتا ہے اس کے بعد عرفہ کا میدان ہے بطن عرنہ میں وقوف کرنا جائز نہیں اگر کوئی وہاں وقوف کرے گا تو حج نہیں ہوگا۔

﴿۱۳۴۵﴾ وَيَغْتَسِلُ بعدَ الزَّوَالِ فِي عَرَفَاتٍ لِلْوُقُوْفِ.

ترجمہ: اور غسل کرے زوال کے بعد عرفات میں ٹھہرنے کے لئے۔

تشریح: حج کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ عرفات میں زوال کے بعد غسل کر کے تب وقوف کرے

﴿۱۳۴۶﴾ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا مَادًّا يَدَيْهِ

كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَاِخْوَانِهٖ وَيَجْتَهِدُ عَلٰى اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطَرَاتٌ مِنَ الدَّمْعِ فَاِنَّهٗ دَلِيْلُ الْقَبُوْلِ وَيُلِحُّ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُوَّةِ رَجَاءِ الْاِجَابَةِ وَلَا يُقَصِّرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ اِذَا لَا يُمْكِنُهٗ تَدَارُكُهٗ سِيَّمَا اِذَا كَانَ مِنَ الْاٰفَاقِ.

جبل رحمت یہ میدان عرفات کے درمیان ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعائیں مانگنا باعث قبولیت ہے، عرفات کے دن اس پہاڑ پر بہت بھیڑ ہوتی ہے، اس لئے کمزور لوگوں کو اس پر چڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بھیڑ میں جان کا خطرہ ہوسکتا ہے۔ **مَادًّا** اسم فاعل ہے باب نصر سے اس کا مصدر مَدًّا ہے، دراز کرنا، پھیلانا۔ **مستطعم** اسم فاعل ہے باب استفعال سے (م) اِستطعام کھانا مانگنا۔ **یجتهد** فعل مضارع معروف باب افتعال اِجْتِهادًا مصدر ہے کوشش کرنا، طاقت لگانا، حصولِ مقصد تک کوشاں رہنا۔ **دَمْعٌ** جمع دُمُوْعٌ آنسو دَمَعَتِ العَيْنُ دَمْعًا وَدَمَعَانًا ودُمُوْعًا باب (ف) آنکھ میں آنسو آنا آنکھوں کا اشکبار ہونا۔ **یلح** فعل مضارع معروف اِلْحَاحٌ (م) ہے، مانگنے میں ضد کرنا، سر ہوجانا۔ **لایقصر** فعل مضارع منفی معروف باب تفعیل سے تقصیرًا مصدر ہے، کسی کام میں سستی برتنا، کوتاہی کرنا۔ **تدارك** باب تفاعل کا مصدر ہے گزری ہوئی چیز کو پانا۔ **سِيَّمَا** بمعنی خاص طور پر، سِیٌّ کے بعد ما زائدہ ہے، اس لئے یہ مضاف ہوگا، یا موصولہ ہے اور سِیّ مبتداء ہے اور ما کا مابعد خبر ہے۔

ترجمہ: اور ٹھہرے جبل رحمت کے قریب اس حالت میں کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے ہو تکبیر تہلیل تلبیہ کہتے ہوئے دعا مانگتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہو کھانا مانگنے والے کی طرح اور پوری کوشش کرے دعا میں اپنے لئے اپنے والدین اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے اور کوشش کرے اس بات پر کہ نکل جائیں اس کی آنکھوں سے کچھ قطرے آنسوؤں کے کیوں کہ یہ قبولیت کی علامت ہے، اور اصرار کرے دعا میں قبولیت کی پوری امید کے ساتھ اور کوتاہی نہ کرے اس دن میں کیوں کہ ممکن نہیں ہوسکتی اس کی تلافی خاص طور سے جب کہ ہو باہر کا رہنے والا (مکہ کے علاوہ)

وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ

عرفات کا میدان بہت وسیع ہے، اور پورا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے، مگر جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، حضرت ابراہیمؑ نے جب حج کیا تھا تو وہ جبل رحمت کے دامن میں ٹھہرے تھے، اور حج حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر ہوتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہیں وقوف کیا تھا، مگر اب چوں کہ ہر سال لاکھوں آدمی حج کرتے ہیں، اور وہ سب جبل رحمت کے قریب نہیں ٹھہر سکتے، اس لئے پریشانی سے بچنے کے لئے اور عبادت میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے جبل رحمت کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور اگر ممکن ہو تو ایسی جگہ قیام کی کوشش کرے جہاں سے قبلہ کی طرف رخ کرنے میں جبل رحمت سامنے ہو اور اپنی داھنی جانب ہو اور اگر ایسی جگہ میسر نہ

ہوتو پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کر سکتے ہیں، اور دورانِ وقوف قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر تکبیر تہلیل تسبیح حمد وثنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضور قلبی کے ساتھ اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اعزاء واقارب اور دوست واحباب اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے روکر دعائیں مانگیں، اور اسی طریقہ پر دعائیں مانگتے رہیں، اور میدان عرفات میں سب سے افضل اور بہتر دعا دعائے توحید ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے میدان عرفات میں جو دعائیں کی ہیں ان میں سب سے افضل ترین دعا دعائے توحید ہے، اور دعائے توحید چوتھا کلمہ ہے، اس کلمہ کو پڑھ کر جو بھی مرادیں مانگی جائیں انشاء اللہ قبول ہو جائیں گی، اور اگر ممکن ہو تو چوتھا کلمہ سو بار پڑھے۔

﴿۱۳۴۷﴾ وَالوُقُوْفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفْضَلُ وَالقَائِمُ عَلَى الاَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ القَاعِدِ.

راحلة سواری کے لائق اونٹ مذکر ومؤنث دونوں کے لئے ہے، تا مبالغہ کی ہے جمع رَوَاحِلُ.

ترجمہ اور وقوف کرنا سواری پر افضل ہے اور زمین پر کھڑا ہونے والا شخص بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

تشریح جاننا چاہئے کہ عرفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر جبل رحمت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے دامن میں وقوف فرمایا اور غروب تک اونٹ ہی پر تشریف فرما رہے، لوگوں کو مختلف ہدایتیں دینا غریبوں کی ضرورتیں پوری کرنا لوگوں کو مسائل بتانا سب کام اونٹ پر ہی کر رہے تھے، اور ساتھ ہی ذکر ودعا میں بھی مشغول تھے، مگر اب وہاں صورت حال مختلف ہے کوئی سواریوں پر نہیں جاتا اور نہ اس کا نظم ہو سکتا ہے، سب لوگ پیدل ہوتے ہیں، اور تعلیم وتعلّم کے لئے معلّمین یا ان کے نائبین وغیرہ ہوتے ہیں۔

﴿۱۳۴۸﴾ فَاِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَفَاضَ الاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهٗ عَلٰى هِينَتِهِمْ وَاِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يُسرِعُ مِن غَيْرِ اَنْ يُؤذِىَ اَحَدًا وَيَتَحَرَّزُ عَمَّا يَفعَلُهُ الجَهلَةُ مِنَ الاِشْتِدَادِ فِى السَّيْرِ وَالاِزْدِحَامِ وَالاِيْذَاءِ فَاِنَّهٗ حَرَامٌ حَتّٰى يَاتِىَ مُزْدَلِفَةَ فَينزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَيَرْتَفِعُ عَنْ بَطْنِ الوَادِى تَوْسِعَةً لِلْمَارِّيْنَ.

آفاض فعل ماضی معروف باب افعال افاضةً مصدر ہے، اس کے لغوی معنٰی ہیں لوٹنا مگر یہ لفظ عرفہ سے لوٹنے کے لئے خاص ہو گیا ہے، یتحرّز فعل مضارع معروف تَحَرُّزًا مصدر ہے۔ بچنا جهلة یہ جاہل کی جمع ہے، جهل(س) جهلًا وجهالة نہ جاننا ان پڑھ ہونا اِشتداد سخت ہونا باب افتعال کا مصدر ہے سیر چال رفتار ازدحام جگہ کا کثرتِ عدد سے تنگ ہونا بھیڑ ہونا مارّین اسم فاعل جمع حالت جری میں ہے باب (ن)(م) مَرًّا گزرنا۔

ترجمہ پھر جب سورج غروب ہو جائے تو لوٹے امام اور لوگ اس کے ساتھ اپنے سکون اور وقار پر اور جب

پائے کشادگی کوتو تیز چلے بغیر کسی کو تکلیف پہنچائے اور بچے ان چیزوں سے کہ جنکو جاہل لوگ کرتے ہیں، یعنی چلنے میں تیزی کرنا اور دھکم دھکا کرنا اور تکلیف دینا کیوں کہ یہ حرام ہے، یہاں تک کہ آئے مزدلفہ میں پس اترے جبل قزح کے قریب اور ٹھہرے بطن وادی سے کچھ اوپر کی جانب گزرنے والوں کے لئے کشادگی کے خیال سے۔

غروبِ شمس سے قبل حدودعرفات سے نکلنا

عرفات کے دن حجاج کے لئے غروب شمس سے قبل حدودعرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی اتفاق سے حدودعرفات سے باہر نکل جاتا ہے تو لوٹ کر عرفات میں داخل ہو جانا واجب ہے، جب سورج غروب ہو جائے تو سکون واطمینان کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے اور راستہ میں بار بار تلبیہ پڑھتا رہے، اور کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور اللہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ الحمد لِلّٰہ یہ کثرت کے ساتھ پڑھتا رہے، اور راستہ میں کسی طرح کا شور وشغب ہنگامہ نہ کرے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جب مزدلفہ پہنچ جائے تو جبل قزح کے دامن میں وقوف کرے، حضرت ابراہیمؑ نے یہیں وقوف کیا تھا یہ پہاڑ مشرقی جانب میں ہے، سورج اس کی اوٹ میں نکلتا ہے، اس لئے نظر نہیں آتا پشت پر ثبیر نامی پہاڑ ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مزدلفہ میں ایسی جگہ قیام نہ کرے کہ جہاں گزرنے والوں کو پریشانی ہو اس کا خاص طور سے خیال رکھے۔

﴿۱۳۴۹﴾ وَيُصَلِّي بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَاحِدٍ وَاِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ اور پڑھے وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک تکبیر کے ساتھ۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھنا

جس نے بھی حج کا احرام باندھ رکھا ہے وہ مغرب اور عشاء کو عشا کے وقت میں ایک ساتھ پڑھے گا عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور جس کا حج کا احرام نہیں وہ مغرب کو مغرب کے وقت میں پڑھے گا اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اس کے لئے جمع بین الصلوتین کرنا جائز نہیں ہے، اور مزدلفہ میں عشائین کو جمع کرنے لے لئے امام المسلمین کی اقتداء میں پڑھنا! [illegible] نہیں ہر حاجی کے لئے عشائین کو جمع کرنا جائز ہے، خواہ وہ امام المسلمین کی اقتداء میں نماز ادا کرے یا اپنے ڈیرے میں باجماعت پڑھے یا تنہا پڑھے، اور جمع کرنے کی صورت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازوں کو عشا کے وقت میں ایک ساتھ پڑھے۔

﴿۱۳۵۰﴾ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا اَوْ تَشَاغَلَ اَعَادَ الْإِقَامَةَ.

تطوع باب تفعل سے ماضی معروف ہے، کسی کام کو رضا کارانہ طور پر انجام دینا یہاں مراد نفل پڑھنا۔ **تشاغل**

باب تفاعل سے فعل ماضی ہے تشاغلاً (م) ہے مشغول و مصروف ہونا۔

ترجمہ اور اگر نفل پڑھے دونوں کے درمیان یا (اور کسی کام میں) مشغول ہو جائے تو تکبیر دوبارہ کہے۔

میدانِ مزدلفہ میں سنن ونوافل

جاننا چاہئے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز جائز نہیں ہے، اور اگر پڑھے یا دونوں نمازوں کے بیچ میں کسی اور کام میں لگ جائے جسکی وجہ سے دونوں نمازوں میں فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لئے دوبارہ تکبیر کہنی پڑے گی۔

﴿۱۳۵۱﴾ وَلَمْ تَجُزِ المَغْرِبُ فِي طَرِيْقِ الْمُزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ اِعَادَتُهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الفَجْرُ.

ترجمہ اور جائز نہیں مغرب کی نماز مزدلفہ کے راستہ میں اور اس پر اس کا لوٹانا ضروری ہے، جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو۔

مزدلفہ کے راستہ میں نماز مغرب یا عشاء پڑھنے سے وجوب اعادہ

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے، اس لئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں نماز مغرب پڑھ لیتا ہے، کہ وقت نکلا جا رہا ہے، تو اس پر مزدلفہ آ کر نماز مغرب کا اعادہ واجب ہے، اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا اعادہ واجب ہے، اور اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوع صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوع صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب وعشاء پڑھ لی جائے جتنی دیر میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہو سکتے ہیں، آگے فرماتے ہیں کہ اگر راستہ میں مغرب پڑھ لی تو اس کا اعادہ واجب رہے گا مگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مغرب کی نماز نہیں لوٹا سکتا کیوں کہ اصل میں پڑھ تو چکا ہے، یہ علیحدہ حکم ہے کہ اس وقت نہیں پڑھنی چاہئے تھی اور خلاف کرنے کی صورت میں لوٹانا واجب تھا، کیوں کہ اس روز مغرب کا وقت بھی گویا عشاء کے وقت ہی ہوتا ہے، اب جب تک عشاء کا وقت ہے لوٹا لے گا اور اس کے بعد اصل ادائیگی کا اعتبار کیا جائیگا۔ (ایضاح المناسک: ۱۴۳)

﴿۱۳۵۲﴾ وَيُسَنُّ الْمَبِيْتُ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

مبیت بَاتَ يَبِيْتُ بَيْتُوْتَةً وبيتا وَبَيَاتًا وَمَبِيْتًا باب (ض) رات گزارنا۔

ترجمہ اور سنت قرار دیا گیا ہے رات گزارنا مزدلفہ میں۔

تشریح نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ کی رات ہے، اس رات کی فضیلت شب قدر سے کم نہیں ہے، تمام رات جاگتے رہنا نماز تلاوت اور دعا میں مصروف رہنا بڑی خوش قسمتی ہے، اور یہ رات مزدلفہ میں گزارنا سنت ہے۔

﴿۱۳۵۳﴾ فَإِذَا طَلَعَ الفَجرُ صَلَّى الإِمَامُ بِالنَّاسِ الفَجرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ.

ترجمہ پھر جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو پڑھائے امام لوگوں کو فجر کی نماز اندھیرے میں پھر ٹھہرے امام اور لوگ اس کے ساتھ۔

وقوفِ مزدلفہ کا وقت

وقوف مزدلفہ کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے، لہٰذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے قبل یا طلوع شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرے گا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر وقوف شروع کر دے، اور اس پر تمام ائمہ متفق ہے کہ یہاں صبح کی نماز اول وقت میں مسنون ہے۔

﴿۱۳۵۴﴾ وَالمُزدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوقِفٌ إِلَّا بَطنَ مُحَسِّرٍ.

مُحَسِّر میم کے ضمہ حاء کے فتحہ اور سین مشدد کے کسرہ کے ساتھ ہے، مزدلفہ سے منٰی کی طرف آتے ہوئے درمیان میں ایک میدان ہے، اس کا نام وادی محسر ہے، اس میں وقوف کرنا جائز نہیں ہے، اور مزدلفہ سے منٰی آتے وقت یہاں سے تیز رفتاری سے چلنا چاہئے۔

ترجمہ اور پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے، مگر وادئ محسر۔

مزدلفہ کا پورا میدان موقف ہے

فرماتے ہیں کہ مزدلفہ کا پورا میدان موقف ہے، مگر وادی محسّر میں وقوف نہ کرے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسّر میں اپنی سواری کو ذرا تیز چلایا اس کی وجہ تسمیہ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ اس جگہ اصحاب فیل ہلاک ہوئے ہیں یہاں اصحاب فیل کے فیل کو حَسَر واقع ہوا تھا یعنی وہ یہاں آ کر رک گیا تھا، اور اسی جگہ ان پر عذاب نازل ہوا تھا، تو اس کے محل عذاب ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جلدی سے گزرے جیسا کہ دیار عاد وثمود سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے گزرے تھے، لیکن ملا علی قاری نے اس وجہ تسمیہ کی تردید کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اصحاب

فیل حدِّ حرم تک نہیں پہنچ سکے تھے، اس سے قبل ہی ان پر عذاب نازل ہو گیا تھا اور یہ وادی محسر حدِّ حرم میں ہے، بلکہ یہاں سے تیز چلنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص نے یہاں شکار کیا تھا تو اس پر آسمان سے آگ برسی تھی اسی لئے اس کو وادی نار بھی کہتے ہیں منٰی مزدلفہ اور وادی محسر سب حرم میں داخل ہیں۔ (مستفاد الدر المنضود: ۳/۲۶۰)

نوٹ: آج کل وادئ محسر میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کر دیئے جاتے ہیں اور انہیں کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈنگ خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں پس حجاج کو وہاں قیام نہ کرنا چاہئے اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

﴿۱۳۵۵﴾ وَيَقِفُ مُجْتَهِدًا فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللّٰهَ اَنْ يُتِمَّ مُرَادَهُ وَسُؤَالَهُ فِي هٰذَا الْمَوْقِفِ كَمَا اَتَمَّهُ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اور ٹھہرے انتہائی کوشش کرتا ہوا اپنی دعا میں اور دعا مانگے اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی مراد کو اور اس کے سوال کو پورا کر دے اس موقف میں جیسا کہ پورا کیا ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد تکبیر تہلیل تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ وقوف میں مرادیں مانگے، یہاں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

﴿۱۳۵۶﴾ فَاِذَا اَسْفَرَ جِدًّا اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

اَسْفَرَ ماضی معروف باب افعال اسفار مصدر ہے، روشن ہونا جِدًّا اس کا نصب مصدریت کی وجہ سے ہے، وجود میں آنا۔

ترجمہ پھر جب خوب روشنی ہو جائے تو لوٹے امام اور لوگ سورج نکلنے سے پہلے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کر لیا جائے اور سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مزدلفہ سے منٰی کو روانہ ہو جائے۔

﴿۱۳۵۷﴾ فَيَاتِي اِلٰى مِنٰى وَيَنْزِلُ بِهَا ثُمَّ يَاتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مِثْلَ حَصَى الْخَذَفِ.

حصی باب ضرب سے کنکر پھینکنا پتھر مارنا خذف انگلیوں میں پکڑ کر جو کنکر مارتے ہیں اس کا نام خذف ہے، پھر غلیل میں جو کنکری رکھ کر مارتے ہیں اس کو بھی خذف کہتے ہیں، اور وہ کنکری نہ بہت چھوٹی ہو اور نہ بہت بڑی ہو دو چنے

کے دانوں کے بقدر ہو۔

ترجمہ: پھر آئے منٰی میں اور وہاں اتر جائے پھر آئے جمرۂ عقبہ پر چنانچہ رمی کرے اس کی بطن وادی سے سات کنکریوں کے ساتھ پختہ ٹھیکرے کی کنکریوں جیسی ہو۔

تشریح: جاننا چاہئے جب مزدلفہ سے منٰی کو پہنچ جائے تو جمرات تک پہنچنے سے پہلے پہلے بار بار تلبیہ پڑھتا رہے اور تکبیر تہلیل اور استغفار بھی پڑھتا رہے، اور منٰی پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی، یعنی آپ نے رمی وادی میں اتر کر فرمائی یعنی اوپر سے نہیں کی اس لئے یہی مسنون ہے، مگر اب وہاں نہ وادی ہے نہ اس کا بیچ البتہ رمی کا راستہ سنت کا لحاظ کر کے بنایا گیا ہے۔

﴿۱۳۵۸﴾ وَيُسْتَحَبُّ اَخْذُ الجِمَارِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اَوْ مِنَ الطَّرِيْقِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے کنکریوں کا لینا مزدلفہ سے یا راستہ سے۔

کنکریاں کہاں سے لیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں لوگوں کو ہدایت دی تھی کہ کل جو رمی کرنی ہے، اس کے لئے یہاں سے کنکریاں لے لو اس لئے مستحب یہی ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ مزدلفہ سے ستر ۷۰ کنکریاں لیکر چلیں جو منٰی میں جمرات کی رمی کرنے میں کام آئیں گی اور ستر (۷۰) اس لئے لینا ہے کہ اگر تیرہویں تاریخ کو بھی رمی کرنا پڑے تو کل ستر ۷۰ کنکریاں ہو جائے گی۔

﴿۱۳۵۹﴾ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِىْ عِنْدَ الجَمْرَةِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے ان میں سے اٹھانا جو جمرہ کے پاس ہو۔

تشریح: حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں منجانب اللہ اٹھادی جاتی ہیں، اور جس کا قبول نہیں ہوتا اس کی وہیں پڑی رہتی ہیں، اس لئے وہاں پڑی ہوئی کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے۔ (طحطاوی/ ۴۰۱)

﴿۱۳۶۰﴾ وَيُكْرَهُ الرَّمْىُ مِنْ اَعْلَى العَقَبَةِ لِاِيْذَائِهِ النَّاسَ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے رمی جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب سے رمی کے تکلیف پہنچانے کی وجہ سے لوگوں کو۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمرۂ عقبہ کی رمی اوپر کی جانب سے کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ اس میں لوگوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، مگر آج کل صورت مختلف ہو چکی ہے، جمرات کئی کئی منزلہ عمارت بن چکی ہے، اور ہر منزل والوں کا آمد و رفت کا راستہ بالکل الگ الگ ہے، ایک منزل پر رمی کرنے سے دوسری منزل والوں کو ذرہ برابر بھی کوئی

دِقّت اور پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

﴿۱۳۶۱﴾ وَيَلْتَقِطُهَا اِلْتِقَاطًا وَلَا يَكْسِرُ حَجَرًا جِمَارًا وَيَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَاِنَّهَا يُقَامُ بِهَا قُرْبَةٌ وَلَوْ رَمٰى بِنَجِسَةٍ اَجْزَاهُ وَكُرِهَ.

يتلقط فعل مضارع معروف باب افتعال اِلْتِقَاطًا مصدر ہے زمین سے اٹھانا۔ **يكسر** فعل مضارع معروف باب (ض) كَسْرًا مصدر ہے سخت چیز توڑنا۔

ترجمہ: اور اٹھائے ان کو اور نہ توڑے پتھر کنکریاں کرنے اور ان کو دھولے تا کہ یقین کر لے ان کی پاکی کا کیوں کہ ان سے ثواب کی چیز اور ایک عبادت ادا کی جاتی ہے، اور اگر رمی کرے ناپاک کنکر سے تو کافی ہے مگر مکروہ ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ رمی کرنے کے لئے مستحب اور افضل تو یہی ہے کہ مزدلفہ سے کنکر لے کر چلے باقی اگر راستہ سے لے لے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، آگے فرماتے ہیں کہ جو کنکریاں رمی کے لئے لی ہیں ان کو دھو کر صاف ستھرا کر لینا چاہئے، تا کہ پاکی کا یقین ہو جائے کیوں کہ اس سے ایک عبادت ادا کی جائے گی اور عبادت کے لئے پاک ہونا ضروری ہے۔

﴿۱۳۶۲﴾ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ اَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيْهَا.

ترجمہ: اور ختم کر دے تلبیہ پہلی کنکر کے ساتھ (یعنی جس وقت کہ) اس کو پھینکے۔

حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے

حج کا تلبیہ حج کرنے والا جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رکھے گا اور جمرۂ عقبہ کی رمی کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کر دے گا۔
(ایضاح المناسک: ۷۰، ایضاح الطحاوی: ۵۴۴/۳)

﴿۱۳۶۳﴾ وَكَيْفِيَّةُ الرَّمِي اَنْ يَّاخُذَ الحَصَاةَ بِطَرْفِ اِبْهَامِهٖ وَسَبَّابَتِهٖ فِي الاَصَحّ لِاَنَّهٗ اَيْسَرُ وَاَكْثَرُ اِهَانَةً لِلشَّيْطَان وَالمَسْنُوْنُ الرَّمِيُ بِاليَدِ اليُمْنٰى وَيَضَعُ الحَصَاةَ عَلٰى ظَهْرِ اِبْهَامِهٖ وَيَسْتَعِيْن بِالمُسَبِّحَةِ وَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّامِي وَمَوْضِعِ السُّقُوْطِ خَمْسَةُ اَذْرُعٍ وَلَوْ وَقَعَتْ عَلٰى رَجُلٍ اَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ اَعَادَهَا وَاِن سَقَطَتْ عَلٰى سُنَنِهَا ذٰلِكَ اَجزَاهُ.

اهانة تحقیر و تذلیل، بے وقعتی باب افعال کا مصدر ہے۔ **شيطان** گمراہ کن شریر اور خبیث روح۔ **سقوط** باب (ن) کا مصدر ہے گرنا۔ **مَحْمِلْ** چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ: اور رمی کا طریقہ یہ ہے کہ پکڑے کنکرا اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی پھونگل سے صحیح ترین قول میں کیوں کہ یہ آسان ہے، اور بہت زیادہ ہے، شیطان کو ذلیل کرنے کے اعتبار سے اور مسنون داہنے ہاتھ سے پھینکنا ہے، اور رکھے کنکرا اپنے انگوٹھے کی پشت (ناخن کی جانب) پر اور مدد لے شہادت کی انگلی سے (اس کو بھی لگالے) اور ہو پھینکنے والے اور گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ اور اگر گر گئی کسی آدمی یا کجاوہ پر اور ٹھہر گئی تو اس کو دوبارہ پھینکے اور اگر گر جائے اپنی رفتار سے چلتے ہوئے تو کافی ہے اس کو۔

رمی کرنے کا طریقہ

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب رمی کرنے کا ارادہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کنکرا اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی پھونگل میں پکڑے اور جمرات کے چاروں جانب جو گہرائی کی شکل میں ایک احاطہ ہے، اس میں گرنی چاہئے، اب اس وقت وہ جمرات ستون اور کھمبوں کی شکل میں نہیں ہے بلکہ ایک موٹی سی دیوار بنادی گئی ہے، اور پھر اس کے احاطہ کو چار منزل تک پیچدار بنا دیا گیا ہے، تمام منزلوں میں اب رمی ہوتی ہے، اور بعض منزلوں میں الیکٹرانک ایسے زینے تیار کردیئے گئے ہیں، کہ ایک سیڑھی پر قدم رکھو اور اسی پر کھڑے رہو وہ خود بخود چلتا رہے گا یا جلدی جلدی ہر سیڑھی پر قدم رکھتے رہو، بہرحال اس زمانہ میں بے انتہا سہولت ہو چکی ہے، اور یہ جو صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ کنکر انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی سے مدد لے اس میں ایک قسم کا تکلف ہے، اور کنکر گرنے کا بھی خوف ہے، اور آجکل اس طرح مارنے کا رواج بھی نہیں ہے، بہرحال اگر کوئی ایسے مارے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، بس اس کا خیال رہنا چاہئے کہ کنکر اس احاطہ میں ہی گرے کہیں اِدھر اُدھر نہ گرے۔

﴿۱۳۶۴﴾ وَكَبَّرَ بِكُلِّ حَصَاةٍ.

ترجمہ: اور تکبیر کہتا رہے ہر ایک کنکر کے ساتھ۔

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہر کنکر کے ساتھ اللہ اکبر کہتا رہے یعنی تکبیر کہنا سنت ہے، اور اگر کوئی بھیڑ میں حواس باختہ ہو جائے اور تکبیر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱۳۶۵﴾ ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ اِنْ اَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ اَوْ يُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ وَيَكْفِي فِيْهِ رُبُعُ الرأسِ وَالتَّقْصِيْرُ اَن يَاخُذَ مِنْ رُؤُوْسِ شَعْرِه مِقْدَارَ الْاَنْمَلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ.

یحلق فعل مضارع معروف باب (ض) حَلْقًا حِلَاقًا وَحِلَاقَةً مونڈنا بال اتارنا۔ **یُقَصِّرُ** فعل مضارع معروف باب تفعیل تقصیر مصدر ہے، چھوٹا کرنا، لمبائی کم کرنا۔ **الْاَنْمَلَةُ** اس میں کئی لغات ہیں: **الْاُنْمُلَةُ الانْمَلَةُ الْاُنْمِلَةُ اَلْاِنْمَلَةُ** سرانگشت بعض کے نزدیک انگلی کا اوپر کا پورا جمع اَنَامِلُ و انملات .

ترجمہ: پھر قربانی کرے حج افراد کرنے والا اگر چاہے پھر سر منڈوائے یا کتروائے اور منڈوانا افضل ہے، اور کافی ہے اس میں چوتھائی سر کا منڈوانا اور بال کتروانا یہ ہے کہ کتر والے اپنے بالوں کے سروں اور پھونگلوں سے انگلیوں کے پوروں کی مقدار اور تحقیق کہ حلال ہوگئیں اس کے لئے ہر چیز سوائے عورتوں کے۔

قربانی کب کی جائے؟

اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرلی جائے اور اگر متمتع یا قارن نہیں ہے، تو قربانی لازم نہیں جن لوگوں پر قربانی لازم ہے وہ قربانی کے بعد اور جن پر قربانی لازم نہیں وہ رمی کے بعد اپنے سر کا حلق یا قصر کرلیں اور سر کے بال صاف کرلینے کے بعد احرام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے، اور بیوی طواف زیارت کے بعد حلال ہوتی ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرنے کے بعد احرام کھولنے کے لئے سر منڈانا یا بال ترشوانا ضروری ہے، قصر میں بال لمبائی میں ایک انگلی کے پوروے کے بقدر اور مقدار میں چوتھائی سر کے بقدر کٹوانا ضروری ہے، اور عورتوں کے لئے حلق کرانا حرام ہے، وہ صرف بال ترشوائیں گی اور بعض عورتوں کی چوٹی آخر سے تپلی ہوجاتی ہے، ان پر ذرا اوپر سے بال کاٹنا ضروری ہے، تاکہ چوتھائی سر کے بال برابر کٹ جائیں، ورنہ احرام نہیں کھلے گا، اور سر منڈا کر احرام کھولنا دو وجہ سے افضل ہے۔

(۱) جب لوگ بادشاہوں کے دربار میں جاتے ہیں تو صفائی کا خوب اہتمام کرتے ہیں، حجاج بھی احرام کھول کر طواف زیارت کے لئے دربار خداوندی میں جائیں گے، پس ان کو بھی خوب صاف ہوکر حاضر ہونا چاہئے اور سر منڈانے سے سر کا میل کچیل اچھی طرح صاف ہوجاتا ہے، اس لئے یہ افضل ہے۔ (۲) سر منڈا کر احرام کھولنے کا اثر کئی روز تک باقی رہتا ہے، جب تک بال بڑھ نہیں جائیں گے۔

ہر دیکھنے والا محسوس کرے گا کہ اس نے حج کیا ہے، پس اس سے حج کی شان بلند ہوگی اس لئے حلق افضل ہے۔

فائدہ: احرام کھولنے کا افضل طریقہ حلق ہے، اور قصر کرانا بھی جائز ہے، اور احرام کھولنے کے لئے یہ طریقہ دو وجہ سے تجویز کیا گیا ہے۔ اول احرام سے نکلنے کا یہ ایک مناسب طریقہ ہے، جو متانت کے منافی نہیں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا تو وہ احرام سے نکلنے کے لئے معلوم نہیں کیا کیا طریقے اختیار کریں گے، کوئی جماع سے احرام کھولے گا، کوئی کچھ اور کرے گا دوم حلق کرانے سے سر کا میل کچیل خوب صاف ہوجاتا ہے، اس لئے یہ طریقہ افضل ہے۔ (مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۳۱۶) جاننا چاہئے کہ پہلے دائیں طرف کے سر کا حلق کرائے پھر بائیں طرف کا اور یہ افضل ہے،

اور جائز یہ ہے کہ کسی بھی جانب سے حلق کرائے اور مونڈنے والے کا دایاں مراد نہیں بلکہ منڈوانے والے کا دایاں مراد ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۱۵)

﴿۱۳۶۶﴾ ثُمَّ یَاتِی مَکَّۃَ مِنْ یَوْمِہٖ ذٰلِکَ اَوْ مِنَ الغَدِ اَوْ بَعْدَہٗ فَیَطُوْفُ بِالبَیْتِ طَوَافَ الزِّیَارَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَہُ النِّسَاءُ.

ترجمہ: پھر آجائے مکہ میں اسی دن یا اگلے دن یا اس کے بعد پھر طواف کرے بیت اللہ کا طواف زیارت سات چکر اور حلال ہو گئیں اس کے لئے عورتیں۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو منٰی میں رمی قربانی حلق یا قصر کے بعد اگر وقت ہو تو حرم شریف پہنچ کر طواف زیارت بھی کرلیا جائے اور اگر وقت نہ ہو تو گیارہویں یا بارہویں کو طواف زیارت کرلیا جائے اب اس کے واسطے بیوی بھی حلال ہو جائے گی۔

﴿۱۳۶۷﴾ وَاَفْضَلُ ھٰذِہِ الاَیَّامِ اَوَّلُھَا وَاِنْ اَخَّرَہٗ عَنْھَا لَزِمَہٗ شَاۃٌ لِتَاخِیْرِ الوَاجِبِ.

ترجمہ: اور ان دنوں میں افضل اس کا پہلا دن ہے، اور اگر مؤخر کردے اس کو ان دنوں سے تو لازم ہوگی اس پر ایک بکری واجب میں تاخیر کی وجہ سے۔

طوافِ زیارت میں تاخیر

طواف زیارت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان ہر وقت رات میں بھی اور دن بھی کرلینا واجب ہے، اور سب سے افضل دسویں ذی الحجہ ہے، خیر اگر بارہویں ذی الحجہ گزر گئی اور طواف زیارت نہیں کیا تو اس پر ایک قربانی جرمانہ میں واجب ہو جائے گی اور بعد میں طواف زیارت بھی کرنا ہوگا۔

﴿۱۳۶۸﴾ ثُمَّ یَعُوْدُ اِلٰی مِنٰی فَیُقِیْمُ بِھَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الیَوْمِ الثَّانِی مِنْ اَیَّامِ النَّحْرِ رَمَی الجِمَارَ الثَّلَاثَ یَبْدَأُ بِالجَمْرَۃِ الَّتِی تَلِیْ مَسْجِدَ الخَیْفِ فَیَرْمِیْھَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ مَاشِیًا یُکَبِّرُ بِکُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ یَقِفُ عِنْدَھَا دَاعِیًا بِمَا اَحَبَّ حَامِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مُصَلِّیًا عَلَی النَّبِیِّ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ وَیَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَیْہِ وَاِخْوَانِہِ المُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ یَرْمِی الثَّانِیَۃَ الَّتِی تَلِیْھَا مِثْلَ ذٰلِکَ وَیَقِفُ عِنْدَھَا دَاعِیًا ثُمَّ یَرْمِی جَمْرَۃَ العَقَبَۃِ رَاکِبًا وَلَا یَقِفُ عِنْدَھَا فَاِذَا کَانَ الیَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ اَیَّامِ النَّحْرِ رَمَی الجِمَارَ الثَّلَاثَ بَعْدَ الزَّوَالِ کَذٰلِکَ.

ترجمہ پھر لوٹ آئے منیٰ کی طرف اور وہاں ٹھہر جائے، پھر جب سورج ڈھل جائے دسویں تاریخ کے دوسرے دن کا تو رمی کرے تینوں جمروں کی شروع کرے اس جمرہ سے جو متصل ہے مسجد خیف سے پس اس پر رمی کرے سات کنکریوں کے ساتھ اس حال میں کہ پیدل ہو تکبیر کہتا رہے، ہر کنکری کے ساتھ پھر ٹھہر جائے اس کے پاس اس حال میں کہ دعا کرتا ہو اس چیز کی جو اسے پسند ہو اللہ کی تعریف کرتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہو اور اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا میں اور مغفرت کی دعا مانگے، اپنے والدین اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے پھر رمی کرے دوسرے جمرہ کی جو اس سے متصل ہے، اسی کے مانند اور ٹھہر جائے اس کے پاس دعا مانگتا ہوا، پھر رمی کرے جمرہ عقبہ کی سوار ہو کر اور نہ ٹھہرے اس کے پاس، پھر جب ہو تیسرا دن دسویں تاریخ کا تو رمی کرے تینوں جمرات کی زوال کے بعد ایسے ہی۔

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ حاجی طواف زیارت کے بعد منیٰ میں جا کر قیام کرے اور رات وہیں گزارے، گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اور ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، اگر زوال سے قبل رمی کرے گا تو راجح قول کے مطابق وہ رمی صحیح نہیں ہوگی اس کا اعادہ واجب ہوگا، آگے فرماتے ہیں کہ رمی کی ابتداء اس جمرہ سے کرے گا، جو جمرہ مسجد خیف سے متصل ہے، اس جمرہ پر سات کنکریاں پھینکے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے، اور اس جمرہ کے پاس ٹھہرے پھر اسی طرح اس جمرہ کی رمی کرے جو اس کے متصل ہے، اور اس دوسرے جمرہ کے پاس بھی ٹھہرے پھر اسی طرح جمرہ عقبہ کی رمی کرے البتہ اس کے پاس نہ ٹھہرے پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس توقف کر کے اللہ تعالی کی تعریف بیان کرے، تکبیر وتہلیل کہے، اور درود شریف پڑھے، اور اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور تمام مسلمان مرد وعورتوں کے لئے دعائے مغفرت کرے اور اگر تیرہویں تاریخ کو بھی ٹھہر جائے تو اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اور وہ بھی پہلے ایام کی طرح زوال کے بعد ہوگی

﴿۱۳۶۹﴾ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَعَجَّلَ نَفَرَ اِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَاِنْ اَقَامَ اِلَى الْغُرُوْبِ كُرِهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ .

يتعجل فعل مضارع معروف باب تفعل تَعَجُّلاً مصدر ہے جلدی کرنا، تیزی دکھانا۔ **نفر** ماضی معروف باب (ض) نَفْرًا مصدر ہے کسی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا یہاں پر مراد حاجی کا منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آنا۔

ترجمہ اور جب ارادہ کرے یہ کہ جلدی سے روانہ ہو جائے تو کوچ کرے مکہ کی طرف سورج ڈوبنے سے

پہلے اور اگر ٹھہر جائے سورج غروب ہونے تک تو مکروہ ہے، اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانگی

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر بارہویں ذی الحجہ کو حاجی کو جلدی ہو تو رمی کے بعد غروب سے پہلے روانہ ہوجانا بلا کراہت جائز ہے، اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج/۱۸۲)

﴿۱۳۷۰﴾ وَاِنْ طَلَعَ الفَجْرُ وَهُوَ بِمِنٰی فِی الرابِعِ لَزِمَهُ الرَّمیُ وَجَازَ قَبلَ الزَّوَالِ وَالاَفْضَلُ بَعْدَهٗ.

ترجمہ: اور اگر صبح صادق ہوجائے حالاں کہ وہ منیٰ میں ہے، چوتھے دن میں تو لازم ہے اس کو رمی اور جائز ہے زوال سے پہلے اور افضل اس کے بعد ہے۔

اگر تیرہویں کو منیٰ میں رُک جائے تو کیا حکم ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر تیرہویں تاریخ کو منیٰ میں رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے، اگر زوال سے قبل کرے گا تو اعادہ لازم آئے گا، یہی قول مفتی بہ ہے، اور امام اعظم کی ایک روایت یہ ہے کہ تیرہ کی رمی زوال سے پہلے بھی کرسکتے ہیں، اسی کو مصنفؒ نے **وجاز قبل الزوال** سے بیان کیا ہے۔

﴿۱۳۷۱﴾ وَكُرِهَ قَبلَ طُلُوعِ الشَّمْس.

ترجمہ: اور مکروہ ہے سورج نکلنے سے پہلے۔

تشریح: جمرہ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا صحیح تندرست اور کمزور ضعیف سب کے لئے مکروہ ہے، مگر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔

﴿۱۳۷۲﴾ وَكُلُّ رَمْیٍ بَعْدَهٗ رَمْیٌ تَرْمِیْهِ مَاشِیًا لِتَدْعُوْ بَعْدَهٗ وَاِلاَّ رَاكِبًا لِتَذْهَبَ عَقِبَهٗ بِلَا دُعَاءٍ.

عقب باب (ض) کا مصدر ہے کسی کے پیچھے آنا۔

ترجمہ: اور ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہے، کرے اس کو پیدل تاکہ اس کے بعد دعا مانگ سکے ورنہ سوار ہو کر تاکہ چلا جائے اس کے فوراً بعد بغیر دعا مانگے۔

رمی پیدل کی جائے گی

حنفیہ نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ جس رمی کے بعد رمی ہے، وہ پیدل کرنا افضل ہے، اور جس رمی کے بعد رمی نہیں ہے وہ سوار ہو کر کرنا افضل ہے، مگر اب سب پیدل ہی رمی کرتے ہیں، جانور پر سوار ہو کر رمی کرنے کی اب کوئی صورت نہیں ہے، مزید تفصیل مسئلہ ۱۳۰۱ کے تحت دیکھیں۔

﴿۱۳۷۳﴾ وَكُرِهَ الْمَبِيْتُ بِغَيْرِ مِنًى لَيَالِيَ الرَّمْيِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے رمی کی راتوں کا گزارنا منیٰ کے علاوہ۔

منیٰ میں رات گزارنا

تین راتیں منیٰ میں گزارنا سنت ہے، (۱) آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات (۲) دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی رات (۳) گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی رات ان راتوں کو بلا عذر دوسری جگہ گزارنا مکروہ ہے۔ (احکام حج/۵۹، تاتارخانیہ: ۳/۵۳۴ مسئلہ نمبر ۴۹۷۴)

﴿۱۳۷۴﴾ ثُمَّ إِذَا رَحَلَ إِلٰى مَكَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً.

رَحَلَ ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب (ف) رَحْلًا و رَحِيْلًا و رِحْلَةً سفر کرنا روانہ ہونا۔

ترجمہ پھر جب کوچ کرے مکہ کی طرف تو اترے محصب میں تھوڑی دیر کے لئے۔

محصب میں اترنا

منیٰ سے مکہ روانہ ہوتے وقت راستہ میں محصب پڑتا ہے، اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے، مگر اب وہاں مکانات وغیرہ بن چکے ہیں اب کوئی صورت وہاں ٹھہرنے کی نہیں ہے، اور نہ اسکا رواج ہے، اس بارے میں مزید تفصیل مسئلہ ۱۳۱۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

﴿۱۳۷۵﴾ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِلَا رَمَلٍ وَسَعْيٍ إِنْ قَدَّمَهُمَا وَهٰذَا طَوَافُ الْوَدَاعِ وَيُسَمّٰى أَيْضًا طَوَافَ الصَّدْرِ وَهٰذَا وَاجِبٌ إِلَّا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ بِهَا.

ترجمہ پھر مکہ میں داخل ہو اور بیت اللہ کے سات چکر لگائے بغیر رمل اور بغیر سعی کے اگر کر چکا ان دونوں کو

پہلے اور یہ طواف وداع ہے، اور نام رکھا جاتا ہے، طواف صدر بھی اور یہ واجب ہے مگر مکہ والوں پر اور اس شخص پر جو ٹھہرے مکہ میں۔

طوافِ صدر کب کرے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ منیٰ کے تمام افعال حج ادا کرنے کے بعد طواف صدر کرے طواف صدر کا مطلب یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنے والے جب وطن واپس ہوں گے تو روانگی کے وقت اخیر میں ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی پر واجب ہے، البتہ حائضہ اور نفساء پر لازم نہیں ہے، اور اس طواف کا دوسرا نام طواف وداع بھی ہے۔ (ایضاح المناسک: ۹۶) مصنف ؒ فرماتے ہیں کہ اس طواف وداع میں رمل اور سعی بین الصفا والمروہ کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ ان دونوں کاموں کو پہلے طواف میں کر چکا ہو ورنہ لازم ہیں۔

﴿۱۳۷۶﴾ وَيُصَلِّي بَعْدَهٗ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ اور پڑھے اس کے بعد دو رکعتیں۔

تشریح ہر طواف کے بعد دو رکعت شکرانہ نفل پڑھنا واجب ہے اس کا ترک کر دینا بہت بڑا گناہ ہے، طواف چاہے فرض ہو یا واجب یا نفل سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۳، ایضاح الطحاوی: ۳/۴۵۷)

﴿۱۳۷۷﴾ ثُمَّ يَاتِي زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَيَسْتَخْرِجُ الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهٖ اِنْ قَدَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ فِيْهِ مِرَارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهٗ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ اِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلٰى جَسَدِهٖ اِنْ تَيَسَّرَ وَاِلَّا يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ وَرَاسَهٗ وَيَنْوِي بِشُرْبِهٖ مَاشَاءَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا شَرِبَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ.

يَتَضَلَّعُ فعل مضارع معروف باب تفعل تَضَلُّعًا مصدر ہے، خوب سیر یا سیراب ہونا يتنفس یہ بھی فعل مضارع ہے باب تفعل سے تَنَفُّسًا (م) ہے، سانس لینا مِرَارًا یہ جمع ہے اس کا واحد مَرَّةٌ ہے، ایک بار۔ يرفع فعل مضارع معروف باب (ف) رفعًا مصدر ہے اوپر اٹھانا۔ بصر آنکھ، نگاہ جمع اَبْصَارٌ. نافعًا اسم فاعل ہے باب (ف) نفعًا فائدہ دینا، نفع پہنچانا۔ رزق (بالکسر) روزی جمع أرزاقٌ رَزَق يرزقُ رَزْقًا باب (ن) روزی دینا، خوراک پہنچانا۔ واسعًا اسم فاعل باب (ف) وسعًا مالا مال کرنا۔

ترجمہ: پھر آئے زمزم پر اور پیے اس کے پانی سے اور نکالے پانی اس سے خود اگر ممکن ہو اور منہ کرے بیت اللہ کی طرف اور خوب سیر ہوکر پیے اور سانس لے اس میں چند مرتبہ اور اٹھاتا رہے، اپنی نگاہ ہر مرتبہ دیکھتا رہے بیت اللہ کو، اور بہائے اپنے جسم پر اگر آسان ہو ورنہ پھیر لے اس کو اپنے چہرے اور سر پر اور نیت کرے اس کے پینے کے وقت جو چاہے، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب پیتے تو فرماتے اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے نفع والے علم اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمزم کا پانی اس مقصد کے لئے ہے جس کے ارادہ سے پیا جائے۔

صلوٰۃِ طواف کے بعد آبِ زمزم پینا

صلاۃ طواف سے فارغ ہوکر زمزم کے پاس آکر خوب سیراب ہوکر پانی پیے اور پینے کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑے ہوکر پیا جائے، اور تین سانس میں پیا جائے، ہر مرتبہ منہ برتن سے علیحدہ کرے اور بار بار بیت اللہ کو دیکھتا رہے، فرماتے ہیں کہ زمزم کا پانی اپنے جسم اور چہرے اور سر پر خوب بہائے یہ باعث خیر وبرکت ہے، اور پیتے وقت اپنی مرادوں پر دھیان کیا جائے اور اس پانی میں اللہ نے غذائیت رکھی ہے، اور اس پانی کو ہر بیمارن کے لئے شفا بنایا ہے۔

﴿۱۳۷۸﴾ وَيَسْتَحِبُّ بَعْدَ شُرْبِهٖ اَنْ يَاتِيَ بَابَ الكَعْبَةِ وَيُقَبِّلَ العَتَبَةَ ثُمَّ يَاتِيَ اِلَى المُلْتَزَمِ وَهُوَ مَابَيْنَ الحَجَرِ الاَسْوَدِ وَالبَابِ فَيَضَعُ صَدرَهٗ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ وَيَتَشَبَّثُ بِاَسْتَارِ الكَعْبَةِ سَاعَةً يَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالدُّعَاءِ بِمَا اَحَبَّ مِنْ اُمُوْرِ الدَّارَيْنِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لَهٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ العَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي العَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

كعبة مکہ معظمہ میں خانۂ خدا جمع كَعَبَاتٌ. **العتبة** دروازہ کی دہلیز جس پر پاؤں رکھے جاتے ہیں، چوکھٹ۔

يتشبث فعل مضارع معروف باب تفعّل سے، تشبثًا مصدر ہے چمٹنا کسی چیز کے ساتھ لٹک جانا، اچھی طرح تھامنا۔

يتضرع فعل مضارع معروف باب تفعّل سے تضرعًا مصدر ہے اپنی لاچاری و بےبسی کا اظہار کرنا رو رو کر کچھ مانگنا گڑگڑانا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے اس کے پینے کے بعد کہ آئے کعبہ کے دروازہ پر اور بوسہ دے چوکھٹ کو پھر آئے ملتزم پر اور ملتزم وہ حصہ ہے، جو حجر اسود اور دروازہ کے درمیان ہے، چنانچہ رکھے اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس پر اور چمٹ جائے کعبہ کے پردوں سے تھوڑی دیر کے لئے گڑگڑاتا ہوا اللہ کے سامنے دعا میں ایسی چیز کے ساتھ جو وہ محبوب رکھے دین اور دنیا کے کاموں میں سے اور کہے اے اللہ! یہ تیرا وہ گھر ہے جس کو تو نے مبارک بنایا اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا

ذریعہ بنایا۔ اے اللہ! جیسا کہ تو نے مجھے اس خانۂ مبارک کی راہ دکھائی (حج کی ہدایت دی) اسی طرح اب میری جانب سے قبول بھی فرمالے اور مت بنا اس سفر کو آخری سفر اپنے مبارک گھر کا اور توفیق عطا فرما مجھ کو دوبارہ واپس آنے کی تا آنکہ راضی ہو جائے تو مجھ سے اپنی رحمت کے صدقہ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ زمزم پینے کے بعد کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آکر چمٹ کر دعا کرے اور دیوار کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے، جاننا چاہئے کہ صاحب کتاب نے صلاۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد یہ طریقہ لکھا ہے کہ اولاً زمزم پر آئے اور پھر بعد میں دعا مانگے اصل طریقہ تو یہی ہے، لیکن آج کل چونکہ وہاں ایسے موقع پر بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے، اس وجہ سے اگر ایسا کرلیا کہ صلاۃِ طواف سے فارغ ہو کر اولاً کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آکر چمٹ کر دعا کرے اور دیوار کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے، اور پھر زمزم پر پہنچ کر پانی پی لے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور کمزور اور بوڑھے لوگوں کے لئے اس میں سہولت بھی ہے، جیسا کہ بعض کتابوں میں اسی ترتیب کو لکھا ہے۔

﴿۱۳۷۹﴾ وَالْمُلْتَزَمُ مِنَ الْاَمَاكِنِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيْهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعًا نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الهمامِ عَنْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيْزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ.

اَلْمُشَرَّفَةُ اسم مفعول مؤنث ہے شرف دیا گیا، عزت بخشا گیا۔

ترجمہ اور ملتزم مکہ مکرمہ کی ان جگہوں میں سے ہے جن میں دعا قبول کی جاتی ہے، اور وہ پندرہ جگہیں ہیں کہ نقل کیا ہے، ان کو کمال بن الہمام نے حضرت حسن بصریؒ کے رسالہ سے اپنے اِس قول کے ذریعہ کہ طواف میں اور ملتزم کے پاس اور میزابِ رحمت کے نیچے اور بیت اللہ میں اور زمزم کے پاس اور مقام ابراہیم کے پیچھے اور صفا پر اور مروہ پر اور سعی میں اور عرفات میں اور منیٰ میں اور جمرات کے پاس۔

پندرہ مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے

مکہ معظمہ میں اکیس ۲۱ مقامات ایسے ہیں جن میں دعاؤں کا قبول ہونا کتب فقہ اور سلف سے ثابت ہے، یہاں صاحب کتابؒ نے پندرہ مقامات ذکر کئے ہیں (۱) دوران طواف (۲) ملتزم پر اور ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کا درمیانی حصہ ہے، (۳) میزابِ رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالے کے نیچے بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) بئر زمزم پر پہنچنے کے بعد آب زمزم پیتے وقت (۶) شکرانہ دو رکعت صلاۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر دعا مانگے۔ (۷) صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا

کرے۔ (۸) ایسے ہی مروہ پر (۹) سعی کے دوران (۱۰) میدان عرفات میں (۱۱) میدان منیٰ میں (۱۲) (۱۳) (۱۴) ہر جمرہ کی رمی کے بعد دعا مانگنا بہت مقبول ہے، جن مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جمرات کی رمی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے۔ (۱۵) اگر تیرہویں تاریخ کو منیٰ میں رک جائے تو اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی کرے ہر جمرہ کی رمی کے بعد دعا مانگے۔

﴿۱۳۸۰﴾ وَالجَمَرَاتُ تُرمیٰ فِي اَربَعَةِ اَيَّامٍ يَومِ النَّحرِ وَثَلَاثَةٍ بَعدَهُ كَمَا تَقَدَّمَ.

ترجمہ اور جمرات کی رمی چار دن ہوتی ہے، دسویں ذی الحجہ اور تین دن اس کے بعد جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو رمی کی جائے ایسے ہی گیارہویں اور بارہویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اس طرح اگر تیرہویں کو رک گیا تو اس کی رمی بھی واجب ہے، یہ مسئلہ ہمارے یہاں مسئلہ ۱۳۶۸ تا ۱۳۷۰ گزر چکا ہے۔

﴿۱۳۸۱﴾ وَذَكَرنَا اِستِجَابَتَهُ اَيضًا عِندَ رُؤيَةِ البَيتِ المُكَرَّمِ.

اِستِجَابَۃٌ منظوری، قبولیت مُکَرَّم اسم مفعول عزت دیا گیا معزز محترم، باب تفعیل سے۔

ترجمہ اور ذکر کیا ہے ہم نے دعا کی قبولیت کا بھی بیت اللہ شریف پر نظر پڑنے کے وقت۔

تشریح جب مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑے تو اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے، اس لئے اہتمام کے ساتھ دعا مانگے۔

﴿۱۳۸۲﴾ وَيُستَحَبُّ دُخُولُ البَيتِ الشَّرِيفِ المُبَارَكِ اِن لَم يُؤذِ اَحَدًا.

لم یوذ نفی جحد بلم باب افعال ایذاءٌ (م) ہے، تکلیف پہنچانا۔

ترجمہ اور مستحب ہے بیت اللہ میں داخل ہونا اگر کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

مذاہب اربعہ کی کتب سے دخول بیت اور اس میں نماز کا مستحب ہونا ثابت ہے، جاننا چاہئے کہ کعبہ شریف کے اندر جانا مناسک حج میں شامل نہیں۔

اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع وخضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جاہ وجلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور حکومت یا شیبی خاندان (جس کو کعبہ مشرفہ کی کلید

برداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۱۳۸۳﴾ وَيَنْبَغِىْ اَنْ يَّقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِىْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قُرْبُ ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَاِذَا صَلّٰى اِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ .

الجدارُ دیوار جمع جُدُرٌ. یضع فعل مضارع معروف باب (ف) وضعًا (م) ہے، رکھنا۔ خَدٌّ گال، رخسار، جمع اَخِدَّةٌ و خِدَادٌ.

ترجمہ: اور مناسب ہے کہ ارادہ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کا اس میں اور وہ اس کے چہرہ کے سامنے ہے، حال یہ کہ کرلے دروازے کو اپنی کمرے کے پیچھے تاکہ ہو جائے اس کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو اس کے منھ کے سامنے ہے، تین گز کا فاصلہ پھر نماز پڑھے پھر جب نماز پڑھ چکے دیوار کی طرف تو رکھے اپنے رخسار کو اس پر اور مغفرت طلب کرے اللہ سے اور اس کی تعریف بیان کرے۔

کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین

اس عبارت میں کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین کر رہے ہیں: درحقیقت یہ چیز مشاہدہ سے متعلق ہے، زیادہ تر روایات میں یہ بات آئی ہے کہ نبیؐ نے کعبہ شریف میں نماز پڑھی اس طرح کہ ایک ستون آپ کی بائیں جانب تھا اور دو دائیں جانب کمافی روایۃ البخاری وابی داؤد اور تین پیچھے کی جانب تھے، اور اس وقت اس میں چھ ستون تھے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اب بیت اللہ شریف میں صرف تین ستون ہیں، اور حضرت بلالؓ باقاعدہ جگہ متعین کر کے بتاتے تھے کہ آپ نے فلاں فلاں ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

﴿۱۳۸۴﴾ ثُمَّ يَاتِى الاركَانَ فَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَاشَاءَ وَيَلْزَمُ الْاَدَبَ مَااسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ .

ترجمہ: پھر آئے ارکان کے پاس پس تعریف کرے لا الہ الااللہ پڑھے سبحان اللہ اللہ اکبر پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے جو چاہے اور اپنے ظاہر و باطن سے جس قدر بھی ممکن ہو ادب اور تعظیم کا لحاظ رکھے۔

ارکان سے کیا مراد ہے؟

ارکان سے مراد ارکان اربعہ یعنی بیت اللہ شریف کے چار کونے ہیں ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے، اسی سے

طواف کی ابتداء ہوتی ہے، بیت اللہ کے شمالی مشرقی کونے میں رکن عراقی ہے، اور مغربی شمالی کونے میں رکن شامی ہے، اور بیت اللہ شریف کا جو جنوبی مغربی کونہ ہے، وہاں رکن یمانی ہے، اور کعبہ کا دروازہ مشرقی جانب ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا چاروں مقامات مقدسہ میں اہتمام کے ساتھ دنیا وآخرت کی مرادیں مانگنی چاہئیں اور غفلت سے کام نہ لینا چاہئے، ان سب مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

﴿۱۳۸۵﴾ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِي بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاتَقُوْلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ اَنَّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ موضعٌ عالٍ فِي جدارِ الْبَيْتِ بدعةٌ بَاطِلَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا وَالمِسمارُ الَّذِى فِي وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهُ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ اَحَدُهُمْ عَوْرَتَهُ وَسُرَّتَهُ وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعلُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ.

بلاطة ٹائل وہ پتھر جو فرش میں استعمال کیا جائے **العروة الوثقی** مضبوط حلقہ۔ **مسمار** کیل جمع مَسَامِيْرُ.

ترجمہ: اور وہ ہرا فرش جو کہ دوستونوں کے درمیان ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ عروة وثقی ہے، اور عروة وثقی ایک بلند جگہ ہے، بیت اللہ کی دیوار میں یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے، جو بالکل غلط ہے، اور جسکی کوئی اصل نہیں ہے، اور کیل جو بیت اللہ کے بیچ میں ہے، جس کو دنیا کی ناف کہتے ہیں کھولتا ہے کوئی ایک شخص اپنی شرمگاہ اور اپنی ناف، اور رکھتا ہے، اس کو اس کیل پر یہ ان لوگوں کا فعل ہے، جو عقل کے کورے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں ہے، جیسا کہ کہا ہے اس کو کمال نے (علامہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے)۔

تشریح: اس عبارت کو لاکر مصنفؒ نے ان لوگوں پر رد کیا ہے جو نبیؐ کے کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین دوستونوں کے بیچ میں جو ہرا پتھر ہے اس کو بتلاتے ہیں اس کی کچھ تفصیل مسئلہ ۱۳۸۰ میں گزر چکی ہے ایسے ہی بیت اللہ کی دیوار میں جو ابھری ہوئی جگہ ہے اس کے بارے میں عام لوگ کہتے ہیں کہ عروۂ وثقیٰ سے مراد یہی ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے (اور قرآنِ کریم میں جو عروۂ وثقیٰ کا ذکر ہے وہ اسلام کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے یعنی جس نے دین اسلام قبول کرلیا گویا کہ اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا) اور وہ کیل جو بیت اللہ کے بیچ میں ہے جسے دنیا کا بیچ کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں اس پر کفار ومشرکین اپنی شرمگاہ رکھتے اور اپنی ناف رکھتے یہ بھی بڑی بے عقلی اور بیوقوفی کی بات ہے یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ (مستفاد فتح القدیر: ۱/ ۳۹۱)

﴿۱۳۸۶﴾ وَاِذَا اَرَادَ الْعَوْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَنْبَغِي اَنْ يَّنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهٖ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِي اِلٰى وَرَائِهٖ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا اَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

اهل رشتہ دار کنبہ، بیوی جمع اَهَالٍ. ینصرف فعل مضارع معروف باب انفعال انصراف (م) ہے واپس ہونا۔ باكيا ضرب بَكَىٰ بیکی بُكَاءً رونا صفت بَاكٍ جمع بُكَاة مؤنث بَاكية جمع باكيات وبواكٍ .متباكيا یہ بھی اسم فاعل ہے باب تفاعل سے بناوٹی رونا رونا بتکلف رونا متحسرا اسم فاعل ہے کہا جاتا ہے تحسّر عليه کسی پر افسوس کرنا۔

ترجمہ: اور جب ارادہ کرے اپنے وطن واپس ہونے کا تو مناسب ہے یہ کہ لوٹے اپنے طواف وداع کے بعد اس حال میں کہ چلتا ہوا ہو اپنے پیچھے کی طرف (الٹے پاؤں) اور اس کا چہرہ بیت اللہ کی طرف ہو اس حال میں کہ وہ روتا ہوا ہو یا رونے کی صورت بنانے والا ہو بیت اللہ کی جدائی پر افسوس کرتا ہوا ہو یہاں تک کہ نکل جائے مسجد سے، اور نکلے مکہ مکرمہ سے باب بنی شیبہ سے ہو کر ثنیہ سفلی سے ہوتا ہوا۔

مکہ معظّمہ سے واپسی

آفاقی حاجی پر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت ایک الوداعی طواف کرنا واجب ہے، اور طواف کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے اس کے بعد کعبۃ اللہ کی جدائی پر افسوس وحسرت کے ساتھ جس طرح ہو سکے خوب گڑ گڑا کر روئے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا لے، اور حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا اور روتا ہوا، مسجد حرام سے باہر نکلے اور دروازے پر کھڑے ہو کر یوں کہے کہ اے اللہ میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا اور میرے لئے دوبارہ لوٹ کر آنا مقدر فرما اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہت ہے اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے، وہ ہر شئ پر قادر ہے ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں، اسکی رحمت کا ارادہ کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس نے تنِ تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں کو شکست دے دی ہے، جو ہجوم کے ساتھ لشکر لے کر آئے تھے۔ (مسلم شریف: ۱/ ۴۳۵، ایضاح المناسک: ۲۷۰)

﴿۱۳۸۷﴾ وَالْمَرْأَةُ فِي جَمِيعِ أَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا.

ترجمہ: اور عورت حج کے تمام افعال میں مرد کی طرح ہے، سوائے اس کے کہ وہ نہیں کھولے گی اپنا سر۔

چند احکام میں عورت مرد سے الگ ہے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عورت حج کے تمام افعال میں مردوں کے مانند ہے، لیکن چند احکامات الگ ہیں، جنکی تفصیل یہاں سے بیان کرنا چاہتے ہیں، (۱) حالت احرام میں مرد اپنا سر نہیں ڈھانکے گا اور عورت کے لئے اپنا سر

کھولنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۳۸۸﴾ وَتَسْدُلُ عَلٰی وَجهِها شَيْئًا تَحتَهُ عِيدانٌ كَالقُبَّةِ تَمنَعُ مَسَّهُ بِالغِطاءِ.

تسدل فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب باب نصر سے سَدَلَ یسدُلُ سَدْلاً لٹکانا۔ **عیدانٌ** اس کا واحد عُودٌ ہے، لکڑی، کٹی ہوئی شاخ۔ **قبة** گنبد جمع قِبَاب **غطاء** نقاب سرپوش جمع اَغْطِيَة۔

ترجمہ: اور لٹکا لے اپنے چہرہ پر کسی ایسی چیز کو کہ اس کے نیچے لکڑیاں ہوں گنبد کی طرح جو روک دے، چہرہ کے چھونے کو نقاب سے۔

تشریح: اس عبارت میں دوسرے مسئلہ کو بیان کرتے ہیں کہ مرد حالت احرام میں اپنا چہرہ کھولے رکھے گا اور عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے، لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑے نہ لگنے پائے، اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر ہیٹ رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لے، تا کہ ہیٹ کی وجہ سے نقاب کا کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے اور اس طرح کرنے سے سر کے بالوں کی حفاظت بھی ہو جائے گی اور چہرہ سے کپڑا نہ لگنے کے ساتھ ساتھ اجنبی مردوں سے پردہ بھی حاصل ہو جائے گا۔ (ایضاح المناسک: ۷۳-۷۴)

﴿۱۳۸۹﴾ وَلَاتَرفَعُ صَوتَها بِالتَّلْبِيَةِ.

ترجمہ: اور بلند نہ کرے اپنی آواز کو تلبیہ میں۔

تشریح: اس عبارت میں تیسرے مسئلہ کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے کہ عورتیں تلبیہ زور سے نہ پڑھیں بلکہ سرًا پڑھیں اور سِرّ سے دل میں پڑھنا مراد نہیں، بلکہ حروف کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھیں کہ ان کا پڑھنا ان کے کان سنیں کوئی اجنبی مرد نہ سن سکے، اور مرد بلند آواز سے پڑھیں مگر چلائیں نہیں۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴)

﴿۱۳۹۰﴾ وَلَا تَرمَلُ.

ترجمہ: اور نہ طواف کے دوران اکڑ کر چلے۔

تشریح: (۴) رمل صرف مردوں کے لئے مسنون ہے، عورتیں رمل نہیں کریں گی۔

﴿۱۳۹۱﴾ وَلَا تُهَروِلُ فِي السَّعْی بَيْنَ المِيلَيْنِ الاَخْضَرَيْنِ بَل تَمْشِی عَلٰی هِينَتِهَا فِی جَمِيعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ.

ترجمہ: اور نہ دوڑے سعی میں میلین اخضرین کے درمیان بلکہ چلے سکون اور وقار پر پوری سعی میں صفا اور مروہ کے درمیان۔

تشریح (۵) میلین اخضرین کے درمیان جو دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے، وہ صرف مردوں کے لئے ہے، عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

﴿۱۳۹۲﴾ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّرُ.

ترجمہ اور سر نہیں منڈائے گی بلکہ کچھ بال کتروائے گی۔

تشریح (۶) مردوں کے لئے حلق افضل اور عورتوں کے لئے قصر کا حکم ہے۔ اس کی تفصیل ۱۳۶۵ کے تحت دیکھئے۔

﴿۱۳۹۳﴾ وَتَلْبَسُ المَخِيطَ.

مَخِيْطٌ سلا ہوا خَاطَ (ض) خَيْطًا الثوبَ کپڑا سینا صفت فاعلی خَائطًا و خاطٍ ہے، صفت مفعولی مَخِيْطًا ومَخْيُوْطٌ ہے،

ترجمہ اور پہنے سلے ہوئے کپڑے۔

تشریح (۷) احرام کی حالت میں اپنے بدن کی ساخت اور بناوٹ کے مطابق سلے ہوئے یا بنے ہوئے کپڑے پہننا عورتوں کو جائز ہے، مردوں کے لئے نہیں۔

﴿۱۳۹۴﴾ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي اسْتِلَامِ الحَجَرِ.

تزاحم فعل مضارع معروف باب مفاعلۃ مُزَاحمۃً وزحامًا مصدر ہے کسی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا، آڑے آنا، ٹکرانا، مقابلہ کرنا۔

ترجمہ اور نہ گھسے مردوں میں حجر اسود کو چومنے میں۔

تشریح (۸) حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے عورتوں و مردوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ عورتوں میں ہٹو بچو اور چیخ و پکار کا عجیب حیاسوز منظر ہو جاتا ہے، حالاں کہ اگر آسانی سے ہو سکے تو ہی حجر اسود کا بوسہ لینا سنت ہے، اور عورتوں کو مردوں کے ہجوم میں گھس جانا حرام ہے۔

﴿۱۳۹۵﴾ وَهٰذَا اِتْمَامُ حَجِّ المُفْرِدِ وَهُوَ دُوْنَ المُتَمَتِّعِ فِي الفَضْلِ وَالقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ.

قِران ایک احرام میں حج وعمرہ کی ادائیگی جمع قُرُنٌ. تمتع عمرہ کر کے حرم میں رہنا اور حج کرنا یعنی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا دینا۔

ترجمہ اور یہ حج افراد کے بیان کی تکمیل ہے، اور یہ فضیلت میں متمتع سے کم ہے، اور قران افضل ہے، تمتع سے۔

حج کی کونسی قسم افضل ہے

حج کی ادائیگی تین طرح ہو سکتی ہے، (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران اب تک حج افراد کا بیان تھا اب آگے قران اور تمتع کو بیان کریں گے، حنفیہ کے نزدیک اگرچہ حج قران افضل ہے، جیسا کہ صاحب کتاب کی عبارت سے بھی معلوم ہو رہا ہے، لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس لئے فقہاء متاخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے، تا کہ حج اور حاجی کوتاہیوں سے محفوظ رہیں۔ (شامی مصری: ۲/۲۶۱، شامی بیروت: ۳/۴۹۱)

فصل

﴿۱۳۹۶﴾ اَلقِرَانُ هُوَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ اِحْرَامِ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ.

ترجمہ قران وہ یہ ہے کہ جمع کرے حج اور عمرہ کے احرام کے درمیان۔

قران کا طریقہ

حج قران اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکمًا عمرہ و حج کے احرام کی نیت کر لے اور مکہ معظمہ آ کر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔

(درمختار مصری: ۲/۲۶۲، بیروت: ۳/۴۹۲)

﴿۱۳۹۷﴾ فَيَقُوْلُ بَعْدَ الصَّلَاةِ رَكْعَتَيِ الإِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ العُمْرَةَ وَالحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ.

ترجمہ چنانچہ کہے احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اے اللہ میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں پس ان کو میرے لئے آسان فرما اور دونوں کو میری طرف سے قبول فرما پھر تلبیہ پڑھ لے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ان الفاظ سے دعا مانگے، جو متن میں موجود ہیں، اس کے بعد تلبیہ پڑھ لے اور تلبیہ کے بعد باقاعدہ محرم بن جائے گا۔

﴿۱۳۹۸﴾ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَاَ بِطَوَافِ العمرةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلَاثَةِ الأُوَلِ

فَقَطْ ثُمَّ يُصَلِّي رکعتی الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَهٰذِهٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ ثُمَّ يَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ اَفْعَالَ الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَاِذَا رَمٰى يَوْمَ النَحْرِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْه ذَبْحُ شَاةٍ اَوْ سُبُعُ بَدَنَةٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيءِ يَوْمِ النَّحْرِ مِنْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ اَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضِيِّ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَلَوْ فَرَّقَهَا جَازَ.

يهبط فعل مضارع معروف باب (ض) هُبُوْطًا مصدر ہے اترنا، نیچے آنا۔ شاة بکری جمع شياه. بدنة اونٹنی یا گائے جس کی مکہ میں قربانی کی جائے جمع بُدُنٌ.

ترجمہ: پھر جب داخل ہو مکہ میں تو لگائے عمرہ کے طواف کے سات چکر رمل کرے صرف پہلے تین چکروں میں پھر پڑھے طواف کی دو رکعت پھر نکلے صفا کی طرف اور اس پر کھڑا ہو اس حالت میں کہ دعا پڑھ رہا ہو تکبیر کہہ رہا ہو لا الہ الا اللہ پڑھ رہا ہو تلبیہ پڑھ رہا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہو پھر اترے مروہ کی طرف اور سعی کرے میلین کے درمیان چنانچہ مکمل کرے سات چکر اور یہ عمرہ کے افعال ہیں، اور عمرہ سنت ہے، پھر طواف قدوم کرے حج کے لئے پھر مکمل کرے حج کے افعال جیسا کہ گزر چکا پھر جب رمی کر چکے یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی تو واجب ہے اس پر ایک بکری کی قربانی یا اونٹ کا ساتواں حصہ پھر جب نہ پاسکے تو تین دن کے روزے ہیں دسویں ذی الحجہ کے آنے سے پہلے حج کے مہینوں کے اندر اندر اور سات دن کے روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد اگرچہ مکہ میں رہے، ایام تشریق گزر جانے کے بعد اور اگر متفرق رکھے تو بھی جائز ہے۔

تشریح: اب یہاں سے حج قران کی مکمل تفصیل بیان کر رہے ہے، چنانچہ فرمایا کہ قارن جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف قدوم نہ کرے بلکہ عمرہ کے افعال شروع کر دے، چنانچہ پہلے طواف عمرہ کرے اور یہ طواف عمرہ فرض اور رکن ہے، اور اس طواف میں اضطباع اور رمل بھی مسنون ہے، اور اس طواف کے بعد صفا مروہ کے مابین سعی کرنا بھی واجب ہے، پھر افعال حج شروع کرے چنانچہ مفرد بالحج کی طرح پہلے طواف قدوم کرے اور اس کے بعد سعی کرے قارن جب دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر چکے تو ایک قربانی کرے کیوں کہ اس کو ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کو کرنے کا موقع ملا اس لئے شکرانہ میں ایک قربانی کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے، اور قربانی میں یہ اختیار ہے کہ چاہے ایک بکرا یا دنبہ کرے اور یا ایک پوری گائے یا اونٹ کرے اور یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ کرے پھر حلق کر کے احرام کھول دے، آگے فرماتے ہیں کہ قارن اگر قربانی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر دس روزے واجب ہوں گے اس طریقہ پر کہ تین روزے ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے حج کے زمانہ میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر واپس آئے، افضل اور مستحب یہ ہے کہ تین

روزے ۷/۸/۹ر ذی الحجہ کو رکھے اگر قارن تین روزے دس ذی الحجہ سے پہلے نہ رکھ سکا یہاں تک دس ذی الحجہ آ گئی تو اب دم دینا ہی واجب ہوگا، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر قارن نے حج سے فراغت کے بعد مکہ ہی میں سات روزے رکھ لئے تو بھی جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ایام تشریق (جو گیارہویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک ہیں) گزر جانے کے بعد رکھے کیوں کہ ایام تشریق میں روزے رکھنا ممنوع ہے، آگے فرمایا کہ سات روزے لگاتار رکھنا بھی ضروری نہیں۔ (مستفاد انوار القدوری: ۱/ ۳۱۷ مؤلف راقم الحروف)

فصل

﴿۱۳۹۹﴾ اَلتَّمَتُّعُ هُوَ اَنْ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْمِيْقَاتِ.

ترجمہ: تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے صرف عمرہ کا میقات سے۔

حج تمتع

حج تمتع اس میں آفاقی شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اور عمرہ کرکے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔

﴿۱۴۰۰﴾ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلاَةِ رَكْعَتَيِ الإِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِىْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّى ثُمَّ يُلَبِّى.

ترجمہ: چنانچہ کہے احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں عمرہ کا اس کو آسان فرما میرے لئے اور اس کو قبول فرما میری طرف سے پھر تلبیہ پڑھ لے۔

تشریح: حج تمتع کرنے والا احرام کی دو رکعت نماز نفل پڑھ کر وہ دعا پڑھے جو متن میں مذکور ہے، اس کے بعد تلبیہ پڑھنے سے باقاعدہ محرم بن جائے گا۔

﴿۱۴۰۱﴾ حَتّٰى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ لَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ طَوَافِهٖ وَيَرْمُلُ فِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى الصَّفَا كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ ثُمَّ يُحْلِقُ رَاسَهٗ اَوْ يُقَصِّرُ اِذَا لَمْ يَسُقِ الْهَدْىَ وَحَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَيَسْتَمِرُّ حَلاَلاً .

لَمْ یَسُقْ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف سَاقَ یَسُوْقُ سوقًا و سِیاقًا باب (ن) چلانا ہکانا یَستَمِرُّ فعل مضارع معروف اِستمرار مصدر ہے، مسلسل ہونا برقرار رہنا۔

ترجمہ: یہاں تک کہ داخل ہو مکہ میں پھر طواف کرے عمرہ کا اور ختم کردے تلبیہ اپنے پہلے ہی طواف پر اور رمل کرے اس میں پھر پڑھے طواف کی دو رکعت پھر سعی کرے صفا اور مروہ کے درمیان صفا پر ٹھہرنے کے بعد جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، سات چکر پھر منڈائے اپنا سر یا بال ترشوائے جبکہ ہدی نہیں لے گیا اور حلال ہو گئیں اس کے لئے تمام چیزیں یعنی جماع وغیرہ اور حلال ہو کر ٹھہرا رہے۔

حج تمتع کے اقسام

حج تمتع کرنے والے کی دو قسمیں ہیں، (۱) جو حرم کی جانب ھدی کا جانور نہیں لے جاتا ہے، (۲) جو ھدی کا جانور لے کر جاتا ہے، ہر ایک کا حکم مختلف ہے، اوّلاً قسم اول کو بیان کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ حج تمتع کرنے والا جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف قدوم نہ کرے بلکہ عمرہ کے افعال کرے، یعنی پہلے طواف عمرہ کرے، اور تلبیہ جو ابھی تک پڑھ رہا تھا اس کو بند کردے، اضطباع اور رمل بھی کرے، پھر دو رکعت صلاۃ طواف ادا کرکے صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کرے اور پھر حلق کرائے یا بال چھوٹے کرائے اور احرام کھول دے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کے باشندوں کی طرح بغیر احرام باندھے قیام کیا جائے، اور اگر اپنے ساتھ ھدی لے کر گیا ہے تو اس کا بیان اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۱۴۰۲﴾ وَاِنْ سَاقَ الهَدِی لَا یَتَحَلَّلُ مِنْ عُمرتهٖ فَاِذَا جَاءَ یَوْمُ التَّرْوِیَةِ یُحْرِمُ بِالحَجِّ مِنَ الحَرَمِ وَیَخْرُجُ اِلٰی مِنٰی فَاِذَا رَمٰی جَمْرَةَ العَقَبَةِ یَوْمَ النَّحْرِ لَزِمهٗ ذَبْحُ شَاةٍ اَوْ سُبْعُ بَدَنَةٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلَاثَةِ اَیَّام قَبْلَ مَجِیْ یَوْمِ النَّحْرِ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ کَالقَارِنِ فَاِنْ لَّمْ یَصُمِ الثَّلَاثَةَ حَتّٰی جَاءَ یَوْمُ النَّحْرِ تَعَیَّنَ عَلَیْهِ ذِبْحُ شَاةٍ وَلَا یُجْزِئُهٗ صَوْمٌ وَلَاصَدَقَةٌ.

ترجمہ: اور اگر لے جائے ہدی تو نہیں حلال ہوگا اپنے عمرہ سے پھر جب آجائے آٹھویں تاریخ تو احرام باندھے حج کا حرم سے اور نکلے منیٰ کی طرف پھر جب رمی کرلے جمرہ عقبہ کی دسویں ذی الحجہ کو تو لازم ہے اس پر ایک بکری کی قربانی یا اونٹ کا ساتواں حصہ پھر اگر نہ پائے تو روزے رکھنا ہے تین دن دسویں ذی الحجہ کے آنے سے پہلے اور سات جب کہ لوٹ آئے قارن کی طرح پھر اگر روزے نہ رکھ سکا تین یہاں تک کہ یوم النحر آگیا تو متعین ہوگیا اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا اور کافی نہ ہوگا اس کو روزہ اور نہ صدقہ۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ متمتع جو اپنے ساتھ ھدی لے کر گیا ہے وہ آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو حدودِ حرم میں جہاں اپنا قیام ہے وہاں سے حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو روانہ ہو جائے اور مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر طواف کرکے

دوگانہ طواف کے بعد احرام باندھے پھر دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد تمتع کی قربانی کی جائے اس کے بعد حلق کر کے احرام کھول دیا جائے، اب وہ حج اور عمرہ دونوں احراموں سے حلال ہو گیا، باقی عبارت کی تفصیل (مسئلہ ۱۳۹۸ کے تحت گزر چکی ہے)

فصل

﴿۱۴۰۳﴾ اَلْعُمْرَةُ سُنَّةٌ.

ترجمہ عمرہ سنت ہے۔

عمرہ کا حکم

عمرہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ صحیح قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۷۶)

﴿۱۴۰۴﴾ وَتَصِحُّ فِي جَمِيْعِ السَّنَةِ وَتُكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَاَيَّامَ التَّشْرِيْقِ.

ترجمہ اور صحیح ہے پورے سال میں اور مکروہ ہے عرفہ کے دن اور یوم النحر میں اور ایام تشریق میں۔

عمرہ کا وقت

عمرہ سال کے کسی بھی مہینہ میں کرنا درست ہے، مگر رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر ۷۰ گناہ زائد ہو جاتا ہے، اور بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے، اس لئے اگر موقع ہو تو رمضان المبارک ہی میں عمرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور ایام حج ۹/ تا ۱۳/ ذی الحجہ میں عمرہ کا احرام باندھنا ناجائز اور ممنوع ہے، یہ ممنوع اس لئے ہے کہ ان ایام کو اللہ نے حج کے ارکان ادا کرنے کے لئے خاص فرمایا ہے، لہٰذا اگر ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیں گے تو مناسک حج صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہو پائیں گے اس لئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔ (مستفاد ایضاح المناسک/ ۱۷۶)

﴿۱۴۰۵﴾ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يُّحْرِمَ لَهَا مِنْ مَّكَّةَ مِنَ الْحِلِّ بِخِلَافِ اِحْرَامِهٖ لِلْحَجِّ فَاِنَّهٗ مِنَ الْحَرَمِ.

ترجمہ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھے اس کے لئے مکہ میں سے حل سے برخلاف اس کے احرام

کے حج کے لئے کیوں کہ وہ حرم سے ہے۔

عمرہ کرنے کا طریقہ

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے حل اور حرم کی تعریف کا سمجھنا ضروری ہے، حرم یہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین حضرت ابراہیمؑ نے حضرت جبرئیلؑ کی نشاندہی پر کی تھی اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے مقرر ہیں، حل یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حِلّی کہا جاتا ہے، اور ان کے لئے بلا احرام حدود میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے، (جبکہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) اب سنئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کا احرام حل سے باندھے اور حج کا احرام حرم سے باندھے، یعنی جو لوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج وعمرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقۂ حل میقات ہے، البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے، اور اہل حرم اگر حج کا ارادہ کرے تو پورا دائرہ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدود حل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جاکر احرام باندھنا ضروری ہوگا، تاکہ ایک گونہ سفر متحقق ہو جائے، پھر طواف اور سعی کرے اور سر منڈوا کر احرام کھول دے۔

﴿۱۴۰۶﴾ وَاَمَّا الْاٰفَاقِيُّ الَّذِيْ لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ فَيُحْرِمُ اِذَا قَصَدَهَا مِنَ الْمِيْقَاتِ ثُمَّ يَطُوْفُ وَيَسْعٰى لَهَا ثُمَّ يَحْلِقُ وَقَدْ حَلَّ مِنْهَا كَمَا بَيَّنَّاهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ.

آفاق: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو آفاقی کہا جاتا ہے، اور ان کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گزرنا ممنوع ہے، جبکہ ان کا حدود حرم میں جانے کا ارادہ ہو۔

ترجمہ اور بہرحال وہ آفاقی جو مکہ میں داخل نہیں ہوا تو وہ احرام باندھے جب مکہ مکرمہ کا ارادہ کرے، میقات سے پھر طواف کرے اور سعی کرے اس کے لئے پھر حلق کرے اور تحقیق کہ حلال ہوگیا اس سے جیسا کہ ہم نے بیان کردیا ہے۔

عمرہ کے واجبات

عمرہ کرنے والا اگر آفاقی ہے، تو میقات سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور پھر طواف سعی کرے اور احرام کھول دے، اس کے بعد عمرہ کے واجبات بیان کئے ہیں کہ احرام تو شرط کے درجہ میں ہے، اور طواف کے کم از کم چار چکر رکن ہیں اور تین واجب ہیں، اور صفا مروہ کی سعی واجب ہے، اور سر کے بال منڈانا یا کتروانا واجب ہے، اور بقیہ احرام کی پابندی وہی ہے جو حج میں ہوتی ہیں، اور عمرہ کی سنتیں بھی وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئی ہیں، البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت یہ ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے جیسا کہ پہلے گزر چکا، بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

اختیاری مطالعہ

کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدود حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی، جس کا تحمل دشوار ہوگا اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ مکرمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادے سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ (اوجز المسالک قدیم/۳۱۷۔ انوار مناسک/۲۵۱)

﴿۱۴۰۷﴾ وَاَفْضَلُ الاَیَّامِ یَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ یَوْمَ الجُمُعَةِ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ حَجَّةً فِی غَیْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مِعْرَاجِ الدِّرَایَةِ بِقَوْلِهٖ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ الاَیَّامِ یَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ حَجَّةً ذَکَرَهٗ فِی تَجْرِیْدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ المُؤَطَّا وَکَذَا قَالَ الزَّیْلِعِی شَارِحُ الکَنْزِ.

ترجمہ: اور تمام دنوں میں سب سے افضل عرفہ کا دن ہے، جبکہ موافقت کر جائے جمعہ کے دن سے اور یہ افضل ہے، ستر حجوں سے جمعہ کے علاوہ میں نقل کیا ہے، اس کو معراج الداریہ کے مصنف نے اپنے اس قول سے اور صحیح طور پر ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا بہترین دن عرفہ کا دن ہے، جبکہ موافقت کر جائے جمعہ سے اور وہ افضل ہے ستر حجوں سے ذکر کیا ہے اس کو تجرید الصحاح میں موطأ کی علامت سے اور ایسے ہی فرمایا زیلعی شارح کنز نے۔

یوم الجمعہ کا حج

شریعت کی اصطلاح میں جمعہ کے دن کے حج کو حج اکبر تو نہیں کہا جاتا لیکن جمعہ کے دن کا ایک حج دیگر ایام کے ستر ۷۰ حجوں سے افضل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل ترین دن یوم عرفہ ہے، اور جب یوم عرفہ جمعہ کو واقع ہو جائے تو وہ حج ستر حجوں سے افضل ہے، نیز جمعہ کے دن جب یوم عرفہ ہو تو میدانِ عرفات میں وقوف کرنے والے تمام حجاج کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (زیلعی: ۲/ ۲۶ طحطاوی علی مراقی الفلاح/ ۴۰۳، ایضاح المناسک: ۵۲)

فائدہ: عوام میں مشہور یہی ہے کہ جو حج جمعہ کے دن واقع ہو وہ حج اکبر ہے مگر کتب حدیث میں کہیں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ کتب فقہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال میں اس کا ثبوت ہے البتہ حدیث وفقہ میں اس کی صراحت ہے کہ

حج اکبر حج ہی کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں: الحج الاکبر یوم النحر والحج الا صغر العمرة (ترمذی شریف: ۱/۱۸۶) قال الزهری، والشعبی، وعطاء، الاکبر الحج والاصغر العمرة. (شامی کراچی: ۲/۶۲۲)

﴿۱۴۰۸﴾ وَالمُجَاوَرَةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ اَبِی حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِعَدْمِ القِیَامِ بِحُقُوْقِ البَیْتِ وَالحَرَمِ وَنَفَی الکَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی .

مُجَاوِرَةٌ باب مفاعلة کا مصدر ہے، جَاوَرَهُ مُجَاوَرَةً وَجِوَارًا وجُوَارًا پڑوس میں رہنا قریب ہونا۔

ترجمہ اور مکہ میں ٹھہرے رہنا مکروہ ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیت اللہ اور حرم محترم کے حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے اور نفی کی ہے کراہت کی صاحبینؒ نے۔

مکہ معظّمہ میں قیام

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مکہ ایک معزز اور محترم جگہ ہے، جس کے فضائل قرآن وحدیث میں بے شمار ہیں، قرآن کریم میں بلدِ امین کہہ کر اس کی قسم کھائی گئی ہے، اگر وہاں قیام زیادہ دن رہے گا تو ممکن ہے، وہاں رہ کر اس شہر کی شایانِ شان عبادت نہ ہوسکے اور دل میں وہاں کی عظمت اور رفعت میں کچھ کمی آجائے اس بنیاد پر حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ وہیں پڑے رہنا مکروہ ہے، اور اگر کوئی شخص دل وجان سے برضا ورغبت پورے آداب کی رعایت کرتے ہوئے وہاں قیام کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، اور صاحبینؒ نے کراہت کی نفی اس وجہ سے کی ہے کہ جتنا وقت اس محترم اور مقدس وبابرکت جگہ گزر جائے اور عبادت کا موقع مل جائے تو کم ہے، اب فیصلہ ہر شخص کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کس طرح وقت گزارتا ہے۔

فائدہ: حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے وہ تمام افعال جو فرض یا واجب وغیرہ ہیں ان سب کو الگ الگ نقشہ میں پیش کیا جارہا ہے، تاکہ تمام افعال سے ایک ساتھ واقفیت ہوجائے۔

حج افراد کے افعال

۱	حج کا احرام	شرط
۲	طواف قدوم	سنت
۳	قیام منیٰ از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ	سنت
۴	وقوف عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۵	وقوف مزدلفہ ۱۰/ ذی الحجہ	واجب

۶	آخری جمرہ کی رمی/۱۰ ذی الحجہ	واجب
۷	سر منڈانا یا کتروانا	واجب
۸	طواف زیارت (۱۰/تا/۱۲ ذی الحجہ)	رکن
۹	رمل واضطباع	سنت
۱۰	سعی	واجب
۱۱	تینوں جمرات کی رمی (۱۱/۱۲/ ذی الحجہ)	واجب
۱۲	منٰی میں شب گزاری (۱۱/۱۲ ذی الحجہ)	سنت
۱۳	طواف وداع (بوقت واپسی)	واجب

حج قران کے افعال

۱	حج وعمرہ کا احرام	شرط
۲	طواف عمرہ (۴ شوط)	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	طواف قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منٰی از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ	سنت
۸	وقوف عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوف مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی ۱۰/ ذی الحجہ	واجب
۱۱	قربانی (۱۰/ تا ۱۲/ ذی الحجہ)	واجب
۱۲	سر منڈانا	واجب
۱۳	طواف زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی ۱۰/ تا ۱۲/ ذی الحجہ	واجب
۱۵	منٰی میں شب گزاری ۱۱/۱۲/ ذی الحجہ	سنت
۱۶	طواف وداع بوقت واپسی	واجب

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	سر منڈانا کتروانا	واجب
۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیام منٰی از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ	سنت
۸	وقوف عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوف مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سر منڈانا یا کتروانا	واجب
۱۳	طواف زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی	واجب
۱۶	منٰی میں شب گزاری ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ	سنت
۱۷	طواف وداع	واجب

عمرہ کے افعال

۱	احرام باندھنا	شرط
۲	طواف	رکن
۳	رمل	سنت
۴	اضطباع	سنت
۵	سعی	واجب

٦	سر منڈانا کتروانا	واجب

بَابُ الجِنَايَاتِ (جنایات کا بیان)

حج وعمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے، اور بعض کا تعلق حدود حرم سے ہے، احرام کی جنایات حسب ذیل ہیں، (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈانا یا کتروانا اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔ (۵) ناخون تراشنا۔ (٦) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑنا۔ (۸) خشکی کے جانور سے تعرض کرنا۔ اور حرم کی جنایات یہ ہیں۔ (۹) حرم کے جانور سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔

(غنیۃ الناسک: ۲٦۸)

بعض اصطلاحات کی وضاحت: جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، انکی وضاحت درج ذیل ہے۔ **دم** اس سے مراد ایک بکرا، بکری وغیرہ یا بڑے جانور (اونٹ گائے بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ **بدنہ** اس سے مراد اونٹ گائے بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ **صدقہ** عموماً اس سے مراد ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو کھجور کشمش وغیرہ یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام، اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو پچھتر گرام ہوتی ہے، لیکن یہ اصطلاح عام نہیں کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم وبیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔ **جزا کفارہ فدیہ** ان الفاظ کا اطلاق حسب موقع دم صدقہ دونوں پر ہوتا ہے، لہٰذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

﴿۱۴۰۹﴾ هِيَ عَلٰى قِسْمَيْنِ جِنَايَةٌ عَلَى الإِحْرَامِ وَجِنَايَةٌ عَلَى الحَرَمِ وَالثَّانِيَةُ لَا تَخْتَصُّ بِالمُحْرِمِ.

ترجمہ وہ دو قسم پر ہیں ایک جنایت ہے احرام پر اور (دوسری) جنایت ہے حرم پر اور دوسری خاص نہیں ہوتی محرم کے ساتھ۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ جنایت میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے، یعنی وہ جرم جو آداب احرام میں کوتاہی اور غلطی کے باعث ہو اور بعض جرم ایسے ہیں جو حرم شریف سے متعلق ہوں خواہ محرم کرے یا غیر محرم مثالیں باب الجنایات کے شروع میں دیکھئے۔

﴿۱۴۱۰﴾ وَجِنَايَةُ المُحْرِمِ عَلٰى اَقْسَامٍ مِنْهَا مَا يُوْجِبُ دَمًا وَمِنْهَا مَا يُوْجِبُ صَدَقَةً وَهِيَ

نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَمِنْهَا مَا يُوْجِبُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمِنْهَا مَا يُوْجِبُ القِيمةَ وَهِيَ جَزَاءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الجَزَاءُ بِتَعَدُّدِ القَاتِلِيْنَ المُجْرِمِيْنَ.

جنایة قابل سزا جرم، قصور، خطا جمع جَنَایَا۔ **صید** شکار (فعل) شکار کیا ہوا جانور۔ **یتعدد** فعل مضارع معروف باب تفعّل سے (م) تَعَدُّدًا چند ہونا، تعداد والا ہونا۔

ترجمہ: اور محرم کی جنایت چند قسموں پر ہے ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو دم کو واجب کرتی ہیں، اور بعض وہ ہیں جو صدقہ کو واجب کرتی ہیں، اور وہ آدھا صاع ہے گیہوں سے اور بعض وہ ہیں جو اس سے بھی کم کو واجب کرتی ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو قیمت کو واجب کرتی ہیں، اور وہ شکار کی جزا ہے، اور متعدد ہو جائے گی جزا قتل کرنے والوں جرم کرنے والوں کے متعدد ہونے سے۔

تشریح: مذکورہ بالا عبارت کی تفصیل صاحب نورالایضاح خود آگے بیان کر رہے ہیں مگر یہاں عبارت میں **ویتعدد الجزاء** الخ کی وضاحت ضروری ہے، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً دو محرموں نے ملکر ایک شکار مارا تو چوں کہ دو محرموں سے اس جرم کا تعلق ہے، لہٰذا جزا بھی دو ہوں گی اور اگر دو آدمیوں نے جو احرام باندھے ہوئے نہیں تھے، حرم شریف کے ایک شکار کو مارا تو چوں کہ حرم شریف ایک ہی ہے، اور شکار بھی ایک لہٰذا ایک جرم میں دونوں کی شرکت ہوئی پس ایک جزا واجب ہوگی۔

﴿۱۴۱۱﴾ فَالَّتِي تُوْجِبُ دَمًا هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ مُحرِمٌ بَالِغٌ عُضوًا.

طَيَّبَ ماضی معروف باب تفعیل **تطییب** مصدر ہے خوشبودار بنانا یا خوشبو ملنا۔

ترجمہ: پس وہ جنایت جو واجب کرتی ہے، دم کو وہ ہے کہ اگر خوشبو لگائے کوئی محرم بالغ کسی عضو کو

تشریح: اب یہاں سے ان مسائل کی تفصیل کو بیان کر رہے ہے کہ جن کے ارتکاب سے دم واجب ہوتا ہے، میں ہر ایک کو نمبر ڈال کر الگ الگ بیان کروں گا۔

(۱) حالت احرام میں خوشبو لگانا:

حالت احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے بالقصد یا بلا قصد یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی ہر صورت میں جرمانہ لازم ہوتا ہے، نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے، لہٰذا اگر کسی بڑے عضو پر یعنی سر چہرے پنڈلی ران بازو ہاتھ ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانے میں دم واجب ہوگا، چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کے لئے، ہر صورت میں دم لازم ہوگا جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔ (معلم الحجاج/ ۲۲۸)

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جنایت کا ارتکاب خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی میں یا بھول چوک سے یا مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر سب صورتوں میں جزا واجب ہے، بلکہ جان بوجھ کر ارتکاب کرنے کی صورت میں تو محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا بلکہ توبہ واستغفار بھی ضروری ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۱-۲۴۲، مناسک ملا علی قاری: ۲۹۸-۲۹۹)

اختیاری مطالعہ

قاعدۂ کلیہ:

جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں: (۱) خالص خوشبو جیسے مشک وعنبر گلاب زعفران وغیرہ، ان کا استعمال ہر طرح موجب جزا ہے حتی کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ (۲) وہ چیزیں جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ (۳) وہ چیزیں جو خود خوشبو تو نہیں لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ تو ان میں نیت کا اعتبار ہے اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ (زبدۃ المناسک: ۳۴۷-۳۴۸)

﴿۱۴۱۲﴾ اَوْ خَضَبَ رَاْسَهٗ بِحِنَّاءٍ.

خضب فعل ماضی معروف باب ضرب سے خَضْبًا مصدر رنگنا حنّاء حا کے کسرہ اور نون کی تشدید کے ساتھ مہندی۔

ترجمہ یا رنگے اپنے سر کو مہندی سے۔

حالتِ احرام میں مہندی لگانا

(۲) اگر حالت احرام میں سر، ہتھیلی ہاتھ پیر پر پتلی مہندی لگائی ہے، تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا، اور اگر ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر ۱۲ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر صرف ایک دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے واجب ہوگا کیوں کہ عورت کے لئے سر ڈھانکنا جنایت نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰)

اختیاری مطالعہ

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا لیکن اگر وہ گاڑھا ہو اور اس کے لیپنے

کی وجہ سے سر ۱۲ گھنٹے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مرد محرم پر ایک دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰)

﴿۱۴۱۳﴾ اَوِ ادَّهَنَ بِزَيْتٍ وَنَحْوِهٖ.

زَیت زیتون کا تیل، دیگر اقسام کے تیلوں پر (اضافت کے ساتھ اور بلا اضافت) بولا جاتا ہے۔

ترجمہ: یا تیل لگا لے زیتون وغیرہ کا۔

احرام میں خوشبودار تیل لگانا

(۳) احرام کی حالت میں خوشبودار تیل مثلاً خالص زیتون یا تل کا تیل لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگا لیا تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۸)

حالت احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک/ ۲۴۸)۔ اور محرم کے لئے چربی گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزا بھی لازم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۹)

﴿۱۴۱۴﴾ اَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا.

ترجمہ: یا پہن لے کسی سلے ہوئے کپڑے کو۔

حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننے کا جرمانہ

(۴) اگر ایک دن یا ایک رات کامل، مرد نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے، یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا، اور اگر رات کو اس نیت سے اتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے، تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا اور اگر اس نیت سے اتارتا ہے کہ اب نہیں پہنوں گا مگر دوسرے دن پھر پہن لیا تو دو دم لازم ہوں گے۔ (معلم الحجاج/ ۲۴۳) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنا یا شلوار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزا اس وقت لازم ہوتی ہے جبکہ معتاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے نیز محرم نے سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا یا کسی نے اسے زبردستی پہنا دیا، بہرصورت جزا لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰-۲۵۱)

﴿۱۴۱۵﴾ اَوْ سَتَرَ رَأْسَهٗ يَوْمًا كَامِلًا.

ترجمہ: یا چھپالے اپنے سر کو پورے دن۔

حالت احرام میں سر یا چہرہ چھپانا

(۵) حالت احرام میں سر کا چھپانا عورت کے لئے بلا کراہت جائز ہے، بلکہ لازم ہے، اور مرد کے لئے سر چھپانا جائز نہیں اسی طرح چہرہ کا چھپانا بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک دن یا ایک رات کامل سر یا چہرہ کو چھپائے گا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک/۱۳۶) یاد رہے دم کا وجوب اس وقت ہے کہ جب ایسی چیز سے ڈھانکے رکھے جس سے عموماً ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ چاہے خود ڈھانکا ہو یا دوسرے نے ڈھانک دیا ہو جان بوجھ کر بھول کر سب کا حکم برابر ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۴) اور چہرے پر ماسک لگانا ممنوع ہے، یہ مسئلہ پہلے گزر چکا ہے، جزا کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ماسک اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ماسک مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے ورنہ صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ (حوالۂ بالا)

﴿۱۴۱۶﴾ اَوْ حَلَقَ رُبُعَ رَأسِهِ .

ترجمہ: یا منڈوائے اپنے سر کے چوتھائی کو۔

حالت احرام میں سر کے بال کاٹنا

(۶) اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا، خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔

﴿۱۴۱۷﴾ اَوْ مَحْجَمَهُ.

مَحْجَمَةَ اسکی جمع مَحَاجِمُ ہے سینگی اور اس کا عطف ماقبل میں لفظ ''ربع'' پڑھے۔

ترجمہ: یا سینگی لگوانے کی جگہ کو

تشریح: (۷) صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر محرم نے سینگی لگوانے کی جگہ کا حلق کیا تو جرمانہ میں دم لازم ہوگا، اور اگر پچھنے لگوانے کی سخت مجبوری ہو مثلاً سر میں پھوڑا ہے یا شدید درد ہے، اور پچھنے لگوانا ناگزیر ہے، تو جائز ہے، اور جو بال مونڈے گا اس کا فدیہ دینا ہوگا اور فدیہ یہ ہے تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی۔

﴿۱۴۱۸﴾ اَوْ اَحَدَ اِبطَيهِ.

ترجمہ: یا (منڈائے) دونوں بغلوں میں سے کسی ایک کو۔

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

(۸) حالت احرام میں دونوں بغل صاف کی یا ایک دونوں صورتوں میں جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔
(فتح القدیر: ۳/۳۲، ہندیہ: ۱/۲۴۳)

﴿۱۴۱۹﴾ اَوْ عَانَتَهُ.

ترجمہ: یا اپنے زیرناف کو۔

حالتِ احرام میں زیرناف صاف کرنا

(۹) حالت احرام میں زیرناف صاف کرلیا تو جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳۷)

﴿۱۴۲۰﴾ اَوْ رَقَبَتَهُ.

ترجمہ: یا اپنی گردن کو۔

تشریح: (۱۰) اگر محرم نے پوری گدی کا حلق کرایا تو اس پر دم جنایت واجب ہے، یہ مذہب امام صاحب کا ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرلے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے ہی کے مانند ہے پس جو جزا مونڈنے اور قینچی سے کتروانے کی صورت میں ہے وہی جزا یہاں بھی حسب تفصیل واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۷، ہندیہ: ۱/۲۴۴)

﴿۱۴۲۱﴾ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِمَجْلِسٍ اَوْ يَدًا اَوْ رِجْلًا.

ترجمہ: یا تراش دے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پیروں کے ناخنوں کو ایک ہی مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کو۔

حالتِ احرام میں ناخن کاٹنا

(۱۱) ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا، اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے، اسی طرح اگر ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں اور دوسرے وقت میں دوسرے عضو کے کاٹ لئے ہیں تو دو

دم لازم ہوں گے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۹۴، ہندیہ: ۱/۲۴۴)

﴿۱۴۲۲﴾ اَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مِمَّا تَقَدَّمَ بَيَانُهٗ.

ترجمہ یا چھوڑ دے کسی ایک واجب کو ان واجبات میں سے جنکا بیان پہلے گزرا۔

تشریح (۱۴) فرماتے ہیں کہ ماقبل میں حج کے جو واجبات گزر چکے ہیں (نقشوں کے تحت ملاحظہ فرمالیں) ان میں سے اگر کسی ایک کو چھوڑ دیا تو دم لازم ہوگا مگر سات افعال ایسے ہیں کہ اگر ان کو معتبر عذر کی وجہ سے ترک کردیا تو دم واجب نہیں ہے۔ (۱) سخت بھیڑ یا کمزوری کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہ کرسکا۔ (۲) حیض نفاس قید یا مرض کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام نحر (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ) سے مؤخر کرنا پڑا۔ (۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف وداع چھوٹ گیا۔ (۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کرسکا۔ بلکہ سواری (وہیل چیئر وغیرہ) پر طواف وسعی کی۔ (۵) سرے سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔ (۶) رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کرسکا۔ (۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کرسکا وغیرہ۔ (والتفصیل فی غنیۃ الناسک/ ۲۳۹، زبدۃ المناسک/ ۳۴۶)

﴿۱۴۲۳﴾ وَفِي اَخْذِ شَارِبِهٖ حُكُوْمَةٌ.

ترجمہ اور مونچھوں کے ترشوانے میں ایک عادل کا فیصلہ ہے۔

حالتِ احرام میں مونچھ کاٹنا

حالت احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے، چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک/ ۱۳۸) اور اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر ڈاڑھی کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۶) داڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے۔

﴿۱۴۲۴﴾ وَالَّتِي تُوْجِبُ الصَّدَقَةَ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ قِيْمَتِهٖ هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ اَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ.

ترجمہ اور وہ جنایت جو واجب کرتی ہے صدقہ کو نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت سے وہ یہ ہے کہ اگر خوشبو لگائے پورے عضو سے کم پر۔

تشریح اب یہاں سے ان جنایات کا بیان ہے کہ جن کے ارتکاب سے صدقۂ فطر لازم ہوتا ہے۔ (۱) اگر محرم نے کسی چھوٹے عضو پر مثلاً ناک کان آنکھ انگلی وغیرہ پر خوشبو لگائی ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۴)

تنبیہ: اگر محرِم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۴)

﴿۱۴۲۵﴾ اَوْ لَبِسَ مَخِیْطًا.

ترجمہ یا پہنے رہے سلے ہوئے کپڑے کو۔

تشریح (۲) صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرد نے ایک دن ایک رات سے کم اور ایک گھنٹے سے زیادہ سلا ہوا کپڑا پہنا ہے، تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا، اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے، تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہے۔ (غنیۃ الناسک/۱۳۴)۔

﴿۱۴۲۶﴾ اَوْ غَطّٰی رَاسَهٗ اَقَلَّ مِنْ یَوْمٍ.

ترجمہ یا سر کو چھپائے رکھے ایک دن سے کم۔

تشریح (۳) فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں اگر مرد نے ایک دن یا ایک رات سے کم سر چھپایا تو صدقۂ فطر لازم ہوگا، چاہے تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، ہر صورت میں جرمانہ لازم ہے، یعنی اگر ایک گھنٹہ سے کم ہو تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کر دے، اسی طرح اگر سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص نے ڈھک دیا ہے یا بے خیالی میں ڈھک لیا ہے ہر صورت میں مذکورہ تفصیل کے مطابق صدقہ یا دم لازم ہو جائیگا۔

(غنیۃ الناسک: ۱۳۶، ایضاح المناسک: ۸۰)

نوٹ: اس مسئلہ میں حجاج کرام سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں کہ منٰی میں اکثر حجاج کرام حالت احرام میں سوتے ہوئے سر یا چہرہ پر کپڑے ڈالے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

﴿۱۴۲۷﴾ اَوْ حَلَقَ اَقَلَّ مِنْ رُبْعِ رَاسِهٖ.

ترجمہ یا منڈوائے اپنے چوتھائی سر سے کم۔

تشریح (۴) اگر محرِم نے حالت احرام میں چوتھائی سر سے کم منڈایا یا کتروایا تو نصف صاع جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔

﴿۱۴۲۸﴾ اَوْ قَصَّ ظُفرًا وَكَذَا لِكُلِّ ظُفرٍ نِصْفُ صَاعٍ اِلَّا اَنْ يَبْلُغَ الْمَجْمُوْعُ دَمًا لَيَنْقُصُ مَاشَاءَ مِنْهُ كَخَمْسَةٍ مُتَفَرِّقَةٍ.

قَصَّ ماضی معروف باب (ن) قصًا (م) ہے، ناخن وغیرہ کاٹنا۔ **المجموعَ** ٹوٹل، میزان، کل، یہ اسم مفعول

ہے باب فتح سے (م) جَمعًا منتشر چیزوں کو یکجا کر کے اکٹھا کرنا۔

ترجمہ یا کاٹے ایک ناخن اور ایسے ہی ہر ناخون کے لئے آدھا صاع ہے، مگر یہ کہ پہنچ جائے مجموعہ ایک دم کو چنانچہ کم کر دے جتنا چاہے اس میں سے جیسا کہ پانچ متفرق ناخون۔

تشریح (۵) اگر محرم نے ایک ناخون کاٹا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا اور اگر کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں چاہے چار چار کر کے سولہ ۱۶ ناخون کاٹ لئے ہیں تو دم لازم نہ ہوگا بلکہ ہر ایک ناخون کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا، اور اگر ان متفرق صدقوں کی قیمت ایک دم کو پہنچ جائے تو اس کو کچھ کمی کر دینی چاہئے، تاکہ ایک دم جو مفروض سے خارج ہے وہ لازم نہ آجائے۔

﴿۱۴۲۹﴾ اَوْ طَافَ لِلْقُدُوْمِ اَوْ لِلصَّدْرِ مُحْدِثًا.

مُحْدِثٌ اسم فاعل ہے باب افعال إحداثٌ مصدر ہے ایسی بات پیش آنا جس سے طہارت زائل ہو جائے۔

ترجمہ یا طواف قدوم یا طواف صدر کرے بے وضو ہونے کی حالت میں۔

تشریح (۶) اگر آفاقی بے وضو طواف قدوم کرے گا تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، اور سات شوط کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا، ایسے ہی اگر آفاقی وطن کو روانہ ہوتے وقت بے وضو طواف کرے گا تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کرے گا، لہٰذا سات چکروں کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک/ ۱۴۷)۔

﴿۱۴۳۰﴾ وَتَجِبُ شَاةٌ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا.

جُنُبٌ جنبی، جس پر غسل فرض ہو، اس میں مفرد وجمع مذکر ومؤنث سب برابر ہیں جمع اَجْنَابٌ.

ترجمہ اور واجب ہے بکری اگر طواف کرے ناپاکی کی حالت میں

تشریح (۷) فرماتے ہیں کہ اگر طواف صدر یا طواف وداع ناپاکی کی حالت میں کر لے تو جرمانہ میں ایک بکری لازم ہے، اگر طواف کا اعادہ پاکی کی حالت میں کر لے گا تو جرمانہ معاف ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۴۷، ایضاح المناسک: ۱۰۹)

﴿۱۴۳۱﴾ اَوْ تَرَكَ شَوْطًا مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ وَكَذَا لِكُلِّ شَوْطٍ مِنْ اَقَلِّهِ.

ترجمہ یا چھوڑ دے ایک چکر طواف صدر میں سے اور ایسے ہی ہر چکر کے لئے اس کے کم چکروں سے۔

تشریح (۸) فرماتے ہیں کہ اگر طواف صدر کا ایک چکر چھوڑ دیا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہے، اور ہر چکر کے چھوڑنے پر ایک صدقۂ فطر ہی واجب ہوتا رہے گا، اور اگر تین سے زائد چھوڑ دئے تو اب اس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہے۔

﴿۱۴۳۲﴾ اَوْ حَصَاةً مِنْ اِحْدَى الْجِمَارِ وَكَذَا لِكُلِّ حَصَاةٍ فِيْمَا لَمْ يَبْلُغْ رَمْىَ يَوْمٍ اِلَّا اَنْ يُّبْلُغَ دَمًا فَيَنْقُصَ مَاشَاءَ.

ترجمہ یا (چھوڑ دے) ایک کنکری کسی ایک جمرہ پر اور ایسے ہی ہر کنکری کے لئے، اس مقدار میں کہ نہ پہنچے ایک دن کی رمی کو مگر یہ کہ پہنچ جائے ایک دم چنانچہ کم کر دے جو چاہے۔

تشریح (۹) اگر کسی شخص نے صرف چھ کنکریاں پھینکی اور ساتویں چھوڑ دیں تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، اور ہر ایک کنکری کے چھوڑ دینے پر ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، ہاں اگر کسی ایک جمرہ کی رمی مکمل ہی ترک کر دے تو اب دم لازم ہوگا آگے فرماتے ہیں کہ اگر ان صدقوں کی مجموعی قیمت بکری کی قیمت کے برابر ہے، تو اس کو کچھ کمی کر دینی چاہئے تا کہ بکری کی قیمت تک پہنچ کر مفروض کے خلاف نہ ہو سکے۔

﴿۱۴۳۳﴾ اَوْ حَلَقَ رَاسَ غَيْرِهٖ.

ترجمہ یا مونڈ دے دوسرے کے سر کو۔

تشریح (۱۰) اگر محرم نے حالت احرام میں دوسرے محرم کا سر مونڈ دیا تو مونڈنے والے پر صدقہ واجب ہے، اور محلوق پر دم۔ (زبدۃ المناسک/۱۷۶)

﴿۱۴۳۴﴾ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ.

ترجمہ یا کاٹ دے اس کے ناخنوں کو۔

تشریح (۱۱) فرماتے ہیں کہ محرم دوسرے کے ناخن کاٹ دے چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلا دے۔ (غنیۃ الناسک:۲۵۹)

﴿۱۴۳۵﴾ وَاِنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ اَوْ حَلَقَ بِعُذْرٍ تَخَيَّرَ بَيْنَ الذَّبْحِ اَوِ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ اَصْوُعٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ اَوْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

تطیب باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے تَطَيُّبًا (م) ہے، عمدہ اور خوشبودار ہو جانا، خود خوشبو ملنا، لگانا۔ **حلق** باب (ض) سے فعل ماضی معروف ہے حَلْقًا وحِلَاقًا (م) ہے، سر کے بال اتارنا، سر مونڈنا۔ **تخیر** فعل ماضی معروف باب تفعل تَخَيُّرًا (م) ہے، کسی کو دو میں سے ایک پسند کرنے کا اختیار دینا۔

ترجمہ اور اگر خوشبو لگا لے یا پہن لے یا مونڈ لے عذر کی وجہ سے تو پسند کر لے ذبح کر دینے یا خیرات کر دینے کے درمیان تین صاع چھ مسکینوں پر یا تین دن کے روزوں کے درمیان۔

تشریح اگر کوئی شخص معتبر عذر کی بنا پر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲/ گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے یا سر میں کچھ تکلیف ہو جس کی وجہ سے بال کٹوادے، یا کسی معتبر عذر کی وجہ سے خوشبو استعمال کرے تو ان تمام صورتوں میں مرتکب کو اختیار ہے، رچاہے روزے رکھے یا صدقہ دے یا دم دے یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ ہیں (۱۸/کلو۹۰۰/گرام) یا تین صاع گیہوں (۹/کلوساڑھے چارسوگرام) اور اگر ممنوعات احرام کا ارتکاب کسی ناقص عذر کی وجہ سے کیا ہے، مثلاً سخت سردی کی وجہ سے یا کچھ دیر مثلاً ۱۲/ گھنٹے سے کم سر ڈھک لیا تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے۔

(غنیۃ الناسک/۲۳۹ تا ۲۴۱)

عذر کونسا معتبر ہے

عذر صرف وہی مانع جزا اور معتبر ہے، جو من جانب اللہ ہو مثلاً بیمای اور حیض ونفاس وغیرہ اور اگر وہ عذر بندوں کی طرف سے ہو مثلاً کوئی شخص دوسرے پر جبر کرے یا اس کی مرضی کے بغیر جنایت کرادے تو ایسا عذر معتبر نہیں سمجھا جائے گا یعنی اگر کسی نے خوشبو لگانے یا سلا ہوا کپڑا پہننے پر محرم کو مجبور کر دیا تو ان صورتوں میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا جائے گا بلکہ حسب قواعد جزا واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک/۲۳۹)

﴿۱۴۳۶﴾ وَالَّتِیْ تُوْجِبُ اَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فَهِیَ مَا لَوْ قَتَلَ قَمْلَةً اَوْ جَرَادَةً فَیَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ.

قملة جوں جمع قَمْلٌ ہے، جَرَادَةٌ ٹڈی یہ واحد ہے اس کی جمع جَرَادٌ.

ترجمہ اور وہ جنایت جو واجب کرتی ہے نصف صاع سے کم کو پس وہ ہے کہ اگر مار دے جوں یا ٹڈی تو خیرات کرے جو چاہے۔

حالت احرام میں جوں مارنا

حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے تین سے کم مارے گا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کرے اور اگر تین سے زیادہ ہیں اور زیادہ کی مقدار چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا، اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے، اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے، دوسرا مسئلہ ٹڈی سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں ان سے احتراز کرنا ضروری ہے، اگر کوئی ٹڈی مارے گا تو ایک صدقہ یا جو کچھ بھی ہو جرمانہ میں ادا کرے، اور یہ سلسلہ تین تک ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹڈی کے عوض

ایک کھجور دے اور جب چار اور اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا اور زیادتی اگر ہزاروں سے بھی تجاوز کر جائے تب بھی ایک صدقۂ فطر واجب ہے۔ (فتح القدیر: ۳/ ۲۶، غنیۃ الناسک جدید/ ۲۹۰)

اختیاری مطالعہ

(۱) دوسرے شخص سے جوں پکڑ وانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جویں پکڑ کر مار دو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوئیں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوئیں مار دیں تو محرم پر جزا واجب ہوگی۔

(۲) محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔

(۳) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہو جاتی ہیں کہ سارے راستے اس سے بھر جاتے ہیں جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزا لازم نہیں ہے پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۹۰)

﴿۱۴۳۷﴾ وَالَّتِیْ تُوْجِبُ الْقِیْمَۃَ فَہِیَ مَا لَوْ قَتَلَ صَیْدًا فَیُقَوِّمُہٗ عَدْلَانِ فِی مَقْتَلِہٖ اَوْ قَرِیْبٍ مِنْہُ فَاِنْ بَلَغَتْ ھَدْیًا فَلَہُ الْخِیَارُ اِنْ شَاءَ اشْتَرَاہُ وَذَبَحَہٗ اَوِ اشْتَرٰی طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِہٖ لِکُلِّ فَقِیْرٍ نِصْفُ صَاعٍ اَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ کُلِّ مِسْکِیْنٍ یَوْمًا وَاِنْ فَضَلَ اَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِہٖ اَوْ صَامَ یَوْمًا .

یقوم فعل مضارع معروف باب تفعیل تقویم مصدر ہے، قیمت لگانا۔ **عدلان** **عَدْلٌ** کا تثنیہ ہے انصاف کرنے والا، انصاف یہ ہے کہ آدمی کو اس کا واجب حق دیا جائے اور اس سے اس پر واجب حق لیا جائے۔ **مَقْتَل** وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے ہلاکت کی نوبت آجائے جیسے کنپٹی قتل کی جگہ یہاں پر جائے قتل ہی مراد ہے، جمع **مَقَاتِل**. **تصدق** باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے، **تَصَدُّقًا** (م) ہے، کسی کو کوئی چیز صدقہ کرنا۔

ترجمہ اور وہ جنایت جو قیمت کو واجب کرتی ہے، پس وہ ہے کہ اگر مارے کوئی شکار تو قیمت لگائے اس کی دو عادل آدمی اس کی جائے قتل میں یا اس سے قریب (کی جگہ میں) چنانچہ اگر پہنچ جائے قربانی کے قابل جانور کو تو اس کے لئے اختیار ہے اگر چاہے خرید ے اس کو اور ذبح کرے یا خریدے غلہ اور خیرات کرے اس کو ہر فقیر پر آدھا صاع یا روزہ رکھ لے ہر مسکین کے غلہ کے عوض ایک دن کا اور اگر بچ جائے آدھے صاع سے کم تو اسے خیرات کر دے یا ایک روزہ رکھے۔

جرمانہ کی کیفیت کیا ہوگی؟

جاننا چاہئے کہ حرم کے احکام دیگر جگہوں سے مختلف ہیں وہاں شکار کرنا جائز نہیں ہے، جو پالتو جانور ہیں، جیسے بکری گائے مرغی وغیرہ ان کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں مگر جو شکار ہیں جیسے خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں مثلاً نیل گائے ہرن وغیرہ یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے خواہ حدودِ حرم میں ہو یا حدودِ حرم سے باہر لہٰذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی کو رہنمائی کرے سہواً کرے یا قصداً کرے خوشی سے یا مجبوراً بہر حال اس پر جزا لازم ہے اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے جانور کا شکار کیا تو جس جگہ اس کو مارا ہے اسی جگہ میں دو عادل مرد اس کی قیمت کا اندازہ کریں گے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہو سکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، اور اگر وہاں اس کی قیمت کا پتہ نہ چلے تو قریب کی کسی بستی میں جا کر اندازہ کریں پھر جب اس کی قیمت کی تعیین ہو جائے تو اب قاتل کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس قیمت میں ھدی کا جانور خرید کر اس کو ذبح کر دے اور اس کے گوشت کو فقراء حرم کو دینا افضل ہے، خود کھانا درست نہیں بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے، اور اگر اس نے خود کھا لیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا یا بیچ ڈالا تو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کرنا لازم ہوگا، آگے فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو اس قیمت کا غلہ خرید لے اور صدقۂ فطر کی مقدار ایک ایک مسکین کو صدقہ کر دے، یعنی اگر گیہوں خریدا ہے تو ہر مسکین کو نصف صاع دے دے اور ایک صدقہ میں کئی فقراء کو شریک نہ کرے ایسے ہی بیک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا اور زائد مقدار نفل ہوگی اور اگر کھجور یا جو سے دینا چاہے تو ہر فقیر پر ایک ایک صاع صدقہ کرے اور اگر چاہے تو ہر مسکین کے غلہ کے بجائے روزہ رکھ لے اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقۂ فطر کی قیمت پر تقسیم کیا جائے اور جتنے صدقۂ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے اور اگر غلہ تقسیم کرنے کے بعد نصف صاع سے کم بچ جائے تو چاہے اس کو خیرات کر دے یا اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۸۰ تا ۲۸۶)

﴿۱۴۳۸﴾ وَتَجِبُ قِيْمَةُ مَا نَقَصَ بِنَتْفِ رِيْشِهِ الَّذِىْ لَا يَطِيْرُ بِهٖ وَشَعْرِهٖ وَقَطْعِ عُضْوٍ لَا يَمْنَعُهُ الْاِمْتِنَاعُ بِهٖ.

نتف باب ضرب کا مصدر ہے، اکھاڑنا **ریش** پرندے کے پر واحد رِيْشَةٌ جمع رِيَاشٌ. **لا يطير** فعل مضارع منفی معروف باب (ض) طَيْرًا اُڑنا۔ **لايمنعه الامتناع به** اس کا مطلب یہ ہے کہ جس عضو کے ذریعہ سے جو حفاظت ہو سکتی تھی جانور اس سے محروم نہیں ہوا۔

ترجمہ اور واجب ہوگی اتنی قیمت جو کم ہوگئی ہے اس کے ان پروں کے اکھاڑنے سے جن سے وہ اڑتا نہیں اور اس کے بالوں کے نوچنے سے اور کسی عضو کے اس طرح کاٹ دینے سے کہ نہیں روکا جانور کو اس کاٹ دینے نے حفاظت سے۔

تشریح اگر محرم نے شکار کے جانور کو زخمی کر دیا یا اس کے وہ بازو اکھاڑ دیئے کہ جن سے وہ اڑتا نہیں یا اس کے بال اکھاڑ دیئے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جسکی وجہ سے اس کی مالیت میں نقصان ہو گیا اور وہ ابھی بھی اپنی حفاظت اور لوگوں سے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہے تو ان تمام صورتوں میں جو قیمت کم ہوگئی ہے وہ ادا کرنی ہوگی۔

﴿۱۴۳۹﴾ وَتَجِبُ الْقِيمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهِ وَنَتْفِ رِيشِهِ وَكَسْرِ بَيْضِهِ.

قوائمة یہ جمع مؤنث ہے، واحد قائمة ہے، ٹانگ **کسر** باب (ض) کا مصدر ہے توڑنا **بیض** و بیضة انڈا۔

ترجمہ اور واجب ہوگی قیمت اس کے بعض ہاتھ پاؤں کے کاٹ دینے سے اور اس کے پروں کے اکھاڑ دینے سے اور اس کے انڈے کو توڑ دینے سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر محرم نے کسی شکار کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے یا اس کے بازو اکھاڑ دیئے یہاں تک کے وہ پرندہ اور شکار کا جانور اپنی حفاظت اور لوگوں سے بچنے کے قابل بھی نہ رہا تو اس محرم پر اس کی پوری قیمت واجب ہوگی، کیوں کہ محرم نے جب اس کا آلۂ حفاظت معدوم کر دیا تو گویا اس کے امن کو ختم کر دیا اور امن کو ختم کرنے والا قاتل کے درجہ میں ہے، لہٰذا اس پر مقتول کی پوری قیمت واجب ہوگی، آگے فرماتے ہیں کہ اگر محرم نے شکار کا انڈا توڑ دیا اور وہ صحیح وسالم تھا تو انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔

﴿۱۴۴۰﴾ وَلَا يُجَاوِزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبُعِ.

یجاوز فعل مضارع مجہول باب مفاعلة سے مُجَاوَزَةٌ مصدر ہے آگے بڑھنا **سَبُعٌ** جمع سِبَاعٌ خونخوار جانور، درندہ۔

ترجمہ اور آگے نہیں بڑھائی جائے گی بکری سے درندہ کے مارنے کے عوض میں۔

تشریح اگر محرم نے غیر ماکول اللحم شکار کو قتل کر ڈالا جیسے درندے شیر چیتا وغیرہ تو اس پر بھی جزا واجب ہوگی، اور جزا اس قدر واجب کی جائے گی کہ وہ ایک بکری کی قیمت سے تجاوز نہ کرے۔

﴿۱۴۴۱﴾ وَإِنْ صَالَ لَا شَيْءَ بِقَتْلِهِ.

صَالَ ماضی معروف باب (ن) صَوْلاً مصدر ہے حملہ کرنا۔

ترجمہ اور اگر حملہ کر دے تو کوئی چیز نہیں ہے اس کو مارنے سے۔

تشریح: اگر درندے نے بغیر چھیڑے ہی محرم پر حملہ کر دیا اور محرم نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر جزا واجب نہ ہوگی، کیوں کہ محرموں کو جانوروں کے ساتھ تعرض کرنے سے تو روکا گیا ہے مگر اپنے اوپر تکلیف اور پریشانی آپڑے اس سے نہیں روکا گیا ہے۔

﴿۱۴۴۲﴾ وَلَا يُجْزِئُ الصَّوْمُ بِقَتْلِ الحَلَالِ صَيْدَ الحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيْشِ الحَرَمِ وَشَجَرَةِ النَّابِتِ بِنَفْسِهِ وَلَيْسَ مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ بَلِ القِيْمَةُ.

حشیش ہری گھاس ینبت فعل مضارع معروف باب افعال سے انباتا مصدر ہے اُگانا۔

ترجمہ: اور کافی نہیں ہوسکتا روزہ رکھنا غیر محرم کے مارنے سے حرم کے شکار کو اور نہ حرم کے گھاس کے کاٹنے سے اور نہ اس درخت کے کاٹنے سے جو اپنے آپ پیدا ہوا ہے، اور نہ ہو ان درختوں میں سے جس کو لوگ اگاتے ہیں۔ بلکہ قیمت ہے۔

حدود حرم کی گھاس اور پیڑ کاٹنا

حدود حرم کی خودرو گھاس اور جنگلی درخت کاٹنا جائز نہیں، اسی طرح حدود حرم کے شکار کو مارنا محرم اور حلال دونوں کے لئے جائز نہیں لہٰذا اگر گھاس یا پیڑ کاٹ لیا تو اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، اسی طرح اگر حدود حرم کے شکار کو مارا ہے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا ہوگا روزہ رکھنے سے کام نہ چلے گا، اور جو درخت ایسا ہے جس کو انسان اگاتا ہے جیسے آم سیب کیلا گیہوں وغیرہ ان کو کاٹنا جائز ہے، خواہ خود اُگا ہو یا کسی نے اگایا ہو، اسی طرح خودرَو گھاس یا درخت یا اس کی کوئی ٹہنی جب سوکھ جائے تو اس کو کاٹ سکتے ہیں، اور تر گھاس اور تر درخت کو کاٹنے میں جزا واجب ہوتی ہے، اور حرم کی گھاس اور درخت اگر جانور خود چریں تو کوئی حرج نہیں، مگر گھاس کو کاٹ کر یا پتے توڑ کر جانور کو کھلانا جائز نہیں ورنہ جزا واجب ہوگی، اور جاننا چاہئے کہ حرم میں خودرو گھاس درخت شاذ ونادر ہی پیدا ہوتے ہیں، وہاں پتھر ہی پتھر ہیں، گھاس کا نام ونشان نہیں البتہ اب حکومت اس کی طرف متوجہ ہے، اس نے درخت لگائے ہیں مگر وہ انسان کے اگائے ہوئے ہیں اس لئے ان کو کاٹنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۳۰۳-۳۰۴، تحفۃ الالمعی: ۳/۱۹۶)

﴿۱۴۴۳﴾ وَحَرُمَ رَعْيُ حَشِيْشِ الحَرَمِ وَقَطْعُهُ اِلَّا الإِذْخِرَ وَالكَمْأَةَ.

رعی باب (ف) کا مصدر ہے رَعَی المَاشِیَةَ رَعْیًا ومَرْعًی جانور کو چرانا۔ اذخر سبز گھاس ایک قسم کی خوشبودار گھاس واحد اِذْخِرَۃٌ جمع اَذَاخِر، الکمأۃ، سانپ کی چھتری کھمبی یہ پودا برسات کے موسم میں زمین پر از خود پیدا ہو جاتا ہے، یہ اروی کی طرح گول جڑ کا ہوتا ہے، جس کا نہ تنا ہوتا ہے اور نہ رگیں اس کا رنگ مٹیالے پن کی طرح ہوتا ہے، اور اسے تل کر کھاتے ہیں۔

ترجمہ: اور حرام ہے حرم کی گھاس کا چرانا اور اس کا کاٹنا مگر اذخر اور کھمبی۔

تشریح: حدود حرم کی تر گھاس کا چرانا کاٹنا اور اکھیڑنا جائز نہیں ہے، مگر اذخر اور سانپ کی چھتری کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فصل

﴿۱۴۴۴﴾ وَلَا شَيْءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَأَةٍ وَعَقْرَبٍ وَفَارَةٍ وَحَيَّةٍ وَكَلْبٍ عَقُوْرٍ وَبَعُوْضٍ وَنَمْلٍ وَبُرْغُوْثٍ وَقُرَادٍ وَسُلْحَفَاةٍ وَمَا لَيْسَ بِصَيْدٍ.

غُرَاب کوا، اس کی بہت سی انواع ہیں (۱) سیاہ (۲) پہاڑی کوا جس کے باز و سیاہ اور بڑے ہوتے ہیں (۳) وہ کوا جس کی چونچ اور پیر سرخ ہوں، یہاں یہ تمام قسمیں مراد ہیں سوائے عقعق کے کہ ایک پرندہ کوے ہی کے مانند ہوتا ہے۔ حِدَأَة چیل جمع حداء. عقرب بچھو، (اکثر مؤنث ہوتا ہے) جمع عَقَارِبٌ عَقْرَبَاءُ بچھو کی مادہ۔ کلب عقور کاٹنے والا کتا۔ بعوض مچھر بَعَضَ يَبْعَضُ بَعْضاً باب (ف) مچھر کا کاٹنا۔ نَمْل اس کا واحد نَمْلَةٌ ہے چیونٹی نَمِلَ يَنْمَلُ نَمْلاً باب (س) کسی جگہ کا بہت چیونٹیوں والا ہونا۔ بُرْغُوث پسو جمع بَرَاغِيْثُ. قُرَاد چچڑی ایک قسم کا کیڑا جو جوں کی طرح جانوروں کے جسم میں پیدا ہوتا ہے واحد قرادة. سلحفاة کچھوا جمع سَلَاحِفُ.

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں کوے چیل بچھو چوہا سانپ کٹکھنا کتا مچھر چیونٹی پسو چچڑی کچھوا اور وہ جاندار جو شکار نہیں ان کے مارنے میں۔

حدود حرم یا حالت احرام میں کس قسم کے جانور کو مارنا جائز ہے۔

حالت احرام میں محرم کے لئے اور حدود حرم میں حلال کے لئے مندرجہ ذیل جاندار کا جان سے مار دینا جائز ہے، اور اس سلسلے میں امام اعظمؒ نے موذی اور زمین کے کیڑوں کا ضابطہ بنایا ہے، پس جو جانور ستاتا ہے اسی طرح زمین کے کیڑے ہیں ان کو مار سکتے ہیں۔ (۱) گندگی کھانے والے کوے کو مار سکتے ہیں، جب اونٹ وغیرہ کی کوھان زخمی ہوتی ہے تب کوے کا تماشا دیکھنا چاہئے، زخم میں چونچیں مارتا ہے، اس کو ٹھیک ہی نہیں ہونے دیتا۔ (۲) چیل مرغی کے چوزے جھپٹ لیتی ہے گویا یہ بھی موذی جانور ہے اسے بھی مارنا جائز ہے۔ (۳) بچھو (۴) کٹ کھنا کتا ان کا پریشان کرنا ظاہر ہے۔ (۵) چوہا اناج کھا جاتا ہے، دودھ پی جاتا ہے، اور کپڑے کتر دیتا ہے۔ (۶) سانپ (۷) مچھر (۸) کاٹنے والی چیونٹی (۹) پسو (۱۰) چچڑی (۱۱) کچھوا نیز ہر وہ موذی جاندار جو بدن انسان سے پیدا نہیں ہوتا ہے، اس کو بھی حالت احرام میں مارنا جائز ہے جیسے مچھر وغیرہ۔

فصل

﴿۱۴۴۵﴾ اَلْهَدْیُ اَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الإبِلِ وَالبَقَرِ وَالغَنَمِ.

هَدْیٌ اور هَدِیٌّ دونوں لغت ہیں دال کے سکون اور یاء کی تخفیف کے ساتھ وهو الافصح اور دال کا کسرہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ اول کا مفرد هَدْيَةٌ جیسے جَدْیٌ و جَدْيَةٌ اور ثانی کا هَدِيّه جیسے مَطیٌّ و مطيّة. حرم میں بھیجا جانے والا قربانی کا جانور۔

ترجمہ: ھدی اس کا کم سے کم درجہ ایک بکری ہے، اور وہ اونٹ گائے اور بکری سے ہے۔

ہدی کی تعریف واقسام

ھدی اس مخصوص چوپایہ کو کہتے ہیں جس کو محرم بالحج یا محرم بالعمرہ قربانی کی نیت سے حرم لے جائے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے حنفیہ کے یہاں ھدی کا لے جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے، حتی کہ یہ چیز ان کے نزدیک تلبیہ کے قائم مقام ہوجاتی ہے، اس تعریف کے بعد صورت مسئلہ سمجھئے، ھدی تین قسم کے جانور ہیں اونٹ، گائے، بکری، اونٹ اعلیٰ ہے، اور اس میں نر و مادہ دونوں ہیں، گائے بیل بھینس کٹڑا کٹڑی بچھڑا بچھڑی یہ اوسط ہیں، اور بکرا بکری بھیڑ یہ ادنیٰ ہیں، اور قربانی کے جانوروں کی عمریں متعین ہیں، بکرا بکری دنبہ بھیڑ ایک سال کے ہوں لیکن اگر بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ سے زیادہ اور ایک سال سے کم ہو مگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو سال بھر سے کم کا معلوم نہ ہوتا ہو، تو اس کی قربانی کرنا اور ھدی بنا کر لے جانا جائز ہے، گائے بیل وغیرہ دو سال کے ہونے چاہئے، اور اونٹ اور اونٹی پانچ سال کے۔ (انوار القدوری: ۱/ ۳۴۶)

﴿۱۴۴۶﴾ وَمَا جَازَ فِی الضَّحَايَا جَازَ فِی الهَدَايَا.

ضحایا اس کا واحد ضَحِيَّة ہے قربانی کا جانور

ترجمہ: اور وہ جانور جو جائز ہے قربانیوں میں جائز ہے، ھدیوں میں۔

ہدی کی شرطیں

فرماتے ہیں کہ جس جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، اور جو اس کی شرائط ہیں، وہی سب ھدی کے جانور کے لئے ضروری ہیں۔ (۱) مثلاً عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں جیسے تہائی کان یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، ایسے ہی ہاتھ پیر کٹا ہوا ہو تو ایسے جانور کو ھدی بنانا بھی جائز نہیں۔ (۲) جو جانور کانا ہو یا ایک آنکھ کی

تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی وھدی بھی درست نہیں ہے (۳) جو جانور اتنا دبلا بالکل مریل ہو کہ ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو یا صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی قربانی جائز نہیں تو ھدی بنانا بھی صحیح نہیں۔ (انوار القدوری: ۱/ ۳۴۷)

﴿۱۴۴۷﴾ وَالشَّاةُ تَجُوْزُ فِي كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا فِي طَوَافِ الرُّكْنِ جُنُبًا وَوَطْءٍ بَعْدَ الْوُقُوْفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَفِي كُلٍّ مِنْهَا بَدَنَةٌ.

ترجمہ اور بکری جائز ہے، ہر جگہ میں مگر طواف زیارت کرنے میں بحالت جنابت اور صحبت کرنے میں وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے پس ان میں سے ہر ایک کے اندر بدنہ ہے۔

کفارہ میں بدنہ کب لازم ہوتا ہے

اس عبارت میں اس مسئلہ کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ کفارہ میں بدنہ کن کن صورتوں میں لازم ہوتا ہے، اور کفارہ میں بدنہ صرف حج کی جنابت میں واجب ہوتا ہے، عمرہ کی کسی بھی جنابت میں بدنہ واجب نہیں ہوتا، اور بدنہ ہر اس بڑے جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سات حصے ہوتے ہوں، جیسے اونٹ گائے بیل وغیرہ اور حج کی جنایات میں بدنہ واجب ہونے کی تین صورتیں ہیں صاحب کتاب نے دو صورتیں بیان کی ہیں۔ (۱) حالت جنابت میں طواف زیارت کرے گا تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا (۲) حج میں وقوف عرفہ کے بعد حلق اور طواف زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے تو جرمانہ میں بدنہ کی قربانی واجب ہو جائے گی، اور حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر وقوف عرفہ کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے جماع ہو جائے تو حج ہی فاسد ہو جائے گا اور حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک حج فاسد نہ ہوگا البتہ جرمانہ میں بدنہ واجب ہو جائے گا، (۳) حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت کرے گی تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا نیز بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کیا ہوا طواف شرعاً معتبر ہو جائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹا لیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا ایسے ہی اگر ایام نحر کے اندر اندر لوٹا لیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔

﴿۱۴۴۸﴾ وَخُصَّ هَدْيُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِيَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ.

ترجمہ اور خاص کی گئی متعہ اور قران کی ھدی صرف یوم النحر کے ساتھ۔

قربانی کا وقت

حاجی کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے اندر اندر ہونی واجب ہے، لہٰذا اگر دسویں سے قبل کرے

گا تو قربانی ہی صحیح نہ ہوگی اور بارہویں ذی الحجہ سے مؤخر کرے گا تو ترک واجب کا جرمانہ لازم ہوگا، اور اکثر فقہاء نے نفلی قربانی کو بھی ایام نحر کے اندر کرنا واجب کہا ہے۔ (ایضاح المناسک/۱۶۲، غنیۃ الناسک: ۱۱۱، زیلعی: ۲/۹۰)

﴿۱۴۴۹﴾ وَخُصَّ ذَبْحُ كُلِّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ تَطَوُّعًا.

ترجمہ اور خاص کی گئی، ہر ھدی کی قربانی حرم میں مگر یہ کہ ہو نفلی۔

دم صرف حدود حرم میں ذبح ہوگا

حاجیوں کی قربانی حدود حرم کے اندر ہونا واجب ہے، لہٰذا اگر حدود حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آ کر کریں گے تو ترک واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی جرمانہ میں کرنا واجب ہو جائے گا۔ (تبیین الحقائق: ۲/۹۰)

﴿۱۴۵۰﴾ وَتَعَيَّبَ فِي الطَّرِيْقِ فَيَنْحَرُ فِيْ مَحَلِّهٖ وَلَا يَاْكُلُهٗ غَنِيٌّ.

ترجمہ اور (اگر) عیب دار ہوگئی راستہ میں تو ذبح کر دے اسی جگہ میں اور نہ کھائے اس کو مالدار۔

ہدی اگر حرم میں پہنچنے سے قبل ہلاک ہونے لگے تو کیا کیا جائے؟

ھدی اگر اپنے محل یعنی حرم تک پہنچنے سے قبل ہلاک ہونے لگے تو کیا کیا جائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ نفلی ھدی ہے، تو اس کو ذبح کر دے، پھر اس میں سے خود کھانا اور مالداروں کو کھلانا جائز نہیں بلکہ اسے صرف فقراء ہی کھا سکتے ہیں، اور اگر وہ ہدی واجب تھی تو اس کے ذمہ ضروری ہے، کہ اس کی جگہ دوسری ھدی کی قربانی کرے اور یہ ھدی اس کی ملکیت ہوگئی چنانچہ اسے خود کھانے اور مالداروں اور فقراء کو کھلانے اور ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے۔
(معارف السنن: ۶/۵۰۲)

﴿۱۴۵۱﴾ وَفَقِيْرُ الْحَرَمِ وَغَيْرِهٖ سَوَاءٌ.

ترجمہ اور حرم و غیر حرم کا فقیر برابر ہے۔

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جا سکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں لیکن فقراء حرم کو دینا افضل ہے۔
(غنیۃ الناسک: ۲۶۶)

﴿۱۴۵۲﴾ وَتُقَلَّدُ بَدَنَةُ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ.

تقلد مضارع مجہول تقلیداً مصدر ہے جوتے یا چڑے کا ہار بنا کر ھدی کی گردن میں ڈالنا۔

ترجمہ: اور قلادہ ڈالا جائے نفلی تمتع اور قران کے بدنہ کو صرف۔

کن جانوروں کی تقلید کرے اور کن کی نہیں

نفلی قربانی تمتع یا قران کی قربانی کے جانور یعنی اونٹ یا گائے کے گلے میں جوتے یا چڑے کا کوئی ٹکڑا ڈال دینا چاہئے لیکن مُحْصَرْ جو قربانی کا جانور حرم محترم بھیج رہا ہے یا حج کے اندر کسی جرم کرنے کی وجہ سے جو قربانی لازم ہوتی ہے ان کی تقلید نہ کرے یعنی گلے میں ھار نہ ڈالے کیوں کہ اس سے جرم کی شہرت ہوگی جو جائز نہیں ہے، اور دم احصار نقصان کی تلافی کرنے والا ہے تو یہ بھی اپنی جنس کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔

﴿۱۴۵۳﴾ وَيَتَصَدَّقُ بِجِلَالِهٖ وَخِطَامِهٖ وَلَا يُعْطٰى اَجْرُ الْجَزَّارِ مِنْهُ.

جلال جُلٌّ کی جمع ہے جھول خطام مہار نکیل جمع خُطُمٌ جزار قصائی گوشت کاٹنے والا یا فروخت کرنے والا جانور ذبح کرنے والا۔

ترجمہ: اور خیرات کردے اس کی جھول اور اس کی نکیل اور نہ دی جائے قصائی کی مزدوری اس میں سے۔

تشریح: قربانی کے جانور کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردیں، اور اس جانور کا گوشت یا کھال وغیرہ قصائی کو مزدوری میں نہ دیں بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ سے دیں۔

﴿۱۴۵۴﴾ وَلَا يَرْكَبُهُ بِلَا ضَرُوْرَةٍ.

ترجمہ: اور سوار نہ ہو اس پر بلا ضرورت۔

تشریح: اگر کوئی شخص ھدی لے کر جارہا تھا پھر تھک جانے کی وجہ سے سوار ہونے پر مجبور ہو گیا تو اس پر سوار ہونا جائز ہے، اور اگر پیدل چلنے پر قدرت ہے تو اس صورت میں اس پر سواری نہ کرے۔

﴿۱۴۵۵﴾ وَلَا يُحْلَبُ لَبَنُهُ اِلَّا اَنْ بَعُدَ الْمَحَلُّ فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ وَيَنْضِحُ ضَرْعَهُ اِنْ قَرُبَ الْمَحَلُّ بِالنُّقَاخِ.

یحلب مضارع مجہول باب نصر سے حَلْبًا مصدر ہے، دوھنا، دودھ نکالنا لبن دودھ جمع اَلْبَانٌ ینضح فعل مضارع معروف باب فتح وضرب نضحًا مصدر ہے، تر کرنا پانی کے چھینٹے دینا، ضرع تھن جمع ضُرُوْعٌ نقاخ نون اور خاء کے ضمہ کے ساتھ اور قاف کے فتحہ کے ساتھ ٹھنڈا صاف پانی۔

ترجمہ: اور نہ دوھا جائے اس کا دودھ مگر یہ کہ وہ مقام بہت دور ہو تو صدقہ کردے، اس کا دودھ اور چھڑک

دے اس کے تھنوں پر اگر مقام قریب ہو ٹھنڈا پانی۔

تشریح اگر ھدی مادہ جانور ہے، اور وہ دودھ دیتا ہے، تو محرم اس کا دودھ نہ نکالے، اور اس کے تھنوں پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں مارتا رہے، تاکہ دودھ سوکھ جائے لیکن یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ قربانی کا وقت قریب ہو اگر وقت ذبح دور ہو تو اس کو دودھ لے اور اس کے دودھ کو صدقہ کردے۔

﴿۱۴۵۶﴾ وَلَوْ نَذَرَ حَجًّا مَاشِيًا لَزِمَهُ وَلَا يَرْكَبُ حَتّٰى يَطُوْفَ لِلرُّكْنِ فَاِنْ رَكِبَ اَرَاقَ دَمًا.

ترجمہ اور اگر نذر مانے پیدل حج کرنے کی تو لازم ہوگا اس پر حج پیدل کرنا اور سوار نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ طواف رکن کرلے پس اگر سوار ہو جائے تو خون بہائے۔

تشریح صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے پیدل حج کی نذر مانی تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر سے پیدل چلے اور اس وقت تک سواری پر سوار نہ ہو جب تک وہ طوافِ زیارت نہ کرے کیوں کہ طوافِ زیارت کے بعد حج کے ارکان وافعال پورے ہو جاتے ہیں اگر یہ سوار ہو کر مکہ گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔

﴿۱۴۵۷﴾ وَفُضِّلَ الْمَشْيُ عَلَى الرُّكُوْبِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلٰى اَحْسَنِ حَالٍ اِلَيْهِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فُضِّلَ ماضی مجہول باب تفعیل (م) تفضیلاً چند چیزوں میں سے کوئی ایک چیز چھانٹنا، **مشی** باب (ض) کا مصدر ہے، چلنا، ارادہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، **رُكُوْبٌ** باب (س) کا مصدر ہے سوار ہونا، **وفقنا** فعل ماضی **توفیق** مصدر ہے اللہ کی جانب سے بندے کیلئے شر کی راہ مسدود ہونا اور خیر کی راہ کھلنا مقصد برآری کیلئے اسباب خیر مہیا کرنا اور رکاوٹیں دور کرنا، مدد خداوندی۔

ترجمہ اور فضیلت دی گئی پیدل چلنے والے کو سوار ہونے پر قدرت رکھنے والے کے لئے خداوند عالم ہم کو توفیق عنایت فرمائے، اپنے فضل وکرم سے اور ہم پر احسان فرمائے دوبارہ حج کرنے کے لئے بہترین حالت میں ہمارے سردار محمد ﷺ کے واسطہ سے۔

پیدل حج کرنا افضل ہے

فرماتے ہیں کہ جس شخص کے اندر پیدل چلنے کی قدرت ہے اس کیلئے پیدل حج کرنا افضل ہے امام ابوبکر ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد:

فرمایا کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے اس کے لئے سواری کے ہر قدم پر ستر ۷۰ نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جو شخص پیدل حج کرتا ہے، اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ حرم شریف کی عبادت کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدود حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے، (مجمع الزوائد: ۳/۲۰۹) یہ اللہ تعالی کا بے شمار انعام واحسان ہے، کہ ایک عبادت کے عوض میں ہزاروں لاکھوں عبادتوں کے برابر نیکیاں عطا فرماتے ہیں، اے اللہ ہم کو قبول فرما اور بار بار اپنی بارگاہ کی حاضری اور اپنے پاک اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت نصیب فرما یا رب صلّ وسلم دائما ابدًا علی حبیبك خیر الخلق کلھم. (ایضاح المناسک: ۲۴-۲۵)

فصل

مدینہ المنورہ کی فضیلت

پوری روئے زمین میں سب سے افضل ترین زمین کا وہ حصہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے ملا ہوا ہے، اور یہ خوش قسمتی مدینہ طیبہ کو حاصل ہے، اس کے بعد کعبۃ اللہ اور حرم مکی ہے، اس کے بعد حدود مدینہ المنورہ ہے۔ (شامی مصری: ۲/۳۵۲، شامی کراچی: ۲/۶۲۶) اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی اے اللہ حضرت ابراہیمؑ تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے انہوں نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں تو اہل مدینہ کو اہل مکہ سے دُگنی برکت عطا فرما چنانچہ آج مدینہ کی برکت لوگوں کے سامنے ہے۔ (ترمذی شریف: ۲/۲۲۹)

دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے
مکی مدنی ہاشمی ومطلبی نے

(ایضاح المناسک: ۱۸۹)

مدینہ منورہ کا سفر

جب مکۃ المکرمہ سے مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہو جائے تو راستہ میں کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھتا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک رہے، اور راستہ میں مسجد حرام سے ۱۶/ سولہ کلو میٹر کے فاصلہ پر مقام سَرِف پڑے گا اسی میں ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی قبر ہے، ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہو کر فاتحہ اور ایصال ثواب کرے۔

(غنیۃ الناسک: ۲۰۲، ایضاح المناسک: ۱۸۸)

حرمت مدینہ منورہ

حضرت ابو ہریرہؓ وحضرت انسؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے اللہ جس

طرح حضرت ابراہیمؑ نے حدود مکۃ المکرمہ کو محترم قرار دیا ہے اسی طرح میں مدینۃ المنورہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔ (ترمذی: ۲/۲۳۰، ایضاح المناسک: ۱۹۰)

حدود مدینہ منورہ

حدود مدینہ منورہ بڑے بڑے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع وعریض ہموار علاقہ ہے، جس کے ایک طرف جبل احد اور دوسری طرف جبل عیر ہے، اور بعض روایات میں جبل احد کی جگہ جبل ثور آیا ہے، اور مدینہ منورہ میں جبل ثور کے نام سے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جو جبل احد کے دامن پر ہے اور مکہ مکرمہ میں جو جبلِ ثور ہے، وہ کافی بڑا ہے، بہرحال جب مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہو جائے تو ہمیشہ اس کی فکر میں رہنا چاہئے کہ ارض مقدس کے احترام کے خلاف کوئی امر صادر نہ ہو۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۰)

﴿۱۴۵۸﴾ فِی زِیَارَةِ النَّبِیِّ عَلٰی سَبِیْلِ الاِخْتِصَارِ تَبْعًا لِمَا قَالَ فِی الاِخْتِیَارِ لَمَّا كَانَتْ زِیَارَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ الْقُرَبِ وَاَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَالَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَیْهَا وَبَالَغَ فِی النَّدبِ اِلَیْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الاَحَادِیْثِ وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ یُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِیْعِ الْمَلاَذِ وَالْعِبَادَاتِ غَیْرَ اَنَّهٗ حُجِبَ عَنْ اَبْصَارِ الْقَاصِرِیْنَ عَنْ شَرِیْفِ الْمَقَامَاتِ.

تقرب فعل مضارع معروف باب (ک) قَرَابَةً وقُرْباً وقُرْبَةً (م) قریب ہونا حرّض فعل ماضی معروف باب تفعیل تحریض مصدر ہے آمادہ کرنا بالغ ماضی معروف باب مفاعلۃ مُبَالَغَةً مصدر ہے آخری حد کو پہنچنا، مبالغہ سے مراد یہاں پر وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے پر وعدہ ہے اور چھوڑنے پر سزا ہے۔ سعة سین کے فتحہ وکسرہ کے ساتھ گنجائش، جفانی فعل ماضی معروف باب (ن) جَفَاءً وجَفْواً بے رخی برتنا، مقرر اسم مفعول باب تفعیل سے تقریرا (م) ہے متعین کرنا ثابت کرنا، حَیٌّ زندہ جمع أحیاء ممتع اسم مفول باب تفعیل سے لطف اندوز ہونے کے موقع دینا لطف اندوز کرنا، فائدہ پہنچانا ملاذ واحد ملذة خواہشات حجب ماضی مجہول باب نصر حجبًا مصدر ہے رکاوٹ بننا، قاصرین اسم فاعل ہے باب (ن) (م) قُصُوْراً کسی کام سے عاجز رہنا، اور عن شریف المقامات یہ قاصرین کے متعلق ہے۔

ترجمہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان میں مختصر طریقہ پر اتباع کرتے ہوئے اس کی جو بیان کیا اختیار میں جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عبادتوں میں افضل ہے، اور تمام مستحب چیزوں میں بہترین ہے بلکہ قریب ہے، ان واجب عبادتوں کے درجہ کے جو لازم ہیں کیوں کہ نبیؐ نے ترغیب دی ہے، زیارت پر اور مبالغہ کیا زیارت کی طرف بلانے میں چنانچہ فرمایا جس نے گنجائش پائی اور میری زیارت نہیں کی پس مجھ پر ظلم کیا اور فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی تو لازم ہوگئی اس کے لئے میری شفاعت اور فرمایا جس نے میری زیارت کی میرے انتقال کے بعد پس گویا کہ میری زیارت کی میری زندگی میں اور اس کے علاوہ دیگر احادیث ہیں اور محققین کے نزدیک محقق اور تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے، (جو بھی آپ کی شان کے لائق ہو) اور لطف اندوز ہیں جملہ خواہشات اور عبادتوں سے علاوہ اس بات کے کہ اوجھل رکھا گیا کوتاہ نظروں کی آنکھوں سے اور ان لوگوں کی آنکھوں سے جو مقامات عالیہ سے دور ہیں۔

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے، کوئی بھی صاحب ایمان ایسا نہیں کر سکتا کہ دیار قدس میں پہنچنے کے بعد روضہ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے اور جو واپس آجائے تو اس کی بڑی بدقسمتی ہے، وہاں جانے کے بعد روضۂ اطہر کی زیارت کرنا واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موقع اور گنجائش کے باوجود جس نے میری زیارت نہیں کی اس نے مجھے تکلیف دی، اور مجھے ناراض کیا، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گا تو اس کی فضیلت ایسی ہے، جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے، یعنی میری زندگی میں زیارت کا اجر و ثواب ملے گا، (ایضاح المناسک: ۱۸۷) اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جن سے روضہ اطہر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اور محققین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور تمام مفاد حیات اور عبادتوں سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ کوتاہ نظروں کی آنکھوں سے اور ان لوگوں کی نظروں سے جو مقامات عالیہ کی شرافت سے بعید ہیں اسی قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوجھل ہیں جتنے یہ لوگ مقامات عالیہ سے دور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آپ کے پردہ فرمانے کے بعد اس چراغ کے مانند ہے، جو کسی کمرہ میں رکھا ہو اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہو تو جو لوگ باہر ہیں ان سے وہ روشنی مستور ہے، مگر کمرہ میں جیسا کہ پہلے تھی ویسی ہی ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۰۵)

﴿۱۴۵۹﴾ وَلَمَّا رَاَيْنَا اَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ اَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهٖ وَمَا يُسَنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنَ

الكُلِّيَاتِ وَالجُزْئِيَاتِ اَحْبَبْنَا اَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ المَنَاسِكِ وَاَدَائِهَا مَا فِيْهِ نُبْذَةٌ مِنَ الاٰدَابِ تَتْمِيْمًا لِفَائِدَةِ الكِتَابِ.

غافلین اسم فاعل باب (ن) غُفُوْلاً وغَفْلَةً مصدر ہے عدم توجہ اور قلت احتیاط کی بنا پر بھول جانا، **زائرین** اسم فاعل باب (ن) (م) زیارۃً ملاقات کرنا کسی سے ملنے کیلئے آنا یا جانا، **کلیات و جزئیات** سے مراد وہ امور ہیں جو اس مقام اور دوسرے مقامات کے درمیان مشترک ہیں جیسے تحیۃ المسجد اور جزئیات سے مراد وہ خاص امر ہے جس کا تعلق زیارت سے ہے، جیسے کھڑے ہونے کا ادب اور طریقہ (بیان آگے آرہا ہے) **مناسك** اس کا واحد مَنْسَكُ حج کی عبادات (افعال وارکان) نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكاً (ن) عبادت گزار ہونا، **نبذة** کسی چیز کا ٹکڑا حصہ جمع نَبَذَاتٌ آداب ادب کی جمع ہے سلیقہ تہذیب، **تتمیما** باب تفعیل کا مصدر ہے مکمل کرنا۔

ترجمہ اور جبکہ ہم نے دیکھا اکثر لوگوں کو غافل روضۂ اطہر کی زیارت کے حقوق ادا کرنے سے اور ان کلی اور جزی باتوں سے جو مسنون ہیں زیارت کرنے والوں کے لئے تو ہم نے چاہا کہ ذکر کریں مناسک حج اور انکی ادائیگی کے بعد اس بیان کو جس میں ادب کا کچھ حصہ ہو کتاب کے فائدہ کو پورا اور کامل کرنے کے لئے۔

تشریح صاحب کتابؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں روضۂ اطہر کی زیارت کا طریقہ اور ادب معلوم نہیں ہے کس طریقہ سے کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا چاہئے کیا کیا چیزیں مسنون ہیں، وہاں کے کیا حقوق ہیں اس وجہ سے ہم مناسک حج سے فراغت کے بعد مدینۃ المنورہ میں دخول کے آداب مسجد نبویؐ میں دخول کے آداب ریاض الجنہ میں عبادت کی فضیلت ورضہ پر نور علی صاحبہا الف الف صلوۃ پر سلام پڑھنے کے آداب و طریقہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر سلام پڑھنے کا طریقہ جنت البقیع میں جانے کا طریقہ وغیرہ وغیرہ تمام چیزوں کو بالتفصیل بیان کریں تاکہ ہماری یہ کتاب ایک متبرک بیان پر ختم ہو۔

﴿۱۴۶۰﴾ فَنَقُوْلُ يَنْبَغِیْ لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ اِلَيْهِ وَفَضْلُهَا اَشْهَرُ مِنْ اَنْ يُذْكَرَ.

ینبغی فعل مضارع معروف باب انفعال کہا جاتا ہے ینبغی لہ اس کو چاہئے اس کیلئے مناسب ہے، **تبلغ** فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے تبلیغا مصدر ہے پہنچانا۔

ترجمہ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے مناسب ہے، جو ارادہ کرے حضور کی زیارت کا کہ آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرے کیوں کہ سنتے ہیں اس کو (اگر قریب سے پڑھا جائے) اور پہنچایا جاتا ہے آپ تک (اگر دور سے پڑھا جائے) اور درود شریف کی فضیلت بیان کی حدود سے کہیں زیادہ ہیں۔

درود شریف کے فضائل

فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا متمنی ہو تو اسے چاہئے کہ درود شریف کثرت سے پڑھے انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہوگا اور کثرت درود شریف محبت کی علامات میں سے ہے، **فمن احب شیئا اکثر من ذکرہ** جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے، اس کا ذکر بہت کثرت سے کیا کرتا ہے، علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت والجماعت ہونے کی علامت ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جو قریب سے پڑھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں، اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، یہ گویا کہ ایک حدیث کا مضمون ہے، حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے، میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے، یعنی اس پر فرشتے متعین ہیں، اور جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو بہ نفس نفیس خود سنتے ہیں بہت ہی قابل فخر قابل عزت قابل لذت چیز ہے، پھر آگے فرمایا کہ درود شریف کے فضائل احاطہ سے باہر ہیں مثال کے طور پر ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالی اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں، اللہ کی طرف سے تو ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے، چہ جائکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالی کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی فضائل سے متعلق کئی روایات حاشیہ میں بھی لکھی ہیں۔

﴿۱۴۶۱﴾ فَاِذَا عَایَنَ حِیْطَانَ الْمَدِیْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ یُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ وَمَهْبَطُ وَحْیِكَ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِالدُّخُوْلِ فِیْهِ وَاجْعَلْهُ وَقَایَةً لِّی مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْفَائِزِیْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰی یَوْمَ الْمَاٰبِ.

عاین ماضی معروف باب مفاعلۃ سے **معاینۃ**، مصدر ہے دیکھنا، مشاہدہ کرنا، **حیطان** یہ جمع ہے اس کا واحد **حائط** دیوار، **حرم** زیارت گاہ، **مهبط** اترنے کی جگہ **هَبَطَ یَهْبِطُ هُبُوْطًا** باب (ض) اترنا **اُمْنُنْ** فعل امر باب (ن) **مَنًّا** مصدر ہے کرم فرمانا احسان کرنا حسن سلوک کرنا **وقایة** باب ضرب کا مصدر ہے کسی کی حفاظت کرنا اذیت سے بچانا **امان** باب سمع کا مصدر ہے، بے خوف ہونا محفوظ ہونا مطمئن ہونا **فائزین** اسم فاعل جمع باب (ن) **فاز یفوز فوزًا** کامیاب ہونا **شفاعة** باب (ف) کا مصدر ہے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا۔

ترجمہ پس جب دیکھے مدینہ منورہ کی (بابرکت) دیواروں کو تو پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پھر کہے اے اللہ یہ تیرے مقدس نبی کا حرم اطہر ہے، اور تیری وحی کے اترنے کی مبارک جگہ ہے، پس مجھ پر احسان فرما اس میں

داخل ہونے کا اور بنا اس کو حفاظت میرے لئے آگ سے اور امن عذاب سے اور بنا مجھ کو کامیاب ہونے والے لوگوں میں لوٹنے کے دن (قیامت کے دن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ۔

مدینۃ المنورہ کے قریب پہنچنے کی دعا

علامہ سخاوی قول بدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو خشوع وخضوع کے ساتھ درود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی درود شریف میں اضافہ کرتا جائے اس لئے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن پاک کے نزول سے معمور ہیں حضرت جبرئیل حضرت میکائیل کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے، اور اس کی مٹی سید البشر پر مشتمل ہے، اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اسکے پاک رسول کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے، یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں، اور پھر متن میں ذکر کردہ دعا پڑھے۔

﴿۱۴۶۲﴾ وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ اَوْ بَعْدَهٗ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ. اِنْ اَمْكَنَهٗ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ تَعْظِيْمًا لِلْقُدُوْمِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ مَاشِيًا اِنْ اَمْكَنَهٗ بِلَا ضَرُوْرَةٍ بَعْدَ وَضْعِ رَكْبِهٖ وَاطْمِئْنَانِهٖ عَلٰى حَشَمِهٖ اَوْ اَمْتِعَتِهٖ مُتَوَاضِعًا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَان قَائِلًا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيْرًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ.

رکب قافلہ حشم، خدام، ہمراہی جمع احشام امتعۃ سامان واحد متاع جلالۃ اس میں دو لغت ہیں، (۱) جیم کے ساتھ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان متبرک جگہوں کا نہایت ہیبت اور تعظیم وعظمت کے ساتھ مشاہدہ کرے، (۲) حا کے ساتھ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا مشاہدہ کرے اس ذات عالی کا جس نے اس جگہ پر قیام فرمایا اور تشریف فرمائے ہوئے یعنی نبیؐ۔

ترجمہ اور غسل کرے داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہونے کے بعد زیارت کے لئے متوجہ ہونے سے پہلے اگر اس کو موقع مل سکے اور خوشبو لگائے اور اپنے کپڑوں میں سب سے عمدہ کپڑے پہنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی تعظیم کے لحاظ سے پھر داخل ہو مدینہ میں پیدل اگر ممکن ہو پریشانی کے بغیر (پھر) قافلہ اور سامان وغیرہ اتر جانے کے بعد اور ٹھہر جانے کے بعد اور اپنے متعلقین اور سامانوں کے متعلق اطمینان حاصل کرلینے کے بعد اس حالت میں کہ سکینہ اور وقار کے ساتھ ہو تواضع کرتا ہوا جلالت مکان اور عظمت مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے اور یہ کہتا ہوا

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر اے اللہ مجھ کو داخل کیجئے سچے مقام میں اور نکالئے مجھ کو سچے راستہ سے اور بنایئے میرے لئے اپنی جانب سے ایک باقوت صاحب اقتدار مددگار اے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی اولاد پر اور معاف فرما میرے گناہوں کو اور کھول دے میرے لئے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے۔

مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا ادب

جب مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو شہر میں داخل ہونے سے قبل اگر ممکن ہو تو غسل کرلے اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضو کرلے اور نئے کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن لے اور اگر خوشبو میسر ہو جائے تو وہ بھی لگا لے کیوں کہ یہ سرکار دو عالم کا شہر ہے آپکی خدمت میں حاضری دینی ہے، اور مدینۃ المنورہ کے سفر میں ایسی گاڑی کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے، جس میں آداب کی رعایت کرنے میں گاڑی والا پریشان نہ کرے اور جب سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہو تو بوقت دخول وہ دعا پڑھے جو متن میں موجود ہے، اور یہاں پہنچ کر اپنے قلب کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے بھرپور کرلے گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہا ہے آپس میں جھگڑے اور فضول باتوں سے احتراز کرے، اور اس دعا کو پڑھتے ہوئے نہایت عاجزی انکساری اور خضوع پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ (ایضاح المناسک: ۱۸۸)

﴿۱۲۶۳﴾ ثم يَدْخلُ المسجدَ الشرِيفَ فَيُصَلِّیْ تَحِيَّتَهٗ عندَ مِنْبَرِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَيَقِفُ بِحَيْثُ يَكُوْنُ عَمُوْدُ المِنْبَرِ الشَّرِيْفِ بِحِذَاءِ مَنْكِبِهٖ الاَيْمَنِ فَهُوَ مَوْقِفُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ قَبرِهٖ وَمِنبرِهٖ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ كَمَا اَخْبَرَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَقَالَ مِنْبَرِیْ عَلٰى حَوْضِیْ فَتَسْجُدُ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِاَدَاءِ رَكْعَتَيْنِ غَيرَ تَحِيَّةِ المَسْجِدِ شُكْرًا لِمَا وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنَّ عَلَيْكَ بالوُصُوْلِ اِلَيْهِ ثُمَّ تَدْعُوْ بمَا شِئْتَ.

عمود، ستون کھمبا جمع اَعْمِدَةٌ، روضة شاداب زمین خوبصورت باغ جمع رَوْضٌ ورِيَاضٌ

ترجمہ پھر داخل ہو مسجد شریف میں پس تحیۃ المسجد ادا کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اور کھڑا ہو اس طرح کہ منبر شریف کا کھمبا اس کے داھنے مونڈھے کے مقابل ہو، وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، اور وہ حصہ جو آپکی قبر اور آپ کے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، جیسا کہ نبیؐ نے اس کی خبر دی ہے، اور فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے، پھر سجدہ کرے خداوندی کریم کا شکر ادا کرنے کے لئے تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعت کی ادائیگی کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا کہ خدا نے تم کو توفیق دی اور احسان فرمایا تم پر اس متبرک مقام تک پہنچنے کا پھر دعا مانگے جو چاہے۔

مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا طریقہ

جب مسجد نبوی میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو پہلے غسل کرے اگر مدینہ میں داخل ہوتے وقت غسل نہیں کیا تھا اس کے بعد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ باب جبرئیل سے داخل ہو جائے، اور داہنا پاؤں پہلے رکھے اور یہ دعا پڑھے اللهم صل علی محمد واله واصحابه وسلم اللهم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی میں جائے اس سے پہلے کسی دوسرے کام میں نہ لگے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو اس سے فارغ ہو کر فوراً داخل ہو جائے، البتہ عورتوں کا رات میں داخل ہونا بہتر ہے، اور داخل ہو کر اولاً ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعا کرے اور اگر فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس میں شرکت کر لے اور یہ فرض تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

ریاض الجنۃ میں عبادت کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرۂ عائشہ اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے، جو شخص اس مقام پر جا کر نماز پڑھے گا اور ذکر وعبادت میں مشغول ہوگا اس کے لئے جنت میں جانا بالکل آسان ہو جائے گا، (مسلم شریف: ۱/ ۴۴۶) اور وہاں پر جگہ مشکل سے ملتی ہے، بھیڑ کافی ہوتی ہے اس لئے نماز سے ایک آدھ گھنٹے قبل پہنچنے کی کوشش کی جائے، اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کا یہ ٹکڑا قیامت کے دن جنت میں چلا جائے گا، (تاریخ مدینہ منورہ/۱۲۲ فتح القدیر: ۳/۱۸۲، ایضاح المناسک: ۱۹۰)

باب جبرئیلؑ

یہ مسجد نبوی کا وہ دروازہ ہے جس سے حضرت جبرئیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے، اس دروازہ سے باہر نکلنے سے جنت البقیع سامنے پڑتا ہے، اور اس دروازہ سے داخل ہونے کے بعد دائیں ہاتھ کو جانب شمال میں اصحاب صفہ کی قیامگاہ پڑے گی، اور بائیں ہاتھ کو جانب جنوب میں یعنی جانب قبلہ میں حضرت فاطمہ کا حجرہ ہے، اور تھوڑا سا آگے بڑھنے پر حجرۂ فاطمہ ختم ہو کر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنۃ کا حصہ شروع ہو جاتا ہے۔

(ایضاح المناسک: ۲۹)

﴿۱۴۶۴﴾ ثُمَّ تَنهَضُ مُتَوَجِّهًا اِلَى القَبرِ الشَّرِيْفِ فَتَقِفُ بِمِقْدَارِ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ بَعِيْدًا عَنِ المَقْصُوْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بِغَايَةِ الاَدَبِ مُسْتَدْبِرَ القِبْلَةِ مُحَاذِيًا لِرَاسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهِهِ الاَكْرَمِ مُلَاحِظًا نَظْرُهُ السَّعِيْدُ اِلَيْكَ وَسَمَاعُهُ كَلَامَكَ وَرَدُّهُ عَلَيْكَ سَلَامَكَ وَتَامِيْنُهُ

عَلٰى دُعَائِكَ.

تنهض فعل مضارع معروف باب فتح سے نهضًا مصدر ہے، اٹھنا کھڑا ہونا، **مقصورة** گھر میں یا بڑے ہال میں گراؤنڈ فلور کے اوپر کا چھوٹا کمرہ، کوٹھری جمع مَقَاصِيْرُ ومَقَاصِرُ مُحاذیا حاذاہ مُحاذاةً بالمقابل ہونا برابر ہونا باب مفاعلۃ سے ہے۔

ترجمہ پھر اٹھے رخ کئے ہوئے قبر شریف کی طرف چنانچہ کھڑا ہو حجرہ شریف سے تقریبا چار ہاتھ کے فاصلے پر انتہائی ادب کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کی طرف پشت ہو مقابل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور چہرہ مبارک کی جانب تصور یہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک تمکو دیکھ رہی ہے، اور سمع مبارک تمہاری جانب متوجہ ہے، اور تمہارے سلام کا جواب دے رہے ہیں، اور تمہاری دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہیں۔

روضۂ پرنور پر سلام پڑھنے کا ادب وطریقہ

ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد اور دعا سے فراغت کے بعد نہایت ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف مواجہ شریف (قبر شریف) کی جالی سے کچھ فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو جائے کہ اپنی پشت قبلہ کی طرف ہو اور چہرہ قبر مبارک کی دیوار کی طرف ہو اس کے بعد حضور قلبی سے غایت درجہ یکسوئی کے ساتھ نیچی نگاہ رکھتے ہوئے ادب اور احترام کے ساتھ ان الفاظ سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے جو اگلی عبارت میں آرہے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۲)

﴿۱۴۶۵﴾ وَتَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِىَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِىَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَفِيْعَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُدَّثِّرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُصُوْلِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاَقَمْتَ الدِّيْنَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُوْلِ جِسْمِكَ الْكَرِيْمِ فِيْهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ مَاكَانَ وَعَدَدَ مَايَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً لَا انْقِضَاءَ لِاَمَدِهَا

مزمل اسکی اصل **مُتَزَمِّلٌ** ہے، تاء کو زاء سے بدل کر زا کا زا میں ادغام کر دیا گیا، کپڑوں میں لپٹنے والا **مدثر** اصل میں **مُتَدَثِّرٌ** ہے تاء کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا، کملی میں لپٹنے والا، **امانة** نماز روزہ زکوۃ وغیرہ یعنی ہر وہ کام جس کے کرنے میں ثواب اور چھوڑنے میں عذاب ہو، **امد** میم کے فتحہ کے ساتھ، غایت، کسی چیز کی انتہا جمع آماد کہا جاتا ہے، **طال علیهم الامد** ان پر مدت طویل ہوگئی۔

ترجمہ: اور کہے آپ پر سلام اے میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام، اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام، اے اللہ کے حبیب! آپ پر سلام، اے رحمت والے نبی! آپ پر سلام، اے امت کے شفیع آپ پر سلام، اے رسولوں کے سردار! آپ پر سلام، اے نبیوں کے آخری! آپ پر سلام، اے کپڑوں میں لپٹنے والے! آپ پر سلام، اے کملی میں لپٹنے والے! آپ پر سلام اور آپ کے پاک صاف بزرگوں پر سلام اور آپ کے گھر والوں پر سلام جو پاک ہیں جن سے اللہ نے نجاست (بتوں کی گندگی) کو دور کیا اور پاک وصاف کر دیا ان کو ہر طرح سے بدلہ دے اللہ آپ کو ہماری طرف سے بہتر بدلہ جو ہر اس بدلہ سے کہیں بڑھا ہوا ہو جو کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے دیا گیا ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تحقیق کہ آپ نے رسالت کو پورا پورا پہنچا دیا اور آپ نے امانت کو پورا پورا ادا کر دیا (یعنی جو مقدس امانت احکام الٰہی اور امانت خداوندی آپ کو ودیعت کی گئی تھی وہ آپ نے ادا کر دی) اور آپ نے خیر خواہی فرمائی امت کی اور خوب واضح کر کے پیش کر دیا، آپ نے برہان اور حجت خداوندی کو اور آپ نے مجاہدہ کیا اللہ کے راستہ میں اور پورا مجاہدہ کیا اور آپ نے دین الٰہی کو قائم کیا اور قائم کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آ گیا یعنی موت، آپ کے اوپر اللہ کا ہمیشہ ہمیشہ سلام اور درود ہو جیو اور اس بابرکت اور مقدس جگہ پر جو مشرف ہوئی آپ کے جسم اطہر کے نزول سے رب العالمین کا صلوٰۃ وسلام ہمیشہ رہے ان کے شمار کے برابر جتنی چیزیں عالم کون میں آ چکی ہیں اور جتنی چیزیں آنے والی ہیں (جو اللہ کے غیر محدود اور لامتناہی ازلی اور ابدی) اللہ کے علم میں ایسا صلوٰۃ وسلام جس کی انتہا اور اختتام ہی نہ ہو۔

تشریح: درود وسلام سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کے وسیلہ سے اللہ سے اپنی مرادیں مانگے اور اللہ سے حسن خاتمہ رضاء الٰہی اور مغفرت کا سوال کرے پھر اس کے بعد حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے جیسا کہ اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۱۴۶۶﴾ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَاَمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظْرِ اِلٰى مَاثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالقِيَامِ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالاِسْتِشْفَاعِ بِكَ اِلٰى رَبِّنَا فَاِنَّ الخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَالاَوْزَارُ قَدْ اَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَاَنْتَ الشَّافِعُ المُشَفَّعُ

الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ وَاسْأَلْهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِكَ وَان يُوْرِدَنَا حَوْضَكَ وَاَنْ يَسْقِيَنَا بِكَاسِكَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَان وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ.

وفد وافد کی جمع ہے وافد کے معنی آنے والا، نووارد اور **وفد** کے معنی آدمیوں کی جماعت جو مشترکہ کام کے لئے بھیجی جائے، **زوّار** زائر کی جمع ہے، ملاقاتی، مہمان، **شاسِعة** اسم فاعل ہے باب فتح سے مصدر **شُسُوْعًا** دور ہونا **شاسعة** کے معنی دور دراز، **وَعْرٌ** دشوار گزار، سخت جگہ، جمع **اَوعَار**، **مآثِر** اس کا واحد **مائِرَة** ہے قابل تحسین کارنامہ، **قصمت** ماضی معروف باب ضرب سے **قَصَمَ يَقْصِمُ قَصْمًا** توڑنا، **اوزار** **وِزرٌ** کی جمع ہے، گناہ، بوجھ **وَزَرَ يَزِرُ وِزرًا** (ض) بھاری بوجھ اٹھانا، گنہگار ہونا۔ **کواھل** **کاھل** کی جمع ہے، گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ، **وسيلة** یہ جنت میں ایک مقام ہے، جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہے، **کأس** پیالہ، گلاس، جام جمع **کُؤُوْس** یہاں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے جام مراد ہیں، **خزایا** **خزیان** کی جمع ہے، **اَخْزٰی يُخْزِیْ اِخْزَاءً** ذلیل کرنا، رسوا کرنا، **ندامى** **ندمان** کی جمع ہے **نَدِمَ يندَمُ نَدَمًا** کسی بات کے کرنے کے بعد پشیمان و شرمندہ ہونا۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ہم آپ کے دربار میں درخواست لے کر حاضر ہوئے ہیں ہم آپ کے حرم پاک میں حاضر ہوئے ہیں ہم نے آپ کے سامنے فروکش ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور تحقیق کہ آئے ہیں ہم آپ کے دربار میں دور دراز شہروں سے اور دور دراز مقامات سے نرم اور سخت دشوار گزار زمینوں کو طے کرتے ہوئے آپ کی زیارت کے لئے تاکہ آپ کی شفاعت سے کامیاب ہوں اور نظر کریں آپ کے فضائل اور عظیم الشان کارناموں پر (اور حاضر ہوئے ہیں) آپ کے کسی قدر حق کو ادا کرنے کے لئے اور آپ کے ذریعہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش حاصل کرنے کے لئے کیوں کہ خطاؤں نے ہماری کمر توڑ دی اور گناہوں کے بوجھ نے بھاری کردیا ہمارے مونڈھوں کو اور آپ سفارش کرنے والے ہیں اور آپ کی سفارش عنداللہ مقبول ہیں اور آپ سے وعدہ کیا گیا ہے شفاعت عظمٰی مقام محمود اور وسیلہ کا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ سے معافی چاہتے تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا اور تحقیق کہ ہم حاضر ہوئے ہیں اپنے نفسوں پر ظلم کرکے (بڑے بڑے گناہ کرکے) اپنے گناہوں کی بخشش اور مغفرت چاہنے کے لئے آپ ہمارے لئے سفارش

فرمائیے اپنے رب کے دربار میں اور دعا فرمائیے کہ ہم کو موت دے آپ کی سنت پر اور یہ کہ کرے ہمارا حشر آپ کی جماعت میں اور یہ کہ پہنچادے ہمیں آپ کی حوض کوثر پر اور یہ کہ سیراب کرے ہم کو آپ جام کوثر سے اس حالت میں کہ نہ ہم رسوا کئے گئے ہوں نہ شرمندہ ہوں یا رسول اللہ شفاعت شفاعت شفاعت، اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے پھر پڑھے ربنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں اور مت رکھ کینہ ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے اے پروردگار بے شک آپ مہربان ہیں اور بہت رحم والے ہیں۔

﴿۱۴۶۷﴾ وَتُبَلِّغُهٗ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاكَ بِهٖ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَتَشَفَّعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهِ وَتَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ: اور سلام پہنچاؤ ان کا جنھوں نے آپ کو سلام پہنچانے کی فرمائش کی ہے، چنانچہ کہو سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول فلاں بن فلاں کی طرف سے وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کا طالب ہے، شفاعت فرمائیے اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے پھر درود پڑھو آپ پر اور دعا مانگو جو چاہو آپ کے چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر اس حال میں کہ قبلہ کی طرف پشت پھیرے ہوئے ہو۔

دوسروں کی طرف سے سلام

اگر کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کے لئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اس طرح عرض کرے جیسا کہ متن میں آیا ہے۔

﴿۱۴۶۸﴾ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَاسَ الصِّدِّيْقِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنِيْسَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَاجَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلْفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ اَرْكَانَهٗ فَكُنْتَ خَيْرَ اِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّيْنِ وَلِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ سَلِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقُبُوْلَ زِيَارَتِنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهُ.

تحول باب تفعل سے ماضی معروف **تَحَوُّلًا** مصدر ہے گھومنا **الیس** انس کرنے والا **منھاج** واضح راستہ جمع **مناھیج** **اھل الرِّدَّةِ** وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے، سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور دین اسلام کی جڑیں مضبوط کیں، **مھدت** ماضی معروف باب تفعیل سے ہموار کرنا برابر کرنا مراد پھیلانا **شیدت** ماضی معروف باب تفعیل سے **تشییداً** مصدر ہے مضبوط کرنا، **وصلت الاحام** مکمل طریقہ سے صلہ رحمی کی اس جملہ کو لاکر ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان عداوت ودشمنی تھی فرمایا ایسا نہیں ہے، بلکہ آپؓ تو رشتہ داروں کے تعلقات کی پاسداری کرنے والے تھے، **حزب** جمع احزاب پارٹی جماعت گروہ۔

ترجمہ پھر ہٹ جائے ایک ہاتھ یہاں تک حضرت ابوبکرؓ کے سر کے مقابل آجائے اور کہے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام اور اے رسول اللہ! کے ساتھی اور غار میں آپ کے مونس اور سفروں میں آپ کے رفیق اور راز کی باتوں میں آپ کے امانتدار آپ پر سلام بدلہ عطا فرمائے اللہ آپ کو ہماری طرف سے ایسا بہترین بدلہ کہ جو بڑھا ہوا ہو اس بدلہ سے جو کسی امام کو ملا ہو اس کے نبی کی امت کی طرف سے تحقیق کہ آپ بہترین قائم مقام ہوئے بہت اچھی نیابت اور قائم مقامی کی اور آپ چلے ان کے قاعدے اور طریقے پر بہترین چلنا اور مقاتلہ کیا اہل ارتداد اور اصحاب بدعت سے اور آپ نے اسلام کو پھیلایا اور مضبوط کیا اس کے ارکان کو پس آپ بہترین امام تھے، اور پاسداری ولحاظ کیا تمام رشتہ داروں کا اور آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے، دین اور دین والوں کی امداد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آگیا دعا کیجئے اللہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کی ہمیشگی کی اور اپنی جماعت کے ساتھ حشر کی اور ہماری زیارت کی قبولیت کی سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

صدیق اکبرؓ پر سلام

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ کے بقدر داہنی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ سلام پیش کرے۔

﴿۱۴۶۹﴾ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَاْسَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْاِيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ

وَقَوِیَ بِکَ الْإِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

مظهر اسم فاعل ہے باب افعال سے اظہار مصدر ہے، ظاہر کرنا واضح کرنا **مکسر** اسم فاعل باب تفعیل سے تکسیر مصدر ہے توڑنا **ایتام** یتیم کی جمع ہے وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مرگیا، **وقوی بلك الاسلام** اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ اور آپ کے ساتھی دار ارقمؓ میں چھپ کر نماز وغیرہ پڑھتے تھے، جس وقت حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو آپ نے نبیؐ سے فرمایا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، تو حضرت عمرؓ نے خانہ کعبہ میں جا کر اپنے ایمان کا کھلم کھلا اظہار کیا اور اسی وقت سے حرم میں نماز ہونے لگی گویا کہ آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو تقویت اور مضبوطی ملی، **ھادی** اسم فاعل جمع ہادون وھُدَاة آگے رہنے والا راہنمائی کرنے والا **مھدی** اسم مفعول ہے، ہدایت یافتہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ حق کی طرف رہنمائی کرے **شمل** باب (ن) کا مصدر ہے سب کو شامل ہونا عام ہونا متفرق امر جمع اللّٰہ شملھم اللہ تعالیٰ ان کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کردے **کیسر** ٹوٹا ہوا جمع کَسْرىٰ کَسَاری.

ترجمہ: پھر ہٹ جائے اس کے مانند یہاں تک کہ مقابل ہو جائے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سر کے پھر کہو اے امیر المؤمنین آپ پر سلام اے اسلام کے ظاہر کرنے والے آپ پر سلام اے باطل کے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام بہترین بدلہ عطا فرمائے اللہ آپ کو ہماری طرف سے تحقیق کہ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا اور کفالت کی یتیموں کی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی (رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے رہے) اور قوی ہوا آپ کے ذریعہ سے اسلام اور تھے آپ مسلمانوں کے پسندیدہ ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ امام آپ نے ہمیشہ مسلمانوں کی متعدد جماعتوں کو جمع کئے رکھا اور امداد کی ان کے فقیر کی اور شکستہ دلوں کی شکستگی دور کی سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت۔

سیدنا حضرت عمرؓ فاروقؓ پر سلام

حضرت صدیق اکبرؓ کو سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ مزید دائیں طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر ان الفاظ کے ساتھ پیش کرے جو متن میں مذکور ہیں۔

فائدہ: اگر کسی وقت روضۂ اطہر تک بھیڑ کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تو مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرے مگر اس کی وہ فضیلت نہیں ہے۔ جو مواجہ شریف کے سامنے ہوتی ہے، نیز مسجد نبویؐ کے باہر سے بھی اگر مواجہ شریف کے سامنے سے گزرنا ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کرتا ہوا جائے۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۶)

﴿۱۴۷۰﴾ ثُمَّ تَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كَمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْاَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَّتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ اَوْصَاهُ بِالدُّعَاءِ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ.

ضجیعی ضَجَعَ يَضْجَعُ ضَجْعًا وضُجُوعًا لیٹنا سونا یہ تثنیہ ہے، ضَجِیْعٌ کا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، اس جملہ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن کے دونوں ساتھیوں اور ساتھ لیٹنے والو، رفیقیہ یہ رفیق کا تثنیہ ہے، ساتھی دوست ہم سفر جمع رُفَقَاءُ وزیریہ وزیر کا تثنیہ ہے، مددگار جمع وُزَرَاءُ مبشریہ مشیر کا تثنیہ ہے، مشورہ دینے والا۔ مصالح مصلحة کی جمع ہے کسی وزارت کا محکمہ، انتظامی شعبہ جس کے تحت مخصوص کام ہوں جیسے انکم ٹیکس وغیرہ۔ یحشرنا فعل مضارع معروف (ن، ض) حشرًا مصدر ہے جمع کرنا اور حشر کہتے ہیں روزِ قیامت مخلوق کا اجتماع۔

ترجمہ: پھر (تقریباً) آدھے ہاتھ پیچھے ہٹ کر کہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہم خواب اور آپ کے دونوں دوست اور دونوں وزیر اور مشیر کار اور دین کے قائم کرنے پر آپ کے دونوں مددگار (اے وہ دونوں مقدس بزرگو جو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی مصلحتوں کے قائم ہوئے خداوند عالم آپ دونوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، ہم آپ دونوں کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ دونوں کا وسیلہ اور ذریعہ اختیار فرمائیں تاکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے شفاعت فرمادیں اور اللہ تعالی سے سوال کریں جو ہمارا رب ہے کہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور زندہ رکھے ہم کو اپنے مذہب پر اور اسی پر مارے اور اٹھائے ہم کو قیامت کے دن انکی (رسول اللہؐ) کی جماعت میں پھر دعا مانگے اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور اس کے لئے جس نے وصیت کی ہو دعا کرنے کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

﴿۱۴۷۱﴾ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ رَاْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْاَوَّلِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَائِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا حَضَرَهٗ وَيُوَفَّقُ لَهٗ بِفَضْلِ اللّٰهِ.

ترجمہ پھر کھڑا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کے پاس پہلے کی طرح اور کہے، اے اللہ بے شک آپ نے فرمایا اور آپ کا فرمان بالکل ٹھیک اور سچ ہے، اور اگر وہ لوگ جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا (گناہ کئے تھے) (اے نبی) آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے مغفرت چاہتے اور مغفرت چاہتے ان کے لئے رسول بھی، تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے، اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں آپ کی بات سن کر آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے کے لئے آپ کے نبی سے شفاعت کی درخواست کرتے ہیں آپ کی طرف، اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما ہمارے آباء واجداد اور ماؤں کی مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے گزر چکے ایمان کے ساتھ اور مت رکھ کینہ ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لا چکے، اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو محفوظ رکھ دوزخ کے عذاب سے تمہارا رب جو بڑی عزت وشان والا ہے، بہت پاکیزہ اور بلند وبالا ہے ان چیزوں سے جو غلط طریقہ سے لوگ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو تمام رسولوں پر اور تمام تعریفیں دونوں جہان کے پروردگار کے لئے ہیں، اور بڑھائے جو چاہے اور دعا مانگے اس چیز کی جو ذہن میں آئے اور توفیق دی جاتی ہو اس کو اللہ کے فضل وکرم سے۔

دربار رسالت کے سامنے ہوکر دعا

درود وسلام سے فراغت کے بعد دوبارہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوکر حق وتبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور آپ پر درود پڑھکر کر آپ کے وسیلہ اور توسل سے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعاؤں میں مرادیں مانگیں، اور حضور پرنور علیہ السلام سے شفاعت کی درخواست کرے اور اپنے لئے اور اپنے والدین عزیز واقارب اور دوست واحباب اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔

(ایضاح المناسک: ۱۹۶)

﴿۱۴۷۲﴾ ثُمَّ يَاتِي اُسْطُوَانَةَ اَبِي لُبَابَةَ الَّتِيْ رَبَطَ بِهَا نَفْسَهٗ حَتّٰى تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالمِنْبَرِ وَيُصَلِّي مَا شَاءَ نَفْلاً وَيَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْ بِمَا شَاءَ وَيَاتِي الرَّوْضَةَ فَيُصَلِّي مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا اَحَبَّ وَيُكْثِرِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالثَّنَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ.

ترجمہ پھر آئے اسطوانۂ ابی لبابہ پر یہ وہی کھمبا ہے، جس سے ابولبابہ نے اپنے آپ کو باندھ دیا یہاں تک

کہ اللہ ان پر متوجہ ہوا (جب تک اللہ تعالیٰ نے اس پر رجوع نہ فرمایا توبہ قبول نہ کی خود کو وہیں باندھے رکھا) اور وہ مزار اقدس اور منبر کے درمیان ہے، اور پڑھے جتنی چاہے نفل نماز اور رجوع کرے اللہ کی طرف اور دعا مانگے جو چاہے، اور روضہ میں آئے پس جتنی چاہے نماز پڑھے اور جو دعا محبوب ہو مانگے اور کثرت رکھے تسبیح تہلیل اللہ کی تعریف اور استغفار کی۔

درود، سلام و دعا کے بعد دو رکعت نماز

درود و سلام اور دعاؤں کے بعد پھر اسطوانۂ ابولبابہؓ کے پاس آکر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگیں اس کے بعد پھر ریاض الجنۃ میں جتنی ہو سکے نفلیں پڑھ کر دعائیں مانگیں کیونکہ ریاض الجنۃ میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۷)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

مسجد نبوی کا وہ قدیم حصہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کی حیثیت سے تھا، وہی ریاض الجنۃ کا حصہ ہے، اور اس حصہ میں سات ستون ہیں، اور ہر ایک ستون پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے، اور مسجد نبوی میں یہ سات ستون بالکل نمایاں ہیں، اور یہ ستون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہیں اور ہر ایک پر نام بھی لکھا ہے۔

(ایضاح المناسک: ۱۹۷)

اسطوانۂ ابولبابہ

حضرت ابولبابہ جلیل القدر صحابی ہیں، غزوۂ تبوک کے موقع پر ان سے کوئی خطا صادر ہوگئی تھی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ دیا تھا، جو اسطوانۂ ابولبابہ سے مشہور ہو گیا ہے، اور انہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب تک خدا کی طرف سے مجھ کو حکم نہ ہوگا، میں بھی نہیں کھولوں گا، چنانچہ پچاس دن تک اسی حالت میں بندھے رہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر انکی توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے کھول دیا تھا، ان کی توبہ کا ذکر سورہ توبہ میں ہے، اس جگہ پر توبہ کی قبولیت قرآن سے ثابت ہے، اس لئے یہاں پر دو رکعت نماز پڑھ کر توبہ و استغفار اور دعا کرنی چاہئے۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۸)

﴿۱۴۷۳﴾ ثُمَّ يَاتِي الْمِنْبَرَ فَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الرُّمَّانَةِ الَّتِي كَانَتْ بِهٖ تَبَرُّكًا بِاَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَكَانَ يَدِهِ الشَّرِيْفَةِ اِذَا خَطَبَ لِيَنَالَ بَرَكَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَسْاَلُ

اللّٰهَ مَاشَاءَ.

ترجمہ: پھر آئے منبر کے پاس چنانچہ رکھے اپنا ہاتھ اس رمانہ پر جو منبر پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان۔ سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اور آپ کے دست مبارک کے رکھے جانے کی جگہ کی (برکت حاصل کرنے کے خیال) سے جب آپ تقریر فرماتے تاکہ حاصل کرسکے آپ کی برکت اور درود پڑھے آپ پر اور سوال کرے اللہ سے جو چاہے۔

تشریح: آجکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا منبر نہیں ہے، البتہ منبر کی جگہ محراب کی شکل میں کچھ نمایاں ہے، اگر وہاں موقع مل جائے تو نماز پڑھے اور دعا مانگے۔

﴿۱۴۷۴﴾ ثُمَّ يَاتِي الْاُسْطُوَانَةَ الْحَنَّانَةَ وَهِيَ الَّتِي فِيْهَا بَقِيَّةُ الْجِذْعِ الَّذِيْ حَنَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَرَكَهُ وَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى نَزَلَ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ.

جذع جیم کے کسرہ کے ساتھ اور ذال کے سکون کے ساتھ تنہ جمع جُذُوْعٌ حَنَّ ماضی معروف حنینًا مصدر ہے باب ضرب سے آواز نکالنا خوشی یا غم سے، یہاں پر مراد غم کی وجہ سے رونا۔ احتضنہ ماضی معروف باب افتعال سے مادّہ حضن ہے، مجرّد میں باب نصر سے مستعمل ہے، حَضَنَ يَحْضُنُ حَضْنًا وَحِضَانَةً سینے سے لگانا گود لینا۔

ترجمہ: پھر آئے اسطوانۂ حنانہ کے پاس اور حنانہ وہ ہے، جہاں اس تنہ کا کچھ حصہ (دفن) ہے، جو رویا نبی کی طرف (جو نبیؐ کی محبت میں رویا تھا) جبکہ اس کو چھوڑ دیا، اور خطبہ دینے لگے، منبر پر حتی کہ نبیؐ اترے اور اس کو آغوش رحمت میں لیا اس وقت اس کو سکون ہوا۔

اسطوانۂ حنانہ

اسطوانۂ حنانہ وہ ستون ہے جو کھجور کے تنہ کا تھا، مسجد نبویؐ میں منبر بننے سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ اور وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے، اور جب منبر بن گیا اور ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے تو یہ ستون باقاعدہ آواز کے ساتھ زور زور سے رونے لگا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سینۂ مبارک سے لگالیا، تو رونا بند ہو گیا، (ترمذی: ۱/۱۱۳) کھجور کا تنہ تو وہاں مدفون ہے، لیکن اب وہاں پختہ ستون ہے، اس جگہ جا کر دعا واستغفار میں مشغول ہونا چاہئے۔ (مستفاد ایضاح المناسک: ۱۹۷)

﴿۱۴۷۵﴾ وَيَتَبَرَّكُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْآثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَالْاَمَاكِنِ الشَّرِيْفَةِ.

ترجمہ: اور برکت حاصل کرے آثار نبویہ سے اور مقامات مقدسہ سے جو باقی ہیں۔

پانچ ستونوں کا بیان

ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ ریاض الجنہ میں سات ستون ہیں، ان میں سے دو کا بیان آچکا ہے، اس کے علاوہ پانچ ستون اور ہیں وہاں پر بھی جائیں اور نمازیں پڑھ کر دعائیں مانگیں مثلاً اسطوانۂ وفود ہے، یعنی وہ ستون جس کے پاس بیٹھ کر باہر سے آنے والے قبائل نے آپ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی ہے، یہ ستون حجرۂ عائشہ اور حجرۂ فاطمہ کی دیوار سے متصل ہے، ایسے ہی اسطوانۂ حرس یعنی شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیا جاتا تھا، تو پہرہ دینے والا اسی ستون کے پاس بیٹھ جاتا تھا، اور بعد میں اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اعلان فرمایا کہ آپ کی حفاظت خود اللہ فرمائیں گے، اس اعلان کے بعد پہرہ کا سلسلہ بند ہوگیا ایسے ہی اسطوانۂ جبرئیلؑ ہے یعنی جس ستون کے پاس وحی لے کر جبرئیلؑ بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے، اس جگہ کو مقام جبرئیلؑ بھی کہتے ہیں، اس جگہ بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، اسی طرح اسطوانۂ سریر ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی جگہ ہے، ایسے ہی اسطوانۂ عائشہ ہے، یعنی وہ جگہ کہ جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے، کہ وہاں اگر نماز پڑھنے کی فضیلت کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو نمبر لگانے کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وہ جگہ بتلا دی تھی، اس جگہ بھی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں لہٰذا مذکورہ مقامات میں سے کسی بھی جگہ دعا ترک نہ کریں۔

(ایضاح المناسک:۱۹۸)

﴿۱۴۷۶﴾ وَيَجْتَهِدُ فِي اِحْيَاءِ اللَّيَالِي مُدَّةَ اِقَامَتِهِ وَاغْتِنَامِ مُشَاهَدَةِ الحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزِيَارَتِهِ فِي عُمُوْمِ الاَوْقَاتِ.

ترجمہ اور خوب کوشش کرے راتوں کے جاگنے میں اپنے ٹھہرنے کی مدت میں اور پوری کوشش کرتا رہے تمام اوقات میں بارگاہ نبوت کے دیدار اور اس کی زیارت کی غنیمت حاصل کرنے میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جب تک مدینۃ المنورہ میں قیام رہے پانچوں نمازیں مسجد نبوی ہی میں حاضر ہوکر ادا کرنے کی کوشش کرے، اور ہمہ وقت تلاوت ذکر دعا اور نوافل میں مشغول رہے، اور کوئی وقت اِدھر اُدھر ضائع نہ ہونے دے، اور عبادت ویکسوئی میں راتوں کو جاگتا رہے۔

﴿۱۴۷۷﴾ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى البَقِيْعِ فَيَاتِي المَشَاهِدَ وَالمَزَارَاتِ خُصُوْصًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

بقیع مختلف درختوں کی جڑوں والی زمین، مشاهد اس کا واحد مشہد۔ ہے، اجتماع منظر۔

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ جائے بقیع کی طرف چنانچہ مشاہد اور مزارات پر حاضر ہو خصوصًا شہیدوں کے سردار حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک پر۔

سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ اور شہداء احد کی زیارت

مسجد نبویؐ سے تقریبًا ۵/ ٦ کلومیٹر کے فاصلہ پر وہ مقدس اور مشہور پہاڑ واقع ہے، جس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا یہ ارشاد فرمایا ہے، احد وہ پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت رکھتا ہے، اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، اور یہی وہ پہاڑ ہے، جس پر ۳/ ہجری میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا جس کو جنگ احد کہتے ہیں، اسی غزوہ میں سیدنا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ ہندہ نے چاب لیا تھا، مگر ہندہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور اسی غزوہ میں ستر ۷۰ نفوس قدسیہ نے جام شہادت پی لیا تھا اسی احد پہاڑ کے دامن میں ایک ہموار میدان میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور باقی شہداء احد کی قبریں ہیں، اور اس قبرستان کو چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے، اور جالی دار دیواروں سے قبریں اچھی طرح نظر آجاتی ہیں، مدینہ کے قیام کے موقع پر شہداء احد کی زیارت بھی مسنون ہے، اور احد پہاڑی کے دامن میں شہیدوں کا قبرستان ہے، اور اس میں حضرت حمزہؓ کی قبر بالکل نمایاں ہے، حضرت حمزہؓ کے علاوہ احد کے قبرستان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ حضرت عبداللہ بن جحش اور بڑے بڑے اجلہ صحابہ احد کے موقع پر شہید ہوئے، اور یہ کل ۷۰/ صحابہ ہیں جنہوں نے احد کے موقع پر جام شہادت پیا، ان سب کی قبریں وہیں پر ہیں، اور ایک قبر میں کئی کئی افراد بھی ہیں ان سب کی زیارت بڑی خوش نصیبی اور بڑا کار ثواب اور مستحب ہے، (ایضاح المناسک: ۲۰۷)

﴿۱۴۷۸﴾ ثُمَّ اِلَى الْبَقِيْعِ الْاٰخَرِ فَيَزُوْرُ الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ اٰلِ الرَّسُوْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعمتهٗ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ترجمہ: پھر دوسرے بقیع کی طرف پس زیارت کرے حضرت عباس حضرت حسن بن علی اور باقی ال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیارت کرے امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور ازواج مطہرات اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ اور صحابہ و تابعین کی۔

تشریح: بقیع اخر سے مراد جنت البقیع ہے، جنت البقیع مدینہ منورہ کا وہ وسیع و عریض قبرستان ہے، جس میں ہزاروں صحابہ اور تابعین اولیاء اللہ او رنفوس قدسیہ مدفون ہیں یہ قبرستان مسجد نبویؐ کی جانب قبلہ میں جنوبی مشرقی سمت میں واقع ہے، اور اس وقت مسجد نبویؐ اور جنت البقیع کے درمیان کوئی آبادی یا عمارت حائل نہیں ہے، اور اس قبرستان

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے نو ۹/ امہات المؤمنین مدفون ہیں، (۱) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، (۲) حضرت حفصہؓ (۳) حضرت سودہؓ (۴) حضرت ام سلمہؓ (۵) حضرت زینب بنت جحشؓ (۶) حضرت زینب بنت خزیمہؓ (۷) حضرت ام حبیبہؓ (۹) حضرت صفیہؓ اور حضور کی اولاد میں سے حضرت فاطمہؓ حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت ابراہیمؓ مدفون ہیں نیز حضرت زین العابدین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے مزار بھی اسی قبرستان میں ہیں، نیز اسی قبرستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب اور آپ کے چچازاد بھائی حضرت ابوسفیان حارث بن عبد المطلب نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں دائی حضرت حلیمہ سعدیہؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں، اور خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت اسد بن زرارہ حضرت عثمان بن مظعون حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسدؓ یہ سب اسی قبرستان میں مدفون ہیں، اور صاحب مذہب امام مالکؒ بھی اسی قبرستان میں ہیں، اور اس قبرستان میں سب سے نمایاں حضرت عثمانؓ کا مزار ہے، یہ جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے، پھر وہاں سے سو قدم کے فاصلہ پر دیوار سے متصل حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کا مزار ہے، اور یہ نمایاں ہے، ہمارے اکابرین میں سے فقیہ العصر محدث کبیر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۲ تا ۲۰۴)

جنت البقیع کی فضیلت

اس قبرستان کو دنیا کے تمام قبرستانوں پر فضیلت حاصل ہے، ترمذی شریف میں حدیث ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ کے قبرستان میں دفن ہونے کا موقع ملے وہ شخص ضرور مدینہ میں آکر مرے اس لئے کہ جو مدینہ کے قبرستان میں مدفون ہوگا ضرور میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی: ۲/ ۲۲۹)

جنت البقیع کی زیارت

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں کو مدینہ منورہ کی زیارت ضرور نصیب ہو جاتی ہے، بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کو اس قبرستان کی زیارت کا موقع ملتا ہے، لہٰذا مدینہ کے قیام کے دوران اس قبرستان کی زیارت کی بھی حتی الامکان کوشش کریں، اور موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۴۷۹﴾ وَيَزُوْرُ شُهَدَاءَ اُحُدٍ وَاِنْ تَيَسَّرَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَهُوَ اَحْسَنُ .

ترجمہ: اور زیارت کرے شہداء احد کی اور اگر میسر ہو جمعرات کا دن، وہ تو بہتر ہے۔

تشریح: شہداء احد کا تذکرہ ماقبل میں آچکا ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر موقع ملے تو روزانہ زیارت کرے، ورنہ کم سے کم ہفتہ میں ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضری دیا کریں اور جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے۔
(فتح القدیر: ۳/۱۸۲، ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۴۸۰﴾ وَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ.

ترجمہ: اور کہے تم پر سلام اس صبر کے بدلہ جو تم نے کیا اور بہت اچھا ہے، آخرت کا مقام۔

اہل بقیع پر سلام

قبرستان بقیع ہر وقت کھلا نہیں رہتا بلکہ بند رہتا ہے، اور جنازہ لے جانے کے لئے کھولا جاتا ہے، اور عام طور پر عصر کی نماز کے بعد جنازہ کے ساتھ داخل ہونے میں آسانی ہوتی ہے، اس لئے اس موقع کا انتظار کر کے داخل ہو جائے اور اہل بقیع پر ان الفاظ کے ساتھ سلام پڑھے، اے ایمان والی قوم تم پر سلام ہو بے شک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرما اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۴۸۱﴾ وَيَقْرَأُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْإِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ تَيَسَّرَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجَمِيْعِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ بِجِوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

ترجمہ: اور پڑھے ایت الکرسی اور سورہ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ، اور سورۂ یٰس اگر ممکن ہو اور اس کا ثواب تمام شہداء اور ان مومنین کی خدمت میں پیش کرے جو ان کے پاس ہیں۔

اہل بقیع کو ایصال ثواب

حضرت سیدنا عثمان ذی النورین کو سلام پیش کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے اخیر تک اور سورۂ یٰس سورۂ تبارک الذی سورۂ قدر سورۂ الہاکم التکاثر سورۂ کافرون سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ سے لے کر گیارہ گیارہ تک درمیان میں جتنا ہو سکے پڑھ کر تمام اہل بقیع اور تمام مؤمنین ومؤمنات کو ثواب پہنچا دیں، اور اگر سب سورتیں نہ ہو سکیں تو جتنی بھی ہو سکیں پڑھ کر ثواب پہنچا دیں۔ (غنیۃ الناسک: ۲۰۹، ایضاح المناسک: ۲۰۷)

﴿۱۴۸۲﴾ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَاْتِيَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ اَوْ غَيْرَهٗ وَيُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ بَعْدَ دُعَائِهٖ بِمَا اَحَبَّ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا مُفَرِّجَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ

يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاكْشِفْ كُرْبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ حُزْنَهٗ وَكَرْبَه فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَاكَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ يَادَائِمَ النِّعَمِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ آمِيْنَ.

صریخ چیخ وپکار صَرَخَ و استصرخ فریادکرنا پکارنا آواز دینا غیاث مدد امداد مستغیثین اسم فاعل جمع ہے، مصدر استغاثة مدد کی درخواست کرنا مفرج اسم فاعل باب تفعیل سے تفریجًا مصدر ہے، کشادگی پیدا کرنا کھولنا کرب اس کا واحد کُرْبَةٌ ہے، رنج ومشقت۔

ترجمہ: اور مستحب ہے یہ کہ آئے مسجد قباء میں ہفتہ کے دن یا اس کے علاوہ اور نماز پڑھے اس میں اور کہے اپنی پسندیدہ دعا کے بعد اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے اے مدد کی درخواست کرنے والوں کی مدد کرنے والے، اے مصیبت زدوں کی مصیبتکھو لنے والے اے بے قراروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا اور سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی ال واولاد پر اور دور کردے میرے رنج وغم کو جیسا کہ دور کردیا تو نے اپنے رسول سے رنج وغم کو اس مقدس جگہ میں اے بندوں پر توجہ فرمانے والے اور بخشنے والے اے بہت احسان فرمانے والے اے بہت بھلائی اور احسان کرنے والے اے ہمیشہ نعمت عطا کرنے والے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپ کی اولاد اور تمام صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ سلام ہوتا رہے اے تمام جہانوں کے پالنے والے اے اللہ قبول فرما۔

مسجد قباء کی زیارت اور نماز

مسجد قباء وہ مسجد ہے جس کی تعمیر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پتھر رکھا تھا، اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے اس مسجد کی تعمیر ہوئی ہے، اور یہی وہ مسجد ہے، جس کے بارے میں قرآن میں لمسجد اُسّس علی التقوىٰ فرمایا ہے، اب یہ مسجد بہت بڑی بن گئی ہے، سڑک سے متصل کھلے میدان میں ہے، اور یہ مسجد مسجد نبویؐ سے تقریباً تین چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، حدیث میں آیا ہے کہ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ/۱۰۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن قباء میں تشریف لیجایا کرتے تھے، اس لئے کسی کو ہفتہ کے دن کا موقع ملے تو ہفتہ ہی کو اس مسجد قباء میں حاضری دینے کی کوشش کرے، اور نماز پڑھے دعا مانگے اور اگر ہوسکے تو وہ الفاظ کہے جو یہاں متن میں لکھے ہیں، اور قباء کے ہی علاقہ میں بئر اریس ہے یعنی وہ کنواں ہے، جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی سیدنا حضرت عثمان کے ہاتھ سے گر گئی تھی پھر نہیں ملی تھی۔

(فتح القدیر: ۳/۱۸۳، ایضاح المناسک: ۲۰۹)

مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو ریاض الجنۃ میں یا مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھ کر روضۂ اطہر علی صاحبہا الف الف صلوۃ پر حاضر ہو کر پہلے کی طرح درود و سلام پڑھے پھر اللہ سے دعا کرے اے اللہ میرے سفر کو آسان فرمادے اور مجھے سلامتی و عافیت کے ساتھ اپنے اہل و عیال میں پہنچادے، اور مجھ کو دونوں جہان میں آفتوں سے محفوظ فرما۔

اور مجھے پھر مدینۃ المنورۃ کی دوبارہ حاضری نصیب فرما اور یہ میرا آخری سفر نہ بنا۔ (مستفاد معلم الحجاج: ۳۶۶)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

خاص تیرے ہی لئے اے خدا!
فضل و کرم احسان و عطا

محتاج دعا:
وسیم احمد بلبل پوری
خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ (سہارنپور) یوپی

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین و مؤلفین
۱	القرآن الکریم	ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲)
۲	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (مکتبہ نعیمیہ دیوبند، اشاعت الاسلام دہلی)
۳	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسماعیل (م۲۲۶) دار الکتاب، دیوبند
۴	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری (م۲۶۱)
۵	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (م۲۷۹)
۶	تحفۃ الالمعی	حضرت مولانا مفتی محمد سعید احمد صاحب پالنپوری، مکتبہ حجاز دیوبند
۷	مشکوٰۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی (م۷۴۱)
۸	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنی (م۱۴۰۲)
۹	فضائل اعمال	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنی (م۱۴۰۲)
۱۰	عالمگیری	شیخ نظام الدین و جماعۃ من علماء الہند، مکتبہ ماجدیہ پاکستان
۱۱	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور (م۵۹۲)
۱۲	تنویر الابصار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشی (م۱۰۰۴) مطبع عثمانیہ مصر
۱۳	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م۱۰۸۸) مطبع عثمانیہ مصر
۱۴	ردالمحتار (شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین (م۱۲۵۲) مطبع عثمانیہ مصر
۱۵	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین (م۱۲۵۲) دار المعرفۃ بیروت
۱۶	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم (م۹۷۰) دار المعرفۃ بیروت
۱۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی (م۵۸۷) دار الکتاب دیوبند
۱۸	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی (م۱۰۶۹) دمشق
۱۹	طحطاوی علی مراقی الفلاح	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفی (م۱۲۳۱) دمشق
۲۰	فتاویٰ تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی (م۷۸۶) مکتبہ زکریا دیوبند
۲۱	غنیۃ المستملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفی (م۹۵۶) سہیل اکیڈمی لاہور
۲۲	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعۃ البخاری (م۶۱۶) ادارۃ القرآن کراچی
۲۳	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م۸۰۰) محمود بک ڈپو

۲۴	غنیۃ الناسک	حضرت مولانا شیخ محمد حسن شاہ مہاجر مکی (م ۱۳۴۶) ادارۃ القرآن کراچی
۲۵	الاشباہ والنظائر	علامہ ابن نجیم مصری (م ۹۷۰) مکتبہ دار العلوم دیوبند
۲۶	فتاویٰ دار العلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م ۱۳۴۷) مکتبہ دار العلوم دیوبند
۲۷	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷) مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۲۸	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری (م ۱۴۲۲) مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۲۹	انوارِ رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مراد آباد
۳۰	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مراد آباد
۳۱	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مراد آباد
۳۲	کتاب المسائل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری
۳۳	ایضاح الاصباح	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ سابق شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی
۳۴	الدر المنضود	حضرت مولانا محمد عاقل صاحب صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور
۳۵	درسِ ترمذی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مکتبہ زکریا دیوبند
۳۶	انوار القدوری	مؤلف (راقم الحروف)
۳۷	دینی مسائل اور ان کا حل	مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری

سیرۃ اور سوانح پر دار الاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ٦ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبیؐ پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برهان الدین حلبیؒ
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ٧ حصص در ٣ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ	علامہ شبلی نعمانیؒ/سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ٣ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق نبیؐ میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	خطبہ حجۃ الوداع سے استشهاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضورؐ کی سیاست اور عملی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدسؐ کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین	. . . . . .
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	اُن خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	. . . . . .
ازواج مطہرات	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے۔	عبد العزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں۔	ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفیؒ
اسوۂ صحابہ ٢ جلد کامل یکجا	حضور اکرمؐ سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ۔	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب۔	. . .
حیاۃ الصحابہ ٣ جلد کامل	صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات۔ مطالعہ کے لئے راہنما کتب	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیمؒ
الفاروق	حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذو النورین	حضرت عثمانؓ	معراج الحق عثمانی

اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

طبقات ابن سعد	اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری
تاریخ ابن خلدون	مع مقدمہ	علامہ عبد الرحمن ابن خلدون
تاریخ ابن کثیر	اردو ترجمہ النہایۃ البدایۃ	حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل ابن کثیر
تاریخ اسلام		مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
تاریخ ملت	تاریخ قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر تک ملت اسلامیہ کی مکمل تاریخ	جناب مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی، جناب مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
تاریخ طبری	اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک	علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
سیر الصحابہ	انبیاء کرامؑ کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات	الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

دار الاشاعت ❁ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱، پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۰۲۱ مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

خواتین کے لئے دلچسپ معلوماتی اور مستند اسلامی کتب

تحفہ زوجین			حضرت تھانویؒ
بہشتی زیور	اُردو	انگریزی	〃 〃 〃
اصلاح خواتین			〃 〃 〃
اسلامی شادی			〃 〃 〃
پردہ اور حقوق زوجین			〃 〃
اسلام کا نظام عفت وعصمت	〃	〃	مفتی ظفیر الدین
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح			حضرت تھانویؒ
خواتین کے لئے شرعی احکام	〃	〃	اہلیہ ظریف تھانوی
سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات	〃	〃	سید سلیمان ندوی
چھ گناہ گار عورتیں	〃	〃	مفتی عبد الرؤف صاحب
خواتین کا حج	〃	〃	〃 〃 〃
خواتین کا طریقہ نماز	〃	〃	〃 〃 〃
ازواج مطہرات			ڈاکٹر حقانی میاں
ازواج الانبیاء			احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام			عبد العزیز شناوی
پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں			ڈاکٹر حقانی میاں
نیک بیبیاں			حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین			احمد خلیل جمعہ
دور نبوت کی برگزیدہ خواتین			〃 〃 〃
دور تابعین کی نامور خواتین			〃 〃 〃
تحفہ خواتین	〃	〃	مولانا عاشق الٰہی بلندشہری
مسلم خواتین کے لئے بیس سبق	〃	〃	〃 〃 〃 〃 〃
زبان کی حفاظت			〃 〃 〃 〃 〃
شرعی پردہ			〃 〃 〃 〃 〃
میاں بیوی کے حقوق	〃	〃	مفتی عبد الغنی صاحب
مسلمان بیوی			مولانا ادریس صاحب
خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق			حکیم طارق محمود
خواتین اسلام کا مثالی کردار			نذیر محمد مکتبی
خواتین کی دلچسپ معلومات ونصائح			قاسم عاشور
امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں خواتین کی ذمہ داریاں			نذیر محمد مکتبی
قصص الانبیاء	مستند ترین	〃	امام ابن کثیرؒ
اعمال قرآنی	عملیات ووظائف	〃	مولانا اشرف علی تھانویؒ
آئینہ عملیات			صوفی عزیز الرحمٰن
اسلامی وظائف	قرآن وحدیث سے ماخوذ وظائف کا مجموعہ		

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں!!

ملنے کا پتہ دارالاشاعت اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی فون : ۲۶۳۱۸۶۱ - ۲۲۱۳۷۶۸

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

خواتین کے مسائل اور انکا حل ۲ جلد ——— جمع وترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
فتاویٰ رشیدیہ مبوّب ——— حضرت مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
کتاب الکفالۃ والنفقات ——— مولانا عمران الحق کلیانوی
تسہیل الضروری لمسائل القدوری ——— مولانا محمد عاشق الٰہی البرنیؒ
بہشتی زیور مُدَلّل مکمل ——— حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے ——— مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے ——— ″ ″ ″ ″
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی ——— اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد ——— مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل ——— مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظام اراضی ——— ″ ″ ″ ″
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں ذکر قرآنی احکام) ″ ″ ″ ″
انسانی اعضاء کی پیوندکاری ——— ″ ″ ″ ″
پراویڈنٹ فنڈ ——— ″ ″ ″ ″
خواتین کے لیے شرعی احکام ——— اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی ——— مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب و احکام ″ ″ ″ ″
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت ——— فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ ——— مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب و احکام ——— انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت ——— مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت ——— حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ ——— مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور ——— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل ——— مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی ——— شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق ——— مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں ——— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح ″ ″ ″ ″

دارالاشاعت ❁ اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۰۲۱ مستند اسلامی وعلمی کتب کا مرکز